هو الغفور الرحیم

الشعرائ تلامیذ الرحمن

تذکرۂ شعرای زبان اردوی معلی موسوم بنام تاریخی

سخن شعرا

۱۲۹۱

[illegible] عبد الغفور خان صاحب [illegible] نساخ

بحسن تصحیح وزیب تسطیر بآوان سعادت اقتران

مطبع منشی نولکشور میں بطبع مزین طبع ہوا

تصحیح

[illegible]
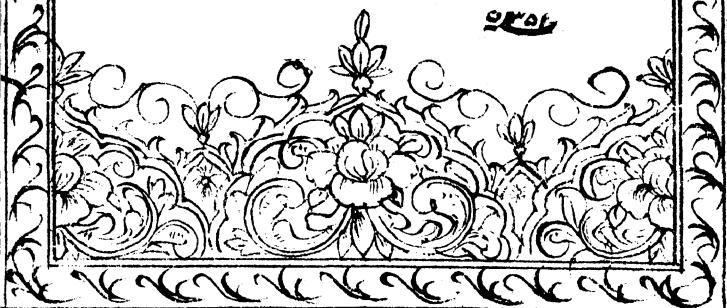
بسم اللہ الرحمن الرحیم

مدرس ثنا بند گلستان جہانکی رونق افزا و زمستان معانی ہے اور ثنا اوس گلچین آرا
زمین وزمان کی بہار افزاے ریاض نکتہ دانی ہے جنے عرائس معانی کو ریاحین مبانی سے
پیراستہ اور ابکار افکار کو روائح ازہار بلاغت اور نوائح گلہاے فصاحت سے آراستہ فرمایا
اور نونہالان گلشن لطائف کو عمائل ظرائف سے مزین فرما کے حسب بطون سے منصۂ شہود پر
جلوہ نما کیا اور اپنی سحاب لطف وکرم کی آبیاری سے شورستان عدم استعداد کو روضۂ
رضوان بنایا سرو قدان باغچۂ احسن تقویم اوسکے بہار خلق کی تعلیم سے مالامال اور نوبادہ ہاے
گلشن تکریم برگ و بار حسن تنظیم سے چمن چمن نہال ہوے شعر
اے موج نسیم کرم الطاف سی تیرے دیکہا نہین اس گلشن بجہار مین گہٹا
اور گلدستہ درود ونامحدود وصلواۃ غیر معدود پیشکش بہار گلستان رسالت رونق بوستان
نبوت آفتاب دوسرا آسمان اہتدا تاجدار لی مع اللہ خدیو انجم سپاہ ہے جسکی نکہت
مرحمت سے معطر ہر دماغ اور نسیم مکرمت سے ہر غنچۂ دل باغ باغ ہے خاک پا اوسکا غزہ شان
گلشن صنائع کو غازہ ہے ابر چمن زار فضاے بدائع اوسکی آبیاری سے تر وتازہ قدیای علوم

اوس

اوس منبع جود و احسان سے اپنی موجون مین لہراتا ہے اور محیط شرایع اوس گوہر بے بہای امتنان سے آب و تاب مین چشمۂ خورشید کا پہلو دباتا ہے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ الاتقیاء الابرار ناظمی البحر الذخار وعتب العجاج التیار بعد اسکے ہیچ میرزا ابو محمد عبد الغفور خالدی متخلص بہ نساخ ڈپٹی مجسٹریٹ و ڈپٹی کلکٹر ضلع راجشاہی معروف بہ رامپور بوالیہ ابن منشی قاضی فقیر محمد مرحوم صاحب جامع التواریخ وکیل عدالت عالیہ صدر دیوانی کلکتہ ابن قاضی محمد رضا مغفور متوطن ضلع فرید پور باشندۂ دار الامارۃ کلکتہ نکتہ فہمان سخن سنجان زمن کی خدمت مین عرض رسا ہے کہ بیان ہنوز باغچۂ عمر مین نسیم شعور کی آمد آمد اور فرش سبزہ رشاد فضای سن و سال مین ممتد بھی نتھا کہ سر مین سوداے گلریزیان مضامین پیدا ہوا دل غنچہ لسان معانی کا شیدا ہوا کلام اساتذہ کا شوق رہا غیرون کے سخن سے ذوق رہا سو بڑے دنون مین بہت سی دواوین نظر سے گذرے عرصۂ قلیل مین تذکرہ [illegible] داد سخن کی دی ہے جانفشانی و جانکاہی کی ہے [illegible] مضمون شیرۂ حیات سے بہتر سے ہر انداز شیرین [illegible] ہے ہر طرز رنگین رشک لب شیرین [illegible] حالم کہ شربت تالیف [illegible] اور اسس قند کو مکرر کرون یعنی اسس طرح کا تذکرہ لکھون جسمین اشعار [illegible] مین اطناب و اعجاز ہو اور احوال شعرا مین اختصار و ایجاز اور حالات اہل زمان کو بقدر طاقت بشری جامع اور حشو و زوائد کو مانع ہو بحمد اللہ کہ [illegible] عزم ہدف مراد مین دوسار ہوا کہ بارہ ۱۲ برس کی محنت مین یہ تذکرہ شعراے ریختہ [illegible] سے بنام تاریخی سخن شعرا تیار ہوا وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

ردیف الالف

آباد تخلص محمد یعقوب علی خان خلف محمد اسحاق خان باشندۂ دھلی

اِن خراباتیون کی صحبت نے	مجھکو آباد کیا خراب کیا

آباد تخلص مہدی حسن خان ولد غلام جعفر خان باشندۂ لکھنؤ ناسخ سے اصلاح لیتے تھے سال تولد انکا ۱۲۲۸ بارہ سو اٹھائیس ہجری ہے انکے تین واسوخت اور ہر بحر مین غزل کے ایک ایک دیوان ہے بعض دیوان اور [illegible] واسوخت نظر راقم سے گذرے

ہمیشہ تذکرہ ہے مصحفِ رخسار جانان کا
کوئی ثروت مین بھی اندازِ غربت بیسی جاتی ہے
ہجر مین ای رشک شیرین جان شیرین تلخ ہے
کیا عجب شوقِ اسیری مین اگر منقار سے
روشنی پائے سخاوت سے جہان مین نام ہے
پائیگا اکدن کمالِ سربلندی شکل بدر
ہے بجا اے گل اگر کہیے تجھے رشکِ بہار
رکھ لیا پردہ مرا قاتل تری تلوار نے
بجلیان روشن کرینگی قبر پر میرے چراغ
تیرے ہر ایک سخن مین ہین بہم دو پہلو
[illegible] حرف سے ہر حرف ہو جدا
گر سکندر کی طرح [illegible] سخت [illegible]
طور کم کر نہ مرے [illegible] کا
زلف دراز و ابرو خمدار و چشم [illegible]
واللہ کیا ہے حسن بتِ پرغرور کا
بگڑ گیا جو نکلتے ہی روح کے نقشا
شعبدے دکھلائے حسنِ یار نے ہر دم نئے
بیتاب وہ ہون چین نہ آئے لحد مین بھی
ہاتھ کیا اوسنے اوٹھایا سیکڑون بسمل ہوئے
خون گرفتہ نہ کوئی عشق مین مجھسا ہوگا
فقط امید ہے بخشش کی تری رحمت سے
مثالِ قصر گزرے دلت جنکے لاکھون قصر عالی تھے
مجھے یاد آگیا سجدہ بتون کی آستانے کا

کتاب عشق نے حافظ کیا ہے مجھکو قرآن کا
نہ بھولا تخت پر یوسف کو صدمہ چاہ کنعان کا
کام نالے کر رہے ہین تیشۂ فرہاد کا
بلبلین دامن پکڑ لین دوڑ کر صیاد کا
ہر درم گویا چراغ مرقدِ حاتم ہوا
ماہ نو کی طرح جو بہر تواضع خم ہوا
پھول مرجھاتا نہین تیرے گلے کے ہار کا
جسم عریان پر ہے احسان زخم دامن دار کا
کشتہ ہون اک برق وش کی مین نگاہ ناز کا
کبھی اقرار سے ہوتا نہین انکار جدا
لکھدون جو خط مین حال کبھی اضطراب کا
ہفت کشور چھوڑ کر مین کنج عزلت مانگتا
[illegible] تا کسی دشمن کو نہو یاری کا
[illegible] تو انھین تین چار کا
[illegible] کو [illegible] ہے [illegible] اسکے ظہور کا
طلسم تھا کوئی یا [illegible] تھا
سامنے آنکھون کے یہان کیا کیا تماشا ہو گیا
میرے جنازے کو نہو آرام روشن پہ
دے رہا ہے عاشقونکو موت کا پیغام زر
دمبدم مشقِ جلاد کیا کرتے ہین
وگرنہ عفو کے قابل مرے گناہ نہین
اب اونکی خاک اوڑتی پھرتی ہے دشت و بیابان مین
کسی مسجد مین جب دیکھا کسی مین نے نمازی کو

دل لگانے مین تو ہے جو اوٹھانے کا مزا | لطف کیا ہے کہ جو معشوق ستمگار نہو
لطف جینے کا یہ ہے جان کسی پر نکلے | نہ جیے وہ جسے مرنے سے سروکار نہو
کہین فرقت مین جائین اشک ہین لبریز آنکھون مین | تماشاہی لیے پھرتے ہین ہم کشتی مین طوفانکو
ذرے سے اونکے لگی تقدیر پشت آئنہ | مہر سے بالا ہوئی توقیر پشت آئنہ
خیاط قطع کر تو سمجھ کر لباس یار | رشتہ مری حیات کا اوس پیرہن مین ہے

آثر تخلص تفضل حسین شاگرد اسیر

خاکساری کا اگر مرتبہ حاصل ہو جاوے | ہے ولا پھر طلب نسخۂ اکسیر عبث

آبرو تخلص نجم الدین معروف بہ شاہ مبارک باشندۂ دہلی شاگرد و عزیز سراج الدین علیخان آرزو و حضرت محمد غوث گوالیاری کے نبیرون مین تھے محمد شاہ جنت آرامگاہ کے عہد مین وفات پائی بتتبع صنعت ایہام مین شعر کہتے تھے

کیون چھپا ظلمت مین گر اوس لب سے شرمندہ نتھا | جان کچھ پانی مرے ہے چشمۂ حیوان کی بیچ
سر سے لگا کے پاون تلک دل ہوا ہون مین | یہان تک تو فن عشق مین کامل ہوا ہون مین
دور خاموش بیٹھہ رہتا ہون | اسطرح حال دل کا کہتا ہون
شور ہے اوسکی اشکباری کا | آبرو چشم تر قیامت ہے
نہ دیوے لیکے دل وہ جعد مشکین | اگر باور نہ ہو تو مانگ دیکھو

ابن رضا تخلص و نام سید ابن رضا لکھنوی کلکتہ مین آئے تھے راقم نے انکو دیکھا ہے

چبھے رقیبون کے دل مین ہزارون ہی کانٹے | گلون کے گجرے جو ہم یار کو پنہانے لگے

آتش تخلص مرزا غلام حسین ولد مرزا اکرم اللہ بیگ باشندۂ ڈھاکہ شاگرد و داماد میرزا جان طپش عدالت دیوانی ڈھاکہ مین وکالت کرتے تھے

آپ تو محو فنا تھے جس طرح قطرے کی اوس | جنبش باد صبا کا اک بہانہ ہو گیا

آتش خواجہ حیدر علی خلف خواجہ علی بخش لکھنوی شاگرد مصحفی سنہ ۱۲۶۳ بارہ سو ترسٹھہ ہجری مین انتقال کیا دو دیوان اونکے نظر راقم سے گذرے سواے غزل کے اور کسی صنف سخن پر قادر نہ تھے اشعار انکے پر مضمون و بامزہ ہوتے ہین

حباب آسا مین دم بھرتا ہون تیری آشنائی کا
وصال یار کا وعدہ کب ہے فردای قیامت پر
نہین مٹتی ہے پتھر کی لکیر احباب کہتے ہین
نہین دیکھا ہے لیکن تجھکو پہچانا ہے آتش نے
حسن پری اک جلوۂ مستانہ ہے اوسکا
وہ یاد ہے اوسکی کہ بھلا دے دو جہان کو
لیجاے خط شوق کبوتر غریب کیا
آتش یہی دعا ہے خدا ے کریم سے
کونسا دل ہے نہین جس مین خدا کی منزل
کیا قتل اوسنے کہنے سے رقیب تیرہ باطن کے
عالم منطق مصور ہے تری تصویر کا
کس خوشی سے دوڑکر عاشق کٹاتی ہین گلے
حیرت کی جا ہے نہووے نرم وحیرت اوسکی بان
وہن اوس روے کتابی مین ہے پیدا پیدا
گھڑی بھر روکے کوی یار مین یون زنگ دل کھویا
آئے تھے لوگ بیٹھے بھی اوٹھے بھی کھڑی ہوئے
حال مجنون تو نہین نوع دگر دیکھا تجھے
دم آخر بھی بالین پر مرے ہمراہ یار آئے
سامنے ہوتی نہین اوس شمع رو کی اپنی آنکھ
اسقدر نازان نہو اے شیخ اپنی زہد پر
کسی کے محرم آب روان کی یاد آئے
شب فراق مین مجھکو سلانے آیا تھا
عذاب گور سے واعظ نہایت ہے ڈراتا ہے

نہایت غم ہے اس قطرے کو دریا کی جدائی کا
یقین مجھکو نہین ہے گور تک اپنی رسائی کا
رہیگا پاے بت پر نقش اپنی جبہہ سائی کا
بجا ہے اے صنم گر تجھکو دعوی ہو خدائی کا
ہشیار وہی ہے کہ جو دیوانہ ہے اوسکا
حالت کو کرے غیر وہ یارانہ ہے اوسکا
وہان جس جگہ مقام نہین جبرئیل کا
محتاج اے کریم نہ کیجو بخیل کا
شکوہ کس منہ سے کرون مین بت ہرجائی کا
رکھا گردن پہ اپنی دوست نے احسان دشمن کا
منہ کتابی قطعی ہے خط حاشیہ ہے میر کا
نقش حب ای ترک جوہر ہے تری شمشیر کا
پرورش پایا ہوا یہ آدمی ہے شیر کا
اسم اعظم وہی قرآن مین نہان ہے کہ جو تھا
کہ کپڑا جیسکے مفلس نے کٹرے گھاٹ جا کر کلیا
مین جا ہی ڈھونڈھتا تری محفل مین رہگیا
ساربان آج ہی کیون چہرۂ لیلی اوترا
رقیبون نے محل باقی نرکھا عذر خواہی کا
اے صبا محفل سے پروانہ کے خاکستر اوٹھا
بندگی کرنے سے تو شاید خدا ہو جاے گا
حباب کی جو برابر کوئی حباب آیا
جگایا مینے جو افسانہ گو کو خواب آیا
ہمارے ساتھ پیوند زمین کیا آسمان ہوگا

اے صنم تیری کرنجی آنکھ سے ثابت ہوا
رنگ اوڑجاتا ہے روے مردم بیمار کا

طبل و علم ہے پاس نہ اپنے نہ ملک و مال
ہم سے خلاف ہوکے کرے گا زمانہ کیا

یار کو مین کنے مجھے یار نے سونے نہ دیا
رات بھر طالع بیدار نے سونے نہ دیا

تکیہ تک پہلو مین اوس گل نے نہ رکھا آتش
غیر کو ساتھ کبھی یار نے سونے نہ دیا

سیل گریہ سے مرے نیند اوڑی مردم کی
فکر بام و در و دیوار نے سونے نہ دیا

آہ و نالہ سے سوا چرچا خموشی کا ہوا
پاس رسوائی نے ہمکو اور رسوا کر دیا

چال ہے مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ
ہر قدم پر ہے یقین یہان رکھیا وہان گیا

روز سیاہ ہجر مین میرے جلے چراغ
پروانون کو نصیب ہوا دن وصال کا

خط دیکے کیوں ابکی زبانی یہ نامہ بر
تحریر کا جواب نہ تقریر کا جواب

جو کہ شاکر ہوا مقدر پر
خط پیشانی کا پڑھا مطلب

خط نے عذر حسن کو کھویا ہے مہربان
مجبور ہو گئے ہین قضا و قدر سے آپ

تار تار پیرہن مین بس رہی ہے بوے دوست
مثل تصویر نہالی مین ہون یا پہلوے دوست

واہ رے شانہ کی قسمت کسکو یہ معلوم تھا
پنجۂ شل سے کھلینگے عقدہاے موے دوست

قاصدون کے پاؤن توڑے بدگمانی نے مرے
خط دیا لیکن نہ تبلایا نشان کوے دوست

دو مرینگے زخم کاری سے تو حسرت سے ہزار
چار تلوارون مین شل ہو جائینگے بازوے دوست

فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہین اب
خشت زیر سر نہین یا تکیہ تھا زانوے دوست

اوس بلا سے جانسے آتش دیکھیے کیونکر بچے
دل سوا شیشے سے نازک دلسے نازک خوے دوست

اللہ ری صبح عید کی اوس حور کو خوشی
شانہ تھا اور زلف معنبر تمام رات

اے ماہ چارہ وہ یہ گریز اب نہین ہے خوب
پہلے کیا تھا کس لیے خوگر تمام رات

گویا زبان شمع جو ہوتی تو پوچھتا
کٹتی ہے ہجر یار مین کیونکر تمام رات

جو پہنے اوسکو جامۂ عریانی ٹھیک ہو
اندام پر ہر اک کے ہے یہ پیرہن درست

جانب شیشہ جو دیکھون تو مغان کہتے ہین
آنکھون مین دختر رز کو پینے جاتے ہو عبث

میرے مرنے کی دعا مانگی وہ ہمت پڑھ کر تمام
کس طرف جا کر کرون مین سجدۂ شکرانہ آج

بوٹے سے قد کا تیرے نظارہ لگائے گا
پوچھتا ہے طنز سے کیا باندھی ہے کس پر کمر
پاتا نہین ہین یار کو میل سخن ہنوز
کوچہ یار مین سائے کی طرح رہتا ہون
کرتے ہین عبث یار سے باغ پہ طاؤس
حرص دنیا حسن غارتگر کو کرتی ہے خراب
حسرت جلوۂ دیدار بت سے ہے مجھکو
مرتے ہین رشک کے مارے پس دیوار رقیب
لکھا ہے کس کے خنجر مژگان کا اوسنے وصف
جوشش وحشت مین جو ہون مائل رفتار قدم
یہ سعادت لکھی ہے قسمت مین کسکی دیکھیے
برابر جان کے رکھا ہے اوسکو مرتے دم تک
عطر گلاب ملکر حلقہ مین یار بیٹھا
خضر و مسیح کاٹتے ہین رشک سے گلا
یہ کھکے گشت گلپر اون کو اوبھارتے ہین
مری ضد سے ہوا ہے مہربان دوست
دیوانگی نے کیا کیا عالم دکھا دیے ہین
دیدار عام کیجے پردہ اوٹھا دیجیے
رخ انور دکھا کر خاک کا پیوند کرتے ہین
برہمن آنکھون کو ملتا ہے جو پائے بت پر
سرمہ منظور نظر ٹھہرا ہے چشم یار کو
دست رنگین سے تری بیعت اوسے کروانا
تمہین نہ سیکھے تو مجنون سے ہوا لیلی ہو دیوانی

کس کس نہ ہوشیار کو دیوانہ پن کی شاخ
باندھی ہے اس پر کمر کھولون ترا شلوار بند
معدوم ہے کمر کی طرح سے دہن ہنوز
در کے نزدیک کبھی ہون کبھی دیوار کے پاس
زخمی کو نہین اوسکے دماغ پر طاؤس
بہر زر کرتے ہین محبوبان سیم اندام رقص
چاہیے سیر سے لیے آئنہ خانہ شب وصل
شور کرتا ہے جو پازیب کا دانہ شب وصل
اک زخم دیکھتے ہین قلم کی زبان مین ہم
شہر ہستی سے ہے صحرائے عدم چار قدم
خون گرفتہ ایک مین ہون اور خنجر سیکڑون
ہماری قبر پر رویا کریگی آرزو برسون
بلبل پکڑنے آیا صیاد انجمن مین
تو بھی تو کر شہیدون کی اپنی زیارتین
سیر چمن کو چلیے بلبل پکارتی ہین
مرے احسان ہین دشمن پر ہزارون
پریون نے کھڑکیون کے پردے اوٹھا دیے ہین
تا چند بند ہائے خدا آرزو کرین
حسین ہونے سے طوفان نوح کے فرزند گرتے ہین
رشک آتا ہے مجھے سنگ در یار تھو
نیلگون گنڈا انہیں یا مردم بیمار کو
ہاتھ آجاتا اگر پنجہ مرجان مجھکو
تمھاری دلفریبی چھین لے خسرو سے شیرین کو

چال وہ چلتے ہو دل پستے ہین جسپر ہر قدم
کہتا ہے وہ شوخ آئنہ مین عکس سے آتش
بوسۂ خال کے سودے مین ہوا ہون بیمار
شمع رونے مرے اوٹھا سر مجلس جو نقاب
آدمی کے واسطے کچھ اور ہو وسے پانہو
پیا سپر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا +
کوچۂ تنگ مین ملتا ہے تو کہتا ہے وہ شوخ
کرینگے یار کو عریان شب وصل
جلاتی ہے دل آتش طور کی طرح
مہمان ہون مین جگہ دین سب مجھے تکلیف کرین
بے عشق لوگ کہتے ہین ماہ جہار وہ
تصویر کھینچی اوسکے رخ سرخ فام کی
یہ صدا دیتی ہے خلخال اونکی ہنگام خرام
اکیلا پا کے نہین چھوڑنے کا مین تم کو
جمال حور و پری پر ہے طعنہ زن مٹی
ہمیشہ جھاڑتے ہین گرد پیرہن غافل
مشتاق اس قدر ہون خدا کے حضور کا
جنگر کیا ہے قتل مجھے تیغ یار نے
شب کو وہ دیدے لیجاتا ہے کوے یار مین
چلتے مین ناز سے جو وہ رفتار آفتاب
کون فصل گل مین اے آتش نہین پیتا شراب
کرے جسقدر شکر نعمت وہ کم ہے
کچھ عشق مین مجنون ہے سودا ہے نہ تو فرہاد

کام وہ کرتے ہو تم جسمین کسیکا کام ہو
تم کسیسے زیادہ ہو تو ہم تم سے زیادہ
تولیں مجھسے ترازو مین تو ہو تل ہماری
ایک پیر ایک ہوا ساکن محفل ہماری
ساقی و مے سبزہ و آب روان درکار ہے
زبان غیر سے کیا شرح آرزو کرتے
مرد ہے وہ کہ جو ہم کو سر میدان روکے
عیان ہو جائیگا راز نہانی
کسی پردہ نشین کی لنترانی
اوسکے اصحاب ہیں سارا ورہمین تھوڑی سی
منکر مقر ہوئے ہین تمھاری کمال کے
اک صفحہ مین قلم نے گلستان تمام کی
خاک مین ملجائے جسکو حسرت پابوس ہے
خیال خام ہے یہ میری پختہ کاری سے
بلاسے جان ہوئی سرخ و سفید بن مٹی
نہین سمجھتے کہ ہے زیر پیرہن مٹی
سجدہ کردن جو بت بھی ملے کوہ طور کا
کشتہ ہی دل مرا شرف امتیاز کا
مین تو تھا ہی مجھسے بھی مرشد مرا دل ہوگیا
پاؤن کو پوجتے مین پرستار آفتاب
بہتر سے ہے بھیڑ میخانے کے در پر اندنون
مزے لوٹتی ہے زبان کیسے کیسے
لیلی ہے نہ چھوٹی ہے نہ شیرین ہی بڑی کا ہے

نیرنگی زمانہ سے آتش عجب نہین
جھلا اوتارے وزد حنا دست یار سے

اثر تخلص میر عبد الجلیل باشندۂ دہلی شاگرد معنوی جعفر زٹل

زلف ہے چہرے پہ یا جنجال ہے
جنبش ابرو ہے یا بھونچال ہے

اثر تخلص حسین علیخان لکھنوی خلف امیر الدولہ حیدر بیگ خان نائب آصف الدولہ بہادر ناسخ کے شاگرد ہین شعر خوب کہتے ہین صاحب دیوان و مثنوی گذرے کلکتہ مین بھی آئے تھے

گر تصور مین وہ رشک مہ کنعان ہوتا
دل مرا یوسف یعقوب کا زندان ہوتا

نہین چلتا صنم پر زور اپنی سینہ زوری کا
نہ ٹوٹا وصل کی شب ایک تار انگیا کی ڈوریکا

کسیکی گوری گوری چھاتیون پر مر گیا ہون مین
پیالہ ہو مرے پہلو مین انگیا کی کٹوری کا

دلا سونے مین قند لب کا خاطر خواہ بوسہ لے
مثل مشہور ہے دنیا مین گڑ میٹھا ہے چوری کا

تعجب کا محل کیا ہے جو اڑ سکتی نہین چڑیا
یہ طائر رشتہ بر پا ہے تری انگیا کی ڈوری کا

بسکہ ورد اٹھون پہر نام اوس مہ تابان کا ہے
بنگیا اختر مری تسبیح کا جو دانہ تھا

سنکے غل شب تا در زندان وہ آکر پھر گیا
شیون زنجیر خواب بخت کو افسانہ تھا

عالم بالا پہ کس خود بین کی رہتی ہے نظر
نصب ہے جو مہر کا چرخ کہن مین آئینہ

کیا دین دہن کو نقطۂ موہوم سے مثال
عنقا کا ذکر کیا کرین عنقا کے سامنے

اثر تخلص سید محمد میر برادر خورد حضرت خواجہ میر درد دیوان اور مثنوی انکی نظر سے گذری اشعار انکے پر درد ہوتے ہین

بیوفا تیری کچھ نہین تقصیر
مجھکو میری وفا ہے راس نہین

مر تو چلے کہان تلک اب در گذر کرین
یا ہم نہین اس آہ مین یا آسمان نہین

نہ لگا لے گیا جہان دل کو
آہ لے جائیے کہان دل کو

صرف غم ہم نے نوجوانی کے
واہ کیا خوب زندگانی کے

دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا
دشمنی پر تو پیار آتا ہے

ہر دم فزون ہے کجروی ان روزگار کی
کچھ سیکھتا چلا ہے روش میرے یار کی

اور تو کوئی نہین دام و قفس دامنگیر
تنگ آیا ہون فقط دل کی گرفتاری سے

چھپ چھپ کے دیکھنے کے فقط سب یہ آثر — معلوم ہونگے جو کبھی اوسنے نگاہ کی
ہین حیرت ہی آپ ہی تجھکو دیوین کیا جواب انکا — کہ تجھہ بن اب تلک کسطرح ہمنے زندگانی کی

اثر تخلص عبدالرزاق ولد عبدالرحمن تمنا مقیم دہلی

ترا ہر ایک سے ملنا بت وفا دشمن — کرے گا دیکھیے کس کس سے آشنا مجھکو
گر چال کا نام آتا ہے آتی ہے قیامت — مضمون تری رفتار کا باندھا نکرینگے
کیا جانتا تھا وہ کہ ستم کیا ہے جور کیا — باتین یہ سب ہین اسی دل الفت شعار کی
مین اور یار اور شب ماہتاب ہے — یارب مجھے خیال ہے یا کہ خواب ہے
پامال غیر ہے مری نعش اوس گلی مین آج — مرکر بھی میسری خاک یہ کیا کیا عذاب ہے
عشق بتان مین خاک بسر ہے تو اے اثر — دنیا خراب اور ترا دین بھی خراب ہے
ایک دن فاتحہ پڑھتا تھا کسی قبر پہ وہ — حیلہ اک اور بھی باقی ہے سو مر دیکھینگے

اثم تخلص سید غلام مصطفے زمیندار موضع مصطفے آباد متعلقہ الہ آباد

کب تصور مین تری زلف گرہگیر نہین — مجھسے سودائی کو کچھہ حاجت زنجیر نہین

اثم تخلص شیخ ہزبر حسین ولد مسیح اللہ بلگرامی

انکار مین بوسہ کے کہین ہیچ نہو پاسے — کیا وصل کی شب آہ یہ تکرار نکالی

اجمل تخلص شاہ محمد اجمل الہ آبادی برادر غلام قطب الدین مصیبت نبیرہ شاہ خوب اللہ ۱۲۳۶ بارہ سو چھتیس ہجری مین انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے

ہو گیا تھا کہتے کہتے اندنون مین ہوشیار — پھر جو دیکھا کل مین اجمل کو وہی دیوانہ تھا

احسان تخلص حافظ عبدالرحمن خان خلف حافظ غلام رسول خان استاد و مختار مرزا فرخندہ بخت بہادر ابن شاہ عالم بادشاہ باشندۂ دہلی ۱۲۶۸ بارہ سو اٹسٹھہ ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گذرے

کبھی شادی کبھی غم ہے یہی عالم ہے عالم کا — سر عید اضحے گذرا تو چاند آیا محرم کا
سخت نادانی کی احسان جو کہا عاشق ہون — بھید کہتا ہے کسی سے کوئی دانا دل کا
کہان وہ گریہ و نالہ وہ جان بلب رہنا — کسی کا کام ہمیشہ بنا نہین رہتا

موسے یہ کون ہے اپنا گا یہ سنگ مزار
براے نام فقط اب سرِ مزار رہا

مجھ پر نہ ایک یار ہی کچھ خشمگین ہوا
نامہ بھی وا کیا تو وہ چین بر جبین ہوا

سیاہ بختون کے رہنے کو اہل دید سے پوچھ
کہ مثل سرمہ رکھے ہین وہ چشم یار مین جا

گلے سے لگتے ہی جتنے گلے تھے بھول گئے
وگرنہ یاد تھین ہم کو شکایتین کیا کیا

ہماری جان پہ گرتی ہے برق غم ظالم
تجھے تو سہل سا ہے شغل مسکرانے کا

یہ شام ہجر آئی شامت زرد ہی کہان ملے
ہو روسیاہ ایسے ناخواندہ مہمان کا

مجھکو مت ٹھکراؤ بس چلتے سمجھکر دیکھکر
چال سب چلتے ہین لیکن بندہ پرور دیکھکر

فائدہ تم جو مجھے نزع مین یار آئے نظر
ہے نہ یارا ے سخن اور نہ یارا ے نظر

مین جو مے پینے پہ آؤن تو سبو پی جاؤن
گر محتسب منع کرے اوسکا لہو پی جاؤن

بہت دور ہے اپنے نزدیک تو بھی
تجھے یاد کافر بہانے بہت ہین

اوسے پوچھے ہے جو احسان و وفا پیشہ کبھی
بیوفا کون ہے کہتا ہے وہ عیار کہ تو

کچھ سانس رکا آئے ہی رہ رہ کے یہ ڈر ہے
قاصد نہ کہین راہ مین کمبخت رکا ہو

مرنے کے بعد آن کے کٹوائین بیڑیان
آج آپ اپنے کشتے کی منت بڑھا چلے

کہتے ہین پلٹ گیا وہ رہ سے
تقدیر اولٹ گئی ہماری

چین تجھکو بھی نہو مجھکو ستانے والے
تو بھی ٹھنڈا نہ رہے جی کے جلانیوالے

آشنا کس کے ہین بے دید ہین یہ دیدۂ دل
ہین یہی دیدۂ دانستہ ڈوبانے والے

اونکے رونے پہ ہنسی آتی ہے مجھکو احسان
دوڑے پانی کو ہین کیا آگ لگانے والے

احسن تخلص مولوی محمد احسن ولد مولوی حسن بخش متوطن کاکوری مقیم مین پوری

تجھسے دشمن کو دوست سمجھا
دل نے مرے ساتھ دشمنی کی

خال ابرو نے مار ڈالا
کعبہ والون نے رہزنی کی

رونے پر آگئے ہنستے تھے ہم
اب روتے ہین بات پر ہنسی کی

احسن کیون چپ ہو کس کی ہے یاد
کچھ ہمسے کہو تو اپنے جی کی

احسن تخلص شیخ فرزند حسن ولد شیخ حسین الدین ساکن قصبہ بالی

موباف جب پڑیگا تو کیا حال ہوئیگا — بالونکی بوجھ ہی سے وہ بل کھائے جاتے ہین
قربان جاؤن اونکے مین اللہ ری نازکی — پڑتی ہے چاندنی تو وہ کمھلائے جاتے ہین

احسن تخلص محمد احسن اللہ ہمعصر آبرو کے تھے

نازک بدن پہ اپنے کرتے ہو تم جو غصہ — مو بھی کمر نے تم کو فرعون سا بنایا
آگ سی میرے دل کو لگتی ہے — جل گیا ہون حنا کے ہاتھون سے
یہی مضمون خط ہے احسن اللہ — کہ حسن خوبرویان عارضی ہے

احسن تخلص میرزا احسن علی خوشنویس دہلوی تلمیذ سودا و ضیا نواب آصف الدولہ مرحوم کی سرکار مین صیغہ شاعری مین ملازم تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

حسن پر اپنے ہر اک مہ پارہ گرم لاف تھا — گھر سے وہ خورشید رو نکلا تو مطلع صاف تھا
ٹکڑے اوڑ جائینگے سینہ مین جگر کے احسن — تیرے نالون کا کوئی دن جو یہ انداز رہا
اشک گلگون کو نہین لعل و گہر سے پیوند — یہ سنگ سے نسبت وہ جگر سے پیوند
جو دل وہان گیا سو وہ مٹی مین مل گیا — تیری گلی مین خاک کرون جستجو سے دل
گل جو اوس ترک ستمگر نے دکھائین آنکھین — برق نے ابر کی چادر مین چھپائین آنکھین
مل گئے خاک مین ہم پھر بھی تو اوس ظالم نے — نہ ملائین تہ ملائین نہ ملائین آنکھین
بزم مین اوسکی جو ہوتی ہے کبھی سرگوشی — دل دھڑکتا ہے کہ میرا ذکر نہ کوئی ہو
بوٹا سا قد اوسکا ہے اور چال مین چھل بل ہے — ہو کیون نہ بہ... اوٹھتی ہوئی کونپل ہے

احسن تخلص حسین علیخان خواجہ سرا مخاطب بہ احسن الدولہ شاگرد محمد رضا برق باشندہ لکھنؤ راقم نے انکو کلکتہ مین دیکھا ہے صاحب سراپا سخن نے انکا تخلص حسین لکھا ہے

صنم کی آنکھون کی ڈورون کی خلق بسمل ہے — ہر ایک شوخ مین رکھتی ہے تلوار کا اثر رگ سنگ
صنم کو دیکھ کے پتھرا گئین مری آنکھین — عجب نہین ہے جو ہو رشتۂ نظر رگ سنگ
بتون کے ہجر مین وہ سخت جان ہون عالم مین
بجا ہے رشتۂ جان کو کہون اگر رگ سنگ

احسن تخلص احسن اللہ دہلوی شاگرد قاسم صاحب تذکرہ

اوسکی گلی مین احسن شب جو رہی پڑی جانا	یہ چال ڈھال تیری خانہ خراب کیا ہے

احقر تخلص سید غلام نبی باشندہ دہلی بیشتر فارسی کہتے تھے

جسوقت فاتحہ کو اوٹھے دلربا کے ہاتھ	ماتم سے شل ہوئے مرے اہل عزا کے ہاتھ
زور بازو جنون سے ہے پوچھتے ہو حال کیا	کر دیا شہری غزالون نے بیابانی مجھے

احقر تخلص بلدیو پرشاد ولد مہا سکھ راے فرخ آبادی

فراق یار مین اس درجہ ضعف و ناتوانی ہے	کہ اے دل سخت مشکل ہے بدلنا ہمکو کروٹ کا

احقر تخلص مرزا جوادعلی قزلباش باشندہ لکھنؤ میر حسن سے اصلاح لی تھی کربلا اور نجف اشرف کی زیارت کی تھی

بزم مین اوسکے جو شب چاند کا مذکور چلا	اوٹھ کے مجلس سے وہین وہ بت مغرور چلا
ہو وسے نصیب جلد کہین وصل یار کا	احوال بے طرح ہے دل بیقرار کا

احمد تخلص صمصام الدین خلف انعام اللہ خان یقین مقیم دہلی سپاہی پیشہ تھے

تن کو جلاے یا کہ تو آنسو بہاے شمع	بنتی نہین بیان تجھے بن سر کٹاے شمع
فراق گلرخان مین کھاکے داغ آہستہ آہستہ	کیا سینے کو اپنے مین نے باغ آہستہ آہستہ

احمد تخلص حافظ میر احمد علی شاگرد میر عزت اللہ عشق مقیم دہلی

ایسی تقصیر کیا ہوئی ہم سے	وہ خفا ہم سے ہے خدایا کیون
کیا غضب ہے کہ تو نے احمد کو	اسقدر دل سے ہے بھلایا کیون

احمد تخلص احمد بیگ قزلباش باشندہ دہلی قواعد سپاہگری مین خوب دخل رکھتے تھے

غضب سے ہاتھ مین جب تو نے تیغ کین پکڑی	نہ اوٹھ سکا تری بسمل نے یہ زمین پکڑی
دل نہین وہ شے کہ جو کافر بنے اور ٹوٹ جاے	ہم نہ مانینگے خدا کا گھر بنے اور ٹوٹ جاے

احمد تخلص حافظ غلام احمد باشندہ پنجاب

گر بہی ہین دست اپنے نارسا	اون کے پاؤن تک رسائی ہو چکی
نہ مجھکو رسائی ہے نہ خواہش ہے تمھین کچھ	پھر کون سی صورت جو ملاقات کی ٹھہرے

احمد تخلص مولوی احمد خان باشندۂ شاہجہان پور

کیا پریشانی مین ڈالا دل کو آج	مین نہ جانون کسنے کی تقریر زلف
مار ڈالے جاہئے والون کو وہ	دیکھی ہم نے کچھ عجب تاثیر زلف

احمد تخلص احمد علی سررشتہ دار سرسری مقام الہ آباد باشندۂ سکندرہ

روبرو آئینہ رویون کے رہے ہے رات دن	بل بے قسمت واہ ری تقدیر روئے آئنہ

احمد تخلص شیخ غلام احمد ولد شیخ امام بخش خان برادر زادۂ کرنیل محمد زمان خان شاگرد الٰہی بخش عشقی والد انکے شیخ امام بخش ٹیپو سلطان کی فوج مین کپتان تھے انکا مولد و مسکن کانپور ہے صاحب دیوان ہین

درد دوئی سے صاف رہی کیون نہ عشق مین	پہلو مین شیشہ مئے وحدت ہے جا بے دل

احمد تخلص نواب احمد علیخان بہادر مرحوم مسند نشین رامپور حالات انکے مشہور ہین حاجت بیان نہین کبھی رند تخلص بھی کرتے تھے

شوق میخواری تو دیکھو کہ مین بیخود ہو کر	رات دوڑ اسنے لگا ساغر مہتاب پہ ہاتھ

احمد تخلص مرزا احمد شاہ دہلوی چھوٹے بھائی مرزا جمعیت شاہ باہر کے

بہلے بلبل بیدل کا جب لہو صیاد	تو کیون نہ سامنے گل کے ہو سرخرو صیاد
بچا ہے جان کدھر عندلیب زار اے گل	پھرے تلاش مین جب اوسکے چار سو صیاد

احمد تخلص مرزا احمد بیگ عم زادۂ مرزا فاضل بیگ مقیم دہلی تسخیر اجنہ مین مشہور تھے احمد بیگ قزلباش متخلص بہ احمد اور یہ ایک ہین یا نہین معلوم نہ ہوا اسلیے انکا نام جدا لکھا گیا

ہوئی جو خاک اوس کوچے مین تو یہ آبرو پائی	لگی سو بار قدمون سے لگے سو بار دامن سے

احمدی تخلص مولوی نور الدین حسین ولد مولوی نصیر الدین حیدر وطن انکا امیٹھی مسکن الہ آباد

باغ مین زلفون کو اپنے تم نے جو شانہ کیا	سنبل تر رشک غیرت سے پریشان ہو گیا

احمدی تخلص شیخ احمد باشندہ قصبۂ زمانیہ

عالم کی تیری چشم نے حالت تباہ کی	دور فلک سے کم نہین گردش نگاہ کی
حیران کریگی آئنہ رویون کی دوستی	صورت کوئی نظر نہین آتی بناہ کی

احمدی تخلص خواجہ احمد علی مرحوم دہلوی شاگرد جرأت

جاتے ہی تیری بزم میں جو اوٹھ گئے ہیں آنکھیں — جب تلک بیٹھے رہے ہم نہ اوٹھائیں آنکھیں

اختر تخلص میر اکبر علی خلف میر عبد اللہ سرہندی پیرزادے تھے صنعت آتشبازی میں ید بیضا رکھتے تھے جرأت سے اصلاح لیتے تھے

تماشے کی ہے جا تم نگاہ پہ جو لخت جگر نکلا — عجب یہ نخل ہے جسمیں بشکل گل ثمر نکلا

خواب راحت میں ولا ادسکا نہ تو ہاتھ لگا — جونک اوٹھے گا ابھی وہ جو کبھو ہاتھ لگا

اللہ اللہ رے تری جلوہ گری کا عالم — نہ لگی گرد کو بھی جسکی پری کا عالم

بزم میں کس کے رات جاگے تھے — ہے جو اب تک خمار آنکھوں میں

اختر تخلص خواجہ عبد الغفار رئیس اعظم شہر ڈھاکہ خلف خواجہ عبد الغفور مرحوم شاگرد حافظ اکرام ضیغم متوطن کشمیر الکا مولد و مسکن ڈھاکہ اشعار فارسی و اردو خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے واسطے بھیجے تھے

حیرت ہے اوسکے آنے پہ کیا پیشکش کرون — سینے میں دل رہا ہے نہ جان اب تن میں ہے

پھولا ہوا خوشی سے ہر اک گل ہے اے نسیم — کس نوبہار حسن کی آمد چمن میں ہے

شمع روشن نہ سیہ خانہ عاشق میں ہوئی — جلوہ گر دہ نہوا کلبۂ احزان میں کبھی

اختر تخلص واحد علیشاہ بادشاہ لکھنؤ دیوان اور مثنوی انکی نظر سے گذری انزنون کلکتہ کے مٹیا برج میں تشریف رکھتے ہین

داغ دل سے رخ روشن نہ ملاؤ صاحب — مہر کو آتشی شیشہ نہ دکھاؤ صاحب

حلقہ چشم کو پابوسی کی حسرت ہے بہت — آنکھ میں بھی مع پاپوش سماؤ صاحب

طفل غنچہ کے تو یون کان مروڑا انکو — خندہ زن ہوکے گلستان کو ہنساؤ صاحب

میکدے میں تن لاغر مرا لیلو ساقی — بادبان کشتی مے کا جو بنا و صاحب

غمزہ و عشوہ و انداز و ادا نے مارا — ناتوان ایک یہ جو رنگ ہوا چار کے ہاتھ

اختر تخلص قاضی محمد صادق خان بہادر مرحوم ولد قاضی محمد لعل مرحوم باشندہ ہوگلی شاگرد مرزا قتیل لکھنؤ و اطراف لکھنؤ میں ہمیشہ عہدہ عمدہ پر مامور رہے تذکرہ آفتاب عالمتاب

و محامد حیدری و دیوان فارسی و ریختہ و گنج نیرنج وغیرہ بہت سی تالیفات اونکی مشہور ہین
زبان فارسی خوب جانتے تھے فن شعبدہ مین کمال تھا کیمیا گر مشہور تھے اور بہت سے
فنون مین دخل رکھتے تھے بہت سی تصنیفات اونکی نظر سے گذری تھوڑا عرصہ گذرا کہ انتقال کیا

سوز دل دیوان کا اپنی باعث تنظیم تھا
کر لیا بند اوسنے ورق دیکھتے ہی میری شکل

آنسے سے تو سرخرو ہے اس بزم مین مدام
لخت دل پیہم جو آتے ہین چلے اشکون کے ساتھ

لطف بیحد سے ترے سب دشمن جان ہوگئے

صفحۂ رنگین خیالی باغ ابراہیم تھا *
کھولتا تھا بند مین جسکے قبا سے ناز کا

تونے اوٹھایا یار سے پردہ حجاب کا
اشک کا ہر تار اک تسبیح مرجان ہوگیا

ابر رحمت ہاے میرے حق مین طوفان ہوگیا

قطعہ

کل شیخ جی نکے مجتہد عصر سا ئیں
کہنے لگا ز راہ تبختر مجھے یہ طنز
مین نے کہا کہ مین بھی ہون یہ خوب جانتا
گستاخی ہو معاف تو اک عرض مین کرون
مے ہو اور کنج باغ ہو ساقی ہو ماہ وش
گردن مین ہاتھ ڈال کے وہ شوخ بیحجاب
کھینچ اسکو اور اپنے ملا کر وہ منھ سے منھ
منت سے یہ کہے کہ ہمارا لہو پیے
اوس وقت مین سلام کرون قبلہ آپ کو
اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا کلام
مستی و ہوش کسی نے کہین ایک جا دیکھا
نیند بیمار کو ہرگز نہین آتی ہے مگر *
جگر آتش دل آتش دیدۂ تر شعلۂ آتش
تہمت سے قبا لاکھ ہو پیراہن یوسف

دکھلا کے باغ سبز ثواب و عذاب کا
معلوم ہوگا حشر مین پینا شراب کا
یہ کیا کر دن کہ ہے ابھی عالم شباب کا
لیکن نہ کیجیے مجھے مورد عتاب کا
اور کوئی بھی محل نہو باعث حجاب کا
یہ ریش جس پہ جلوہ ہے رنگ خضاب کا
دے ذائقہ زبان کو دہن کے لعاب کا
گر پی نجاے جلد یہ پیالہ شراب کا
گر کچھ بھی خوف کیجیے روز حساب کا
قائل نہین ہے قبلہ کسی شیخ و شاب کا
ہان تری آنکھون مین ہم پاتے ہین مشتاری خواب
مردم چشم تری رکھتے ہین بیماری و خواب
ہوا ہون سوز الفت سے سراسر شعلۂ آتش
ہے جامۂ عصمت سے مزین تن یوسف

ہر سر مو مرا فوارۂ خون ہے اختر | نہ فقط دیدۂ پرنم سے مرا مشرب اشک

ہے سوز دلِ کوہ مین بھی لب سے جو تیرے | ہر سنگ سے نکلی ہے شرر شفقی رنگ

کوچے مین پر تیر اڑن سکے جاتا ہے تو اختر | اوس راہ مین ہم سنتے ہین اکثر خطرِ دل

دیا بوسہ دہن کا اونسے ہمت اسکو کہتے ہین | یہ تنگی اور بخشش سخاوت اسکو کہتے ہین

ڈرے ہے بیگانے نہ میرے بعد اوسکے یار ہوین | ورنہ جی دے بیٹھنا کچھ عشق مین مشکل نہین

آہ آتش دم جو شمعِ خانۂ زنجیر ہو | اشک کا ہر قطرہ وہان پروانۂ زنجیر ہو

عمر جو گذری سو گذری فکرِ باقی کیجیے | ہے یہ آتش یادگارِ کاروانِ سوختہ

بسکہ اوسکا جلوۂ چین جبین آنکھون مین ہے | ہر نگہ اک مدِ حیرت آفرین آنکھون مین ہے

کیون نہ سوجھا حیف یہ نمرود اور فرعون کو | اوسکے بندے ہوکے عالم مین خدائی کیجیے

روز عاشق کو ترے بادیہ پیمائی ہے | شب کو بے چینی ہے بیخوابی ہے تنہائی ہے

کیا تاسف سے تڑپتے ہین اسیرانِ قفس | کچھ جو اڑتی سی سنی ہے کہ بہار آئی ہے

ہون نالہ کش اون سرمئی آنکھون کا جو اختر | دودِ نفسِ سوختہ سینے مین فغان ہے

ہاتھ سے دل لے گئے جی سے قرار آنکھون سے خواب | چشمِ جادو بھی تری کیا صاحبِ تسخیر ہے

عجب ڈھب کی یہ تعمیر خراب آباد ہستی ہے | کہ پستی یہان بلندی ہے بلندی یہان کی پستی ہے

حصولِ جاہ کی تدبیر جو ہم لوگ کرتے ہین | ہماری سعی باطل دیکھکر تقدیر ہنستی ہے

دور اب وہ ہے کہ اختر جایئے جس بزم مین | ہے شرابِ دشمنی ہے پر ایاغِ دوستی

جگر ہی مائلِ سوز آنکھ بھی رونے ہی پر غش ہے | الہی کیا کرون یہ سخت کار آب و آتش ہے

ہم آغوشی میسر کسکو ہوا اے سیمبر تیری | دلی اس فیض پر نازان ترا ملبوس زرکش ہے

قلق ہے درد ہے کاہش ہے غم ہے ناتوانی ہے | فراقِ یار ہے یہ یا بلائے آسمانی ہے

اودھر قاصد گیا ہے اور ادھر جاتا ہے جی اپنا | جوابِ نامہ تک کسکو امیدِ زندگانی ہے

اختر تخلص مرزا وحید الدین دہلوی نبیرۂ مرزا سلیمان شکوہ بہادر یہ شعر اونکے ایام نابالغی کے ہین

وان اونسے بلایا ہے کہ تو رات کو آنا | یہان دلکو نکلنا بھی میسر نہین آتا

یہ عمر اور عشق کا آزار دیکھنا | اور دل پہ پھر یہ صدمہ شب انتظار کا

اخگر تخلص حکیم اصغر حسین فرخ آبادی ولد منشی غلام غوث وکیل ملازم نواب سکندر بیگم فرمانروای بهوپال

نہ پڑھا اوسنے کبھی مثل خط پیشانی ۔ نامۂ شوق کو تحریر مقدر جانا

اخگر تخلص شیخ محمد عسکری عرف حیدری باشندہ اٹاوہ

رفتار کی ٹھوکر سے جگر تھا تہ و بالا ۔ بجلی جو کمر اوڑ گئی اوسان ہمارے
جان عشق نے لی ہے حیدری کی ۔ سوگند ہے مرتضے علی کی

اخگر تخلص منشی فرزند علی وکیل عدالت مرزا پور باشندۂ عظیم آباد

محو دنما تھا سب حسینان زمن مین آئنہ ۔ ہے مگر حیران تیری انجمن مین آئنہ

اخگر تخلص احمد نور خان کوتوال مهوبا متعلقہ بوندیل کھنڈ ولد نور محمد خان رامپوری صاحب دیوان ہین

کیا خاک ناتوانی مین خط اوسکو لکھہ سکون ۔ باقی نہین ہے قدرت تحریر ہاتھہ مین

اخگر تخلص مرزا آغا جان باشندۂ ڈھاکہ شاگرد احمد جان عشش

ہوا ہون ہجر مین تیرے وہ ناتوان صیاد ۔ کہ ایکسان ہے مرا جسم اور جان صیاد

ادب تخلص سید احمد حسین خان خلف سید رمضان علی خان شاگرد اصغر علیخان نسیم

ابتدا مین نہ یہ سمجھے تھے کہ رسوا ہونگے ۔ آخر کار مرے [illegible] سے بچاے بہت
صبح تک جوشش تمنا مین رہا مین گستاخ ۔ بیقراری سے مری رات وہ جھنجھلاے بہت

ادراک تخلص مرزا باقر ولد مرزا انور علی اوستاد نواب [illegible] الدولہ بہادر باشندۂ لکھنو
شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

ہے عشق نشتر مژگان جو مشغلہ دل کا ۔ تو پھوٹ [illegible] سکے رو ئیگا آبلہ دل کا

آدم تخلص جہانگیر خان فرخ آبادی تلمیذ قوت

گرمی صحبت اغیار سے کر دل ٹھنڈا ۔ مجھکو بھاتا نہین جھوٹا یہ ترا پیار حبیب

آذر تخلص ذو الفقار علیخان ابن حیات علیخان ابن معتمد الدولہ احمد علیخان ابن نواب
یعقوب علیخان قلعہ دار دہلی برادر شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ بادشاہ شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب

شکر پر وہان زبان کھلتی ہے ۔ شکوہ کرنے کی کیا مجال ہمین
مرے ستانے نے کام اوس سے اک جہان کے لیے ۔ جو مین نہون تو ہو گردش آسمان کے لیے

آرام تخلص خیر اللہ خان تیرگر باشندۂ دہلی ملازم نواب ظفریاب خان صاحب تخلص شروع جوانی مین انتقال کیا

جی مین رکنا تو جبار اہی رشک گلشن چھوڑ دے	خاک عاشق پر جھٹکتا کیون ہو دامن چھوڑ دے

آرام تخلص پریم ناتھ راے کھتری باشندۂ دہلی تیر اندازی اور خوشنویسی مین اچھا دخل رکھتے تھے صاحب دیوان گذرے

خون آنکھون سے نکلتا ہی رہا	دل کا فوارہ اوچھلتا ہی رہا

آرام تخلص لچھمن لال کایتھ شاگرد انشاء اللہ خان باشندۂ دہلی

ہدم مجھسے یہ کہتے ہو نہ تو یار سے مل	اوسکو سمجھاؤ ذرا یہ کہ نہ اغیار سے مل
تری ملک در دندان کے ایسی آبداری ہے	کہ جسکے سامنے پانی در خوش آب بہرتے ہین

آرزو تخلص سراج الدین علیخان اکبرآبادی شاگرد میر عبد الصمد سخن مقیم دہلی فارسی بیشتر کہتے تھے ریختہ کمتر ۱۱۶۹ گیارہ سو انہتر ہجری مین لکھنؤ مین انتقال کیا اور دہلی مین مدفون ہوئے بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گذری

اوس تند خو صنم سے ملنے لگا ہون جب سے	ہر کوئی مانتا ہے میری دلاوری کو
ہان تجھ بیر کچھ اعتماد نہین + +	زندگانی کا کیا بھروسا ہے
میخانۂ بیع جا بگر شیشے تمام توڑے	زاہد نے آج اپنے دل کے پھپھولے پھوڑے
رکھے سینا رو دل کھول آگے عندلیبون کے	چمن مین آج گویا پھول ہین تیرے شہیدون کے

آرزو تخلص مرزا محمد علی ولد مرزا ابو جعفر تحصیلدار آورپہ ضلع کانپور باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

زاہد نہین نوجوان ہون بھلا کسطرح نہ لون	دے جام مے جو پیر خرابات ہاتھ مین

آرزو تخلص مرزا علاء الدین عرف مرزا کالی خلف مرزا منور بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا قادر بخش صابر

پہنچے ... ل سے ہر دم یہ آسمان کیسا	چڑھا ہے زور یہ اب نالہ و فغان کیسا
گر ... ہے پسند ہمین پند گو خدا کی سے شان	کہان کا آج ہمارا یہ غمگسار آیا

وہان بے نیازیون سے نہین کچھ خیال بھی | ہم لب کو کس امید پہ کھولین دعا کے ساتھ
محفل مین تو اعدا کو بلایا مرے آگے | اور باتین بنانے لگے کیا کیا مرے آگے
آرزو کو بھی نہ افسوس تمنا نے چھوڑا | عاشقون مین ترے اک یہ ہی رہا تھا باقی

آرزو تخلص سید طالب حسین

کبھی ہے آنکھ مین یہ حسن گلبدن کی بہار | کہ دل پسند نہین ہے کسی چمن کی بہار

ارشد تخلص مفتی ارشد علی خان بہادر وکیل نواب ناظم مرشدآباد کلکتے مین رہتے تھے
تھوڑے دن ہوئے کہ انتقال کیا راقم کے دوستون مین تھے

نزدیک اپنے یار ہے اور ہے وہ دور بھی | ہے قلب مین ہمارے سیاہی بھی نور بھی

ارشد تخلص مرزا عبدالغنی دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

صاحب ہماری جان بھی صدقے ہے دل تو کیا | بندہ کچھ ان ہٹون سے ہٹایا نہ جائے گا
دل کیا ملائین دل مین کدورت ہے آپ کے | دل ہم سے خاک مین تو ملایا نہ جائے گا
غم ہجر اور اوس پہ رشک رقیب | مرض مین مرض دوسرا ہو گیا

ارمان تخلص شاہ علی برادر بیات جعفر علے حسرت شاگرد جرأت

کون کہتا ہے اجی تم سے نہ گھبراؤ تم | پر کوئی بات تسلی کی تو کر جاؤ تم
تا سر بالین اوسے آنا قیامت شاق ہے | یہ دل بیمار جسکا نزع مین مشتاق ہے
ولا تو بستر غم پر جو یون کراہتے ہے | بتا تو چاہتے ہے وہ بھی جسے تو چاہتے ہے

ارمان تخلص راجہ جنم جی متر نبیرہ راجہ تمبر متر شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم حوالی شہر کلکتہ
مین سونڈہی مین رہتے ہین راقم سے اونسے ملاقات ہے انکا ایک تذکرہ شعرائے اردو نظر سے گذرا

کام اپنا نہ کبھی تجھسے مری جان نکلا | تن سے جان نکلی مگر دل کا نہ ارمان نکلا
رات بھر نالے کیا کرتا ہون گریہ دن کو | پوچھتے کیا ہین حقیقت مری اوقات کی آپ

آزاد تخلص خواجہ ضیاء الدین دہلوی

کہتے ہین نعش پر ترے آیا نہ جائے گا | لو خاک مین بھی اون سے ملایا نہ جائے گا
دعوی آب و تاب اور اوس شکل سے | منہ بھی تو آئنے سے دکھایا نہ جائے گا

شام وصال کم نہین روز وداع سے	کہتے ہین اکی جانکے پھر آیا نہ جاسے گا

آزاد تخلص غلام علیخان مرحوم بلگرامی معاصر خان آرزو بیشتر فارسی و عربی کہتے تھے بہت کی تصنیفات انکی نظر سے گذری

کیا دھوان دھار اوس مہوش کے ہے تحریر لب	دل جلو نکلا ہے یہ دود آہ دامنگیر لب

آزاد تخلص محمد امیر الدین باشندہ بریلی شاگرد عشرت

بن ترے سیر چمن کو نہ گئے ہم ورنہ	خندہ گل نے ہمین خوب رولایا ہوتا
غفلت مین آپ کی مین گیا اپنی جان سے	فرمائیے تو آپ کا کیا مہربان گیا
وصل دلبر نہوا سیکڑون تدبیرین کین	سچ کہا ہے کہ ہر اک کام ہے تقدیر کے ہاتھ

آزاد تخلص سید محمد امین

پھیلا کے پاؤن قبر مین آزاد سو رہین	درکار ہے سوا ہمین دو گز زمین سے کب

آزاد تخلص مرزا اعظم شاہ دہلوی ولد مرزا عادل ابن مرزا سلیمان شکوہ بہادر سلیمان تخلص

ہم یہ سمجھے تھے چھپائے گا گنہگارون کو	پر بہت تنگ ہے محشر ترا دامان دیکھا
آزاد چپکا رہنا آٹھون پہر برا ہے	پھٹ جائیگا کلیجہ کچھ بات بھی کیا کر
وہ بن سنور کے ترا اینٹھنا وہ شرمانا	وہ دیکھ آئنہ کہنا کہ دیکھنا مجھکو

آزاد تخلص رام سنگھ باشندۂ دہلی بعد تحصیل کے انکی بصارت زائل ہوگئی تھی

اندنون پیارے تری طرز تکلم اور ہے	طور چتون اور ہے وضع تبسم اور ہے

آزاد تخلص کپتان الگزنڈر ہیڈرلی خلف مسٹر جیمس ہیڈرلی شاگرد زین العابدین خان عارف سرکار الور مین عہدۂ کپتانی پر مامور تھے ۱۸۶۱ اٹھارہ سو اکسٹھ عیسوی مین بتیس ۳۲ برس کی عمر مین قضا کی دیوان انکا نظر سے گذرا

سامان قتل میرے لیے کیا ضرور ہے	خود نقص آپ مین نہ مری جان نکالیے
ابرو نہو تو تیغ ستم ریز کھینچیے	مژگان نہ ہو تو خنجر برّان نکالیے

آزاد تخلص میر فقیر اللہ دکھنی

سب صنعتین جہان کی آزاد ہم کو آئین	پر جس سے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

آزردہ تخلص مخدوم اعظم جناب مولانا محمد صدرالدین خان بہادر دہلوی متوطن کشمیر صدرالصدور دہلی خلف مولوی لطف اللہ راقم کو دہلی مین رہنے کے ہنگام مین انکی خدمتین نیاز حاصل ہوا تھا حضرت کے علم وفضل کا حال مشہور ہے حاجت بیان نہین ۱۲۸۵ ہجری مین انتقال کیا

مرکر بھی ہمارا دل بیتاب نہ ٹھہرا
کشتہ بھی ہوا تو بھی یہ سیماب نہ ٹھہرا

پرزے پرزے نہ کرو نامہ مرا ان دیکھے
یہ بھی چھاتی سے لپٹتا ہے کہ منظور نہین

کاش مقبول ہو دعاے عدو
کیا کرون وہ بھی مستجاب نہین

تیری آنکھون کے دور مین کیا کیا
سحر رسوا نہین خراب نہین

مختصر حال چشم و دل یہ ہے
اسکو آرام اوسکو خواب نہین

عشقبازی کا منہ چڑانا ہے
اب وہ موسم نہین شباب نہین

گھر سے گھبرا کے کھلی بالون ہر اک کھٹکے پر
کیون نکل آتے ہو دھوکے مین جو بیتاب نہین

اوسی کے سے کہنے لگے اہل حشر
کہین پرسش داد خواہان نہین

فلک نے بھی سیکھے ہین تیرے سے طور
کہ اپنے کیے سے پشیمان نہین

اے بلبلان شعلہ دم اک نالہ اور بھی
گم کردہ راہ باغ ہون یاد آشیان نہین

اے دل تمام نفع ہے سوداے عشق مین
اک جان کا زیان ہے سو ایسا زیان نہین

اچھا ہوا نکل گئی آہ حزین کے ساتھ
اک مہر تھی بلا تھی قیامت تھی جان نہین

کٹتی کسی طرح سے نہین یہ شب فراق
شاید کہ گردش آج تجھے آسمان نہین

مین اور ذوق بادہ کشی لیگئین مجھے
یہ کم نگاہیان تری بزم شراب مین

تحقیق ہو تو جانو کہ مین کیا ہون قیس کیا
لکھا ہوا ہے یون تو سبھی کچھ کتاب مین

یہ عمر اور عشق ہے آزردہ جاے شرم
حضرت یہ باتین پھبتی ہین عہد شباب مین

تری مجروح کے سینے مین کچھ گرمی سی باقی تھی
وہین بس ہوگیا ٹھنڈا جو کھینچا تیری پیکان کو

اولجھنے کو بلا ہین آپ بھی کچھ خیر ہے صاحب
لگایا ہاتھ کسنے آپ کی زلف پریشان کو

مصر مین آج تجھے دیکھکے ہم سمجھاتے ہین
سادہ لوحی سے جو یوسف کے خریدار ہوے

عالم خراب ہے نہ نکلنے سے آپ کے
نکلو تو دیکھو خاک ہی کیا گھر کے گھر ملے

دل نے ملا دین خاک مین سب وضعداریان | جون جون نزکے وہ ملنے سے ہم تیر ملے
باہم ملاپ تھا یہ ترے دورِ حسن مین | یہ رسم اوٹھگئی کہ بشر سے بشر ملے

ازل تخلص مرزا آغا حسن خلف مرزا عباس لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

او گل بغیر تیرے جو رہتا ہون باغ مین | روتی ہے میرے حال پہ شبنم تمام شب

آسان تخلص لالہ سہج رام باشندہ الہ آباد

مرنے کے بعد تا بہ حشر آنکھین مری جو وا رہین | مجھکو تو کچھ خبر نہین کسکا یہ انتظار تھا

اسحاق تخلص اسحاق علیخان لکھنوی ولد فدا علیخان شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر اولاد مین نواب سالار جنگ کی صاحب دیوان ہین

باریک مین کو آئیگی کیونکر نظر کمر | تار نگہ ہے اوبتِ نازک کمر کمر
آبِ روان کی ٹیکے نے طوفان اوٹھادیا | اے بحر حسن آگئی کیا موج پر کمر
مشتاق قتل سمجھے اوسے چاند عید کا | تیغ ہلالی سے جو ہوئی جلوہ گر کمر
نہ کوئی گل ہے نہ بلبل نہ باغبان نہ صبا | خزان کے ہاتھ سے برباد ہے چمن کی بہار

اسد تخلص میر امانی باشندہ دہلی شاگرد سودا شاہ عالم بادشاہ کی عہد مین لکھنو کی راہ مین رہزنون کے ہاتھ سے مارے گئے

ٹک تو نے ہی گرم کی بغل رات | ہم سرد ہوئے تھے ورنہ کل رات
بزم مستان ہو جام ہو خلوت ہو پھر تو بس | کافر ہون گر وہان مین خدا کا بھی ڈر کرون
مانے ہی کوئی وہ بتِ گمراہ کسو کے | گو آپ سفارش کرے اللہ کسو کی
اسد اس جفا پر بتون سے وفا کی | مرے شیر شاباش رحمت خدا کی

اسرار تخلص مرزا سپہر شکوہ دہلوی ابن مرزا طہماسپ ابن مرزا سلیمان شکوہ بہادر ساری عمر تلاش وصحبت اہل کمال مین بسر کی پندرہ سولہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

وہ جب ہنستے ہین مین کہتا ہون یا رب | یہ بجلی دیکھیئے گرتی کہان ہے
پھر محو خیالِ رُخ جانانہ ہوا ہے | پھر شیشۂ دل اپنا پریخانہ ہوا ہے

اسرار تخلص مرزا بندہ متوفی فحش گو ولد مرزا مغل لکھنوی شاگرد صاحبقران

صاحب دیوان گذرے

بعد فنا یہ کھود یو میرے مزار پر
ان کمبیون سے کوئی نہ اپنا لگائے دل

اسعد تخلص مرزا اسعد بخت نبیرہ شاہ عالم بادشاہ

تو اسعد غضب ہے کہ ہاتھون سے تیرے
نہ تسبیح ٹھہری نہ زنار ٹھہرا

اسلام تخلص شیخ الاسلام باشندہ سہارنپور

ظلم ظالم کا پس مرگ بھی رہتا ہے بجا
ہین یہ بازو سے عقاب اب جو بنے تیر کے پر

اسیر تخلص تلبر از نصرانی مقیم دہلی شاگرد شاہ نصیر بڑا زور آور تھا

شمع فانوس مین در پردہ جلی ہے دیکھو
شعلہ آہ نکالی ہے جگر سے باہر

ہم اوس آئینہ رو کی ہجر مین یون زیست کرتے ہین
کہ سکتے کی سی حالت ہے نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین

اسیر تخلص خلیفہ گلزار علی خلف و شاگرد نظیر اکبر آبادی صاحب دیوان ہین —

ہم لے گئے وہ ہڈیون کی ڈھیر لحد مین
گریان زمین بھی ہوے سیر لحد مین

خط کبوتر کو دیے لاکھ طرح کے ہین خیال
خاطر وسوسہ پرواز کا دیوانہ ہون

اک مین ہے نہیں زخمی ابروے ستمگار
خورشید بھی تر خون مین نکلا ہے سحر کو

اسیر تخلص ہدایت علی وکیل عدالت دیوانی میرٹھ خلف سید امیر علی باشندہ زید پور توابع لکھنؤ شاگرد مصحفی و حسین علیخان اثر فارسی مین اسیری تخلص کرتے ہین

ہر بن مو سے اڑاتے ہین تمہارے ہاتھ پاؤن
چار نخل آتشین ہین اب ہمارے ہاتھ پاؤن

گوہر مقصود ہاتھ آیا نہ پایا آشنا
بحر الفت مین ولا لاکھون ہی مارے ہاتھ پاؤن

اسیر تخلص منشی مظفر علی خان مخاطب بہ تدبیر الدولہ ولد میر مدد علی باشندہ امیٹھی مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی دیوان الکا نظر سے گذرا

ازل سے سلسلہ ہے اس جنون فتنہ ساماں کا
شگاف خامہ کن چاک ہے میرے گریبان کا

نشان کیا پوچھتے ہو تم ہمارے جسم لاغر کا
کہ رفتہ رفتہ سایہ بنگیا قد پیمبر کا

کم شرر سے نہ تھی مری ہستی
آنکھ کھلتے ہی مین تمام ہوا

موت مشاطہ کو آئی تو ملا بوسہ زلف
نرخ بازار مین دلال تو سودا ٹھہرا

خوف سے بھاگتے پھرتے ہین پری رو جو آیے / ابن آدم مین نہ ٹھہرا کوئی حوّا ٹھہرا
شیشہ ہاتھ آیا نہ ہنسے کوئی ساغر پایا / ساقیا لے تری محفل سے چلے بھر پایا
بام پر چڑھتے اوترتے ہو بہت کیا باعث / سچ بتاؤ ہے کلیجا تہ و بالا اپنا
آپ ہی ظلم کرو آپ ہی شکوہ اولٹا / سچ ہے صاحب روش اولٹی ہے زمانہ اولٹا
عالم کو تجھ پہ بیٹھا دیکھا دون مین * / لا بھر دے ساقیا مرے چلو مین آفتاب
کہنے کو یون جہان مین ہزارون ہین یار دوست / مشکل کے وقت ایک ہے پروردگار دوست
مست ایسا کر دیا مجھکو شراب شوق نے / محتسب سے پوچھتا ہون مین رہ میخانہ آج
لاجسمدن وہ تنہا بوسہ لینگے ہم زبردستی / ہمارا دانت ہے مدت سے اوس سیب زنخدان پر
قد ہو اگر خمیدہ تو لازم ہے تارا شک / لازم ہے اس کمان پہ چلّا چڑھاؤن مین
اللہ مجھکو طائر رنگ حنا کرے / ماتم سرا مین ہاتھ کسیکے نہ آؤن مین
ترقی کچھ جوانی مین نہین ہے بیقراری کی / ہلا کرتا تھا گہوارہ ہمارا خود لڑکپن مین
نہ سہی گر تمھین منظور ملاقات نہین / کعبہ گھر آپ کا اے قبلۂ حاجات نہین
قد جو دونون کے خمیدہ صورت شمشیر ہین / ابروے پیوستۂ قاتل بھی کشتی گیر ہین
چاندنی مین کون آیا پاؤن مین ملکر حنا / جا بجا ہین سرخ بوٹے چادر مہتاب مین
الفت دندان جانان مین کٹی جاتی ہے عمر / ہے روان کشتی ہماری موتیون کے آب مین
گل تازہ ہے جو تن پہ ہمارے زخم کاری ہے / مگر شمشیر قاتل موجۂ باد بہاری ہے
بسکہ آنکھون مین روشنائی ہے / خار مژگان دیا سلائی ہے
چین سے سوئے شاہد مضمون * / جو رباعی ہے چارپائی ہے *
پینگے ہم ملاکر بادۂ انگور تاڑی مین / اسے تاکا ہے ہم نے ساقیا اور اوسکو تاڑا ہے

اسیر تخلص میر مکرم علی ولد میر کرم علی باشندہ بریلی مقیم دہلی شعر بہت کم کہتے ہین

یہ بھی کوئی ادا ہے کہ شوخیون کے ساتھ / باتین ہین ہم سے اور نظر اغیار کی طرف

اسیر تخلص سید عال نبی برادر خورد سید آل نبی الاغر خلف غلام نبی احقر باشندہ دہلی اپنے برادر کلان سے کسب سخن کرتے ہین —

ہچکیان بے وقت آتی ہین اسیر	وقت مرنے مین کسے یاد آگیا
جواب نامہ نہ لکھنے سے یہ ہوا ثابت	ارادہ رکھتے ہین شاید وہ آپ آنے کا
خون اسی ہاتھونسے کتنون کا ہوا میرے بعد	رنگ لائی تری ہاتھون کی حنا میرے بعد
خط غیر کا اوس شوخ کو آیا مرے آگے	آیا مری تقدیر کا لکھا مرے آگے
قاصد ڈرتا ہے مانگتے خط	ایسا نہو وہ جواب دے دے

اسیر تخلص مولوی محمد حسن خان بہادر صدر الصدور مراد آباد ولد مفتی ابو الحسن باشندۂ بریلی

اب حبس دائمی کا گلہ کس لیے اسیر	زلفون مین کیون پھنسا تھا یہی ہونا تھا اے دل

اشتیاق تخلص شاہ ولی اللہ ولد شاہ محمد گل باشندۂ سرہند

چھوڑ کر تجھکو ہین اور سے جو لاگ لگی	نہین مہندی یہ ترے تلوونسے سے آگ لگی

اشراق تخلص حکیم محمد رضا خان لکھنوی ولد رضا علیخان ابن اللہ یار بیگ خان رسالہ دار خواہر زادۂ امیر الدولہ حیدر بیگ خان لکھنوی شاگرد بحر صاحب دیوان ہین

صید کرتا ہے کسے بلبل دل کا منظور	تمنے پھولون سے جو گلدام بنائے گیسو

اشرف تخلص شیخ اشرف علی خوش نویس ولد شیخ مظہر علی باشندۂ قصبۂ مصطفے آباد عرف کسمندی مقیم لکھنو شاگرد نسیم دہلوی صاحب دیوان ہین راقم نے انکو لکھنو مین دیکھا ہے

سودا نہ اوسکا بعد فنا سر سے جائیگا	اشرف بلای جان رکھا ہم نے نام زلف
جواب تک بھی نہین یار مہربان منہ مین	یہ خامشی ہے کہ گویا نہین زبان منہ مین
بسان آسیا گردش ہے بخت کو ہر دم	پہونچنے دیگا نہ دانا بھی آسمان منہ مین
کچھ ایسی آپکو بھائی ہے لذت انکار	نہین کی جگہ بھی آتا نہین ہے ہان منہ مین

اشرف تخلص اشرف حسین خان متوطن الہ آباد شاگرد مہدی حسین خان تصدیق عدالت دیوانی شہر بنارس مین عہدۂ نظارت پر مامور تھے

ہے چیخ پر کبھی تو کبھی کوہ و دشت مین	یک جا نہین مقام ہمارے غبار کا

اشرف تخلص اشرف حسین باشندۂ بنارس شاگرد ہادی علی بیچو عمر رسیدون مین ہین مخدوم ناصر علی

اعلیٰ صدرامین کانپور کے ہین

اوس سرو کا قامت تو بلاخیز ہے اشرف	اسواسطے سے ہے رنج دوبالا مرے دل کا

اشرف تخلص حافظ غلام اشرف دہلوی شاگرد میر قدرت اللہ خان قاسم موسیقی مین کمال رکھتے تھے

مطلب ہے لامکان سے نہ کچھ کائنات سے	ہے مدعا فقط مجھے تیری ہی ذات سے

اشرف تخلص محمد اشرف ولد امام الدین باشندۂ کاندھلہ

آتش دل سے ہوا ہے مجھے یہ ڈر پیدا	کہ مرے سینہ مین ہوئے نہ سمندر پیدا

اشرف تخلص میر اشرف علی خلف میر ببر علی سب اسسٹنٹ سرجن اکبرآباد باشندۂ کلکتہ شاگرد حافظ ضیغم راقم کے دوستون مین ہین ـ

تو تا ہے بیڑا اوٹھاتا نامہ لیجائے کو وہان	گر ہو سبز تو سر جزو یہ سبز یہ ہوجائے گا

آشفتہ تخلص عظیم الدین خان مرحوم عرف بھورے خان افغان باشندۂ دہلی میر محمدی مائل اور فرزند علی مضمون سے اصلاح لیتے تھے بشیر مقطع مین اسنکے زلف کا مضمون ہوتا ہے آخر ایام مین شعر گوئی ترک کر کے کسب باطن کی طرف مشغول ہوئے تھے صاحب دیوان گذرے

ناخواندہ مرے خط کو اولٹا ہے پھرا لایا	قاصد کا گلہ کیا ہے قسمت کا لکھا لایا
نیلرت پوچھو ہاتھ دکھاؤ فال کھلاؤ کوئی پر	بخت جو ہون برگشتہ اپنے کسکے پھیرے پھرتے ہین
پانون کو توڑ جو بیٹھے ترے در کے آگے	سر دیا یار پہ اک گام نہ سر کے آگے
برگشتہ بخت ہم سے دیکھے ہین کم کسی نے	جب ہم ہوئے مقابل وہ منہ کو موڑ بیٹھے
بنی کو خاطر اصحاب کیون نہو منظور	کہ زیب و زینت مجلس ہے جا بیار دستے

آشفتہ تخلص منشی محمد علی خان راجۂ پٹیالہ کی سرکار مین متعلق ہین راقم نے انکو کلکتہ مین دیکھا ہے

خوب کرتے ہو عیادات امی عیسیٰ رنگ سیح	آئے تب بالین پہ جب بیمار کا قل ہوگیا

آشفتہ تخلص حکیم مرزا رضا قلی ولد حکیم محمد شفیع اکبرآبادی مقیم لکھنؤ شاگرد میر سوز

جی تھا آنکھون مین یار تھا دل مین
اس قدر انتظار تھا دل مین

دم آخر جو ہچکی آتی تھی
وہ فراموش کار تھا دل مین

چلا ہے کعبہ کو آشفتہ پارسا بنکر
خدا جو بیٹھے بٹھائے اوسے خراب کرے

مر گیا اک صنم پر آشفتہ
موت ایسی خدا نصیب کرے

ہمیشہ آگ نکلتی ہے میرے سینے سے
الٰہی موت دے گذرا مین ایسے جینے سے

آشفتہ تخلص گلاب سنگھ کھتری باشندہ دہلی بنونامی ایک زن خانگی پر عاشق تھا جب جور فلک سے تنگ آیا خنجر آبدار سے اپنا سر کاٹکر مر گیا اس واقعہ کو پینتیس[۳۵] چھتیس[۳۶] برس کا زمانہ گذرا

پوچھتے کیا ہو کہ شب آشفتہ کیونکر مر گیا
اوسمین کیا باقی رہا تھا بندہ پرور مر گیا

جان دی عاشق نے تیری شب کو اک [illegible]
آدمی تھا آخرش صدمہ اوٹھا کر مر گیا

ہے جدائی مین زبس آشفتہ جینے سے بہ تنگ
سن ہی لوگے اک نہ اک دن پھوڑ کر سر مر گیا

ہائے یہہ غیرون سے کہنا اوسکا رک رک کر اب
مجھکو مت چھیڑو کہین آشفتہ یہان آجائیگا

زلفون سے بھی زیادہ کیا رنج نے دل پہ جبر
کافر جو تھے سو تھے یہ مسلمان کو کیا کرون

اک نہ آنے سے تیرے اے ظالم
شکوے سو سو زبان پہ آتے ہین

دم کا مہمان ہے اور آشفتہ
بیخبر تجھکو کچھہ خبر بھی ہے

آشفتہ تخلص امرناتھہ پنڈت باشندہ دہلی شاگرد تنویر

اندنون تم جو ہو آشفتہ پریشان خاطر
کس پہ ہوش آپ نے کھوئے ہین کہان دل آیا

آشفتہ بزم یار مین ساقی بنا ہے غیر
کیونکر پیون کہ کرتی ہے ٹکڑے جگر شراب

کی ہوگی اوسنے بادہ کشی بزم غیر مین
تلخی رہی جو میری زبان پہ تمام رات

دل مین آشفتہ ہے بتون کا خیال
لب پہ باتین ہین پارسائی کی

آشفتہ تخلص حکیم سید منور علی خان سررشتہ دار ضلع میرٹھہ ولد سید علی نواز رضوی شاگرد مومن خان و نواب مصطفے خان شیفتہ وطن انکا بارہہ مولد دہلی

ہم وحشیون کا گھر ہے کہ لڑکون کا کھیل ہے
دن مین ہزار بار بنا اور بگڑ گیا

پرسش حال نے پھر یاد دلائی اونکی
گور مین بھی پس مردن نہ کچھہ آرام آیا

جو نامہ بر گیا وہ گیا جان سے وہان ٭ اب جی مین ہے رقیب کو ہم نامہ بر کرین

ہے وصل مین بھی فراق کا غم ظاہر مین ہون پاس پر جدا ہون

تم غیر سے ملے مین کسی سے ملا نہین سچ ہے کہ بیوفا ہون مین تم بیوفا نہین

نے قتل کا خیال انھین اور نہ موت کو قسمت مین کیا خدا مرے مرنا لکھا نہین

ابھی دلربائی کو کیا جانتا ہے ستم کو وہ بدخو ادا جانتا ہے

غش ہو گئے ہم آشفتہ تاب رخ جانان سے پوچھے گا قیامت مین بیہوشون سے کیا کوئی

میرا ہی کیا قصور ہے بیتاب و بیقرار جز غیر اور کون نہین تیرے واسطے

سنا تھا ہم نے آشفتہ کو کوئی دم کا مہمان ہے کئی دن ہو گئے اوسکا نہ جیتا ہے نہ مرتا ہے

آشفتہ تخلص حاجی منشی عبد اللہ باشندہ سلہٹ خلف عبد الحمید شاگرد حافظ نعیم فارسی وارد و خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

دیکھنا شوق شہادت عاشق دلگیر کا کیا تڑپ کر چوم لیتا ہے گلا شمشیر کا

قبر کی کیون بناتے لوگ ہین حیران ہون مین کیا تن بیجان کو بھی ہے حوصلہ تعمیر کا

آج کل مائل ادھر ہے دل بت بے پیر کا یہ اثر کب تھا الٰہی نالہ شبگیر کا

وادی وحشت مین ایسا پاؤن پھیلا ہے مرا دیدہ غول بیابان حلقہ ہے زنجیر کا

ہوا نہ حور مین انداز گر بشر کا سا تو رنج خلد مین ہوگا ہمین سقر کا سا

کھل گیا ہے میکشی مین جوہر انوار قدس ہے تماشاگاہ بزم قدس کی مظہر شراب

رکھے زانو پر بت ہے پس پشت آئنہ ہون مین حیران پائی یہ توقیر پشت آئینہ

آشفتہ تخلص جرار الدولہ ضیغم الملک ہادی علیخان بہادر قائم جنگ خلف نواب حیدر علیخان بہادر برادر مختلف البطن نواب محسن الدولہ بہادر باشندہ لکھنؤ شاگرد امام علی سحر

خون سے میرے حنابندی کسی منظور ہے - چشم ناخن سے جو کرتے ہین اشارے ہاتھ پاؤن

اشک تخلص مولوی ہادی علی خلف مولوی شیخ حسین علی باشندہ لکھنؤ شاگرد برق بھی آئے تھے بیت اللہ شریف کی زیارت بھی کی ہے راقم کے دوستون مین ہین اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے ہین

چاند سورج تیری بالون مین نہین بالا سر — ہوگئے ہین مہر و مہ شب کو قرین بالا سے سر
نہ چلے وہ چال کہ دل سیکڑون ہوے پامال — نکالے آپ نے کیا عالم شباب مین پاؤن
وہ رند ہون کہ جہان ہون وہین گزک پہونچے — لگین شراب مین پر ساقیا کباب مین پاؤن
انھین یہ سوجھی فلک سیر کی ترنگ مین آج — کہ چلکے دھوئیے اب طشت آفتاب مین پاؤن
ہجر کے صدمے سے کل جان نکل ہی جاتی — گر خیال لب جان بخش نہ ہوتا دل مین
دربدر پھرتے ہو اب بنت عنب قدر نہین — پوچھتا کوئی نہین دور شہ عادل مین
جنبش لب سے تری کشتہ نے جب جان پائی — دم بخود رہ گئی شرما کے مسیحا دل مین
ہماری آہ سے ڈر ہی رقیب لازم ہے — نہ ہو یہ تیر ہوائی دو سار پہلو مین
دل ستمزدہ و یاس و حسرت و حرمان — انیس ہین یہی دو تین چار پہلو مین
سُنی نہ ایک مری بات ہاے صد افسوس — سُنایا حال دل اوسکو ہزار پہلو مین

اشک تخلص سید علی حسن ولد سید آغا میر لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید سلسلہ انکی نسب حسین الاصغر بن حضرت امام زین العابدین سے ملتا ہے اولاد مین میر عماد خوشنویس کے ہین

اب کیا ہوئی وہ آپ کی آنکھونکی موہنی — باتون مین تھا جو سحر کا عالم کہان گیا
ترک چشمان سیہ مست کو ہم کیا چھیڑین — قہر ہو جائے اوٹھائین جو کبھی سر پلکین

اشکی تخلص مرزا غلام محی الدین عرف مرزا ممن خلف مرزا غلام حیدر نواسہ شاہ عالم پادشاہ شاگرد میر نظام الدین ممنون و مفتی محمد صدر الدین خان بہادر آزردہ

کیا پاس کسی کا ہے کہ مرتا ہون ولیکن — شکوہ نہین کرتا شب ہجران کی جفا کا
قسمت کو تو دیکھو کہ پھر آنا مہ براوس دم — جسوقت مرے سر پہ تقاضا ہے قضا کا
آئے تو نہ دشمن کے خطر سے مرے گھر مین — اور مفت مین بدنام کیا نام حنا کا
کچھ وجد نہین نغمۂ مطرب ہی پہ موقوف — کافی ہے بیان نالۂ بے ربط درا کا

آشنا تخلص میر امیر علی ولد میر سبز مرشد آبادی شاگرد مرزا غلام حسین آتش بیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا ٭

وہ حسن جلوہ گر ہے وہ رخ بے نقاب ہے — لیکن کچھ اپنی آنکھون کا پردہ حجاب ہے

مجھکو تو بات کل کی نہین یاد آشنا
کہتے ہین روز حشر کو دینا حساب ہے

آشنا تخلص سید محمد مرحوم خلف اکبر سید حافظ وارث علی مرحوم لکھنوی شاگرد ناسخ

کیونکر نہ رگڑون آنکھین مین ہر بار پاؤن مین
اے دل لگی ہے خاکِ در یار پاؤن مین

زنجیر دست سے باندھیے دستِ گناہ گار
سو کھیت کا کاٹ ڈال وہی دلدار پاؤن مین

آشنا تخلص میر زین العابدین عرف میر نواب متوطن گجرات باشندۂ دہلی خلف حکیم اصلح الدین خان آرزو کے معاصر تھے

ہم سے بندون پہ ظلم کرتے ہین
ان بتون کا کوئی خدا بھی ہے

آشنا تخلص مولوی عبد الکریم خان منشی فورٹ ولیم کالج باشندۂ کشن نگر کلکتے مین رہتے تھے شعر بہت کم کہتے تھے لیکن جو کہتے تھے نہایت پاکیزہ کہتے تھے سات آٹھ برس ہوئے کہ انتقال کیا راقم کے دوستون مین تھے

جو قطرہ خون کا مرے دل کے داغ سے ٹپکا
تو گویا شعلہ تر اک چراغ سے ٹپکا

چھاتی اوٹھی تری دل خلق کا خورسند ہوا
شکر للہ شجر حسن برومند ہوا

ضبط نالہ باعث چاک گریبان ہوگیا
کام یون دستِ جنون کا اپنے آسان ہوگیا

آشوب تخلص میر امداد علی فرزند میر روشن علیخان فرخ باشندۂ دہلی شاگرد میر نظام الدین ممنون

ناوکِ غم سے چھنا یہان تک تن اپنا کام کا
استخوان پر ہے گمان میری ہما کو دام کا

گنہ کے بوجھ سے محشر تلک پہونچ نہ سکے
اسی مین پردہ رہا ہم گناہ گارون کا

پوچھا جو مین نے یار سے انجام سوزِ عشق
شوخی سے شب چراغ کو اوسنے بجھا دیا

دل کو سمجھے تھے کہ اوس بزم سے لاؤینگے
ہاے اپنا بھی ہوا وہان سے پھر آنا مشکل

عذر جفا کے کب تلک تم کرو ہم گلہ کرین
وصل کی رات کم رہی آؤ معاملہ کرین

دل کہین دیدہ کہین صبر کہین تاب کہین
ہاے کتنا شب ہجران مین پریشان ہوئین

اصالت تخلص سید فضل علی ولد سید وارث علی لکھنوی شاگرد امانت

بوسہ جو مانگتا ہون تو انداز و ناز سے
مجھکو دکھاتے ہین وہ انگوٹھا ہلا کے ہاتھ

اصغر تخلص میر امجد علی مرحوم باشندۂ اکبر آباد

شاید کہ شوخ دیدے کا دیدار ہو نصیب — پھڑکے ہے آج میری بہت بار بائین چشم

ہوا ہون بسکہ خفا اب تو اپنے جینے سے — لگا ہی لونگا مین تیغ اوس زن کو سینے سے

اصغر تخلص سید اصغر علی وطن انکا بہار ہو کر الہ آباد وارد آباد کی عدالت منصفی مین وکالت کرتی تھی

جو طرے پہ ہوا شک کہ یہ ہے نافۂ تاتار — مین زلف کو سمجھا کہ یہ مشک ختنی ہے

اصغر تخلص ظفر الدولہ معتبر الملک رفیع الامرا نواب علی اصغر خان بہادر ناصر جنگ وزیر ابو ظفر بہادر شاہ جنت آرامگاہ بادشاہ دہلی خلف رشید مولوی علی اکبر شاگرد خواجہ آتش داماد نواب ظہیر الدولہ غلام یحییٰ خان بہادر وزیر محمد علی شاہ بادشاہ اودھ وطن انکا کشمیر مولد و مسکن لکھنؤ کلکتہ مین آکر بہت روزون تک رہے آخرش ۱۲۶۶ بارہ سو چھیاسٹھ ہجری کے ۱۱ گیارہوین ذیقعدہ کو انتقال کیا ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر بہت خوب کہتے تھے راقم کے دوستونمین مین تھے صاحب مثنوی و دیوان گذرے راقم نے انکے انتقال کی تاریخ کہی

قطعہ تاریخ

چون علی اصغر شد از دنیا سوی ملک عدم — شد دل نساخ محزون راز بس رنج و الم

شد بیک مصرع دو تاریخ این چنین احباب ذکر — شنبۂ ذیقعدہ ہے ہے آہ دردا ہاے غم

۱۲۶۶ ۱۲۶۶

ایضاً

قضا کی جو علی اصغر نے اے نساخ — غمین ہے یہ دل مانوس صد حیف آج

کہی ہے آہ مین نے علیسوی تاریخ — علی اصغر موے افسوس صد حیف آج

۱۸۵۰

بتا نہ کوچۂ گیسو مین ہے نہ پہلو مین — تمھین بتاؤ مجھے پھر کہان ہے دل میرا

منڈا کے آپ نے منت کے بال حسد سے — برنگ طائر بے آشیان ہے دل میرا

شکستگی سے ہمیشہ درست ہوتا ہے — خدا کی شان عجائب مکان ہے دل میرا

وہ رند ہون مجھے دست سبو سے بیعت ہے — مرید حضرت پیر مغان ہے دل میرا

آتا ہے جب کہ یاد مزا اضطراب کا — سینے پہ ہاتھ مار کے کہتا ہون ہائے دل

کیون جا کے زلف خم بخم یار مین پھنسا — اپنی بلا سے پیچ پہ گر پیچ کھائے دل

نہین دیر و حرم سے کام ہم الفت کے بندے ہین
وہی کعبہ ہے اپنا آرزو دل کی جہان نکلے

جنون انگیز ہم فصل بہار عاشقی آئی
دل سودا زدہ پھر رنگ لایا وا ہے رسوائی

یہ کس پردہ نشین نے جھانک کر شکل اپنی دکھلائی
بنی ہے روزن دیوار جو چشم تماشائی

تجرد باعث سرسبزی کونین ہوتا ہے
خضر کی دل سے پوچھے کوئی لطف فیض تنہائی

نہ کھینچا ہاتھ ترک چشم نے قتل غریبان سے
ہزارون بار سمجھانے کو پردے مین حیا آئی

دہان و چشم نے کسکے کیا خاموش و نابینا
نہ غنچہ مین ہے گویائی نہ نرگس مین ہے بینائی

بجا ہے اضطراب روح وقت نزع اے اصغر
کیا ہی یاد حاکم نے بلانے کو قضا آئی

اصغر تخلص اصغر علی صاحب دیوان گزرے فارسی بھی کہتے تھے

تری اس مانگ سے کیا معنی دلخواہ پیدا ہے
شب معراج کی اس خط سے گویا راہ پیدا ہے

آصف تخلص وزیر الممالک نواب یحیی خان مرزا امانی آصف الدولہ بہادر خلف شجاع الدولہ بہادر مولد انکا فیض آباد مدفن لکھنؤ سنہ ۱۲۱۲ بارہ سو بارہ ہجری مین انتقال کیا تیر اندازی مین کمال رکھتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

یا ڈر ہے تجھے تیرا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
یا حوصلہ میرا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

کہتا ہے بہت کچھ وہ مجھے چپکے ہی چپکے
ظاہر مین یہ کہتا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

جہان تیغ ادسکی علم دیکھتے ہین
وہان اپنا سر ہم قلم دیکھتے ہین

قمر کو ہوتا ہے ہر ماہ مین کمال و زوال
ترے یہ حسن کا عالم رہے بہار رہے نہ رہے

اظفری تخلص محمد ظہیر الدین مرزا علی بخت عرف مرزا کلان دہلوی کچھ روز دن مدراس مین رہے وہانسے کلکتہ مین آکر پھر دلی کو چلے گئے

کئی دن ہین کہ یار نے مجھ سے + ق ربط بار دگر کیا پیدا

شکر للہ آہ نے میرے
اظفر سے کچھ اثر کیا پیدا

تیرے حسن و صفا کو جو دیکھا +
آرسی اس مین لاجواب ہوئے

اظہر تخلص میر غلام علی مرحوم شاگرد شمس الدین فقیر باشندہ دہلی ترک دنیا کرکے عظیم آباد مین سکونت کی تھی وہین وفات پائی صاحب دیوان فارسی و ریختہ گذرے

ہین سے مردمک چشم ساتھ آنسو کے	نکل کے داغ جگر جم رہا ہے آنکھون مین

اظہر تخلص سید علی حسین ولد مولوی ارشاد علی لکھنوی ناظر عدالت دیوانی لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید صاحب دیوان ہین

خیال ہے انھین کس گل کے خار مژگان کا	کھٹک سی رہتی ہے بلبل ہمارے آنکھون مین

اظہر تخلص غلام محی الدین دہلوی شاگرد غلام حسین سروری شاعر فارسی گو و فرزند علی موزون معلی کرتے تھے

رکھتی ہے مری جان کو مضطر طپش دل	دکھلائیگی ہنگامۂ محشر طپش دل

اظہر تخلص سردار مرزا شاگرد مرزا علیخان شفق باشندۂ لکھنؤ مقیم کلکتہ اشعار مرقومۂ ذیل اسی تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

کونسے دل کو جدائی کا تمھاری غم نہین	کونسی وہ آنکھ ہے فرقت مین جو پرنم نہین
یہ آہ وشیون نے سر اوٹھائی کہ ہجر کی تاب نہ لائے	کلیجہ پکڑے ہوئے خود آئے ہماری نالۂ و شیون یہ آکے
تمھاری کوچے مین آج کی شب کٹی ہے ہمکو تڑپ تڑپ کے	خبر بھی تمنے نہ لی ہماری یہ کوئی پتھر کا جگر ہے

اظہر تخلص مولوی کرامت علی ولد مولوی امانت علی باشندۂ شیخپور توابع فرخ آباد مقیم لکھنؤ شاگرد نصیر دہلوی صاحب دیوان گذرے تاریخ گوئی مین مثل و ثانی تھی

نہ کیونکہ اشک مسلسل ہو رہتا دل کا	طریق عشق مین جاری ہے سلسلہ دل کا
بہشت پہونچے ہی زاہد کب اوسکی وسعت کو	عجب روش کا ہے یہ باغ دلکشا دل کا
لگائی کس بت مے نوش نے ہے تاک اسپر	سبو بدوش ہے ساقی جو آبلہ دل کا
کھینگے ہم یہ سراسر جو کوئی پوچھے گا	سواد ہند مین لٹتا ہے قافلہ دل کا
روشن دو چند مہ سے ہے اپنا چراغ دل	اے شمس عکس مہر نبوت ہے داغ دل
باتیر حاضرات رکھے ہے چراغ دل	اپنا یہ از نگین سلیمان ہے داغ دل

اعجاز تخلص نواب اصغر علیخان لکھنوی خلف نواب نجابت علیخان بن نواب شجاع الدولہ شاگرد شیخ امام بخش ناسخ صاحب دیوان ہین

شعلۂ حسن یہ دن رات نظر رہتی ہے	نور ہی آنکھین تھین سو آب ہو گئین نار ہی آتش بکتہ

اعزاز تخلص میر باقر علی لکھنوی ولد میر اسد صبر شاگرد رشک

تری چشم سیہ کچھ کم نہ تھی مجھ تیرہ بختوں کو جگہ سرمہ کو دی بیکار اے طناز آنکھوں میں

اعظم تخلص محمد اعظم ملازم نواب آصف الدولہ بہادر

ہے قد کے سبب عالم بالا پہ تری زلف رکھتی ہے دماغ اپنا یہ زنجیر فلک پر

اعظم تخلص مرزا اعظم بیگ دہلوی

چھپتا ہے کوئی شمع صفت سوز دل اپنا سر کاٹی اگر تو ہو نمودار گلی سے

اعظم تخلص مرزا اعظم شاہ رسالہ دار خلف مرزا محمد اشرف ابن خلیفہ عبد الکریم متوطن ترکستان باشندۂ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد آتش

ترک فلک سے بھی نہ کی چوٹ یار کی کھائی وہ ہتکڑی جو اوٹھائی سپر کا ہاتھ
مردوں سے ہے وقت جنگ دغا ہو بعید ہے سر کی کبھی بتا کے نہ ماری کمر کا ہاتھ
مجھکو سلا کے ساتھ کل آزردہ وہ ہوئے کیا جانئے پڑ گیا کہاں مجھ بےخبر کا ہاتھ
مٹی کے مول بھی تو کوئی پوچھتا نہیں بگڑی ہوئی ہے آج کل اعظم ہوے دل

اعظم تخلص سید اعظم علی الہ آبادی منشی مدرسہ اکبرآباد شاگرد آتش دیوان انکا نظر سے گذرا

خنجر کا نہ بسمل ہوں نہ شمشیر جفا کا انداز کا مقتول ہوں کشتہ ہوں ادا کا
خرمے کا بوسہ لب شیریں میں ہے مزا گالی میں تیرے لطف ہے کھٹے انار کا
چھوڑ کر کے مجھے روتا نہ کرو عزم سفر جان من موسم بارش تو نکل جانے دو
کچھ مفت نہیں وعدۂ دیدار کیا ہے جب لاکھ قسم دی ہے تو اقرار کیا ہے
جلوہ ہو کوہ طور کا موسیٰ کے سامنے مٹھی جو کھول دو ید بیضا کے سامنے

اعظم تخلص مولوی عبد الصمد عرف محبوب جان برادر خورد مولوی وجیہ اللہ خان بہادر متخلص بہ داغ ولد مولانا مولوی محمد وجیہ صاحب مدرس اول مدرسۂ عالیہ کلکتہ باشندۂ کلکتہ شاگرد راقم الحروف

ساکن ارض و فلک تک تجھ پہ شیدا ہو گیا جسنے دیکھا تجھکو وہ محو تماشا ہو گیا
شکوہ کس کس کے عداوت کا میں نے اعظم کروں ایک عالم اوس جہان آرا کا شیدا ہو گیا

لاکھ صورت سے بنائین آئینہ گر آئینہ — دل سے ہرگز ہو صفائی مین نہ بڑھ کر آئینہ
روی آتش رنگ کی دیکھی جھلک گر آئینہ — صورت سیماب ہو بیتاب و مضطر آئینہ
ہے دل نالان کو میرے عشق روی مہ وشی — کھل گئی قلعی فدا ہے آئینہ پر آئینہ

اعظم تخلص اعظم خان افغان باشندۂ دہلی شاگرد نصیر دہلوی اس فن کو ترک کر کے کسب علوم کیطرف متوجہ ہوئے تھے

اسی مضمون سے معلوم اوسکی سر مہری ہے — جو اوسنے مجھکو نامہ کاغذ کشمیر پر لکھا
سوز دل ازبس طبیعون سے نہان رکھتے ہین ہم — شمع آسا نبض زیر استخوان رکھتے ہین ہم
کیا یہ مکس دام کم ہے جوشن فولاد سے — ہے اسیری مین لڑائی صید کو صیاد سے

اعلی تخلص اعلی خلف میر ولایت اللہ خان باشندۂ دہلی ملازم شجاع الدولہ بہادر

جو ہاتھ اونکے بند قبا کھولتے سے تھے — وہ مشغول ہین اب لکار گریبان
مرے دیوانہ دل کو شور طفلان آشنا سا ہے — اونھونکے ہاتھ کا پتھر اسے سنگ جراحت ہے

اعلی تخلص آغا مرزا خلف مرزا ابراہیم شوکت باشندۂ کانپور

کل اوس تلک پہنچ تو گیا تھا یہ ہدہد — کچھ مجھکو جیب سے لگ لی ایسی کہ کیا کہون

اغا تخلص آغا حسن ولد مرزا امیر باشندۂ لکھنؤ شاگرد میر صبا سنہ بارہ سو اسی ہجری مین کلکتہ مین تجارت کرتے تھے راقم کے ملاقاتی اور صاحب دیوان ہین

وصل کی شب یہی کرتا ہون دعا ای آغا — حشر تک اب نظر آئی نہ سحر کی صورت
تپ فرقت سے ایسا بڑھ گیا ہی ضعف ای آغا — کہان کروٹ بدلنا سانس بھی لیتا ہون مشکل سے

اغا تخلص سید آغا ولد سید صاحب علی جایسی مقیم لکھنؤ شاگرد نسیم دہلوی

ہو جاوے ابھی زیر نگین ملک سلیمان — یہ انگوٹھی پروے سے جو آغا کو دکھائے وہ پری

آفاق تخلص میر حسین علی ولد میر احسان علی مخلوق ریختی گو باشندۂ لکھنؤ شاگرد آباد

خوب بل کھاتے ہین رخ پر تری دلبر گیسو — ہے یقین پیچ کوئی ڈالین گے ہم پر گیسو

آفاق تخلص میر فرید الدین ابن بہاء الدین دہلوی شاگرد شاہ اللہ خان فراق حضرت شاہ سلیمان کے قرابت دار تھے

اوس محفل سے ملکے جو پینگے جام شراب ہم — لاے کا دل جلا کے کرینگے کباب ہم
اشک تر چشم سے جبدم کہ ہمارے نکلے — مرزمان گہنے لگے دن کو یہ تارے نکلے

آفتاب تخلص حضرت فردوس منزل ابو المظفر مجاہد الدین شاہ عالم بادشاہ غازی بادشاہ دہلی صاحب صاحب سلسلہ بارہ سو اکیس ہجری مین ہوا ہے حال انکا مانند آفتاب عالمتاب کے روشن ہے محتاج بیان نہیں دیوان انکا نظر سے گزرا

خوب سا سید ہا بنے گا دیکھ اسے سرو چمن — اوسکی رعنائی سے مست تو اپنی رعنائی ملا
صبح اوٹھ جام سے گذرتی ہے — شب دل آرام سے گذرتی ہے
ق
عاقبت کی خبر خدا جانے — ابتو آرام سے گذرتی ہے

آفرین تخلص شیخ قلندر بخش صاحب تحفۃ الصلاح باشندہ سہارنپور حضرت امام ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین ہین

نہ جا چمن مین تو اب آفرین کہ جون غنچہ — لبون مین اوسکے نہان ہے بہار خندۂ گل
بہت ہین گرچہ تمھین اور ناز کرنے کو — بری تو ہم بھی نہین دل نیاز کرنے کو

افسر تخلص نصرت خان مرحوم خلف فتح خان قوم افغان باشندہ لکھنؤ دکن مین جا کے انتقال کیا

بلبلو ایک ہزار دن مین ہے اوس یار کی آنکھ — جس پہ پڑتی ہے سدا نرگس بیمار کی آنکھ

افسر تخلص مولوی محمد علی فرید پوری شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم و حشت تخلص [illegible]

سلسلہ دل نے کیا زلف دوتا سے پیدا — پھیر سودا ہین ہوئی شام بلا سے پیدا
عشق گیسو مین اولجھتی ہے طبیعت پہروں — خاک مضمون ہو کوئی فکر رسا سے پیدا

افسر تخلص شاہ تاج الدین ولد شاہ محمد اعلی باشندہ اکبرآباد

ہے سیب کے مانند جو خوشبو ذقن اوسکا — غنچے سے نزاکت مین ہے افزون دہن اوسکا

افسر تخلص مرزا محمد دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

کل کل سے نامہ بر کے مرا ناک مین ہے دم — کیا آج بھی وہ بار خدایا نہ جائے گا
محبت مین صبر و شکیب و قرار — ہر اک رفتہ رفتہ جدا ہو گیا

افسر تخلص غلام اشرف مرثیہ گوے دہلوی خلف شیخ غلام رسول شاگرد مصحفی

جب دیکھو ہے مہ داغ سیہ اپنی جبین پر — آتا ہے اوسے رشک ترے روے حسین پر
معلوم نہین کیا ہے تو خاک تماشا — نرگس کی جو رہتی ہے جھکی آنکھ زمین پر

افسردہ تخلص مظفر علی فرید پوری شاگرد مولوی رشید النبی وحشت راقم الحروف کے ملاقاتیون مین ہین +

سرد مہری بتانِ ہند کا لکھنا ہے حال	چاہیے کاغذ دمِ فکر سخن کشمیر کا
نرگس فتان کبھی اوس سے جدا ہوتی نہین	جانی غزفہ کی تری سے دمِ آہو گیر کا
ہوتی ہین مفلس غنی وصف طلائی رنگ مین	کاغذ اشعار بھی نسخہ بنا اکسیر کا

افسوس تخلص غفور بیگ وطن انکا توران سپاہی پیشہ تھے نثار اللہ خان فراق اور قاسم دہلوی صاحب تذکرہ سے اصلاح لیتے تھے

یار در پر سے خدا خیر کرے	خانہ بیدر ہے خدا خیر کرے
کفِ پا سے جو ظالم مل رہا ہے	کسی کا خون ہے یہ یا حنا ہے

افسوس تخلص میر شیر علی خلف میر مظفر خان دار وغہ توپ خانہ نواب قاسم خان عالیجاہ باشندہ نارنول شاگرد میر حیدر علی حیران و میر سوز ملازم مرزا جوان بخت بہادر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولاد مین سے تھے آخر ایام مین کلکتہ مین فورٹ ولیم کالج کی منشی گری مین مقرر ہوئے تھے حضرت شیخ سعدی شیرازی کی گلستان کو اُردو مین ترجمہ کیا ہے ترجمۂ گلستان و دیوان انکا نظر سے گذرا

نزع مین زرد تھا رخ افسوس	چھٹنے رنگ نے اوسے مارا
یہان تلک ہے نزاکت گلون کی گجری سے	لچکنے لگتا ہے اوس گلعذار کا پہونچا
قفس سے چھٹنے کی امید ہی نہین افسوس	حصول کیا ہے جو مژدہ بہار کا پہونچا
پاؤن یہ کارے کہ جون نقش قدم پھر نہ اوٹھے	خاک مین مل گئے بیٹھے جو ترے در پر ہم
کیا لکھون اوسکو مین احوال یہ کہتا قاصد	بیچو اسی کے سبب طاقت تحریر نہین
اشک گرم اپنے سے یہ دیدۂ تر جلتے ہین	دیکھلو مردمِ آبی کے بھی گھر جلتے ہین
ہو مرا کیونکہ گذر اوسکی گلی مین وہان تو	طائر سدرہ کے اوڑتے ہوئے پر جلتے ہین
دیکھتے ہی اوسے حاضر ہوئے مرجانے کو	وہی احباب جو یہان آئے تھے سمجھانیکو
کچھ بات تم سے کر نہین سکتے ہزار حیف	مدت مین تم ملے بھی تو غیرون کے گھر ملے

پوچھے ہی کیا لگا لے اگر سر مین درد ہے
اوس خاک پا کی آگے تو صندل بھی گرد ہے

نہین جائینگے اِس مجلس سے ہم بے اوسکی لیجائے
قدم اب کب اوٹھاتے ہین کہ ہنستے پاؤن پھیلائے

آدمی کیا ہے فرشتہ لوٹ جائے دیکھکر
چاند سی شکل اوسکی اور چھاتی وہ گدرائی ہوئی

افسون تخلص مرزا آغا حیدر لکھنوی

آگئی جان بدن مین دلِ شیدا ٹھہرا
آکے بالین پہ جو دم بھر وہ مسیحا ٹھہرا

فرصت ملی تلاشِ بت مہ جبین سے کب
ٹھہرا دلِ اپنا گردشِ چرخِ بریں سے کب

افسون تخلص سید احسان حسین خان نبیرۂ نواب بہار الدولہ باشندۂ لکھنؤ

جلتا ہون روز ہجر مین خورشید کی طرح
ہوگا وصال دیکھیے اوس مہ جبین سے کب

افصح تخلص شاہ فصیح شاگرد مرزا بیدل سنہ ۱۱۹۲ گیارہ سو بیانوے ہجری مین انتقال کیا

شام و سحر خیالِ قدِ یار ہوگیا
پھر زلف و رخ سے مجھکو سروکار ہوگیا

افضل تخلص سید افضل علی خان عرف سید صاحب خلف الرشید سید قاسم علی خان قاسم باشندۂ لکھنؤ اپنے والد ماجد سے کسب سخن کیا ہے راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اِس تذکرہ کے لیے دیے تھے

سہے وصف روے یار نہ لو نام ماہ کا
کیا ذکر اِس مقام پہ اوس روسیاہ کا

روشن ہمارا نام زمانے مین کب ہوا
یہان گُل چراغِ زیست سرِ شام ہوگیا

اوس وقت اپنے بام پہ آیا وہ رشکِ ماہ
افضل جب آفتاب لبِ بام ہوگیا

مانی نہ ایک بات نہ ٹھہرے وہ دو گھڑی
منت کی لاکھ ہمنے خوشامد ہزار رات

اتنے خط بھیجے ہین لکھ لکھکر کہ ہین یکدست شل
نامہ بر کے پاؤن مجھ خستہ جگر کی اونگلیان

افضل مین کیونکہ زانو نہ پیٹون کہ یاد ہے
باتین وہ کرنا یار کا زانو پہ دھر کے ہاتھ

جھانکتے ہین وہ روزنِ در سے
نقشِ دیوار ہم ہین ششدر سے

دل سے شکوہ زبان تک آکر
بنگیا شکر آپ کے ڈر سے

ہم وہ رندِ بادہ کش ہین ساقیا تو دیکھ لے
می ٹپکتی ہے ہمارے زخم کے انگور سے

کل سے بیکل ہون بھلا خاک مجھے کل آئے
کل سے وعدہ تھا نہ آج آگئے نہ وہ کل آئے

کیا فرا ہو کہ وہ در بان سے اپنے کہدین	کوئی یہان آنے نہ پائے مگر افضل آئے
شوخی غضب اوس شوخ کی خلقت مین بھری ہے	بجلی ہے شرارہ ہے چھلاوا ہی پری ہے

افضل تخلص افضل بیگ حیدر آبادی

یہان نہ آنا ہی غرض ہے عذر در د سر شب	مستغرق مین اک نہ اک تمکو بہانہ چاہیئے

افضل تخلص منشی حسن یار خان بہادر مخاطب بہ اسدالدولہ ولد باقر علی خان بن محمد یار خان رسالدار باشندۂ لکھنو شاگرد خواجۂ آتش انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

وہ دیوانہ ہون جس پر رشک فرزانونکو آتا ہے	فسانہ ہے پرستان مین مری زنجیر کے غل کا
خنجر کا ذکر قتل مین میرے نہ کیجیے	لیتے نہین ہین نام چھری کا شکار مین
یہ بہانکی فکر مین ہے وہ دہان کے خیال مین	دیکھو جسے وہ مست ہے اپنی ہی حال مین
موسے کی طرح تاب نظارہ نہ ہو سکے	غش آگیا جمال جو دیکھا جلال مین
آخر یہ حب مال وبال بخیل ہے	انصاف ہو تو قصۂ قارون دلیل ہے
کیونکر خدا کرے نہ حسینون سے دوستی	خود عاشق جمال ہے خود بھی جمیل ہے
کرتا ہے آگے یار کے اکثر ہمارا ذکر	غماز گویا اپنی طرف سے وکیل ہے

افضل تخلص منشی تفضل حسین لکھنوی

دم رکا گیا نہ ہجر کا وصلت مین اے پری	شادی مین بھی رہا یہ مجھے غم تمام شب

افضل تخلص افضل علیخان ولد داروغہ اعظم علیخان

پہلو مین بیٹھکر مرا دل شاد کیجیے +	بندہ ہون رنج سے مجھے آزاد کیجیے

افضل تخلص شاہ غلام اعظم خلف شاہ ابو المعالی عالی بن حضرت شاہ محمد اجمل صاحب دائرہ الہ آباد شاگرد ناسخ انکے دو دیوان اور ایک مثنوی یادگار ہین

سے ہے یقین نور بصارت ہو زیادہ افضل	سرمۂ خاک مدینہ لگے گر آنکھون مین
پھوٹین مری آنکھین جو کسی اور کو دیکھون	ناحق نہ سنا کیجیے افواہ کسی کی +
جی جائے جگر ٹکڑے ہو پھٹ جائے کلیجا	کیا تجھکو خبر اسے بت گمراہ کسی کی

افغان تخلص الف خان درویش خصلت تھے

پہلے قدم مین عشق کے میرا تو جی گیا	مجنون یہ چندروز بھلا کیونکہ جی گیا

اکبر تخلص نواب محمد اکبر خان دہلوی برادر خورد جناب نواب مصطفی خان شیفتہ شاگرد مومن خان صاحب دیوان گذرے

ہوا نہ شوق سے اوس کوچے مین گذر اپنا	ہمیشہ ہم سے رہا پیچھے نامہ بر اپنا
جنون عشق کا درمان نہ ہو کسی سے کبھی	کہو علاج کرے جا کے چارہ گر اپنا
عدو کے ذکر سے وہان ہوش جا ہے یہان ہو...	مزاج اون سے بھی نازک ہے کسقدر اپنا
خانۂ غیر مین گر لگنے لگا دل تیرا	مجھکو بھی اور سے آتا ہے لگانا دل کا
قتل کر لاشۂ اکبر کو چھپایا گھر مین	بار رنے اوسنے مجھے جانے نہ دیا اور کہین
وہان رسم اختلاط سے انکار و عذر تھا	یہان جان ہی نکل گئی اپنے نہین کے ساتھ

اکبر تخلص مرزا اچھو دہلوی شاگرد حاتم بڑے ظریف تھے

چھیڑا جو ٹک اوسے تو بگڑ کر کہا کہ واہ	تم کون ہو کہ ہاتھ لگاتے ہو گات کو

اکبر تخلص مکرم الدولہ سید اکبر علیخان مرحوم موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے

طوفان سے کم نہین ہے اکبر کا دیدۂ تر	دیکھو اوسکو ابر بھی یہان پانی بھرا کرے ہے

اکرام تخلص حکیم اکرام اللہ خان ولد حکیم ہدایت اللہ خان دہلوی

آرزو وصل کی مٹانی تھی	کیا ہوا گر مٹا دیا دل کو

اکرام تخلص منشی محمد اکرام باشندۂ لکھنؤ

اعجاز بر کعبہ لب جان بخش آ گئے	مردون کو زندہ کرکے تماشا دکھا دیا

اکرم تخلص خواجہ محمد اکرم دہلوی تاریخ خوب کہتے تھے

اکبار ترے ڈیرے مین زاہد اگر آوے	مین جانون جو مسجد کیطرف پھر نظر آوے

آگاہ تخلص سید محمد رضا معروف بہ احمد مرزا باشندۂ دہلی شاگرد اسد اللہ خان غالب

ہجر کے ہاتھون کچھ ایسا زیست سے بیزار تھا	غیر کے بدلے بھی کل مرنے پہ مین طیار تھا
اوسی کی یاد مین سب عمر ہم نے کاٹی ہائے	جسے خیال ہمارا نہ ایک بار آیا

گھر غیر کا ہو راہ مین یہ بھی مری قسمت | لایا تو او سے جذبہ محبت کا یہین تھا

آگاہ تخلص محمد صلاح دہلوی محمد شاہ جنت آرامگاہ کی عہد مین تھے

پیری مین کر دن سیر جہان کی تو بجا ہے | دن ڈھلتے ہی ہوتا ہے تماشا گزری کا

آگاہ تخلص میر حسین علی افسانہ خوان شاہی باشندۂ دہلی

ہان تیغ کھینچ آئے بت نازک مزاج تو | مرنے پہ آج یہ بھی گنہگار گرم ہے

آگاہ تخلص نور خان افغان قصہ خوان شاگرد ضیا

حلقۂ چشم مین کیون آج ہے دم پا برکاب | ہے کہان کا ہمین در پیش سفر دیکھین تو
منہ دیکھو اپنا سیکھو ابھی رسم جفا کی | باتین بنا بنا کے نہ کیجے نبا ہ کی

آگہ تخلص پنڈت جوالا ناتھ خلف داتا رام برہمن فارسی بھی کہتے ہین کلکتہ مین رہتے ہین

جان جاتی ہے تڑپتا ہون پڑا | دیکھئے کیا ہو تماشا کیا ہے
تیرا دیدار میسر ہو سکے | اس سوا اور تمنا کیا ہے

الفت تخلص منگل سین کایتھ باشندۂ عظیم آباد شاگرد جرأت دہلی کی سیر بھی کی تھی

ہر قدم پر یہان تلک آنے مین سو سو ناز ہے | کیونکہ گھر جانے لگے شام و سحر دو چار سے

الفت تخلص ایک شخص باشندہ مظفر نگر کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

ہمیشہ کہتے تھے الفت کو لوگ زشت نصیب | سو آج کوچہ مین تیرے ہوا بہشت نصیب

الفتی تخلص راجہ پیارے لعل عظیم آبادی ولد رای سکھن جی زبان پارسی مین اچھا
دخل رکھتے تھے

خاکساری سے مثال نقش پا | جس جگہ بیٹھے وہین کے ہو گئے

الم تخلص آغا مہدی ولد آغا مرزا لکھنوی شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر صاحب دیوان ہین

چوستے ہین مین لے کب لب شکر فشان یار یہ | آگاہ اس مزے سے کہان ہے مری بلا
چکھی کبھی نہ نعمت دنیا سوا سے خون | گویا الم زبان سنان ہے مری زبان

الم تخلص محمد حسین خان غازی پوری شاگرد مصحفی

گالیان سنتا ہون مین تیرے ہی کہنے ورنہ | مجھکو اک بات تو کہتا یہ دہن کسکا تھا

الم تخلص محمد علی شاگرد محمد ابراہیم ذوق باشندۂ دہلی

الم فرقت نہ کیون اٹھا سکے ناز کا تو ہمہ	نہ تھا تحمل اگر او سکے نازنین سکے ہوئے

الم تخلص صاحب میر دہلوی خلف خواجہ میر درد مرحوم ۱۱۹۴ گیارہ سو چورانوے ہجری مین مرشد آباد مین تھے

اب تو اوس بت کو ہمنے رام کیا	بس خدا تجھکو بھی سلام کیا

الہام تخلص شیخ شرف الدین عرف شاہ ملول باشندۂ لکھنو فارسی بیشتر کہتے تھے ملول بھی تخلص کرتے تھے

تری جدائی نے یہان تک ہمین ملول کیا	کہ زندگی کے عوض موت کو قبول کیا
نگہ وہ دشنہ کہ طعنہ کٹار پر مارے	مژہ وہ تیز کہ خنجر کو دھار پر مارے
ارے بیکسی تیرے قربان ہون	برے وقت مین ایک تو رہ گئی

الہام تخلص فضائل بیگ شاگرد عزلت سورتی

چاہتے ہی وہ کرے رخصت تری بیمار کو	اب گلے ملنے دے اے قاتل وزرا ملوار کو

امامی تخلص خواجہ امام بخش عظیم آبادی

اے چشم تو تھام اسکو ہر اشک تو جوش اوپر	مژگان نہین رکھہ سکتی اس طفل کو دوش اوپر

امامی تخلص خواجہ امامی مرثیہ گو ولد خواجہ آثمی دہلوی ۱۱۷۰ گیارہ سو ستر ہجری مین مرشد آباد مین شدت گریہ سے مجلس عزامین بیہوش ہوکر راہی ملک بقا ہوئے بعض صاحب تذکرہ نے انکا تخلص امانی لکھا ہے

گھیرا ہے مجھے غم نے عجب حال ہے جی کا	اے نالۂ دل وقت ہے فریاد رسی کا
کف افسوس بیٹھے ملتے ہو	کیون امامی گیا نہ آخر دل

امانت تخلص سید آغا حسن خلف میر آغا رضوی لکھنوی شاگرد دلگیر مرثیہ گو لکھنو یمن کی انداز مین شعر اچھا کہتے تھے ۱۲۷۵ بارہ سو پچھتر ہجری مین قضا کی انکا دیوان مع واسوخت طبع ہو گذرا

نادان کی محبت مین ہے سو طرح کا دھڑکا	دل دون کسی نادان کو ممکن ایسا نہین ہے
وہ دم حسینون کا بھر تک ہے ہو چکی مری نسبت	جو خود مرنگا کسیکو جلائے کا سہرا گیا

مرکئی بھی

مری بھی بار خاطرِ نازک بدن رہا
نے کرم نے مہربانی وین مروت نے وفا
محشر کا کیا وعدہ یہان شکل نہ دکھلائی
باغ مین جاتی ہے ادس گل کی سواری اندنون
جی چاہتا ہے صنعتِ صانع پہ ہون نثار
اُنہ دکھلانے مین دیکھی جو وہ رخسارِ صاف
بیدار مجھے یاد ہے واللہ تمھاری
رفتار کی چلن سے غضب ڈالی الٰہی ہے
گردون کے دور مین اونھین کس نہین نصیب
خط اونکا دیکھ مجکو یا مہ بروئی ٹھہا اک گالے

تابوت میرا یار نے رکھا نہ دوش پر
ای امانت دل دیا تم نے اوسے کیا دیکھکر
اقرار اسے کہتے ہین انکار اسے کہتے ہین
دم بھرائے بھرتی ہے بادِ بہاری اندنون
بت کو بٹھا کے سامنے یادِ خدا کرون
بنگیا حیرت سے مین تصویر پشت آئینہ
یوسف کی قسم اب نہ کرون چاہ تمھاری
چھوٹے سے سن مین بار بڑے تم ہو جاتے ہے
جو لوگ اوڑھتے تھے دوشالے نئے نئے
کہا مینے یہ کیا بولا کہ پیغام زبانی ہے

امانت تخلص امانت رائے باشندۂ دہلی

تشریف یہان نہ لاؤ پر نامہ بر تو بھیجو
مت لو خبر ہماری اپنی خبر تو بھیجو

امانت تخلص میر امانت علی خلف میر کرامت علی ناگوری مقیم دہلی جھیو مین انتقال کیا

بہار بھی نہین آئی کہ جوش وحشت سے
ہمارے پاؤن کو ہے ربط خار صحرا سے
اللہ رے رسائی دستِ جنون کہ اب
دامن کی راہ لی ہے گریبان چاک نے

امانی تخلص ایک شخص دہلوی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کسکے یہ خار مژگان دل مین کھٹک رہے ہین
جو چشم سے لہو کے قطرے ٹپک رہے ہین

امجد تخلص مولوی محمد امجد دہلوی ولد مولوی محمد ارشد عالمگیر ثانی کے عہد مین تھے

جس گھڑی آپ کو دیکھون ہو نہین جز قطرہ اشک
اپنی نظرون سے بھی امجد مین گرا جاتا ہون

امجد تخلص امجد حسین متوطن بلدۂ الچپور علاقہ صوبہ دکھن

اوس لبِ لعل کی صفات امجد
کیا کہے ناطقہ تو لال ہوا

امداد تخلص حافظ سید امداد علی ولد حافظ سید مہدی علی باشندۂ فرخ آباد

بلبلی منزلِ مقصود کو پہونچاتی ہے
آہ کیا بے سر و پا عرش تلک جاتی ہے

امداد تخلص مرزا امداد علی شاگرد علیجان شفق باشندہ لکھنؤ مقیم کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کی لیے بھیجے تھے

فراق مین لطف اوٹھاتے چلے ہین کسو کسو ہم روز ملاقات ہین
آخر یہ نامے دکھا چلے ہین کہ دل تو انکے ملا چکے ہین

سچ تو یہ ہے گر پسند خاطر عالی نہ ہو
پھیر دیجے آپ دل امداد کا امداد کو

پڑھتے ہی نامہ مرا کہنے لگا وہ رشک گل
مجھکو بو سے عاشقی آتی ہے اس تحریر سے

امداد علی نام و تخلص امداد علی خان ساکن کول مقیم اکبرآباد ہر چند حرف آشنا نہ تھا مگر بڑا ذہین اور ذکی تھا ستر برس کی عمر مین انتقال کیا

وہ پھول اگر کسی نے چڑھانے اوڑا دیے
باد صبا کو گور غریبان سے لاگ ہے

امی تخلص روشن بیگ دہلوی برادر خورد حمید الدولہ شاگرد نصیر مرد جاہل تھا شروع جوانی مین انتقال کیا

دل دھڑکتا تھا کہ سینے مین نہ آجای لچک
ہاتھ سے چھوڑ دیا مین نے ترا جاتی ہاتھ

امید تخلص مولوی فرحت علی ولد غلام شاہ غازی پوری

تشنہ رنہ ای امید ہو ہرگز فراق مین
آخر دو چار ہو وینگے ہمدم صنم سے ہم

امید تخلص قزلباش خان محمد رضا سے ہمدانی امراے محمد شاہی مین تھی ہندی گوئی مین انکو کمال تھا ۱۱۷۰ گیارہ سو ستر ہجری مین دہلی مین وفات پائی اشعار فارسی اسکے اچھے ہوتے ہین

یارب گھر مین عجب صحبت ہے
در و دیوار سے اب صحبت ہے

امید تخلص امید علی خان خلف نواب خان جہان خان ہوگلوی

معلوم ہین شیخ کا ایمان کہان ہے
زاہد کی تو تسبیح مین زنار نہان ہے

امیر تخلص نواب حسین علیخان خلف نواب امانت علیخان لکھنوی شاگرد احمد حسنخان جوش

بے تکلف سیکھے دیتی ہے جوانی کی امنگ
سر پر اوسکے نہ کسی وقت دوپٹا ٹھہرا

لگ گئے آنکھون ہی آنکھون مین جو اسکے دلکو
دیکھیے دیدۂ و دانستہ مین اندھا ٹھہرا

بوسہ طلب کیا تو وہ چین بر جبین ہوا
دل کی ہوس بر آئی بت شرمگین ہے کب

امیر تخلص نواب امیر الدولہ نامر جنگ عرف مرزا مینڈو فرزند وزیر الملک نواب

نواب شجاع الدولہ بہادر صاحب دیوان فارسی و ریختہ گذری دہلی مین اپنے مکان مین صحبت مشاعرہ ترتیب دیتے تھے

یاس و غم و آرزو و جمع یہ سب چیز ہے — بلبی ترا حوصلہ دل بھی عجب چیز ہے
گل جو ہم نے غنچہ کے ساتھ سیر دیر کی — [illegible] آیا تھا ہے پا لیکن خدا نے خیر کی

امیر تخلص منشی امیر احمد شاگرد اسیر خلف مولوی کریم احمد لکھنوی حضرت شاہ مینا قدس سرہ کی اولاد مین ہین اور صاحب دیوان ہین

قتل عشاق سے باز آئینگی کھاتی ہین قسم — طاق ابرو کی طرف ہاتھ اوٹھا کر پلکین

امیر تخلص مرزا امیر بیگ دہلوی مقیم گوالیار

آنکھ وہ کافر کہ قتل عام جسکی اک ادا — لب وہ روح افزا جسے مردے جلانا بات ہے
کب تلک روگے کہو کوئی کہ تم کو تو امیر — مار مرنا سہل ہے اور زہر کھانا بات سے ہے

امیر تخلص میر امیر علی ولد میر مومن دہلوی شاگرد حکیم عزت اللہ خان عشق

ہم کو حاصل کیونکہ ہو تیری قد بالا کی سیر — کب میسر ہو سکی ہے عالم بالا کی سیر

امیر تخلص مولوی امیر علی ولد قاضی روشن شوطن بلگرام

گل سامنے ای گل تری مرجھا گئے ہوے ہین — کیا ہمسری عارض گلفام کرینگے

امیر تخلص مولوی امیر علی ولد شیخ محمد عاشوری باشندۂ سکندرپور مقیم امیٹھی —

جو اوس غنی کے در کا دل و جان سے ہے فقیر — کیا حاجت سوال ہے اوسکو امیر سے

امیر تخلص نواب علی محمد خان قوم افغان باشندۂ دہلی شاگرد قیام الدین علی قائم موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے بعض صاحب تذکرہ نے انکی فرزند محمد یار خان کا امیر تخلص لکھا ہے

تھرتھراتا ہے اب تلک خورشید — سامنے تیرے آ گیا ہو گا
اوس ستمگار انداز سے لگ کر کوئی چلتی ہے آنکھ — کیون نہ سوے قضا نہ وقت زخم تیر گا
ای سرخی تری حنا کی ہنگام عتاب — جتنا بگڑی ہے تو اوتنا ہی سنور جاتا ہے
بس مین آیا جو تمھاری او بھی جا ہو سو کرو — کیا ستم آدمی سہتا نہین لاچاری سے

امیر تخلص امیر اللہ باشندۂ دہلی شاگرد نصیر رمل مین اچھی مہارت رکھتے تھے —

اس تشنہ گلو پر ہی پھرا دیکھیو قاتل ۔ بے آب ترا خنجر بران نہ ہوا ہو

امین تخلص امین الدین خان فرزند قاضی وحید الدین خان جو نجیب الدولہ نواب نجیب خان مرحوم کے عہد مین دہلی کے قاضی تھے صاحب دیوان گذرے

سخت کاوش مین ہون پر نگ نگین ۔ ایسے نام آوری کا منہ کالا
کون آتا ہے یہ کسکے پاؤن کی آواز ہے ۔ ہر صدا ہی یا مین جسکے سو طرح کا ناز ہے

امین تخلص خواجہ امین الدین باشندہ عظیم آباد نواب مظفر جنگ میر محمد رضا خان کے رفیقون مین تھے صاحب دیوان گذرے

خورشید ترا دیکھ کے منہ کانپ کے نکلا ۔ مہ جا در مہتاب مین منہ ڈھانپ کے نکلا
ڈر سے ترے نالہ بھی نکلتا نہین لب سے ۔ ظالم ہی ترے ظلم کی تاثیر ہوا پر
بوسہ دیا ہے جی مین جو آوے تو پھیر لو ۔ اتنا خفا ہو کس لیے اس خاکسار پر
یہ نہین جوہر نمایان تیغ تیز یار پر ۔ کندہ رہا ہے نام مقتولون کا اس تلوار پر
دل خیال زلف مین تجھ خواب وسے آرام ہے ۔ رات ہوتی ہے امین بھاری ہر اک بیمار پر
کس سے تشبیہ دین بھلا تجھکو ۔ ایک یوسف سو تیرا ثانی ہے

امین تخلص محمد اسمعیل پہلے وحشی تخلص کرتے تھے

گلشن مین جب اوس گل کا وا بند قبا ہوگا ۔ کیا جانیے بلبل کی پھر جان پہ کیا ہو
اپنی تو وہی عید ہے جس روز کہ ہمدم ۔ مکھڑا وہ نظر آئے لب بام کسی کا
کیا غضب تیری آن ہے پیارے ۔ میری اوس مین تو جان ہی پیارے

امین تخلص میر محمد امین باشندہ بنارس شاگرد غلام علی آزاد بلگرامی فارسی بیشتر کہتے تھے

کیون شعلہ زن مجھکو جلاتے ہو کہ سینہ ۔ رکھتا ہون مین گل خوردہ برنگ پر طاؤس
جی ہے کھدو کہ آہ سرد کے ساتھ ۔ ٹھنڈے ٹھنڈے چلے تو چل نکلے

انتظار تخلص علی نقی خان دہلوی ولد علی اکبر خان نواب علی وردی خان مہابت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین آکر رہے تھے

جون ہی بہار گل کی قفس تک خبر گئی ۔ سنتے ہی بلبل ایسی ہی تڑپی کہ مرگئی

انجام تخلص عمدۃ الملک نواب امیر خان دہلوی شاگرد مرزا بیدل حال اونکے خاندان کا کتب تواریخ سے مانند شمس نصف النہار کی روشن ہے حاجت بیان نہین ۱۱۵۹ گیارہ سو اونسٹھ ہجری مین دہلی کے دیوان عام مین کٹاری کے زخم سے وفات پائی

ساتھ اپنے سر کے تہا انجام پاس سلطنت	شکوہ ہے تڑپے نہ زیر خنجر جلاد ہم
نعش میری دیکھ کے مقتل مین یون کہنے لگے	کچھ تو یہ صورت نظر آتی ہے پہچانی ہوئی

انجم تخلص مرزا بندہ رضا عرف جھمن مرزا شاگرد میر کلو عرش

شام سے ہجر مین مرنے کا یقین ہے انجم	نہین امید کہ دیکھون مین سحر کی صورت

انداز تخلص مرزا غلام حسین دہلوی خلف مرزا احمد علی مرحوم شاگرد شیخ ابراہیم ذوق موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے خاندان گورکانی سے تھے

دیکھیے آگے آگے کیا ہووے	دل لگی مین تو ہے ابھی سے رنج
جور و جفا کی اوسکے شکایت کرین تو کیا	سو شوخیان نکلتی ہین جیسکے حجاب مین
نیم بسمل مجھے رکھنے سے تمھین کیا حاصل	ایک ہاتھ اور بھی خنجر کا لگاتے جاتے
تیور آج اور نظر آتے ہین اونکے ہمدم	غیر کچھ جیسکے ہی جیسکے ہین پڑھاتے جاتے

اندوہ تخلص علی حسین خان مرحوم خلف شمس الدولہ بارگاہ قلیخان دہلوی شاگرد مصحفی

صیاد نے رکھے گل پژمردہ قفس پر	اچھی ہوس مرغ گرفتار نکالے
بار اٹھا ہمین عشق نے اک پردہ نشین کے	کیون نعش ہماری سر بازار نکالی

انس تخلص سید محمد مرزا خلف مرزا فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

طول مین ہین جو تری قد کے برابر گیسو	کیون بر پا نہ کرین فتنۂ محشر گیسو
واہ ری مہر و وفا عاشق گیسو جو ہوا	پھر نہ چھوڑی کبھی اوس شوخ نے منہ پر گیسو

انیس تخلص میر مہر علی مرثیہ گو خلف و شاگرد میر مستحسن خلیق باشندۂ لکھنؤ

دیکھو دکھلاؤ خفا ہوکے نہ ہر بار آنکھین	اب کبھی بزم مین رو بین تو گنہگار آنکھین

انسان تخلص اسد اللہ اسد یار خان اکبر آبادی امراے محمد شاہی مین تھے ۱۱۱۸ گیارہ سو اٹھارہ ہجری مین دہلی مین انتقال کیا اور اکبر آباد مین مدفون ہوئے

زمین و آسمان و مہر و مہ سب تجھ مین ہے انسان	نظر کر دیکھ مشتِ خاک مین کیا کیا جھمکتا ہے

انسب تخلص میر ابو طالب ولد میر اکرام علی لکھنوی شاگرد عرش

ہے فرطِ داغ سے انسب کا سینہ تختۂ باغ	بر رنگِ گل ہے گل زخم سے بدن کی بہار
آئی نہ مثل مرکزِ عالم نظر کمر	ڈھونڈھا کیا مین شام سے لے تا سحر کمر

انسخ تخلص سید ابو تراب عرف منجھو صاحب مخاطب بہ سپہر الدولہ ولد سید اکرام علی لکھنوی شاگرد عرش شاہ لکھنؤ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے ہین راقم کے دوستون مین ہین

باغ مین عکس رخِ دلدار سے یہ گل کھلا	بنگئی پتون پہ جم کر دھوپ سونے کا ورق
ہے یہ تصور بت سے بہر آنکھ مین	پتلی کی شکل پھرتی ہے تصویر آنکھ مین
آئینہ رو خیال یہ انسخ کو ہے ترا	پھرتی ہے رات دن تری تصویر آنکھ مین

انسخ تخلص مولوی عصمت الدولہ چودھری رحمت اللہ مرحوم باشندۂ قصبہ پنڈوہ متعلق ضلع ہوگلی سال تولد انکا ۱۲۵۳ بارہ سو ترپن ہجری ہے طبع سلیم رکھتے ہین ذہن مستقیم رکھتے ہین شعر و سخن سے بہت شوق ہے اور ابتدی سے نہایت ذوق ہے شعر اچھا کہتے ہین ایام صبا سے دار السلطنت کلکتہ مین رہتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین صاحب دیوان ہین پیشتر مجبور تخلص کرتے تھے

روشن ہو چراغ اپنے اگر داغ جگر کا	خورشید یہ ہو جائے گمان شمع سحر کا
ایک ہی صیاد زیرک زاہد مکار ہے	سبحہ صد دانہ گویا دام ہے تزویر کا
کیا جائے رعب کوچۂ قاتل ہے عاشقو	تھرا رہا ہے پانو قرار و ثبات کا
پاؤن تک پہنچی لٹک کر سر سے وان زلف یار	عرش تک پہونچا دھوان یہان آہ آتش بار کا
پوچھیے حال تو آغاز عشق کا انسخ	یہ مبتدا وہی جسکی نہین خبر پیدا
رکھے نہ کام زینتِ دنیا سے صاف دل	محتاج سرمہ ہووے نہ دیدہ حباب کا
کس بادہ نوش کو ہے صبوحی کی احتیاج	دستِ سحر مین ہے جو قدح آفتاب کا
پیدا نہین ہے اوس رخ پر نور پر عرق	دیکھو کھنچا ہے عطر گل آفتاب کا
ہاتھ ملکر رہ گئے ہم فصل گل مین اے جنون	پائے جیب زندان مین پابندِ سلاسل ہوگیا

ہو گیا جو تجھسے دریا نوش کو ذوق شراب
ہین جو اسے طفل مجوسی لاشہ ہای خشت خم کے
کام لے ابرو کی جنبش سے جو تیغ تیز کا
نمایان سبزۂ خط کنب سے گرد عارض جانان
دیکھا ہے گر عزارہ وسمہ مثل آفتاب
ہے تماشا ان روزون کسی نوع تجھسے پی کو
آزاد باغ دہر ہین سر سبز ہین مدام
فیض بہار عام ہے اے دل عجب نہین
کیا خطا صیاد کی ہے دام کا ہے کیا قصور
سربلند ونکو کیا ہے کسنے عالم مین آہ
روے روشن سا ہوگا بزم عالم مین چراغ
ایک دن یہ ہے کہ پابند سلاسل پاؤن ہین
موے کمر کی طرح سے معدوم ہوگئے
وہ دست ورزعف نے ہیسے بڑھا یا ہوا ن
تھی دریہ کھڑے ہونے کی ہمکونہ اجازت
گھر یار کا اب مجمع عشاق ہوا ہے
بری ہین منت اغیار سے اہل عروج اہل
نہ پہونچے فائدہ سنگین دلونسے خلق کو ہرگز
روے صافی کی صفائی کا بیان کیا کیجیے
چاندتلوا اثر بان الکاری ہین یا پوش کہک
ہے دل صافی کو ہر دم روے صافی کا خیال
بھڑکی ہوئی جو عشق کی آتش بدن مین ہے

آسمان شیشہ بنا اور مہر ساغر ہو گیا
تیرا کوچہ آج وخمہ کے برابر ہو گیا
کب ہو وہ سفاک ممنون خنجر خونریز کا
اثر افسونگر وحیلا ہے زہر یار گیسو کا
زرد ہو جائے سپہر نیلگون پر آفتاب
صورت مشاطہ پھرتا ہے جو گھر گھر آفتاب
کس دن نہین ہے سرو لب جو بیانہیں
دریا مین مچھلیون کے بھی ہو جائین خار سب
آب ودانہ نے کیا مجھکو گرفتار قفس
طائر سدرہ ہوا ہے کب گرفتار قفس
کر رہی ہے یہ زبان حال سے تقریر شمع
ایک شب وہ تھی کہ تھی زلف معنبر دامن زنا
تیرے دہن کی طرح سے گویا کہ ہم نہین
نقش قدم کیطرح سے اوٹھتے قدم نہین
اب اونکو بٹھاتا ہے ستمگار بغل مین
وہ چار مقابل ہین تو وہ چار بغل مین
نہ ہووے حاجت روغن چراغ ماہ روشن کو
بجھاتے پیاس کب دیکھا کبھی نے آب آہن نے
آئینہ رو ہے مرا حال دل زار آئینہ
خط ہے طوطی لب ہے شکر صاف رخسار آئینہ
آئینہ کے روبرو رکھا ہے اسے یار آئینہ
مانند شمع جسم مرا پیرہن مین ہے

کہتا ہون کچھ تو کچھ سے ہے نکلتا زبان سے
مطلب جنہین سے ہو قاتل شہید بی اجل وہ ہو

جوشش جنون مین اپنے طبیعت بہک گئی
زبان تیز کیا چلتی ہے گویا تیغ چلتی ہے

انشا تخلص میر انشاء اللہ خان خلف حکیم ماشاء اللہ خان مصدر انکا مولد مرشدآباد مسکن لکھنو وزیر الممالک نواب سعادت علی خان بہادر کے مقربون مین تھے بہت سی زبانون سے واقف تھے اور بہت سی فنون مین دخل رکھتے تھے مشکل قافیون مین شعر عاشقانہ اچھا کہتے تھے مشہور ہے کہ کچھ روز ون میان مصحفی سے اصلاح لیکر منحرف ہو کے ہجو لکھی تھی میان منتظر نے اوسکا جواب لکھا ہے کلیات انکا نظر راقم سے گذرا

صنما برب کریم یہان تری ہین ہر اداے عشوہا
کہ اگر الست بہ کہم تو ابھی کہے تو کہین بلا

وہ جو محو دشت نظارہ ہین یہی آہ بھر کے کہین ہین وہ
کہ اسی تجلّی نور نے ہمین مثل طور دیا جلا

یہ محمد عربی تو دی دو سہ جام بادۂ نو ردہ
کہ نیو جھے سکر مین ساقیا مجھے کچھ جہان کا ہے بھلا

بروان ساقی کوثر اسے خم کو پیر مغان بلا
سبھی اہل وجد کو مے پلا کے تو تشنہ و شاب کو دی پلا

یہ جو کہتے کعبے مین ہی فقط سو غلط ہی محض اسے نمط
جدھر آنکھ اوٹھا کے نظر کرون نظر آئے مجھکو وہ برملا

تجھے انشا اور تو کیا کہون دو جہان مین کہی طرف ہے
جو خدا کے نور سے پر نہو کہ محال وہ ہی مکان ہے خلا

وہان جھوٹ جھوٹ تم نے بناوٹ سے عشق کیا
ہم سیح الیا روے کہ یہان جیسے عشق کیا

اوس سے خلوت کی ٹھہر جاتی تو مین اللہ سے
واسطے دو دن کے عرش کبریائی مانگتا

ٹک آنکھ ملاتے ہی کیا کام ہمارا
تس پر یہ غضب پوچھتے ہو نام ہمارا

جھڑک سے کہنے لگے لگ چلے بہت اب تم
کبھی جو بھول کے اوسنے کلام مین نے کیا

ہر چند کہ تیور تو لڑ جاتے ہین آپس مین
پر اپنا مین اگلا سا کچھ پیار نہین پاتا

کیون جی کیون آپ کی خاطر مین بھلا کیا آیا
کہ خفا ہو گئے کل ذکر جو میرا آیا

اوسکی بن پوچھے جو ہونٹون کی مسی یاد آئی
سامنے آنکھون کے اکبار اندھیرا آیا

اوسکی سادی وضع کی تعریف تم سے کیا کرون
چپکا ہی پڑتا ہے وہان جوبن وہ گدرایا ہوا

اچھا جو خفا ہم سے ہو تم اے صنم اچھا
تو ہم بھی نہ بولینگے خدا کی قسم اچھا

اس ہستی موہوم سے ہین تنگ ہم انشا
واللہ کہ اس سے بمراتب عدم اچھا

کچھ اشارہ جو کیا ہم نے ملاقات کے وقت
تاڑ کر کہنے لگے دن ہے ابھی رات کیوقت

جو بات تجھسے چاہیے ہے میرا مزاج آج
قربان تیرے کل پہ نہ ٹال آج آج آج

جب گدگداتے ہین تجھے کچھ اور ڈھب سے تب
سنتے ہین گالیان تری ناچار چار پانچ

لگ جا تو مرے سینے سے دروازے کو کر بند
دے کھول قبا اپنی کہ ہے خوف و خطر بند

گلبرگ تر سمجھ کے لگا بیٹھے ایک چونچ
بلبل ہماری زخم جگر کے کھرنڈ پر

بولے وہ جب ہاتھ رکھا مین نے اونکی ران پر
خیر ہے تمکو اجی لعنت کرو شیطان پر

کیون سا قبا نہ لال ہوا تنا یہ رنگ فرش
شیشے شراب سرخ کے ہین جا بجا سنگ فرش پر

بسکہ تھا تیرے شب ہجر مین بے نور پلنگ
مین نے لین کروٹین یہان تک کہ ہوا چور پلنگ

کیسی ہی کیون نہ ہم مین تم مین رکھائیان ہون
جب کھلکھلا کے ہنس دو وہین صفائیان ہون

گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے
زاہد نہین ہین شیخ نہین کچھ ولی نہین

یا وصل مین رکھیے مجھے یا اپنی ہوس مین
جو چاہیے سو کیجیے ہون آپ کے بس مین

ادا و ناز و حجاب و غمزہ کرشمہ شوخی حیا تغافل
تمہاری چتون کے آگے آگے یہ کرتی ہین اہتمام اونکو

حیف ایام جوانی کے چلے جاتے ہین
ہر گھڑی دن کیطرح ہم تو ڈھلے جاتے ہین

چھیڑنے کا تو مزا تب ہے کہو اور سنو
بات مین تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو

غصہ مین تری ہم نے بڑا لطف اوٹھایا
اب تو عمدا اور بھی تقصیر کرینگے

گالی سہی ادا سہی چین جبین سہی
یہ سب سہی پر ایک نہین کی نہین سہی

دیکھ انگیا مین اوسکے گوٹ لگی
دل کو پھر تازہ ایک چوٹ لگی

آج تو کپڑے نہ بدلو تم کو میری ہی قسم
آپ کا میلا کچیلا پن ہے کچھ بیدا دسے

کیا منہ بنا رہے ہو اللہ رے رکاوٹ
گویا کہ آشنائی کا ہے نزع کسی سے

پھبتی ترے مکھڑے پہ مجھے حور کی سوجھی
لا ہاتھ ادھر دے کہ بہت دور کی سوجھی

صاحب کے ہرزہ پن سے ہر ایک کو گلہ ہے
مین جو بنا رہا ہون میرا ہی حوصلہ ہے

دین گالیان ہزارون سن مطلع اس غزل کا
کہنے لگے کہ انشا اسکا یہی صلہ ہے

دو گھڑی ذرا ن سے کہا ہنسنے کے کیا ارشاد ہے
تن کے بولے اب ہوا کہا بات تیری یاد ہے

دو بوسوں میں راضی نہ ہوا میں تو وہ بولے
تیری تو کسی طرح سے نیت نہیں بھرتی

غیر کے اک اشارے پر اٹھ گئے میرے پاس سے
تس پہ یہ مجھسے پوچھنا بیٹھے ہو کیوں اداس سے

یہ پیاس اپنی بجھے برف سے نہ شوربے سے
بجھے تو نرگس ساقی کے آبخورے سے

بھری وہ آتش عشق اس دل فگار میں ہے
کہ لاکھ برق نہاں جسکی ہر شرار میں ہے

عجیب لطف کچھ آپس کی چھیڑ چھاڑ میں ہے
کہاں ملاپ میں وہ بات جو بگاڑ میں ہے

کھب گئی آنکھوں میں کل جلوہ نمائی تیری
مجھکو کیا جانیے کیا بات خوش آئی تیری

چمن ہے جام وصہبا ہے گھٹا ہے اور خلوت ہے
اگر ایسے میں آجاؤ تو صاحب وقت فرصت ہے

ریختی

بن بیٹھے ہیں دولہ دولہن اسوقت ہم تم
تواہ کھر روپے کا تو بندھے مہر دوگانا

اپنا جو جتا ہو ہمیں زور نگوڑا
صدقے دوسے کڑا لیے درگہ پہ نگوڑا

چبھتی ہے یہ تو نگوڑی مجھے بھاری انگیا
کوئی سادی سی مرے واسطے لادی انگیا

تجھے کچھ شرم بھی ہے بیٹھ پری او کم بخت
تاڑ جاوینگے بڑے لوگ ارے او کم بخت

پھول کی ایک کلی چونچ میں اپنی لیکر
دم یہ بلبل نے بھلائے کہ الٰہی توبہ

گتھ گئی مجھسے دوگانا کی بہن جو جھٹکی
تو بس ان جاو بھرے لوگوں سے مجھسے کھٹکی

رات بھر اتنا ترستا ہی - ہا جی باجی
اب تو نوبت بھی اٹھو اجی باجی باجی

ایلو اس کوٹھری میں میرے ڈرانیکے لیے
اک عبا اوڑھ کے بن بیٹھی ہیں حاجی باجی

کیا کہیں بات ہم اوس مردوے کی مستی کی
آج تو اوسنے بہت ہمسے زبردستی کی

انصاف تخلص عبدالرحمن خان ولد سالار بخش اکبرآبادی داروغہ اصطبل راجہ بلوان سنگھ بہادر

حسد کی آگ سے غیروں کا دل کباب ہوا
ہمارے ساتھ جو کی اسنے بادہ خواری رات

سپاہی نادم ہوئے ہیں اے انصاف
بے وفاؤں سے ہم وفا کر کے

انوار تخلص شیخ عبداللہ قنوجی

کیون طلوع اے آفتاب حشر تو ہوتا نہین — ہم پہ اک دن مہربان وہ ماہرو ہوتا نہین

انوار تخلص غلام علی باشندۂ کالپی

ہووے دہن پہ تیرے جو شہرہ مسی کی — تیرے لبون کا بوسہ مصری ہے کالپی کی

انور تخلص میر آغا ولد میر تراب علی شاگرد مہدی علیخان کوثر باشندۂ لکھنو

لکھونگا حال اگر ضعف و ناتوانی کا — کمیت خامہ نہ قرطاس پہ روان ہوگا
بیان کریگا نکیرین سے فراق کا حال — دہان قبر کو لاشہ مرا زبان ہوگا

انور تخلص سید محمد علی خان عرف نواب دولہ رئیس شمس آباد

یارب کبھی کسی کا بتون پر نہ آئے دل — اور آئے تو نہ ہجر کے صدمے اوٹھائے دل

انور تخلص حاجی حسین خان لکھنوی

دل کسی زلف کے پھندے مین مقرر اولجھا — اے مری جان جو تم پھرتے ہو گھبرائے بہت

انور تخلص پنڈت بشمبھر ناتھ لکھنوی ولد کیشو ناتھ شاگرد آغا حسین مرزا عشق و معصوم علی خان

مجھپر جو کچھ گذرتی ہے روشن ہے یار پر — خود حال آئینہ ہے کوئی کیا خبر کرے
کیون سر شام سے گھبراتے ہو ٹھہرو صاحب — شوق سے گھر کو چلے جائیو کچھ رات رہے

انور تخلص ولی محمد خان باشندۂ دہلی جد و آبا اونکے داروغہ عدالت شاہی تھے فارسی بھی کہتے تھے

ایسی جانبخش ہوا موسم گل کی آئی — قصد پرواز مین ہین بلبل تصویر کے پر
انتظاری مین ترے چشم ہوا گوش ہوا — مژدہ آنے کا ترے سنتے ہی بیہوش ہوا
ہوا اشک خونی بہار گریبان — رگ گل بنے تار تار گریبان
روبرو آئینہ رو کے کیون نہ مین دلگیر ہون — حیرت نظارہ سے جون غنچۂ تصویر ہون

انور تخلص مرزا علی حسین باشندۂ لکھنو مقیم کلکتہ شاگرد علیجان شفق یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

وعدہ تو کر دیا یہ خیال وفا بھی ہے — دینے کو کہتے ہین کوئی بوسہ دیا بھی ہے
کیون مفت اپنی جان تمھارے لیے گنوائین — نقصان کے سوا ہمین کچھ فائدہ بھی ہے

کیا یون سمجھتے ہو قیمت دل کا معاملہ ۰ تم سے بھلا کبھی کوئی سودا بنا بھی ہے

انور تخلص سید شجاع الدین عرف امراؤ مرزا دہلوی خلف سید جلال الدین خوشنویس استاد محمد بہادر شاہ شاگرد محمد ابراہیم ذوق اشعار انکے خوب ہوتے ہین راقم سے انسے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی

مرجائینگے جو درد اوٹھایا نہ جائے گا ۰ الفت کو مرتبہ سے گرایا نہ جائے گا
نالہ نہ آئی ضعف سے گو تا بلب نہ آئی ۰ کیا آسمان کو بھی ہلایا نہ جائے گا
ہے روز عید تم نہ ملو گے تو کیا یہان ۰ خنجر کو بھی گلے سے لگایا نہ جائے گا
پردہ رخ وفا سے اوٹھایا نہ جائے گا ۰ داغ اوسنے جو دیا ہے دکھایا نہ جائیگا
وہ آنکھین نہین ہائے کیا ہو گیا ۰ وہ کافر تو اب کچھ نیا ہو گیا
فراجب سے ہے مند کا کہ تو مجھسے مل ۰ فلک یار اغیار کا ہو گیا
تمھین یہان تک آنا قیامت سے ہے ۰ ہمین جی سے جانے مین کیا ہو گیا
مجھکو آئینہ دکھاتے ہین دم عرض وصال ۰ جرم سے میرے ہوئی توقیر پشت آئینہ

انور تخلص سید مہدی حسن ولد میر احمد علی لکھنوی شاگرد مرزا مہدی کوثر

تیر نظارۂ دلبر جو ہین کھٹکا دل مین ۰ روح کی طرح اوسے مینے چھپایا دل مین
نہ ہوا ایک خیال آئے تھے کیا کیا دلمین ۰ رہ گئی یار کے ملنے کی تمنا دل مین

انیس تخلص میر ببر علی ولد میر مستحسن متخلص بہ خلیق خلف میر حسن صاحب مثنوی بدر منیر متوطن دہلی مقیم لکھنؤ مرثیہ گویون مین ممتاز ہین اور تحت لفظ پڑھنے مین کمال رکھتے ہین سواے مرثیہ کے اور کسی صنعت سخن مین مطلق دخل نہین رکھتے بلکہ مرثیہ بھی انکا ایسا نہین کہ عیوب شاعری سے پاک ہو

ہوا ہے ابر ہے ساقی ہے مے ہے سبو ہے ۰ پر اک تو ہی نہین افسوس ہے ہے
کہین سے اے شوخ ہوئی رات کو ہاتھا پائی ۰ نور تن آج جو ڈھلکا ہے ترے بازو سے
کل تو آغوش مین شوخی نے ٹھہرنے نہ دیا ۰ آج کی شب تو نکل جاے گا قابو سے

انیس تخلص امیر الدولہ نوازش خان ہمشیرہ زادہ شاہ نواز خان دہلوی شاگرد میر ممنون شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین خدمت مختاری رکھتے تھے آخر عمر مین

شعر گوئی ترک کی تھی بعض صاحب تذکرہ نے انکی والد کا نام شاہ نواز خان لکھا ہے

پرکالۂ آتش ہے وہ رخسار انیس آہ | چہرہ جو غضبناک ہوا اور بھی چمکا
کشتی سے اپنے چرخ خبردار رہ کہ آج | رکھتے ہیں سرشک دیدۂ طوفان فشان نہین
آہ یہ کسکی یادگاری ہے | آج جو دل کو بے قراری ہے

آوارہ تخلص محمد کاظم برادر حقیقی میر زین العابدین

اے عندلیب جاکے کرا کی چمن مین کیا | باد خزان سے سب گل گلزار جھڑ گئے

اوباش تخلص امیر الزمان پیرزادۂ لکھنوٴ شاگرد میان مصحفی

قطعہ

یار مجھسے وہ مہ جبین نہ ہوا | میری خواہش پہ آسمان نہ پھرا
ہو گئے پیر انتظار ے مین گو | تو بھی اوباش وہ جوان نہ ہوا
دل و دیدہ لپنے جو باختی سو وہ رنج و غم مین بھی گئے | ہمین جنسے چشم اُمید تھی وہی آنکھ ہمسے چرا گئے

اوج تخلص نواب اشرف علی خان تخلص شاگرد شرف

زندگی ہوگئی فرقت مین قضا آنے سے | ملک الموت مرے حق مین مسیحا ٹھہرا
بندہ ہے تیرا لاکھ چڑھے آسمان پہ چاند | ٹلتا ہے یہ کلنک کا ٹیکا جبین سے کب

اوج تخلص شیخ عبد الکریم برادر کوچک شیخ عبد الصمد فوق خلف شیخ محمد روح اللہ باشندۂ میرٹھ

قتل پر ہین نہ وصل پر راضی | رنگ بگڑا ہے کیا مقدر کا
فلک دو ن سے کیا مدد چاہین | اوس سے مانگین جو ہو برابر کا

اوج تخلص میر محمود خان ولد میر خواجہ شاہ رضوی باشندۂ لکھنوٴ شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

ابرو ہلال بدر جبین خال ہے زحل | کیونکر نہ ہو فلک پہ تمھارا بھلا دماغ
دو چار چیزین چاہیٔن معشوق مین ضرور | انداز غمزہ عشوہ شرارت ادا دماغ

اوج تخلص مرزا علی حسین خلف مرزا عسکری منجم باشندۂ لکھنوٴ شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

نرگس سے ہے چشم سرو سے ہے قد غنچے سے دہن	رخ رشک گل ہے غیرت ابر بہار زلف

اوج تخلص مولوی امام الدین باشندہ قصبہ بہانی تو ابع لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان

اے اوج اوسکو جان وسیلہ نجات کا	دل کو رہے لگی ہے جو خیر البشر کی لو

اوج تخلص عبد اللہ خان باشندہ دہنا مقیم دہلی انکو عارضہ خلل دماغ کا تھا

بھاتا ہے جوش عشق شیرین وشان مین ونا	سے آب شور گریہ آب زلال اپنا

اوج تخلص قاضی عنایت حسین خان بہادر صدر الصدور متوطن غازیپور

گنہگار محبت اوج ہین اوس چشم مژگون کے	ہمین اس جرم پر آنکھین دکھاتے جسکا جی چاہے

اوصاف تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہوا

لغزش بہت سے ہے پاؤن کو دے ہاتھ ساقیا	ہوتے نہین ہین مست شراب کہن کے پاؤن

اولی تخلص نام میر اولاد علی

بتان ہر چند بہلاتے ہین میرے دل کو پر اولی	اداکس طرح مجھکو اوس پری رخسار کی بہاے

اولیا تخلص میر اولیا لکھنوی مرشد آباد مین سکونت اختیار کی تھی

رخ اپنا بادہ گلگون سے تم نے لال کیا	چراغ حسن کو پانی سے اشتعال کیا
ہنسی آتی ہے مجھکو اولیا کی پارسائی پر	ادھر تو ہاتھ مین تسبیح اودھر زنار پہلو مین

اویسی تخلص غلام محی الدین خان باشندہ بریلی اشعار فارسی اوسکے نہایت مطبوع ومرغوب ہوتے ہین

رکھتی ہے گلستان کو جو باد سحر تازہ	ہے آہ سے اب میری ہر زخم جگر تازہ

آہ تخلص میر اکبر علیخان لکھنوی ولد سید ولایت علی خان بن محمد حسین خان مخاطب بہ مرصع رقم خان صاحب نوطرز مرصع صاحب دیوان ہین

اس قدر رویا ہون صحن مین یاد چشم مست مین	ہین خدائی پنجہ مژگان ترکی اوڈگلیان

آہی تخلص میر عبد الرحمن خلف میر حسین تسکین باشندہ دہلی شاگرد مومن فن معما مین اچھا دخل رکھتے ہین

تمہارے حسن مین گرمی نہین ہے	اگر ہووے تو وا بند قبا ہو

نکل گیا دروازۂ جنت بھی اپنے گور مین
اوٹھ کہین ہے آمد آمد اوس ستمگر کی وہان
شکوہ کہان کا کیسا گلہ جی نکل گیا
پر دل وحشی یہ کہتا ہے بیابان چاہیے
اہل محشر مجھکو یہ مژدہ سنا کر رہ گئے
شرما کے یار نے جو ہین نیچے نگاہ کی

ایجاد تخلص مرزا رحیم الدین دہلوی خلف شاہزادہ حسین بخش شاگرد مولوی امام بخش صہبائی و مرزا قادر بخش صابر

بتخانے مین تھا یا کہ مین کعبہ کے قرین تھا
اے زاہد نادان تجھے کیا مین کہین تھا
دیکھو تو مری ضد کہ کسی شب وہ ستمگر
آیا بھی تصور مین تو دشمن کے قرین تھا
یہ کس خلش کا تقاضا رہا کہ تا دم صبح
کچھ آپ ہی آپ رہی دلکو بیقراری رات
یہ باتون مین بھلائی وہ دل چھین کے لیجائے
کیا یا وہین ڈھب لب کو تری اور نظر کو
لگے ہمسے نظر اپنی چرا نے
وہ سمجھے جس گھڑی لطف نظر کو
سبب سمجھا جو بیماری کا وہ شوخ
نہ آیا پھر کبھی میری خبر کو

ایما تخلص حکیم واحد علی باشندۂ ڈھاکہ شاگرد مولوی رشید النبی وحشت

دیدۂ گریان ہے اپنا ابر باران کیطرح
شعلہ زن ہے آہ سوزان برق خندان کیطرح
دیدۂ گریان کو ہے جو زلف پرخم کا خیال
تار اشکون کے بنے ہین مار پیچان کیطرح

ایمان تخلص سید شیر محمد خان حیدر آباد دکن کے شعرائے مشاہیر مین تھے

جو داغ ہے دل کا سو بنگ پر طاؤس
ہو کیون نہ خجل دیدۂ تنگ پر طاؤس
ہے مرہم زنگار کا دشمن دل پر داغ
بہیان تشبیہ طوطی سے ہے جنگ پر طاؤس
روا ہے کونسی مشرب مین یہ اے عشق نامنصف
دل پرویز خوش ہو خاطر فرہاد محزون ہو
مے گلگون کا جب دم بزم مین ساغر چھلکتا ہے
ٹپک پڑتا ہے خون دل مرا آیمان آنکھوں سے
قدر یاقوت نہین لخت جگر کے آگے
ابر بھی پانی بھرے دیدۂ تر کے آگے
ہے بناگوش سے شرمندہ ترے آب گہر
شمع کو تاب نہین نور سحر کے آگے

حرف بائے موحدہ

باطن تخلص حکیم میر قطب الدین اکبر آبادی شاگرد گلزار علی اسیر

گئی ہے آنکھوں کی رہ تیری انتظار مین روح	رہی نہ نام کو اب جسم خاکسار مین روح

باقر تخلص میر باقر علی برادر خورد و شاگرد میر فرزند علی موزون

جور بتان سے سینے مین کیا کیا خراش ہے	دل ٹکڑے ٹکڑے سب ہی جگر پاش پاش ہے

باقر تخلص باقر علی خان ناظم صوبۂ حیدر آباد شاگرد شاہ کمال کمال

رونی کی سن صدا مری بولا وہ دیکھو	خانہ خراب یہان پس دیوار کون ہے

باقر تخلص نواب محمد باقر خان خلف نواب ظہیر الدولہ غلام یحیےٰ خان بہادر وزیر محمد علیشاہ بادشاہ اودھ شاگرد خواجہ وزیر وطن انکا کشمیر مسکن لکھنو

غیر کے کہنے سے گو اوسنے چرائین آنکھین	ہو گئی صلح جو اکبار لڑائین آنکھین
بوسۂ چشم کبھی ہم نے جو مانگا باقر	یار نے چین بہ جبین ہو کے دکھائین آنکھین

باقر تخلص باقر خان ولد اصالت خان باشندۂ الہ آباد

ہاے افسوس چھٹا موسم گل ہی مین چمن	مجھ سے ناکام کو کوئی باغ مین صیاد نہین

باقر تخلص میر باقر علی باشندۂ جون پور ولد میر علی حسین پیشتر پنجاب کیطرف رہتے تھے

چکھائینگے تجھے نازک مزاجیون کا مزا	اگر ذرا ہمین دل پر کچھ اختیار رہا
تجھے تو مشغلہ اغیار سے رہا تا صبح	تری بلا سے کسی کو گر انتظار رہا

باقر تخلص منشی باقر رضا ولد قاضی اکبر علی مصنف پٹنہ باشندۂ عظیم آباد شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ مقیم کلکتہ

روز وعدہ کرتے ہو آنیکا پر آتے نہین	قول کب پورا ہوا صاحب تمسے فقرہ بازکا
لکھتا ہون حال جدائی کا جو تیری ای جان	حرف از خود مرے نامہ سے جدا ہوتا ہے
کسطرح دل سے بخار اپنا نکالون باقر	میرے رونے سے مرا یار خفا ہوتا ہے

باقر تخلص سید محمد باقر علیخان مخاطب بہ اعتضاد الدولہ برادر کوچک ذو الفقار الدولہ ولد سید محمد نقی علی خان شاگرد مرزا مظفر علی ہنر باشندۂ لکھنؤ مقیم کلکتہ صاحب دیوان اور راقم کے دوستون مین ہین اشعار مرقومۂ ذیل سن تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

خاک پر دانون کی تھی بس ولگن مین کچھ نہ تھا	صبح کے ہوتے ہی ہوتے انجمن مین کچھ نہ تھا
کسی طرح سے نہ کم ظرف ہونگے عالی ظرف	حباب لاکھ بڑھے آسمان نہین ہوتا
نیش غم نے اسقدر رگ رگ مین سیر کی خلش	مغز بنکر درد ہر اک استخوان مین رہ گیا
نزاکت سی کمر دوہری ہوئی جاتی ہی چلنے مین	وبال دوش ہے اوس نازنین کو بار کاکل کا
عرش اعلی تک گزر ہے نالۂ شبگیر کا	دیکھ اے پیر فلک کیا توڑ ہے اس تیر کا
جبھہ سائی کے بہانے تک آستان یار پر	مٹ گیا سنگ در جانان سے خط تقدیر کا
نہ مرتا ہجر مین تو عاشق دلگیر کیا کرتا	سوا اسکی وصال یار کی تدبیر کیا کرتا
بوسے پہ اوسے وصل مین کیا مجتبین رہین	گذری تمام رات سوال و جواب مین

باقر تخلص باقر علی خان ولد امجد علی خان خویش سبحان علی خان کمبوہ باشندۂ لکھنؤ انکا تمام کلام اسی طرز کا ہے

حادث ہو کیون نہ صورت عالم ترا دہن	لب بھی نئے نئے ہین ترے اور نیا دہن
کف لاتا ہے عدو کف مار سیاہ سا	ہے صورت دہانۂ مار قضا دہن
اے بحر حسن دانت ہین سلک گہر تری	موجین ہین گال لب ہے حباب کشادہ دہن
آ گئے تو گالی دے کے زبان خوب صاف تھی	اب منہ چڑا کے بگڑا ہے کیا آپکا دہن
باقر ریاض شہ مین جو مدفن کی ہے طلب	وا کر نماز فجر مین بھر دعا دہن

باقی تخلص ایک شخص کا ہے جسکا اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

یہ مال کیا ہی گیا تو گیا بلا سے دل	چھپائین کا ہے کو ہم اپنی دلربا سے دل

ببر علی تخلص و نام شاہ ببر علی مرید و تلمیذ شاہ محمدی مائل تخلص انکا انکی غزلون مین بہت کم آتا ہے

سیر گلشن کی کر لے اب بلبل	پھر کہان آشیان کہان یہ باغ

بحر تخلص نواب علی احمد خان شاگرد ناسخ باشندۂ عظیم آباد

کشتی نوح بھی آئے تو نہ ساحل ہو نصیب	دیدۂ تر نے کیا میرے وہ طوفان پیدا

بحر تخلص شیخ امداد علی خلف شیخ امام بخش باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ عروض و قوافی مین

اچھا غزل کہتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا اتفاق سے ایسی لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی شعر اپنی طرز کا اچھا کہتے ہین

بتو خدا یہ نہ رکھو معاملہ دل کا
خدا یہ نالہ و فریاد ساز وار کرے

کچھ ریاضت سے نہین پشت خمیدہ زاہد
پردہ بھی روز وصل نہ اوٹھا کسیطرح
کیا کیا نہ مجھسے سنگدلی دلبرون نے کی
آنکھ کھلتے ہی میسر ہوا دیدار قفس
ہم اسیرون کی اگر تیر نظر کاری ہین
کہے دیتی ہے بنائے قفس تابوتے
ہمصفیرو کوئی کیا جانے اسیری کا مزا
یہ خدا دی تو نہ اوڑ چل کہ اسی مین ہی نجات
یہان ہر اک عیش کے انجام کا آغاز ہے غم
رو بصحت ہوئے زندان سے جو مر کر نکلے
ایسے عمامے سے تو انگوچھا ہی خوب ہے
مجھسے ہنستے ہین تو مُنہ سُرخ ہوا جاتا ہے
آج کل اونکی خریداری ہے میٹھا سال ہے
ایک دن مجھکو ہنسائینگی مقرر پلکین
تو وہ بے دید ہے جسوقت پھری تیری نظر
جان نکلے ہجوم غم مین کیون کر
ماہ کو نقرہ مہر کو زر دو
خدا کسی کو نہ روز سیاہ دکھلائے
ہوئے ہین ایسے مجھے زندگی کے دن بھاری
جو اِس مقام پہ آیا ہے ہاتھ ملتا ہے

برا بھلا کہین ہو جائے فیصلہ دل کا
کہ دل لگی ہے ہماری یہ مشغلہ دل کا

بار عصیان وہ اوٹھایا کہ ہوئی چور کمر
سرکا نہ سینہ پر سے دوپٹا کسی طرح
پتھر پڑین سمجھ پہ نہ سمجھا کسی طرح
موے مژگان مری قسمت سے ہوئی تار قفس
ہو گئی دیوار چمن صورت دیوار قفس
مر گئے پر بھی نہ چھوٹینگے گرفتار قفس
مین چمن بیچ کے ہوتا ہون خریدار قفس
کب ہوا بلبل تصویر گرفتار قفس
راحت باغ کو بلبل سمجھ آزار قفس
گو مین نقل مکان کرتے ہین بیمار قفس
زاہد کے ہاتھ چھوڑ کے لین برہمن کے پاؤن
خوش مین ظاہر مین ولی آگ بگولا دل مین
بیچتے ہین کوزۂ قند مکرر چھاتیان
آنکھین صیاد ہین ٹٹی ہین ستمگر پلکین
تل بھر آنکھین نہ کرین رحم نہ جو بھر پلکین
کچھ بھیڑ چھٹے تو ر آستانہ ہو
جسکو چاہا ہوا وسکو بھر دو
گہن مین چاند ہے تاری شریک حال نہین
کسی سے لاش بھی اوٹھے یہ احتمال نہین
ہتیلیون مین کسی آدمی کے بال نہین

بہاری سوز دروں کا نہ پوچھیے عالم	دہواں دماغ سے اوٹھتا ہی سر کے بال نہیں
جو منچلے ہیں سپاہی کسی سے دبتے ہیں	جہاں میں سبزۂ شمشیر پایمال نہیں
ہوائے عیش کو سر سے نکال ہوش میں آ	سحر ہی شام جوانی سپید بال نہیں
ہر ایک لاف زنی کرے اپنی گھر میں بجر	نکل سکے گی منہ سے جو بولے زبان مجال نہیں
محفل میں بیٹھکر یہ اشارے بھلی نہیں	فتنے اوٹھینگے یار اس آفت کی آنکھ سے

بخشی تخلص حسین بخش پارچہ فروش اکبرآبادی بعض صاحب تذکرہ نے اسکا بزاز تخلص لکھا ہے

کہوں ہوں جس سے ہیں اونکو بلا لادے یہ کہتا ہے	مجھے بیہودہ مت دوڑا نہ آئینگے نہ آئینگے

بدر تخلص مرزا ابلاقی ابن شاہزادۂ نصیر الدین بہادر دہلوی شاگرد مرزا ابابکر رفعت

سن لینا ایکدن کہ اوسے غم نے کھا لیا	غم کھائیگا یو نہیں جو یہ غمخوار آپ کا
اپنے ہی پرسش میں ہوگا ختم کو ہنگامہ سب	گر قیامت میں ہمارے حال کا دفتر کھلا
اک کشتی طوفان زدہ گردون کو بنایا	اللہ رے گریہ مرے اس دیدۂ تر کا
گھٹا نہ خاک ہوئے پر بھی کچھ وقار اپنا	ہمیشہ دوش صبا پر رہا غبار اپنا
ہیں اگر جاؤں تو نکلے مطلب دل کچھ نہ کچھ	میرا جانا اور ہے قاصد کا جانا اور ہے

بدر تخلص سید آغا علی خان خلف میر عباس شوشتری باشندۂ لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

پروانہ شمع طور بھی ہے جنکے حسن پر	ایسی ہیں گوری گوری تمہاری کلائیاں

بدر تخلص میر بدر الدین باشندۂ کرنال مقیم دہلی

کس مژہ کی یاد تھی ہمدم کہ شب تا صبح یاں	ہر نفس کے ساتھ دل میں خار سا کھٹکا کیا
کس کا خواہاں ہے کہ دل قافلہ اشک کے ساتھ	دمبدم سینے سے آنکھوں میں چلا آتا ہے

بدر تخلص شیخ الٰہی بخش شاگرد مہدی علیخان طپش

قفس نصیب ہوا جبکہ فصل گل آئی	نہ دیکھی بلبل ناشاد نے چمن کی بہار

برشتہ تخلص شرف الدین تلمیذ بھوری خان آشفتہ باشندۂ دہلی

رشتہ توڑا برشتہ الفت کا	دیکھ اوسنے شکستہ حال مجھے

برجستہ تخلص آغا حسین علی مرحوم لکھنوی شاگرد میر تقی صاحب دیوان فارسی و ریختہ گزرے

ہر وقت ہم سے کرتا ہے وہ نوجوان دماغ	اتنا دماغ اوٹھانے کا ہمکو کہان دماغ
بوے عنبر سے جو سارا بھر گیا میرا دماغ	کوئی زلف یار سے باد صبا آئی نہ ہو

برق تخلص میان شاہ جی شاگرد مصحفی

کیا دھوم سے اُمڈی ہے گھٹا ایسی ہوا مین	افسوس کہ ساقی و مے و جام نہین ہے

برق تخلص فتح الدولہ بخشی الملک مرزا محمد رضا خان بہادر خلف مرزا کاظم علی صالح شاگرد ناسخ و اجد علی شاہ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے تھے ١٢٧٤ھ اٹھارہ سو ستاون عیسوی مین یہین وفات پائی شعر خوب کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

یاد مژگان آشنائی بحر فرقت ہے مجھے	مغتنم دریا مین تنکے کا سہارا ہو گیا
مین تو کیا پیچ سے بالون کے نکلنا ہی محال	پیر بھی آئین اگر اے مہ تابان سر پر
کچھ پستی نصیب سے اپنے عجب نہین	بدلے جبین کے ہو خط تقدیر پاؤن مین
قیس کا نام نہ لو ذکر جنون جانے دو	دیکھ لینا مجھے تم موسم گل آنے دو
میکشو آیۂ رحمت ہون غنیمت سمجھو	سال بھر روز لگاتی ہے جھڑی میری آنکھ
چشم پوشی نہ کرو مجھکو دکھا دو صورت	آپ سے رکھتی ہے امید بڑی میری آنکھ
پردہ تو پردہ اور سنو لنترانیان	آتے نہین ہین خواب مین تیرہ ملک کے سامنے
یکسان ہین بادشاہ و گدا جوش عشق مین	پست و بلند ایک ہے دریا کے سامنے
ہم تو اپنون سے بھی بیگانہ ہوئے الفت مین	تم جو غیرون سے ملے تم کو نہ غیرت آئی
دیکھیے حالت دل درد سے کیا ہوتی ہے	روح نام شب فرقت سے فنا ہوتی ہے
مین جو روتا ہون تو کہتے ہین مجھے ہنس ہنس کے	جو کرے عشق یہی اوسکی سزا ہوتی ہے
اوڑھی کرتی لال کچین اور اوسپہ سنہری ٹانگی	ابر سے نکلا چاند کا ٹکڑا ابرو کی دلکو چوٹ لگی

برق تخلص محمد نجم الدین باشندۂ سکندرآباد مقیم اکبر آباد ولد قاضی سراج الدین شاگرد مومن

کیا کیا اڑے ہین جیب و گریبان کے دہجیان
ہاتھوں سے جب کہ یار کا دامن نکل گیا

کیا لگی پھرتی ہے اوس پای نگارین مین بہار
جس جگہ اوسنے قدم رکھا گلستان ہو گیا

صورت گل چاک اپنا جگر ہی برق ہا
چارہ گر کو فکر ہے ٹکڑے گریبان ہو گیا

رشک عدو و حسرت وصل آرزوی مرگ
صدمہ ہے کونسا جو مری جان پر نہین

دیکھ لین ہم بھی تو دل لیتا ہے کیونکر کوئی
ہان اشارہ تو کرے چشم فسون گر کوئی

ہون وہ ناکام مجھے وصل بتان تو کیا
سر کے ٹکرانے کو ملتا نہین پتھر کوئی

برق تخلص ابو علی باشندۂ ڈھاکہ خلف میر محمد علی فاضل

ہے گھٹا یہ یا کہ ناگن یا کہ کالی رات ہے
زلف مشکین ہے یہ یا کہ پردۂ ظلمات ہے

برکت تخلص برکت اللہ خان باشندۂ کوتانہ بیشتر فارسی کہتے تھے

جلا ہے یا تنک تب غم سے دل غمناک سینے مین
اگر ڈھونڈے کوئی دل کو تو پائے خاک سینے مین

برکت تخلص منشی برکت علی خان باشندۂ خیرآباد راجہ پٹیالہ کے مختار تھے اشعار
نہایت شوق رکھتے تھے اور خوب کہتے تھے

پہونچے آسیب نہ اوسکو کہین دلگیر نہو
نالۂ شب مین الہی مری تاثیر نہو

دل بیتاب کسیطرح سے ٹھہرائے کوئی
مجھے سمجھائے کوئی یا اوسے بہلائے کوئی

غم اوٹھانا مرے اس دل کا ٹھکانے لگ جا
ایک دم کے لیے بھی پاس جو بٹھلائے کوئی

تصور مین ترے گر کوئی چھیڑے ہے تو کہتا ہون
ذرا دم لو کوئی آیا ہوا جاتا ہے قابو سے

خط کی نمود چہرے سے یہ معلوم ہو گئی
قاصد نے جب کہا کہ یہ خط کی رسید ہے

مجھ اور کار کا ساجو پایا تو یہ کہا
پالے خدا نہ ڈالے کسی بدگمان سے

برہان تخلص نواب برہان الدین حیدر خان نبیرۂ صمصام الدولہ بہادر

جب آہ تیری پہلے مرے لب پہونچ گئی
کوتہ کمند نکلی یہ عرش برین سے کب

بسمل تخلص سید جبار علی رئیس جبارگڈہ راجہ بنارس کی سرکار مین کچہ علاقہ رکھتے تھے
مدت تک عظیم آباد مین بھی رہے تھے

اک ہر ساعت برستی ہے نہ تنہا چشم سے
ہے تماشا آستینون مین مرے گلزار کا

ہر دم ہے نیاز اس سے ناز ہی رہا	انجام کار عشق کا آغاز ہی رہا
یاد آگئی مشت خاک اپنی	اوڑ گی جو کہین غبار دیکھا
تیری ہی یاد ذکر ترا ہی ہر آن ہے	گویا کہ اسلیے مرے منہ مین زبان ہے

بسمل تخلص محمد عبد الحکیم خلف حکیم سید بخش برادر زادہ مولوی امام بخش صہبائی مقیم دہلی

مرے بالین پہ وقت نزع گاؤ ایک دم او کو	رہے گا حشر تک سینے مین قرنہ داغ ارمان کا
مین کیا کہ خبر اوسکو اپنی ہی نہین ہمدم	کم بخت یہ دل اپنا آیا تو کہان آیا
وحشت سی برستی ہے آوارہ سے پھرتے ہو	دل آپ کا اے بسمل سچ کہیے کہان آیا
حضرت بسمل کی حالت دیکھکر بولا یہ قیس	پیر و مرشد خیر تو ہے آپ کو یہ کیا ہوا
شیخ مے کو برا بتاتے ہو	اسکا تم کو مزا چکھا ئینگے ہم
ناصحا تو بہ لے وخدا کا نام	دل لگانے سے باز آئینگے ہم
ہر ہر نگہ مین نازفروشی ہے کس لیے	اپنا تو اب وہ دل ہی نہین وہ جگر نہین
قاصد بھیرا ہے یون کہ خدا خیر ہی کرے	میری طرح سے کچھ اوسی اپنی خبر نہین
کھلے گا جس جگہہ حق ہم وہین سر کو جھکا ئینگے	نہ ہم کو ربط کچھ کافر سے نے نفرت مسلمان سے

بسمل تخلص حافظ محمد حسین ولد حافظ محمد بخش عرف حافظ ممو دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

نہ آہ لگا یا نہ شک اور نہ مطلب دل کے ہوئے	نہ سمجھے گا قیامت تک کبھی دامن تمنا کا
دل تو نے ہم سے او بت کافر اوٹھا لیا	اس ناز کی مین بوجھہ یہ کیونکر اوٹھا لیا
تم سے دل کی ناز برداری نہ ہو گی دل کو لو	جان من یہ دل بڑی نازونکا ہے پالا ہوا

بسمل تخلص مولوی محمدی عرف میان صاحب دہلوی مولانا فخر الدین قدس سرہ کے یاران خاص مین تھے

اوس لب کی صدا یاد مین ہر چشم مژہ کے	کب اشک سے ہے تسبیح عقیقین جگری ہے

بسمل تخلص محمدی بیگ عرف مرزا الہ یار بیگ لکھنوی خلف و شاگرد مرزا محمد امین ظاہر صاحب دیوان ہین

مژگان و خال و ابرو و زلف معنبر ین	اتنی بلاؤن سے کوئی کیونکر بچائے دل

عشوہ کرشمہ شوخی و غمزہ ادا و ناز
گرم جوشی غیر سے کرتا ہے وہ بیوفا
قاتل یہ ایک ایک ہی بسمل برائے دل
سر ہو جاتے ہین غیرت سے ہمارے ہاتھ پانو

بسمل تخلص امیر حسن خان خلف عاشق علی خان سفیر شاہ اودھ باشندۂ کاکوری کلکتہ مین رہتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے اور وہین انتقال کیا

ہائے کیا دیوانہ دل نے کام یہ بیجا کیا
آپ تو دیوانہ تھا ہی مجھکو بھی رسوا کیا
دریا مین رات کو جو نہانے لگا وہ شوخ
فانوسین گرد ہو گئین روشن حباب کے

بسمل تخلص پنڈت سندر لال سررشتہ دار پرمٹ کانپور ولد بخشی ٹیکارام شاگرد ناسخ وطن انکا کشمیر مسکن لکھنؤ صاحب دیوان گذرے

یہ نہین ناقوس ای طفل برہمن ہاتھ مین
کر رہا ہے مرغ دل اپنا یہ شیون ہاتھ مین
گوری گوری انگلیان لعین شب کو آتی ہین نظر
شمعین ہین کافور کی گویا کہ روشن ہاتھ مین
آئینہ سے بھی کہین شفاف تیرا ہاتھ ہے
آرسی پہنے ہے کیون ای شوخ پرفن ہاتھ مین
انتون کے نیچے دبائین انگلیان اغیار نے
مین جو جھٹکانے لگا اوس سیمبر کی انگلیان

بسمل تخلص مرزا عنایت علی ولد مرزا سعادت علی شاگرد آتش باشندۂ فیض آباد مقیم بنارس دیوان انکا نظر سے گذرا

گناہ میری خطائین مرے قصور مرا
وہی کہین ہم انھین کو گواہ کرتے ہین
جفائین سہتے ہین جور و ستم اوٹھاتے ہین
ہمین ہین یار جو تجھسے نباہ کرتے ہین
نکرتے عشق اگر آگاہ ہوتے عادت دل
کہ لگ جاتا ہے آسانی سے اور چھٹتا ہے مشکل سے
محبت ترک کرتے ہو تو پہلے ذبح کر ڈالو
جدائی آپ کی دیکھی نہین جائیگی بسمل سے

بشاش تخلص کلب عابد خان ولد کلب حسین خان نادر بن کلب علی خان بنارسی

نہ میرے درپے ایذا ہے آسمان تنہا
ہزار دشمن جان ہین اور ایک جان تنہا

بشیر تخلص بشیر اللہ باشندۂ گڑھا نک پور

کہہ رہی ہے موت ہر دم ہر زمان بالاے سر
ناخلو آتا ہے وقت ناگہان بالاے سر

بشیر تخلص میر بشارت علی دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون لکھنؤ کی راہ مین وفات پائی

دل بیتاب پہ ہم ہاتھ دھرے بیٹھے ہین — دیکھتے ہین تجھے حسرت سے بھرے بیٹھے ہین

یارب نہ کھلی زلف گرہ گیر کسی کی — وابستہ ہے وہان خاطر دلگیر کسی کی

شاید دل بیتاب کو تسکین ہوا سے — کھنچوا کے رکھون سینے پہ تصویر کسی کی

بقا تخلص شیخ محمد بقاء اللہ اکبرآبادی خلف حافظ لطف اللہ خوشنویس معاصر سودا و میر وطن انکا اکبرآباد مولد دہلی مسکن لکھنؤ بعض صاحب تذکرہ نے غلطی سے انکے والد کا نام سیف اللہ لکھا ہے ریختی مین شاہ حاتم اور حضرت میر درد سے اصلاح لیتے تھے اور فارسی مین مرزا فاخر مکین سے شعر مکین کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

جیب ناصح جو مرے ہاتھ کو اکبار لگا — پھاڑون ایسا کہ پھر اوسمین نہ سوئے تار لگا

سر سری مل کے مرے پاس سے جانا کیا تھا — راہ بس نا سینے آئی تھی یہ آنا کیا تھا

آئنہ دیکھ کے کہتا ہے جو اللہ رے مین — اوس پری زاد پہ مین غش ہون بقا واہ رے مین

اے عشق تو ہر چند مرا دشمن جان ہے — مرنے کا نہین نام کا اپنے مین بقا ہون

مجھسے کب تک اس دل صد چاک کا پیوند ہو — اب یہ دیوانہ الٰہی خاک کا پیوند ہو

ق

شب گزری ہے اے سحر کے نالو — پھر عرش پہ برچھیان سنبھالو

گر قتل کیا بقا کو خو بلو — اس بات کو منہ سے مت نکالو

پنہان ہے بھلا ہے خون عاشق — بس جانے دو اوس پہ خاک ڈالو

تو نے اسطرح سے اے چرخ گرایا مجھکو — کہ موئے پر بھی کسی نے نہ اوٹھایا مجھکو

گر دو گے بقا کو تم آن نزع کے دم بوسہ — تو اوسکے تئین گویا تم آب بقا دوگے

کیا خط تجھے لکھیے حرکت ہاتھ سے گم ہے — خامہ بھی مرے ہاتھ مین انگشت ششم ہے

ترے جو خال سیہ لب پہ آشکارا ہے — کسی کے بخت سیہ کا مگر ستارہ ہے

یہ رخ یار نہین زلف پریشان کے تلے — ہے نہان صبح وطن شام غریبان کے تلے

آہ کے برق جو سینے مین چمکتی دیکھی — طفل اشک آن چھپے دامن مژگان کے تلے

شیخ ڈرتا ہون کہین بیٹھ نہ جائے یہ کنوان — مت کھڑا ہو تو مصلا رکھ کے زنخدان کے تلے

یاد مین تڑپے ہے یہ کس ابرو خمدار کے — آج کچھ ناخن بدل ہے آہ اس بیمار کے

ہوتا ہے شیشہ دل چور اوسکی گفتگو سے
یارب یہ پند ناصح یا سنگ محتسب ہے

عشق مین بو ہے کبریائی کی
عاشقی جس نے کی خدائی کی

ہمسری مت صبا سے کر اے آہ
تونے بھی کچھ گرہ کشائی کی

بلبند تخلص صفدر علی بیگ ولد مرزا فضل علی بیگ دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر علم حساب مین اچھا دخل رکھتے

بیوفا یہان گل دیر آشنا درد و رنج
جو تجھے ہنسے کہا اے یار زیبا ہوگیا

کچھ وصل کا سا حسرت پنہان مین ملا لطف
شب میرے تصور مین جو اک پردہ نشین تھا

روز ہے اوسکو میرے قتل کی فکر
غیر سے دہیان ہے سوا اپنا

بہادر تخلص رن بہادر سنگ ولد فتح بہادر سنگ اکبر آبادی شاگرد حاتم علی مہر

ایک دم بھی جدا نہین ہوتا
کیا محبت ہے درد کو دل سے

اے بہادر نہ چھوڑیو میدان
نہ اوٹھے لاش کوے قاتل سے

بہادر تخلص راجہ بینی بہادر بہار کے راجون مین تھے

سیاہی ہو گئی دل کی آرزو نہ گئی
ہماری جامۂ کہنہ سے مے کی بو نہ گئی

بہادر تخلص مرزا نصیر الدین .

کب تلک دل کو کرے عاشق دلگیر کڑا
گردن جان کا آخر ہوا زنجیر کڑا

بہار تخلص منشی ٹیکچند دہلوی مصنف لغت بہار عجم معاصر خان آرزو

وہی اک ریسمان ہے جسکو ہم تم تار کہتے ہین
کہین تسبیح کا رشتہ کہین زنار کہتے ہین

اگر جلوہ نہین ہے کفر کا اسلام مین ظاہر
سلیمانی کے خط کو دیکھ کیون زنار کہتے ہین

بہار تخلص مرزا علی مرثیہ گو خلف مرزا حاجی علی بیگ لکھنوی شاگرد رشک کربلا کی
زیارت بھی کی ہے راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے صاحب دیوان ہین

روکون حضور کو مین یا تھام لون کلیجہ
پہلو سے آپ اوٹھے اک درد اوٹھا جگر مین

ندیان جتنی چڑھی تھین نہ نظر سے اوترین
ڈبڈبا کر جو رہین اشکون سے بھر آئین آنکھین

یاد کرتے ہین مرے قافلہ والے مجھکو
مین جو بچھڑا ہون تو آواز درا آتی ہے

ایک مین ہون سر بازار ذلیل و رسوا
ایک وہ ہین کہ جنہین گھر بیٹھے حیا آتی ہے

بہار تخلص لالہ کالکا پرشاد ولد بہاری لال فرخ آبادی شاگرد معتمد

وہ میرے گھر آئیں تو کہوں حال دلِ زار
تقدیر سے نکلی کوئی صورت اگر ایسی

بہجت تخلص عبد المجید

خورشید ہے شرمندہ ترے منہ سے قمر بھی
ہے منفعل بھی گیسو سے خجل سنبل تر بھی

بھید تخلص نوازش خان خلف سید مرتضے خان سفیر ایران

بسکہ ہے آتش غم تیرے مرے سینے میں
ناوک ناز ترا دل سے بھی سوزاں نکلے

بیان تخلص خواجہ احسن اللہ باشندہ دہلی شاگرد حضرت مرزا مظہر جانجاناں ان
و مرید حضرت مولانا فخر الدین حیدرآباد میں نظام الملک کی سرکار میں متعلق تھے
اور شہرت کی کلام اونکا بہت شیریں ہے

قفس ہی میں رہائی کے لیے کیا کیا نہیں کرتا
تڑپتا ہوں پھڑکتا ہوں کوئی پروا نہیں کرتا

کہتا نہیں میں عشق کے اے نالہ جا پہونچ
کانوں تلک تو اوسکے تو اے نارسا پہونچ

باتوں میں آہ کسنے لگایا اوسے بیان
رکھتا تھا کان تک مرے فریاد کی طرف

کافر ہوں گر زیادہ کچھ اس سے ہے آرزو
اک بے خلل مکان ہو بس میں ہوں اور تو ہو

وصل کی شب کا ماجرا کیا کہوں تجھسے ہمنشین
شام سے لیکے صبح تک وہ ہی نہیں نہیں رہی

رخصت ہے چشم و عقل جہاں جاہے جا رہی
اے ساکنان کوے بتاں ہم تو یہاں رہے

بیان کون ہے اب تلک پوچھتے ہو
تغافل کی قربان تجاہل کے صدقے

مت آئیو اسے وعدہ فراموش تو اب بھی
جسطرح کٹا روز گذر جائے گی شب بھی

جادو تھی کہ سحر تھی بلا تھی
ظالم یہ تری نگاہ کیا تھی

ظاہر میں وصل کا نہیں اسباب کچھ بیان
نومید بھی نہ ہو کہ خدا کارساز ہے

بیان تخلص سید محمد مرتضی باشندہ میرٹھ شاگرد احمد حسن فرقانی

دل مرا گم ہے ایک مدت سے
نہیں ملتا نشان ترے گھر کا

مر کر بھی ہوں ستم کش آزار بے سبب
اوس کوچہ کی زمین بھی کم از آسمان نہیں

بیباک تخلص میاں بشیر احمد رامپوری کلکتہ میں بھی آئے تھے سرہندی پیرزادے تھے

وحشت مین اگر پاؤن کا پھیلانا ہے منظور — بیباک اوٹھا ہاتھ تو آرام سے پہلے

بیباک تخلص حکیم میر نجف علی شاگرد مصحفی وطن اکبرآباد مولد قصبہ کول امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کی اولاد مین تھے دلی مین بھی رہے تھے

ہم کو لیل و نہار نے مارا — گردش روزگار نے مارا
ایک دن ہو تو کوئی صبر کرے — روز کے انتظار نے مارا
دادخواہون سے گھر گئے رستے — اوسکا جس کوچہ سے گزار ہوا

بیتاب تخلص شاہ حاتم کے ایک شاگرد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

بیتاب بھی کیا جوان تھا اے وا اے — ہو خانہ خراب اس اجل کا

بیتاب تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

گل رخون کی گلی مین اے بیتاب — خاک پا ہے کلال کے بل نند

بیتاب تخلص غدا وردی خان دہلوی برادر خورد سعادت یارخان رنگین شاگرد نظام الدین ممنون کبھی ظریف بھی تخلص کرتے تھے

آپ کا قصد ہے پھر غیر کے گھر جانے کا — فائدہ کیا ہے ابھی جھسے قسم کھانے کا
مجھسے وہ کہتا ہے ہر دم اپنا خنجر دیکھکر — قتل کیجے تجھکو جی چاہے ہے اکثر دیکھکر

بیتاب تخلص دوست محمد خان دہلوی خلف عبد الرسول خان شاگرد امراؤ مرزا انور

سر اوسکے آستان سے اوٹھایا نہ جائیگا — تقدیر کا لکھا ہے مٹایا نہ جائے گا
بگڑا وہ بت تو ہمسے منایا نہ جائے گا — یہ فتنہ گر اوٹھا تو بٹھایا نہ جائے گا
میری شکست رنگ سے پیدا ہے رنگ عشق — کچھ درد دل نہین کہ دکھایا نہ جائے گا

بیتاب تخلص سیوک رائے شاگرد محمد بقا

محبت کی بھی کچھ ہوتی ہین کیا ای ہمنشین راہین — کہ خوبان یون ہمین دکھ دین ہم اونکو سطرح چاہین
ادھر نالہ کیا ادھر وہ مضطر ہو چلا آیا — عجب دن تھے کہ جب وہ ونہین رکھتی تھین اثر آہین

بیتاب تخلص کشن نراین کھتری باشندہ بنارس

تیلیان آنکھونکی کب خالی ہین پر اشک سے — مردم آبی کو کچھ خطرہ نہین سیلاب کا

بیتاب تخلص محمد جعفر علی باشندۂ اکبرآباد گوالیار مین منشی گری مین مامور تھے

حضرت بیتاب اور فکرِ سخن ‌‌ ‌ ‌ دل ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے

بیتاب تخلص عباس علی خان خلف نواب عبد العلی خان بن نواب غلام محمد خان ابن نواب فیض اللہ خان مرحوم والی رامپور شاگرد مومن خان مدت تک لکھنؤ و دہلی مین تھے

بھاگ گیا اپنی زبس قتل کا ایما مجھکو ‌ ‌ ‌ بعد مردن بھی ہے مرنے کی تمنا مجھکو
داد سے رفتہ جزا کے بھی رہوںگا محروم ‌ ‌ ‌ یہ نظر آتی ہے طولِ شبِ ہجران مجھکو
آخر فریب کھاکے کیا اوسنے مجھکو قتل ‌ ‌ ‌ مینے کہا تھا تم سے اوٹھائینگے مر کے ہم

بیتاب تخلص شاہ محمد اسمعیل شاگرد مصطفے خان یکرنگ

تڑپ کر مر گئے بلبل قفس مین ‌ ‌ ‌ پڑی تھی ہائے کس ظالم کے بس مین

بیتاب تخلص محمد علیم الدین الہ آبادی برادر خورد قاضی فخر الدین شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین تھے

رفتہ رفتہ بتِ خوش قدم آفت ہوگا ‌ ‌ ‌ قدم آگے جو رکھیگا تو قیامت ہوگا
جی کیونکہ بچے جب کہ جلادے جگر آتش ‌ ‌ ‌ سب بستی کو ڈر ہے جو لگی ایک گھر آتش

بیتاب تخلص منشی ولی اللہ ولد شیخ فضل علی باشندۂ قلندر آباد عرف کرنال انگریزی پلٹن کے منشی تھے فارسی بھی کہتے تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے

پڑا ہے عکس قطرون مین جو اوسکی روئے تاباںکا ‌ ‌ ‌ گمان ہوتا ہے فوارے پہ اب سر وچراغان کا
ہوئی ہین قتل میرے ساتھ لاکھون حسرتین دل کی ‌ ‌ ‌ مرے کنجِ لحد پہ حکم ہے گنجِ شہیدان کا
شاہ معرکۂ عشق ہین محمود وایاز ‌ ‌ ‌ غالب اس جنگ مین سلطان پہ غلام آتا ہے
کبھی آنکھون سے نہ دیکھا دہن تنگ اوسکا ‌ ‌ ‌ ہان فقط کان سے سننے مین کلام آتا ہے

بیتاب تخلص افضل الدولہ نواب احمد بخش خان مرحوم باشندۂ دہلی مقیم کندورہ ضلع کالپی عماد الملک نواب غازی الدین خان بہادر کے عزیزون مین تھے صاحب دیوان گذرے

ہمارے مُنہ سے نہ نکلی کبھی اُف قاتل | لگائی گرچہ کے جو خنجر ہزار پہلو مین

بیجان تخلص شیو سنگہ رمال باشندہ دہلی

آسمان گر پڑینگے ٹوٹ کے ٹکڑے ہو کر | جب کہین آہ ہماری مین اثر ہووے گا

بیجان تخلص عزیز خان افغان باشندہ رامپور

ایسے نادان نہین ہم تم کو نہ پہچانینگے | ہم سخن غیر سے ہوتے ہو جو ادا بدل

بیجان تخلص شیخ الہی بخش باشندہ دانا پور شاگرد حافظ ضیغم بالفعل ڈاکٹری کرتے ہیں راقم الحروف کے ملاقاتی ہین

شاعرون کی ہمت پر آسمان بھی حیران ہے | یعنی وہ بدلتے ہین جب زمین پرانی ہو

بیخواب تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

مدعا تم کو یہان نہ آنا تھا | روٹھنے کا بھی اک بہانہ تھا

بیخود تخلص نراین داس باشندہ دہلی شاگرد حضرت خواجہ میر درد

می گنہگارون کو چشم کم سے تو مت دیکھ اے زاہد | بنایا ہے یہ اعجاز مغان نے آب آتش کا

بیخود تخلص محمد نظام الدین خلف و شاگرد محمد حیات خان اسسٹنٹ مقیم دہلی

رہگیا پیکان جو پہلو مین ترا اچھا ہوا | دل لگی کو اور دل پیدا ہوا اچھا ہوا
تھی ہمین مدت سے اے بیخود اسیری کی ہوس | ہوگیا دل مائل زلف دوتا اچھا ہوا

بیخود تخلص ہادی علی خلف میر ناصر علی سحر زمیندار بہری براون مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان گزرے انکی ایک چھوٹی سی مثنوی نظر سے گذری

آنکھین ہوئین جو دوبار ابھی تمھین دیکھا ہو | ہان مگر ایک نگہ کا تو گنہگار ہے دل
تمھین رحم کی عادت نہ اسے صبر کی خو | تم بھی مجبور ہو بندے کا بھی لاچار ہے دل
اون نظارہ کا کس روز ملے گا ہم کو | دیکھین کب تک توڑینگی یہ ہنر یہ بیمار آنکھین
ایک بوسہ پہ ہوئین مثل ثمرہ برگشتہ | آدمیت نہین رکھتین وہ پرنزاد آنکھین
انگیا سلوانے کو بھیجی تو یہ کہلا بھیجا | بھیجو اسکو کسی محرم اسرار کے ہاتھ
جدا ہو نہ پہلو سے اسے درد عشق | بہلتے ہی تجھہ سے طبیعت مرے

سخن شعرا

کیا مین نے شکوہ تو برہم نہ ہو چشم جاتی پہ ہو آ اگر فدا	تمھین نے بگاڑی ہے عادت مری بیخود اپنے کام مین ہشیار ہے
بیخود تخلص میر ہدایت علی دہلوی خلف میر مہدی عزیزون مین شیخ محمد خوشنویس کے تھے	
جنبش نہین ہے سایۂ دیوار سے تجھے	حلقہ بنا ہے روزن دیوار پاؤن مین
بیخود تخلص مولوی فرجام علی باشندہ بنیاچنگ ضلع سلہٹ شاگرد مرزا جان طپش صاحب دیوان گزرے	
پوچھے اگر کوئی کہ وہ بیخود کدھر گیا کھائے کو غم ہے پینے کو ہے اشک تر مجھے	تو دیجیو جواب کہ کمبخت مر گیا نکلا ہون گھر سے خوب ہی زاد سفر کیا
بیخود تخلص ایک شخص کا ہے جسکا اور کچھ حال معلوم نہ ہوا	
کعبہ سے اور دیر سے ہم نے فراغ پایا	آ بیٹھے تیرے کوچے مین تیرا سراغ پایا
بیدار تخلص میر محمد علی عرف میر محمدی دہلوی شاگرد مرتضیٰ قلی خان فراق دھریدہ حضرت مولانا فخرالدین شعر گوئی مین اچھی مشق پیدا کی تھی اکبرآباد مین جاکر راہی ملک بقا ہوئے صاحب دیوان گزرے سعادت خان ناصر نے جو انکو میر محمدی تخلص بہ قربان کے دھوکے مین ثناء اللہ خان فراق کا شاگرد لکھا ہے غلطی کی ہے	
ہم خاک بھی ہوگئے ولیکن تیرے رخسار قد و چشم کے ہین عاشق زار پھر انہ مثل نگین زخم یہ مرے دل کا ناتوانی سے مرے دیکھیو ای دست جنون واہ وا اے قاتل کج فہم یون ہی چاہیے دامن کو ترے نہ پہونچے اب تک خرقہ رہن شراب کرتا ہون جا نہین مشتاقون کی لب پہ آئیان	جی سے نہ ترے غبار نکلا گل جدا سرو جدا نرگس بیمار جدا کہ تا ہمیشہ رہے نام میرے قاتل کا رہگیا ہو نہ کوئی تار گریبان مین چھپا ہم سے ہو نا آشنا غیرون سے ہو نا آشنا ہرچند غبار ہوگئے ہم دل زاہد کباب کرتا ہون بل بے ظالم تیری بے پروائیان

ہم ترے خاطر نازک سے خطر کرتے ہین	ورنہ یہ نالی تو پتھر مین اثر کرتے ہین
جو ہم کلام اوس لب جان بخش سے ہوئے	کس سے اونہین دماغ کہ پھر گفتگو کرین
آج لگتی ہے کچھ بغل خالی	کون سینے سے لے گیا دل کو
دیکھ اوس گیسوی مشکین کی ادائین شانہ	دونون ہاتھونسے یہ لیتا ہے بلائین شانہ
سہے زمانے سے خدا روز وشب سنو حنگام	شام کہتے ہو جسے ہے سحر پروانہ
شکوۂ کم نگہی آنکھونسے اوسکی نہ کرو	گفتگو خوب نہین مردم بیمار کے ساتھ
آئنہ دیکھ تو اِس مُنہ سے تجھے ای طوطی	دعوی ہم سخنی اوس لب و گفتار کے ساتھ
ابتک مرے احوال سے وہان بیخبری ہے	اے نالۂ جانسوز یہ کیا بے اثری ہے
ربط جو چاہیے بیدار سوا وس سے معلوم	مگر اتنا کہ ملاقات چلی جاتی ہے

بیدل تخلص محمد عبد الرحیم خان خلف مولوی محمد تقی خان دہلوی شاگرد امراو مرزا انور

بوسے کے دینے مین یہ تامل ہے کسلیے	مین غیر تو نہین کہ چھپایا نہ جائے گا
عشق صنم وہ شے ہے کہ بیدل اگر کبھی	کعبہ بھی جائینگے تو چھپایا نہ جائے گا

بیدل تخلص خواجۂ غلام حسین خلف خواجۂ محمدی خان نبیرۂ خواجہ رحمت اللہ خان ناطق تخلص شاگرد عبد الرحمن خان احسان باشندۂ دہلی طبابت کرتے ہین راقم کی ملاقاتی ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

جان تو ہو کے خفا جب مرے گھر سے نکلا	ٹکڑے ہو ہو کے جگر دیدۂ تر سے نکلا
آہ اوسکو دم تاوک فگنی	گاہ دل گاہ جگر یاد آیا
دل پر غم کے رہنے کی ہی دونون ٹھکانی ہین	کبھی چاہ زنخدان مین کبھی زلف پریشان مین
نگہ کی چشم کی زلف دوتا کے	سہی اک دل جفا کس کس بلا کے
بتون سے ملتے ہو را تو ن کو بیدل	تمھین بھی دن لگے قدرت خدا کی

بیدل تخلص مرزا عبد القادر وطن اونکا توران مولد بخارا کم سنی مین ہندوستان مین آئے تھے اوصاف حمیدہ اونکے مشہور جہانیان ہین احیاناً وہ تفننا شعر ریختہ بھی

کہتے تھے سنہ ۱۱۳۳ گیارہ سو تینتیس ہجری مین انتقال کیا کلیات انکا نظر سے گزرا

اس دل کے آستان پر جب عشق آ پکارا — پردے سے یار بولا بیدل کہان ہے ہم ہین

بیدل تخلص بستی عنایت علی ولد منشی حسن علی حسن باشندہ ہوگلی مقیم ٹالی گنج متعلق کلکتہ راقم کے ملاقاتی ہین

سر مین سودا زلف کا تیرے بت بے پیر ہے — طوق الفت ہی گلے مین پاؤن مین زنجیر ہے

بیرنگ تخلص دلاور خان دہلوی شاگرد مصطفی خان یکرنگ معاصر سودا سپاہی پیشہ

مفلس کی خبر کب ہے ای سیم بدن تجھکو — افشان سے ترا ماتھا رہتا ہے زر آلودہ
فرہاد کو محنت کی تلخی نہ کبھی ہوتی — شیرین کا جو اک بوسہ ملتا شکر آلودہ

بے صبر تخلص بال مکند ولد لالہ کانجی مل باشندہ سکندرآباد شاگرد مہر گوپال تفتہ بیشتر فارسی کہتے ہین

بیخودان عشق کو کیا حاجت ترک لباس — تن سے پیراہن جدا ہوتا نہین تصویر کا

بیقرار تخلص میر قمر دہلوی ہمشیرزادہ سید رضا خان شاگرد شاہ نصیر

جس طرف پھرتا رہا یار وہ رشک آفتاب — جون گل خورشید دل اپنا مقابل رہ گیا
رخ سے گر زلفین اوٹھین تو چھوڑ دی اوسنے نقاب — اک نہ اک پردہ ہمارے اوسکے حائل ہو گیا

بیکس تخلص مرزا محمد باشندہ عظیم آباد ایک رباعی اونکی کہ غالباً میر ماشاء اللہ اور میر انشاء اللہ کی ہجو مین کہی ہو مرقوم ہوتی ہے کیونکہ اور کوئی شعر انکا ملا نہین

ظاہر مین تو ایسی ہین کہ ماشاء اللہ — سب کہتے ہین زیادہ ہونگے انشاء اللہ
باطن مین جو دیکھا اونھین اتنے ہین پوچ — لاحول ولا قوۃ الا باللہ

بیکل تخلص سید عبدالوہاب دولت آبادی شاگرد میر عبدالولی عزلت مرشدآبادی نواب سراج الدولہ کے ملازمون مین تھے

عالم کو لعل و گوہر و تاج دلوا دیا — اے آسمان بتا تو مجھے تو نے کیا دیا

بیمار تخلص سید زین العابدین باشندہ الہ آباد عدالت الہ آباد مین سررشتہ دار تھے

نعش بیمار پہ قاتل بھی کھڑا روتا تھا — لب نازک کو دبائے ہوئے دندان کے تلے

بیمار تخلص شیخ الٰہی بخش شاگرد منفلت باشندۂ رام پور ملازم نواب محمد سعید خان بہادر والی رام پور صاحب دیوان گزرے بعض صاحب تذکرہ نے انکا نام علی بخش لکھا ہے

کون پرسان ہے حال بسمل کا	خلق منہ دیکھتی ہے قاتل کا
سانس آہستہ لیجیو بیمار	ٹوٹ جائے نہ آبلہ دل کا
تیر قاتل سے سر شکوہ کہان رکھتے ہین	بزبان صورت سوفار دہان رکھتے ہین
موت سے بھاگ گئے سگ بیمار	کیا او سے تم شکستہ پا سمجھے
ہر روز دو پہر جاتے ہین در تک مری اکر	کچھ جذب محبت کسکو لگی ہے نظر ایسی
حال دل بیمار نہین ضبط کے قابل	لیکن وہ زبان مجھکو ہلانے نہین دیتے
یا تو دنیا سے الٰہی دل شیدا اٹھ جائے	وصل معشوق کی یا دلسے تمنا اٹھ جائے

حرف بائے فارسی

پارسا تخلص حافظ منشی فیض پارسا مدرس مدرسہ دہلی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے

کوئی الفت کے خاکسار اے دل	مثل آئینہ پاک طینت ہین

پارسا تخلص غلام علی دہلوی وضع رندانہ رکھتے تھے

نام کو پارسا ہون مین لیکن	مست ہون نرگس خماری سے

پاکباز تخلص میر صلاح الدین عرف کھن میان خلف سید شاہ کمال شاگرد مصطفےٰ خان یکرنگ صاحب دیوان گذرے

مجھے درد والم رہتا ہے نت گھیری میان صاحب	خبر لیتے نہین کیسے ہو تم میرے میان صاحب

پدید تخلص خلف گلزار علی اسیر اکبر آبادی نام انکا معلوم نہ ہوا

دیوانہ اپنے جامہ سے باہر ہین سبب بہار	اب فصل گل ہے چاک گریبان ضرور ہے

پیروانہ تخلص علی شاہ مراد آبادی تلمیذ قیام الدین علی قائم شاہ عالم بادشاہ

عہد مین تھے

آج ثابت نہ رہی دل نہ کوئی جان درست	اوسکے مژگان نے کینے ہین پرو پیکان درست

پروانہ تخلص محمد بیگ خیر آبادی

قتل کر مان مت کسو کی قسم	تجھے قاتل مرے لہو کی قسم

پروانہ تخلص کنور جسونت سنگھ عرف کاکاجی خلف راجہ بینی بہادر بہادر تخلص شاگرد سرب سنگھ دیوانہ شعر فارسی بھی کہتے تھے ۱۲۲۸ھ بارہ سو اٹھائیس ہجری مین انتقال کیا نہایت تمکین جوان تھے بعض تذکرہ والون نے جو آنکو میرحسن اور مصحفی کا شاگرد لکھا ہے اس پر اعتبار نہین دیوان انکا نظر سے گزرا

کیا جانیے ہمدم کہ اوسے دیکھ کے ہم کو	ہر چند سنبھالے رہے پر دل کو غش آیا
آئینہ سان ہے صاحب جوہر کو زنگ غم	اس دور مین کہ عیب ہنر دونون ایک ہین
صدا ہے جام مے شرمندہ چشم مست سی تیرے	صراحی بھی خجل ہے اس تری تصویر گردن سے
نسیم آہ نے شاید کسی کی کی تاثیر	شگفتگی سے ترے غنچہ دہان کو ہے
کہتی ہے عندلیب چمن مین پکار کے	اپنے بھی دن پھرین جو پھرین دن بہار کے
صادق نہ سمجھ اوسکو محبت مین ہے کاذب	جو صبح نمط چاک گریبان نہین ہے

پری تخلص چھمن ریختی گو باشندۂ دہلی شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

اب کی تو مردوئے ہین دغا باز بیوفا	اگلے تماشے ہین خدا جانے کیا ہوئے
ذکوہی آنا تھا تجھے ماہ صیام مین	در گور مردوئے مرے روزے قضا ہوئے

پریشان تخلص محمد خان باشندۂ الہ آباد

ہین اوس کان ملاحت کے لیے ہر لحظہ روتا ہو	عجب کیا لخت دل آنکھون سی میری نمک نکلے

پریشان تخلص عبدالرحیم آئینہ ساز دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

دیتے ہو بوسہ دو نہین دیتے نہ دو مگر	اتنی نہین پسند حیا اور چنین مجھے

پریشان تخلص منولال برہمن شاگرد شاہ نصیر دہلوی

خوبون کی ادا کوئی کب ناز سے خالی ہے	ہر بات پہ جھڑکی ہے ہر حرف پہ گالی ہے

ہم آئین تو اوٹھ جاؤ غیر آئے تو آ، بیٹھو	یہ وضع نئی جانان کیا تمنے نکالی ہے

پریشان تخلص میر محمد واحد دانا پور کے پیرزادے ہین مولوی ذاکر علی ذاکر سے اصلاح لیتے تھے بہت دنون سے کلکتہ مین رہتے ہین شعر خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے عنایت فرمائے تھے

دل بنا ہے سنگ مقناطیس مجھ ناشاد کا	تا نہ طرف غیر جائے تیر اوس صیاد کا
خوب اسے شیخ ریا کار بنا ہے توبہ	دل مین وہ بت ہے زبان پر ہے الٰہی توبہ

پریشان تخلص واحد علی ساکن اٹاوہ

تھا شک جو اوس کمر کے عدم اور وجود مین	اک خط وہی فرض کیا لا کے سامنے

پریشان تخلص نیاز علی باشندہ سندیلہ

جہان مین آپ کی شیرین کلامی کا ہوا شہرہ	بلاتشبیہ کہتا ہون تم اپنے دم سے عیسیٰ ہو

پناہ تخلص محمد پناہ نورباف دہلوی مرید حضرت شاہ آفاق قدس سرہ بیس اکیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

موسے کو نظر طور پر آیا تھا وگرنہ	دیکھا تو ہر اک سنگ مین وہ ایک شرر تھا

پورن تخلص پورن سنگہ کایتھہ دہلوی شاگرد سعادت یار خان رنگین سنسکرت اور طب بہت ہندی مین اچھا دخل رکھتے تھے سترہ اٹھارہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

ہم نام رہائی سے بیزار ہین ہمدم	دل چاہ زنخدان مین ہے جب سے اسیر اپنا

پیام تخلص مولوی امین اللہ مقیم دہلی مصنف عربی رسالہ فرضیت جہاد

جب کہ اپنی خبر نہ ہو اوس کو	اوسکو اورون کی کیا خبر ہووے
پھونکتا ہے مجھی کو نالۂ دل	یار مین بھی تو کچھ اثر ہووے

پیام تخلص مرزا حیدر بیگ دہلوی

آتش آہ بے اثر نے کیا کچھ نہ کچھ اثر	کل پوچھتا تھا میری گلی کا نشان وہ شوخ
مرجائے بھی کوئی تو تاسف نہو اوسے	یا لا پڑا ہے آن کے کس سنگدل کے ساتھ

پیام تخلص شرف الدین علی خان اکبرآبادی شعر فارسی خوب کہتے تھے محمد شاہ کے عہد مین تھے

باعث منصور کو فضولی ہے
ورنہ ہم مثل کو آہ سولی ہے

پیر تخلص مہاراج سنگہ برہمن خوشنویس باشندہ متھرا مقیم دہلی جوانی میں جعفر تخلص کرتے تھے

رات دن کا ہے ترا مشغلہ آرائش زلف
اس سے کیا تجھ کو کہ ہے حال پریشان میرا

پیرا تخلص و نام ایک سقہ دہلوی کا ہے وہ اپنے کو محرم کا شاگرد کہتا تھا

شوق گریہ کو کہو روئیے کس پاس کہ اب
نام کو بھی ترا آنکھ مین قطرہ باقی

پیک تخلص کرم اللہ چوبدار دہلوی نامہ بری کرتا تھا

شوق سے جب کہ مین آتا ہوں تری کوچہ مینا
مجھ سے لیتی ہے صبا تیزی رفتار کو دام

حرف تای فوقانی

تاب تخلص میر محبت علی باشندۂ پانی پت مقیم دہلی موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے

مین تو تھا عاقل زمانہ کا پر الفت کی طفیل
کوئی سودائی کہے ہے کوئی دیوانہ مجھے

تاب تخلص مرزا الطاف اشرف دہلوی خلف شاہزادہ امداد بخت بہادر

دیا ہے ہمنے دل ای تاب کس بے مہر کو دیکھو
کہ پروانہ ہوا اوسکو اور اوس پر اپنا دم نکلے

تاب تخلص مہتاب رائے وطن الکا کشمیر مولد و منشا دہلی

خو ہو تی ہمیشہ سے تمھاری اگر ایسی
تو کاہیکو نیتی مرے اے فتنہ گر ایسی

یا تنگ نکر ناصح نادان مجھے اتنا
یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

تاباں تخلص میر عبدالحی دہلوی شاگرد مرزا سودا حضرت علی موسے رضا رضی اللہ عنہ کی اولاد مین تھے جمال پری تمثال ہر اونکے ایک جہان دیوانہ و عاشق زار تھا شعر و رع جوانی مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

اوڑا دے صبا خاک میری اگر تو
تو کوچے مین اوس بیوفا کے لیجا

کس کس طرح کی دل مین گذرتی ہین حسرتین
ہے وصل سے زیادہ مزا انتظار کا

ہاتھ مین اوسکے ہاتھ تھا چھپا ت
دل مرا گم ہوا ہے ہاتھون ہاتھ

لے دل کی خبر چشم مری یار کی کیونکر
بیمار عیادت کرے بیمار کی کیونکر

دیکھ قاصد کو مرے یار نے پوچھا تا بان
کیا مرے ہجر مین جیتا ہے وہ غمناک ہنوز

غم وصل مین ہے ہجر کا ہجران مین وصل کا
ہرگز کسی طرح مجھے آرام ہی نہین

انجان ہو تو اوس سے کوئی درد دل کہے
جو جانتا ہو اوسکو مین آگاہ کیا کرون

ملا یا خاک مین گھر کو ہ کن کا ہاے خسرو نے
یہ کیا بات آگئی اوس خان و مان برباد دل مین

ظالم وفا کا میرے جو لیتا ہے تو حساب
اپنے جفا و ظلم کا بھی کچھ شمار ہے

کس سے فریاد کرون یہ کہ وہ ہرجائی ہے
آہ اس بات مین تو میری بھی رسوائی ہے

تیرے ابرو سے مرا دل نہ چھٹیگا ہرگز
گوشت ناخن سے کہو کہین کہ جدا ہوتا ہے

تابش تخلص محمد جعفر باشندہ الہ آباد مقیم دہلی ترک علائق کرکے گوشہ نشینی اختیار کی تھی

کبھی بن بادہ رہ نہین سکتے
توبہ کچھ ہم کو سازگار نہین

دل مین خوش ہین عدو پر اے تابش
وہ ستمگر کسی کا یار نہین

تاثیر تخلص حافظ محمد حسین دہلوی تلمیذ خدا بخش خان تنویر

وہ ہوا یاس توقع سے مین دل اپنا نہ ہوا
ہاے مطلب تو ہوا حسب تمنا نہ ہوا

بیمار کیا اور بھی اس کم نظری نے
ظالم ہین ملا اثر بیدادگری نے

تاشیر تخلص لالہ کنھیا لال ولد کھمکرشن فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

کھجلائی اوسکی پیٹھ مرے سامنے رقیب
اللہ خشک ہو صفت پشت خار ہاتھ

تارک تخلص حاجی میر بقاء اللہ دہلوی چوتھی بار کے سفر حجاز مین انتقال کیا

مین وحشی ہون کہ جون نکہت گل اے تارک
جب نکلتا ہون تو کوسون ہی چلا جاتا ہون

تپش تخلص یوسف علی دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

ہے رشک کی خوبی کہ ترے کوچہ کی جانب ‫—‬ گر خضر کو بھی کہیے تو رہبر نہین ہوتا
غصہ اوٹھا اوٹھا گئے یون ہی بار بار کا ‫—‬ اے دل مزاج تو نے بگاڑا ہے یار کا
اضطراب دل سے کہتے ہین تپش نے جان کے ‫—‬ روز کے جھگڑون سے چھوٹا مر گیا اچھا ہوا
بے طرح پھنس گیا ہے مصیبت مین ہم ہو ‫—‬ آتا ہے رحم اس دل ناکردہ کار پر
دل کھینچتے ہین اور کسیکو خبر نہین ‫—‬ کرتے ہین کام تیری نگاہین نقاب مین

تجرد تخلص میر عبداللہ دکھنی شاگرد عبدالولی عزلت

اوس رخ مین لطف ہے سو ملک کو خبر نہین ‫—‬ خورشید کیا ہے اوسکی فلک کو خبر نہین

تجلی تخلص میر حسن عرف میر حاجی دہلوی خلف میر محمد حسین کلیم شاگرد و خواہرزادہ میر تقی میر کے ظریف تھے لیلی مجنون کا قصہ ریختہ مین نظم کیا ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

تر دامن آگیا مین جو روز حساب مین ‫—‬ کہنے لگے بٹھاؤ اسے آفتاب مین
جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی ‫—‬ ملنے کے دن جو آئے تو اب رات کم ہوئی
چمکتے ہین دردندان مری رونے پہ ہنستا ہے ‫—‬ اودھر بجلی چمکتی ہے اور ادھر مینہ برستا ہے
ہم زیر خاک لیکے جو یہ چشم تر گئے ‫—‬ اندھے کنوئین بھی جتنے تھے پانی سے بھر گئے
لوگ اوسکی تو جفاؤن کی خبر کہتے نہین ‫—‬ (تو وہ بے دین) بے وفا مجھکو ہے کم ملنے سے ٹھہرانے لگے
حال تیرا اوسے کیا کہتا تجلی مین بھلا ‫—‬ وہ تو تیرے نام ہی کو سن کے شرمانے لگے

تجلی تخلص سلّے جی شاگرد منشی مینڈو لال زار

مختار ہے وہ جاہے مجھے دیکھے نہ دیکھے ‫—‬ آنکھ اپنی تو اوس رونق محفل سے لگی ہے

تجلی تخلص شاہ تجلی حیدرآبادی

دامن کا عکس کسکے پڑا ہے کہ آج تک ‫—‬ پھیلا رہا ہے سرو لب جویبار ہاتھ

تجمل تخلص نواب شاہ مرزا لکھنوی

صیاد نے پھنسایا ہے بلبل کو قید مین ‫—‬ چھوٹے یہ دیکھیے قفس آہنین سے کب
آئینہ رو تمام فقط دیکھنے کے ہین ‫—‬ امید ہے وفا کی بتان حسین سے کب

تجمل تخلص محمد عظیم شاگرد جرات

کتاب قصۂ فرہاد و دفتر مجنون	یہ دو ورق ہین مری عشق کی کہانی کے

تحمل تخلص حکیم تحمل رسول خان باشندۂ دہلی خلف نواب غلام رسول خان شاگرد آغا جان عیش

بعد فنا جنازے پہ آیا نہ جاے گا	اوسسے تو خاک مین بھی ملا یا نہ جائے گا
سوزِ درون ہی ہے تو اوس نازنین کو ہاے	چھاتی سے وصل مین بھی لگایا نہ جاے گا

تحسین تخلص محمد حسین خان صاحب مطبع مصطفائی دہلی

آزرہ ہوا اوسکو مگر عشق بتان کا	بیطور رہے نقشہ دل بے تاب و توان کا
جب بت سے نہ راضی ہون تو بتخانہ مین کیا کام	تحسین چلو کعبہ کو جھگڑا ہے کہان کا
تحسین اونکو دیکھنے جاتے تو ہو مگر	ایسا نہ ہو کہ جان کو وہی پھر عذاب ہو
ہوئے ذلیل تو عزت کی جستجو کیا ہے	کیا جو عشق تو پھر پاس آبرو کیا ہے

تحسین تخلص سید حیدر علی باشندۂ الہ آباد توکل اختیار کیا تھا

ہم تم پہ اے بتان دل آزار زار ہین	لیکن ہزار حیف کہ اغیار یار ہین

تحسین تخلص علی مولانا خان باشندۂ شاہجہان پور

کیا لکھین اور ذرا غور کرین آپ اسے	ڈرتے ڈرتے یہ لکھا ہے کہ پڑھین آپ اسے

تحسین تخلص غلام مصطفےٰ خلف مولانا رفیع الدین دہلوی شاگرد ثناء اللہ خان فراق برخلاف خاندان علم رسمی سے بہرہ ور نہ تھے

فکر اطفال کو ہے سنگ اوٹھالانے کی	آمد آمد ہوئی شاید ترے دیوانے کی

تحسیر تخلص مرزا محمد بیگ ولد مرزا رستم بیگ خراسانی مقیم لکھنؤ شاگرد بحر کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم نے انکو ٹالی گنج کے مشاعرہ مین دیکھا ہے صاحب دیوان ہین انکا سارا کلام اسی طرز پر ہے

شکار مرگ ہوئی ہے فراق یار مین روح	پھڑک رہی ہے بہت دام انتظار مین روح
گلون کی بو سے بسی رہتی ہے بہار مین روح	لہو کو عطر بناتی ہے جسم زار مین روح
لگا کے تیر مجھے بوئے گل نے صید کیا	رہی خزان مین سلامت گئی بہار مین روح
روان ہے آنسوونکی ساتھ جان بھی اک دن	سفر ترائی کا کرتی ہے ہجر یار مین روح

ہر ایک بول یہ رگ رگ سے دم نکلتا ہے — برنگ تار کھنچی جاتی ہے ستار مین روح
کیا ہے عشق نے مجبور سر بسر محبکو — نہ اختیار مین دل ہے نہ اختیار مین روح

تدبیر تخلص مرزا محمد سکندر قدر بہادر خلف شہزادہ محمد خورشید قدر بہادر تیموریہ متوطن دہلی مقیم لکھنؤ

شیرین لبی سے غیرت شیرین اگر ہو تم — فرہاد کیون نہ عشق مین ہم کو بنائے دل

تدبیر تخلص شیخ محب اللہ جون پوری

اور ہی کچھ ڈھنگ ہے اپنی گرفتاری کا ہی — یون تو زلفون مین ترے کس کس کا دل الجھا نہین

تراب تخلص حضرت شاہ تراب علی خلف و سجادہ نشین حضرت شاہ کاظم علیہ الرحمۃ باشندہ کاکوری ۱۲۷۵ بارہ سو پچھتر ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گزرا

تراب کیا کہون اوس طفل کی جوانمردی — لیا نبرد ادا جسنے ایک پیر کا دل

تراب تخلص نواب حشمت الدولہ مرزا ابو تراب خان بہادر خویش محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ خلف مرزا ابو طالب خان بہادر لکھنوی صاحب دیوان ہین

دل اوسکا سینے مین جوش الم سے خون ہو جائے — سنے صبا سے حقیقت اگر حنا دل کی

ترقی تخلص اسد الدولہ آغا محمد تقی خان بہادر خلف سید محمد امین خان شاگرد میر سوز وطن انکا نیشا پور مسکن فیض آباد صاحب دیوان گزرے

گر ایک شب بھی وصل کی لذت نپائے دل — پھر کس امید پر کوئی تم سے لگائے دل
اوسکی گلی مین کوئی یہ بیدل ہوا ہے دفن — آواز متصل یہی آتی ہے ہائے دل
ساکنان کعبہ نے کی بت پرستی اختیار — وہ صنم نام خدا کیا اندنون جوبن پہ ہے
در و دیوار سے آتا ہے نظر جلوہ دوست — آئینہ خانہ مرا گوشہ تنہائی ہے

تسخیر تخلص شاہزادہ مرزا محمد سلیمان قدر ولد مرزا محمد خورشید قدر تیمور مرزا آسمان قدر کے خویش مرزا جہاندار شاہ شاگرد ہادی علی بیخود انکا وطن دہلی مولد و مسکن لکھنؤ

مرتا ہون جنکی یاد مین انکو خبر نہین — کیا فائدہ جو کوئی کسی سے لگائے دل
پوچھین نہ غیرون سے مرا مافی الضمیر آپ — گر حکم ہو تو خود مین کہون مدعائے دل

تسکین تخلص میر سعادت علی مرحوم برادرزادۂ میر علی حامد دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد احمد علی رسا و فخر الدین منت

دل بیتاب کو میرے نہ کبھی ہو تسکین	کہکے تسکین جو مجھے آپ پکارا نکرین
ہر دم کرے ہے یہ دل کا نشان بغل مین	ہے وہ مثل مطابق دشمن کہان بغل مین

تسکین تخلص گنگا داس پنڈت

عقل و خرد و طاقت اور صبر و شکیبائی	جب سامنے وہ آیا ہم سب یہ لٹا بیٹھے

تسکین تخلص میر حسین دہلوی شاگرد شاہ نصیر و مومن خان میر حیدر قاتل وزیر فرخ سیر کی اولادون مین تھے سنہ ۱۲۶۶ بارہ سو اٹھسٹھ ہجری مین انتقال کیا اشعار انکے نمکین ہوتے ہین

ہر صبح وہ ڈھونڈھے ہے کوئی تازہ خریدار	صورت مری ہر روز بدل جائے تو اچھا
قسمت تو دیکھ جتنے کیے شکوے ہجر کے	اون کو گمان رہا گلۂ روزگار کا
خوبصورت نہ ہو کوئی تو نہ ہو بدنامی	سچ تو یہ ہے کہ برا ہوتا ہے اچھا ہونا
کہتے ہین رنجش ظاہر مین مزا آتا ہے	یونہی تم مجھسے خفا ہوکے ذرا مل جانا
یہان آنے سے کسواسطے جلتا ہے ہمارے	عاشق تو نہین ہے کہین دربان تمہارا
ہزارون مرگئے دیکھا جو عالم سوگ مین اوسکا	لباس آیا تھا وہ کافر پہنکر میرے ماتم کا
جیب لگی مجھکو تو جی چاہی پھر وہان ہوگا	راز اپنا نہ خموشی سے بھی پنہان ہوگا
آج جو عرش پہ ہے اپنا دماغ اے ظالم	کوئی دشمن تری نظرون سے گرا ہووےگا
دیکھون تو لے ہی جان ملک الموت کسطرح	تم وقت مرگ پاس سے اوٹھنا ذرا نہین
یہان انتظار ہی مین کٹی مجھکو ساری رات	وہان وعدہ کیا کیا تھا اونھین یاد ہی نہین
یہ تو سچ ہے کہ جو تم چاہو گے کر گزروگے	پر یہ ممکن نہین ہم پر کبھی بیداد نہ ہو
دیکھتے ہی شوق نے ایسا کیا بے اختیار	حال دل کہنے لگے ہم یار کی تصویر سے
وہ اپنے وعدہ پہ محشر مین جلوہ فرما ہین	نہین ہے ضعف سے انبوہ مین گزار مجھے
دل کے لیتے ہی چلی جان یہ جلدی کہ نہ پوچھ	صبر بھی چند قدم پیچھے رہا جاتا ہے

گر سکے دفن نہ اوس کوچے مین احباب مجھے	خاک مین دل کی کدورت نے دیا داب مجھے
نام تسکین اور یہ مضمون تپش نازیبا	تھا تخلص جو سزاوار تو بیتاب مجھے

تسلی تخلص لالہ ٹیکارام ولد بخشی گوپال راے برادر خورد بھولا ناتھ بخشی وزیر الممالک وطن انکا اٹاوہ مولد لکھنؤ فارسی مین مرزا فاخر مکین سے اور ریختہ مین مصحفی سے اصلاح لیتے تھے

دیکھے سمان جو اس قطرۂ اشکبار کا	ہوجاے شق جگر رگ ابر بہار کا
کیا منھ جو چڑھے کوئی ترے تیر کے منہ پر	یہ ہم تھے گلا رکھ دیا شمشیر کے منہ پر
گو دل مین خفا ہے تو برا بات کو نا دان	کہہ بیٹھیو مت عاشق دلگیر کے منہ پر
اب بھی اس نیم جان مین کچھ ہے	فائدہ امتحان مین کچھ ہے

تسلی تخلص میر شجاعت علی دہلوی شاگرد نصیر دہلوی آخر ایام مین ترک علائق کیا تھا

مجھسے بدنام عبث لوگ اوسے کرتے ہین	ہمنشین وہ تو مرے پاس نہ آیا نہ گیا
مین نے ہاتھ اونکی جو ابرو کو لگایا تو کہا	ہے سزا تیری کہ کاٹون ترے شمشیر سے ہاتھ

تسلیم تخلص شیخ مہدی بخش ساکن سارن عرف چھپرہ شاگرد الفت حسین فریاد دیوان انکا نظر سے گزرا

نہین وہ دل ہمارا توڑتے ہین	طلسم راز اپنا توڑتے ہین
ہمارے داغ دل اور چشم گریان دیکھتے جاؤ	چمن کی سیر کرلو ابر باران دیکھتے جاؤ

تسلیم تخلص شیخ امیر اللہ ولد مولوی عبد الصمد فیض آبادی شاگرد نسیم دہلوی شعر اچھا کہتے ہین صاحب دیوان و مثنوی نالۂ تسلیم و مثنوی دل و جان ہین مثنوی انکی نظر سے گذری

کیا چھپے اللہ سے تسلیم راز نیک و بد	ہر بشر کے ساتھ یک جاسوس ہے ہمزاد کا
نہین معلوم بگڑی آج کس سے	مزا ہے دشمنی مین دوستی کا
اجل خفا ہے فلک مدعی زمین دشمن	مرا جہان مین کوئی نظر نہین آتا

ہین عاشق اپنے مطلب کی کہین گے
تمنا کیا ہمارے مدعا کیا

ہاے کب تک نہ مین گھبراؤنگا اے دست جنون
ابتو دامن بھی نہین ہے کہ بہل جاؤنگا

اک دور مہر سری مین نہ گل ہے نہ یہ چمن
پھولی ہوئی ہے کس پہ نسیم بہار تو

اتنے صدمے دیے کہ آخر کو
ہاتھ اوٹھانا پڑا دعا کے لئے

پیجان شب فراق کا صدمہ نہ پوچھیے
وہ حال تھا کہ موت بھی بالین سے ٹل گئی

تسلیم تخلص حاتم خان باشندہ رام پور شاگرد الہی بخش بیمار

کچھ اوسکے آج مین سلے ہونگے وہ لب میگون
یہ بات کیا ہے کہ تسلیم بے سبب بہکا

پہنانے اے غنچۂ گل منہ تو ذرا بنوا لے
کیجیو بہر دہن یار سے نسبت پیدا

تسلیم تخلص دیبی پرشاد بن سادھو رام شاگرد اسمعیل حسین منیر

ہے آزار محبت کو شفا ہو نہین سکتی
اچھا یہ مرض ہے کہ دوا ہو نہین سکتی

تشنہ تخلص محمد علی دہلوی شاگرد آغا جان عیش و محمد ابراهیم ذوق وارستہ مزاج
و درویش وضع ہین

الہی خیر کیجیو بد خبر سننے مین آتی ہے
جو آتا ہے وہ کہتا ہے تمہارا ذکر کرتی ہین

تمہاری ہم کو خبر کیا کہ ایک مدت سے
یہ بیخبر ہین کہ اپنی خبر نہین رکھتے

تشہیر تخلص مرزا مغل بیگ دہلوی شاگرد غلام مولا عرف مولائی بخش قلق

کیا خاک نشیمن کوئی گلشن مین بنائے
گل خوش ہین اگر ہمسے تو صیاد غضب ہے

تصدق تخلص تصدق حسین خان ولد قاسم علی خان لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

بس نارکی ہے ختم مرے گلعذار پر
نہنی جو ہیچ ہو گئین ہماری کلائیان

تصور تخلص ذکی الدولہ میر تصور علی داروغہ خلف میر صفدر علی خان باشندہ بنارس
مقیم لکھنؤ صاحب دیوان فارسی و ریختہ و ریختی ہین

آبلے روتے ہین میری حال پر سب پھوٹ پھوٹ
اور کرتی ہے بہت بیخبر شیون پاؤن مین

تصور تخلص میر احسان حسین باشندۂ قصبۂ نیکوڑا خلف سید حیدر حسین شاگرد
قلندر بخش جرات امام زید شہید رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے بعض صاحب تذکرہ

انکے والد سید حید حسین کا تخلص تصور لکھا ہے

شب ہم جو ذکر ہجران وصل مین ہونے لگے — وہ ادھر رونے لگے اور ہم ادھر رونے لگے

رونا کوئی کسو خوف کرین ہین مری آنکھین — جب تک نہ تسلی کو دل آئے جگر آئے

تصور گرم جوشی یار کی مجھکو رلاتی ہے — بہت گرمی کا ہونا مینہ برسنے کی علامت ہے

دیکھے جو تری چشم سیہ مست کو اک بار — پھر حشر تلک وہ کبھی ہشیار نہ ہووے

تصور تخلص نبی بخش دہلوی نواسہ شاہ نصیر دہلوی عین جوانی مین انتقال کیا

اوسکے خیال زلف مین کچھ سوجھتا نہین — آنکھون مین اپنی دن شب دیجور ہو گیا

خواب کا بس کیا چلے اس دیدہ بیدار پر — چور کو آتی نہین دیکھا کبھی ہشیار پر

آبلون نے پاون کے پانی چرایا اسقدر — تشنگی سے پڑ گئے کانٹے زبان خار پر

تصویر تخلص بہن باشندۂ دہلی تنگی زمانہ سے پیشۂ نیچہ بندی کو اختیار کیا تھا باوجودیکہ امی تھا مگر طبیعت نہایت عالی پائی تھی

بات بھی کچھ کی تو اوسنے ذکر دشمن کا کیا — واے قسمت وہ کھلا بھی ہم سے تو کیونکر کھلا

فدا تا آشنائی پر تو ہین لاکھون دل وجان سے — اگر وہ بت کسی کا آشنا ہوتا تو کیا ہوتا

گر آج بھی نزاکت آنے تمھین نہ دیتی — کچھ اور تھا ارادہ یہان جان ناتوان کا

صبر اوس پر اس ہمارے حسرت دیدار کا — بند جسنے کر دیا روزن تری دیوار کا

مین باز آیا تمھاری دوستی کی ان لگاوٹ سے — مجھے بھی یون ہی دیکھو دیکھتے ہو جیسے دشمن کو

مجھسے کیا پوچھتے ہو عقل بس دیوار ہو گیا — جتنے جا لگا تھا سو یہ فتنہ و شر اوسکا ہے

رہا ہووے یہ بھی ہم تو رسے قفس ہی کو گرد — کہان وہ جائین کہ جو بال و پر نہین رکھتے

یہ بھی کوئی ہنسی ہے کہ رخصت کا لیکے نام — سو بار بیٹھے بیٹھے مجھے تم رلا چلے

بھر آتا ہے جی تصویر سن سن کر تری باتین — لگا یا تو نے اے کمبخت دل کس آفت جان سے

کیا پوچھتے ہو خاک مین کسنے رلا دیا — جو کچھ کیا سو آپ کے دل کے غبار نے

آج کی شب نہ خفا ہو ترے قربان ہمسے — کل تو لیجیو ہی گی بدلا شب ہجران ہمسے

کون موسی تھا کہان طور کسے غش آیا — ایک یہ بھی تھی مری جان شرارت تیری

تصویر تخلص شاہ جواد علی مرشدآبادی درویش تھے

قد و قامت اوس بُتِ مغرور کا	ایک جھمکا ہے خدا کے نور کا

تعشق تخلص حکیم سید محمد دہلوی شاگرد و عزیز میر قدرت اللہ خان قاسم دہلی کی انگریزی مدرسہ کی مدرس تھے بعض صاحب تذکرہ نے اونکو عزت اللہ خان عشق خلف قدرت اللہ خان قاسم کا شاگرد لکھا ہے

وعدۂ شام تو کیا ہے وے کے	کچھ وہ آتا نظر نہیں آتا
سامنے دیکھو آتا ہے تعشق وہ کون	بارے کہ اب تو ہوا خوش دلِ محزون تیرا
تو اے پیمان شکن وعدہ پہ کس دن میرے گھر آیا	سدا سنتے رہے یونہی کہ شب آیا سحر آیا
خواب میں تجھکو دیکھیے کیونکر	تیرے بن نیند کس کو آتی ہے
ہوتے ہیں ٹکڑے ٹکڑے آتا ہے یاد جس دم	کچھ چپکے چپکے کہنا اوسکا لب و دہن سے
چشم بد دور میرے اشکوں میں	موتیوں کی لڑی آبداری ہے

تعشق تخلص سید مرزا ولد و شاگرد مرزا انس باشندۂ لکھنؤ صاحب دیوان ہیں

اپنے کشتوں کی لحد پر کبھی آجاتے ہیں	کھینچ لاتی ہے اونھیں پاسِ وفاداری دل

تقی تخلص محمد تقی خان ولد بہادر خان لکھنوی مقیم کانپور شاگرد مرزا محمد صفا مصحفی و خواجہ وزیر

خون رونے سے سب راز نہاں کھل گیا آخر	فاش آنکھوں نے آخر کیا پردہ مرے دل کا
شیشہ ٹوٹا تو برا ابر ہے مرا دل ٹوٹا	ٹھیس ساغر کو لگی درد ہوا آنکھوں پر

تقی تخلص سید محمد تقی میر محمد عظیم کے مرید دن میں تھے معلمی کرتے تھے

عاشق کشی پہ جب سے وہ خونخوار گرم ہے	تب سے جہان میں حسن کا بازار گرم ہے

تمکین تخلص صلاح الدین دہلوی آزادانہ وضع رکھتے تھے اور اہل دنیا سے نہیں ملتے تھے

عشق اور حسن کو جس روز کہ ایجاد کیا	مجھکو دیوانہ کیا تجھکو پریزاد کیا

تمکین تخلص بخت مل پنڈت شاگرد لچھمی رام پنڈت فدا تخلص

مشتاق قدمبوسی ہے ہر خار بیابان — لائی ہے دلا یہ تری شوریدہ سری رنگ

تمکین تخلص میر سعادت علی باشندہ عظیم آباد مقیم دہلی

نام تمکین ہوا تو کیا ہمدم — رات دن بیقرار رہتا ہون
مہر و الفت کا ثمر ہے مہر و الفت دہر مین — پر محبت سے مری تم اور دشمن ہو گئے

تمکین تخلص مولوی غلام مقبول خان صدر امین ضلع بیر بھوم خلف مولوی غلام رسول خان بہادر متخلص بہ تحسین صدر الصدور ڈھاکہ باشندہ ضلع میدنی پور بڑے ظریف اور راقم کے دوستون مین ہین بیشتر ریختی کہتے ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

لن ترانی کے سوا اوسکی زبان پر کچھ نہین — اوس ستمگر نے سُنا ہے جب سے قصہ طور کا
کوے جانان کم نہین کعبہ سے عاشق کے لیے — دید حق سے کم نہین دید رخ نیکو ے دوست
لاف کرتی ہے اب اوس چشم سے بیجا نرگس — کہیئے اون آنکھون کے آگے ہی بھلا کیا نرگس
مہربان ہم پہ ہی وہ اور جفا کار بھی ہے — لطف اور پیار بھی ہے قصہ و تکرار بھی ہے

تمنا تخلص مرزا مغل جان مصاحب راجہ بلوان سنگھ مقیم آگرہ شاگرد حاتم علی مہر

بغل مین میکشون کے ہین شراب ناب کے شیشے — لیے بیٹھے ہین پریون کو یہان مینوا ریہ نیو
جام سفال جلوہ مے سے دمک گئے — پرتو سے آفتاب کے ذرے چمک گئے

تمنا تخلص عباس علی خان دہلوی سپاہی پیشہ تھے

کیا بات کہون ہمدم اوس مست شرابی کے — اک چشم کی گردش نے جسکی یہ خرابی کی

تمنا تخلص محمد اسحاق دہلوی متوطن گجرات مرزا حاجی کی سرکار مین مختار اور بڑے عاشق مزاج تھے اور ہمیشہ اپنی اوقات نازنینون مین بسر کرتے تھے

جسکے غم مین ہم کبھی آرام سے واقف نہین — کیا غضب ہے وہ ہمارے نام سے واقف نہین
تڑپ رہا ہے کوئی خستہ جان زمین کے تلے — اوٹھے ہے زلزلہ جو ہر زمان زمین کے تلے

تمنا تخلص مرزا غیاث الدین خلف شاہزادہ شمس الدین دہلوی شاگرد قطب الدین مشیر

جو آنکھ چراتے تھے لگے کرنے اشارہ	ہو وے گی ابھی آہ کی تاثیر ہوئی کیا
تھامے ہوئے دل بیٹھے ہو کیون آج تمنا	کل دل پہ جو رکھتے تھے وہ تصویر ہوئی کیا
اے تمنا دل پہ کیون رکھے ہوئے ہو ہاتھ تم	پھر کہین کیا دل لگا عشق بتان پیدا ہوا

تمنا تخلص عاشق علی خان

کیا خاک ہو صفائی بھلا ہم مین یار مین	خط بھی لکھا جو ہم کو تو خط غبار مین

اس شعر کو بعض صاحب تذکرہ نے سعادت علی تسکین کے نام سے لکھا ہے

تمنا تخلص میر اسد علی خان اورنگ آبادی

بھلا سنو تو مری جان جیب یون کب تک	ق کہون فراق مبارک تجھے گر ملال نہ ہو
تمھاری رخ کو جو گھیرا ہے خط کے سبزے نے	یہ زور آہ کا میرے کہین وبال نہ ہو

تمنا تخلص ایک شخص مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ کا ہے یہ شعر انھون نے اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا شعر انکے یہ ہین

جو اس طرف سے گزر ہوا ہے تو قبر عاشق بھی دیکھ جانا	نگاہ حسرت سے گر نہ دیکھو بلا سے میری چڑھا کے دیکھو
صبا یہ کہنا خدا بچائے فقط ہین اب آخری سنبھالے	گزرتے ہین نانا ونٹھانے والے جو دیکھنا ہو تو آکے دیکھو
غنودگی بھی ہے کچھ ہچکیان بھی آتی ہین	یقین ہے اجل آ گئی آج خواب کے ساتھ
کھلے ہین سب زخم خون چکیدہ برنگ گلہای نو دمیدہ	تمام اعضا ہین گو بریدہ مگر نہ عادت گئی ہنسی کی
سفر بسرعت ہوا اس جہان سے کوئی کہے ٹھہر کے کار رفتنی	قدم اٹھائے چلو ہوا سے کہ یہ جگہ ہے رواروی کی

تمنا تخلص سید محمد باشندہ مراد نگر ضلع میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

شکوہ بتون کا کرنے سے کیا ہم کو فائدہ	جب اپنا دل ہی قابو مین اے مہربان نہین

تمنا تخلص منشی مسیح الدین باشندہ کلکتہ نواسہ منشی امیر مرحوم شاگرد حضرت وحشت راقم کے دوستون مین ہین ان دنون چوبیس ۲۴ پرگنہ مین مختاری کرتے ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

پامال ہو گیا ہے دل اوس خوش خرام کا	ہے بوسہ گاہ کبک نشان جسکے گام کا

گر لپٹتا تو کبھی خواب مین اے مصحف رو
تن عریان یہ مرے جامۂ قرآن ہوتا

جب وہ مہتابی یہ رخسار دکھا دیتے ہین
چرخ پر ماہ کو خورشید بنا دیتے ہین

دھوئے مہندی لب دریا تو اگر ہاتھون کی
جائے ماہی نہو سمندر کا مکان پانی مین

حکم قانون شفاے مرض غم سے یہی
بوسۂ لب دل بیمار کا درمان ہووے

تمنا تخلص مرزا امداد حسین شاگرد قدیر

غیر ممکن ہے کہ ہو جوش جنون مین تسکین
غل مچاتے ہے مرے پاؤن کی زنجیر عبث

شب مرے قتل کو اک جنبش ابرو کافی
دمبدم تولتے ہین آپ یہ شمشیر عبث

تمنا تخلص مرزا علی رضا مرحوم عظیم آبادی

آتا نہین مین آپ سے کوچہ مین یار کے
لاتا ہے کھینچکر مجھے بے اختیار دل

تمیز تخلص نواب احمد علی خان باشندۂ بہادر گڈھ مقیم دہلی بیشتر مرثیہ کہا کرتے تھے

جذب دل سے لاتے ہم کسطرح اونکو کھینچکر
آہ مین تاثیر اپنے اس قدر ہوتی نہین

تمیز تخلص کالی راے بن دیبی پرشاد عزیز باشندۂ فتح گڈھ

اچھے وہ ہین جو مرکے تیرے خاک ادہون
مٹی خراب طالب گور و کفن کی ہے

تنویر تخلص خدا بخش خان دہلوی شاگرد قطب الدین مشیر ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ کے خواصون مین تھے

سیکھ لین اوسنے بھی اوس عہد شکن کی باتین
کہ ٹھہرتا ہی نہین دل کسی عنوان میرا

خدام حشر اپنے گریبان کرینگے چاک
یون ہی چلوگے دامن بھی جو دامن سنبھال کے

چہرہ سفید آج ہے تنویر خیر سے
سچ تو کہو کہ غم مین ہو کس مہ جمال کے

تنویر تخلص میر کاظم حسین ولد میر حسین دار وغۂ سرکار آصف الدولہ بہادر ابن میر اکبر علی مقتل مرثیہ گو باشندۂ فیض آباد شاگرد رشک صاحب دیوان ہین *

بوسے لون یا مین لون گلے لپٹون کہ دیکھون
کل جا رہے رات سے ارمان ہزار دل

جل جل بسمل میرا خرمن ہستی نہ کیون ہو خاک
بجلی گرائی تو نے شرارت کی آنکھ سے

تنہا تخلص سید کفایت علی سررشتہ دار رزیڈنسی پنجاب برادر خورد سررشتہ دار

رزیڈنسی

رزیڈنسی باندا ولد میر الٰہی بخش رئیس میرٹھ شاگرد مرزا حاتم علی بیگ مہر

ملتا ہون اسلیے کف افسوس رات دن
کھینچے ہین دست غیر مین وس مرلربا کی ہاتھ

تنہا تخلص محمد عیسےٰ دہلوی مقیم لکھنو شاگرد مصحفی

افسوس کی جگہہ ہے یہ تنہا کہ جھٹ گیا
ہاتھ اوسکا آگے میرے کئی بار ہاتھ مین

تھم کے بموجب تڑپتے نہین بسمل تیرے
آب خنجر سے یہ رہ رہ گے فرا لیتے ہین

مین جو روٹھا تو منا کر وہ مجھے یون بولا
کہیے کیا کرتے جو تم کو نہ مناتا کوئی

غیر سے شکوہ مرا بس دیکھی دانائی تری
مین ہوا رسوا تو کیا ہوگی نہ رسوائی تری

تنہا تخلص ایک شخص معروف بہ اکا باشندہ دہلی کا ہے قوم قصاب سے تھا

اب نامہ بر بنا تنگے ناصح کوچی مین سے
معقول آدمی تو کوئی ہو جواب کو

تنہا تخلص عوض علی خوشنویس

تھا یہی پیغام وقت نزع تنہا یار سے
اب قیامت پر ہمارا وعدۂ دیدار ہے

تنہا تخلص شاہ وحید

دست جنون سے کرنا ٹکڑے اسے بجا تھا
کیون پیرہن ہمارے ناحق گلے پڑا تھا

توانا تخلص سید اکرام علی خلف سید سبحان علی باشندۂ فتح پور ہنسوا شاگرد تونا سنگھ عاشق و ناسخ پہلے ناتوان تخلص کرتے تھے صاحب دیوان گزرے

قرب اعلی سے حصول رفعت اسفل کو نہ ہو
گل کو سب رکھتے ہین سر پر کاہ گلشن زیر پا

واسطے رتبہ کے ہم جنسی نہین ہرگز مفید
غیرت بت ہر سنگ رکھتے ہین برہمن زیر پا

توفیق تخلص میر توفیق علی باشندۂ آگرہ مقیم دہلی زبان بھاکھا مین کمال رکھتے تھے بہت دوہرے اور کبت اسکے یادگار ہین

دشمنون سے آہ بے مہری کا کیا کیجے گلہ
دوست ہی نا آشنا ہی بیوفا بے دید ہے

توقیر تخلص لالہ ہرنراین داس ولد لالہ بھول چند فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

غش ہوا جسنے تری مہندی کی رنگت دیکھی
شعلۂ طور بنا رنگ حنا ہاتھون مین

توقیر تخلص شیخ احسان اللہ ولد شیخ محمد رضا ابن غلام سرور بجنوری مصنف قافیہ نامہ

مقیم لکھنو صاحب دیوان ہین

ہو چکا جس سے فیصلہ دل کا | اب ہے اوس سے معاملہ دل کا
دیکھیے کسکی فتح ہوتی ہے | عشق سے ہے مقابلہ دل کا

توقیر تخلص عبدالقادر پنجابی مقیم دہلی دنس گیارہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

انتظار نامہ بر مین اسقدر مدہوش ہون | جان تن مین آگئی پیک قضا کو دیکھ کر
زخمی تری نگاہ کے آخر کو مر گئے | کہہ کے ہای ہای جگر ہای ہای دل
ہم تو خاطر سے تری غیرونکی بھی تعظیم دین | رشک پر کہتا ہے مجھسے اپنی یہ عادت نہین

تہور تخلص مرزا غلام فخر الدین برادر حقیقی مرزا قادر بخش صابر شاگرد حافظ عبدالرحمن خان احسان و مومن خان دہلوی عین شباب مین انتقال کیا

سنتے ہی نام غیر تہور بھی ہے غضب | اوس جنگجو سے لڑنے کو تیار ہو گیا
لے آئے ذرا خط کا جواب اوس سے کسی ڈھب سے | افسوس کہ قاصد سے اب اتنا نہین ہوتا
ناصحا پند و نصیحت تو نکر محفل مین | کہ مرے ساتھ کوئی اور بھی رسوا ہوگا
اب ہی کیا باقی جو ہو کاوش تری دست جنون | چاک داماں ہو گیا ٹکڑے گریبان ہو گیا

تیمور تخلص مرزا سعادت سلطان دہلوی خلف شاہزادہ قادر بخش موزون شاگرد مرزا قادر بخش صابر و حافظ عبدالرحمن خان احسان

اس سادہ مزاجی پہ بھی مرتے ہین ہزارون | اللہ رے عالم ترے بے ساختہ پن کا
ضبط نالہ کیا تو جان گئے | اپنا گویا مین آپ قاتل ہون

حرف تاے مثلثہ

ثابت تخلص شجاعت اللہ خان لکھنوی شاگرد حسرت

آتے ہو تم تو دن مین کئی بار اسطرف | پر دیکھتے نہین کبھی اے یار اسطرف

ثابت تخلص صالت خان افغان مقیم عظیم آباد شاگرد مرزا بھچو فدوی

وقت مرنے کے مرے پاس وہ موجود ہوا | اپنے ہی جی کا زیان اپنے تئین سود ہوا

ثابت تخلص مرزا معز الدین بہادر خلف شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

سحر ہونے کے دھڑکے سے ہمارا ہی بدن ٹھنڈا
کہ تیرا ہار موتی کا ہوا اے سیم تن ٹھنڈا
خوبرو تیری نہین ہے کچھ فقط گفتار خوب
رخ پری کا کل دھوان بالا بلا رفتار خوب
ناتوانی سے یہ حالت ہے کہ جاتا ہون کہین
اور اوڑا ئے لیے جاتی ہے ہوا اور طرف
گرم اک بات کسی سے نہ سنی تھی ثابت
اب سناتے ہین مجھے میرے مقدر لاکھون

ثابت تخلص شیخ ثابت علی ولد شیخ محمد علی ملازم راجہ بھرت پور

آنے کی کسی کی کیا سنی ہے
جان لب پہ ٹھہر گئی ہے آکر
کہتے ہین وہ بے وفا اب آیا
کہنے ہی کی بات ہے سنا کر
ثابت کا ہے حال غیر کل سے
تم بھی اوسے دیکھ او جا کر

ثاقب تخلص میر شہاب الدین مقیم دہلی شاگرد خان آرزو

ثاقب کی نعش اوپر قاتل نے آکے پوچھا
کسکا ہے یہ جنازہ یہ کون مر گیا ہے

ثاقب تخلص شاہ شمس الدین دہلوی شاگرد شاہ مبارک آبرو آزادانہ وضع رکھتے تھے

مرے ادب نے رکھا مجھکو یہان تلک محروم
کہ بعد مرگ بھی دامن تلک لگو نہ اوڑا

ثاقب تخلص مرزا مہدی ولد مرزا انور علی بیگ اوستاد نواب محسن الدولہ باشندۂ لکھنو شاگرد ناسخ صاحب دیوان گذرے

کسنے بوسے لیے کیون آج ہو مرجھائے ہوے
گل افسردہ کی صورت ہے تمھارا عارض
مدح تیرے جشن کی کرتی زبان حال سے
رکھتی گویائی اگر تصویر پشت آئینہ
نہ کیونکر صاف ہون بعد شہادت ہین ستمگر سے
غبار دل مرا قاتل نے دھویا آب خنجر سے
قیامت قامت دلدار کے مضمون لکھے ہین
نہین کم آفتابی دائرے خورشید محشر سے

ثاقب تخلص نواب شہاب الدین احمد خان آنریری مجسٹریٹ شہر دہلی خلف الرشید نواب ضیاء الدین خان بہادر رئیس لوہارو شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب اشعار صاف عاشقانہ خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

سخن منتقل
ہر شخص کا دل شہر مین پچتاتا ہے اودھر کو
اوس عصر مین کہتے تھے اسے بابی طوفان
کیون وعدہ کرو بے خبر آجاؤ کسی وقت
گھر بیابان مین بنایا نہین ہم نے لیکن
دی جگہ دیر مین ثاقب کو سمجھکر ہم کیش
لاتے زبان کو کام مین کرتے وہ مجھسے بات
رکھا ہے خوب ناقہ و محمل کے بیچ مین
سمجھے ہوئے تھے قبر کو ہم کنج عافیت
گرمی مین دل کو کھول کے بند قبا کہا
جو اس سے پہلے تھا یہ وہی خاکدان ہی
کیون ویسے آدمی نہین آتے بروی کار
سیمرغ و زال و رستم و برزو کدھر گئے
اسفندیار و نامور ارجاسپ کیا ہوئے
دیکھا ہے کس نے موسی و فرعون کو نہین
نے بت گری نہ بت شکنی قصہ مختصر
ہین ظلم و معدلت کی حکایات اور بس
ضرب المثل ہے لیلی و مجنون کا حسن و عشق
کیا کہ رہا ہون مین کہ یہ ہے اور وہ نہین
نفی وجود غیر ہے ثاقب طریق حق
ہم قوت جذب دل دکھائین
کیا جیب کے سینہ دل دکھائین
آتے نہین یہان اگر نہ آئین
اے بخت کہان تلک برا ئی

پوچھے کوئی کیون اور ہے رستا ترے گھر کا
بچپن کا ہے یہ نام مرے دیدۂ تر کا
ہون وصل کا خواہان نہین مشتاق خبر کا
جسکو گھر سمجھے ہوئے تھے وہ بیابان نکلا
وہ عدوئے بت و بتخانہ مسلمان نکلا
مجبور رہ گئی کہ سر سے وہان نہ تھا
اے چرخ پیر قیس کوئی ساربان نہ تھا
دیکھا تو یہان بھی امن و امان کا مکان نہ تھا
شکر خدا کہ ثاقب آشفتہ یہان نہ تھا
یارب وہ خاکیون کی کرامت کہان ہے اب
آخر وہی زمین ہے وہی آسمان ہے اب
کہنے کو ایک ہوش فزا داستان ہے اب
سننے کو ایک تذکرۂ ہفتخوان ہے اب
ہان رود نیل روئے زمین پر روان ہے اب
صرف آذر و خلیل کا مذکور یہان ہے اب
حجاج ہے جہان مین نہ نوشیروان ہے اب
اوسکا نہ کچھ پتا ہے نہ اسکا نشان ہے اب
توحید کے خلاف ہے سب جو بیان ہے اب
آثار کی نمود بھی وہم و گمان ہے اب
اور پھر وہ ہمارے گھر نہ آئین
کچھ حال سنو تو ہم سنائین
اے کاش مجھے وہین بلائین
اے چرخ کہان تلک جفائین

ہم سینہ سپر کیے کھڑے ہین
وہ شوق سے خنجر آزمائین

جو کام ہین غیر کے ہوئین صرف
افسوس وہ دلربا ادائین

شاید کہ ہے گرم نالہ ثاقب
جلتے ہین شرر فشان ہوائین

خبر کسکو ہو گرچہ گھائل ہوئے ہین
محبت مین ہم جملہ تن دل ہوئے ہین

تمنا نہین ہمکو پروانگی سے
وہ اب غیر کے شمع محفل ہوئے ہین

نہین عقل سے عشق خالی کہ اسمین
بڑے تجربے ہم کو حاصل ہوئے ہین

نہ لپٹین نہ ہون قتل انصاف یہ ہے
کہ ہم خود بد آموز قاتل ہوئے ہین

ہمین ذوق صحرا نوردی سے ہے ثاقب
نہ سمجھو کہ جو پاے منزل ہوئے ہین

دل کا سودا ہے خفا ہونے کی کچھ بات نہین
گفتگو رہتی ہے بائع کو خریدار کے ساتھ

دانہ پانی کی خبر لینے کی توفیق نہین
کھیلنا جانتے ہین مرغ گرفتار کے ساتھ

چیر کر سینے کو دل دیکھتے ہین قتل کے بعد
اک چھری تیز لگی رہتی ہے تلوار کے ساتھ

خواہش وصل ہین ثاقب کوئی دیکھے سیر
کچھ دعائین بھی پڑھی جاتی ہین اشعار کے ساتھ

ڈرتے ہین دہ جہان نظر آتا ہے گرد باد
ستے ہوتے ہین کیا مرے مشت غبار سے

رنجش سے گر کہا ہو تو ایمان نہ ہو نصیب
کافر بتون کو کہتے ہین عشاق پیار سے

فکر وصال و ہجر کا صدمہ اوٹھائیے
اس چند روزہ زیست مین کیا کیا اوٹھائیے

بے لطف زندگی سے تو مرنا ہی خوب ہے
کیا فائدہ کہ ناز مسیحا اوٹھائیے

آؤ نہ آؤ ہم بھی ہین خوگر شکیب کے
جی چاہتا ہے ذوق تمنا اوٹھائیے

یہان بھی قطرہ کو رخصت طوفان نوح ہے
ہان بزم سے اوٹھائیے اچھا اوٹھائیے

رکھتے ہین لوگ خلوت دشمن کا اتہام
بے پردگی مین پردہ ہی پردا اوٹھائیے

بیٹھے ہین ہم تو اب دل بے آرزو لیے
وہ دن گئے کہ داغ تمنا اوٹھائیے

ثاقب نہ وہ ضبط اشک کو سمجھے ہین ہمیں
یہ روئیے کہ شورش دریا اوٹھائیے

ثاقب تخلص مہر علی باشندہ بڑھانہ مقیم دہلی

شب کو جو مین نے زلف کو چھیڑا تو یون کہا
مار سیہ کو ہاتھ لگانا نہ چاہیے

ثروت تخلص سید درویش علی مقیم دہلی اونکے مزاج مین کچھ وحشت تھی

قابل نہ تھے جفا کے اوٹھانے کی ہم ذرا	ثروت پناہ ہے یہ اوس آفت پناہ کی

ثروت تخلص محمد بخش ولد شیخ احمد بخش باشندہ بریلی مقیم موضع سہنے شاگرد حکیم مومن خان مرحوم

بھولی صورت پہ نہ جا ثروت بتان ہند کی	نرم گو ظاہر مین ہین لیکن دل اونکا سنگ ہے

ثروت تخلص میر محمد مشاہد باشندۂ نارنول مقیم دہلی

داغ ہے لالہ کے دل مین روے زیبا دیکھکر	یا بگل ہے سرو اوسکا قد رعنا دیکھکر
کیا بلا ہوتی ہے آفت رشک کی ہمدم کہین	مرگیا اغیار سے ربط اوس پری کا دیکھکر

ثریا تخلص سید امیر علی گوپاموی

جھوٹے وعدے بھی یہان غنیمت ہین	اس مین تسکین کچھ تو ہوتی ہے

ثمر تخلص مرزا علی ولد مرزا جعفر علی لکھنوی شاگرد مصحفی صاحب دیوان گذرے ہے

حد سے ہین گزرین یار کی وعدہ خلافیان	پوچھینگے آج اوس بت پیمان شکن کے پانو
کیا رنگ شوخ شوخ کے ہاتھون مین لائی ہے	کیا خون لکھا ہوا ہے ہمارا حنا کے ہاتھ

ثمر تخلص سید ابوتراب خلف شاہ مرزا خان لکھنوی شاگرد امام علی سحر

مجھکو جو دیکھتے ہو عداوت آنکھ سے	غیرون کو بھی نہ دیکھو محبت کی آنکھ سے

ثمر تخلص احمد سعید خلف سعد اللہ خان دہلوی

مثال آئینہ ہمسے کھلی حقیقت حسن	کہ ہم کو دیکھ کے اپنا تجھے غرور ہوا
تھا تامل امتحان عشق کی قابل ہے کون	بل بے ہمت اس ضعیفی پر گمان مجھپہ ہوا
تکدر اس نے تو اتنا کیا غضب تھا اگر	مرے غبار کے جا دل مین آسمان ہوتا
نگاہ گرم کا تیرے ہی کچھ اثر اولٹا	کہ غیر پر پڑے اور دل جلا دیا میرا

ثنا تخلص مولوی ثناء اللہ خلف شیخ کریم اللہ باشندۂ دہلی سفر حجاز بھی کیا تھا

خواب مین مجھسے وہ بگڑا تھا یہ تعبیر تو دیکھ	کہ سحر سامنے آیا تو پشیمان آیا

ثنا تخلص میر شمس الدین شاگرد شاہ مشتاق طلب وطن انکا کشمیر مولد و مسکن عظیم آباد

چمن سے ہے خندۂ گل ہے مے و مینا ہے اور توبہ
فغان سے ہے نالہ سے ہے فریاد ہے زاری ہے اور بین مین

ثواب تخلص سعادت علی خلف میر شہاب الدین دہلوی مقیم بنگال

کبھی سے ہے مژگان غم پہ احسان معجز قلم کا
کبھی حق نمک سے ہے زخم دل پر اوس تبسم کا

حرف جیم تازی

جام تخلص کنور سین باشندۂ بدھولی شاگرد شرف الدین مسرور

چڑھی ہے باد کی گھوڑی پہ گو موج ہوا لیکن
نہ دعوی کر سکے گلگون سے تیری ہم عنانی کا

جان تخلص جان عالم خان لکھنوی خلف نواب منور خان مرحوم شاگرد میر سوز خط نستعلیق اور شکستہ خوب لکھتے تھے

چھوڑ عارض دل نے گھیرا زلف عنبر فام کو
صبح کا بھولا غنیمت ہے جو پہونچے شام کو

لگا خوبان نوخط سے یہ ماتھے
گھسیٹا پھر مجھے کانٹون پہ دل نے

جان تخلص جان علی باشندۂ جہان آباد شاگرد میر تقی نواب بیرم خان کے قرابت دارون مین تھے

ذکر اوس زلف کی درازی کا
صبح سے تا بشام ہوتا ہے

جانباز تخلص بتو خان باشندۂ سرہند ضلع میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

کس وقت کب یہ نالہ و شور و فغان نہین
کس دم ہمارے سینے سے اوٹھتا دھوان نہین

جان صاحب تخلص میر یار علی خلف میر امن لکھنوی شاگرد عاشور علی خان بہادر ریختی اپنے طرز پر بہت خوب کہتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا

شان مین اللہ کے مطلع وہ دیوان کا
جیسے بسم اللہ بھاٹک ہے بوا قرآن کا

ہوتا نہین ہے ایسا بھوتنیون کا طور
حیرانگ دیدہ دیکھا ہے اکثر جہان کا

سب جھوٹ ہے ہین اونکے لیے ہو چکی غرابا
نتیجا عمل کسی کا نہ جادو نظر پڑا

جس مردوے کے پیچھے پڑا گھر ہوا تباہ
برسون کے بعد پھر وہی اللہ نظر پڑا

کلوارنی پہ مرتا ہے تف اوسکی ریش پر
قاضی کے گھر مین کیون نہ ہو جھگڑا غرابا کا

موم شبون سے جو لاہو نسے جو کھیلے جو سر
کیا ہم کو پڑے کوئی زناخی کے گھر تم آیا
ساس نندون کی محبت کی مین قربان گئی
نہ پھینکا ڈھیلا نہ کھنکارے جیب چلے آئے
کمر کا ہووے جو مضبوط اور دکھلاوے فرا
گرگٹ کی طرح کالا کبھی لال ہو گیا
کھلتی ہے جبھی ٹھوکرین کھانی کی حقیقت
چھوٹا کپڑا ہے بڑے لطف کی یہ چیز یہ ہے
خوب بھڑکایا تھا اوسکو سوت نے
چھوٹے دیوار سے مرے پردا کیا
ہو خیر دولہن دولہ کی ما تھا مرا ٹھنکا
نام رہی نہ جورو سے ابتک خبر ہوا
سو کھا سا کھا گو را گورا
آتو نے مار مار کے کین جورو ٹھ یار ن
یہ بدگمان ہے دل وہین نگوڑی نٹ کھٹکا
جان کی خیر ہو صدقہ اجی کچھ دے ڈالو
مجھے نفرت سے ہے صورت سی نگوڑی جانصاحب کے
کہدے مہتاب نے مہرن سی ملاقات کی بات
کیا سٹرن نے چالیسوان بسنت کے روز
سوت کی منہ کو لگی سات تو فرنگی کا لکس
نہ دیکھ دولہہ کو ساس نندون کو اکھو نکھٹ اوٹھا او ٹھکر
نکاحی بیاہی کو چھوڑ بیٹھے متاعی رنڈی کو گھر مین ڈالا
نصیب سیدھا اگر ہے میرا اٹکتے تکلا کی کھاٹ اوسکی

چال وہ مجھ سے سنگ کے گزر گئی نہ کیونکر جلتا
اچھا سین کرتا ہے اجی ذکر پیا یا
جاؤن میکے مجھے منگوا دو سواری مرزا
کسی کے گھر مین کوئی بے حظ نہین آتا
مجھے تو اتنون مین کوئی نظر نہین اتا
غصے سے مردوے کا عجب حال ہو گیا
سر پر جو کوئی چاہنے والا نہین رہتا
ساری جوڑی مین تو بندی کو خوش آئی انگیا
ہین ہوئی جب گرم ٹھنڈا ہو گیا
باجی صاحب اوہی تم نے کیا کیا
اچھا نہین یہ ٹوٹنا سہرے کی لڑی کا
قربان اس حیا کی بوا سال بھر ہوا
کملو کا گھر والا ہو گا
مطلب جو مین نے پوچھا عطا مرسیم کا
لگا یا مین نے جو سرمہ موئے کا دل دھڑکا
جان تم پر ہے کڑا آج کا دن آج کی رات
وہ اوسکی شکل کیا ہی اری بوا قربان کی صورت
پیٹ کی ہلکی ہے اک دن نہ پچی رات کی بات
نکالی قیس کی لیلی نے کس سہارے مین روح
میرے جو لطے مین اوسی نے بوا لگا لا تعویذ
نئی نویلی دولہن ہے بچی ابھی تو دو چار دن جیا کر
بنایا صاحب امام باڑہ خدا کی مسجد کو تم نے ڈھا کر
وہ سکھ نہ پائیگی جسنے بھیجا ہے اولٹی ٹٹی تمھین پڑھا کر

تھا کا تو نہ جان صاحب تم
ادسکو کس رشتے سے تلا یا پاس
تھا کچھ تو دل مین تیرے جو سو بار کی تلاش
کیون مونڈے کاٹے رات کو تلوار کی تلاش
آج مجھ سے ہے توکل اور سے مرزا اخلاص
ایسے ہرجائی سے ہو نوج نگوڑا اخلاص
موتی کی طرح رکھئے خدا سب کی آبرو
بیرنگ سے ہے محل کا جو اوہر لگا ہو رنگ
رنڈی چل دور چخی مجھ پہ یہ بہتان نہ کر
میری بیری میری دشمن ہون گر دیتا کہین
نہ جانے کوئی بلانے کو جان صاحب کے
ہم آپ کو ٹھے پہ چڑھکر پکار لیتے ہین
جیسے بہائے ہین مجھے باجی تمھارے ہاتھ پان
گوری گوری ننھے ننھے پیاری پیاری ہاتھ پان
جانصاحب مجھکو تم دکہا لو بالاپوش مین
مارے جاڑے کے مرے ٹھنڈے ہین سارے ہاتھ پان
ملے قسمت سے ہے اوباش جو رو اوہی نائی کو
خصم کی طرح رنڈی مونڈ کھائے گی خدائی کو
سر پہ باندہے جو مرے آکے تو چلاتی ہے
مینے جانا ارے جنید یا ترے کھجلاتی ہے
ٹسوے بہائیے نہ مرے آکے سامنے
یہ نخرے تلے کیجیے عمرو اسکے سامنے
دیکھی جو اپنی چوٹی کی پرچھائین رات کو
رسی سمجھ کے بھاگی مین اک چیخ مار کے
درگور تم کو اپنا ہی مطلب ہے سوجھتا
اے جان مین تو مرتی ہون مارے بخار کے

جان نثار تخلص میان جی غلام فرید ساکن فریدآباد معلمی کرتے تھے

پیچ اوس زلف سیہ کا ہم سے وا ہوتا نہین
لاکھ ڈالین پیچ مین اوسکے اگر شانہ کو ہم

جذب تخلص میر عزت اللہ عرف میر بھکاری مقیم دہلی بریلی کی معززون مین تھے بیشتر فنون مین دخل رکھتے تھے تھوڑی سی عمر مین بہت سے شہرون کی سیر کی تھی قریب بخارا کے انتقال کیا

وہان صفائی و خود نمائی ہے
یہان مرے جان کی صفائی ہے
جو کہ حلقہ بگوش نتھ کے ہین
ناک مین اون کے جان آئی ہے

جرأت تخلص مرزا مغل خلف عبد الباقی خان شاگرد سودا بریلی مین وفات پائی

نپٹ ہی حال پریشان ہے آج سنبل کا
چمن میں یہ آہ یہ کس زلف کا وبال پڑا
کیون نہ ہو وین جان و دل سے ہم نثار آئینہ
عکس ہے مکھڑے کا تیرے ہم کنار آئینہ

جراُت تخلص شیخ قلندر بخش ولد حافظ امان دہلوی مقیم لکھنو شاگرد جعفر علی حسرت انیس ١٩ برس کی عمر مین چیچک کے عارضے سے انکی بصارت زائل ہوگئی تھی نجوم اور موسیقی مین کامل تھے ستار خوب بجاتے تھے مرزا سلیمان شکوہ بہادر اور نواب محبت خان بہادر کی رفاقت مین تھے مضامین معاملات عاشق و معشوق کے باندھنے مین بے مثل گذرے اشعار انکے نہایت دلچسپ اور عاشقانہ ہین ١٢٢٥ بارہ سو پچیس ہجری مین انتقال کیا کلیات انکا نظر سے گزرا

کچھ بھی مزاج تیرا اے بدگمان بدلا
جسنے پابوس بھی ہونے نہ دیا وصل کی رات
نہ لب تک آہ پہونچی ہے نہ افغان نا توانی کی
آئینہ سے بھی تو ہوتا نہین محبوب دوچار
کیا کہین وصل ہوئی پر بھی زبانسے اپنی
ہوا ظاہر نہ مژدہ بھی ترے بیمار ہجران کا
یاد کیا آتا ہے وہ میرا لگے جانا اور آہ
در تک اب چھوڑ دیا گھر سے نکل آنا
کلمہ پڑھے ترا جسے دیکھے تو پھر نظر
دم مارتے نہین اور اوٹھاتی ہین ظلم یار
تیرے مریض غم کی زبان پر نہین کچھ اور
آشنا مجھسے نہ تھا پر مین بزور اوس سے ملا
کسکو ن دیکھے گا بھلا اسمین ہے رسوائی کیا
جنھون کا نامہ پہونچتا ہے اوس ستمگر تک
شب اوسنے اوٹھکر موتی کی سمرن مجھسے گنوالے
کچھ منہ سے دینے کہ وہ بہانے سے اوٹھگیا
سنے قریب مرگ اجوائی اب تو ہی رنجور کا

تیرے مریض غم نے سوجا مکان بدلا
اور کچھ اوسکا بھلا کیون کہ گوارا ہوتا
پھر اوس بیرحم کے دل مین اثر ہوکا مگر کسکا
پھر یہ حیرت ہے کہ دل کیون ہی ٹکڑا اپنا
حرف مطلب نہ کوئی خوف کے مارے نکلا
زبس صدمہ اوٹھا کر وہ موا تھا درپھقان کا
پیچھے ہٹ کر اوسکا یہ کہنا کوئی آجائیگا
یا وہ راتون کو بصد ابھیس بدلکر آنا
کا فر اثر ہے یہ ترے کافر نگاہ کا
اپنا جو اک مزاج پڑا ہے نباہ کا
اک تار بندھ گیا ہے فقط آہ آہ کا
جسکو تک عید کے دن اوسنے ہم آغوش کیا
خواب مین آنے کی بھی تمنے قسم کھائی کیا
اونھین کا کاشکے جرات مین نامہ بر ہوتا
دکھا یا وصل مین عالم نیا اختر شماری کا
حرف سخاوت آہ زمانے سے اوٹھگیا
عزم ہے ماندے مسافر کو قیامت دور کا

دیکھو فرو دیدہ نگہ سے تو نکالا اک رنگ
دل کو تھا سمجھ ہوئے جکا ساہی کیون کہ تو بھی

جس بہانے سے کبھی آن کے ملجاتے تھے
خط کرسکا یہ آیا ہے کہ جراٰت جسے تو نے

کیا لڑکپن کا ہے عالم اوس بت نادان کا
یاد آتا ہے تو بس رو رو کے زانو پیٹنا

پھر کہو سوتے مین بوسہ کیون لیا تو نے مرا
تماشے کو نکل آتا ہے وہ رشک پری گھر سے

ناصحو آپ مین جراٰت نہ رہا
جو کرتے بات ہمسے تو لڑاتی آنکھ غیرون سے

اودھر جاتے ہین ٹانکے بخیۂ زخم جگر کو سب
ہوا جب بات کرنا ترک بالکل

نہ کہو جراٰت کو اپنے ہاتھ سے جان
نہ آنے کی جب مین ٹھانا نے لگا

کسی نے جو پوچھا خفا کس سے ہو
چپ ہو فریاد اب نہ کر بلبل

خاموش ہوان مین شمع کے مانند تس پہ بھی
جاؤ جاؤ کیا لگا یا ہے میان بیٹھے رہو

مبتلا ہون مین کسی اک بت ہرجائی کا
میرے ہوتے غیر سے جب مختلط ہوتا ہے وہ

ہاتھ ملتے ہوئے آج آتے ہین سب ہمدرد
دیکھنا دشوار ہے اب اوس بت دلخواہ کا

کبھو زمین سے قبر برابر مرے کہ مین

چور ساکون کھڑا ہے پس دیوار لگا
جراٰت اک بات بھی کرنا تجھے دشوار ہو گیا

آہ کیا بھول گئے اب وہ بہانہ اپنا
اک دم مین اوٹھا آنکھون سے سو بلا لگا یا

بھولی بھولی صورت اور پس پردہ بالا کان کا
اوسکا ہنس دینا اور اپنا گدگدانا ران کا

گو ہے تہمت پر فرا کیسا ہی اس بہتان کا
فرہاد کھلا رہا ہے ان دنون دیوانہ پن اپنا

اب سمجھکر اوسے سمجھا نے لگا
بھلا صاحب یہ ڈھب سیکھے ہو تم اچھا آنے لگا

تصور جب کہ گذرے ہے کسیکے مسکرانے کا
تو کیا اس بات کا چرچا نہ ہوگا

کہ ایسا شخص پھر پیدا نہ ہوگا
وہ آئینہ مجھکو دکھانے لگا

اشارے سے مجھکو بتانے لگا
رنگ گل بے طرح سے لال ہوا

دشمن ہے آہ ہر کوئی میری زبان کا
ہون مین اپنی زیست سے اگر ہی او کتا یا ہوا

جا بجا کیون نہ ہو شہرہ مری رسوائی کا
دیکھے اوس دم کوئی رکنا اور گھبرانا مرا

جاسے حیرت ہے کہ مین کیون سر بازار تھا
یہ ہمین در پردہ گو یا عشق ہے اللہ کا

کشتہ ہون ایک پردہ نشین کے حجاب کا

پابوس میسر ہین ہیہات نہین اب
ربط تو وشخصون مین سنتے ہین تو ای جرأت رکے
منفعل کیونکہ نہ ہون اوسکی مین اس حال سے خوب
عالم مستی مین میرے مُنہ سے کچھ نکلا جو رات
بلائین ہاتھون نے میری جو لین تمھاری رات
اوسکا کیا حال کہون اتنو یہ حالت ہے کہ آہ
سر دیجے راہ عشق مین پر مُنہ نہ موڑیے
مجھ مین جرأت ہے بھلا دست درازی کی کہان
نہ جی کو دل کی خبر ہے نہ دل کو جی کی خبر
حیران ہون مین وہ کون ہے جو عین وصل مین
اس ڈھب سے کیا کیجیے ملاقات کہین اور
آسیا سے کوئی اب سیکھے رفاقت کا طریق
سنگ بر سینہ ہون کہنا یہ کسی کا کر یاد
کر سکے کیون کہ بھلا پا تو وہ رنجور دراز
کبریائی مین مراد وہ بُتِ دلخواہ ہے ایک
دن ہجر کا جب دو پہر آتا ہے تو جرأت
کافر ہون جو محرم پہ بھی ہاتھ اوسکے لگا ہو
مری وحشت سے دل ہی دلمین رُک کر یون کہے ہیز
ہمکنک کی درستی ہو تو زیبندہ ہے گرمی
مثل آئینہ باصفا ہین ہم
رفر کہتے ہین وہ آئین تو کہین غم جرأت
حیران مجھے دیکھ کے بولا وہ ہنسی سے
جو روٹھے ہم تو بولے میلی سے تم کہا ملجا

وہ چوری چھپے کی بھی ملاقات نہین اب
سرکو ٹکرا کے یہی کہتے ہین ہم ہای نصیب
بعد بوسے کے وہ مُنہ پوچھے ہے رومال سے خوب
بول اوٹھا تیوری چڑھا کے وہ بُتِ مہجو ایسے
بلائین ہاتھون کی لیتا رہا مین ساری رات
کچھ بھی سمجھی نہین جاتی ترے بیمار کی بات
پتھر کی سی لکیر ہے یہ کوہکن کی بات
دیکھکر مجھکو چھپا لیتے ہو تم گات عبث
ترے بغیر کسی کو نہین کسیکی خبر
کہتے ہو تم کہ چل بے اوسی کو تو پیار کر
دن کو تو ملو ہم سے رہو رات کہین اور
ساتھ گردش مین بھی پتھر کا نہ چھوڑے پتھر
چھوڑ بس چھوڑ پڑین تجھپہ نگوڑے پتھر
جسکو بستر پہ ہو جنبش سفرِ دور دراز
لوگ سچ کہتے ہین یہ بات کہ اللہ ہے ایک
کیا کیا دلِ نالان کی سنا کرتے ہین سارنگ
مشہور غلط محرم اسرار ہوئے ہم
الٰہی لگ گئے کیون ایسے دیوانے کو پیارے ہم
کیا لطف ہے ای چرخ جو خورشید ہوا گرم
دیکھنے ہی کے آشنا ہین ہم
جب وہ آتا ہے تو اوسوقت نہین ہوتے ہم
ہے آج تو جرأت یہ بھی تصویر کا عالم
ادھر کو دیکھیو کیون جی منانا اسکو کہتے ہین

بیٹھے مجھ پاس وہ کیا اوسکو یہ اندیشہ ہے
لگ جا گلے سے طاقت اب اے نازنین نہیں
دید کا طالب ہون تو سن کر کبھی جرأت وہ شوخ
جو دیکھا مضطرب مجھکو تو محفل مین کسی سے وہ
بندے کی سن سفارش بولے وہ یون کسی سے
طفلان اشک کو دیے آنکھون مین کیونکر جا
دیکھ آئینہ وہ اپنی ایڑی کو دیکھ بولے
دام مین ہمکو لاتے ہو تم دل اٹکا ہے اور کہین
نہ دیا مین نے جو ہمدم تری باتون کا جواب
جی مین سو بار آئے ہے جرأت نہ ملیے یار سے
میری بیتابی سے محفل مین یہ دھڑکا ہے اوسے
رات تو بند قبا کھولنے کی ہٹ مین گئے
کہے ہے جب وہ محفل مین کہ لو اب گھر کو جاتا ہون
لی جائی اوس بت خونخوار نے جب بغل مین
بیٹھون ٹک پاس جو اوسکے تو چتیون مین کہے
لگایا غم یہ جوانی مین کیون میان جرأت
اے ستم ایجاد کب تک یہ ستم دیکھا کرین
روکتا کیا اوسے جرأت نہ رہا آپ مین مین
وہ کیا کیا مجھ پہ جھنجھلاتا ہے کچھ سوچ کر دل مین
سچ کہہ جواب نامہ تو لایا ہے وہ نے کیا
زبس وہ آپ کو بیمثل سمجھے ہے زمانے مین
کہین شب کو ہوئے تھے رونق افزا کیون مگر جو
لگ گئے وہ دن ستاتے تھے جو شب کو دہشتناک تو ہمکو

بھینچ کر مجھکو وہ کرنے نہ لگے پیار کہین
ہے یہ خدا کے واسطے مت کر نہین نہین
خاک دیکھے گا تری آنکھون مین بینائی نہین
یہ کہتا تھا کہ سب ہے لطف محبت رازداری مین
عاشق وہ یون ہے صاحب با حیا ہی جہان مین
گو شوخ ہین یہ لڑکے پر اپنے تو جگر ہین
حق تو یہ ہے کہ ہم بھی کیا ہی بہار رہین
شعر پڑھا ہی ہم سے اور مضمون گھٹا ہی اور کہین
مت برا مانیو اسوقت مین تھا اور کہین
پر ہمکو دل مین کچھ سوگند کھا سکتے نہین
اوٹھ کے ہونے نہ لگے یہ مرے سر قربان کہین
صبح نزدیک ہے لے اب تو کہا مان کہین
تو ہین ایک ایک کو کیا کیا اشارون مین جتاتا ہون
چٹکیان غنچے بجانے لگ گئے تب باغ مین
میں بلبل وور تری بغل سے بیزار ہون مین
ابھی تو کھیل تماشے کے تھے تمہارے دن
تو کرے غیرون سے باتین اور ہم دیکھا کرین
بیٹھے بیٹھے جو ہین اوٹھنے یہ کہا جاتا ہون
جو بیتابی سے گھبرا اوسکو سر بازار لیتا ہون
تیرے بجا ہو اب اسے نامہبر نہین
ہوا سو عکس سے حیران کل آئینہ خانے مین
ابھی پہچانتے ہین نقش پا سکے ہم تماشون کو
ہم اپنے مہربانون کو وہ اپنے ہمرازون کو

اگر کہون غیر ار کہون تم اپنی شیدائی سے ہو
یان پھونک دیا تن کو اس یار کو جھڑکا
دل مین آتا نہین اوسکے مرے جگر آنے کو
رات بولا وہ مرے نالۂ جان سوز کو سن
نہین دھیان سے بات سنتے کسی کی
رقیب کو جو مٹھاتے ہو مین سمجھتا ہون
وصل مین جسکے نہ تھا چین سو جرأت افسوس
ادھر تو دیکھیے کہا تھا غیر نے کو تم آنے دو
پوچھون ناصح سے جو ٹک شکل دکھا جاوے شوخ
دیکھیو شوخی کہ مجھکو دیکھکر بیٹھا اب رات
نہ دیکھو نبض مری آہ مت لگا ہاتھ
شرم سے ہیا تنگ ہے کہ مانگے نہ خدا سے وہ دعا
گر چہ رایا نہین ہے تم نے دل
کھل گیا اپنا جو نوشتہ تھا
حشر تک وعدہ فردا پہ نہ آیا خدا اللہ
کچھ منہ سے دو کہتے ہین ہم بار بار منہ
پیرہن چاک ترے در پہ جو کل کرتا تھا
دم رخصت کہے جرأت کوئی اوسکا ذکر سے
سکھے کیونکر وہ جسے پردہ کہ ذات باری حجاب مین ہے
نہ جھکی گو آنکھ اوٹھا کر اوپر غضب ہین وہ نیچی نیچی نظرین
یارب کبھی تو دیکھون مین یہ انقلاب عشق
قلق گزرتا ہے جھکا کیا کیا سنون ہون حسرت بھرا جب بین
یا دم رخصت چلی آتی تھی دہ وا ز سے تلک

تو یہ جھنجھلا کر کہے ہے تم تو سودائی سے ہو
نالے بھی قیامت ہین کچھ آگ لگانے کو
تا یہ لوگون مین سے ہر بات قسم کھانے کو
آگ لگ جائیو جرأت ترے جلانے کو
میان جرأت اب سچ کہو تم کہان ہو
یہ ساری باتین ہین پیارے مری اوٹھانے کو
وہ گیا پاس سے اور موت نہ آئی مجھکو
چپکے ہو منہ کھلواؤ نہ میرا جانے دو بس جانے دو
مین ہون اب دام محبت مین گرفتار کہ تو
سب سے کہتا تھا اشارون مین ٹک ایکو دیکھیو
لبیو تم مرے جینے سے اب اوٹھاؤ ہاتھ
کرتے ہاتھون کو نہ تار وے حسین کا پردہ
مسکراتے ہو کیون ادھر کو دیکھ
دور سے شکل نامہ بر کو دیکھ
دیکھے ہم نے بھی قیامت ہے عیاری کی راہ
ورنہ تمہارا نام نہ لینگے ہمارا منہ
آج لوگ اوسکو لیے جاتے ہین کفنائے ہوئے
اک مسلمان کو کیون جاتے ہو تڑپائے ہوئے
یہ اوسکا مکھڑا نہین ہے گویا خدا کی قدرت نقاب مین ہے
کبھی ہے جو تول وہ اوسکی کا ہر کہ لاکھ شوخی حجاب مین ہے
میری طرح سے وہ بھی کرے جستجو مری
کہ کوئی معشوق رہے عاشق کو اپنے کیا کیا ستا کر
یا مرے آنے کی سن کنڈی چڑھانے لگ گئے

مضطرب پایا اوسے تو ایک تو تھا ہی قلق
سوچ کر کچھ کچھ طبیعت اور بھی گھبرا گئی

جاہ کی جتیون مری آنکھ اوسکی شرمائی ہوئی
تا رہی مجلس مین سبب نے سخت رسوائی ہوئی

غم سے گھٹنا یہ مرا سب مین بڑھتا ہی اوسے
جو مجھے دیکھے ہے سو دیکھنے جاتا ہے اوسے

مین یہ نظر دن مین سبک ہون کہ دم گریہ وہ شوخ
ہنسکے چھیڑے سے ہے کہ لو بس نکرو دل بھاری

ہو وے کس مُنہ سے بیان وہ کہ دم بوس وکنار
کسمسا کر جس ادا سے وہ بھرے ہے سسکی

کھاؤن یارب نہ غم عشق تو غم کھانے مجھے
گر نہ بیمار محبت ہون تو موت آئے نہ مجھے

حیرت ہی کہ کل اوسنے کہی کان مین میرے
وہ بات کہ مطلق جو نہ تھی دھیان مین میرے

موئی اس رشک سے ہم تو کہ جو ہی اوسکے کوچے مین
پریشان بے سر و پا غمزدہ آوارہ حیران ہے

ہاے وہ آتا ہی اوسکا تھا غنیمت وصل مین
ضلع کو روتے تجھے کیا اب جنگ بھی ذرا سواری

مین ہی رہجاتا ہون اوس پاس جو محفل مین تو وہ
کیا کسی کے تئین جلدی سے بلا لیتا ہے

سو طرحکا سوچ اوس دم دلمین اپنے آئی ہے
بیٹھے بیٹھے جب کہین گھبرا کے وہ اوٹھ جاتی ہے

یون گوری سی چھاتی پہ ہے زنجیر طلا کی
جون کاسۂ چینی پہ ہو تحریر طلا کی

مُنہ دیکھکر بس اوسکا حیران رہگیا ہون
دھوکے مین جسنے اوسکا مجھ ہی گلہ کیا ہے

خوبون پہ کرون کیون کہ دل اپنا نہ تصدق
یہ چاند کے ٹکڑے ہین مری جان کے ٹکڑے

سو خرابی سے جو ہم یار کے در تک پہونچے
وہ سُنی بات کہ پھر جیتے نہ گھر تک پہونچے

شب کو اوس بن جان جو تن سے مری جانے لگی
آہ سوزان آگے آگے شمع دکھلانے لگے

گذر رہجاتی ہین باتین دل مین کیا کیا اوسکی محفل مین تو
کسی سے چپکے چپکے جب کوئی کچھ ذکر کرتا ہے

کچھ بات مرے آگے وہ کب مُنہ سے نکالے
جب تلک کہ نہ دو چار کو پاس اپنے بٹھالے

روز غل آگ لگ اوٹھنے کا وہان رہتا ہے
جس محلے مین ترا سوختہ جان رہتا ہے

وصل مین دیکھ کے رہتا ہون یہ حیران کہ وہ شوخ
دمبدم جانب در کیون نگران رہتا ہے

جو عشق صادق کا دیکھا عالم تو تہر اوسکا اثر ہی ہم
اوسی بھی ہوگا جدائی کا غم ہین جو غم ہی تو بس یہ غم ہے

کیا کیا وہ خفا مجھ سے ہوا گھر سے نکل کے
جب سینے یکبار ا اوسے آواز بدل کے

کن حسرتون سے دیکھتے ہین ہم ڈرے ڈرے
وہ اوبھرے اوبھرے گات وہ بازو بھرے بھرے

جن پہ دل مائل ہوا آگے سو حسرت کہتے ہین
اُس پردہ نشین سے کوئی کس شکل بر آوے
یون وہ آنکھون مین گڑے ہے جب کہ رد ہم کوئی
جو کہا مین نے کہ مضطر رہے تا کے کوئی
ٹک چلا مین جو شب وصل مین تو ہٹ کے کہا
چاہیے حشر مین بھی دیکھ کے جرأت وہ ہمین
بل بے بے دردی کہا جو ان سے دل ناز کی سہی جا
سبھون کی ہے زبان پر داستان میری خموشی کی
بلا یا خواب مین اوسنے جو بام پر تو ہائے
یاد جب آتا ہے یہ کہنا تو اوڑ جاتی ہے نیند
اب دن کو کیون وہ آوین ماہ صیام آیا
روزہ اوس سے کہیے تو منہ پھیر مسکرا
حیران ہون مین کہ آتے ہی وہان سے پھر گیا
ہزار افسوس یون اسے زندگانی
کرے ہے کس فقرے سے دل کو چوری
غضب ہے لپٹی ہے آغوش مین آ کے
ہوئی تقصیر صاحب پھر نہ رو ٹھو ٹھکانہ رو ٹھو
دم آخر نہ پوچھو وضع اوس بد ظن کے آنے کی

اک زمانہ وہ بھی تھا جو ہم پہ یہ مرتے رہے
جو خواب مین بھی آوے تو منہ ڈھانک کر آوے
بھوٹ بھوٹ آتا نہ رو بد نام ہوتا ہے کوئی
تو عجب ناز سے جھنجھلا کے کہا ہے کوئی
جھانکتا روزن در سے نہ ہو ہے ہے کوئی
سکے گھبرا کے قیامت ہے یہ ہے ہے کوئی
زور سے وہ اور مٹھی مین دبا کر لے گئے
مرے کم بولنے سنے بات یہ کتنی بڑھائی ہے
بس آنکھ کھل گئی لگتے ہی پانون زینے سے
اپنے ہٹ تو رکھ چکے لو اب تو ہٹ کر سو رہے
ڈر ہے اونھین کہ ہے ہے روزہ لین تو
کیا چپکی سے کہے ہے کہ شامت نصیب کی
پیغامبر نے یہ حرکت کچھ عجیب کی
چلے تو خاک مین ہم کو ملا کے
وہ اوسکا دیکھنا نظرین چرا کے
وہ اوسکا سانس بھرنا کسمسا کے
چلو بولو مین باز آیا محبت آزمائی سے
کہ وقت نزع آ کہنے لگا خوبی بہانے کی

جرأت تخلص میر شیر علی معاصر سودا لکھنؤ مین سکونت اختیار کی تھی

بیخود جو ہوا آشنا کو دیکھ کے بیگانہ	حیران ہون مین کہ دن کر ہوئیگا تو پہچانا

جراح تخلص غلام ناصر جراح دہلوی کشمیری الاصل تھا

اک دم نہین ہے اوس بت خورشید رو کو چین
پھرنے مین جیسے کوکب سیار گرم ہے
جراح ٹانکے دینے مین مت کر درنگ تو
اسواسطے کہ زخم مرے یار گرم ہے

جرا تخلص میر محمد حسین باشندۂ لکھنؤ

نالہ مزار مین سے تا آسمان گیا — دیکھو تو بے ادب یہ کہان سے کہان گیا

اب نہ جینے کی توقع ہے نہ مرنے کی امید — میرے بالین پہ نہ قاتل نہ مسیحا ٹھہرا

جن تھی کیا مال فرشتون کو ہوا حکم سجود — سب سے رتبہ مین سوا خاک کا پتلا ٹھہرا

اب ملینگے نہ کبھی اوس بت سفاک سے ہم — جو ہمنے دل مین ٹھنی جی مین جو ٹھہرا ٹھہرا

جرا تخلص مرزا حسین بیگ شاگرد اسیر

میری طرح سے خون بھی میرا ہے باوفا — اے ترک یہ چھٹے گا ترے آستین سے کب

جری تخلص مرزا سفر(؟) علی مرحوم ولد مرزا نوازش علی بن مرزا غضنفر بیگ زمیندار محمود نگر محلہ لکھنؤ شاگرد برق

کالون سے اوسکے ہٹتی نہین ایک دم کبھی — اے شل جری ہے عاشق رو ئے نگار زلف

جعفر تخلص جعفر علی خان دہلوی

جھلکتے دانت دیکھے یار کے مسی لگانے مین — جڑی ہین قطبیان الماس کے نیلم کے خانے مین

جعفری تخلص میر باقر علی خلف قمر الدین منت سفر حجاز سے پھرتے وقت اٹھتیس انتیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا اپنے برادر بزرگ میر نظام الدین ممنون سے تربیت پائی تھی

ایام وعدے کی شب اکدم کبھو نہ آیا — آیا نہ مین دل کو جب تک کہ تو نہ آیا

سب مٹے نقش خیالات جہان بعد فنا — داغ الفت ایک زیب صفحۂ دل رہ گیا

تیغ یون دل مین خیال نگہ یار نہ کھینچ — نا خدا ترس تو کعبہ مین تو تلوار نہ کھینچ

جعفری تخلص محمد جعفر خوشنویس باشندہ الہ آباد مقیم اجمیر شریف

ہے وہ پابند چمن مجھکو یہ حیرت ہے کہ لوگ — سرو کو کس لیے آزاد کہا کرتے ہین

جعفری تخلص شیخ جعفر علی قاضی زادہ دادری ملازم نواب عبد الرحمن خان والی جھجھر

الہی ہر گھڑی ہر زخم دل سے خون ٹپکتا ہے — شہید ناز ہون مین آہ کس دست حنائی کا

اے دل خیال لعل بتان کیون کہ چھوڑ دون — وحشی ہون اور پاؤن مین زنجیر بھی نہین

جلا تخلص نواب مرزا واجد علیخان خلف نواب محی الدین حیدر بن نواب شجاع الدولہ بہادر شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر

تھک جائین شل ہون ٹوٹین جلین خاک ہین ملین
تیرے سوا کسی کو لگاوین جو یار ہاتھ

آتا ہے ہجر مین جو خیالِ وصالِ دوست
گھبرا کے دوڑ پڑتے ہین بے اختیار ہاتھ

جلال تخلص ضامن علی ولد حکیم اصغر علی داستان گوے لکھنوی شاگرد امیر علی خان ہلال وبرق

وہ یارب اس قدر اونچی ہو وقت زینت سر
کرے پہاڑ کی چوٹی سے ہمسری چوٹی

کیا ہے ایک ہی چوٹی نے ہم کو سرگشتہ
اب اسے جلال نہ دیکھینگے دوسری چوٹی

جلال تخلص جمال الدین حسین

جی مین آتا ہے گریبان پھاڑکر
دشت کو اوٹھ چلیے دامان جھاڑکر

جلال تخلص ایک شخص فیض آبادی کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

تنگ احوال ہے ابتو تری شیدائی کا
آکے ٹک دیکھ تماشا تو تماشائی کا

کیا ہوا مین نے جو ٹک جانب ابرو دیکھا
اتنی ہی بات پہ تم کھینچنے تلوار لگے

جلیس تخلص الہ وردی خان برادر سعادت یار خان رنگین باشندۂ دہلی

تیرے دہن سے ازبس کھینچی ہے اک ندامت
غنچہ وہ کون سا ہے جو سر فرد نہ آیا

جلیس تخلص نواب محمد مہدی علیخان موسوی خلف نواب صمصام الدولہ ناصر الملک سید علی نقی خان بہادر شوکت جنگ باشندۂ نیشاپور مقیم لکھنؤ شاگرد مہدی علیخان کوثر

جان تو جاتی رہی پر نام پیدا ہو گیا
جو بنا قاصد کبوتر بس وہ عنقا ہو گیا

چار دن کی چاندنی ہے سیر تو کرتا ہے کیون
سانولا تیرا بدن اے ماہ سیاہ ہو گیا

موج دریاے فنا پر کی ادا ہم نے نماز
ہم شناور تھے یہی اپنا مصلا ہو گیا

خود بخود آپ جو تشریف مرے گھر لائے
آگیا آج یہ اے جان جہان کیا دل مین

یکتائی کا دعویٰ ہے تجھے اے یار بجا ہے
تجھ سا کوئی دنیا مین نہ ہوگا نہ ہوا ہے

دن رات تیری سمت مرے رہتی ہین آنکھین
ہر چشم کی پتلی صفت قبلہ نما ہے

مرا ہے بخدا ہون مین دل و جان سے تصدق
دیکھا نہین اوس بت کو مگر نام سنا ہے

جلیل تخلص مولوی فیض الحسن ولد مولوی سید مصاحب علی فرخ آبادی شاگرد صفدر

چاہیے عشقِ بتان سنگدل کو چھوڑ کر
اے جلیل اب تو توکل کر خدا کے نام پر

جم تخلص قاضی جمشید علی مرادآبادی

آتی ہے مگر کوچۂ جانان سے یہ اے جم
دامن سے معطر جو نسیم سحری کا

ہے نامۂ اعمال مرا سامنے میرے
کہتا ہون جسے داغِ دلِ مضطرِ شب و قت

جمال تخلص میر جمال الدین خلف میر کمال الدین باشندہ دہلی

ہم تمھین آشنا سمجھتے ہین
آپ کیا جانے کیا سمجھتے ہین

جمشید تخلص مرزا جمشید بیگ ولد مرزا حیدر بیگ اکبرآبادی شاگرد مرزا عنایت علی ماہ

نکل گئی مرے تن سے گر انتظار مین روح
رہے گی حشر تلک جستجوئے یار مین روح

جمیل تخلص جمیل الدین خلف شیخ حفیظ الدین تھانیسری مقیم دہلی یہ شعر اسکے نابالغی کے ایام کے ہین

تو نے دیکھین ہین غیر کی آنکھین
تیری نظرون مین کب سمائینگے ہم

جن ہو کے جمیل اوسکو چمٹ جاتے ہین ہم بھی
ہر چند کہ وہ شوخ پری زاد غضب ہے

مت برا مانیو جمیل اسکا
اوسکی گالی نہین سہالی ہے

جمیل تخلص مولوی جمیل الدین ولد شجاع الدین فتح آبادی

سوز دروں سے ہے دلِ عاشق کی زندگی
آتش ہے آبِ خضر سمندر کے واسطے

جنت تخلص علی ہادی ولد محمد معروف لکھنوی شاگرد امانت

وہ گل ہوا ہے نہ سننے کا ہزار کے
پیغام بھیجا چاہیے بادِ صبا کے ہاتھ

جنون تخلص جیندکا پرشاد ولد کالکا پرشاد لکھنوی شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر

سامری سے بھی سوا کرتی ہین جادو زلفین
جان پر کھیل گئے دیکھ کے ہندو زلفین

جنون تخلص میر مہدی برادر خورد میر رضی رضا خلف میر عباس عرف میر مغل فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد رشک

گویا کہ گھڑی نور کی رکھی ہے کمر پر
ایسے ہی منور تری اے رشک قمر ناف

کسی نے تارے نہین دیکھے چاند مین اب تک
تمھارا چاند سا چہرہ ہے اور ستارے گال

رخسار سے دیکھ تو مہر مین ابرو ہلال مین
گر بانگ کہکشان ہے تو ماہ ہے جبین

چوکڑی بھول گئے دیکھ کے رفتار تری
کسطرح چار کرین آہو صحرا آنکھین

گو وصل یار تھا یہ لڑائی نہین گئی
میرے اور اوسکے خوب لڑی رات بھر زبان

جنون تخلص مولوی عبد اللہ مرحوم خلف سرفراز علی منصف جسر باشندہ بھاگلپور شاگرد مرزا جان طپش اور لا دین مولانا شہباز قدس سرہ کی انکا مولد و مسکن جسر ڈہاکے مین عہدۂ صدر امینی پر مامور تھے سولہ سترہ برس ہوئے کہ انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے

رخ سے اوٹھے نظر تو پڑی جاکے زلف پر
ٹھہرے ہے شام ہی کو مسافر نگاہ کا

جنون تخلص شیخ غلام محی الدین احمد باشندۂ آگرہ

بیان کیجیے کس سے جنون سنے گا کون
دل حزین پہ جو گزرے ہے بیقراری رات

جنون تخلص سراج الدولہ غلام محمد خان بہادر سردار جنگ

اے جنون جور صنم سے ہے یہ دل تیر کا
آہ سینے سے نکلتی ہے شرر کی صورت

جنون تخلص شاہ غلام مرتضی شاگرد مولوی محمد برکت مقیم الہ آباد و سہسرامی درویش تھے آخر ایام مین نابینا ہوگئے تھے

آنست جان ہو گئی آخر یہ بینائی سمجھ
جو بلا کیجیے سو ان آنکھون نے دکھلائی مجھے

تری چشم مست سے ساقیا جنون اسیت تو ہو گیا
کہ مئے دوام تشطاق پر جو بھری تھی دہن بھری رہی

جنون تخلص مرزا نجف علی خان خلف مرزا محمد علی خان دیوانہ باشندۂ بنارس طرائف دہلی مین سررشتہ داری اور تحصیلداری کرتے تھے

دل کو شاید کوئی ستاتا ہے
قاصد اشک تیز آتا ہے

جنون تخلص میر فضل علی کتاب خان باشندۂ دہلی شاگرد میر امانی اسد پہلے سست تخلص کرتے تھے بعض تذکرہ والون نے انکو میر درد کا شاگرد لکھا ہے

دیکھا ہزار سے سینہ کو نے کر چراغ دل
دلسوز ایک بھی نہ ملا غیر داغ دل

جنون تخلص فخر الاسلام شاگرد نظام الدین ممنون دہلی کے مشائخون مین تھے

اوٹھی جو شرم تو دونون ہی دل ملے نکلے	بجز حجاب یہان کچہ نہ فاصلے نکلے

جنون تخلص مائید یال خلف منشی نوندھ راے عملہ کلکٹری میرٹھ شاگرد عبد الصمد فوق

عکس گیا ہون مین سبزۂ خط مین	دیکھنا پیچ چرخ اخضر کا

جواد تخلص سید اسرار علی ولد بیدار علی باشندہ الہ آباد

دیکھا کرتا ہون تجھے دیدۂ باطن سے تم	چشم ظاہر سے جو موقع نہین بینائی کا

جوان تخلص میر جعفر علی ولد مرزا امیر باشندۂ الہ آباد

گلچین یہ کہ رہا ہے چمن مین پکار کے	فردہ ہو بلبلو کہ دن آئے بہار کے
زرد حنا سے ڈر ہے بہت دستبرد کا	مہندی لگائین آپ تو چھلے اوتار کے

جوان تخلص محب اللہ دہلوی شاگرد میر عزت اللہ عشق معلمی کرتے تھے

وہ کہتے ہین اگر تو نے لگایا ہاتھ چھاتی پر	بتر ب کعبہ پھر وہین جڑ دینگے لات چھاتی پر

جوان تخلص مرزا نعیم بیگ دہلوی شاگرد مصحفی ملازم مرزا سلیمان شکوہ بہادر

پہلو مین دل اپنے کو بھی غمخوار نہ پایا	یہ خوبی قسمت کہ کوئی یار نہ پایا
سیہ خال اسطرح سے ہینگے اوسکی ناف کے اوپر	رشید انے دیے ہون جیسے نقطے قاف کے اوپر
دیوار و در کی چھاتی سوراخ ہو گئی ہے	کیا روزنون سے اوسنے آنکھین لڑائیان ہین
جو دیکھکر در گوش اوسکا جان دے ہمدم	بجا ہے خاک سے گرا وسکے موتیا نکلے
کسیکو اپنی سفارش کے واسطے اوس پاس	جو لے کے جاؤن تو وہ اوسکا آشنا نکلے

جواہر تخلص جواہر سنگہ شاگرد میان جرأت اجاگر طوائف پر عاشق تھے

جادو سے تیرے ہے یون سارا جہان اجاگر	خورشید سے ہو جیسے سب آسمان اجاگر

جودت تخلص منشی تراب علی خلف سید محبوب علی صوبہ دار باشندۂ بارک پور عرف اجانک شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ

تجھکو دل سے بھلا دیا صاحب	یا د رکھیے گا یہ بھلا صاحب
تیرے ابرو کے مقابل جو ہوا عید کا چاند	ہو گیا خلق مین انگشت نما عید کا چاند

جودت تخلص ہری رام مرشد آبادی شاہ عالم پادشاہ کے عہد مین نواب علاء الدولہ کی سرکار مین توسّل رکھتے تھے وطن انکا کٹک ہے

واعظ کی بات دل سے تومین کہنے کا نہین ۔ پتھر کی چوٹ شیشۂ دل سہنے کا نہین

جوش تخلص رحیم اللہ دہلوی شاگرد میان مصحفی

مینے جو کہا تجھ بن کیا کیا نہ الم گزرا ۔ بولا کہ ابے تیرا روتے ہی جنم گزرا
دریا مری آنکھون سے اک جاری لہو کا ہے ۔ بے درد تو کیا جانے کیا حال کسو کا ہے

جوش تخلص میر وارث علی ولد منشی میر حسن علی لکھنوی تلمیذ ناسخ

تیر جو تیرا لگا ہے سر پہ اے ناوک فگن ۔ ہے دہان زخم مین گویا زبان بالاے سر

جوش تخلص نواب احمد حسن خان عرف اچھے صاحب خلف نواب مقیم خان باشندۂ لکھنؤ نبیرۂ حافظ رحمت خان مرحوم والے کٹیہر شاگرد نواب ظفریاب خان راسخ شعر اچھا کہتے ہین ایک چھوٹا سا دیوان انکا نظر سے گزرا

سبزۂ خط سے تسلّی دلِ مضطر کی ہوئی ۔ بوٹی اس سطح کی پائی تو یہ پارا ٹھہرا
مال وقفی ہے مسلمان کے مذہب مین حرام ۔ دولتِ حسن رقیبون ہی کا حصّہ ٹھہرا
چار سو کشتہ ہے عالم اوس بتِ بے پیر کا ۔ ناز کا رفتار کا تحریر کا تقریر کا
آنکھون مین شرم ہجر کی دھڑکی سحر قریب ۔ بازآئین آپ دیکھیے اپنے نہین سے کب
یہ ڈر تھا کہ تجھ پر نہ پڑے چھینٹ لہو کی ۔ تڑپا نہ ترا عاشقِ مضطر تہِ خنجر
ڈرتا ہون کہین راز کو افشا نہ کرو تم ۔ اے آنکھو قسم ہے تمھین رو یا نہ کرو تم
ناز و انداز و ادا عشوہ و غمزہ تیرا ۔ ہوگئے ہین یہ مری جان کے خواہان پانچون
یاس و حسرت غم و اندوہ و الم ای ناصح ۔ خانۂ دل مین ہمارے ہین یہ مہمان پانچون
دلِ مائل زلف و رخ جانانہ ہوا ہے ۔ سودائی ہے نادان ہے دیوانہ ہوا ہے
خندۂ دندان نما شمشیر ہے گجرات کی ۔ خون رولایا اوسکو تم نے جس سے ہنسکر بات کی
نامہ مرے دلدار کا لایا جو کبوتر ۔ حیران ہون کہ چلتی ہے ہوا آج کدھر کی

جوش تخلص شیخ نیاز احمد معروف اللہ دیا دہلوی شاگرد ذوق دس برس کا

عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

حاصل نہ ہوا وصل مین مقصود کہ مجھکو	پاس اونکا رہا اور اونھین پاس حیا کا
ہے ڈر یہی کہ تو نہ پشیمان ہو بعد قتل	ورنہ ہمین تو مرنے کا کچھ اپنے ڈر نہین
منظور ہے شفا کسے درمان درد سے	ایک شغل سا ہیان مجھے دن رات چاہیے

جوشش تخلص محمد نظام الدین ولد محمد وجیہ الدین پنجابی مقیم کول

نظر آتا ہے جس جگہ چشمہ	ہے نشان میرے دیدۂ تر کا
دل لگائینگے اور سے ہم بھی	آپ سمجھین نہ دل لگی اسکو
قدم عشق پیشتر بہتر	پیچھے پاؤن اوس گلی سے کیون سرکے

جوشش تخلص شاہ خلیل الدین احمد عملۂ سررشتہ رجسٹری ضلع مونگیر خلف مولوی شاہ محمد اصغر مرحوم باشندۂ منیر ضلع پٹنہ اولاد مین حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہ العزیز کے راقم کے احباب مین ہین ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتے ہین مونگیر مین رہنے کے ہنگام مین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے

کہین دشمن سے نہ بگڑی ہووے	رات کو کس لیے وہ گھر نہ گیا
نہ گیا زیر زمین کونسا اشک	کونسا نالہ فلک پر نہ گیا
کیون سلیقے سے نہ کاٹے گردن	خون مین ہاتھہ ترا بھر نہ گیا
ہاے اوسکی وہ نظر جانب در	رات بیمار ترا مر نہ گیا
نہین رہجائینگے ہمین غیر سہی	آپ کیون غیر کے گھر جائیے گا
کسلیے میری نمازون پہ ہنسا کرتے ہین	نہ سہی گر نہین ملتی مجھے حور آپ کو کیا
لنترانی کی نہ لین جوشش سے کچھ یاد بھی ہے	اوسنے دیکھا نہین پردے مین حضور آپ کو کیا
ساری دنیا سے بےخبر پایا	جسکو عالم مین باخبر دیکھا
لوگ کہتے ہین شدّت غم سے	جوشش بیچارہ آج مر ہی گیا
زہے قسمت زہے طالع زہے بخت	کہ آیا وقت پر اے یار تو آج
سر بزم یار مین دشمن بھی بیٹھا ہے	سنے دیتا ہون قصہ ایک سو آج

مقتل مین دیکھ لے جو میری بیکسی کا حال / بھر آئے چشم جوہر شمشیر مین سرشک
دل کو بہایا آنکھون کو بے نور کر دیا / اے جوش اب ہے جان کی تدبیر مین شریک
غم دلدار ہے یار رشک عدو / اور کیا اسکے سوا ہے دل کو
عدو سے آپ سے نبھتی ہے کب تک / یہی ہم کو بھی تو اب دیکھنا ہے
یہ کہیے گا کہین جاتے نہین ہم / ذرا دیکھو تو کسکا نقش پا ہے
مرا خط لاکے دے قاصد عدو کو / یہی تقدیر کا میرے لکھا ہے
عدو اور تم بھلے ہو اور برا جوش / جو کچھ فرمائیے صاحب بجا ہے
حورون کا دلا رہا ہے پھر شوق / واعظ کچھ عجیب آدمی ہے
امید وصال یار اور مین / ایسی تقدیر کب مری ہے
خوبون مین نہین ہے آدمیت / ہے حور کوئی کوئی پری ہے
تھا عالم جبر کیا بتائین / کسطرح سے زیست ہم نے کی ہے
کچھ درد مین کچھ کٹی ہے روتے / ناسور کی طرح زندگی کی
کرتا ہے تو ذکر یار و دشمن / ناصح یہ تو دوستی نہین ہے

جوشش تخلص محمد روشن عظیم آبادی اولاد مین جسونت راے ناگر کے
عروض مین اچھا دخل رکھتے تھے شعر خوب کہتے تھے

گر یون ہی یہ دل در پے آزار رہیگا / اک روز نہ اک روز مجھے مار رہیگا
نہ پھوٹتے ہین شگوفے نہ غنچے کھلتے ہین / چمن مین شور پڑا کس کے مسکرانے کا
یار کو قاصد مرے جاکے اگر دیکھنا / میری طرف سے بھی تو ایک نظر دیکھنا
کل جو اوسے دیکھکر ہم ہوے تھے متحیر / ہنسکے وہ کہنے لگا پھر بھی ادھر دیکھنا
اوسکی رنجش سے تجھے خوف عبث ہے جوشش / ہو چکا ہے وہ اسی طرح سے سو بار خفا
بخر چشم بتان میکدۂ دہر مین جوشش / ہمنے تو کسی مست کو ہشیار نہ پایا
قیس پھرتا جو رہا دشت مین دیوانہ تھا / اوسکو لیلی ہے کے دروازے یہ مرجانا تھا
دیکھکر ایک ستم تیرے جفاکاری کا / کوہکن ہو تو نہ دم مارے وفاداری کا

مزا دکھا دون تجھے تیری بیوفائی کا ‌ ‌ اگر نہ ہووے سبھے پاس آشنائی کا

روشن ہے آفتاب کے مانند داغ دل ‌ ‌ روز حشر تلک نہ بجھے گا چراغ دل

عمر عزیز گزرے ہے رنج و ملال مین ‌ ‌ عاشق کہان ہوئے کہ پڑے اک زوال مین

راغب نہین طبیعت گر حور روبرو ہو ‌ ‌ اپنی یہ آرزو ہے دنیا ہو اور تو ہو

بیکسی سے یہی گلہ ہے نہ مجھے ‌ ‌ تھام لیتی ہے دست قاتل کو

دمبدم بزم مین کاہیدہ ہوتے جاتی ہے ‌ ‌ لگ گئی شمع کو شاید نظر پروانہ

جی مین جسوقت کہ مضمون کمر آتا ہے ‌ ‌ بسکہ نازک ہے مجھے باندھتے ڈر آتا ہے

جولان تخلص الف شاہ درویش باشندہ بریلی مقیم اکبرآباد

کیا تحریر فرط شوق مین جب نام احمد کا ‌ ‌ تو کاغذ سبز بختی سے بنا تختہ زبرجد کا

ہم وہ ہین صید وفاکیش کہ خون روتی ہین ‌ ‌ ٹوٹ جاتا ہے تڑپنے سے اگر دام اپنا

اوٹھایا ہے گلی سے اوس پریرو نے اگر مجھکو ‌ ‌ تو لے چل وحشت دل اب جدھر جائے اودھر مجھکو

جولان تخلص سید قدرت علی باشندہ الہ آباد ریختی کہتے ہین

آتو کی چھوکری کو نوان اب کی سال ہے ‌ ‌ اناجی رت جگے کا مجھے پھر خیال ہے

جولان تخلص شاہ جولان شاگرد میان جرأت مرزا اسلیمان شکوہ بہادر کے متوسلون مین تھے

مر گئے سینہ کے درد فرقت کا ‌ ‌ رہ گیا دل پہ داغ حسرت کا

دوست جو تھے وہ ہو گئے دشمن ‌ ‌ شکوہ کیا کیجیے اپنی قسمت کا

جولان تخلص میر حسن علی خان باشندہ دکھن

اب ایسے جام مین ساقی شراب ارغوانی بھر ‌ ‌ کہ جسکو دیکھکر زاہد کے منہ مین آئے پانی بھر

جولان تخلص میر بہادر علی دہلوی تیر اندازی مین ضرب المثل تھے

کنج قفس مین دیکھ کے بے بال و پر مجھے ‌ ‌ اے ہمصفیر چھوڑ گئے تم کدھر مجھے

جوہر تخلص مرزا احمد علی قزلباش

آتش وہ چمن ہو یا برق آشیان ہو ‌ ‌ اے مرغ نالہ کچھ ہو اک شب شررفشان ہو

نسخہ شعرا

جوہر تخلص میر مشرف علی عظیم آبادی

نشتر فصاد بنا پھلجھڑے ۔۔۔ خون کا ہر قطرہ شرر ہو گیا
ضبط کیا آہ شرربار کو ۔۔۔ سینۂ و دل برق کا گھر ہو گیا

جوہر تخلص جواہر سنگھ ولد بجتاور سنگھ راقم باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجۂ وزیر و مرزا اطہر فارسی گو دیوان انکا نظر سے گزرا

تیرے ہاتھوں شہادت میری سر کٹنے کی دیتا ہے ۔۔۔ دھڑکنا میرے سینے کا پھڑکنا تیرے بازو کا
روبرو آپ کے کیا یوسفِ مصری کی بساط ۔۔۔ سر بازار بچھاتے ہین خریدار آنکھین

جوہر تخلص مادہورام ساہوکار ولد جواہر مل فرخ آبادی شاگرد میر

نیند آنکھون مین بھری ہے کہان رات بھر رہے ۔۔۔ کسکے نصیب تم نے جگائے کدھر رہے
ہر دم جتایئے نہ محبت شبِ وصال ۔۔۔ جب یہ نگاہ آپ کی وقتِ سحر رہے
باہر نہین ہین حکم سے اے جان آپ کی ۔۔۔ دل سے نثار جان سے قربان آپ کی

جوہر تخلص پنڈت دینا ناتھ ولد پنڈت دیبی پرشاد عرف سالیاسے لکھنوی شاگرد امانت

جب تلک ہوتی نہین تقدیر اسے جوہر بہم ۔۔۔ بن نہین پڑتے کوئی تدبیر اپنے ہاتھ سے

جویا تخلص شیخ علی حسن ولد شیخ فتح علی باشندۂ عظیم آباد شاگرد رشک صاحب دیوان گزرا

مملو ہے اب خون سے ہے آج ایاغ دل ۔۔۔ کیونکر چڑھے نہ عرش برین پر دماغ دل
کیا خاک بولے چالے کوئی در دہجر مین ۔۔۔ مہر خموشی لبِ عاشق ہے داغ دل

جویا تخلص منشی محمد علی انھون نے مرزا علی خان رعنا کی ہجو رکیکہ کہی ہے

تم ہو رسے اپنی بات کی ہو ہم بھی کم نہین ۔۔۔ باز آئے تم جفا سے نہ گزرے وفا سے ہم

جویا تخلص محمد حسین علی خان چکلہ دار باشندۂ کوٹھار توابع ملیح آباد

اب تکی بلاے عشق سے خالق بچائے دل ۔۔۔ کافر ہو پھر کبھی جو کسی سے لگائے دل

جہاندار تخلص مرزا جہاندار شاہ عرف مرزا جوان بخت بہادر ولی عہد شاہ عالم بادشاہ دہلی سے لکھنؤ کو آگئے وہان سے بنارس مین آکر سنہ ۱۲۰۱ بارہ سو ایک ہجری مین روانہ ملک جاودانی ہوئے

مرکی

مرکس کے انتظار مین یہ بے اجل گیا	آنکھین جو یون کھلی رہین اور دم نکل گیا
شان لیتے ہین وہ پہلے ہی سر اپنا دینا	تیرے کوچے مین جو اے شوخ قدم دھرتے ہین
کونسی بات تری ہم سے اوٹھائی نہ گئی	پر جفا جو ترے ناحق کی لڑائی نہ گئی

جہانگیر تخلص جہانگیر بیگ دہلوی مدت تک لکھنؤ مین اوقات بسر کی آخر عمر مین دہلی مین جاکر مالیخولیا مین مبتلا ہوکر میر شاہ علی متخلص بہ درویش کو زخمی کرنے کے باعث محبوس ہوکے زندان مین فوت کی

وہ کافر مرا درد کیا جانتا ہے	جو گزرے ہے مجھ پر خدا جانتا ہے

جھمن تخلص جھمن ناتھہ دہلوی شاگرد میر درد

دل جو سپند عشق کے آتش سے جل گیا	اک آہ کھینچتے ہی مرا دم نکل گیا

حرف جیم فارسی

چالاک تخلص میر قدرت اللہ باشندہ دہلی

روز کے صدمے کہان تک مین اوٹھاؤن چالاک	دل کی جاکاوش مرے سینے مین ٹھہر ہو

چراغ تخلص رحمان یار خان آخر ایام مین فقیری اختیار کی تھی

ع فنا اپنے تئین کر کے بقا کو پاوے	اوسکو ہرجا یہ میسر ہے وصال مرشد

چرکین تخلص شیخ باقر علی باشندہ قصبہ ردولی غلیظ مضامین مین شعر نہایت پاکیزہ کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

ایک دن بھی دل نہ اوس بت کا پسیجا ہای حیف	تھا اگر گوز شتر نالہ دل بیتاب کا
رو برو واعلی کے اسفل سرکشی کرتا نہین	سامنا پھسکی سے ہو سکتا نہین ہے پاد کا
روتے انسان کو ہنساتا ہے	گوز مین یہ کمال ہے صاحب
خیال زلف بتان مین جو پیچ کہاتے ہین	مروڑے ہوکے ہیضہ کے دست آتے ہین
آمد ہے خون حیض کی بنتی ہین گدیان	گو وڑ کی لعل سے بھی زیادہ خرید ہے
افسوس آج اونکو نہین گانڈ کی خبر	کل تک خراج لیتے تھے جو روم و زنگ سے

سند گو بھی صاحب عجب منہ زور گھوڑا ہے	چھٹی ہے شہ سہواروں کی بھی جسکی بدلگامی سے
گانڈ کھوتے سوتے ہیں وہ خاک پر زیر زمین	پوتڑے سیتے تھے جنکے قاقم و سنجاب سے
عبث بدنامیوں کا ٹوکرا سر پر اوٹھاتا ہے	لگانا دل کا بس جھک مارنا اور گو کا کھاتا ہے

چمن تخلص بہاری لال ولد گنگا پرشاد شاگرد مقصود عالم سررشتہ دار سیتاپور

رہی بعد فنا برباد مٹی جسم لاغر کی	نشان آرام کا ہمنے نہ زیر آسمان پایا

چمن تخلص قاسم علی خان لکھنوی ان دنون کلکتہ مین رہتے ہین راقم کے ملاقاتی ہین دو تین غزلین انکے پاس ہین انھین غزلون کو لوگون کے سامنے پڑھا کرتے ہین معلوم نہین کہ وہ غزلین انکی کہی ہوئی ہین یا اور کسی سے کہلوائی ہین

ہر نخل سبز بنگیا خیمہ زمردی	اوترا ہوا ہے باغ مین لشکر بہار کا
گر چھو گیا غبار سے میرے تو کیا ہوا	اتنا نہ چشم قہر سے دامان کو دیکھیے

چمن تخلص گل محمد رفوگر دہلوی

ہمارے ہی جاک جگر پر ہو گیا کسی کو خیال	بیٹھے مین یا تو کسی سے دیا نہین جاتا
ہوش جس مہ نے زلیخا کے اوڑائے خواب مین	ہم بھی اے ہمدم اوسکے دیکھنے والون مین ہین

حرف حاء مہملہ

حاتم تخلص شیخ ظہور الدین مرحوم دہلوی عرف شاہ حاتم جوانی مین سپاہی پیشہ تھے آخر عمر مین توکل اختیار کیا تھا آزادانہ اوقات بسر کرتے تھے سو برس سے زائد کی عمر پائی تھی مرزا سودا اور میان رنگین وغیرہ بہت سے شاعرون کو انسے فیض پہونچا ہے ان سے ایک دیوان بطرز ولی دوسرا بطرز سودا موسوم بہ دیوان زادہ یادگار ہے بعض صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ لفظ ظہور سے انکا سال تولد نکلتا ہے لیکن راقم کو اسکی تحقیق نہین ہے

اسقدر کی صرف تسخیر پری رویان مین عمر	رفتہ رفتہ نام اب میرا پریخان ہو گیا
خال دانہ زلف دام ابرو کمان مژگان ہین تیر	دل ہمارا سہم اب کھاتا ہے ان چارون سے آج

زلف

زلف و چشم و خال و خط چارون ہین دشمن دین کے
تھا دشمن جان بغل مین حاتم
حق رکھے ایمان سلامت اسیر کفرستان کے بیچ
جانے دے بلا سے گر گیا دل

رباعی

ان سیمبرون کے ساتھ سونا معلوم
قسمت مین لکھی ہے خاک سونا معلوم
حاتم افسوس دی و امروز گذشت
فردا کی رہی امید سونا معلوم

جو تیرے چشم کے گوشے مین تل ہے ای پیارے
نظر پڑا ہے کہین خال خال آنکھون مین
آتا ہے اب نشہ کی طرف جی کبھو کبھو
ساقی نگاہ مست ادھر بھی کبھو کبھو
کرے ہین قمریان تعریف سرو اور ہم تری قد کی
جو تو آئی چمن مین تو ہمارا یون بالا ہو
تم تو بیٹھے ہوئے یہ آفت ہو
اوٹھ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو
مفلسی اور دماغ اسے حاتم
کیا قیامت کرے جو دولت ہو
دیکھ جراح تیرے مرہم کو
میرے سینے کا داغ ہنستا ہے
بیخود اس دور مین ہین سب حاتم
ان دنون کیا شراب سستی ہے
پیری مین آج یار مرا ہمکنار ہے
ساقی شتاب آ کہ خزان مین بہار ہے
سر کو ٹیکتا ہے کبھو سینہ کبھو کوٹتا ہے
ہمنے شب ہجر کی دولت سے فراغت پایا ہے
ہر صبح اوٹھ بتون سے مجھے رام رام ہے
زاہد تری نماز کو میرا اسلام ہے

حافظ تخلص حافظ ضامن شاہ رامپوری شاگرد حضرت رافت بصیر تھے

ہمرہ غیر جو جانان ترا آنا ہوگا
جان لینا کہ مری جان کا جانا ہوگا

حافظ تخلص حافظ محمد اشرف دہلوی موسیقی مین خوب دخل رکھتے تھے

ابر مین مہ کیطرح زلف کے پردے مین آہ
تو نے گر منہ کو چھپایا مجھے معلوم ہوا
مطلب ہے لامکان سے نہ کچھ کائنات سے
مجھکو تو مدعا ہے فقط تیری ذات سے

حافظ تخلص حافظ عبد اللہ ملیح آبادی

ہے مطلع انوار خدا روے محمد
چشم دو جہان ہے نگران سوے محمد

حالی تخلص میر محب علی مرشدآبادی

عوض مین بوسے کے دی ہے گالی سوال دیگر جواب دیگر / یہ وضع تو نے نئی نکالی سوال دیگر جواب دیگر

حالی تخلص مولوی الطاف حسین خلف خواجہ ایزد بخش باشندۂ پانی پت مقیم دھلی شاگرد اسد اللہ خان غالب عربی و فارسی و اردو تینون زبانون مین اشعار انکے نہایت شیرین و نمکین ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اِس تذکرہ کے لیے دیے تھے

تم کو ہزار شرم سہی مجھکو لاکھ ضبط / الفت وہ راز ہے کہ چھپایا نہ جایگا

کیون چھیڑتے ہو ذکر نہ ملنے کا رات کو / پوچھینگے ہم سبب تو بتایا نہ جایگا

بگڑین نہ بات بات پہ کیون جانتے ہین وہ / ہم وہ نہین کہ ہم کو منایا نہ جایگا

کچھ اپنی حقیقت کی گر تجھکو خبر ہوتی / میری ہی طرح تو بھی غیرون سے خفا ہوتا

ملتے ہی اونکی بھول گئین کلفتین تمام / گویا ہمارے سر پہ کبھی آسمان نہ تھا

دوزخ اگر وسیع تو رحمت وسیع تر / لاتقنطوا جواب ہے ہل من مزید کا

سبب ہو نہ ہو لب پہ آنا ضرور / مرا شکر اونکا گلا ہو گیا

نہین بھولتا اونکی رخصت کا وقت / وہ مل مل کے رونا بلا ہو گیا

لغزش نہ ہو بلا ہے حسینون کا التفات / اے دل سنبھل وہ دشمن دین مہربان ہے اب

ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہان / اب ٹھہرتی ہے دیکھیے جا کر نظر کہان

ہوتی نہین قبول دعا ترک عشق کی / دل چاہتا نہ ہو تو زبان مین اثر کہان

ہم جس پہ مر رہے ہین وہ ہے بات اور ہی / عالم مین تم سے لاکھ سہی تم مگر کہان

ہم نے کی سیر چمن غور سے اے بلبل زار / بات جیسی ہو کوئی گل و ریحان مین نہین

کسطرح اوسکی لگاوٹ کو بناوٹ سمجھون / خط مین لکھا ہے وہ القاب جو عنوان مین نہین

خلوت خاص مین رہ رہ کے عدو سیکھ گئے / وہ اشارے کہ تری جنبش مژگان مین نہین

بیقراری تھی سب امید ملاقات کے ساتھ / اب وہ اگلی سی درازی شب ہجران مین نہین

خوبی رو کے لیے زشتی خو بھی ہے ضرور / سچ تو یہ ہے کہ کوئی مسلط حقدار نہین

حالی انصاف کر آخر سنے انسان کتک / طعن اغیار ہین کچھ آپ کے اشعار نہین

خوشی مین بھی نہین رہنا خوش آتا ایک حالت پر — کہان تک جی نہ گھبرائے الٰہی دردِ ہجران مین

مجھے ڈالا ہے سو وہم و گمان مین — بہت کیون آج مجھ پر مہربان ہو

سخت مشکل ہے شیوۂ تسلیم — ہم بھی آخر کو جی چرانے لگے

وفا شرط الفت ہے لیکن کہان تک — دل اپنا بھی تجھ سا ہوا چاہتا ہے

شوق بڑھتا گیا جون جون رُکے اوس شوخ سے ہم — یہ سبق وہ ہے کہ بھولے سے سوا یاد رہے

ہم بھی آداب شریعت سے تھے واقف لیکن — کبھی برتے نہ ہو جو رسم وہ کیا یاد رہے

چارہ گر کار باندازۂ تدبیر نہین — کبھیو ہمت اگر وقت دعا یاد رہے

حامد تخلص نواب حامد حسین خان لکھنوی شاگرد اسیر

پوچھو نہ مجھ سے نالۂ دل کو کہان گیا — ساتون فلک کو توڑ کے تا لامکان گیا

حامد تخلص شیخ حمید الدین خلف فرید الدین باشندۂ پالی

لیا بوسہ تو منہ کو پھیر لیا — نہ تو بولے نہ مجھ سے بات کی رات

حامد تخلص میر حامد مرید میر نصیر جانشین خواجہ باسط آزاد از وضع رکھتے تھے

رباعی

دنیا سے دلی کو جو کہ فانی سمجھے — وہ قصۂ عمر کو کہانی سمجھے

دریا سے حقیقت کو وہی جاوے تیر — جو مثل حباب زندگانی سمجھے

حامد تخلص الہ بخش مجموعہ دار ولد محمد مہدی مجموعہ دار شاگرد میان اشرف علی مست سلہٹ کے رئیسون مین ہین

سُننے کا مین نہین کبھی ٹالے کوئی ہزار — مین ہون مری جبین ہے اور آستان دوست

شیرین ہو مثل شکر کی طرح اب نے قلم — لکھتے ہین مدحت لب شکر فشان دوست

حامد تخلص گھنڈی لعل باشندۂ مونگیر شاگرد حافظ ضیغم کلکتہ مین بھی آئے تھے

نامۂ شوق رقم کرتا ہون اوسکو حامد — کیون نہ دونون مشتاق کبوتر بنجاسے

حسب تخلص میر احمد علی فرید آبادی شاگرد حکیم عزت اللہ خان عشق

چھا گیا رات اندھیرا سا نظر کے آگے
یاد وہ زلف سیہ فام جو آئی مجھکو
تو اولٹ دے جو ابھی روے حسین کا پردہ
اوٹھ گیا خلق کہی خلد بریں کا پردہ

جلیب تخلص مرزا جان ولد مرزا بادل بیگ مقیم قنوج متوطن الہ آباد

خضر کیا کوچۂ دلدار کا رہبر ہوگا
ہم نے دیکھے ہیں بہت راہ بتانے والے

جعیب تخلص حبیب اللہ ڈاکٹر

اوس مہ لقا کو اپنے جو پاتے بسنت میں
چھاتی سے اپنی خوب لگاتے بسنت میں

جبیب تخلص حبیب مولا حیدرآبادی شاگرد میر عبد الولی عزلت

فوائد کیا ہے کہیو راز جوں تیر ای کمان ابرو
کشش کے زور سے دل کھینچکر کیوں چھوڑ دیتی ہو

جبیب تخلص حبیب اللہ بیگ دہلوی

یکایک ہو گیا ہم سے جدا دل
نہ تھا گویا کبھی کا آشنا دل

جبیب تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

خانۂ ویرانی مری گرچہ کی اس دل نے نصیب
پر خدا حشر تک آباد رکھے خانۂ دل

حجام تخلص عنایت اللہ عرف کلو باشندۂ سہارنپور مقیم دہلی تلمیذ سودا مرید
مولانا فخر الدین علیہ الرحمۃ قوم موتراش سے تھا

روز رخسار کے لیتا ہوں مزے خوبوں کے
بہتر اس شغل سے حجام ہنر کیا ہوگا
خط آنے سے بھی اپنی رسائی نہیں ہے دہاں
حجام کسطرح سے ملیں کیا ہنر کریں
دیکھ عاشق کی تری رسوائیاں
عشق کے لوگوں نے قسمیں کھائیاں
رقیبوں پر میاں پڑتے ہیں تب سو گھڑی پانی
بلا حجام کو جس روز تم تمام کرتے ہو
ہے جی میں کہ اک روز میں ان آنکھوں سے پوچھوں
بچتے نہیں کسو واسطے بیمار تمہارے
تک چلیے جو اوس شوخ سے رستے میں تو اوڑ کر
جھنجھلا کے یہ کہتا ہے کہ چل دور ہو آگے

حرق تخلص میر حسن مرزا فدا اللہ میر اشرف علی مرحوم نامی رئیس ڈھاکہ شاگرد
میر اسیر علی آشنا و غلام حیدر مجیب کلکتہ میں بھی آئے تھے راقم کے احباب میں ہیں

بحمد اللہ ترک آرزو کے سوا
دل میں گر کوئی آرزو بھی ہو

جہان مین دہوم سے ہے جور و جفا کی
بتون کا زور ہے قدرت خدا کی

پہٹی محرم دکھا کر اپنی وہ محرم سے یون بولے
کسی عیار نامحرم کی یہ چالاک دستی ہے

تمہین صورت کا غرہ ہے تو یہان دل کی محبت ہے
تمہارا حسن مہنگا ہے تو کسکی جان سستی ہے

اک بندہ کی بھی جان بخشی نہ کی
اے بتو تم سے خدائی ہو چکی

حزین تخلص ابو الخیر دہلوی

خوبی رخسار خوبان گل سے پوچھا چاہیے
اضطراب عاشقان بلبل سے پوچھا چاہیے

حزین تخلص مرزا خجستہ بخت بہادر

کرون کیا وصف مین اوس شعلہ رو کے قد و قامت کا
بھبوکا ہے دھوان ہے اور ٹکڑا ہے قیامت کا

حزین تخلص میر علی حسین شاگرد آتش

مہر سے بڑھ سکے قد یار کا جلوہ ٹھہرا
یہ کڑی دھوپ ہوئی پاس نہ سایا ٹھہرا

سائل وصل ہوا اوس سے تو بولے ہنسکر
عاشقی یہ نہ ہوئی منہ کا نوالا ٹھہرا

بیٹھا میں بھی کوچے مین اونکے رہا تو کیا
اور بس جا کے آئے ہین خلد برین کب

حزین تخلص میر بہادر علی دہلوی ملازم مرزا ولی عہد بہادر دہلی شاگرد زین العابدین خان عارف و اسد اللہ خان غالب

سب ناز سہے مین نے بیجا و بجا اونکے
سمجھتے نہ حزین اوسے گر مین بھی برا ہوتا

ہے یہی رونا تو خط کاہے کو لکھا جائیگا
جو کہ لکھتے جائینگے اشکون سے مٹتا جائیگا

اک تماشا جان کر قاتل اگر ٹھہرا رہا
ہم بھی تڑپے جائینگے جتنا کہ تڑپا جائیگا

میرا احوال زبون اون پہ کھلے گا کیونکر
سامنے آئینگے جب وہ تو سنبھل جاؤنگا

بیگانہ وار نعش پہ آ جاے ناگہان
تجھسے نہ یہ بھی اے بت ناآشنا ہوا

تھمے افسوس تو اب تھمتا نہین دل
یہ دشمن خانگی نکلا کہان سے

بلا سے گر نگاہون مین ہین سب ہلکے
سبک ہو کر تو اوٹھے ہم جہان سے

حزین کس سے توقع ہو وفا کی
نہ ہو امید جب اپنی ہی جان کی

اثر جو آہ مین پایا تو ہو گئی تسکین
وہ بیقرار ہوتے ہے اگیا قرار مجھے

حزین تخلص نواب محمد علی خان ولد نواب زین العابدین خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ آتش

کسقدر دلچسپ ہے ملکِ عدم | جو وہان جاتا ہے پھر آتا نہین

حزین تخلص میر محمد باقر دہلوی مقیم عظیم آباد شاگرد حضرت مرزا مظہر جانجانان صاحب دیوان گزرے

مین تو بندہ ہون تری جور و جفا کا لیکن | سخت دھڑکا ہے مجھے اس دل شوخی کا
دل دیکر اپنا کیون عبث افسوس اب کھاتا ہے دل | جاتا رہا جب ہاتھ سے پھر ہاتھ کب آتا ہے دل
ویران ہوا خزان سے چمن یہان تلک کہ ہم | چاہین کہ جل مرین تو کہین خار و خس نہین
کچھ کٹی وصل مین کچھ ہجر مین گریان گزری | کیا مری عمر کی اوقات پریشان گزری

حسام تخلص نواب حسام الدولہ محمد تقی علی خان لکھنوی داماد امجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ نواسہ نواب غازی الدین حیدر شاگرد امان علی سحر صاحب دیوان گزرے

بھلا فراق مین کس سے کرین گلہ دل کا | شب وصال پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
رات بھر تارے گنے چاند بھی عاشق کیطرح | تم دکھا دو جو تہ زلف پریشان عارض

حسام تخلص چودھری حسام الدین ولد چودھری سعادت علی باشندۂ سلیم پور پرگنہ گوسائین گنج توابع لکھنؤ شاگرد کرامت علی خان فرخ صاحب دیوان فارسی و ریختہ گزرے سفر کربلا مین راہی عالم بقا ہوئے

ہے عشق نشتر مژگان جو مشغلہ دل کا | تو پھوٹ پھوٹ کے روئے گا آبلہ دل کا
وہ لال لال ہین عناب لب ترا ای گل | کہ جنکو دیکھ کے کھٹے ہوئے ہمارے دانت
بشکل آئنہ دیکھے تو منہ اسمین نظر آئے | صفا رکھتا ہے یہ وہ غیرت مہتاب ناخن پر
شب کو دریا مین جو عکس اوسکے کف پا کا گرا | ہون حباب بحر جون فانوس روشن آب مین

حسام تخلص مولوی حسام الحق ولد مولوی نظام الحق باشندۂ لکھنؤ شاگرد مولوی محمد حسین متین

خدا کو مانو آدر و نزع کی بیندشین اچھی | کسی دن تو ہمارے دل کی بھی حسرت صنم نکلی
صفای قلب رکھتا ہون کلیسا ہو کہ بتخانہ | کر دن رخ جس طرف زاہد وہی جانب حرم نکلی

حسرت تخلص حافظ عبدالرحمن نبیرۂ قاضی ثناء اللہ مرحوم باشندۂ پانی پت

ہم تو حسرت کو سمجھتے تھے کہ اک عارف ہے ۔ یہ تو اے واے نہ کافر نہ مسلمان نکلا
تم بھی رو بیٹھوگے دل کو ہمیں ہنستے کیا ہو ۔ اگر آئینہ کبھو تم نے مری جان دیکھا
گر نہیں دوست خدایا مری جان کے دشمن ۔ کیوں شب غم مرے جینے کی دعا کرتے ہیں
کیا ہوا دیکھ تو ناصح کہ ہمارے منہ سے ۔ یا صنم نکلے ہی جب یا خدا کرتے ہیں
کیونکر کہوں کہ ہجر میں مطلق نہیں خبر ۔ اتنی خبر تو ہے کہ مجھے کچھ خبر نہیں

حسرت تخلص مرزا جعفر علی خلف ابوالخیر عطار باشندۂ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد سرب سنگھ دیوانہ مرزا جہاندار شاہ کی رفاقت میں تھے آخر ایام میں ترک دنیا کرکے گوشہ نشین ہوگئے تھے سنہ ۱۲۱۲ بارہ سو ہجری میں فوت کی اشعار انکے نمکین ہوتے ہیں دیوان انکا نظر سے گذرا

گیا دل سو گیا رونے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا ۔ اگر ورد کے جی کھو دیں تو پیدا دل نہیں ہوتا
زخم تیر نگہ و خنجر براں اوٹھا ۔ پر دل زار تو ہم کا نہ احسان اوٹھا
درس تھا مکتب میں مجھکو آہ کا ۔ یہ سبق تھا پہلی بسم اللہ کا
فرقہ کوئی بچا نہیں اوس ترک چشم سے ۔ مارے بہت پڑے ہیں مسلمان ملحد بھی
بوٹے سے قد میں تو ہے عجب دلبری کی شکل ۔ اور مکھڑا دیکھیے تو ہے سچ مچ پری کی شکل
رخسار دیکھیے تو وہ ہیں مہر و ماہ سے ۔ چیچک کا داغ ہے تو وہ ہے مشتری کی شکل
جوڑے کے باندھنے میں ادا اپنی ہمیشہ ال ۔ زلفوں کے کھولنے میں ستمگستری کی شکل
چولی مسکی بند ہیں ٹوٹے سہکے بال پریشان ہیں ۔ اس بگڑی عالم پر تیرے لاکھ بناوٹ قربان ہیں
کپڑے بدن کے ملادے ہیں ملکیہ ہیں سب ملادلا ۔ شب کے باسی پھولوں کا عالم کس سے کہیں ہم حیران ہیں
منہ اوترا ہے گال ہیں نیلا پلکیں جھکیں آنکھیں ہیں خمار ۔ نام خدا انگڑائے عالم پر جمع ادائیں پنہاں ہیں
سچ کہو حسرت پاس ہے تھے را بجا جس سے یہ بیت ۔ اوس کمبخت کی صحبت سے ہزار یہاں کے خوبان ہیں
ہوتے ہے بال وان دو زلفوں کے رخساروں پہ ہلتے ہیں ۔ دل بیمار اوٹھ بیٹھو کہ دونوں وقت ملتے ہیں
ساقی مے دے کہ اہل مجلس ۔ پانی پانی پکارتے ہیں
جو حسن و ادا چاہیے سو تجھ میں ہے سب کچھ ۔ پر چھاتی پہ انگیا میں ہے یہ چیز عجب کچھ

گوگوٹے کناری مین تو بجلی کی چمک ہے — لیکن وہ تمامی کی کٹوری ہے غضب کچھ

مکھڑے کے صفا ہوڑی کی بندش سو کہون کیا — دن کچھ ہے تری آنچ ادا سے تری شب کچھ

ہے دام بلا دل کے لیے جالی کی کرتی — گوٹے لگے نیفہ نے رکھا ہوش نہ اب کچھ

وہ بند ازار اب جو جھلا جھل کا پڑا ہے — اوس عقدہ کے کھلنے کا کسے یاد ہو ڈھب کچھ

گر کہے تو رات تو دن کو کہون مین رات ہے — کفر کچھ اسمین نہین یہ دل ملے کی بات ہے

جسکے جو بیٹھے ہو تم ملنا سبھون کا ترک کر — جانتا ہون مین کہ دل لینے کی یہ بھی گھات ہے

جگر سوزان ہے دل بیتاب ہے اور چشم گریان ہے — الٰہی دن ہے میرے مرگ کا یا شام ہجران ہے

جو ایسا ہے دل دیوانہ میرے درپے جان ہے — تو پھر اک روز میرا ہاتھ اور اوسکا گریبان ہے

اگر چشم حقیقت کو ذرا تو کھول کر دیکھے — تو اے یعقوب ہر اک مصر مین سو یا کنعان ہے

بھلا پھر کس سے الفت کیجیے اور کسکو دل دیجے — جسے ہم دوست سمجھے وہ تو اپنا دشمن جان ہے

برنگ شمع دل جلتا ہے تربت پہ مری سو بھی — چراغ صبح کے مانند کوئی دم کا مہمان ہے

یہ کسکی نعش جاتی ہے کہ جسکے ساتھ ای گردون — غم و درد و الم فریاد و افغان مرثیہ خوان ہے

جو قول و قرار تھے آپس مین دونو طرف ہوئے — تم اور کہین مالوف ہوئے ہم اور طرف مصروف ہوئے

اب قسمین کھائیگی کیا حاصل جو تمنے ڈھنگ نکالے — سو خوب طرح سے عالم مین مشہور ہوئے معروف ہوئے

ہان صاحب کو دنیا مین خوش آتی ہو بہبودی — تب ایک ہین ہم سے تھے بدنام اب لاکھ صفت موصوف ہوئے

برنگ آبلہ اے وائے یہ کیا زندگانی — کہ جسکے پاؤن پڑتا ہون اوسیکو سرگرانی ہے

بزم مین بیٹھے تھے کل جتنے پری رو دور سے — دیکھکر اوسکو لگے لینے بلائین دور سے

کیسا ہے جگر جس پہ یہ بیداد کروگے — لو دل تمھین ہم دیتے ہین کیا یاد کروگے

یہ بھی اک ستم تھا کہ خواب مین مجھے شکل آکے دکھا گئی — کبھی نیند برسون مین آئی تھی سو اوسیطرح سے جگا گئی

مجھکو تجھسے خدا جدا نہ کرے — مین ہون تجھ سے جدا خدا نہ کرے

حسرت تخلص میر محمد حیات لقب ہیبت قلی خان باشندۂ عظیم آباد شاگرد مرزا مظہر قدس سرہٗ چندے روز نواب شوکت جنگ کی رفاقت مین تھے بعد ازان نواب سراج الدولہ ناظم بنگالہ کی سرکار مین دارغگی کی خدمت حاصل کی تھی لطیفہ گو

اور حاضر جواب تھے صاحب دیوان گذرے

عبث ہم عشق مین روتے رہے ہائے
پسیجا بھی نہ اے ظالم ترا دل

سنا ہے آج میخانہ مین جام مے پہ مستون نے
لٹا یا دین و دنیا دو نو ہمت اسکو کہتی ہین

فرہاد سے ہمسری کرے کون
سر کسکا پھرا ہے یون مرے کون

حسرت تخلص منشی صمد علی دہلوی مقیم میرٹھ شاگرد رحیم بیگ رحیم

سخت جانے کی آس ٹوٹ گئی
لوہا مانا تمھارے خنجر کا

حسن تخلص نواب مہدی علی خان بہادر لکھنوی خلف مرزا امام الدین بن شجاع الدولہ بہادر
شاگرد سعادت خان ناصر صاحب دیوان ہین

سب چلے اوس سر پہ فریب نرگس کیا
حسن نے دیکھی ہے تمہاری آنکھ

یہ آواز آئی کہ روحی فداک
جو تربت پہ میرے گزر کیجیے

حسن تخلص حسن علی خان کشمیری

آنکھون مین مرے قطرۂ خوناب نہ ٹھہرا
ہر چند کیا ضبط یہ سیماب نہ ٹھہرا

حسن تخلص حکیم احمد حسن مرشدابادی خلف مولوی فخر الزمان احمد کلکتہ مین رہتے ہین
کبھی احمد بھی تخلص کرتے ہین

ٹہرا ہے ایسے کٹر سے معاملہ دل کا
نکل سکا نہ کبھی ایک حوصلہ دل کا

اے یار مجھے اور نہ تلوار سے دھمکا
یہ کشتہ ترے تیر کا مہمان ہے دم کا

حسن تخلص مرزا حسن خلف سعید الدولہ سید رضی خان بہادر

دل کو دیکر اوس بت کافر کو مینے اے حسن
جس قدر ناحق یہ کھینچی ہے ندامت کیا کہون

حسن تخلص مولوی ابو الحسن خلف مولوی الٰہی بخش نشاط باشندۂ قصبۂ کاندھلہ مقیم میرٹھ

جواب لائیو قاصد شتاب نامہ کا
جواب نامہ نہ ہو وے جواب نامہ کا

منفعل ہون دست وپا بھی مار نیسے وقت ذبح
کیون مین تڑپا جو ترے دامن پہ چھینٹا پڑ گیا

حسن تخلص خواجہ حسن فرزند خواجہ ابراہیم نبیرۂ خواجہ بہاری مودودی علیہ الرحمۃ
تلمیذ جعفر علی حسرت صاحب کمال تھے موسیقی مین خوب دخل تھا لکھنؤ مین بخشی طوائف

عاشق ہوکر نام اوسکا بطریق التزام مقطع مین لاتے تھے آزادانہ اوقات بسر کرتے تھے قلندر بخش جرات نے خواجہ اور بخشی کے معاشقہ کے باب مین ایک مثنوی کہی ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

کیا قتل اور جان بخشی بھی کی
حسن اوسنے احسان دو بار کیا

مانند کے آنکھون سے اک بار یہ چلے آنسو
ہنسی ہنسی مین جو ذکر وداع یار ہوا

وقت وداع یار دل بیقرار نے
یہ آہ کی کہ عرش معلا ہلا دیا

دل دلاسون سے کرے ہے بیقراری بیشتر
خانۂ ماتم مین ہو پڑے سے زاری بیشتر

جان بخشی کو بھی آیا نہ دم نزع حسن
اوسنے اسوقت مین بھی ہمسے چھپائین آنکھین

آہ کس کس بیوفائی کا ترے کیجے شمار
اور تو سب اک طرف منہ بھی دکھانے سے رہے

اوسنے کس کس طرح ٹالا اپنے وعدے ہمکو
دیکھہ تو ہم بھی حسن کس کس بہانے سے رہے

حسن تخلص سید غلام حسن خلف میر غلام حسین ضاحک شاگرد ضیاء الدین ضیا وطن انکا ہرات مولد دہلی شروع جوانی مین فیض آباد مین جاکر نواب سردار جنگ خلف نواب سالار جنگ کی رفیقون مین داخل ہوئے تھے شعر پر مزہ و شور انگیز خوب کہتے تھے مثنوی بدر منیر لاجواب کہی ہے سنہ ۱۲۰۱ بارہ سو ایک ہجری مین وفات پائی شاعر شیرین زبان انکی فوت کی تاریخ ہی کلیات انکا نظر سے گذرا

تا ہمارے کو سمجھنے نہ لگی غیر کے وہ
مین نے اس ڈر سے کبھی اوسکو اشارا نکیا

اظہار خموشی مین ہے سو طرح کی فریاد
ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

نے ہون حسن کا مائل نہ گل کے رنگ و بو کا
رنگ وفا ہو جسمین بندہ ہون اوسکی خو کا

خاموش ہی رہا وہ ہرگز حسن نہ بولا
جسکو مزا پڑا کچھہ اوس لب کی گفتگو کا

حسن بھی آدمی ہے کچھہ خفا ہوتے ہو تم جسسے
خراباتی جنونی باولا سودائی آوارا

قیامت مجھہ پہ تھی شب اوسکا تغافل اور ترحم تھا
کہی تھین گالیان منہ پر گئے لب پر تبسم تھا

غیرون مین جو ہمسے وہ غضب تھا
کیا جانیے اسکا کیا سبب تھا

خار سے پھوٹنے پھپھولے پاؤن کے
درد ہے آخر مرا درمان ہوا

کہا مین کہ بھرتا ہون دم آپ کا ‌ ‌ لگا کہنے صاحب کرم آپ کا

آنکھ اوٹھا کر جسکو دیکھا اوسکے دل کو لیا ‌ ‌ لیتے لیتے دل کے لینے کا تجھے ڈھب ہو گیا

کیسی وفا کہان کی محبت کدھر کی مہر ‌ ‌ واقف ہے تو نہین ہے کہ ہوتا ہی پیار کیا

خط نکلا اوسنے تب بوسہ دیا مجھکو حسن ‌ ‌ رکھہ عزیز اسکو بھی آخر پان ہے یہ مان کا

پھر چھیڑ احسن نے اپنا قصہ ‌ ‌ بس آج کی شب بھی سو چکے ہم

صیاد کی مرضی ہے کہ اب گل کی ہوس مین ‌ ‌ نالے نکرین مرغ گرفتار قفس مین

وصل ہوتا ہے جنکو دنیا مین ‌ ‌ یارب ایسے بھی لوگ ہوتے ہین

دل لگایا جہان جفا دیکھی ‌ ‌ کیا بلا عشق مجھکو راس نہین

ناز سے غمزہ سے عشوہ سے لگا لیتے ہین ‌ ‌ جسکو وہ چاہتے ہین اپنا بنا لیتے ہین

دروازہ گو کھلا ہے اجابت کا اے حسن ‌ ‌ ہم کس کس آرزو کو خدا سے طلب کرین

غیرون کی بات کیا کہون اوسکی تو یاد مین ‌ ‌ اپنا بھی مجھکو دہیان کبھی ہے کبھی نہین

آ کے دیکھا جو مجھے ابر مین روتے تو کہا ‌ ‌ کس مزے مین تجھے کٹتے ہین یہ برسات کے دن

نوجوانی مین بتو کر لو خدائی کو مرید ‌ ‌ ورنہ پیری مین کہان پھر یہ کرامات کے دن

شیخی تو حسن تیری بری لگتی ہے اللہ ‌ ‌ اک تو ہے تو ہے اہل وفا اور نہین تو

مجھکو باور ہے نہ آتا تھا کہ مغرور ہے تو ‌ ‌ مین نے دیکھا تجھے اللہ بہت دور ہے تو

غیر کو تم نہ آنکھ بھر دیکھو ‌ ‌ کیا غضب کرتے ہو ادھر دیکھو

زلف و رخ دیکھنے سے کام ہے کام ‌ ‌ شام دیکھو نہ تم سحر دیکھو

بیٹھی ہے کیا نہی یہان خسرو کے ساتھ شیرین ‌ ‌ بگڑی ہے بیطرح وہان تیشہ سے کوہکن سے

جو چاہی آپ کو تو اوسے کیا نہ چاہیے ‌ ‌ انصاف کر تو چاہیے یہ یا نہ چاہیے*

دیکھنے بیٹھا جو وہ مہ اپنے گھر کی چاندنی ‌ ‌ جب تلک بیٹھا رہا تب تک نہ سرکی چاندنی

* اس مطلع کو بعض صاحب تذکرہ نے غلطی سے شاہ نصیر دہلوی کے نام مین لکھدیا ہے

سیکڑون عالم دکھاتی ہے حسن دلبر کے ساتھ ‌ ‌ ٹھنڈی ٹھنڈی باد اور پچھلے پہر کی چاندنی

اس ڈر سے اوسکی زلف کی مینے نہ بات کی ‌ ‌ جاتی ہے دور دور تک آواز رات کی

پھر پھر آئینے کو وہ دیکھنے لگتا ہے حسن
ایک دم آپ مین وہ شوخ جو پاتا ہے مجھے

اک جان کی در پے ہین مرے اتنے ستمگر
غمزہ ہے کرشمہ ہے اشارہ ہے ادا ہے

مین نے تو بھر نظر تجھے دیکھا نہین ابھی
رکھیو حساب مین نہ ملاقات آج کی

گر بخت اپنے جاگین تو اک کام کیجیے
سایہ مین اوسکی زلف کی آرام کیجیے

کیون مین اسطرح رات دن روؤن
تو کسی سے اگر ہنسا نہ کرے

پھرے نہ دیکھے کبھی ہم نے زندگانی کے
یون ہی گذر گئے افسوس دن جوانی کے

وہ دن گئے کہ دل مین رہتا تھا درد اپنے
اب دل نہین سراپا اک درد ہو گیا ہے

تعجیل نہ کر اکدن آنے تو لگا ہے وہ
مل جائیگا بوسہ بھی کیا منہ کا نوالا ہے

حسن دیتا ہے تو کیون جی بتون پر
ملا دینگے تجھے یہ کیا خدا سے

تیری یہ چھیڑ چھاڑ مرے جی کو بھا گئی
لی چٹکی اس ادا سے کہ بس جان آگئی

حسن تخلص محمد حسن ولد شیخ کلن باشندہ پالی

لاش تڑپیگی اے حسن تہِ قبر
اوسکے کوچہ مین دفن اگر نہ ہوئے

حسن تخلص محمد حسن دہلوی شاگرد سودا

قاتل اگر کہے کہ سکتا ہے چھوڑیو
خنجر تو ایکدم کے لیے منہ نہ موڑیو

حسن تخلص مولوی محمد حسن باشندہ سلہٹ ولد مفتی محمد سالم شاگرد مست ۱۲۸۸ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین انتقال کیا

ہاتھ اوٹھاؤ مجھسے اب کیا کام ہے تدبیر کا
ذبح کے قابل ہون مین موقع ہے اب تکبیر کا

تاثیر زہر زلف کی یہ ہے کہ بعد مرگ
جائے نہ حشر تک مری خاک مزار سانپ

حسن تخلص منشی عطا حسین خان عرف حسن میان خلف منشی سخاوت حسین خان بلگرامی

نہ کیونکر رشک سے ہم پیچ کھائین
تمھاری زلف جب شانہ سنوارے

حسن تخلص سید محمد حسن ولد میر حسین لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

دست دلدار وہان ہاتھ مین حنا دی ہے
جوش کھاتا ہے یہان خون تمنا دل مین

اور دل آزار بھی کیون نہ لہو آنکھون سے
روز ہوتا ہے یہان خون تمنا دل مین

حسن تخلص نواب مرزا حسن بہادر خلف آغا حیدر نیشاپوری مقیم لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

ملکے غیرون سے یہ اے یار جلایا مجکو — پڑگیا آتش غیرت سے پھپھولا دل مین

حسن تخلص احمد حسن ولد سعادت علی باشندۂ قصبۂ موہان شاگرد رشک

واللہ ابرو حمندار ہمارا دل ہے — کشتۂ خنجر خونخوار ہمارا دل ہے

حسین تخلص نواب غلام حسین خان خلف نواب محمد شیر دار خان قوم افغان رئیس شاہجہان پور شعر فارسی کہتے ہین -

مین تو تیر مین تھا زخم جگر کے مصروف — دل بھی پہلو مین طپان تھا مجھے معلوم نہ تھا
آنگے ملنے کی کوی راہ نکل آئیگی — بیقراری تو مجھے اوسکی تو در تک پہونچا
تشنۂ آب دم خنجر ہے بسمل اور بھی — دست نازک کو ذرا تکلیف قاتل اور بھی
مرے اعمال ہین رونے کے قابل — خدائی سا لہا مجھ پر ہنسا کی

حسین تخلص سید غلام حسین دہلوی ولد سید عبد اللہ پہلے عزیز تخلص کرتے تھے میرٹھ مین انگریزون کو ٹرھایا کرتے تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے

تھا عرش سے بڑھکر جو دماغ اپنا وہی ہے — یون چرخ نے گو کر دیا مجبور کسی کا

حسینی تخلص مولوی حسین علی باشندۂ کرنال

جب لکھی حق نے تری تصویر اپنے ہاتھ سے — ہاتھ ملتی رہ گئی تقدیر اپنے ہاتھ سے

حشم تخلص حکیم باقر علی خلف حکیم مرزا احمد لکھنوی شاگرد ناسخ

ناحق کسی کی آنکھیں نکلوائیے گا کیا — کیا پھنسکے آپ نے پیام شارت کی آنکھ سے
ارمان ہی رہا کہ ادھر دیکھیے کبھی — الفت کی پتیون سے محبت کی آنکھ سے

حشم تخلص میر آغا حسین شاگرد مرزا علی جان شفق باشندۂ لکھنو مقیم کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجا تھا

چمن مین لالہ دہک رہا ہے ہر ایک غنچہ چٹک رہا ہے — گلو نسے جوبن ٹپک رہا ہے تمام گلشن مہک رہا ہے

حشمت تخلص مرزا غلام فخر الدین دہلوی بن مرزا معظم بخت بن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان ۱۲۶۶ھ بارہ سو چھیاسٹھ ہجری مین انتقال کیا

نالون سے مرے برپا سو فتنۂ محشر ہین — قامت سے ترے قائم نقشہ ہے قیامت کا

بڑھیے کوئی دو چار قدم اور زیادہ	ہمت ... یہی قدم پر قصہ ہے ان قدموں کے صدقے

حشمت تخلص میر محتشم علی خان خلف میر باقی وطن انکا بدخشان مولد دہلی پارسی شعر خوب کہتے تھے ۱۱۶۲ بارہ سو تریسٹھ ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان فارسی گزرے

شور ہے غل ہے قیامت مست آتی ہے بہار	گور کے سوتے دوانوں کو جگاتی ہے بہار
خاک کی بھی غبار تھا دل مین	خوب پیپا زمین لے بعد فنا

حشمت تخلص میر محمد علی مرحوم معاصر سودا

یہ سبزہ قدم کہان سے آیا	خط نے ترا حسن سب گنوایا
دیتا ہے ساتھ جینے سے مجھکو جواب دل	غم نے لیا ہے گھیر مجھے یہان تلک کہ اب

حشمتی تخلص لالہ ماتا دین عظیم آبادی شصف مظفرپور شاگرد وزیر علی عبرتی بیشتر فارسی کہتے ہین

جنت مین بھی یقین ہے نہ آرام پائے دل	دیکھین گے حسن حور تو پھسلے گا دل ضرور

حضور تخلص شیخ غلام یحیٰ تاجر عظیم آبادی صاحب دیوان گزرے

یہ بندہ ہے تیرا خدا جانتا ہے	پھرے گانہ یہ دل تری بندگی سے
ترچھا بھی لگ گیا تو کلیجے کے پار ہے	تیر نگاہ یار بلا ہے اگر کہین

حضور تخلص محسن مرزا عرف اچھے مرزا

کیون آپ آگئے اب وہ تنفر کہان گیا	نالہ شب فراق مین کب رائیگان گیا
رقص بسمل مرے قاتل کو تماشا ٹھہرا	پھیرتا ہے جو چھری حلق پہ ٹھہرا ٹھہرا

حضور تخلص لالہ بال مکند کھتری دہلوی شاگرد میر درد علیہ الرحمۃ زبان عربی سے بھی واقف تھے

ایک خانہ خراب ہین دونون	یہ جو چشم پر آب ہین دونون
وہان اب بھی ہے امتحان باقی	یہان مجھ مین نہین ہے جان باقی
اور ادھر کچھ دل مین تم سمجھے ادھر کچھ دل مین ہم سمجھے	جفا کو تم وفا سمجھے ستم کو ہم کرم سمجھے

حضور تخلص منشی محمد عبد البصیر ولد مولوی عبد الغنی بلگرامی مقیم لکھنؤ شاگرد میر صبا

کس دن سوال وصل پہ اوس سے سنینگے ہان
یارب وہ باز آئیگا اپنی نہین سے کب

زندگی کا لطف یہی کرتے ہون گلشن کی سیر
شیشۂ مے ہو بغل مین دست دلبر ہاتھہ مین

پڑجاے ترے شعلۂ رخ پر جو دری آنکھ
پھر ماہ پہ ٹھہرائے نہ کبھی کبک دری آنکھ

حضوری تخلص مولوی مظہر علی باشندۂ دیوا جہانگیرآباد خوشنویسی مین مبتلا تھے

کل جو غصہ سے مجھے اوسنے دکھائین آنکھین
روتے روتے مری آشوب کر آئین آنکھین

ایک لمحہ بھی کبھی آنکھ نہ لگتی دیکھے
کیا برا وقت تھا جب تمسے لگائین آنکھین

حفیظ تخلص حافظ محمد حفیظ مرثیہ گوی دہلوی شاگرد قدرت اللہ خان قاسم اسکے مرثیہ مین برخلاف مرثیہ گویون کے روایت وضعی اور کاذبہ ہوتی تھی

خاک پا ہون بندہ ہون عاشق ہو نہین یا رہو ہون
کچھ تو آخر مین بھی تیرا اے مرے دلدار ہون

محبت آہ کیا کیا رنگ عاشق کو دکھاتی ہے
مگر اک دم ہنساتی ہے تو پہرپہرون رلاتی ہے

ہم تو دشمن آپ کے ہین بارے یہ فرمائیے
اور کس کس سے بہیگی دوستداری آپکی

روبرو غیرون کے شکوہ کیا کرین ہم آپکا
ہو رہینگی پھر کبھی باتین ہماری آپکے

حقارت تخلص میر مومن ولد سلطان علی داروغہ

کسوت خاک پہ اتنا نہو نازان اے قیس
اپنے تن پر بھی کبھی جامۂ عریانی تھا

حقیر تخلص منشی نبی بخش اکبرآبادی سررشتہ دار عدالت فوجداری ضلع کول ولد منشی حسین بخش فارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے

زخم کے منہ مین بھر آیا پانی
جب کہ پیکان کا مزا یاد آیا

پھر گریبان کے اوڑینگے ٹکڑے
پھر وہی چاک قبا یاد آیا

خط جو غیرون کے کیے اوسنے رقم
ہم کو قسمت کا لکھا یاد آیا

وہ نگاہین جنسے تھی مجھکو تسلی کی امید
تشنۂ خون آفت دل دشمن جان ہوگئین

شانہ نے بل نکال دیے زلف یار کے
سیدھا کیا ہے موذیون کو مار کے

حقیر تخلص میر امام الدین عرف میر کلو دہلوی

ہون بست و نیست عالم تصویر کیطرح
گویا ہون اور خموش ہون زنجیر کیطرح

دل مین ہے بیٹھ رہین در پہ صنم کے ہی تیر
راہ کعبہ کی تو آتی ہے نظر دور ہمین

یاد مین اوس بت کافر کے ہوا ایسا مصروف
کہ خود ہی بھول گئے بلکہ خدائی مجھکو

سب نے گلے لگے تری شمشیر کسلیے
برہم سے وہ کھنچی رہی بے پیر کسلیے

گلی مین یار کے چھینٹے گھسیٹ لائے تجھے
حقیر صدقے ہو تو اپنی ناتوانی کے

حقیقت تخلص سید شاہ حسین مرحوم خلف سید عرب شاہ متوطن خوست مقیم لکھنو شاگرد جرأت چیناپٹن مدراس مین بھی گئے تھے وہین انتقال کیا دیوان ریختہ وتحفۃ العجم وخزینۃ الامثال وصنم کدۂ چین انسے یادگار ہین انکی مثنوی ہشت گلزار نظر سے گذری

کیا ترے عشق مین اے عربدہ جو ہاتھ لگا
زیست سے ہاتھ بھی دہویا یہ نہ تو ہاتھ لگا

ہجر مین کیون نہ کرون یاد ملاقات اوسکی
کہ بہلتا ہے ذرا وصل کی تقریر سے دل

دلا اب دونون مل کاٹینگے اوقات آہ وزاری مین
ہوئے بیمار ہم بھی لے تری بیماری مین

کس کے ہین انتظار مین آنکھین
جو کھلی ہین مزار مین آنکھین

نزع مین یہ نہین ہے وجہ مری وا آنکھین
شاید آتا ہے وہ تکتی ہین جو رستا آنکھین

ہو گئی ایک نگہ مین مجھے صحت حاصل
گرچہ بیمار ہین لیکن ہین مسیحا آنکھین

کس طرح طائر دل دام بلا سے نکلے
زلف پر پیچ ہے حلقون سے سراپا آنکھین

حلیم تخلص حکیم محمد حسین عرف بنجھلے صاحب خلف حکیم میر امداد علی باشندۂ فرخ آباد

آزردہ ہوا کرتے ہو فریاد سے میری
دکھتے نہین زیور سے کبھی کان تمھارے

حکیم تخلص حکیم محمد اشرف خان خلف حکیم محمد شریف خان دہلوی اپنے والد کیطرح طبیب بے مثل تھے

مرے رونے نے مجھکو اوس سے کھویا
مجھے اس دیدۂ تر نے ڈبویا

کہون مین کیا برنگ زخم ناسور
ہنسا اکبار گر سو بار رویا

حکیم تخلص غضنفر علی خلف وشاگرد مظفر علی اسیر باشندۂ لکھنو

آنکھ اپنی کسی زہرہ تمثال سے لگی ہے
یہ سحر مقرر چہ بابل سے لگی ہے

حکیم تخلص حکیم احمد حسین عرف للکی سوداگر عظیم آبادی خلف شیخ فیض بخش شاگرد غلام علی راسخ

کچھ آج اولجھتی ہے ہوا سے مری زنجیر	کیا آئی ہوا کاکل پیچاں سے اولجھکر
آنکھیں تری وہ ترک ہیں کافر کہ جنھوں نے	دین چھین لیا گبر و مسلماں سے اولجھکر

حکیم تخلص محمد پناہ خان خلف سید محمد شریف خان تلمیذ خواجہ میر درد باشندۂ دہلی پہلے نثار تخلص کرتے تھے تاریخ اور موسیقی مین کامل تھے

بوسے چھپتے کیا ہو حکیم جگر افگار کا گھر	ایک تکیہ سا ہے اوس شوخ کی دیوار کے پاس
تیرے لیے خلق دربدر ہے	اے خانہ خراب تو کدھر ہے
ہم تو کیونکر کہین کہ بوسہ دو	گر عنایت کرو عنایت ہے
ہم ہی صنم کے غم مین نہ ایمان سے گئے	کتنے ہی بندگان خدا جان سے گئے

حکیم تخلص میر محمد علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد محمد رضا برق

جب سے دل کو تہ گیسو مین مرا اولجھا ہے	وہ بلا کون سی ہے جو نہین آئی سر پر

حلیم تخلص حکیم نہال الدین محرر صدر اکبر آباد باشندہ کاکوری

مرے لیے ہی نہ گئی میرے گھر کی تاریکی	رہا خموش چراغ مزار ساری رات
پھنسا کے زلف مین ڈالی ہے پاؤن مین بیڑی	دگرنہ رنگ حنا لائی تھی ہتھلیوں میں روح

حلم تخلص مرزا احمد سعید الدین عرف مرزا فیاض الدین خلف مرزا ریاض الدین عرف مرزا محمد جان نبیرۂ مرزا جاندار شاہ مقیم بنارس شاگرد میر نواب

کب حنا کی رنگ سے اوسکی کف پا سرخ ہے	لعل کی رکھتا ہے اپنے یار معدن زیر پا

حمزہ تخلص شاہ حمزہ دہلوی مقیم عظیم آباد آخر ایام مین فقیری اختیار کی تھی کبھی رند بھی تخلص کرتے تھے

ہاے کس کس کے تئین بیٹھ کے ہم یاد کریں	غم مجنون کرین یا ماتم فرہاد کرین
بے پر و بال ہی رہنے کا خیال اپنا ہے	مور کی طرح پر و بال و بال اپنا ہے

حمزہ تخلص حمزہ علی باشندۂ اٹاوہ معلمی کرتے تھے

پان کہا وسے ہے تو جھلکے ہی گلی سی یون رنگ
مے کی جون سرخی کہ شیشے سے نمایان ہووے

حمید تخلص حاجی مولوی سید عبد الحمید خلف مولوی سید محمد عثمان مرحوم باشندہ کابل مقیم کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انشح انسے ایک چھوٹا سا دیوان یادگار ہے

پاس میرے بھی کبھی آئیے گا
تا بکے دور سے ترسائیے گا

زلف سلجھانے لگے پھر صاحب
پھر مرے سر پہ بلا لائیے گا

ہو گیا ہے عشق دل کو اوس بت طناز کا
یا الٰہی ہو بخیر انجام اسکے آغاز کا

حمید تخلص حاجی حمید بخت باشندۂ سلہٹ خلف حاجی سعید بخت سعید تخلص شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم راقم کے ملاقاتی ہین

خواب مین شکل دکھانے گا وہ عیار کبھی
یہ بھروسا تجھے اے طالع بیدار نہ تھا

وہ جو شب میرے گھر آیا تو گیا ہوش حمید
اور جس وقت ہوا ہوش تو پھر یار نہ تھا

حمید تخلص سید حسین علی باشندۂ آگرہ

رہا وہ غیر کے گھر کل تمام شب ظالم
مین کیا کہون جو رہے دل کو بیقراری رات

حمید تخلص حمید الدین خان سوار دہلوی

نیند آئی تھی مدت مین جگا کے دیا ہائے
پاؤن مرے اے گردش تقدیر ہلا کر

حمید تخلص سید حمید الدین ولد کلام الدین شاہ فرخ آبادی شاگرد اسمٰعیل حسین منیر

عشق ان سنگدلون کا نہین آسان ہو دل
کام جو سامنے آیا مرے مشکل آیا

حسنا تخلص عبد الکریم خان ولد سرور خان لکھنوی شاگرد میر صبا صاحب دیوان ہین

لوگ کہتے ہین عیادت کو وہ کل آئین گے
اور اک شب سفر مرگ مین وقفہ ٹھہرا

گر کر موسے ہین ایسے کسی کی نظر سے ہم
اوٹھتا ہے اب غبار ہمارا زمین سے کب

کیا دخل پھر کے کوچہ گیسو سے آئے دل
کیسا رفیق چھوٹ گیا اپنا ہائے دل

وصل کی شب مجھ سے اوس بت سے بگڑ بگڑی ہوئی
پہنے ہے وہ جنگجو جھگڑے کا چھلا ہاتھ مین

جب سے اوس یوسف لقا کو دل دیا ہے اے حنا
سورۂ یوسف زبان پر ہے زلیخا ہاتھ مین

ہو کبھی دشمن کو بھی یارب نہ دشمن سے نصیب
رنج جو پہونچے ہین مجھکو دلربا کے ہاتھ سے

حوشتم منشی دیپ چند کھتری دہلوی خط نستعلیق و شکستہ خوب لکھتے تھے زبان فارسی و انشاپردازی مین کامل تھے پیرانہ سالی مین بہ سبب مختل ہونے حواس کے یہ تخلص اختیار کیا اور شاعری کی طرف مائل ہوئے بارہ تیرہ برس ہوئے کہ انتقال کیا

جب کہ آنے کی سنی مین نے خبر دلدار کی	بھر گئی کانون مین بو اوس زلف عنبر بار کی

حیا تخلص مرزا رحیم الدین خلف شہزادہ کریم الدین دہلوی متخلص بہ رسا شعر اچھے بامزہ ہوتے ہین شطرنج بہت خوب کھیلتے ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

دیکھنے پائے نہ دل بھر کر قیامت مین بھی	روز محشر وصل کی شب کی برابر ہو گیا
رونا کہان ہوا ہے مجھے دل کھول کر نصیب	دو آنسوؤن مین نوح کا طوفان آ گیا
ممکن ہے کہ رحم اوس بت کافر کو نہ آئے	یہ ہم کو حیا حال دکھانا نہین آتا
بتون کو چاہ کی ہم تو عذاب میں ہین ہے	شب فراق کٹی روز انتظار آیا
کہا صنم سے تسلی دو آنکر تو کہا	غدا نہین کہ جو ہم دل رکھین زمانے کا
سہل سمجھے تھے دم قتل گران جانی کو	ہو گیا کام تری تیغ کو دشوار اپنا
بس وصال میسر مجھے وصال ہوا	مرے جنازے پہ بیٹھے رہو وہ ساری رات
شروع شام جدائی مین نالہ و افغان	ابھی تو اے دل مضطر تری ہے ساری رات
ناصح نہ دل سے ترک محبت کا کر کلام	ایسی سنے تو مین ہی نہ سمجھا لیا کرون
آدمی ہون نہین پتھر کا کلیجہ میرا	اس قدر تو نہ ستم کر کہ اوٹھا بھی نہ سکون
آتے ہی آتے موت کی یہان عمر ہو چکی	جو ہے سو میری جان کو غفلت تمھارے ہے

حیات تخلص محمد حیات خان ولد احمد یار خان قوم افغان شاگرد روشن شاہ روشن تخلص و نواب الٰہی بخش خان معروف باشندہ رام پور میرٹھ مین پرمٹ کے سر رشتہ سے متعلق تھے

تیرے بسمل کی یہ حالت ہوتہ خنجر ناز	سر جدا ہاتھ جدا پاؤن جدا دھڑ جدا ہے

حیات تخلص مہر الدولہ سید زکی علیخان بہادر باشندۂ لکھنؤ شاگرد مہدی علیخان نوتر

اون زلفون مین اب دل کا پھنسانا نہین اچھا	ان کافرون کے پیچ مین آنا نہین اچھا

تھوڑی سی ہے رات اور وہ مین جانے یہ تیار | او فرغ سحر شور مچانا نہین اچھا
موت آئے جیسے سایۂ دیوار صنم مین | ایسے کا تو مردہ بہی اوٹھانا نہین اچھا

حیدر تخلص حسام الدین

ملک حضال پریوش فرشتہ خو کہتا | مجال تھی کہ سگ یار کو مین تو کہتا
تسخیر کو عالم کے نیا طور انکا لا | کیا طوق محبت ہے ترے کان کا بالا

حیدر تخلص منشی حیدر علی مرحوم باشندۂ ہوگلی خلف منشی غلام نبی مرحوم بن مسند خان مرحوم دہلوی جو واندیزون کے عہد مین دہلی سے ہوگلی مین آئے تھے اور وہین سکونت اختیار کی تھی بڑے ظریف تھے راقم نے انکو ہوگلی مین دیکھا ہے

کھڑا ہو کر مرے بالین پہ وہ رخصت جو ہوتا ہے | نظر آتا ہے حیدر نزع مین جلوہ قیامت کا
حال دل گر کہون تو کہتا ہے | شوق مجھکو نہین کہانی کا
[illegible] پیری مین کیون ہوا ای حیدر | کیا ہوا ولولہ جوانی کا
[illegible] ہاتھون مین لیے ہین ساتھ طفلان حسین | مین وہ دیوانہ ہون پریون کا اکھاڑا ساتھ ہے
ایک بوسے کے لیے اتنا بگڑتا ہی کوئی | تو ہی منصف ہو بھلا انصاف تیرے ہاتھ ہے

حیدر تخلص مرزا حیدر شکوہ خلف مرزا اکام بخت بن مرزا سلیمان شکوہ ابن شاہ عالم بادشاہ مقیم لکھنؤ

نازسے جب وہ چلتے ہین پازیب سے آتی ہی صدا | کافر کہیے انکو جو وہ انکار قیامت کرتی ہین

حیدر تخلص مولوی سید ولی حیدر ولد منشی امیر حیدر فرخ آبادی

خلق کی آنکھون مین چڑھے پھر نہ ہم | تم نے نظر سے جو اتارا ہمین

حیدر تخلص منشی مصطفے حیدر خلف مولوی غلام حیدر مرحوم سررشتہ دار فورٹ ولیم کالج کلکتہ مدرس فارسی بہرہ مدرسۂ عالیہ کلکتہ وطن انکا جاجمئو مولد بنارس مسکن کلکتہ اشعار اپنے راقم کو دکھلاتے ہین انکی طبیعت مین نہایت شوخی ہے صاحب دیوان ہین

دل لیکے مرا صاف مکر جاتے ہین کیسا | جب مانگون تو جھنجھلا کے یہ فرماتے ہین کیسا

سہے صبا جاروب کش چھڑکاؤ کرتا ہی سحاب
آمد فصل بہاری کی چمن مین دھوم ہے

دیکھیے جسوقت طفلان پریزیرو ساتہ ہین
ایک ہی ہشیار ہی حیدر عجب دیوانہ ہے

چلے ہو کیسلیے ہو کر خفا سنو تو سہی
بتا دو پہلے ہماری خطا سنو تو سہی

ادھر تو دیکھو نہ بولو ذرا سنو تو سہی
شب وصال مین کیسی حیا سنو تو سہی

تا صبح ایک بوسہ نہ ہرگز دیا مجھے
باتین تمام شب وہ بنائے چلے گئے

انھون نے کان بھی نہ رکھا آہ و نالہ پر
بلبل کو چٹکیون مین اوڑائے چلے گئے

اوٹھے کسلیے تم بھلا بیٹھے بیٹھے
ہوئے مجھسے شاید خفا بیٹھے بیٹھے

بس قتل عاشقان پہ نہ بیڑا اوٹھائیے
لاکھون کا خون ہوگا نہ لاکھا جمائیے

ور پردہ پردہ فاش کیا چاک جیب نے
پردہ نشین سے عشق کو کیون کر چھپائیے

کافر یہ سنگدل ہین بڑے سخت بیوفا
حیدر نہ ان بتون سے کبھی دل لگائیے

حیدر تخلص نواب حیدر حسین خان خلف نواب حیدر علیخان شاگرد جوشش

کچھ تو ارشاد ہو فرمائیے کچھ تو صاحب
کیا خطا مجھ سے ہوئی آپ جو کم کرتے ہین

حیدر تخلص سید ابن حیدر عرف بھولے میان خلف سید دلدار حیدر بلگرامی

یاد رکھنا تو مری بات کو اے جان جہان
مجھ سا دنیا مین نہین ہے ترا خواہان پیدا

حیدر تخلص سید حیدر علی خان لاہوری حضرت شیخ عبد القادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے

لے سنگ و خشت مجھ پہ ہر خاص و عام نکلا
بارے جنون کی دولت اپنا یہ کام نکلا

میان تنگ تو رشک سے ہے کہ گوارا نہین مجھے
محرم سے ہے بند بھی جو ترے سینہ بند کا

اس ادھ سے بیڈھب کچھ اس چشم تر کا
خدا حافظ آج اپنی دیوار و در کا

حیدر تخلص میان حیدر

ہے کہان اب تو اے مسیحا دم
یاد آتا ہے وہ ترا عالم

ہجر مین تیرے مجھ پہ کیا گذری
تجھکو معلوم کچھ ہوا اے صنم

حیدر تخلص دلیر الدولہ محمد علی خان بہادر عرف آغا حیدر خلف نواب

اسد الدولہ محمد تقی خان ترقی متوطن نیشاپور باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد برق صاحب دیوان گزرے

اوس پریوش کی نظر جب سے کہ آئین آنکھین
نہ کبھی حور نہ انسان نہ پری نے دیکھین
برق کا طرز جو حیدر کے سخن مین پایا

میری آنکھون مین کسی کی نہ سمائین آنکھین
چشم بد دور جو اوس شوخ نے پائین آنکھین
اوس سے محفل مین کسی نے نہ ملائین آنکھین

حیدر تخلص حیدر شاہ خان ساکن میرٹھ شاگرد امداد حسین طہور مصوری مین بھی دخل رکھتے تھے

کب آتش دردن مرے ہوتے نہین بلند
مانند برق کب دم شعلہ فشان نہین

حیدری تخلص حیدر بخش دہلوی ۱۲۱۶ بارہ سو سولہ ہجری مین کلکتہ مین تھے انکی آرایش محفل یعنے ہفت سیر حاتم نظر سے گزری

برابری کا ترے گل نے جب خیال کیا
صبا نے مار طمانچہ منہ اوسکا لال کیا

حیدری تخلص غلام حیدر دہلوی مقیم عظیم آباد

حیدری کے قید کرنے کی عبث تدبیر ہے
اس پریشان کو خیال زلف ہی زنجیر ہے

حیران تخلص حافظ بقاء اللہ خلف حافظ ابراہیم خط نسخ و نستعلیق خوب لکھتے تھے

قطعہ

بعد مرنے کے یہ خواہش ہے مری اے دوستو
گرد تربت کی ہو اک آئینہ اور طوطی ہو وہ

کچھ نہ خواہشمند ہون عزت کا نہ توقیر کا
تاکہ جانے ڈھیر ہے حیران خوش تقریر کا

حیران تخلص میر حیدر علی دہلوی شاگرد سرب سنگھ دیوانہ بہار مین مارے گئے اپنے قاتل کو بھی اپنے ساتھ لے گئے

ق

کہا مین نے کہ میرے گھر چلیئے
تیوری کو چڑھا لگا کہنے
مجھ سے کہتا ہے میرے گھر چلیئے
دیکھ زخمی مجھے اوس کو یہ قاتل و انسے

اس مین کچھ کم نہ ہو گی محبوبی
رہ و رسم ادب تو سب ڈوبی
دیکھیو اختلاط کی خوبی
ہنسکے کہتے ہین کہ یہ زخم جگر سلو اسے

حیران تخلص میر منو عظیم آبادی مرثیہ مین مظلوم تخلص کرتے ہین

وہ ظالم ایک دن بھی آن کر بیٹھا نہ پہلو مین ۔ مگر دیکھا ہے یہ حال دل دیوانہ پہلو مین

حیران تخلص میر ولایت علی دہلوی بہادر شاہ بادشاہ دہلی متخلص بہ ظفر کے عہد مین خدمت کتابی پر مامور تھے

مر ٹکیا رہون یا چھوڑ کے سر مر جاؤن ۔ تیری مرضی ہے بتا اے غم تنہائی کیا
شکل تصویر جو حیرت مین تو اسی حیران ہے ۔ اوسکی تصویر کسی نے تجھے دکھلائی کیا

حیرت تخلص حافظ عبد الرحمن باشندہ جھجھر شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

اک دو ہی آنسوؤن مین لگا ڈوبنے فلک ۔ نکلے گی خاک دیدہ خونبار کی ہوس
گر شربت وصال نہین موت ہی سہی ۔ کوئی تو نکلے اس دل بیمار کی ہوس
حیرت کا خدا جانے ہے کیا حال کہ ہمدم ۔ کچھ رات سے آتی نہین آواز فغان کی

حیرت تخلص مرزا رمضانی دہلوی خلف شہزادہ صمصام الدین شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

وہ خار ہون کسی سے اوبجھتا نہین ہون مین ۔ دشمن کی آنکھ مین بھی کھٹکتا نہین ہون مین
حیرت اب یار سے کیون ترک وفا کرتا ہے ۔ پہلے ہی تم نے محبت نہ بڑھائی ہوتی

حیرت تخلص محمد جان خان ولد باز خان باشندہ الہ آباد

مرقد سے میرے اوٹھکے بگولا جو رہ گیا ۔ کہنے لگے وہ خاک کسی ناتوان کی ہے

حیرت تخلص میر محمد حسین ولد سید امید علی متوطن بارہ مقیم قصبہ اکبرپور معروف بہ بندگی تواب فتح پور ہنسوا شاگرد احمد علی کامل

اوٹھا جو صبح کو ملتا وہ مست خواب آنکھین ۔ لگا چورانے مسیحا سے آفتاب آنکھین
خبر ہے آمد جانان کی برلب دریا ۔ ہین انتظار مین کھولے ہوئے حباب آنکھین

حیرت تخلص میر مراد علی تاجر مراد آبادی شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین تھے بعضے تذکرہ والون نے انکا تخلص حیدر لکھا ہے

سمجھ کے دیکھا تو بیجا تھا سب گلہ دل کا ۔ یہ چشم تر نے ڈبویا معاملہ دل کا
شریک آہ ہے شور جنون ہے وحشت ہے ۔ عجب جلوس سے جاتا ہے قافلہ دل کا

کہان سے ہے شیشۂ مے محتسب خدا سے توڑے
پھرے بغل مین چھلکتا ہے آبلہ دل کا

حیرت تخلص غلام فخر الدین نبیرۂ میر منو ولد اعتماد الدولہ قمر الدین خان مقیم کالپی فارسی بھی کہتے تھے

ہم اوس بزم سے یون پرارمان نکلے
جوانی مین جسطرح سے جان نکلے
یہ ستم دیکھون کن آنکھون سے مین لبی غیرت عشق
ایک عالم اوسی کوچہ کا تماشائی ہے

حیرت تخلص پنڈت اجودھیا پرشاد کشمیری شاگرد جرأت موسیقی اور تیر اندازی مین اچھا دخل رکھتے تھے ۱۲۳۵ھ بارہ سو پینتیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے کبھی دہلی اور کبھی لکھنؤ مین رہا کرتے تھے

برنگ نقش پا اوسکی گلی سے اوٹھ نہین سکتا
ہوا ممنون احسان خوب اپنی ناتوانی کا

حیف تخلص میر چراغ علی لکھنوی شاگرد میر شبیر علی افسوس

جسکی ہر اک امید مبدل بہ یاس ہو
کیا اوس مریض عشق کی جینے کی اس ہو
ہے اپنے تو نزدیک وفا خوب ولیکن
ہو لطف جو تیری بھی طبیعت ادھر آوے
کہتا ہے کوئی بال اوسے کوئی رگ گل
کچھ مین بھی کہون تیری کمر جو نظر آوے
کانون مین نہین ہین اوسکے بالے
اک چاند کے دو ہوئے ہین ہالے

حیف تخلص موتی لال ولد لالہ بت سنگہ شاگرد میر سوز ۱۱۹۶ھ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین لکھنؤ مین تھے

گلشن دہر مین کیونکر وہ بھلا شاد پھرے
رات دن جسکے لیے گھات مین صیاد پھرے

حیف تخلص شیخ محمد حاجی مرحوم دہلوی شاگرد میر محمدی بیدار

رباعی

اب تجھ سے کہون جو کچھ ہے دل مین میرے
سب تجھ سے کہون جو کچھ ہے دل مین میرے
پہلے کہہ لے کہ مین چھپاؤن گا برا
تب تجھ سے کہون جو کچھ ہے دل مین میرے

حرف خاء معجمہ

خادم تخلص خادم علی شاہ مقیم کلکتہ دس ۱۰ بارہ برس ہوئے کہ انتقال کیا رائمد

اسکسے مشاعرہ مین ملاقات ہوئی تھی

صاف آیا میل سے دلمین وہ یاد افسوس آج — خانۂ تاریک مین روشن ہوا فانوس آج

خادم تخلص منشی محمدی راجہ برہ وان کی سرکار مین متعلق ہین فارسی بیشتر کہتے ہین

اشک کوئی دم مین اب لاتا ہے منہ پر دلکی بات — طفل سے ممکن نہین ہے ضبط کرنا راز کا

خادم تخلص شیخ خادم علی کتھیلے شاگرد میر تقی دہلی مین تربیت پائی تھی بیشتر خطوط مین دخل رکھتے تھے صاحب دیوان گزرے

عاشق ہوا ہون اک بت بالا بلند پر — صد آفرین ہے میری بھی عالی پسند پر

اسکے ہاتھون اک جہان ویران ہے — چشم بھی میری کوئی طوفان ہے

خادم تخلص خادم علی خان باشندہ فرخ آباد استاد نواب ناصر جنگ بنگش بیشتر فارسی کہتے تھے

مجھکو کہتے ہو کہ چل باہر ہو — آپ کے کہنے سے کب باہر ہون

خادم تخلص خادم علی لاہوری مقیم دہلی

نہین جو کہ نہ کوئی تھین سوکین پر وہ شوخ — نہ ملا اپنے جگر سوختہ سے پر نہ ملا

خادم تخلص ایک شخص باشندہ پانی پت کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

رات بھر ماتم پروانہ مین روتی ہے شمع — اشک سے داغ جگر اپنے کو دھوتی ہے شمع

خاص تخلص منشی پلٹن سپاہیان شاہی محمد حیدر خان خلف الٰہی بخش خان باشندۂ دہلی شاگرد مرزا جمعیت شاہ ماہر

تہی جدائی گرچہ پہلو مین مرے وہ یار تھا — ناز تھا آزردگی تھی رنج تھا انکار تھا

کاوشین جھیلین نہ کیا کیا با دو مژگان ہین برے — گاہ نشتر تھا جگر مین گاہ دل مین خار تھا

دیکھ لے نقشہ اگر اوس عالم تصویر کا — تو تو کیا زاہد دل آوے اوس پہ تیری پیر کا

خاکسار تخلص میر محمد یار عرف میر کلو مرحوم دہلوی شاگرد مرزا مظہر قدس سرہٗ قدم شریف مین تشریف رکھتے تھے بڑے عاشق مزاج اور صاحب دل تھے جسپر اونکی آنکھ پڑتی تھی وہ تعلقات دنیا سے آزاد ہو جاتا تھا

تیغ قاتل سے رہے محروم نبے تقصیر ہم … روز محشر کو اوٹھینگے اسلیے دلگیر ہم
قیامت بھی ہوگی تو میری بلا سے … مجھے داد خواہی کی طاقت کہان ہے
تری زلف سیہ سے اسے پیار ہے … مجھکو اک سر ہزار سودا ہے

خاکسار تخلص غلام محی الدین خان مرادآبادی شاگرد قدرت اللہ شوق

تکیۂ مخمل ہے گرچہ منعمان کے زیر سر … ہاتھ اپنا بس ہے یہان مجہ ناتوانکے زیر سر

خاکی تخلص غلام حیدر بیگ وطن انکا بدخشان مولد دہلی دکھن مین رہتے تھے

ہم عشق بھی سیکھین اگر استاد ملے کوئی … دل تو ہے بتادے سبھے گر یاد ہو کوئی

خالص تخلص مولوی محمد عبد الرزاق مدرس مدرسہ سرکاری کول

دیا ہے تمنے دل خالص کسی آئینہ سیما کو … نہین تو صورت آئینہ کیون بیٹھے ہو حیران سے

خالق تخلص خالق بخش اکبرآبادی شاگرد اسیر

فراق و رنج و الم یاس و درد و اندوہ و قلق … کرم سبھون نے کیا ہم پہ باری باری رات
بندھا خیال جو اوسکی جبین کی افشان کا … ستارے گن ہی کے خالق نے سب گزاری رات

خان تخلص عبد اللہ خان داناپوری شاگرد حافظ ضیغم کلکتہ مین وفات پائی

جس دن سے وصل یار سے یارب جدا ہوے … کیا کیا فلک کے ہم پہ ستم ظلم و جفا ہوے

خان تخلص مہدی خان شاگرد سعادت یار خان رنگین باشندہ وطن مقیم دہلی

یاد جس وقت تری آتی ہے … مجھکو ہچکی وہین لگ جاتی ہے

خان تخلص محمد اشرف خان مرحوم ولد محمد علی خان باشندہ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے ہے

بتونکی چاہ لگی ہو برا ضعیفی کا … ادھر تو پک گئے بال اودھر سدا ہی رات
اے خان غم فراق مین تم زہر کھا مرو … اسکے سوا نہین کوئی تدبیر دوسری

خالی تخلص مرزا خانی باشندہ دہلی اسکے دماغ مین مالیخولیا تھا

بے عقلونکے کام ہی کرتے رہے سدا … عاشق ہوئے تو یہ بھی خلل تھا دماغ کا

خاور تخلص محمد اکبر خلف مرزا مہدی سیستانی مقیم اکبرآباد فارسی و اردو مین شاگرد

مرزا محمد حسین خراسانی اور میر وزیر صبا کے

مرتا ہون نہ جیتا ہون عجب دکھ مین پڑا ہون
کیا یہ سمجھتے ہو حال ہے کیسا مری دل کا

خبر تخلص سید مهدی بلگرامی ولد محمد عسکری تھوڑے روز ہوئے کہ چالیس برس کی عمر مین بھاگلپور مین قضا کی

ہم نے رونے کا بھلا کب سر و سامان باندھا
تم نے ہی دیدہ و دانستہ یہ طوفان باندھا

سد وصال رنجش دلدار ہو گئی
اتنا بڑھا غبار کہ دیوار ہو گئی

خبیر تخلص غلام محمد خان خلف غلام قادر خان فرخ آبادی شاگرد رشک

ہے ماہ پر آگے ترے مہتاب کا عالم
خورشید مین نقشہ ہے چراغ سحری کا

خدمت تخلص فرحت علی لکھنوی

دو دن ہے زندگانی تجھسے کلام کر لے
اکبار میرے گھر مین دلبر مقام کر لے

خرد تخلص نواب فخر الدین خان دہلوی خلف نواب شرف الدین خان معاصر مومن

ہمارے اونکی صحبت آہ ابر و برق کی سی ہے
ہم اونکو دیکھکر روتے ہین اور وہ ہم پہ ہنستے ہین

لبون پہ جان ہے جلدی کہین ہونچ ظالم
یہ آرزو ہے کہ دم تیرے روبرو نکلے

خرد تخلص بالا پرشاد کھتری خوشنویس باشندۂ دہلی

یہ ہے پتھر اور وہ گل برگ تر ای جوہری
کیا ہے نسبت لعل کو اوسکے لب خوش رنگ سے

خسرو تخلص پنڈت رام نراین دہلوی شاگرد حافظ غلام دستگیر مبین

ہم آپ سے نہین جاتے یہان سو گھبرا کر
یہ جسکے جذبۂ دل کا اثر ہے کیا کہیے

خستہ تخلص محمد عبد اللہ عرف میر جیون دہلوی والد انکے نواب مجد الدولہ عبد الاحد خان کے متنبین مین تھے

سایہ سا ان پہونچی تو تھے پا تو تلک گر گر کر
اوسنے دامن کو بھی پر ہاتھ لگانے نہ دیا

خستہ تخلص غلام قطب سید محمد کرمانی قدس سرہٗ کی اولادون مین اور سلطان المشائخ رحمۃ اللہ کے مزار کے خادمون مین تھے بھورے خان

آشفتہ سے اصلاح لیتے تھے

جلوہ اوس مہ نے جو تا گاہ لب بام کیا
رونق خورشید درخشان کا وہین شام کیا

خسرو تخلص مرزا محمد کیخسرو جلال بہادر عرف مرزا احمد جان خلف مرزا محمد خرم بخت بن مرزا محمد جہاندار شاہ مقیم بنارس مرید حضرت خلیفہ شاہ غلام قادر علیہ الرحمۃ

سنتا ہے لا اہل جہان کی یہی عادت
منہ پر تو خوشامد کرین تحقیر پس پشت

خشنود تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

ہو غریق رحمت پروردگار
آج ساقی کا پیالہ ہو گیا

خضر تخلص مرزا خضر سلطان بن ابو ظفر بہادر شاہ متخلص ظفر شاگرد اسد اللہ خان غالب

نہ کہہ سکتے ہین کچھ اپنی نہ سن سکتے ہین کچھ تیری
ہمین اسوقت مین اے بیوفا دیکھا تو کیا دیکھا

جام جمشید کو آئینہ سکندر کو ملا
خضر مین وہ ہون کہ حصہ مین مرے دل آیا

کالی سے کون خوش ہو مگر حسن اتفاق
جو تیری خو تھی وہی مرا مدعا ہوا

کہتے ہو وہ بھی ہوس پیشہ ہے حسیاں توبہ
مجھسے اک چھیڑ ہوئی شکوہ عدو کا نہ ہوا

کہتے ہو کہ اک روز تجھے قتل کرینگے
پر یہ بھی تو اے شوخ ستمگر نہین ہوتا

خضر تخلص شیخ محمد یوسف شاگرد جان صاحب

جیتے جی اور بھی اس ناز و ادا نے مارا
ہاتھ کھینچا جو شب وصل تو شرما کے بہت

فاتحہ پڑھ کے مری قبر پہ غیرون سے کہا
یاد آنے لگا یہ جانباز ہمین ہائے بہت

خطا تخلص مرزا انظر علی بیگ ولد مرزا ایوب بیگ لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان مین

زبان لڑا لے ہو کس اختلاط سے پیارے
سمٹ کے آئی ہے دیکھو مری دہن مین زبان

کرے جو مرد و نشے باتین ابھی فرزند ہون
مسیح وقت ہے تو ہے ترے دہن مین روح

خطیر تخلص سید امداد علی خلف امیر علی باشندہ فرخ آباد شاگرد صفیہ

آج غصہ مین وہ زندان کی طرف آتا ہے
بیڑیان پاؤن کی بولین تھی قیامت ہو گی

خفی تخلص مرزا محمد معروف بہ سفید دیو خلف مرزا حیدر علی لکھنوی صاحب دیوان ہین

ترک چشم وصف مژگان و نگاہ خونریز	ہین انھین لشکر خونخوار کے سردار ابرو
کشتیان آنکھین ہین بیشک خط پیشانی موج	مچھلیان حسن کے دریا مین ہین آ بار ابرو
روے محبوب ہے یا کوئی سلفچی نہ ہے	مژہ خنجر ہے نگہ تیر ہے تلوار ابرو

حقی تخلص راجہ بابو عظیم آبادی

ہے خنک ازبس ہواے بزم ساقی جلد لا	گرم صحبت ہوگی زیب انجمن ہو جائے گا
دیکھ سنبل کو چمن مین یاد آئے اوسکی بال	حاصل اس گلگشت سے آخر پریشانی ہوئی

خلش تخلص حافظ فردوس علی شاگرد عزیز مولوی عبد الکریم سوز

کیون یہ کہتے ہو خلش کو کہ وہ بیمار نہ تھا	کچھ تو آزار اوسے تھا کہ وہ اچھا نہ ہوا

خلق تخلص میر احسن خلف و شاگرد میر حسن دہلوی صاحب مثنوی بدر منیر باشندۂ لکھنؤ

عجب عالم مین بیہوشی کے وہ مجھکو نظر آیا	کہ آنا بھی نہ ہوش آیا کہ جو پوچھون کدھر آیا
دل لگاتے تو لگایا یہ نہ تھا کچھ معلوم	جی پہ کیا گزرے گا اور جان پہ کیا ہووےگا

خلیق تخلص مرزا ظہور علی ولد مرزا ہوشدار سنہ ۱۱۹۹ گیارہ سو ننانوے ہجری مین ناظم بنگالہ کی سرکار مین توسل رکھتے تھے

صحبت زندہ دلان ہے باعث آرام جان	ہمنشینی مردہ دل کی ہے عذاب زندگی

خلیق تخلص میر مستحسن مرثیہ گو برادر خورد میر احسن خلق باشندۂ لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

غفلت مین فرق اپنے تجھمین کبھو نہ آیا	ہم آپ مین نہ آئے جب تک کہ تو نہ آیا
کہا مین نے جو اسے گل کچھ وفا کر	تو وہ ہین ہنس پڑا وہ کھکھلا کر
بھاگنا تیرا بجا اوس سے ہے اے سیمین تن	قد تو سیماب ہے اور پارۂ اخگر عاشق
حشر کا ڈر اونہین کیا ہے کہ تیرے کوچے مین	خود بپا کرتے ہین ہنگامۂ محشر عاشق
بیستون مین اثر گریۂ فرہاد کو دیکھ	جگر سنگ سے بھی آب روان ہے تک تک
مثل آئینہ ہے اوس رشک قمر کا پہلو	صاف ادھر سے نظر آتا ہے ادھر کا پہلو

کسکے خرام ناز کا پامال ہون خلیق
کہتی ہے چوٹ دل کو مرے ہر قدم کے ساتھ

جلیل تخلص میر دوست علی ولد سید جمال علی باشندۂ قصبہ طہرولی متعلقہ باربانا گرد رشید آتش رفیق نادر مرزا ے نیشاپوری بشتر لکھنؤ میں رہتے ہین ۱۲۸۹ بارہ سو اوناسی ہجری مین کلکتہ مین آئے تھے صاحب دیوان ہین اشعار انکے بہت خوب اور مرغوب ہوتے ہین راقم کے دوستون ہین یہ اشعار اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

میرے دل مین اگر آپ آئیے گا
داغ کی طرح سے رہجائیے گا

ہاتھ جوڑون بھی تو ٹھہرینگے نہ آپ
نبض کیطرح پا چلے جائیے گا

جلوۂ حسن رخ یار نے بیہوش کیا
وصل مین لطف شب وصل میسر نہوا

دل ہے خود مرشد کامل اسے کیا سمجھاؤن
خضر کا کوئی کسی راہ مین رہبر نہ ہوا

غم فرقت یہ بلا ہے کہ تمام اعضا مین
پھوٹ پڑجاتی ہے جسوقت وہ دلبر نہ ملا

عشق نے دشمن راحت یہ بنایا ہے مجھے
نہ دیا دل اوسے جو شوخ ستمگر نہ ہوا

ضعف سے کانپتے ہین چلنے مین ہر بار قدم
پڑتے ہین صورت چوب کہن بیمار قدم

پاے رنگین سے جو ہر نقش قدم ہو گل تر
چار باغ آسمے نظر جو چلو چار قدم

سالک راہ محبت کو ہے غفلت سے ضرر
دیکھو سونے سے یہ جاتے ہین بیکار قدم

مرتبہ خاک نشینون کا جو سمجھے کوئی
رکھے پھر نقش قدم پر بھی نہ زنہار قدم

بے سبب دشت جنون مین نہین سرگرداں ہم
قلم آسا نہین رہتے کبھی بیکار قدم

حشر برپا ہو کہین لوگ قیامت آئے
ربع مسکون مین ہو ہل جو چلو چار قدم

بتون کا سبزۂ خط خال کا نہین محتاج
بغیر مہر یہ خط اعتبار رکھتا ہے

ترقیون مین تنزل کا بھی خیال ہے شرط
گر مجھے کو تین کو نظر مین سوار رکھتا ہے

رونے یہ باندھے جو مری چشم تر کمر
کیسے زمین فلک یہ ہو پانی کمر کمر

جان جان عاشقو نہین نام جدائی کا نہ لو
موت کا ذکر نہین کرتے ہین بیمارون مین

تم سنو یا نہ سنو نالے کیے جاؤن گا
درد دل کہنے سے مطلب ہے اثر ہو کہ نہو

کرتا یان حسین بند کی پہندے ہین جال کے — کہیلے گا مرغ رنگ حنا کا شکار ہاتھہ

اوس بت کو دیکھتے ہی ہوا دل اسیر عشق — پتھر کے نیچے دب گئے جب بے اختیار ہاتھہ

ہر طرح مل رہیگا پس مرگ اے خلیل — دس گز کفن گزی کا زمین مین چہار ہاتھہ

اچھے نہین ہین جوشش وحشت کے رنگ و ڈہنگ — تیور کچھ اب کی سال برے ہین بہار کے

دم سے طلسم آدم خاکی کا ہے خلیل — پھرتی ہین پتلیان یہ سہارے سے تار کے

حالت صفت شمع ہے یہ سوز جگر کی — پاؤن کو جلا دیتی ہے آتش مرے سر کی

مین مر گیا وہ گھر کو گیا صبح شب وصل — نقارہ مرے کوچ کا نوبت تھی سحر کی

مر کر بھی چھپا دن جو تری زلف کا سودا — بتی نہ دہوان دے مرے تربت پہ اگر کی

خلیل تخلص سید ابراہیم علی اکبرآبادی شاگرد گلزار علی اسیر

وصفِ دہن تنگ نے خاموش کیا ہے — کے جائے تکلم ہے نہ موقع ہے صدا کا

کعبہ و دیر مین کسکے لیے پھرتے ہو خلیل — سچ کہو شوق ہوا کس بت ہرجائی کا

ملجائیگا موقع جو کبھی دادرسی کا — اللہ سے اے بت تری فریاد کرینگے

خلیل تخلص علی ابراہیم خان مرحوم نائب ناظم بنگالہ گورنر جنرل لارڈ ہسٹنگ بہادر انکو عدالت دیوانی ضلع بنارس کا حاکم مقرر کیا تھا صاحب دیوان و تذکرہ شعراے فارسی و اردو گزرے

نور و نفس سے میرے تر ہو جیب و کنار آخر — خلیل آنکھون کے ہاتھون ہو گیا گازرِ سیلو تن

خلیل تخلص شیخ محمد خلیل لکھنوی شاگرد مصحفی

جب آگے ترے شمع نے سر اپنا اوٹھایا — گلگیر نے تب اوسکی وہین دور کی گردن

سو تیغ لیے نکلے ہے اک ہاتھ مین خورشید — تا کاٹے جو دیکھے شب دیجور کی گردن

خلیل تخلص شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر وزیر محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علی خان بہادر خلف خواجہ عبد الحکیم غدر مین مارے گئے وطن انکا کشمیر مسکن لکھنؤ شعر انکے اچھے ہوتے ہین

میرے گھر کا ہمکو آپ آئیے گا — خیر بندے ہی کو بلوائیے گا

سنکے حالِ شب فرقت بولے — کہیئے کچھ اور بھی فرمایئے گا
ایسے ہی وعدے وفا ہوتے ہین — ہان بجا سچ ہے ضرور آیئے گا
کھیل مین جان یہ کھلوایئے گا — ہم کو شمشیر سے سر آیئے گا
نزع مین دیکھ کے فرماتے ہین — ہم جلا لین گے جو مرجایئے گا
وصل مین کہتے ہین ہو لے بنکے — کسطرح ہجر مین مرجایئے گا
کس عنایت سے وہ کہتے ہین خلیل — شام کو آج ضرور آیئے گا
وصل وس رشک حسین کا گر میسر ہو خلیل — آرزو اک عمر کی ہوجائے حاصل باغ مین
ہاتھون یہ سر جو معرکۂ امتحان مین تھا — پیچھے ہٹے نہ ایک قدم کو ہکے یا دن

خوشتر تخلص مرزا خدایار دہلوی ملازم راجہ رنجیت سنگھ بہادر پنجاب مین سکونت اختیار کی تھی

خوشتر کس سے نیا اختلاط ہے کہ ہمین — کچھ اندنون کہین تیرا پتا نہین لگتا

خندان تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہوا

گردش چشم سر تیرے جب کہ نگاہ کیجیے — خانۂ دل کو اپنے ہاتھ آپ تباہ کیجیے

خواجہ تخلص مولوی عبدالعزیز خلف مولوی اظہر علی مرحوم منشی سابق فورٹ ولیم کالج کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ الشیخ وطن انکا سلہٹ مولد و مسکن کلکتہ بڑے ذہین و ذکی ہین شعر اچھا کہتے ہین ۱۲۷۸ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین انتقال کیا

دل لیکے جان مانگتے تھے وہ بھی لے چلے — اب میرے آپ کے کوئی جھگڑا نہین رہا
گرور دسر گیا تو رہا درد دل اوسے — بیمار عشق ایک دن اچھا نہین رہا
بعد فنا بھی درد و الم میرے ساتھ ہین — مرقد مین بھی رہا تو مین تنہا نہین رہا
دیر و حرم مین سب مری صورت سے ہین نفور — دل دے کے آپ کو مین کہین کا نہین رہا
چشم تحقیق سے جب سوے کلیسا دیکھا — بت مین بھی جلوہ نما نور خدا کا دیکھا
ساقیا آگے ترے دیدۂ میگون کے ادہم — بادۂ سرخ کو پانی سے بھی پتلا دیکھا
گرم جوشی غیر سے کر کے جلایا آپ نے — اب تو صاحب آپ کا ٹھنڈا کلیجا ہو گیا

یاد گل مین ہووے اے خواجہ اگر گریہ کنان | سوج آب آتشک بلبل سے ہو طوفان بانحین
تو نے پوچھا ہے پسینا جو رخ گلگون کا | دامن گل سے بھی زاید ہے معطر دامن

خواجہ تخلص خواجہ نجف علی باشندۂ ہوگلی منشی پلٹن انگریزی راقم کے ملاقاتی تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

بعد مرنے کے مرے مٹی کا ملنا چھوڑا | سرمہ رکھا ہی رکھا خاک ہوا میرے بعد

خواہش تخلص حاجی میر آلہ داد متوطن الہ آباد مقیم دہلی

تیرے آنے کی دھوم سے دل مین | حسرتون کا ہجوم ہے دل مین
ہر قدم پر ہین آفتین بر پا | چال ہے یا کوئی قیامت ہے

خود غرض تخلص ایک شخص فرخ آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

بند قبا کو کھول کے گلشن مین تو نہ جا | ہووے نہ گل گلے کا کہین ہار دیکھنا

خورشید تخلص خوش وقت علی خان ولد داؤد خان تہانہ دار باشندۂ اکبرآباد کانپور مین رشک کے شاگرد ہوئے تھے لکھنؤ مین جاکے برق کے شاگرد ہوئے

بیٹھے جو سامنے وہ دوپٹا اوتار کے | پھولا مین اسقدر کہ انگرکھہ مسک گیا
نسبت بہرا نہ بتون نے سنی مری فریاد | خدا اسکے ہاتھ ہے خورشید فیصلہ دل کا
وہ صبح وصل کس کس ناز سے ہمکو جگاتے ہین | سدہارے رات اوٹھو صبح محشر سر پہ آئی ہے

خورشید تخلص مرزا احسن علی عرف میان سابو مرشد آبادی راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے

ہے خیال عارض گلرنگ جانان کیا مجھے | خار آتا ہے نظر آنکھون مین گلشن آج کل

خورشید تخلص پنڈت سورج پرشاد خلف پنڈت آسارام

پھولو نہ بلبلو چمن بے ثبات پر | غنچون کی جو چٹک ہے وہ کوس رحیل ہے

خورشید تخلص خورشید عالم خلف سید مقصود عالم مقصود باشندۂ بہاری

کلکتہ مین یہ شہید ون کا بہایا ہے لہو | نیمچی کا گھاٹ دریا کا کنارا ہوگیا

خورشید تخلص خورشید احمد شاگرد و برادر عمزادہ شاہ رؤف احمد رافت

مومن خان اور مرزا غالب سے بھی اصلاح لی تھی ماوراء النہر اور خراسان کی سیر بھی کی تھی انکا مولد لکھنؤ و مسکن دہلی حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد مین سے تھے

پھاڑنے کو اور کیا باقی رہا دست جنون ۔ چاک دامن ہو گیا تیرے گریبان ہو گیا
تو بہ وصل یہ مانا کہ جھوٹ ہے خورشید ۔ کسیطرح کوئی تسکین اضطراب تو دے

حورم تخلص محمد احمد باشندۂ شاہجہان آباد

جان تن سے نکلجائے ترے سامنے بیٹھے ۔ اک دم کی دم اس خستہ کے بالین سے نہ جاتو

خیال تخلص غلام حسنخان دہلوی برادرزادہ وشاگرد برکت اللہ خان برکت اشعار فارسی انکے ایک لک سے زائد ہونگے

تجھے تو غیر کو منظور رمتہ دکھانا تھا ۔ نقاب کھولنا گرمی سے اک بہانہ تھا
جھلک ایسی کوئی دکھلا گیا مہ پارہ غرفی مین ۔ کہ جو چلمن سے تکتا رہ گیا نظارہ غرفی مین
تیرا شگفتگی یہ دل آیا ہے اے خیال ۔ اے غنچۂ فسردہ تجھے بھی ہوا لگی

حرف دال مہملہ

داد تخلص مولاداد خان لکھنوی

نہ جاسے باغ مین رشک چمن مرا ای داد ۔ شہید ناز کی دیکھی اگر کفن کی بہار

دارا تخلص مرزا دارا بخت بہادر فرزند ارجمند ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق جوانی مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

سحاب پارۂ دامن ہے آبدیدون کا ۔ نمود برق طپیدہ دل طپیدون کا
کھلا کسی پہ نہ اسودگان خاک کا حال ۔ ہجوم مہد زمین مین ہے آرمیدون کا
جا پھنسا حلقۂ زلف بت عیار مین دل ۔ لے گئی کھینچ کے شامت دہن مار مین دل
ہم خاک ہو کے آئے ہین کوچہ مین یار کے ۔ لیکن یہ خوف ہے کہ صبا کو خبر نہو
مجھسے کب ہوتا ہے اے دارا ارادہ صفا ۔ اوسکے دل مین بدگمانی او رہے

داغ تخلص میر مہدی دہلوی مقیم لکھنؤ فرزند وشاگرد میر سوز بیس برس کی عمر مین

سخن شعرا

ایک نونہال گلشن خوبی پر شیدا ہو کر کچھ دنون اوسکی باغ وصال سے ثمر زندگانی کا مزہ چکھا اور گل مراد سے دامن تمنا کو بھرا آخرش جب خزان ہجر پہونچی اور بہار وصل ہوش بلبل کیطرح اوڑگئی دل بیتاب نے اونکی بیقراری اور آہ وزاری بیانتک شروع کی کہ عندلیب جان نے چار دیوار عناصر مین تنگ آکر قصد پرواز کیا اوسوقت اونکے غمخوارون نے اوس مسیحای ملک الموت سیرت کو اوسکے مریض فراق کے حال پر ملال سے خبر دی کہ وہ اپنے قدوم شفا لزوم سے اپنے مریض درد ہجران کو صحت بخشے چونکہ اودھر سے اوسکے آنے مین دیر ہوگئی اوسنے اپنے جلد آنے کے بارسے مین نامہ لکھا لیکن ادھر تاب انتظار نے ہمت ہاری حالت نزع مین اس شعر کو عنوان مکتوب پر لکھا ~~

از جان رمقے بود کہ مکتوب تو آمد		دیگر چہ نویسیم خبرم خوب گرفتی *

اور فوت کی انا للہ وانا الیہ راجعون

قطعہ

ابھی دل پاس تھا غائب ہوا ہمنشین دیکھو		ادھر دیکھو اودھر دیکھو یہین دیکھو کہین دیکھو
اسیکی پاس ہے رہ رہ کے جو یہ مسکراتا ہے		اسے سکے ہاتھ دیکھو جیب دیکھو آستین دیکھو
پکڑنا چور کا مشکل نہین گر کچھ سمجھ ہووے		ہوائی رنگ دیکھو ماہتابی سے جبین دیکھو

رباعی

یہ چاہ نہین بھلی بری ہوتی ہے		جی لیتی ہے دوستی بری ہوتی ہے
لگتا نہین جی کہین بھی اوسکے بن آہ		سچ کہتے ہین یہ لگی بری ہوتی ہے

فراغ تخلص مولوی وجہ اللہ خان بہادر ڈپٹی مجسٹریٹ و ڈپٹی کلکٹر ضلع بیربہوم خلف جناب مولانا محمد وجیہ صاحب مدرس اول مدرسہ عالیہ کلکتہ شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت راقم کے دوستون مین ہین بیشتر فارسی کہتے ہین سنہ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین انتقال کیا

عشق مین ذلت سے ہے عزت ناصحا		محترم ہین وہ جو ہین رسوائے یار

داغ تخلص سید لطف حسین خلف حیدر علی باشندہ فتح پور ہنسوا شاگرد ناسخ

چڑھی آنکھیں ہین کیون اوترا ہوا چہرہ تمہارا ہے — ہوا معلوم شاید آتش مے کا حرارہ ہے

داغ تخلص نواب مرزای دہلوی ولد چھوٹی بیگم شاگرد شیخ محمد ابراہیم ذوق ملازم نواب رامپور راقم نے اس شخص کو دہلی مین دیکھا ہے اچھی طبیعت پائی ہے

گر تو کبھی بہانے سے آجاے وقت نزع — ظالم کرین ہزار بہانے قضا سے ہم

گو حال دل چھپاتے ہین پر اسکو کیا کرین — آتے ہین خود بخود نظر اک مبتلا سے ہم

ہے کچھ جواب سست مقرر کہ جو ادھر — اوٹھتے ہین دیر دیر سے نامہ بر کے پاؤن

کیا کہا پھر تو کہو دل کی خبر کچھ بھی نہین — کیون یہ کیا ہے خم گیسو مین اگر کچھ بھی نہین

آنکھ پڑتی ہے کہین پاؤن کہین پڑتا ہے — ہے خبر سب کی اونھین اپنی خبر کچھ بھی نہین

دھوم ہے حشر کے سب کہتے ہین یون ہی تو نہی — فتنہ ہے اک تری ٹھوکر کا مگر کچھ بھی نہین

اونھون نے خط تو بھیجا پر سمجھ مین کچھ نہین آتا — کہ سو سو طرح کا ہر بات مین پہلو نکلتا ہے

کہنے دیتے نہین کچھ منہ سے محبت تیری — لب پہ رہجاتی ہے آآ کے شکایت تیری

وہ تو ستم کرینگے کوئی مر ہی کیون نہ جاے — ہم بھی ستم اوٹھائین گے اب جی ہی کیون نجاے

دل و دین کو جسنے دیا ڈوبے بھی نامرادی سے تو — کہین داغ تم نے سنا جو ہوا ہی وسیاہ کا کام

دانا تخلص میر مفضل علی دہلوی شاگرد میر شرف الدین مضمون پہلے نواب سراج الدولہ کی سرکار مین متعلق تھے بعد ازان ۱۱۹۴ھ گیارہ سو چورانوے ہجری مین لباس فقیری اختیار کیا تھا صاحب دیوان گزرے

دل مین ہر ایک کے سودا ہے خریداری کا — یوسف مصر مگر تو ہی ہے اے یار عزیز

دانا تخلص لالہ سوبہارام علاقہ وار کسٹریٹ انگریزی راقم نے انکو ۱۸۵۳ء اٹھارہ سو ترپن عیسوی مین کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا تھا بیشتر فارسی کہتے ہین

رات دن کی مری جسنے نہ کبھی فریاد سے یاد — کج لیتا ہے وہ طیش مین دشنام سے کام

دانا تخلص روشن لال ولد مہتاب راے لکھنوی شاگرد نواب عاشور علیخان

دیکھے بغیر مین تجھے ایک دم نہین — رہتی ہے رات دن تری تصویر ہاتھ مین

داؤد تخلص ایک شاعر قدیم کا ہے شاید نام بھی انکا داؤد ہو +

چاندنی کی سیر کو کس طرح نکلے وہ صنم
دیکھنے مہ کا تماشا آفتاب آتا نہین

دائم تخلص دائم علی باشندۂ کلکتہ

جب خدا مجھسے یار ہوتا ہے
دل مرا بے قرار ہوتا ہے

بے صبر و بے شکیب ہے خانہ بدوش ہے
دلخستہ اور شکستہ یہ دائم مدام ہے

دبیر تخلص مرزا سلامت علی ولد مرزا غلام حسین کاغذ فروش لکھنوی شاگرد مظفر حسین ضمیر مرثیہ اچھا کہتے ہین مگر ایسا نہین کہ عیوب شاعری سے پاک ہو راقم نے انکو عظیم آباد مین دیکھا ہے

رواں کرتا تھا خنجر گاہ گاہے روک لیتا تھا
عجب ناز و ادا سے اوسنے کاٹا میری گردن کو

دلا ان تنگ چشمون سے نہ چشم مہر رکھیو
کسی کے حال پر روتے نہ دیکھا چشم سوزن کو

درخشان تخلص سید علی جان بخطاب مہتاب الدولہ ولد میر مغل لکھنوی متوطن خراسان مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ شاگرد مظفر علی اسیر ملازم بادشاہ اودہ صاحب دیوان ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے راقم نے انکو مشاعرہ مین دیکھا ہے

سب مساوی ہے زر و پلک اگر ہوا
آئینہ تختۂ تابوت سکندر نہ ہوا

غالب ہوئی جو نکہت گل پر شمیم زلف
غنچون نے چٹکیون مین صبا کو اڑا دیا

گھٹ گئی جب عمر اوس گیسو کا سودا کم ہوا
تھا مگر وقت زوال شمس سایا بڑھ گیا

وبال اس سر کے کٹنے کا نہ بالا بالا جا سکا
دھوان اسکو نہ اے قاتل سمجھنا شمع روشن کا

چاند دیکھے جو کئی تیری سپر مین خورشید
سر دھنے خوب گریبان سحر مین خورشید

شیشہ و جام سے معمور ہے سارا بازار
آگئی دختر رز دیکھنے مینا بازار

خلش ہمین سے نہین ہے کچھ اوس مژہ کو
ادا و ناز سے محرم ہے تنگ سینے پر

ہے تیری آرزو مجھے اے جان آرزو
کیا آرزو ہے واہ رے قربان آرزو

طواف تھا جو کبھی دل کے گرد پھرتے ہم
جہاد تھا جو کبھی خون آرزو کرتے

درد تخلص حضرت خواجہ میر دہلوی خلف الرشید خواجہ ناصر عندلیب علیہما الرحمۃ انکے اشعار فارسی و ریختہ نہایت پر درد ہوتے ہین وصال انکا روز آدینہ بست و چہارم

صفر سنہ ١١٩٩ گیارہ سو ننانوے ہجری مین ہوا راقم نے انکے مزار مبارک کی زیارت کی ہے نالۂ درد و آہ سرد و سوز دل و شمع محفل دو دیوان انکی نظر سے گذرے

بارے مجھے بتا تو سہی کیا سبب ہوا
پھر مجھ پہ مہربان ہوا تو غضب ہوا

اسے آنسو و نہ آوے کچھ بات دل کی لب تک
لڑکے ہو تم کہین مت افشاے راز کرنا

دل کسکے چشم مست کا سرشار ہو گیا
کسکی نظر لگی کہ یہ بیمار ہو گیا

نالۂ دل کا اثر دیکھ لیا درد بس
جی مین نہ رہ جاے یہ آہ بھی کر دیکھنا

مثل نگین جو ہم سے ہوا کام رہ گیا
ہم روسیاہ جاتے رہے نام رہ گیا

اوسنے قصدًا بھی میری باتون کو
نہ سنا ہو گا گر سنا ہو گا

کی تو تھی تاثیر آہ آتشین نے اوسکو بھی
جبتلک پہونچے ہی پہونچے راکھ کا اک ڈھیر تھا

سینہ و دل حسرتون سے چھا گیا
بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا

اون لبون نے نہ کی مسیحائی
ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا

کھینچے ہے دور آپ کو میری فروتنی
افتادہ ہون پہ سایۂ قد کشیدہ ہون

کرتا ہون بس مرگ بھی حل مشکل عالم
ہمجنس ہون پہ ناخن کی طرح عقدہ کشا ہون

مرے ہاتھون کے ہاتھون اسے عزیزو
گریبان چاک ہے چاک گریبان

ہم کس ہوس کی تجھ سے فلک جستجو کرین
دل ہی نہین رہا ہے جو کچھ آرزو کرین

فلک سمجھ تو سہی ہم سے اور گلوگیری
یہ ایک جیب ہے سو تار تار رکھتے ہین

اوسنے کیا تھا یاد مجھے بھولکر کہین
پاتا نہین ہون تب سے مین اپنی خبر کہین

اودھر بات کرنا ادھر دیکھ لینا
سمجھتا ہون سب ایک عیار مین ہون

اپنے بندے پہ جو کچھ چاہو سو بیداد کرو
یہ نہ آجاے کہین جی مین کہ آزاد کرو

نہ کہین عیش تمھارا بھی منغص ہووے
دوستو درد کو محفل مین نہ تم یاد کرو

نہین شکوہ مجھے کچھ بیوفائی کا تری ہرگز
گلہ تب ہو اگر تو نے کسی سے بھی نباہی ہو

ہر چند تجھے صبر نہین درد ولیکن
اتنا بھی نہ ملیو کہ وہ بدنام کہین ہو

ہر طرح زمانے کے ہاتھون ہون ستم دیدہ
گر دل ہون تو آزردہ خاطر ہون تو رنجیدہ

کاش تا شمع نہ ہوتا گزر پروانہ	تم نے کیا قہر کیا بال و پر پروانہ
اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے	لوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے
اسطرح سے اک لخت جو آنسو نہیں تھمتے	معلوم ہوا درد کہین آنکھ لڑی ہے
جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی	ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی
تہمت چند اپنے ذمے دھر چلے	جس لیے آئے تھے ہم سو کر چلے
آہ بس مت جی جلا تب جانیے	جب کوئی افسون ترا اوس پر چلے
ساقیا یہان لگ رہا ہے چل چلاؤ	جب تلک بس چل سکے ساغر چلے
دل بھی تیرا ہے ڈھنگ سیکھا ہے	آن مین کچھ ہے آن مین کچھ ہے
مین وہ فتادہ ہون کہ بغیر از فنا مجھے	نقش قدم کی طرح نہ کوئی مٹا سکے
خلوت دل مین کردیا اپنے حواس نے خلل	حسن بلا سے چشم ہے نغمہ وبال گوش ہے

ورد تخلص میر رحمت علی ولد سید علی شاگرد غلام مولی قلق باشندۂ میرٹھ

نہین پڑھنے کا وہان کوئی ہرگز	خط ہے میرا لکھا مقدر کا

دردمند تخلص کریم اللہ خان قرابت دار عمدۃ الملک شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین علی اصغر کبیر کے ہمراہ مرہٹون کی لڑائی مین شہید ہوئے

ظالم کردن مین ظلم سے فریاد کب تلک	اک رحم بھی ضرور ہے بیداد کب تلک
تحمل آتش غم مین دل بیتاب کیا جانے	ٹھہرنا ایک دم بھی آگ پر سیماب کیا جانے
کنارہ سے کنارہ کب ملے ہے بحر کا یارو	پلک لگنے کا مضمون دیدۂ پرآب کیا جانے

دردمند تخلص محمد فقیہ شاگرد حضرت میرزا مظہر جانجانان قدس سرہٗ بنگالہ بھی آئے تھے سنہ ۱۱۷۶ گیارہ سو ستتھہ ہجری مین مرشد آباد مین وفات پائی صاحب ساقی نامہ و دیوان فارسی گزرے

رباعی

کہسار مین جا گرا ہے ناحق کے تئین	پرویز سے جا بھڑا ہے ناحق کی مین
کوئی ٹکر پہاڑ سے لیتا ہے	فرہاد کا سر پھرا ہے ناحق کے تئین

درویش تخلص سید شاہ علی دہلوی شاگرد میر نظام الدین ممنون حضرت شاہ اللہ دیا کی اولاد مین تھے آخر ایام مین شعرگوئی ترک کی تھی +

درویش کو مجنون بھی لکھا کرتا تھا عرضی — اِس مملکتِ عشق مین اوستاد سمجھکر
ایک شب بیٹھے تھے جس گھر مین کبھی یار سے مل — روز روتے ہین وہان کے در و دیوار سے مل

دریا تخلص پنڈت رتن ناتھ خلف پنڈت امرناتھ شعلہ دیوانِ سبحان علیخان کمبوہ باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک

نادیدے ہین رقیب نہ دیکھا کرو اونھین — نظر اکہین نہ جاے یہ شمع قمر کی لو
کھینچون جو آہ سرد تو ٹھنڈی ہون دوزخین — دریا کے آگے پانی ہے نارِ سقر کی لو

دریغ تخلص سید زین العابدین باشندۂ دہلی نبیرۂ سیف الدولہ بہادر شاگرد نصیر دہلوی

یون وہ بولا دیدۂ تر دیکھکر دوچار سے — ڈوبتے مجھکو نظر آتے ہین گھر دو چار سے

دل تخلص مولوی شمس الدین مقیم دہلی بڑے متقی و پرہیزگار تھے

صبح ہو آتی ہے اور رات چلی جاتی ہے — تیری ابتک بھی وہی بات چلی جاتی ہے

دل تخلص دیبی پرشاد مرشد آبادی

امید وصل اوس سے عبث تو رکھے ہے دل — جس سے کہ رسم نامہ و پیغام بھی نہ ہو

دل تخلص آزاد خان مذہب ہندو کو ترک کرکے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے

یہ تماشا ہے کہ قاصد کو ملے ہے دشنام — خط کا انعام گیا نامہ و پیغام گیا +

دل تخلص زور آور خان باشندۂ کول صاحب مثنوی و دیوان گزرے

مت پھیرا دل مرا اے ناصح جاہل اگر — پھر بھی جاتا ہے نصیحت سے کوئی دل اگر
کیا سینے کو وا کسنے لگائی آگ گلشن مین — عیان ہے داغ حسرت لالۂ احمر کی چھاتی پر
ساقی نے جو پلایا مجھے مین نے پی لیا — زاہد تجھے خبر ہے حلال و حرام کی

دل تخلص محمد عابد مرحوم برادر محمد روشن جوشش باشندۂ عظیم آباد

تیری زلفون مین پھنسا دل ہی بقصیر ہوئی — نقد جان لیجیے حاضر ہے گنہگاری دل
نالے ہی سدا بھر بھر دن عمر کی بھرتی ہین — ہین نزع مین ہم تجھ بن جیتے ہین نہ مرتے ہین

جون آئینہ یہ ستم رسیدہ — رہتا ہے مدام آب دیدہ

تمھارے در پہ جو دربان نے آستین پکڑی — برنگ نقش قدم ہم نے بھی زمین پکڑی

دلخوش تخلص بہادر سنگھ کھتری نبیرۂ راجہ خوشحال راے دہلوی

ہون ترے ہجر مین جون دیدۂ نرگس حیران — چشم پوشی نہ کر آ اپنے گنہگار سے مل

دلسوز تخلص لچھمی نراین خلف آتمارام باشندۂ فرخ آباد

دیکھیگا گر جوشش طوفان کا مری آنکھون مین آہ — اپنی کشتی کے لیے گردون بھی لنگر مانگتا

دلسوز خیراتی خان قوم افغان باشندۂ قصبۂ پٹیل مقیم دہلی شاگرد نصیر نواب ظفریاب خان خلف مسٹر شمرو فرانسیس کی رفاقت مین تھے میکشی سے نہایت ذوق رکھتے تھے یورپ مین جا کے انتقال کیا

جگر فراق کے ہاتھون سے لالہ زار رہا — یہان خزان مین سدا موسم بہار رہا

تپ فراق کے بیمار کی جو دیکھی نبض — طبیب کو بھی کئی دن تلک بخار رہا

ارادہ پاے بوسی کا تھا ایسی بیداد گر اپنا — گرا قدمون ہی پر تیرے کٹا جس وقت سر اپنا

وہ منہ زلفون سے ڈھانکے ہین تو ہم آنسو بہاتے ہین — وہ دن کو رات کہتے ہین تو ہم تارے دکھاتے ہین

سب سہین گے ہم اگر لاکھ برائی ہو گی — پر کہین آنکھ لڑائی تو لڑائی ہو گی

رات تم اسطرف جو آن پھرے — دن مرے کچھ تو میری جان پھرے

دلگیر تخلص حمایت اللہ خان دہلوی ولد عالم خان رمل و نجوم و ہیئت مین اچھی مہارت رکھتے تھے آبا و اجداد انکے نعمت خانۂ شاہی کے داروغہ تھے

دلگیر سے تم چھپکے سے گر آن کے ملتے — رسوائی ہر کوچہ و بازار نہ ہوتی

جسطرح ناک مین دم لایا ہے میرا یہ شیخ — یا خدا اوسکے بھی پیچھے یونہی شیطان پڑے

دلگیر تخلص چھنو لال کایتھ لکھنوی شاگرد نوازش حسین خان نوازش اپنے مذہب کو ترک کر کے شرف اسلام سے مشرف ہوئے تھے بیشتر مرثیہ کہتے تھے غزل مین طرب تخلص کرتے تھے لیکن چونکہ انکا تخلص دلگیر کر کے مشہور ہے اسلیے شعر انکا دلگیر تخلص کے تحت مین لکھا گیا

معطر اوسکے نہانے سے بسکہ آب ہوا
حباب بحر ہر اک شیشۂ گلاب ہوا

باتین تری سنا کرین اور دیکھین تیری شکل
وہ مدعا ہے گوش سہے یہ مدعای چشم

آئے طرب ترا جو وہ خوش چشم باغ مین
نرگس کے دستے کبھو تو بھی فدای چشم

دلیر تخلص شاہ دلیر عظیم آبادی درویش تھے

پھر بھی یارب وہ کبھی دن رات ہو
یارب ہو مین ہون گلی مین ہاتھہ ہو

دوست تخلص شیخ غلام محمد عظیم آبادی مقیم مرشدآباد

کافر ہو جسکے دل مین تری آرزو نہ ہو
کس کام کی زبان کہ تری گفتگو نہ ہو

صنم جو دیکھے مجھ کو تو کہے ہے دور آنکھونسے
کچھ اپنا بس نہین ظالم مین ہون مجبور آنکھونسے

دوست تخلص ایک شخص فرخ آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

روش گریہ مری چشم سے سیلاب نے لی
بیقراری دل بیتاب سے سیماب نے لی

دولہ تخلص نواب جہانگیر محمد خان عرف نواب دولہ ابن امیر محمد خان برادر وزیر احمد خان مرحوم والی بھوپال شعر فارسی بھی کہتے تھے اپنی زوجہ نواب سکندر بیگم کے مکر سے عین جوانی مین شربت مرگ نوش کیا

پھولون مین بھی زمیرے سے وہ گل اندام نہ آیا
مرنا بھی مرا ہاے مرے کام نہ آیا

صبا خوش آوے بھلا کب مجھے چمن کی بو
بسی دماغ مین ہے میرے اوس دن کی بو

دولہ تخلص مرزا علی نقی شاگرد اصغر علی خان نسیم مقیم لکھنو

عاشقونکے واسطے حال پریشان چاہیے
آئی ہے فصل جنون ٹکڑے گریبان چاہیے

دیوانہ تخلص مرزا محمد علی خان بنارسی دہلی مین بھی گئے تھے

اوسکا آخر ادھر کلام ہوا
اپنا قصہ ادھر تمام ہوا

آیا نہ بعد مرنے کے بھی وہ مزار پر
خاک اوسکے پیچھے آپ کو ہم نے کیا عبث

میری سرگشتگی کو دیوانہ
پہونچے کب آسمان کی گردش

دیوانہ تخلص راے سرب سنگھ ہمشیرہ زادہ راجہ مہانراین فن شعر سے خوب ماہر تھے فارسی بیشتر کہتے تھے انسے چار دیوان فارسی یادگار رہین

دل سدا تڑپے ہے میرا مرغ بسمل کیطرح — یا کر سیکھے مرغ بسمل نے مری دلکی طرح
جان پر آبنی ہے دم مری خاموشی سے — بات کچھ بن نہین آتی ہے اب اظہار بغیر
دل ہے کہ تیری تیغ کے آگے سے ٹل نہ جاے — رستم کا شکمب جگر ہے کہ زہرہ پگھل نہ جاے

حرف ذال معجمہ

ذاکر تخلص مرزا احمد بیگ دہلوی شاگرد مرزا رستم*

چھوڑ اسلام کو اور کھینچکے قشقہ ذاکر — طالب کفر ہوا اوس بت عیّار سے مل

ذاکر تخلص مولوی ذاکر علی بنارسی خلف مولوی فضل علی شاگرد مصحفی شعر خوب کہتے ہین صاحب دیوان ہین

شب جو نالان بیکسی سے یہ دل صد پارہ تھا — آسمان سے خون فشان ہر دیدۂ سیارہ تھا
شب جو باتون مین وہ مہ پیکر بہل کر رہ گیا — رنگ سو سو طرح سے گردون بدلکر رہ گیا
لیلی کا عجب کہ نجد سے محمل نکل گیا — آرام قیس لاکھون ہی منزل نکل گیا
لالۂ صد رنگ پھولا کوہ پر تو کیا عجب — کوہکن کا خون کیا کیا رنگ ابھی دکھلائیگا
یہی ہے گر حال آہ سوزان گرینگے جلکر فلک زمین پر — یہی ہین نعرے تو دیکھ لینا کہ حشر ہی حشر تک زمین پر
دل پھر گیا حرم سے اب دیر مین لگا ہے — دل مین صنم صنم ہے لب پر خدا خدا ہے
تو دست برہمن سے مارا پڑے گا زاہد — ناقوس اے ستمگر ٹوٹا تو سنکھ سا ہے
جواہر خانۂ زندان کو کیا ہے چشم پر خون نے — مری زنجیر پر رنگ جڑ دیے ہین اشک گلگون نے
پتلیون تک خون ہو لخت جگر آنے لگے — لعل احمر سنگ مو سے مین نظر آنے لگے

ذاکر تخلص سید ذاکر حسین منصف ہاترس خلف علی حسین باشندۂ الہ آباد

بعد مردن بھی نہ کم گردش قسمت ہوگی — تودۂ خاک لحد اپنا بگولا ہوگا

ذاکر تخلص میر جان خلف و شاگرد فخر الدین ماہر لکھنوی تمام دیوان انکا اسی رنگ پر ہے

چھینک آنکے گھس نہ جائے کہین ناک مین تیری — اے چلبلے نہ ڈال تو قطلگیر ناک مین

ذ: اگر مین اوسکے در پہ بیٹھا کہ رہ گئی
ہل سکتے اب ذرا نہین مجھ خستہ تن کے پاؤن

ذبیح تخلص حکیم محمد اسمعیل خان عرف اچھے میان خلف محمد ابراہیم خان باشندۂ دہلی

تسکین تجھسے ہو جو کسی تشنہ کام کی
اے آب تیغ یہ بھی ہے اک بات نام کی

ذبیح تخلص مرزا امان علی مقیم بہادر مذہب تشیع سے توبہ کرکے مذہب سنت وجماعت اختیار کیا تھا

اسقدر تو ہو رجوع قلب عاشق سوئے دوست
منہ جو دشمن کا نظر آوے تو سمجھے روئے دوست

یہ وہی سر ہے کہ اب ہی اپنے زانو پر سدا
یا انہی کو تھا میسر تکیۂ زانوے دوست

ذرہ تخلص منشی اتواری لعل باشندۂ کلکتہ راقم کی ملاقاتیون مین ہین

دلدار کی خاطر سے دل زار بھی چھوڑا
الفت مین سمن رویون کے گلزار بھی چھوڑا

ذرہ تخلص مرزا رام ناتھ بہادر نظارت شاہی دہلی کے پیشکار تھے

ترے کوچہ مین روز و شب پڑا رہتا ہے یہ ذرہ
بجا ہے ایسے دیوانی کی مطلب کو روا کرنا

ذرہ تخلص لالہ شنکر لال لکھنوی شاگرد رشک

قامت ہے سرو لالہ ہے رخ نرگس انکھین ہین
نسرین کے ساعد اور گل یاسمن کے پاؤن

ذرہ تخلص لالہ جوالا پرشاد خلف لالہ دہرم نراین وکیل ضلع فرخ آباد

یہ عالم ہو گیا سوز جگر سے
نکلتی آگ ہے دیوار و در سے

ذکا تخلص پنڈت سری کشن خلف پنڈت دیارام کشمیری امین عدالت دیوانی فرخ آباد

نہایت سخت جان ہون مین نہایت سخت جان ہون مین
نہ ٹوٹے خنجر بران کہین یہ تجھکو خطرا ہے

ذکا تخلص ذکاء اللہ خان لکھنوی حافظ رحمت اللہ خان مرحوم کی اولاد مین سے تھے

آہ کسطرح سے اوس پردہ نشین کو دیکھون
اوسکے گھر مین تو کوئی روزن دیوار نہین

ذکا تخلص خوب چند کایتھ دہلوی تلمیذ نصیر صاحب دیوان و تذکرہ گزرے

آسیا سر پہ چلی جب کہ ذکا نیند کہان
ہاتھ سے چرخ کی ڈھونڈھے ہے تو آرام کہین

نقش پا خالق گیتی نے بنایا مجھ کو
جسکے قدمون سے لگا اوسنے مٹایا مجھکو

ملی ہے ابرو دلدار دیکھیے کیا ہو
کہان کہان چلے تلوار دیکھیے کیا ہو

ہماری خاک سے گذرا جو باندھکر دامن — کچھ اپنے جی مین وہ شاید غبار رکھتا ہے

ذکا تخلص شیخ مخدوم بخش نوحہ خوان ساکن لکھنؤ شاگرد مرزا خانی نوازش

یارب کسی کے بس مین کسیکا نہ آئے دل — مجھسے یہ اب کہا نہین جاتا کہ ہاے دل

ذوق تخلص خاقانی ہند شیخ محمد ابراہیم دہلوی استاد جنت آرامگاہ بہادر شاہ ظفر بادشاہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی جمیع اصناف سخن پر قادر تھے مضامین تازہ وعالی وعاشقانہ خوب باندھتے تھے راقم الحروف کے زعم مین ریختہ گویون مین اس قدرت کا شاعر پیدا نہین ہوا ۱۲۷۱ بارہ سو اکہتر ہجری مین راہی ملک بقا ہوئے دیوان انکا نظر سے گذرا ہیچمیرز نے یہ تاریخ اونکے انتقال کی کہی ہے

تاریخ

کی قضا ذوق نے افسوس ہے ہے — مرگ کا اوسکے جہان کو غم بجا ہے
سال کا نساخ نے مصرع یہ لکھا — انتقال شاعر کامل ہوا ہے

ہوا حمد خدا مین دل جو مصروف رقم میرا — الف الحمد کا سا بنگیا گویا قلم میرا
جھانکتے تھے وہ ہمین جس روزن دیوار سے — وائے قسمت ہوا وہی روزن مین اکھر زنبور کا
ہم ہون اور سایہ ترے کوچہ کی دیوار دیگا — کام جنت مین ہے کیا ہم سے گنہگار دیگا
نالہ اِس شور سے کیون میرا دوہائی دیتا — اے فلک گر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا
ہو تو عاشق سو جگر اوس دشمن ایمان کا — دل نکر جلدی کہ جلدی کام ہے شیطان کا
تو ہماری زندگی پر زندگی کی کیا امید — تو ہماری جان لیکن کیا بھروسا جان کا
خدر ہے خون سے اپنے دل پامال کے کیسا — چلا ہے دیکھو وہ دامن سنبھال کے کیسا
بغل سے لیگئے دل کو نکالکر وہ صریح — جو مانگا تو کہا آنکھین نکال کے کیسا
ہزار دم مین اوسے یاد تو نے دیکھا ذوق — گیا وہ غیر کے گھر تجھکو ٹال کے کیسا
اِس سے تو اوٹھ آگ وہ بیدرد ہو گیا — اب آہ آتشین سے بہی دل سرد ہو گیا
بالی طبیب دے سے ہے ہمین کیا اچھا ہوا — ہے دل سے ہے زندگی سے ہمارا اچھا ہوا

جدا ہون یار سے ہم اور نہ ہون رقیب جدا
ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

نشۂ دولت کا بدا طوار کو جس آن چڑھا
سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان چڑھا

موت اوسکو یاد کرتی ہے خدا جانے کہ گور
یون ترا بیمار غم جو ہچکیان لینے لگا

ذوق کے مرنے کی سنکر ہیلی تو کچہ رک گئی
پھر کہا تو یہ کہا منہ پھیر کر اچھا ہوا

عبث جان منتظر ہونٹون پہ ہے وہ شوخ کب آیا
اگر چہ ظلم کو بھی آیا تو ہم جانینگے اب آیا

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچہ اور چیز
کتنا طوطی کو پڑھایا پھر وہ حیوان ہی رہا

کہے ہے خنجر قاتل سے یہ گلو میرا
کمی جو مجھسے کرے تو پیسے لہو میرا

ترے جوڑے کے کہلنے نے مراد لستان باندھا
عجب تقدیر نے عقدہ یہان کھولا وہان باندھا

گل اوسی کے زخم رسید دن مین مل گیا
یہ بھی لہو لگا کے شہیدون مین مل گیا

وہ کون ہے جو مجھ پہ تاسف نہین کرتا
یہ میرا جگر دیکھ کہ مین اف نہین کرتا

مذکور ترے بزم مین کسکا نہین آیا
یہ ذکر ہمارا انہین آتا نہین آتا

سرمہ ... کی شہرہ ہے نگاہ یار کا
سچ کہا ہے بارڑھ کاٹی نام ہو تلوار کا

کیا طبع مین ... دت ہے حیث دل کی اڑ گیا
ہونٹون کا یہان ہلنا دان بات کا پاجانا

زاہد شراب پینے سے کافر ہوا مین کیون
کیا ڈیڑھ چلو پانی مین ایمان بہ گیا

یہان تک ... زمانہ ہے مرد دلیر کا
جھانسین ہین منہ تسکار کیے یہ بھی تیر کا

ہے قفس سے شور اک گلشن تلک فریاد کا
خوب طوطی بولتا ہے اندنون صیاد کا

مسجد مین اوسنے ہمکو آنکھین دکھا کے مارا
کافر کی دیکھو شوخی گھر مین خدا کے مارا

بیمار عشق کا جو نہ تجھسے ہوا علاج
کہہ اے طبیب تو ہے کہ پھر تیرا کیا علاج

وہ مثل ... نہ یہ کسنے ڈبوئی خضر نے
لیگیا خط ذقن دل کو سوے گرداب کھینچ

ریش سفید شیخ مین ہے ظلمت فریب
اس ... چاندنی مین نہ کرنا گمان صبح

ٹھہری ہے اونکے آنکی یہان کل یہ جا صلاح
اے جان بر لب آمدہ اب تیری کیا صلاح

کیا آئے تم ... آئے گھڑی دو گھڑی کے بعد
سینے مین ہو گی سانس اڑی دو گھڑی کے بعد

جھوم کا نوٹ سر پہ ترے ابتو ٹیرا چاند
... وہ چڑھے چاند کا لا بوسہ چڑا چاند

کہا پتنگ نے یہ وار شمع پر چڑھکر | بڑا افرا ہے جو مرے کسی کے سر چڑھکر
مسیح کرنے کو مرے پوچھتے کیا ہو تکبیر | تم چھری پھیر بھی دو نام خدا کا لیکر
ساغر دل بیچتا آیا ہون گھومت ہاتھہ سے | جو گنتا ہے کیون یہ جنس دستگردان چھوٹکر
اہل جوہر کو وطن مین رہنے دیتا گر فلک | لعل کیون اس رنگ سے آتا بدخشان چھوڑکر
تو نے گل کو سر پہ رکھا جب چمن مین توڑکر | مین بھی حاضر ہون کہا غنچہ نے یہ منہ پھوڑکر
وہ کہے کون ہے قربان مرے اس چتون پر | مین کہون مین تو کہے مین کی چھری گردن پر
مجھ مین کیا باقی ہے جو دیکھے ہو تو آن کی پاس | بدگمان وہم کی دارو نہین لقمان کی پاس
کیا زبان چلتی ہے اوس بزم مین بدگویون کی | منہ مین انکے یہ زبان ہے کہ الٰہی مقراض
پھر کر ادھر ادھر نہ ہمارا گیا قلق | لفظ قلق کی طرح سے وہ ہی رہا قلق
صفحۂ دہر پہ یکدل نہ ہوا ایک سے ایک | دل کے دو حرف ہین سو وہ بھی جدا ایک سے ایک
ہوتی ہے جمع زر سے پریشانی آخرش | درہم کی شکل صورت درہم سے کم نہین
اوس حور وش کا گھر مجھے جنت سے ہے سوا | لیکن رقیب ہو تو جہنم سے کم نہین
ہفتاد و دو فریق حسد کے عدد سے ہین | اپنا ہے یہ طریق کہ باہر حسد سے ہین
وقت پیری شباب کی باتین | ایسی ہین جیسے خواب کی باتین
پھر اوس غمزہ کی یاد کرے دل تو دل نہین ذوق | نشتر چبھوکے مین سر نشتر کو توڑ دون
مین وہ نہین کہ تم ہو کہین اور کہین ہون مین | مین ہون تمھارا سایہ جہان تم وہین ہون مین
تو کہے غنچہ کہ اوس لب پہ دھڑی خوب نہین | چپ کہ منہ چھوٹا سا اور بات بڑی خوب نہین
ہم اپنے جذبۂ دل کے اثر کو دیکھتے ہین | وہ پہلے بزم مین دیکھین کدھر کو دیکھتے ہین
خط پڑھ سکے اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب مین | کیا جانے مین لکھدیا اوسے کیا اضطراب مین
نہین خضاب سے مطلب ہمین یہ موی سفید | سیاہ پوش ہوئے ماتم جوانی مین
چار ٹکڑے کرو دل کے کہ نہین ہو سکتا | لب کو دون رخ کو نہ دون لعل کو دون تل کو نہ دون
اسیر رنج و غم مین ہون مریض جان بلب مین ہون | اور اس پر اب تلک جیتا ہون مین کوئی عجب مین ہون
سوال بوسہ کو ملتا جواب چین ابرو سے | برات عاشقان بر شاخ آہو اسکو کہتے ہین

عدو سے نیش زن ہر دم ہے یہ ہر درد ایذا
مرے نالہ سے چپ ہین مرغ خوش الحان ناحق
مر گئے پر بھی تغافل ہی رہا آنے مین
جسجگہہ بیٹھے ہین باد یدہ نم اوٹھے ہین
سکتے تھے آنے کو خاطر سے ہماری پرسون
زاہد گمراہ کے کسطرح مین ہمراہ ہون
ہم وہ ہین گرم رہ راہ وفا جون خورشید
دن کٹا جائیے اب رات کدھر کاٹنے کو
بجا کہے جسے عالم اوسے بجا سمجھو
تو مکدر نہ ہو تو عشق مین سم
پتھرا دیا جلوہ نے تری چشم صنم کو
کیا پوچھتا ہے تو عمل بغض و محبت
دیکھا دم نزع دل آرام کو
تم مسی مل کر نہ غرفہ سے نکالا منہ کرو
اشکباری مری مژگان کی ذرا دیکھین تو
ترے بیمار کو گر اپنے جینے کی تمنا ہو
عبث تم اپنا رکاوٹ سے منہ بناتے ہو
دیتا ہے وہ دمباز جو دم اور زیادہ
ہستی تنگ مایہ نے کچھ بھی نکلا ہے ایسا
اے خنجر خونخوار نہ برش مین کمی کر
اے ذوق وقت نالہ کی رکھے جگر پہ ہاتھ
چھوڑا نہ دل مین صبر نہ آرام نہ شکیب
جنونکی جیب دری پرہین خوب سے چلتے ہاتھ

یہ موذی زہر کی ہے گانٹھ بچھو اسکو کہتے ہین
صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقارخانہ مین
بیوفا پوچھے ہے کیا تو مرے سے لیجانے مین
آج کس شخص کا منہ دیکھ کے ہم اوٹھے ہین
ہوئے یہ ہون نہ ہوئے پر وہ تمھاری پرسون
وہ کہے اللہ ہوا اور مین کہون اللہ ہون
سایہ تک بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہم کو
جب سے تو پاس نہین دوڑ رہی ہر گھر کاٹے کو
زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو
ایک آندھی ہین خاک اوڑانے کو
جگرا دیا غمزہ نے تری طوف حرم کو
جلتا ہوا تعویذ سمجھ نقش درم کو
عید ہوئی ذوق دلی سلام کو
اور نہین گر مانتے تو جاؤ کالا منہ کرو
کتنے پانی مین ہین فوارے بھلا دیکھین تو
فلک پر سنکے ہنستے ہنستے شادی مرگ آئی ہو
وہ آئی لب پہ ہنسی دیکھو مسکراتی ہو
شیشے کی طرح بھولے ہین ہم اور زیادہ
ابھری ہے حباب لب یم اور زیادہ
ہان تجھکو مرے سر کی قسم اور زیادہ
ورنہ جگر کو روئے گا تو دھر کے سر پہ ہاتھ
تیری نگہ نے صاف کیا گھر کے گئے تہ بہ ہاتھ
سلوک سینہ سے بھی کچھ تو کر لے چلتے ہاتھ

رقعہ چوری سے اوسے بھیجا ہے انجان کے ہاتھ
تو جان ہے ہماری اور جان ہے تو سب کچھ
نگہ وہ ترک کہ جسکی نہین جفا کی پناہ
زیادہ ہوگا توکل سے بھی کہین روزہ
نگہ کیا اور مژہ کیا ہم تو دونون کو بلا سمجھے
ہر اک گردش مین سو انداز ناز فتنہ مرا سمجھے
عدو آیا ہے بنکر نامہ بر لکھا نصیبون کا
حساب اصلا نہ پوچھے میرے دل کے زخمونکا
سمجھ ہی مین نہین آتی ہے کوئی بات ذوق اسکی
کہان تلک کہون ساقی کہ لا شراب تو دے
کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے
دل صاف ہو تو چاہیے معنی پرست ہو
یہ ذوق مے پرست ہے یا ہے صنم پرست
زخم دل پر کیون مرے مرہم کا استعمال ہے
موے سر یاران سیہ کا ایک سر لشکری
گاہ ہجوم یاس مین ہے دل گاہ ہجوم حسرت مین
لیتے ہی دل جو عاشق دلسوز کا چلے
رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکا ہی ہے
سر بوقت ذبح اوس قاتل کے زیر پا ہی ہے
بل بے استغنا کہ وہ یان آ گئے آ کر رہ گئے
زخمی ہون مین اوس ناوک دزدیدہ نظر سے
اے ذوق کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا
الٰہی کس یگانہ کو مارا سمجھ کے قاتل نے کشتنی ہے

کیسے رسوائی ہو پڑ جائے جو دربان کے ہاتھ
ایمان کی کہینگے ایمان ہے تو سب کچھ
اور اوسکی آنکھ وہ کافر کہ بس خدا کی پناہ
کہ اسمین آیا قور وزی ہے اور نہین روزہ
اسے تیر قضا اوسکو پر تیر قضا سمجھے
فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے
کرینگے لے کے خط کیا مدعی سے مدعا سمجھے
حساب دوستان در دل اگر وہ دلربا سمجھے
کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے
نہ دے شراب ڈبو کر کوئی کباب تو دے
خوردن پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے
آئینہ خاک صاف ہے صورت پرست ہے
کنجہ ہے بلا سے لیک محبت پرست ہے
مشک گر مہنگا ہے تو کیا لون کا بھی کال ہے
مانگ جو ہے اک مار سفید اوس لشکر کا سر لشکری ہے
ہے یہ مرد سپاہی پیشہ پھرتا لشکر لشکری
تم اگ لینے آئی تھے کیا آئے کیا چلے
مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلا رہا ہے
یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جاے ہے
اف ری بیتابی کہ یہان تو دم نکلا جاتی ہے
جانے کا نہین چور مرے زخم جگر سے
بہتر ہے ملاقات مسیحا و خضر سے
گر آج کوچہ مین اوسکے شور ہائے ذبح کشتنی ہے

غم جدائی مین تیری ظالم کہون مین کیا مجہہ پہ کیا گئی

نہین ہے قانع کو خواہش زر وہ مفلسی مین بھی ہے تونگر

قسمت اوس بت سے جا لڑی اپنی

شور قلقل یہ کیون ہے دختر رز

دیکھو اوس چشم مست کی شوخی

ہے تیری کان زلف معنبر لگی ہوئی

کرتی ہے زیر پردۂ فانوس تاک جھانک

اے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منہ لگا

ابر و باران کی نہ کیون لطف اوٹھائین میخوار

کب وہ گذرتے ہین مسراف و گزاف سے

کیا غرض لاکھ خدائی مین ہون دولت والے

گئے جنت مین اگر سوز محبت والے

ہاے رہی حسرت دیدار مری ہای کو بھی

نہ ستم کا کبھی شکوہ نہ کرم کی خواہش

کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا

ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن مین اے ذوق

بھولا نہ مجھے قتلگۂ عام مین قاتل

خط اوسکو دیکھی دیا جو قاصد نے ذوق پکڑ کسیکا ہوگا

کیا تذکرہ تم کو ہے یارو نسے تو کہیے

یہ اقامت ہمین پیام سفر دیتی ہے

پہونچا ہے شب کمند لگا کر وہان رقیب

ساقیا عید ہے لا بادہ سے مینا بھر کے

نہین قمر گان پہ خون خار غم تھے دلنشین نکلے

جگر گدازی ہے سینہ کاوی ہے دلخراشی جاکنی ہے

جہان مین مانند کیمیا گر ہمیشہ محتاج دل غنی ہے

دیکھو احمق خدا سے لڑتے ہے

کیا کسی آشنا سے لڑتی ہے

جب کسی پارسا سے لڑتی ہے

رکھے گی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی

پروانہ سے ہے شمع معقر لگی ہوئی

چھٹتے نہین ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

گڑگڑاتے ہین گنہگار ہے رحمت کو مزے

جنکی کہ آشنا ہے زبان لام و کاف سے

اونکا بندہ ہون جو بندے ہین محبت والے

تو یہ جانور ہے دوزخ ہی مین جنت والے

لکھتے ہین ہاے دوچشمی سے کتابت والے

دیکھو تو ہم بھی ہین کیا صبر و قناعت والے

دل بیمار کے ہین وہی عیادت والے

اوسنے دیکھے ہی نہین ناز و نزاکت والے

اللہ رے ترا حافظہ کیا یاد غضب رہے

وہ خط نہ پہچان لینگے میرا مری عبارت نہ دیکھ لینگے

گر منہ سے نہین کہتے اشارو نسے تو کہتے

زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے

سچ ہے جو افزا ہے کی رنگی دیکھ رہے

کرتے آشام ریا سے ہین مینا بھر کے

جنون یہ نشتر گزی سے کہین وہ بہ کمین سے نکلے

کیون ہمنے دیا دل تجھے اے سنگدل اپنا
دور کر بالون کو سر سے لیے ہے لیلی
مین تو اون آنکھون کی گردش کا بلا گردان ہون
نہ چھوڑ تو کسی عالم مین راستی کہ یہ شے
کیا خط مین مدعا لکھون اپنا کہ مدعی
اچھا کیا وفا کے عوض تو نے کی جفا
تیغ تو اوچھی پڑی تھی گر پڑے ہم آپ سے
جب کہا مرتا ہون وہ بولے مرا سر کاٹ کر
کیا ہوا اے ذوق ہین جون مرد کاسہ ہم رند
ہے بادہ کشون کے لیے اک غیب سے تائید
چھنٹے تو نے افشان جو اے مہ جبین ہے
کیے ضبط اشک آہ پہونچی فلک پر
تو آنکھ مین نہ سرمہ دنبالہ دار دے
اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
تیشہ سے سیکھے شیوۂ مردانگی کوئی
کچھ ہوتی آدمیت اگر ہوتے آدمی
سر تو ہے تن پر مرے تیغ ستم کیو اسطے
نعل مشکل مہ نو جب تری توسن کو لگی
رہی اسطرح بعد از ترک دنیا کی ہوسنا کی
نگہ کا وار تھا دل پر پھڑکنے جان لگی
ہین سے آشکارا کسکے ہمکو ساقیا چوری
بد ہو لے زیر گردون گر کوئی میری سنے
پھرتے ہین لکھے پڑھے سو سو مین ملک و جاہ کے

کم بخت ہم اوس تخت گھڑی کو نہین پاتے
پر نہین کان یہ مجنون کے ذرا جون جاتی
کہ نہین تیری ہی وہان گردش گردون چلتی
عصا ہے پیر کو اور سیف ہے جوان کے لیے
پہلے ہی اونکو میری طرف سے پڑھا چکے
بس اب ستم نہ کر کہ کیا اپنا پا چکے
دل کو قاتل کے بڑھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
لیکن آنکھون مین سمانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
زاہد جو دعا مانگتا باران کے لیے ہے
ستارون مین کیا کیا چنان اور چنین ہے
مے عشق کم خرج بالانشین ہے
مفتون چشم کو یون ہی اک تیر مار دے
ہنس کر گزار یا اسے رو کر گزار دے
جب فصد خون کو آئے تو پہلے پکار دے
یہ خوبرو تو حور ہوئے یا پری ہوئے
پر لگا رکھتے ہین وہ جھوٹی قسم کیو اسطے
چار چاند اور فلک پر مہ روشن کو لگی
شرابی ہو کے تائب جسطرح ہو جائے ترسا کی
چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی
خدا کی گر نہین چوری تو پھر بندہ کی کیا چوری
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے
طفل مکتب ہنستے ہین گنبد مین بسم اللہ کے

دل غش لب جان بخش پر جان طرۂ مشکین په ہے — عیسائی اپنے دین په ہے موسائی اپنی دین په ہے

کیا تاب دل جلون سے جو برق لاگ رکھے — دوزخ بھی ہو تو انکی جلون په آگ رکھے

چاہیے زر ان بتان سیمتن کے واسطے — ہم قلندر ہیان نہین کوڑی کفن کیو اسطے

ہوس ہین کعبہ کے کیون شیخ بتخانہ سے گرہ ہے — یہان تو کوئی صورت بھی ہے وہان اللہ ہی اللہ ہے

مقابل اوس رخ روشن کے شمع گر ہو جائے — صبا یہ دھول لگائی کہ پھر سحر ہو جاے

ہمارے سینے مین وہ آہ آتشین ہے ذوق — جو برق دیکھے تو فی النار والسقر ہو جائے

گر رخ کا بوسہ دیتے نہین لب کا دیجیے — وہ بے مثل ہے پھول نہین پنکھڑی سہی

کہتے ہین آج ذوق جہان سے گذر گیا — کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

عزیزو ناقۂ لیلے کی دیکھو گے شتر غمزے — اگر مجنون کو مل جائیگی خدمت ساربانی کی

ذکر کچھ چاک جگر سینے کا سن سن اپنے — کر کے مین ضبط ہنسی دیکھون ہون ناخن اپنے

خط بڑھا زلفین بڑھین کاکل بڑھی گیسو بڑھے — حسن کی سرکار مین جتنے بڑھے ہندو بڑھے

لاشہ کو دفن میرے کیجے کہ پھینک دیجے — مردہ بدست زندہ جو چاہیے سو کیجے

مری طاعت سے اب تو معصیت بھی عار کرتی ہے — مرے توبہ په توبہ توبہ استغفار کرتی ہے

ڈسا ہو کالی نے جسکو کافر تو وہ فسونگر اتر سے کھیلے — دہان گیسو کا تیری مارا نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے

باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی — کالا کرے گا منہ بھی جو ڈاڑھی سیاہ کی

درد دل سے لوٹتا ہون میرا کسکو درد ہے — ہون مین حرف درد جس پہلو سے اولٹو درد ہے

ساتھ تیرے ہم بھی جون سایہ مقرر جائینگے — آگے جائین پیچھے جائین جائینگے پر جائینگے

ذوقا تخلص ذوقا شاہ بنارسی درویش سر و پا برہنہ تھے

نہ بام کی ہین زیب نہ زینت کسی در کی — ہم بات کی روڑے ہین ادھر کے نہ ادھر کی

ذوقی تخلص ذوقی شاہ لکھنوی درویش تھے

اپنی یہ چاہ اوسکی وہ صورت — اے عزیز دلنگاہ کیجیے گا

جلد آ مل جو تجھکو آنا ہے — ورنہ کوئی دم مین دم روانا ہے

ذوقی تخلص ذوقی رام عطر فروش مرادآبادی شاگرد مہدی علی زکی ہوئے

دیوان مین ینوا اون کا سا ناٹک بنا کر کوچۂ و بازار مین شعر پڑھا کرتا تھا

ملنے سے تصور مین کچھ کم نہ مزا دیکھا		گر وہ نہ ہوا اوسکی تصویر ہے اور ہم ہین

ذہین تخلص حافظ محمد اسمعیل خان دہلوی نبیرہ حافظ محمد داود خان مرحوم شاگرد حافظ غلام دستگیر

نام اوس صنم کا دل سے بھلایا نجائے گا		ہے نقش کالحجر یہ مٹایا نہ جائے گا
طرز خرام یار نے محشر بپا کیا		فتنہ ہے کونسا کہ اوٹھایا نجائے گا

ذہین تخلص میر محمد مستعد

ہوا گر کچھ یار کے تشریف فرمانے مین دیر		تو گرین کا ہے کو اس دنیا سے ہم جانی مین دیر
ہمارے دل کو مت آزار دے اے باغبان ناحق		جلا مت آتش گل سے ہمارا آشیان ناحق

حرف را سے مہملہ

راجہ تخلص راجہ بہادر خلف راجہ شتاب راے دیوان نواب ناظم صوبہ بنگالہ معاصر اشرف علی خان فغان

یہ زخم دل ہمارے مرہم تلک نہ پہونچے		ہم اون تلک نہ پہونچے وہ ہم تلک نہ پہونچے

راجہ تخلص راجہ راج کشن خلف راجہ نبکشن بہادر رئیس کلکتہ شاگرد مرزا جان طپش صاحب دیوان گزرے

گر شب کو نہ تم پاس مری آؤگے صاحب		تو مجھکو سحر تک نہ یہان پاؤگے صاحب

راجہ تخلص بلوان سنگھ خلف راجہ چیت سنگھ بہادر راجہ بنارس مقیم اکبرآباد شاگرد مرزا حاتم علی بیگ مہر صاحب دیوان ہین

تو ہے وہ گل کہ نام ترا باغ دہر مین		دو دو دو پہر وظیفۂ مرغ سحر ہوا
مٹ گئی شکل نقش پا کیسی		پس گئی چال پر حنا کیسی

راجہ تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

پہر رکھے شب کو آنے کی یہان وہ ہوم دہام ہے		بہتر ہزار صبح سے یہ اپنی شام ہے

راحت تخلص بھگونت راے ولد دین دیال باشندۂ کاکوری شاگرد امانت

انکی مثنوی

انکی مثنوی زہرہ و بہرام وغیرہ میں نظر سے گذری ٭

چاہ ہو چشمہ ہو دریا ہو تو اوسکو رو کیے	مردم چشم ترسے بہتا ہے سمندر زیر پا

راحت تخلص مرزا محمود بیگ ولد احمد بیگ شاگرد مومن خان وطن اکبرآباد مسکن دہلی

صبر و قرار و تاب و توان رفتہ رفتہ سب	آجائینگے کہین سے دل رفتہ گر ملا
کچھ جان سے آتی ہے مری جان مین قاتل	پانی ترے خنجر مین ہے کیا آب بقا کا
یہ چاہتا ہون کہ راز نہان نہ افشا ہو	ترے دہن سے زیادہ مرا دہن بجاہے

راحت تخلص شیخ کریم الدین باشندہ اعظم پور باشٹہ

ہمیشہ گزری قفس مین اسی تمنا مین	کہ اب رہا ہوئے اب موسم بہار آیا

راحت تخلص پنڈت کشن لال باشندہ متھرا تحصیل دار ضلع فرخ آباد

دل کو سامان ہوا بی سر و سامانی سے	خوش گزرنے لگی اب جامۂ عریانی سے

راحت تخلص راحت حسین شاگرد صمد علی حسرت باشندہ میرٹھ

دل گیا جان گئی قرار گیا	نہین جاتا یہ درد ہے سر کا

راحت تخلص مرزا راحت علی خلف مرزا رجب علی بیگ مقیم فرخ آباد

دم نہ نکلا تہ شمشیر جو آسانی سے	سخت شرمندہ ہون جلاد گرانجانی سے

راحم تخلص میر محمد علی معاصر میر و میرزا

دیوار کے روزن مین ہی جو اوس پہ پڑی آنکھ	دو چار گھڑی اوسکے مری خوب لڑی آنکھ
ارمان مرے دل کے نکل جاینگے سارے	گر تیری رہی سامنے دو چار گھڑی آنکھ

راز تخلص مرزا یعقوب علی بیگ وطن انکا توران مولد ہندوستان

شب بیکلی سے دل ترے عاشق کا شق ہوا	لے نام تیرا صبح کے ہوتی ہے حق ہوا

راسخ تخلص طالب حسین

یہ ادا دیکھو مری خاک پہ برسون کے بعد	دھجوانے تو اوٹھائے ہوے دامن اپنا

راسخ تخلص غلام مصطفے بن عبدالرحیم باشندہ مکن پور ضلع کانپور

راسخ محاسبان قیامت لکھین گے کیا   دفتر بہت بڑا ہے ہمارے حساب کا

راسخ تخلص سعادت علی خان دہلوی شاگرد مومن

ہون تو آنکھون مین پر نہین یہ خبر   سرمہ ہون یا غبار ہون کیا ہون
مین بنا ہے جہان سے لیکن   جب کہ ناپائدار ہون کیا ہون

راسخ تخلص شیخ غلام علی عظیم آبادی شاگرد مرزا فدوی میر تقی کو بھی اپنے شعر دکھلائے تھے ۱۲۳۸ بارہ سو اڑتیس ہجری مین انتقال کیا مثنوی راز و نیاز و حسن و عشق و سبیل نجات و دیوان انکا نظر سے گزرا

خاک ہون پر توتیا ہون چشم مہر و ماہ کا   آنکھ والا رتبہ سمجھے مجھ غبار راہ کا
دشمنی در پردہ کی ابرو ای تمنے کیا کیا   آپ تو پردے مین بیٹھے اور ہمین رسوا کیا
اپنی جانب تھا کشان ہر عضو تیری درد کو   ہائے رے لذت کہ جھگڑا جسکا ہمدیگر رہا
کب میرا خریدار ہو موجد وہ جفا کا   بندہ تو ہون ہے عیب و لے مجھ مین وفا کا
سو بنا ہوا داغ اونکا تازہ ہے سدا رکھا   ہم نے اس امانت کو چھپا سینے لگا رکھا
حیا کے پردے مین مارا ہے ایک عالم کو   شہید مین بھی ہون اون شرمگین نگاہون کا
ٹھنڈی سانسین بادِ یخ مین اوسکی بھاتی ہین مجھے   چاندنی مین لطف ہے چلنا ہوائے سرد کا
دل قیمتی ہوا جو شکست آشنا ہوا   یہ شیشہ ٹوٹنے سے جواہر بہا ہوا
گذرے جو وہ خیال مین تو نازکی سے ہائے   یہ رنگ ہو کہ پھول کا جب جیسے ملا ہوا
یہ دل بیتاب و ضبط سوز عشق اچھوتا ہے   قطرۂ سیماب مین آتشکدہ پنہان ہوا

ملین حضرت راسخ ہمسے اگر تو یہ پوچھینگے اونکی جناب مین ہم
کہو قبلہ و کعبہ وہ کیسا تھا گل تمھین کانٹا سا جسکے بغیر ہوا اسنے کیا

جز داغ سے ہے کیا دل حزین مین   لالہ ہی اوگے ہے اس زمین مین
انکار سے ہے اونکا لذت آمیز   ہے زور مزا نہین نہین مین
اب اور لگا ہو نئے ایجاد گلستان مین   راتون کو لگا پھرنے صیاد گلستان مین
کیون بڑھاتے ہو تم اسباب خود آرائی کو   طول مت دو مری بدنامی و رسوائی کو

مجھے تحریک آہِ سرد نے کیا کیا رُلایا ہے ۔ بہی ہے جبکہ ٹھنڈی باد تب منہ خوب آیا ہے

راسخ تخلص نواب ظفریاب خان خلف ملا میان مقیم لکھنؤ شاگرد نواب منصور خان مہر اولاد مین حافظ الملک حافظ رحمت خان مغفور والی کٹھیر کے شعر خوب کہتے ہین صاحب دیوان گزرے

دکھایا صانع قدرت نے اب تیری کف پاکو ۔ سنا کرتے تھے ہم اعجاز روشن دست بیضا کو
کہان اب جلوہ گر ہوتی ہے سنگِ طور کی آتش ۔ ہزار آتش سے باہم جنگ ہووے سنگ موسیٰ کو
سوادِ منزل اب راہ طلب مین تیرہ بختی ہے ۔ خضر کی آنکھ سمجھا مین چراغ غول صحرا کو
رسائی عرش تک ہے بیان سخن کی یان شہرت سے ۔ رہی امید میری نقش پا کی چشم عنقا کو
سبکدوشی سے بیغش ہے آزادونکی مشرب مین ۔ فزون دیر سنگ سے یہان سر گرانی بینہ مینا کو
تیور چڑھا کے رہ گئے تم کیون اوٹھا کے ہاتھ ۔ چھوٹا ہے نیمچہ تو لگاؤ بڑھا کے ہاتھ
دریائے حسن اور بھی دو ہاتھ بڑھ گیا ۔ انگڑائی اوسنے نشہ مین لی جب اوٹھا کے ہاتھ
دیکھنے نکلا جو وہ خورشید منظر چاندنی ۔ دہوپ سے بھی ہے چمک مین آج بہتر چاندنی
مار ڈالا چاند سورج نے ترے تعویذ کے ۔ دھوپ ہے باہر تو ہے مدفن کی اندر چاندنی
اب اندھیرا اور اوجالے پھرتے ہین شہ و در در ۔ دھوپ دکھلاتا ہے جنکو نہ مادر چاندنی

راغب تخلص مرزا سبحان قلی بیگ سعادت یار خان رنگین کے یارون مین تھے وطن انکا ایران مولد دہلی بیشتر فارسی کہتے تھے

ہوتا ہے تازہ آہ سے ہر دم جو داغ دل ۔ روشن ہے باد گرم سے اپنا چراغ دل
اے شام غربت آہ کدھر ڈھونڈئیے اوسے ۔ پایا نہ ہم نے زلف مین بھی کچھ سراغ دل
منہ ڈوپٹے مین چھپایا اوس نے ۔ دل کو پردے مین لبھایا اوسنے

راغب تخلص احمد حسین دہلوی برادرزادہ حافظ محمد بخش عرف حافظ ممو

آوے بھی وہ اگر تو نہ آوے اسے یقین ۔ کیا حال ہو گیا دلِ امیدوار کا
یارب اسے تو چین دے مجھکو نہ دے نہ دے ۔ جلتا ہے میرے حال پہ دلِ غمگسار کا
کیا فہم ہے وہ اپنی شکایت سمجھتے ہین ۔ شکوہ اگر کرون گردشِ روزگار کا

چھیٹ گئی الالم سے راحت کا سامان ہوگیا	بڑھتے بڑھتے درد دل آخر کو درمان ہوگیا

راغب تخلص وزیر علی ولد سید جعفر علی باشندۂ فتحگڑھ

راغب	ہو نادان
سمجھکر بنتے	تغافل کا گلہ اوس بیخبر سے

رافت تخلص حضرت شاہ رؤف احمد مرحوم خلف شاہ شعور احمد مغفور سرہندی شاگرد جرأت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے اور بڑے زبردست عالم تھے عروض و قوافی مین اپنا ثانی نہین رکھتے تھے فارسی مین ایک دیوان اور ریختہ مین چھ دیوان اور ہر فن مین انسے ایک دو رسالے یادگار ہین جمیع اصناف سخن پر قادر تھے

گور مین بہرتا ہے نعرہ تیر ابسمل آہ کا	ق	پڑھ کے بخشیں اوسکو ثواب ایجان بسم اللہ کا
ہر نام پاک یہ ہے تعویذ مرے جی کا		صدیق کا عمر کا عثمان کا علی کا
یہ نقش ہو مربع جسکے نگین دل پر		چارو نطرف نہ سکے کیون کر ہو ہیر اوسی کا
سایہ ہو جن پر اونکا اذکو نہین ہے خطرا		کچہ انس کا نہ جن کا نہ دیو نہ پری کا
رافت یہ چار یار اب و البتہ رکھ دل اپنا		گر تجھہ یہ کھل گیا ہے عقدہ روا ردی کا
جگنو گلے مین زلف سیہ فام دوش پر		ہے صبح اوسکی چھاتی پہ اور شام دوش پر

یہ کس کی مژگان کی آہ یارب بھرے ہین برمے ہمارے بر مین
کہ شکل غربال پڑگئے ہین ہزارون روزن دل وجگر مین
ادا و انداز و ناز و عشوہ جو کچہ ہے اوس شوخ فتنہ گر مین
نہ وہ پری مین نہ حور مین ہے نہ ہے وہ غلمان و نہ بشر مین
لگا نہ جراح اسپہ مرہم کہ داغ جاوے تو جائین مرہم
یہ رکھتے ہین سوختہ جگر ہم چراغ اوجڑے ہوئے نگر مین

وصل کی شب کی بڑی گھڑیان کیسی بے آئین بجین	تب آیا وہ راحت جان جب تین پہر تین بجین
گرمی رخسار فکی دیکھے جو وہ یار آئینہ مین	جوہر آئینہ ہو جاوے شرار آئینہ مین
رافت اچپل وہ بھلا کب مرے گھر ٹھہری یا	عکس کو جسکے نہ آتا ہو قرار آئینہ مین

جسنے بالون مین ترے عطر بسا دیکھا ہے
ادس پہ آئی ہے بلا ہم نے بسا دیکھا ہے

آپ بیٹھے ہوئے کرسی پہ جو کرتے ہین گھمنڈ
میرا نالہ نہین یہ عرش رسا دیکھا ہے

ترا مجنون ہون ای پیاری اگر تو رشک لیلی ہے
گیا جنگل کو تھا وہ مین نے بھی صحرا کی لیلی ہے

راقم تخلص غلام محمد دہلوی شاگرد قدرت اللہ خان قاسم ہشتیر خطوط مین مشق رکھتے تھے

بس کر اچلے عاشق مری جان
غصے سے ترے جو ڈر گئے ہم

جب مین نے کہا تم نے ملاقات اوڑادی
تو اوسنے ہنسی ہی مین مری بات اوڑادی

راقم تخلص بندرابن باشندۂ شہر متھرا شاگرد مظہر و سودا صاحب دیوان گزرے

نہ ترے عشق مین بلبل ہی کو نالان دیکھا
چاک ہر گل کا گلستان مین گریبان دیکھا

کہے کیا درد دل تیرا بلبل گلون سے
اوڑا دیتے ہین اوسکی بات ہنسکر

سنتے تھے ہم جہان مین اہل کرم کے ہاتھ
آیا جو دید مین تو کم از آستین نہین

مرے سنگدلی سے زاہد کرین تو یہ سنگساران
رہے وہ عمل کہ ہووے سبب نجات یاران

بہانتک قبول خاطر کیجے تری جفا کو
تا سب کہین کہ راقم رحمت تری وفا کو

راقم تخلص شیخ مظفر علی ولد شیخ رستم علی باشندۂ جار کالیانہ مقیم دہلی ہر دو زبان مین شعر کہتے تھے

آفرین دست جنون تجھکو کہ دم کی دم مین
کردیے خوب مرے جامہ و دستار کے تار

اک جہان قتل کیا جنبش ابروے ترکی
کیا ستم دیکھیے دکھلاینگے تلوار کے وار

راوی تخلص میر صاحب علی خلف اکرام علی نبیرۂ حافظ عبداللطیف باشندۂ موضع ناون متعلق لکھنؤ شاگرد مرزا مہدی کوثر صاحب دیوان ہین

نالے کیے خزان مین تو آہین بہار مین
غم دوست مین رہا چمن روزگار مین

جانکر عاشق جانباز ادھر دیکھین تو
جان و دل نذر ہے وہ ایک نظر دیکھین تو

اپنی صورت کو دکھاؤ تو یہ پردہ اوٹھ جاے
لوگ کہتے ہین تمھین رشک قمر دیکھین تو

آئیے آئیے اب نزع مین ہے عاشق چشم
بات منہ سے نہ کرین آپ مگر دیکھین تو

ہجر کی رات سے بدتر ہے یہ صبح شب وصل
تم جدا کیا ہوئے پہلو سے قیامت آئی

حکم خلاق دو عالم جو ہوا روز الست	روح بنکر مرے قالب مین محبت آئی
رابط تخلص دیبی پرشاد خلف منشی موہن لال مرادآبادی شاگرد مہدی علی زکی	
در بدر پھرتے ہین اب چرخ کی ہاتھون سے تباہ	گھر سے رکھتے تھے نہ باہر جو کسی کام مین پاؤن
رابط تخلص شیخ احمد حسین خلف شیخ غلام علی باشندہ جونپور شاگرد مہدی علی خان کوثر	
زیر فلک اوٹھاؤ نہ منہ سے نقاب کو	دیکھو نظر لگے نہ مہ و آفتاب کی
ساقی پلا شتاب شب ماہ مین شراب	کیفیت آج دیکھینگے ہم آفتاب کی
ہم ہون محروم غیر عیش کرین	کیا کرین اپنی اپنی قسمت ہے
سجدہ کرتے ہین سیکڑون تم کو	اے بتو یہ خدا کی قدرت ہے
رابط ہر وقت شکر لازم ہے	تندرستی ہزار نعمت ہے
رجب تخلص رجب علی مقیم فرخ آباد	
پی پی کے خون دل بسر کی ہے زندگی	ساقی جو دے شراب بھی دم بھر واہ وا
رحمت تخلص گنگا پرشاد پنڈت کشمیری ولد موتی لال لکھنوی شاگرد امانت	
آنکھون سے اپنے نیّر خورشید گر گیا	جس روز آ گئے نظر اوس مہ لقا کے ہاتھ
رحمت تخلص رحمت علی مصنف نالۂ بلبل و انشاے حدیقۂ رحمت و مثنوی نسکا فلک قرابت دار و شاگرد مولوی امام بخش صہبائی مرحوم ہر دو زبان مین شعر کہتے ہین	
اللہ ری نارسائی طالع کہ ہم صبا	بیٹھے نہ خاک ہو کے بھی دامان یار پر
ملتے ابتک ہین کہ رخ کی مرے کیا قدر تمھین	مین نے اک روز کہین کھائی تھی قرآن کی قسم
رحمت یہ عمر اور ورع خیر ہے تجھے	بتا تو کیون لگائے ہے عہد شباب کو
تیرا ہی کچھ یہ طور نرالا جہان سے ہے	ورنہ یہ رسم ہے کہ بشر سے بشر ملے
آرام ایک حسرت تھا رونے سے مٹ گیا	خانہ خراب خاک مین یہ چشم تر ملے
رحیم تخلص مرزا رحیم بیگ ولد مرزا پیر بیگ شاگرد مولوی محمد بخش ناداں باشندہ سردھنہ ضلع میرٹھ پہلے ستر تخلص کرتے تھے ہر دو زبان فارسی و ریختہ مین شعر کہتے ہین مخزن الشعرا انکا نظر سے گزرا	

دو دن مین کس کس کو اس جان کی خواہان ہین بہت — غم جدا فکر جدا درد جدا یار جدا
طفیل لاغری مین رہگیا ہون کوی جاتا ہین — کہ مثل بو نظر آتا نہین اور ہون گلستان مین

رحیم تخلص عبد الرحیم خان ولد دوست محمد خان رسالہ دار لکھنوی شاگرد ہادی علی بیخود

جہان نکلنے تاکنے کا رکھتے ہین لپکا آنکھین — نہ کرین اپنی طرح سے مجھے رسوا آنکھین

رحیم تخلص رحیم بخش مرحوم ؛

غش ہین مجھکو دیکھکر بولا طبیب مہربان — ہای رے دیکھی تھی تونے اوسکی کیون بیمار چشم

رخشان تخلص خیرات علی خان فرخ آبادی

کیونکر اوٹھائین رنگ حنا کے وہ بار کو — نازک زیادہ گل سے ہین اوس گلبدن کے پاؤن
ہے بعد مرگ بھی وہی رخشان کو بیکلی — اندر کفن کے ہاتھ ہین باہر کفن کے پاؤن

رخصت تخلص میر قدرت اللہ خلف میر سیف اللہ مقیم لکھنؤ شاگرد حسرت و جرأت

آتا ہے میرے ملنے سے اب بیکو ننگ و عار — حاصل ہوا یہ تیری ملاقات سے مجھے

رسا تخلص مولوی علیم اللہ ؛

کب حوصلہ تھا دل کو ستمگر کے چاہ کا — خانہ خراب ہو نگہ روسیاہ کا

رسا تخلص میان محمد بخش آرایش ساز ولد شیخ محب اللہ لکھنوی شاگرد اشرف خان تخلص

چلنے مین تھرتھراتی ہے جو سر بسر کمر — لچکا نہ کھائے او بت نازک کمر کمر
پاجامہ یہ نہین ہے تمامی کا پاؤن مین — دریاے زر مین ڈوبا ہے وہ مہ کمر کمر

رسا تخلص میر علی احمد خلف میر نجف علی مجتہد باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان گزرے

آتی ہے شب ہجر مجھے قتل کر دم — سر کاٹو تو جاتا ہے دھڑکا میرے دل کا
مژگان کی کٹاری ہین تو ہو سینے کی کوٹرے — ابرو کی سروہی مین ہے بھالا میرے دل کا
ہفت اقلیم مین ہمسر نہین رکھتی اپنا — ہونٹ رخسارہ دہن ناک بھوین بال آنکھین
دیکھتے ہین کبھی تسبیح کبھی مصحف رخ — یا الٰہی رہین قائم صد و سی سال آنکھین

رسا تخلص شہزادہ کریم الدین دہلوی شاگرد حافظ غلام رسول شوق

بیوفائون سے اے رسا تم نے ۔ ایسے کہو دل لگا کے کیا پایا
یہان تلک اوسکے غم مین روئے رسا ۔ کہ ہم آنکھون کو اپنی کہو بیٹھے

رسا تخلص لالہ انبہ پرشاد داستان گو ولد چندی پرشاد خواہرزادہ راجہ جھاؤلال باشندہ لکھنؤ شاعری و داستان گوئی مین شاگرد ہوس و میر قاسم علی کے تھے

جان نکلی جو مرے جسم سے جب آنکھ لگی ۔ اور بتلا دے سے تجھے ہجر مین کب آنکھ لگی

رستم تخلص نواب اشرف الدولہ رستم علی خان عرف اشرف خان خلف نواب خان دوران خان دہلوی مصاحب نواب سعادت علیخان والی لکھنؤ مقیم بنارس

اے دل و دیدہ بہت تم نے ستایا مجھکو ۔ مین ہون اب جان سے بیزار تمہارے ہاتھون

رستم تخلص میر رستم علی خان باشندہ جانسٹھہ متعلق سہارنپور نبیرہ امیر الامرا نواب عبد اللہ خان فرخ سیری

کب تلک ہجر کے دن دیکھیے ہم دیکھینگے ۔ آستین اشک سے ہر رات کو نم دیکھینگے

رستم تخلص رستم علی باشندہ انبالہ شاگرد حافظ ضیغم

کل جو آکر گلبدن نے شکل دکھلائی ہمین ۔ بیکلی ایسی ہوئی جو کل نہ پھر آئی ہمین

رسوا تخلص آفتاب رائے دہلوی محمد شاہ کے عہد مین شرف اسلام سے مشرف ہوئے تھے دیوانہ وار پھرتے تھے شراب بہت پیتے تھے مشہور ہے کہ ایک جوہری بچہ کے ہاتھ سے جسپر عاشق تھے مارے گئے

کوئی جا نہین مین یہ کہ آنکھون سے نم نہین ۔ رسوا ابھی اس زمانے مین مجنون سے کم نہین
وصل مین بیخود رہے اور ہجر مین بیتاب ہو ۔ ایسے دیوانے دل کو رسوا کسطرح سمجھائیے

رسوخ تخلص حسن مرزا خلف مرزا بندہ محمد خان لکھنوی شاگرد آباد

پرتو فگن ہوئی جو انگوٹھی کی آرسی ۔ چمکے ہین نور حسن سے اونکی کلائیان

رشک تخلص میر علی اوسط باشندہ لکھنؤ مقیم کانپور ولد میر سلیمان شاگرد ناسخ کربلا کی بھی زیارت کی تھی دیوان انکا نظر سے گزرا

دیدہ سمندر سے ہوا ہو گیا | دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا
دیکھیے اللہ کی یہ قدرتین | سنگ سے بت بت سے خدا ہو گیا
محبت نبھے تب کہ ہو خانۂ دل | ہمارا تمھارا تمھارا ہمارا
ہم اسے رشک مرتے رہے آبرو پر | رہا نقش برآب نقشا ہمارا
کسکو رکھتے نہین بیتاب تری گھر کی تلاش | آدمی کیا یہ اثر قبلہ نما تک پہونچا
پوچھتے وجہ دہن کسلیے معدوم ہوا | کیا کہین کچھ نہ بنی پہلی ملاقات مین بات
وہ رند ہون کہ کرون فرض کرکے میخواری | جو روز جمعہ ہو ذیحجہ کی نوین تاریخ
زنجیر اوسے چاہیے جو زور دکھائے | کافی ہے تری زار کو زنجیر کی تصویر
یاد اپنی ہمین بھول گئی یاد تو کیسی | کچھ دیکھ کے جو بولا وہ پریزاد فراموش
تری وصاف ہے سوسن تری مینا نرگس | وہ سراپا ہے زبانین یہ سراپا آنکھین
کیا جرم منہ مین بندی نے لی لی اگر زبان | صاحب بھی تو پکڑتی ہین آٹھون پہر زبان
لعل دیا قوت ہین مہندی سے سر ناخن | پہلے تھا غیرت الماس وگہر ہر ناخن
کیون نہو کان جواہر سینۂ شفاف یار | چھنگلیان علم کی تو ہیرے کی پائین چھاتیان
دست بوسی کرتی ہے تصویر پشت آئینہ | اسے بتو اللہ رے تقدیر پشت آئینہ
آیا جو سفر سے لیے آیا نئے عاشق | سوغات نکالی تو یہ سوغات نکالی
کہان یہ لطف چیتے نے کمر پائی اگر پتلی | تمھارے ہونٹھ پتلے اونگلیان پتلی کمر پتلی
فقط تجھ مین عناصر نے عجب ترکیب پائی ہے | بدن شفاف شانے گول قدموزون کمر پتلی
یار مین بن کے بگڑ جاتا ہے | کام بن بن کے بگڑ جاتا ہے

رشکی تخلص نواب محمد علی خان خلف الرشید نواب حاجی محمد مصطفی خان بہادر شیفتہ رئیس اعظم دہلی شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب اشعار فارسی وارد و انکے نہایت شیرین ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اسس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

آنکھین ملانے مین ہی عبث تمکو احتراز | آنکھین ہین دل نہین کہ ملایا نہ جاسکے گا

گر ایک بار رخ سے نقاب اوسکی اوٹھ گیا
نبضین چھپین ہین آنکھون مین دم ہے لبون پہ جان
وہ آئے تھے میری بھی چوری سے رات
مرا عقدۂ بخت کھلتا نہین
رنجش کا گرچہ کوئی سبب درمیان نہ تھا
مانگی جو اوسنے جان تو غیرون پہ آ بنی
اک محشر خیال دل تنگ تھا کہ کیون
کیا کیا بنا کے ہم نے سنایا رقیب کو
اس قدر خوف ہوا تم کو مری جان کسکا
قیس کی دھوم مچ رہی ہے مگر
ہم وہ گم کردہ راہ ہین کہ کبھی
ہے دگرگون ابتداے عشق مین رشکی کا حال
اس عنایت کی بھی قابل یہ گنہگار نہین
رات کو بات نہ کی اوسنے سحر تک ہمسے
نہ سلجھے گی تمھاری اور دشمن کی قیامت تک
یہ منصب بلند ملا جس کو مل گیا
مرا احوال سنکر بے تکلف
وہ وہ کیے ہین جرم کہ کم ہونگے اور سے
تدبیر کب بتانے کو احباب آگئے ہین
آیا خیال بیکسی کا اونھین تو کب
وقت وفاے وعدۂ دشمن نہین اگر
وہ باتین جو کہ اوسنے تہین چھپاتی
وہ پھرنا کو بہ کو رشکی کہان سے ہے

ہمراز دل کسی سے چھپایا نہ جاے گا
آؤ کہ کوئی دم مین بلایا نہ جاے گا
مرا چونک پڑنا بلا ہو گیا
ترا یہ بھی بند قبا ہو گیا
لیکن وہ آپ صلح کرین یہ گمان نہ تھا
حالانکہ اک ہنسی تھی فقط امتحان نہ تھا
در پر تمھارے رات کوئی پاسبان نہ تھا
مضمون تیرے نامۂ الفت طراز کا
یہ نہ سوچے کہ ہے نالہ شرر افشان کسکا
عشق اس سے سوا نہین ہوتا
خضر بھی رہ نما نہین ہوتا
رحم آتا ہے مجھے اوسکی جوانی دیکھکر
سیکڑون خون کیا کرتے ہو دو چار نہین
اور جو کچھ کہ ہوا قابل اظہار نہین
اگر اولجھا ہمارا دل تمھاری زلف پیچان مین
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہان
کہا کیا سچ یہ ساری داستان ہے
کیا کیا امید واری تدبیر کر چلے
جب کام ہم حوالۂ تقدیر کر چلے
جس وقت وہ مجھے تہ شمشیر کر چلے
پھر تیری بات بات مین کیون اضطراب ہے
غضب ہے کر رہا ہون مین اونھین سے
ہوئے ہین آپ بھی ابتو ہمین سے

الف

رشید تخلص پنڈت کنور بہادر بن گنیش پرشاد فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

سنتے ہین آج وہ بت تیغ بکف آتا ہے	کون روکے گا جو قسمت مین شہادت ہوگی

رشید تخلص سید بہادر علی محرر محبس اکبرآباد

وہ ترک شوخ جو غیرون سے ہمکنار رہا	رشید گور سے تھی ہمکو ہمکناری رات

رشید مرزا محمد زکی لکھنوی ولد مرزا مہدی برادرزادہ مرزا حاجی قمر شاگرد محمد بخش شہید

ساقط نہ کسطرح مری سفینین ہون کج سی	غیرون کے ہاتھ مین ہین تمھاری کلائیان

رضا تخلص میر رضا علی طغرا نویس لکھنوی شاگرد جرأت

مت پوچھو رضا کا کچھ حال غم تنہائی	اک دل تھا سو کھو بیٹھا اک سر ہے سو سودائی

رضا تخلص حمید الدین خلف حکیم کلو چاندپوری

آہ کیا دن تھے کہ ہم ساتھ ترے اے گلرو	دو قدم چل کے خیابان کے تلے بیٹھ گئے
اب یہ حالت ہے کہین چھپکے تری کوچہ مین	ہین گنہگار جو ایوان کے تلے بیٹھ گئے

رضا تخلص محمد رضا مقیم اکبرآباد شاگرد خاور

شب فراق بھی مقتل ہے عاشقونکے لیے	تڑپ تڑپ کے کٹی آج اپنی ساری رات

رضا تخلص مرزا جیون دہلوی خلف مرزا جان شاگرد میر نظام الدین ممنون صاحب دیوان گزرے

غیر سے گرم اختلاط ہے وہ	ہم بھی سنتے ہین اور جلتے ہین
ہاتھ مین اپنے حنا تم جو ملا چاہتے ہو	آج دو چار کا کیا خون کیا چاہتے ہو
سبزے ہین اوسکے کانون مین اس آب و تاب کے	جیسے کہ برگ سبز ہون نیچے گلاب کے

رضا تخلص میر محمد رضا لکھنوی شاگرد میر ضیا فن کشتی اور تیغ بازی اور عروض و قوافی مین اچھا دخل رکھتے تھے

نقش شیرین کا مٹی ہو تیشہ سے برا دسکا خیال	یہ نہین ممکن کہ جائے خاطر فرہاد سے

رضا تخلص میر محمد رضا عظیم آبادی شاگرد ضیا بڑے متقی تھے

اسکا کچھ انجام بھی سمجھا کہ تو نے ای فلک — حسن روز افزون وہان یہان عشق شور افزا دیا

رضا تخلص سید غلام رضا خان طباطبائی خلف نواب نصر اللہ خان باشندہ بنارس شاگرد ذاکر علی ذاکر

خاکسارون کو ہے ایذا سرکشونکو چین ہے — ہے زمین پاؤن کے نیچے آسمان بالای سر

رضا تخلص غلام رضا خوشنویس ولد انبہ پرشاد داستان گوی لکھنوی یہ بھی داستان خوب کہتے تھے

رکھو نہ سر عاشق مضطر کے تلے ہاتھ — ہر شب مرے اے مہ ہون تکیے تہ سر کر کے ہاتھ

رضا تخلص ایک شخص رام پوری کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

اب کوئی لحظہ مین مجنون پہ بلا آتی ہے — جرس ناقۂ لیلے کی صدا آتی ہے

رضوان تخلص نواب واجد علی خان ولد نواب نجابت علی خان بہادر نواسۂ نواب مظفر جنگ مسند آرای فرخ آباد شاگرد اسمعیل حسین منیر

اے نیند کہان رہتی ہے کچھ مجھکو بتا دے — آنکھونکو تری شکل دکھائی نہین دیتی

بے جان ہیے چھوڑ چکے شام جدائی — کٹتی ہوئی یہ رات دکھائی نہین دیتی

رضوی تخلص حکیم جعفر علی خلف حکیم شجاعت علی باشندۂ قصبۂ جے پور

وقت رخصت کیا کہون کس بیکسی سے رو دیا — دل تو تجھکو دیکھکر مین دلربا کو دیکھ کر

پنجۂ بیداد سے رضوی نہ چھوٹا مرغ دل — اونگلیان صیاد کی ہون یا قفس کی تیلیان

رضی تخلص سیف الدولہ سید رضی خان بہادر صلابت جنگ باشندۂ شاہجہان آباد

مرے قتل کرنے مین دو فائدے ہین — ترا نام ہوگا مرا کام ہوگا

دیکھ ملک شمع کو عاشق کے ستانیوالے — کسطرح جلتے ہین اور دنکے جلانے والے

رضی سے صنم کیون برا مانتا ہے — یہ تیرا ہے بندہ خدا جانتا ہے

رضی تخلص مرزا رضی خان لکھنوی نواب وزیر الممالک کے قرابتدار تھے نجوم مین اچھی مہارت رکھتے تھے قصہ لیلی و مجنون ریختہ مین نظم کیا ہے

دل کی طلب ہے اور تمنا ہے جان کی — یہ ہم پہ مہربانی ہے اوس مہربان کی

رعایت تخلص میر رعایت علی ولد امانت علی باشندۂ لکھنؤ

یارب کمر بتون کی بچا نا درِ خرام	ہر ہر قدم پہ ناز سے بل کھائے جاتی ہین
بنتی ہین بیڑیان تری دیوانون کے لیے	حداد ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے بلوائے جاتی ہین

رعد تخلص میرزا اکبر علی

حشر کے روز بنا خون کا محضر اپنا	خط باطل نہ وہ سیندور کا قشقا ٹھہرا

رعنا تخلص عبد الرحیم مرحوم لکھنوی ولد خواجہ بخش تاجر پشمینہ مقیم کانپور شاگرد مصحفی

دے بوسہ گر اوس طفل پریزاد کے منہ پر	تو رنگ کچھ آئے دلِ ناشاد کے منہ پر

رعنا تخلص مردان علی خان ملازم راجہ کپور تھلہ راقم نے انکو کلکتہ مین دیکھا ہے غنچۂ راگ انکا نظر سے گزرا

گزرا ہے مرا نالۂ دل چرخ کہن سے	تھا روح کا ہمدم نہ پھرا جا کے وطن سے

رغبت تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہوا

جسکو اپنی نہین پروا ہے جگر سوزی کچھ	اوسکی ہر بات پہ کیون جی کو جلاتے پھرئیے

رغبت تخلص میر ابو المعانی لکھنوی

یاد ہے راتون کو چھپ چھپ کے وہ آنا تیرا	چٹکیان میری وہ لے لے کے جگانا تیرا

رفاقت تخلص مرزا امکین تلمیذ جرأت

خوف سے تیرے نہین بولتے اغیار سے ہم	ورنہ بھڑ جانے کو تیار ہین دو چار سے ہم
وہان کیونکہ رہئیے کہ منادی جہان ہو یہ	زانو پہ سر کو دھر کے نہ بیٹھا کرے کوئی

رفعت تخلص شیخ محمد رفیع الہ آبادی مقیم عظیم آباد

کیا جگر ہے کہ ترے در پہ فغان کرتے ہین	ہم تو آہستہ قدم رکھتے ہوئے ڈرتے ہین
کیا کرتا ہے اکثر نالۂ جانکاہ پہلو مین	الٰہی دل ہے میرا یا کوئی بدخواہ پہلو مین

رفعت تخلص مولوی غلام جیلانی مرحوم باشندۂ پیلی بہیت شاگرد قدرت اللہ شوق پہلے بیدم تخلص کرتے تھے انکا حافظہ ایسا تھا کہ کل قصیدہ ایکبار سننے سے یاد ہو جاتا تھا بعض تذکرہ والون نے انکو باشندۂ رامپور لکھا ہے

لباس صبر مری دل پہ اس روش ہے تنگ — کہ جیسے تیری قبا میز ر افش سے ہے تنگ
بہتی ہے زور شور سے اپنی مدام چشم — اک بحر ہے عظیم کہ جسکا ہے نام چشم

رفعت تخلص مرزا پیاری دہلوی شاگرد عبدالرحمن خان احسان و مولوی امام بخش صہبائی امیر تیمور گورگانی کی اولاد مین ہین

ہم خوش تھے کہ محشر مین تو دیکھینگے وہ دیدار — لیکن یہ قیامت ہے کہ محشر نہین ہوتا
کس منہ سے کرون دل کی شکایت کہ برا ہے — تجھسے تو جدا وہ کبھی دم بھر نہین ہوتا
ہو برا بیتابی دل کا کہ اسکے ہاتھ سے — راز نہان ایک عالم پہ نمایان ہو گیا
یا الٰہی در د کس پردہ نشین کا تھا کہ شب — دل مین اوٹھ اوٹھکے مری دل ہی مین نہان ہو گیا
مژہ کو چھیڑے تو مدت ہوئی پہ یہ ابتک — چبھی سے ہے خار سا سینے کے درمیان کیسا
خدا نکرے وہ کرے نالہ گر ترا عاشق — تو پھر زمین یہ کیسی یہ آسمان کیسا
کچھ آنکھ کا کیا نہ گیا کچھ خیال کا — مارا گیا دل اور یہی بے قصور تھا
کچھ پاس غیر کچھ وہ تغافل شعاریان — گو یا کہ سامنے بھی مین نظرون سے دور تھا
رحم اوسکا ہو کہ نالہ کا اثر ہو کچھ ہو — نزع مین بارے وہ لینے کو خبر آہی گیا
تھا ہدف غیر برا اپنا جو مقدر تھا درست — غلط انداز سے وہ تیر ادھر آہی گیا
آج کچھ رفعت دل خستہ کا احوال ہے غیر — جو کہ دھڑکا تھا ہو وہ پیش نظر آہی گیا
شب وصال مین دیتا ہے لطف کیا کیا کچھ — ہر ایک بات پہ عالم یہ منہ بنانے کا
نہ اونکو ناز سے فرصت کہ ہم سے ہو کچھ چھیڑ — نہ ہم کو ضعف سے یارا ستم اوٹھانے کا
تری گلی مین ہوئے خاک بھی تو کیا حاصل — ترا ہے ڈھب وہی دامن اوٹھا کے آنیکا
مین ایک وہ بھی کہ اونکو ہے تمسے راز و نیاز — اور ایک ہم ہین کہ منہ تکتے ہین زمانے کا
گم ہو گئی شاید بت و بتخانہ کی الفت — کچھ اندنون آتا ہے جو رہ رہ کے خدا یاد
ہاے پانی بھی جو لانے کو نہ آیا دم مرگ — کوئی خبر گریۂ حسرت ترے بیمار کے پاس
لب ہین جان بخش یہ کیسی کہ مین اونکی خاطر — اپنی جینے ہی سے مایوس ہوا جاتا ہون
پونچھے اشک اونسے گمان غیر مین — مر گئے ہم اتنے ہی احسان مین

جان اجل کو دیتے لگے اک جھگڑے کے ساتھ ۔ تو ہے جو دے دین تجھے اک آن مین

رفیع تخلص حاجی رفیع الدین خان لکھنوی

ناتوانون کے ستانے سے حذر کر ظالم ۔ عرش بھی آہ سے مظلومونکے ہلجاتا ہے

رفیع تخلص منشی فرزند علی بن روشن علی بلگرامی اٹاوہ کی فوجداری عدالت کے سررشتہ دار تھے

اپنی آنکھون سے مجھے کھٹکا ہی ہر عنوان کا ۔ دم مین دکھلاتی ہین نقشہ نوح کی طوفان کا

رفیق تخلص رفیق علی سوار رسالہ انگریزی

کبھی بجھی نہ بر مین تیغ نگہ یار رفیق ۔ کہ لگا یا زخم جو دل پر سو وہ ناسور ہوا

رفیق تخلص مرزا اسد بیگ دہلوی شاگرد نثار اللہ خان فراق

روشن رہے گا داغ دل عاشقان مدام ۔ ہوگا نہ حشر تک یہ چراغ مزار گل
یہ رہی ہے ہجر مین تیری سدا خونبار چشم ۔ اور تو ہم سے خفا ہے حیف ہو کر چار چشم

رفیق تخلص امین اللہ

رہ عشق کے کج و پیچ مین جو رفیق تھے سو جدا ہوے ۔ مگر ایک نالہ و آہ کو مرے دل سے ہمسفری رہی

رفعت تخلص مرزا آقا سمعلی شاگرد جرأت وطن انکا مشہد مقدس مولد دہلی مسکن لکھنؤ صاحب دیوان گزرے

کل مجھکو کاٹے کھاے تماشہ یہ رنگ تھا ۔ اوس بن پلنگ خواب بھی مثل پلنگ تھا
خط وہ بھیجے رقیب کا لکھا ۔ یہ بھی اپنے نصیب کا لکھا
اوسطرف وہ ہاتھ سے دامن چھڑانے لگا ۔ اسطرف چاک گریبان پاون پھیلانے لگا
ہمارے سامنے مت ابر یار برسے ۔ جو ہم سے ہو سکے تجھ سے نہ ہو ہزار برس
دیا اک بوسہ پنہان اوسنے ہمکو رات دل لیکر ۔ سو ہم بھی یہ سمجھتے ہین حساب دوستان در دل
تجھے پہلو مین پالا تھا اسی خاطر اسی خاطر ۔ کیا رسوا مجھے تو نے ستمگر دل ستمگر دل
جسمین جو بات سمائی وہ بھلا جائے کہان ۔ حسن آخر ہوا اوسکا یہ ادا جائے کہان
چھپٹ جائے کسی سے نہ ملاقات کسیکی ۔ اللہ نگاڑے نہ بنی بات کسیکی

رفیق تخلص مولوی حبیب النبی مرحوم معاون مدرسۂ عالیہ کلکتہ ولد مولوی ضیاء النبی مغفور سرہندی باشندۂ رام پور حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد مین تھے اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے

دوسری کا سوگ کیجے ایک کا غم ہو چکا — اب جگر کو روئیے دل کا تو ماتم ہو چکا

ہم تو گل کھا کے موئے اور وہان غیرونکو — جاتے ہین اب تلک اپنے ادسی معمول پہ پھول

اپنی تربت پہ نہین مارتا پتھر کوئی — چڑھتے ہونگے کسی اللہ کی مقبول پہ پھول

زندگی کر عذاب ہے تجھ بن — موت بھی تو خراب ہے تجھ بن

رقم تخلص حکیم سکھانند باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر

وفور شوق مین رخ کے لیے دہان کے لیے — نہین تمیز کہ بوسے کہان کہان کے لیے

رقم تخلص مولوی احمد حسین خلف مولوی احسان اللہ باشندۂ کڑا ضلع الہ آباد

نہ دینا ہو نہ دو بوسے لبون کے — زبان کو پر کرو دشنام سے بند

رمز تخلص مرزا فتح الملک بہادر ولی عہد ابو ظفر محمد سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد محمد ابراہیم ذوق شعر انکے اچھے ہوتے ہین

آنکھین تو اوسکو دیکھ کے ہوتی ہین بیقرار — بن دیکھے دل تڑپنے لگا اسکو کیا ہوا

کیا قتل ظالم نے کس کس ادا سے — الٰہی مجھکو قسمت سے جلاد اچھا

سب کچھ آسان ہے تجھے گردش دوران کرنا — ایک مشکل مری مشکل کا ہی آسان کرنا

مانا کہ نہ دل لے کے تو مجھسے وفا کرتا — پر دل کی تسلی کو وعدہ تو کیا کرتا

طرز رفتار نے تری ظالم — رفتہ رفتہ مجھے تمام کیا

وہ لیگئے ہین خدا جانے کسطرح دل کو — دیا ہے مینے اونھین اپنے اختیار سے کیا

تم رہو اور مجمع اغیار — میرا کیا ہی ہوا ہوا نہ ہوا

دل بیتاب ہو کیا تجھسے رفاقت کی امید — کون ہوتا ہے برے وقت مین جز تو ہوگا

سب سراسیمہ کہ یارب کوئی دارو نہ سبب — داغ جو پیدا ہوا شکل درم پیدا ہوا

اوس شوخ کو مین نامہ مین القاب کیا لکھون — مشفق نہین شفیق نہین مہربان نہین

درد فراق فکر عدو طعن دوستان
اس ایک جان پر مری کیا کیا بلائین

وصل کی شب حشر کا دن ہو تو شاید کچھ کہین
اسقدر شکوے ہین دل مین اوس ستمگر سے ہمین

ہم کو کیا غیر کے آنے کی خبر
چغلیان نقش قدم کھاتے ہین

نہ حرم مین جگہ نہ دیر مین جا
ہم گنے جائین اسے خدا کسمین

رمز الفت مین جو جا ہو آرام
تو یہ راحت طلبی جانے دو

ہوئی صورت نہ کچھ اپنے شفا کی
دوا کی مدتون برسون دعا کی

یاد بت مین عمر گذری یان تو رمز
کیا کہوگے وہان خدا کے سامنے

دل لے تو گئے ہین وہ ہمارا
پر دیکھیے اوسکو کیا کرین گے

الٰہی موت تو ہوگی مگر یون ہو تو بہتر ہے
کہ سر ہو پاؤن پر قاتل کے اور سجدے ہی مین دم نکلے

نہو جب ضعف سے طاقت کہ آئی جان ہی لب تک
تو ہم سے ناتوانون کا کہو کسطرح دم نکلے

رمز تخلص مولوی ظہور اللہ خلف چودھری انوار اللہ نامے زمیندار چاٹگام شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت راقم کے دوستون مین ہین بیشتر فارسی کہتے ہین ٭

حکم ہے باد بہاری کا کہ ہر طفل کو آج
بوستان حفظ ہو اور یاد گلستان ہووے

رنج تخلص میر محمد نصیر محمدی مرحوم خلف میر کلو متوطن اکبر آباد مقیم دہلی خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین و نواسہ تھے سنہ ۱۲۶۱ بارہ سو یکسٹھ ہجری مین انتقال کیا علم ریاضی و علم موسیقی مین بہت خوب دخل رکھتے تھے

خط دیکھکر ادھر تو مرا دم اولٹ گیا
قاصد ادھر بدیدہ پرنم اولٹ گیا

یقین ہوگیا دیکھکر اوسکا قامت
کہ بیشک قیامت مین دیدار ہوگا

کھڑکی نکال جانب دشمن نہ بام پر
کوٹھی چڑھی جو بات کھلی خاص و عام پر

یاد دلوا کے جو ہم بستری یار رولائے
سو وہ تصویر نہالی سے ہے بغل کا دشمن

دیکھی نہین حالت یہ جدائی مین کسی کی
ہے طور جدا اپنا جدائی مین کسیکی

رنج تخلص حکیم محمد فصیح الدین قوم بنی اسرائیل مؤلف تذکرہ بہارستان ناز

باشندہ میرٹھ شاگرد غالب دہلوی تذکرہ انکا نظر سے گزرا

نامہ مجھ سے وہ میر کو لکھوائیں
یہ بھی لکھا مرے مقدر کا

اک بار اور میر مجا عیادت کو آئیے
اچھی طرح سے مین ابھی اچھا ہوا نہین

مین خوب جانتا ہون لگاوٹ کو آپکی
آنکھین تو مل رہے ہین مگر دل ملا نہین

رند تخلص لالہ کیم نراین کھتری دہلوی نبیرہ لالہ لچھمی نراین طب مین اچھا دخل رکھتے تھے مہاراجہ ٹکیت راے کے رفیقون مین تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے ہوگلی مین رہتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

ق

نالۂ طنبور و چنگ اے اہل غفلت تم سنو
گوش زد ہوتی ہے ہر دم یہ نصیحت ساز سے

ہے سزا اوسکی کہ روز و شب وہ پائے گوشمال
راز دل بے پردہ جو کہدے بلند آواز سے

رند تخلص گنگا پرشاد لکھنوی کشمیری شاگرد جرات

روتا ہون چپکے چپکے آتا ہے یاد جبدم
وہ دیکھنا کسی کا نظرین چرا چرا کر

مانتے ہو گر برا معشوق کہنے سے تمہین
ہم تمہین منظور اپنا چاہنے والا کرین

وہی فغان ہے وہی آہ ہے وہی نالہ
خدا کے فضل سے اپنا جو حال ہے سو ہے

رند تخلص مہربان خان پسر خواندہ نواب احمد خان بنگش ناظم فرخ آباد موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے

جیسا تجھ سا حبیب ہووے گا
اوسکا عالم رقیب ہووے گا

دل کا گھبرانا کہون یا کہ نفس کی تنگی
دیکھیے کیا کرے صیاد قفس کی تنگی

مری چھاتی پہ رکھ کے برچھی کو
نہ اوٹھا دل کے پار ہونے دے

رند تخلص اکرام الدین ماموں زادہ و شاگرد مولوی عبدالکریم سوز

تری زلف بکھری جو نہ دیکھتے کبھی
تو نہ ہوتے یون پریشان نہ یہ حال زار ہوتا

نہ وصال اوس سے ہوتا نہ اوٹھاتی رنج فرقت
جو شراب ہم نہ پیتے تو یہ کیون خمار ہوتا

تو نے ہماری یاد کو خاطر سے اپنی ہاے
حرف غلط کی طرح سے ظالم مٹا دیا

ہم پر تو التفات نہ تھی لیک بزم مین
ساقی نے رند جان کے ساغر بڑھا دیا

دل مین آنا ترے نہین مشکل — ہوگئے جب غبار آ بیٹھے

رشید تخلص سید محمد خان خلف نواب سراج الدولہ غیاث الدین محمد خان نیشاپوری باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش شعر صاف و عاشقانہ اچھا کہتے تھے کلیات انکا نظر سے گزرا

ٹوٹی بت مسجد بنی مسمار بتخانہ ہوا — جب تو اک صورت بہی تھی اب صاف ویرانہ ہوا

دونون زلفین یار کی ہلتی ہین نالون پر مرے — وجد کرتا ہے صدائے نے پہ جوڑا سانپ کا

خط پہ آتے ہین سبت لہرا کے گیسوے یار کے — سبزۂ نوخیز پر غش ہے یہ جوڑا سانپ کا

کب مٹا عشق کا نشان دل سے — زخم اچھا ہوا تو داغ رہا

کھلی ہے کنج قفس مین مری زبان صیاد — مین ماجرائے چمن کیا کرون بیان صیاد

دکھایا کنج قفس مجکو آب و دانے نے — وگرنہ دام کہان مین کہان کہان صیاد

دل کو لے لیتا ہے محبوب جوان ایک نہ ایک — دل ہی رہتا ہے مجھے آفت جان ایک نہ ایک

رخ کو پوشیدہ عبث ماہ لقا کرتے ہین — اچھی صورت کو چھپاتے ہین برا کرتے ہین

گلے لگائین بلائین لین تمکو پیار کرین — جو بات مانو تو منت ہزار بار کرین

غیر نے لاکھ جوڑ مارے ہین — پر ہم ادن کے ہین وہ ہمارے ہین

تمہارے ہاتھ سے تنگ آئی ہین جو لا نیا کرتی ہین — بہ مجبوری گلے کو کاٹتے ہین تم پہ مرتی ہین

نہین معلوم اونھین کیا حال میری بیقراری کا — غلط کہتے ہین دم دیتے ہین جھوٹی ہین قسم کھا کر

ہوگئے بیزار عبث گھر کو نہ جاؤ آؤ — تھوڑے سے رنج کو اتنا نہ بڑھاؤ آؤ

دل نہین دیتا مین اسواسطے آزردہ ہو — روٹھے جاتے ہو ایسی بات پر آؤ آؤ

نگہ یاس سے دیکھون تو یہ کہتا ہے وہ شوخ — پھر بری آنکھ سے اسنے مجھے دیکھا دیکھو

دیکھکر اپنی گلی مین کئی پتھر مارے — مجھکو دیوانہ بنایا ہے پری نے دیکھو

بت کرین آرزو خدائی کی — شان ہے تیری کبریائی کی

پاس دین کفر مین بہی تھا ملحوظ — بت کو پوجا خدا خدا کرکے

خیال اور کسیکے رشک سے جو رنجتا ہے — خطا معاف ہو مجھے قصور ہوتا ہے

چنبئی او مہروش تجھکو نہ دھانی چاہیئے ۔ چاند مکھڑا ہے دوپٹا آسمانی چاہیئے
آزردہ ہو کہ خوش ہو مین کہتا ہون صاف صاف ۔ ہان ہان نہین پسند تمھاری نہین مجھے

رنگین تخلص میر اکبر علی عرف میر سنگی لکھنوی شاگرد سودا صاحب دیوان گزرے

دیکھا جا آن کر صورت خدا کیواسطے اپنی ۔ ترے عاشق کا دم آیا ہے بت بے پیر آنکھون مین

رنگین تخلص پورن لال کایتھ دہلوی

رنگین نہین ہین قطرۂ شبنم یہ باغ مین ۔ باد صبا نے مے سے بھرا ہے ایاغ گل

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی تورانی الاصل ولد محکم الدولہ طہماسپ بیگ خان شاگرد شاہ حاتم مرحوم فنون سپاہگری کو اچھی طرحسے جانتے تھے بہت سے شہرون کی سیر کی تھی کلکتہ مین بھی گئے تھے ریختی کے موجد تھے صاحب تذکرہ گلستان سخن نے جو انشاء اللہ خان کو ریختی کا موجد قیاس کیا ہے خطا کی ہے کیونکہ خود انشاء اللہ خان نے نسخۂ دریاے لطافت مین لکھا ہے کہ اونھون نے اس زبان کو سعادت یار خان رنگین سے اخذ کیا تھا ریختہ و ہزل بھی خوب کہتے تھے ماہ جمادی الثانی مین سنہ ۱۲۵۱ھ بارہ سو اکیاون ہجری مین اسی برس کی عمر مین انتقال کیا دیوان ریختہ و ریختی و ہزل و فرسنامہ و حکایت رنگین اور کئی مثنویان اوسکے یادگار ہین فرسنامہ اور دیوان و مثنوی انکی نظر سے گذری

رباعی

اے موجد عیش و شادمانی پھر آ ۔ وے باعث لطف زندگانی پھر آ
مین ہون بن تیرے چشم خوبان مین ذلیل ۔ پھر آ تو اب اے مری جوانی پھر آ

جو نالہ رات کو لب سے نہ ہٹ گیا ہوتا ۔ تو ساتھ آہ کے سینہ بھی پھٹ گیا ہوتا
کھینچ لائی ہے اوسے ای کشش دل یہان تک ۔ بارے صد شکر کہ تجھہ کو بھی یہ مقدور ہوا
تھی شعلہ یا وہ برق کہ جی میرا جل گیا ۔ ایسے ہی کی نگاہ کہ بس دم نکل گیا
ربط ہمسے آپ نے جواب بہت کم کردیا ۔ سچ بتاؤ تم کو صاحب کسنے برہم کردیا
کیا کرتے ہو تم ناصح نصیحت رات دن مجھکو ۔ اوسے بھی ایک دن کچھ جا کی سمجھانے کو گیا ہوتا

پرندے کا نہین مقدور جو وہان جا کی برابری | کبوتر گر ہمارا نامہ بر ہوگا تو کیا ہوگا
قسم ہے ایک عالم کو رلا دیتا ہے اے رنگین | وہ اوسکی جھڑکیان کہا کرتا مجبور ہوجانا
بارگشتی تیر ہے پھر کر یہ تیرا دیکھنا | صدمے تیرے اس ادا سے مجھے تڑپا نگر
زاہد بتا تو کعبہ مین کیا دیکھتا ہے تو | جاتے ہین دیر مین تو صنم دیکھتے ہین ہم
ہر سخن مین تم نہین کرتے ہو یہ کیا طور ہے | ناز بھی معشوق کو لازم ہے پر اتنا نہین
جی جلا کر ایک بوسہ مانگتے ہین یار سے | آگے یا قسمت وہ دیکھین ہان کرے یا نہین
گھر سے تیرا اوٹھکے مین جاتا ہون روتا اسطرح | جیسے تو مکتب کو جاتا تھا کسی ہنگام مین
تیری گلگونیون کے خاطر ہی لازم ہی کہ ہو | ایک تو شمس کا اور ایک قمر کا تکیہ
پیار کے الطاف کے بوسے کے ہم خواہان نہین | وہ سمجھتے ہین ہماری آرزو کچھ اور ہے
وہ نہ آئے تو تو ہی چل رنگین | اس مین کیا تیری شان جاتی ہے
میری چھاتی سے لپٹ جائیے اور سو رہیے | آئیے آئیے بس آئیے اور سو رہیے
کس رات ہوئے آپ ہین مہمان ہمارے | کب تم نے نکالے کہو ارمان ہمارے
دم آیا ناک مین اس آہ و زاری کے جینے سے | طبیبو موت سے بہتر ہے بیماری کے جینے سے
روح نے جسم پر گرانی کی | اب یہ حالت ہے ناتوانی کی
دمبدم بسکہ ترا حسن فزون ہے ظالم | روز جی مین ہے کہ کھنچوا سیے تصویر نئی
دل کو کوئی کسطرح سنبھالے | بیان جان کے پڑ رہے ہین لالے
اس اپنی ہاتھ کی گل کی کہون کیا اک کہانی ہے | نشانی اونکی چھلا تھا سو اوسکی یہ نشانی ہے

سہ تختی

دل تڑپے ہے تجھ بن مرا اے جان دوگانا | رہنا مرے گھر آج تو مہمان دوگانا
میرے گھر مین زنانخی آئی کب | مین نگوڑی بھلا نہائی کب
کرون مین کہان تک مدارات روز | تمھین چاہیے جی وہی بات روز
تو دوا ایک ہے اللہ ری او حرفت باز | قادری مانگی تھی تو دوڑ کے لائی پشواز
ایک مدت سے ترستی تھی ملاقات کو مین | شکر صد شکر کہ وصل اوس سے ہوئی رات کو مین

چل دوگانا چھاتیون سے چھاتیان مل لین گلے
چل بدن سے ہم بدن کو رگڑین اور صندل گھسین

آج فرصت نہین کل رات کی ٹھہرا کر اوٹھو
بات بندی سے ملاقات کی ٹھہراکے اوٹھو

ابھی یہ عید ہے کہ جو بارہ وفات ہو
تو میرے اور تیرے زناخی وہ بات ہو

صبح کو اوٹھ کے جو تم گھر کو اجی جاؤ گے
یہ تو فرماؤ بھلا پھر بھی کبھی آؤ گے

مین وہ تو اوڑھنی کی نہین کل کی اوڑھنی
باجی مجھے اوڑھا دے جھلا جھل لی اوڑھنی

برسات اوسکو کہتے ہین جی جس بہار مین
سر پر ہوا کے ہوتی ہے بادل کی اوڑھنی

پہونچی لچک کمر کو اری لو دوڑ لو
کوسے تلک جو سر سے مری ڈھلکی اوڑھنی

بھاری ہی جنت سنگا دی کہ نگین لگاؤن مین
سر پر مرے ٹھہرتی نہین ہلکی اوڑھنی

لیس پیٹر و مین اوٹھی اوہی مری جان گئی
مت ستا مجھکو دوگانا تری قربان گئی

روان تخلص سید جعفر علی لکھنوی شاگرد کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

عشق مین لیلی و شتون سے گھر لٹایا چاہیے
وادی مجنون مین اک تکیہ بنایا چاہیے

پائی جس گلبدان مین بوی الفت اک ذرا
گلشن ہستی مین علا دس سے لگایا چاہیے

روشن تخلص میر علی حسین داروغہ سرکار نظام الدولہ خلف میر جلیل باشندہ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید صاحب دیوان ہین

اوسکی آنکھون سے بھلا کرتی ہے کیا ہمچشمی
جاکے بنواشے کہین نرگس بیمار آنکھین

بغل مین غیر کے جب بیٹھتا ہے وہ دلبر
تو درد اوٹھتا ہے بے اختیار پہلو مین

روشن تخلص روشن شاہ باشندہ بریلی مقیم میرٹھہ

دیکھ کے مجھکو منہ کو چھپایا اور حیا کا نام کیا
واہ ری تیری دانشمندی ہمین بھی اک کام کیا

آپ کرتے ہین بار بار نہین
ہم کو ہان کا بھی اعتبار نہین

گوشہ نشین ہوا ہے کہ جس جا نہ گذر اوسکا ہے
مثل خورشید جہان دیکھیے گھر اوسکا ہے

دل کی طپش سے گرمی خورشید سرد کی
سینہ اگر یہی ہے تو دوزخ بھی گرد ہے

کوچہ مین ترے بیٹھ گئے جب کہ ہمارا یہ
جون نقش قدم پھر نہین اوٹھنے کی زمین سے

روشن تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

جی مین یہ تھا کہ جان کیجیے نثار — ایک دم بھی وہ بے وفا نہ رہا

رونق تخلص میر غلام حیدر خان عظیم آبادی

رحم کر اے دوست گاہے خاکساری پر مری — نقش پا کی طرح تیری راہ مین افتادہ ہون

رونق تخلص سیٹھ بابو جی پارسی باشندہ بمبئی مقیم کلکتہ شاگرد حافظ غنیم

نہین ملتی دل وحشی کو اپنے ایکدم راحت — کبھی پھرتا ہون صحرا مین کبھی جاتا ہون گلشن مین
اب بنایا گھر کو ندر کا کھاڑا [illegible] — جو یہی پھیر کہ آ جائے پچھاڑا اچھا ہے

رونق تخلص راے گنگا پرشاد بہادر ڈپٹی کلکٹر ولد بھوانی پرشاد باشندہ بریلی

آغاز مین نہ فکر کی انجام کے لیے — چھوڑا خدا کو الفت اصنام کے لیے

رونق تخلص لالہ رام سہاے ولد حکیم منالال باشندہ لکھنؤ شاگرد ناسخ راجہ
جھاؤلال کے عزیزون مین تھے

صد چاک ہون شانہ کیطرح زلف کے غم مین — قاصد یہ دوست سے کہیو زبانی مرے دل کی

رویت تخلص مولوی حبیب اللہ خلف و شاگرد حضرت شاہ رؤف احمد رافت
تال بھوپال مین رہتے تھے شعر انکے شیرین و نمکین ہوتے ہین اشعار عربی و فارسی
بھی خوب کہتے تھے عروض و قوافی مین کمال تھا شروع جوانی مین انتقال کیا

کسی پری کی ہے زلف دوتا سمجھا الجھا — یہ دل بلا ہے کہ ایسی بلا سے جا الجھا
سحر کہتے ہین جسکو چاک ہے اپنی گریبان کا — جسے کہتے ہین بجلی لمعہ ہے اک آہ سوزان کا
تصور یہ بندھا ہے مجھکو اوس رشک گلستان کا — نظر آتا ہے دنیا ہی مین عالم باغ رضوان کا
مزار ایسی جگہ ہو نہ ظاہر تا کسی پر ہو — کہ مین کشتہ ہون اے یار کسیکے ناز پنہان کا
کیا غضب ہے پاس کے بیٹھون تو کہے وہ دور ہو — اور اگر ہون دور تو کہتا ہے کیون منہ دور ہو

رہا تخلص میر رضی ولد میر عباس عرف میر مغل باشندہ فیض آباد مقیم کانپور شاگرد رشک

آرزو ہے کہ رہا دادی امین دیکھے — عاریت اوسا و عنایت کرد موسیٰ آنکھین

رہا تخلص غلام محمد خان قوم افغان باشندہ اکبرآباد شاگرد گلزار علی اسیر ملازم راجہ بھرتپور

اللہ رے بناوٹ کہ بگڑنے لگے سنکر — کچہ وصف کیا مین نے جو بےساختہ پن کا

دل لگ چلا ہے اوسکا بھی شاید کسیطرف ‖ آنے لگا جو کچھ مرے غم کا بیان پسند
کہنا ترا ہمارے سر آنکھون پہ ناصحا ‖ پر کیا کرین جو دل سے ہے نہ ہو اختیار مین

رہائی تخلص شیخ عبد اللہ ڈاکٹر ولد شیخ فقیر محمد باشندۂ موضع راگھوپور پرگنہ منیر ضلع عظیم آباد مقیم کلکتہ شاگرد حافظ ضیغم و عبد اللہ خان مہر راقم کے ملاقاتی ہین

مجھ پا شکستہ کے لیے کیا احتیاج قید ‖ قابل ہے بیڑیونکے نہ لایق رسن کے پانو
کیا ہوگئے وہ لوگ رہائی جو زیر چرخ ‖ پنجون کے بل سے چلتے تھے رکھتے تھے تن کی ناو

ریاض تخلص شیخ ریاض الدین امجد خلف شیخ غیاث الدین اشرف باشندہ سندیلہ شاگرد خواجہ وزیر

تو وہ آہو چشم ہے جائے اگر گلزار مین ‖ گل وہین شاخین لگالین نرگس بیمار مین

ریاحت تخلص اسلام علی ولد عبد اللہ شاگرد و خانہ زاد امانت

حسرت سے یس کے ہوگیا دل میرا پایمال ‖ اوس شوخ نے دکھای جو مہندی لگاکی ہاتھ

حرف زاے معجمہ

زار تخلص مغل بیگ معاصر میر تقی

مشہور تھے جو نالے میری گلی مین اوسکے ‖ جب اور کوئی رویا سمجھا کہ زار ہوگا

زار تخلص برہان الدین خان دہلوی ملازم درگاہ شاہی خط شکست مین دستگاہ رکھتے تھے فارسی بھی کہتے تھے

کیونکر اوس بت کو یہ حال دل ناکام لکھون ‖ کب وہ دیکھے ہے خدا کا بھی اگر نام لکھون
چشم طوفان خیز پھر اب گریہ پر تیار ہے ‖ جسکے آگے اے سیہ رو ابر تو بیکار ہے
چرخ کے کیسے انقلاب ہوئے ‖ پر کبھی ہم نہ کامیاب ہوئے

زار تخلص میر مظہر علی لکھنوی رفیق نواب احمد علی خان شوکت جنگ

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھو سے جو نکلے دم کہین ‖ خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین
اب رہائی نے کیا اور پریشان مجھکو ‖ خوب تھا اس سے وہی گوشۂ زندان مجھکو

تیری ہی قسم تجھ بن کچھ اور جو بھاتا ہو
کافر ہوا گر اسمین کچھ بات بناتا ہو

اگر کچھ بس چلے اپنا تو سکا ہے کو یہ خواری ہے
نہ چاہین اوسکو اسے ناصح ہو الفت اختیاری ہے

فصل گل و بہار مبارک ہو عندلیب
ہین یار ایک سی سبے بہار و خزان مجھے

زار تخلص حافظ امام بخش نابینا باشندہ تھانیسر مقیم دہلی علم فارسی و علم موسیقی و علم دعوت مین خوب دخل رکھتے تھے

دکھلاؤن چارہ گر کو جو زخم جگر تو وہ
رو رو سکے یون کہے کہ اسکا نہین علاج

زار یون دیتا ہون تسکین اس دل غمناک کو
اب کوئی آتا ہے اوس نا آشنا بیباک کو

زار تخلص شیخ امیر الدولہ ولد شیخ محمد بخش متوطن بجنور منشی محکمہ صاحب اجنبشہر جونپور

غیر کے پاس شب و روز رہا کرتا ہے
ایک شب بھی نہ مرے گھر وہ ستمگار آیا

زار تخلص میر جیون شاگرد محمد امان نثار وطن انکا کشمیر مولد دہلی

لیجاؤگے تم اوسکی گلی سے جہان مجھے
آرام جو یہان ہے نہ ہوگا وہان مجھے

کس سے ہولی کھیل کے آتا ہے وہ رشک بہار
رنگ مین کپڑے ہین ساری تر بتر بھیگے ہوئے

زار تخلص لالہ دہنپت رائے خلف لالہ شنکر لال باسوان زادہ لالہ کندن لال جادہ باشندہ بریلی مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر

میری طرح کسی پہ تمھارا جو آئے دل
سینے پہ ہاتھ رکھ کے کہو ہائے ہائے دل

مین گرمیان کرون جو بھرین آپ آہ سرد
کیا خوش ہون مین کسی پہ تمھارا بھی آئے دل

زار تخلص منشی مینڈو لال خلف میدنی لال لکھنؤ شاگرد طوطا رام عاصی صاحب دیوان ہندی و فارسی ہین

لیلی رگ جان قیس کی کھنچ آئی ہے شاید
ڈوری یہ نہین پردہ محمل سے لگی ہے

زاہد تخلص عادل شاہ خان بن گلداد خان باشندہ رائے پور ضلع فرخ آباد

تشریف وہ نہ لائے نہ بھیجی خبر کبھی
اے آہ کچھ کیا بھی نہ تو نے اثر کبھی

زاہد تخلص سید علی محمد شاگرد صبا

کچھ فرشتہ نہین ہین بھی تو بشر ہون زاہد
اوس سے کمدے کوئی اچھی نہین تیر کیسو

زاہد تخلص منو زاہد الدین خلف مرزا کام بخش ابن مرزا سلیمان شکوہ بہادر مقیم لکھنؤ شاگرد آتش

طرزین بناد کی یہ فقط ہین براے دل	کیونکر نہ اوس پری پہ بھلا اپنا آئے دل
جب ہم بغل رہے وہ گل گلشن مراد	پہلو مین کسطرح سے نہ پھولا سماے دل

زاہد تخلص خواجہ ولایت حسین اکبرآبادی شاگرد اعظم

خدا کو واسطے فرقت زدونکو مت چھیڑو	نہ پوچھو یہ کہ کٹی کسطرح ہماری رات
قضا پکار رہی ہے یہ نقش زاہد پہ	وہ لب ہلاے تو آجاے جسم زار مین روح

زائر تخلص مرزا علی حسین ولد مرزا علی امتد بیگ شاگرد حسن یار خان افضل متوطن مشہد باشندۂ لکھنؤ مقیم موتی محل لا متعلقہ کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

زلف شبگون سے عیان چہرۂ زیبا ہوگا	آب حیوان اسی ظلمات سے پیدا ہوگا
رولاتا ہے تصور جب گلوے یار عہدہ کا	صراحی بہا موتی بنتا ہے ہر قطرۂ آنسو کا
مانند شمع تکیہ دنیا مین تھی زبان ہم	خاموش ہونگے لیکن اس انجمن سے نکلے
فلک حسن خوبان سے روے زمین ہے	کوئی مہر وش ہے کوئی مہ جبین ہے

زر تخلص شیخ بلاقی ولد شیخ سعد اللہ ساده کار لاہوری مقیم اکبرآباد و شاگرد مرزا حاتم علی مہر و مرزا عنایت علی ماہ

کبک و طوطی مین کچھ کمال نہین	ادن مین تیری سی بول چال نہین
مجھسے کہتے ہو مرے گھر سے نکل باہر ہو	کب مین باہر ہوں بھلا آپ کے فرمانیسے

زکی تخلص میر محمد زکی ولد میر غلام رضا عرف غلام میر باشندۂ بلگرام

تصور بند ہنگیار و نے مین کس قتال دور انکا	رنگین گردن کی دم بھر نہ لگین شمشیر تر ان کا

زکی تخلص محمد زکی خلف قاری محمد تقی شاگرد عبد الرحمن خان احسان مقیم دہلی

سر ادل سود مزدہ اسمین سے نہ گرجاے	اگر زلفون کو شانہ تو مری جان سمجھ کر

زکی تخلص مرزا محمد علی لکھنوی راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے خمسہ خوب کہتے ہین

مسیحا کے ہمنے زبانی سنا ہے | کہ بیمار الفت سنبھلتا نہین ہے
نکلتا ہے دم ایسے پردہ نشین پر | جو گھر سے بھی باہر نکلتا نہین ہے

زکی تخلص جعفر علیخان مرحوم دہلوی امرا سے شاہ عالم بادشاہ مین تھے

سنکے احوال مرا ناصح مشفق نے زکی | ہاتھہ سے ہاتھہ ملے حیف سے سینہ کوٹا
عشق مین نسبت نہین بلبل کو پروانہ کرساتھ | وصل مین وہ جان دی یہ ہجر مین جیتی رہی

زکی تخلص شیخ مہدی علی مرادآبادی خلف شیخ کرامت علی واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ نے انکو ملک الشعرا خطاب دیا تھا صاحب دیوان ہین شعر اچھا کہتے ہین

بوسہ لیتے ہی جو پایا پوشش لگارین پاؤنکا | رشک سے کہتا ہے دل بنا کہ دشمن زیر پا
جال پاریہ ہمنے یہ ٹکٹکی باندھ کے دیکھا | کہ اپنی آنکھہ کا تل اوسکے منہ کا خال ہوا
دھوم دیوانے اوڑاتے ہین پریزادونکی | شمع محفل کو لگا دیتی ہین پروانے پر
بو ہے غنچہ مین عیان یا تری موٹھونین نسی | قید شیشے مین پری ہے کہ ضیا آنکھون مین
اب سبب کیا ہے جو کانٹا سا کھٹکتا ہر زکی | یہ وہی دل ہے کہ رہتا تھا سدا آنکھون مین
شورش وحشت ہوا اور داماں دلبر ہاتھہ | پاؤن مین بیڑی ہوا اور زلف عنبر ہاتھہ مین
تھرتھرا کے طپش کھا کے خفا ہوکے ہنس کے | پاؤن پہ مین گرا جو بدن کو لگا کے ہاتھہ
گا ہے غم فراق گہے آرزوے وصل | کیا کیا ہو دل لگی جو کہین دل لگا رہے
حسرت اسے تازہ اسیران قفس آتی ہے | دھوم سے فصل بہار اب کی برس آتی ہے
جب یہ سنا کہ پاؤنکو مہندی لگی ہے وہان | شعلہ بھڑک اوٹھا نگہہ انتظار سے
ماہتابی پر جو وہ خورشید رو بے حجاب | اپنے جامہ سے ہوئی جاتی ہے باہر چاندنی
دل ہم سے جدا رہا ہمیشہ | گویا وہ ضمیر منفصل ہے
جوہر تھے مجھہ مین سب ملکوتی خصال کے | انسان بنا کے کیون مری مٹی خراب کی

زکی تخلص نواب محمد زکی خان عرف نواب بہادر خلف نواب دلیر الدولہ آغا حیدر حیدر نیشاپوری باشندہ لکھنؤ شاگرد اشرف علی قادر وعلی اوسط رشک

زنجیر ہو گلے منکے پئے میرے موج می | میخواری مین اگر وہ مجھے یاد آمی زلف

زلال تخلص میر دوست علی خوشنویس خلف میر محمد پناہ باشندۂ اٹاوہ شاگرد مصحفی و محمد عیسی تنہا پہلے دوست تخلص کرتے تھے

کسی کاتب نے گر نامہ لکھا تھا اوسکو	آج کل روز قلم ہوتے ہین دو چار کے ہاتھ

زمان تخلص سید محمد زمان باشندۂ امروہہ تعلقات دنیوی کو چھوڑ کر فقیری اختیار کی تھی

عارض ہے گل کا صاف ولیکن جھلک نہین	نرگس کی چشم ہی پہ کیلی پلک نہین

زور تخلص داؤد بیگ برادر خورد و شاگرد محمود بیگ

ہوتے ہین اب سیاہ حنانۂ خلق	سرمہ آنکھون مین مت لگایا کرو

زیب تخلص مرزا جمال الدین عرف مرزا [illegible] بن مرزا بہادر بن مرزا بختاور بخت نبیرۂ عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی شاگرد ذوق

سوئین بھر کے جو دامن کو اپنے اپر آیا	یقین ہے آج کسی بیگنہ کو مار آیا
بعد اک عمر لگی آنکھ ذرا سونے دے	نہ کر اے شور قیامت ابھی بیدار مجھے

زیب تخلص مرزا احمد علی خان

تپ فرقت سے ہے یہ داغ جگر کی صورت	پھاہا اوڑ جاتا ہے رکھتے ہی شرر کی صورت

زیب تخلص میر آغا خلف میر الٰہی بخش باشندۂ فیض آباد شاگرد وزیر علی صبا

پیش آتی ہے وہی جو ہے تقدیر مین لکھا	مٹتی ہے سرنوشت بیاض جبین سے کب

زیرک تخلص مولوی حافظ قلندر بخش باشندۂ پانی پت شاگرد منشی کرامت علی [illegible] تخلص کرتے ہین

	ق	
زیرک کل ایک طرف کو مین سکل خستہ دل		جاتا تھا نا گہان وہ پری رو ملا مجھے
فی الفور دیکھتے ہی یہ اوسکو مین عرض کی		کب تک رکھے گا رنج مین تو مبتلا مجھے
سنتے ہی در جواب یہ بولا وہ تند خو		صحبت سے تیری رنج نہین ہے ذرا مجھے
لیکن یہ ڈر ہے اپنی صحبت کے واسطے		ایسا نہو سکھائے تو مہر و وفا مجھے
زیرک شباب ہی مین ہے کچھ لطف زندگی		یہ عیش پھر کہان جو جوانی گذر گئی

حرف سین مہملہ

ساجد تخلص محمد ساجد علی خان ولد نواب سید علی محمد خان بہادر شاگرد مولوی شہید

دل بھی پہلو مین بھڑکتا ہے جگر کی صورت — داغ ہے جوا میں رشک قمر کی صورت

ساحل تخلص مرزا اکبر علی ولد میرزا باقر علی دہلوی مقیم کانپور شاگرد رشک

کیون سے محو زلف کو نو گروہ رکھتے ہین — اگون مین آج ہوتا ہے بھرلی غلام زلف

ہمسر ہی یار سے گلشن مین کیا کرتی ہے — کور ہوجاتین تری نرگس شہلا آنکھین

ساقی تخلص منشی میر محسن علی ساکن نگینہ

رم ناک مین ہے گبر و مسلمان کے بحث سے — یارب چھٹینگے مخمصہ کفر و دین سے کب

ساقی تخلص میر غلام حسین متوطن بخارا شاگرد میر شمس الدین

آج کی رات مری جان نہ جا — راہ مین ڈر ہے بات مان نہ جا

سالک تخلص ارشاد علی شاہ خلف محمد علی مرید شاہ فضل حسین عظیم آبادی شاگرد ہادی علی

خود باشندہ بھوپال تا ال لکھنؤ مین بہت روز رہے سیاح وارفتہ مزاج تھے

نہ رہون مین کبھی نظرون مین حسینونکے ذلیل — چھوڑ دین حسن پرستی کا جو ایکا آنکھین

واہ کیا رنگ طلائی ہے کہ کندن گرد ہے — ہوگیا ہے نقرہ چھلا سنہرا پاؤن مین

گر یہی ہے اشتعال آتش رنگ حنا — شعلہ جوالہ بنجائے گا چھلا پاؤن مین

اس ادا سے بزم مین رقصان ہوا وہ تیکسگل — بنگیا گھنگرو ہر اک چشم تماشا پاؤن مین

سالک تخلص مرزا خجستہ بخت ابن شاہ عالم بادشاہ مرید میر محمدی قدس سرہ شاگرد

حافظ عبدالرحمن خان احسان

مت دیکھ حقارت سے مرے گریہ کو ظالم — یہ اشک مسلسل نہین موتی کی لڑی ہے

سالک تخلص مرزا قربان علی بیگ ولیل راجہ الور خلف نواب مرزا عالم بیگ خان

مرحوم شاگرد مومن خان و اسد اللہ خان غالب مولد انکا حیدرآباد و مسکن دہلی

راقم کے دوستون مین ہین اشعار اسکے نہایت بامزہ ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

وہان دخل وہم کو نہ گذر ہے خیال کا
کچہ ہو مرا اونکو جانب اغیار دیکھنا
خلق خدا پہ رحم بھی کرنا ضرور ہے
کسیلیے حال دل گمشدہ یارب نہ کھلا
یون عمر گزاری تری فرقت مین کہ ہر دم
دل وہ کافر ہے کہ مجھکو نہ دیا چین کبھو
کچہ بھی جور فر حشر بڑھایا نہ جائے گا
وہ اضطراب شوق کے ملنے وصال مین
سمجھتے ہین وہ فرض اسکی شکست
خوبان ظلم دوست کو مین نے برا کہا
کیونکہ ہو جمع کس ستم عشق کی سہی
خراب کوے بتان ہے خلقت یہین سے یا...
تیری تصویر کیون نہ بول اوٹھے
خلقت کو یہ گمان ہے کہ خلوت عدو سے ہے
اوسی سے اور بوسہ کی خواہش اپنی حد سے بات لے
گمان مجھپر ہے اوسکو داد خواہی سے شکایت کا
پسند اللہ کو کیا جانے کیا آجائے اثر آہ
نیند اوڑنے سے بڑا لطف شب وصل عدو
تیز چلتی ہے سخت جانون پر
مرے کوچے سے گزر جائے عدو دیکھون تو
خوشی ہے اونکو یہ جانتا ہون مگر مین سمجھے کو بات اپنی
نہین اکبار بھی اب سننے کی طاقت دل مین
گر پڑے ہین چشم خلائق سے خاک ہو کر ہم

اچھی جگہ ہے دل کو بھروسا وصال کا
اکبار تیغ کھچے تو سو بار دیکھنا
مت دیکھنا کسی کو خبردار دیکھنا
شہیر کار از تھا کیا یہ بھی کہ افشا نہ ہوا
جینے کا گمان تھا مجھے مرنے کا یقین تھا
بیوفا تو بھی اسے لیکے پشیمان ہوگا
قصہ تمام ہمسے سنایا نہ جائے گا
کیا رنج ہجر ہے کہ اوٹھایا نجائے گا
مرا دل بھی عدو فا ہو گیا
تم کیون خفا ہوئے تمھین اللہ کیا کہا
غم رزق مقدر ہے سوا ہو نہین سکتا
سپہر گردش مین کرہ حرات کدورآیا ہے زمانے مین کا
اسمین عاشق کی جان ہے گویا
پردہ کو تم اوٹھاؤ کہ یہ پردہ در ہوا
وہ اگر دیدی بھی تو سالاک کذب تری منہ پر کھلا
قیامت ہوگیا حق مین مرے آنا قیامت کا
مجھے شرم گنہ تھا تکبر ہے عبادت کا
...ے پہونچا ہے کہان شور سلاسل میرا
دم نہ چڑھ جائے تیغ قاتل کا
یہ بھی سمجھا ہے مگر دل مین ترے گھر ہونا
کیون یہ اوسے کہ بعد مردن تم آکے ماتم مرا کرنا
پہلے سو بار ترا نام لیا کرتا تھا
ستم سے تم نے کیا کسطرح جہان اپنا

اپنی ستم کشی کا مجھے امتحان ہے اب
اقرار وصل اور وہ مست غرور ناز
میری قسمت مین ہے وہان آوارہ ہونا چارہ گر
سنی جو وصل مین ہجران کی بیقراری رات
رفتار مین سپہر کی سرعت ہے شام سے
یہ تازہ رشک کیسا ہے دل مین خنجر عدو
دیکھ لیتے ہین جو دروازہ کے اکثر باہر
یہ صفت تجھ مین نئی ہوگئی بدخو ہو کر
ابتک بھی ہوش میرے ٹھکانے نہین ہوے
تم بھی وہی کہو تو کہے اک جہان بجا
کیونکہ ممنون نہ ہون مین اپنی گرانجانی کا
یہ بھی ہوگا اے ستم ایجاد تجھ سا ہے کبھی
ہوتی ہے رحم و نزاکت مین لڑائی کیا کیا
یہ بھی قسمت کہ ہوا نامہ ہمارا سالک
پوچھتے ہو کہ مجھے غیر کے گھر دیکھا تھا
دیکھتا صبح شب وصل بھی ہے کیا ہی بلا
نہ وہ آئی نہ نیند آئی شب وعدہ مگر یارب
لیتے طالع نے اس عالم کو اب پہنچا دیا
جھکتا نہین سر آج ترے در پہ ہمارا
دل بھی کیا چیز ہے کھنچتا ہی جو خود یار کے ساتھ
ہاتھ مین آئینہ لیکر تم دکھاؤ غیر کو
لو اور گرم ہوگئی محفل رقیب کی
اے خضر اتنے دن تری کیونکر بسر ہوئی

درکار ایک اور نیا آسمان ہے اب
آیا ہے پی کے تو کہین اے نامہ بر جواب
میری پیشانی پہ لکھا ہے نشان کوی دوستا
تو غیر کے لیے روتا رہا وہ ساری رات
اسے دل وہ اپنے وعدہ پہ آئین یقین ہو طرح
شاید ملے ہین وہ مرے پیغامبر سے آج
تو مجھے ہاتھ سے کہہ دیتے ہین باہر باہر
آپ بھی منہ سے نکلتا ہے تری تو ہوکر
سالک کا حال رات کو ایسا سنا کہ بس
مین بھی وہی کہون تو کہے اک جہان غلط
انکو نظر دن سے ہوا میرا گرانا مشکل
شوخیان ابتک جوانی کی ہین چرخ پیر مین
سر ہمارا جوڑ زانو پہ وہ دھر لیتے ہین
بے دھڑک ہے وہ سناتے ہین اگر لیتے ہین
جان کے خوف سے کہہ دیتے ہین مجھ کو نہین
مین تو مین شمع کے بھی منہ پہ فدا نور نہین
ہماری نیند لیکر سو گئے وہان پاؤن تان مین
چاہیے تحت الثری کو عالم بالا کہو ق
ظالم نہ کہین غیر نے یہان پاؤن دھرا ہو
یہ دکان وہ ہے کہ ملتی ہے خریدار کے ساتھ
وائے بخت رو رہے تقدیر پشت آئینہ
کیا کیا جلا ہون مین نفس شعلہ بار سے
ہم سے تو رات کٹ نہ سکی انتظار کی

داور روز جزا غضب آگیا / مین نے اتنی حشر مین فریاد کی

فلک کا حال کہین یا عدو کا یا تیرا / نہ پوچھے کاش قیامت مین کچھ خدا ہمسے

میکدہ کی نہین ملتی گر راہ / آو مسجد کی زیارت ہی سہی

وصل اوس بت کا نہ ہو گر سالک / آج کی رات عبادت ہی سہی

صیاد اور بند قفس سے کرے رہا / جھوٹی خبر کسی کی اوڑائی ہوئی ہی ہے

واے اے ضعف کہ سنتے تہے فرشتے اسکو / یاشنائی نہین دیتی مری فریاد سبھی

ہون وہ خود رفتہ کہ کب جاتے کہان دل کیطرح / یاد آتا ہے تو اتنا کہ نہین یاد مجھے

روے سخن کدھر ہے نہ سمجھا ہزار حیف / ہم یار سے شکایت تقدیر کر سکے

ہے رشک کہ نالہ مرا اور غیر کے گھر جاے / ورنہ تمھین آرام سے یون رات گزر جاے

ہان سچ ہے کہ تم کیونکہ اوسے قتل کروگے / دشمن کا مرا احسان نہین ہے کہ اوتر جاے

کنج مزار مین بھی وہی اضطراب ہے / دل ہے کہ اک فرشتۂ قہر و عذاب ہے

پہونچے عدو کے گھر مین تو دامن جھٹک دیا / ہم خاک بھی ہوئے ہین تو مٹی خراب ہے

جتنے گئے ہین سب ترے غم مین ہین مبتلا / ملک عدم یہان سے زیادہ خراب ہے

ہنسو بولو کہلے خوبی زبان کی / خموشی بابت کہوتی ہے دہان کی

نزاکت سے بڑھا لطف شب وصل / نہین ہے تاب اونھین خواب گران کی

وصل صنم کی مانگ نہ یون دمبدم دعا / سالک خدا سے اتنا تقاضا نہ چاہیے

جانے دے اے تصور جانان نہ کر تلاش / ایسا نہ ہو کہ وہ کہین دشمن کے گھر ملے

بات کرتے ہین وہ گھڑیون مین حیا کر سالک / وعدہ وصل مین اونکو بھی مزا آتا ہے

سامان تخلص میر محمد ناصر جونپوری مقیم دہلی شاگرد حضرت مرزا مظہر جانجانان

رقیب اسطرح جلتے ہین ہمین دیکھ / مگر رشتہ مین ہین اوس شمع رو کے

سامی تخلص مرزا محمد جان بیگ کشمیری مرید حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ وطن انکا دشت قبچاق اشعار پارسی بہت خوب کہتے تہے کئی غزلین حسب فرمایش احباب ریختہ مین کہین تہین شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین وفات پائی

افسوس کہ اغیار بنے یار تمھارے	غماز بنے محرم اسرار تمھارے
ہم گھر مین تمھارے کہو کس راہ سے پہنچین	دشمن ہین ہمارے در و دیوار تمھارے

سامی تخلص مولوی وجہ اللہ خان بہادر صدر الصدور ضلع مین پوری ولد مولوی عبد الحکیم چاٹگامی شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت راقم کے دوستون مین ہین بیشتر فارسی کہتے ہین

امتحان تیر ستم کا سینہ سامی یہ ہو	سنتے ہین دعوا ہے اوسکو لذت آزار کا

سائل تخلص محمد یار بیگ دہلوی قوم اوزبک شاگرد شاہ حاتم و سودا

نہ دیکھا زندگی مین اوسکو سائل	پھر وسا کیا نگاہ واپسین کا
وہ حائل ہو گیا دست شکستہ کیطرح	آہ اپنا جسکو مین نے قوت بازو کہا
شاخ کو کوئی ہلا دے تو ثمر جھڑتے ہین	اپنے ہر جنبش مژگان سے گہر جھڑتے ہین

سائل تخلص حکیم عبد الحق ولد شاہ ابو الحسن قادری باشندہ موضع نجیتہ ضلع مونگیر شاگرد خواجہ وزیر و امیر احمد امیر

شوق سے اپنے گنہگارونکو جو تکتی ہین	بیچے بار کے ابرو ہین تو خنجر پلکین
کھیل مرغ دل وحشی کا شکار او صیاد	دونون آنکھین تری شہباز ہین شہپر پلکین
سوزش عشق سے جلتی ہین یہ آنکھین اپنی	پنجشاخے کی طرح سینکتی ہین تب بھر پلکین

سبحان تخلص عبد السبحان شاگرد ابرو مقیم دہلی

جان و دل سہے قبول سب جا تا	پر گلی مین تری سے ہمین آنا

سبقت تخلص مرزا مغل خلف مرزا علی اکبر اخوند شاگرد جرأت وطن اصفہان ایران مولد دہلی مسکن لکھنؤ ١٢٣٢ بارہ سو بتیس ہجری مین رحلت کی +

تا بہ کجا یہ اضطراب دل نہ ہوا ستم ہوا	جان لبون پہ آگئی تو بھی قلق نہ کم ہوا
جب سے ترے فراق مین جان گرہ غم رہین	ہنگامہ تب سے سر پہ ہے ابر بہار کا
کس کسطرح سے اپنے تئین کرتے پایمال	افسوس اوسکو شوق نہین ترک تاز کا
غلطی سے ہے ابہی دل پر گلہ کم کسی سے ملین	نہ کوئی ہم سے ملے اور نہ ہم کسی سے ملین

سپاہی تخلص امام بخش معلم نستعلیق خوب لکھتے تھے

سپاہی یہ تنِ سوزان ہے میرا اسلحہ اپنے
لگی ہے جسطرح جستاہن شمشیر آتش مین

سپہر تخلص ستاب خان دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر صاحب دیوان ہین

اوسکو ظالم جو کہا مین نے تو ہنسکر یہ کہا
تجھکو ظالم بھی میسر کوئی تجھسا نہ ہوا

رکھا یاد تمنے مرے بھولنے کو
عجب لطف کا ہے یہ نسیان تمھارا

بے حوصلہ سمجھ کے وہ ہنستا ہے اے سپہر
روتا ہون جسکے سامنے کہہ کہہ مین ہاے دل

کچھ آج کل مرے دلمین گزرتے ہین غبار
کھلا نہ آنے کا بیان اونکے مدعا مجھکو

سپہر تخلص میر محمدی خلف میر مہدی عرف میر شاہ علی لکھنوی خواہرزادہ محسن صاحب سراپا سخن شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان گزری

خال کا کشتہ ہون کیا ذکر ابروے خمدار کا
کام لیتا ہے وہ قاتل ڈھال سے تلوار کا

کہا یہ اوس بت گلرو نے دیکھکر تن زار
خدا کی شان یہ دیکھو پڑی ہے خار مین روح

نہین مسّی ملی ہے یہ لب جان بخش جانان پر
خضر اودی گھٹا چھائی ہوئی ہے آب حیوان پر

ملاکر لب سے لب بوسہ دیا اوسنے نہ ہونٹونکا
سکندر رہگیا پیاسا پہونچکر آبحیوان پر

مستی مین دعا روز ازل سے ہے یہ ساقی
دل نشۂ وحدت سے رہے حور بغل مین

فردوس مین بھی بادہ کشی اپنی رہا کی
اک جام رہا ہاتھ مین اک حور بغل مین

اونکے زانو پہ جب رکھا سر کو
ہنسکے بولے اجی ذرا سرکو

وصل ہے یا وصال ہے صاحب
کیون بڑھاتے ہین آپ زیور کو

کمر لوٹی جو دیکھی خط سے قاصد کی کمر خالی
ملے دست ہوس دیکھے جو دست نامہ بر خالی

سرد آہین کر رہا ہون کچھ آنسو مین روان
ابتدا جاڑے کی ہے اور انتہا برسات کی

آہ سوزان کے شرارے ہین بہم گریہ بلند
اوڑتے ہین جگنو برستی ہے گھٹا برسات کی

ہے مکدّر میری آہ و گریہ سے وہ سخت دل
زنگ لوہے مین لگاتی ہے ہوا برسات کی

سجاد تخلص سید محمد سجاد مخاطب بہ ذو الفقار الدولہ برادر زن واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ خلف محمد تقی علی خان نواسہ انشاء اللہ خان باشندۂ لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد مرزا [illegible]

شفق یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

رہا بعد فنا بھی یہ اثر سودائے الفت کا
کہ مقتل مین سیاہی چھا گئی خون شہیدان پر

زخم شمشیر نگہ کاری ہے
دونون آنکھون سے لہو جاری ہے

جو ترے عشق کا آزاری ہے
تندرستی اوسے بیماری ہے

سیہ پوشی پہ مائل کیون خط رخسار رہتا ہے
مگر حسن رخ سادہ کا ماتم دار رہتا ہے

یہ کس عارض کا محو جلوہ دیدار رہتا ہے
کہ آئینہ ہمیشہ پشت بر دیوار رہتا ہے

سجاد تخلص حکیم میر سجاد اکبرآبادی ولد میر محمد اعظم شاگرد ابر و جد اعلی انکے میر منشی دارالانشاے شاہی تھے صاحب دیوان گزرے

دل کی جمعیت نہ کھو لب کھول کر
ہووے ہے غنچہ پریشان بول کر

مر گئے پر اگر نہین آسیب
کیون یہ رکھتے ہین قبر پر تعویذ

میرے تمام حال کی تقریر ہے وہ زلف
روز سیاہ و نالہ شبگیر ہے وہ زلف

ایک دل رکھتا ہون جو چاہے سو لیجا دیوے
خواہ کاکل خواہ ابرو خواہ مژگان خواہ چشم

لب شیرین پہ اوسکے مرتا ہون
زندگی اپنی تلخ کرتا ہون

جب ہم آغوش یار ہوتے ہین
سب مزے در کنار ہوتے ہین

یار کا جامہ ہین تو ہے عزیز
یوسف اپنا پیرہن تو کر کے

بتون کے تئین کس قدر مانتا ہے
یہ کافر مرا دل خدا جانتا ہے

رات اور زلف کا یہ افسانہ
قصہ کوتہ بڑی کہانی ہے

سجاد تخلص میر علی سجاد محافظ دفتر کلکٹری ضلع الہ آباد خلف میر حیدر علی باشندہ موضع کڑا پرگنہ ملیہ توابع ضلع مذکور شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

صدقے ترے قد پہ لاکھون خوش قد
آنکھون پہ فدا ہزار ہا ہین

گلرنگ ہین آستین و دامن
دکھلاتی ہین کیا بہار آنکھین

سحاب تخلص محمد اللہ یار خان [illegible] اکبرآبادی [illegible] لکھنؤ شاگرد برق

ہر قدم پر مردے زندے کرتے ہین اندآپا	اے بتو معجز نما گویا تمہارا پاؤن ہے

سحاب تخلص کنور گوپال سنگھ ولد راجہ سالگرام شاگرد مولی بخش قلق

شمع پروانے کے ماتم مین یہ کہتی تہی کہ ہای	خاک کرتی ہے مری گرمی بازار مجہے
اے دل رفتہ مگر جان یہ کچہ آن بنی	چارہ گر اب نظر آتے ہین عزادار مجہے

سحر تخلص محمد خلیل خان حیدرآبادی

بو تری باقی ہے اے رشک بہار	اشک کا ہر قطرہ سمن بن گیا
اے سحر یار مزیدار کسکو ملتا ہے	برا بہلا تو ملے درکنار خاطر خواہ

سحر تخلص میر ناصر علی مرحوم زمیندار بریلی برادر خلف میر محمد علی متوطن کوئل مقیم لکھنو شاگرد ناسخ سنہ ۱۲۵۶ بارہ سو اوچھپن ہجری مین فوت کی صاحب دیوان گزرے

آنکھین مری فرقت مین ہین ناسور سے افزون	پہوڑے سے زیادہ ہے دل زار بغل مین
کچہ سخت نکلنا کسی بدمست کو ساقی	شیشے سے ہے فزون ہے دل میخوار بغل مین
نکلا ہے جو دم حسرت آغوش مین اے سحر	کس پیار سے لیتی ہے مجہے گور بغل مین
اسمین شیرین تری کچہ شان نہ کم ہو جاتی	چوم لیتی لب شیرین سے جو فرہاد کی ہاتہہ

سحر تخلص مرزا افضل علی باشندہ لکھنو مقیم موچی کہولا متعلق کلکتہ شاگرد مرزا علی جان شفق یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بہیجے تہے

پریون سے مشابہ جو ہے پرداز پری	انداز پری رکہتا ہے انداز پہ تیر
نکالین صلح مین ادلجہن کی باتین	دیا بوسہ تو پیچ و تاب کہا کر
کہلا وہ چشم افسون گر مین سرمہ	دکہاؤ سحر کو جادو جگا کر
مردم دیدہ یہ کوئی زلف مین پہرتے نہین	پتلیون کا ہے تماشا خانہ زنجیر مین

سحر تخلص منشی عبد المجید ولد غلام مینا ساحر باشندہ کاکوری

نام کو تجہسے نہ الفت نہ ملاقات رہی	دن کو بہی آپ وہین رہیئے جہان رات رہے
یہ شب وصل مین گردون کی عداوت دیکہو	صبح ہوتی ہے مرے گہر مین بہرا عہدی

سحر تخلص شیخ امان علی ولد محمد امین لکہنوی شاگرد برق صاحب دیوان گذرے

جو کچھ ہوا سو ہوا بس گذشتہ را صلوات
کہاں تلک کوئی رو یا کرے گلا دل کا

برق کے ہم ہین دیکھنے والے
ابر تر کے ہین یادگار آنکھین

چشم بیمار کی بیمار مرے جاتے ہین
لب جان بخش سے ہوتا نہین اچھا کوئی

منہ کو آئینہ مین دیکھا دیکھ کے خوش ہوتے ہو
پہلے پیدا تو کرو چاہنے والا کوئی

وصل کی بعد مرگ ٹھہری ہے
اپنے گور پر مسہری ہے

سحر تخلص احمد علی خان خلف کرم علی خان مقیم دہلی

ہوئی زخمی مژہ کی اور نگاہ چشم دلبر کے
نہین محتاج ہم نوک سنان و آب خنجر کے

سحر تخلص مولوی ظہور علی

عبث دار فنا مین گھر سکونت کا بناتا ہے
کہ آخر ایک دن دار بقا کو ہیاں سے جانا ہے

بعد مردن بھی مجھے رنج فراق یار ہے
گور کی ظلمت نہین ہے کم شب دیجور سے

سحر تخلص راجہ نواب علی خان ولد امیر علی خان باشندۂ خیر آباد

حوروں مین کہان ناز و ادا صورت انسان
جنت مین بھی دنیا کے مزے یاد کرینگے

ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا
اٹھ جائینگے افلاک جو فریاد کرینگے

لکھینگے سراپا سحر اوس لعبت چین کا
کار قلم مانی و بہزاد کرینگے

سحر تخلص اجودھیا پرشاد پسر رام دیال دیوان اعتماد الدولہ افضل علی خان شاگرد مہدی علی خان قبول

تصور کمر یار مین ہین اشک روان
کہکشاں ہو کیون نہ جو پڑ جائے بال آنکھون مین

اسیر دیدۂ جانان ہین سب کی طائر دل
نہین یہ نشئہ کے ڈورے ہین جال آنکھون مین

سخا تخلص شیخ سجادت حسین ولد گل محمد باشندۂ ویبائی توابع بلند شہر شاگرد فدا حسین فدا

بھجوا دون سر کو کاٹ کے اپنا ستمگر کے ہاتھ
ایذا اٹھائین قتل ہون تا فتنہ گر کے ہاتھ

پر جان لے کہ جان بھی جائیگی ہاتھ سے
دم بھر بھی تیر کے گذرے سینہ سے گر ہاتھ

سخن تخلص رام دیال گھڑی ساز ولد پرم سکھ لکھنوی شاگرد منشی صاحب ولیعہد ان گزرے

خدا کے واسطے سن اے صنم گلہ دل کا
کہ تیری آنکھون نے لوٹا ہے قافلہ دل کا

سخن تخلص حکیم مرزا محمد حسین وطن انکا کشمیر مولد دہلی شعر فارسی بھی کہتے ہین

جو ہین جان نکلی وہین آن نکلا	بھلا مرتے مرتے یہ ارمان نکلا

سخن تخلص خواجہ فخر الدین حسین خلف خواجہ جلال الدین حسین المعروف بہ حضرت صاحب متوطن دہلی باشندۂ لکھنؤ وکیل عدالت دیوانی ضلع شاہ آباد عرف آرہ شاگرد مرزا نوشہ غالب سید فرزند احمد صفیر بلگرامی انکو اپنا شاگرد بتلاتے ہین کلام ان کا لکھنویون کے انداز کا ہے کوئی شعر یا کوئی فقرہ نثر دہلویون کے انداز کا انکے کلام مین نظر نہین آتا انکو آرہ مین دیکھا تھا انکا فسانہ سروش سخن نظر سے گزرا

یہ جان ہے یہ جگر ہے یہ دل تیر نذر ہے	اسمین کوئی بھی تو کر اے دلستان پسند
بناوٹ سے بگڑ کر عین گرمی مین لگے کہنے	خدا کے واسطے چھوڑو نہ ڈالو ہاتھ گردن مین
کبھی چھونے نہ پائین پانون تک جس ست کا نمکر	زہے تقدیر اوسکا ہاتھ ہو دست برہمن مین
پڑہے جن کو اوتارا ساقی مہوش نے شیشے مین	کیا واعظ کو محو دختر رز ایک ساغر مین
دفن ہے اسمین سخن لاشۂ لیلی شاید	ہاے مجنون کے جو مرقد سے صدا آتی ہے

سخنور تخلص دیوالی سنگہ کایتھ خلف راے جی سنگہ دہلوی منشی دفتر شاہی

گریبان رکھے ہے بن ترے یہ چشم تر مجھے	طوفان نوح آ گئے ہے اب نظر مجھے

سخنور تخلص مولوی احمد علی لکھنوی مقیم مرشد آباد شاگرد مصحفی

آب گو ہے سخن غیر مین لیکن صاحب	کان مین گر گئے ہی کر دیتا ہے بہرا پانی
لب شکر شکن اوس غیرت گل کا دکھاتا ہے	چمن مین طوطی و بلبل کو آپس مین لڑاتا ہے
اثبات جزلایتجزے مین تھا کلام	ساکت رہا وہ غنچۂ دہن انفصال ہے

سخی تخلص سید پرورش علی ولد سید ارعلی باشندۂ کڑا ضلع الہ آباد

دل کھلونا نہین جو کہتے ہو	ہم بھی لینگے ہم یہی لین گے

سراج تخلص مولوی سراج الدین باشندۂ ضلع فرید پور مقیم ضلع مرشد آباد راقم سے اپنے ضلع راج شاہی عرف رام پور بوالیہ مین ملاقات ہوئی تھی انکے بہت سے اشعار عربی و فارسی بھی نظر سے گزری

حسن ہے خوبون مین لیکن کچھ وفاداری نہین
جون گل کاغذ کہ جسمین بو نہین ہے رنگ ہے

سراج تخلص سراج الدین وکمنی بعضے تذکرہ والون نے انکا نام قمر علی لکھا ہے

نہین ہے تاب تجھے تیرے سامنے جانان
کہان سراج کہان آفتاب عالم تاب

پھر بھی نہین ہے شہر بشوق سے خالی
بتیابی نبض رگ خارا کی خبر لو

سراج تخلص سراج الدین علی شاہ اورنگ آبادی درویش تھے

رفوگر کو کہان طاقت کہ زخم عشق کو ٹانکے
اگر دیکھے مرا سینہ رفو چکر مین آجاے

علی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی

وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخۂ عشق
کہ کتاب عقل کے طاق پر جو دھری تھی وہین دھری رہی

سردار تخلص سردار مرزا خلف سید محمد لکھنوی شاگرد وزیر

فرزدہ ای جوشش جنون دشت مین آئی ہے بہار
پھر کھجاتے ہین کئی دن سے برابر تلوے

گرم رفتاری عشاق کا اعجاز یہ ہے
تر نہین ہوتے ہین بالاے سمند تلوے

سرسبز تخلص مرزا زین العابدین خان خلف نواب سالار جنگ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

بے تکلف تھی دل کے لینے تک
ہم سے اب آپ منہ چھپاتے ہین

ترے ہاتھ سے پوے مشک آئی شانہ
مگر تو نے کاکل سنوارے کسی کے

اوسکے کوچہ کی طرف مین تو نہ جاؤن سرسبز
کشش دل ہے کہ کھینچے لیے جاتی ہے مجھے

سرشار تخلص لالہ ملوک چند لکھنوی

اسلئے سچ ہے وہ دلبر چلے خوبی مین اکڑ کے
بھرن ماہ [illegible] مین لیلے رات کو [illegible]

سرور تخلص مرزا رجب علی بیگ ولد مرزا اصغر علی لکھنوی شاگرد نوازش حسین خان نوازش صاحب [illegible] سلطانی ترجمہ شمشیر خانی و شگوفۂ محبت و گلزار سرور و فسانۂ عجائب [illegible] و نثر بہت خوب لکھتے ہین اوائل [illegible] ہجری مین کلکتہ مین آئے [illegible] کی سرکار مین متعلق تھے بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گذری

ہزار صدمہ پہ دل نے ہماری اف بھی نہ کی / جو اک رفیق ملا وہ بھی بے زبان ملا

بہ ہمکناری جانان سے تازہ لطف اوٹھا / گلی سے مل گئے سب رنج در کنار ہوا

رشک زلف یار سب عقدے ہین تیرے ای سرور / اور اولجھہ اولجھتے ہین بیٹھے جب کہ سلجھائی کو ہم

نہین اوٹھتی پلک نزاکت سے / سرمہ ہوتا ہے بار آنکھون مین

آنی چھائی ہے خاک تیرے لیے / چھا رہا ہے غبار آنکھون مین

جب سے اپنا لقب ہوا ہے سرور / روز و شب ہے خمار آنکھون مین

سرور مشرق و مغرب کی سیر کی ہم نے / نہین ہے حسن خداداد کا جواب کہین

کوچہ قاتل مین جا کر اپنے ہاتھون جان دی / مرتے مرتے کام آئے یہ ہماری ہاتھہ پاؤن

پیری و صد عیب یہی مثل ہے ای سرور / ڈھونڈھتے ہین اب تو لاٹھی کی سہاری ہاتھہ پاؤن

تنی رہتی ہے اکثر چادر مہتاب تربت پر / کہ تا معلوم ہو سب کو قتیل مہ جبینان ہون

اللہ ری بیکسی کہ جو دریا مین غرق ہون / تالاب کی طرح کبھی پانی روان نہ ہو

پھیر نہ منہ اوسنے کیا میری طرف ہی ظالم / سخت تم بھی مرے نالو ہوا اثر سے خالی

سرور تخلص مرزا افضل علی بیگ برادر حقیقی مرزا انیاز علی بیگ نکہت شاگرد شاہ نصیر دہلوی

آج آتی نہین ہے بانگ درا / ہمرہون نے کہین قیام کیا

سرور تخلص لالہ نیک رام نائب سررشتہ دار بندوبست ضلع فرخ آباد ولد جے کشن لال مقیم فتح گڈہ

مطلب کی میری ایک نفرمائی آپ نے / باتین شب وصال مین کین اپنے کام کی

سرور تخلص سید کاظم حسین شاگرد آباد ولد سید ظفر علی باشندہ لکھنؤ

دل مین جو بار گیسوی پیچان کا تھا خیال / ڈر ڈر کے چونک چونک اوٹھے ہم تمام شب

مر مر کے کاٹتا ہون شب انتظار یار / اوٹھتا ہے بار ہجر بھلا مجھہ حزین سے کب

یہ نور کیا ہین حسن سے ساری کلائیان / ہین شاخ نخل طور تمھاری کلائیان

سرور تخلص حمایت اللہ خان دہلوی شاگرد نصیر

زنجیر کی جو کانون مین آتی صدا نہین	مجنون کے سلسلہ مین کوئی کبار ہا نہین

سرور تخلص غلام مرتضی خان ولد نصیر اللہ خان عرب ہاشمی شاگرد خواجہ آتش وطن اٰلکا مدینۂ منورہ مولد و مسکن لکھنؤ

مجھسے جو پوچھتا ہے کوئی ماجرائے دل	یہ کہکے لوٹ جاتا ہون مین ہائے ہائے دل

سرور تخلص ولایت علی کشمیری لکھنوی خلف و شاگرد محمد جعفر مخمور و آتش انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی

آتی نہین کسیکو بھی اصلا نظر کمر	عنقا کی طرح گم ہے تمہاری مگر کمر
جدا ہوئے ہین کسی برق وش سے یہ شاید	بسان ابر جو روتی ہین زار زار انکھین

سرور تخلص مرزا اعز الدین دہلوی داماد سراج الدین بہادر شاہ متخلص بہ ظفر شاگرد ذوق

ہوتے ہین آپ چین بہ جبین بات بات پر	یہ ڈھنگ ہے تو ہوچکی صورت نباہ کی
یہ بھی سرور ترک کیا چاہتے ہین وہ	صحبت جو ہم سے انسے ہے یہ گاہ گاہ کی

سرور تخلص احمد حسین شاگرد و برادر خورد امداد حسین ظہور باشندہ میرٹھ

الامان الحذر کا شور اوٹھے	جوش ہووے جو دیدۂ تر کا

سُرور تخلص اعظم الدولہ نواب میر محمد خان خلف نواب ابو القاسم خان شاگرد محمد جان بیگ سامی امراے دہلی مین تھے شعر اچھا کہتے تھے ایک تذکرہ شعرا اور ایک دیوان انسے یادگار رہے ۱۲۵۰ بارہ سو پچاس ہجری مین وفات پائی فارسی بھی اچھا کہتے تھے

مانع امید وصل ہوئی ورنہ ہجر مین	فقط ہے زندگی کا یہ سب انفصال تھا
سبزۂ خط گرد لب شاید ہوا اوسکے نمود	خود بخود دھدم جو میرا رنگ کاہی ہوگیا
نامہ کس سوختہ جان کا یہ لیے جاتا ہے	بازون سے جو ہلاتا ہے کبوتر پنکھا
ہاتھ اپنے رہی زیر بغل بعد فنا بھی	تھی بسکہ ہم آغوشی دلدار کی حسرت
ترسے کھو لینگے جب بند قبا ہم	گرہ دل کی کرینگے اپنے وا ہم
دیوانے ہم نہین ہین جو فصل بہار مین	کہنے سے ناصحون کے گریبان رفو کرین

مجھ خاکسار کو نہین حاجت سریر کی
ہے بوریا سے فقر پہ عزت فقیر کی

سعید تخلص مرزا امیر دار حسین ولد مرزا علی اکبر

عجب کیا ہے اگر مین بھی اسیر چاہ بابل ہون
کسی زہرہ شمائل کے ذقن پر دل سے مائل ہون

سعید تخلص لالہ کنور بہادر ولد گھاسی رام شاہ فرخ آبادی

جوش وحشت کبھی زندان مین نہ رہنے دیگا
بیڑیان لاکھ پنہائی کوئی حداد سے مجھے

سعید تخلص محمد سعید الدین بن مولوی محمد اساس الدین باشندہ بدایون مقیم دہلی
تلمیذ نواب زین العابدین خان عارف

ہے بیرخ کا خواہش شب وصل یار مین
یعنی ادھر سے لخلخہ مین آئی اوہ نہ مین
گویا کہ مکان تلک تو رسائی ہے آہ کی
پر کیا ہی گر تون ہی کی دل مین نہ راہ کی

سعید تخلص قاضی سعید الدین خان خلف قاضی القضات نجم الدین علی خان باشندہ
کاکوری آخر ایام مین انکی بصارت زائل ہوگئی تھی

بیدماغی ادھے ملنے سے نہ ہو کیونکہ مری
کہ بیرتی کو نہین خوش آتی انسان کی بو

سعید تخلص قاضی میر سعادت علی باشندہ اکبر آباد

یارین آنکھون مین اپنے خار ہی گل باغ مین
ہے نمک پاش جراحت شور بلبل باغ مین

سعید تخلص حاجی سعید بخت ولد محمود بخت مجموعہ دار شاگرد حضرت مقیم باشندہ سلہٹ
راقم کے ملاقاتیون مین ہین تاریخ گوئی سے بہت شوق رکھتے ہین فارسی بھی کہتے ہین
اجداد انکے ہندو تھے کئی پشت سے مشرف باسلام ہوئے ہین

کر اس سے محرم صنم خدارا کہ تیری انگیا کی ہے یہ گت
یہ ادبھرا ابھارا اوٹھا اوٹھا یہ شکل وزون حباب کا سا
پاتا نہین ہے سرمہ کا ہرگز قرار رنگ
ہر آن مین بدلتی ہین آنکھین ہزار رنگ

سفیر تخلص خواجہ بادشاہ ولد و شاگرد خواجہ وزیر لکھنوی

دیوانہ مجھکو آپ نے اچھا کیا کہ اب
لے لونگا اب تو زلف گرگیر ہاتھ مین
وہ سحر کر کہ طائر رنگ حنا ترا
طوطی کی طرح سے کرے تقریر ہاتھ مین

سفیر تخلص حاجی جلال بخش خلف حاجی حسین بخش باشندہ سلہٹ شاگرد منشی اہلی

مست راقم کے ملاقاتی ہین

سحر آفرین یہ سایۂ زلف سیاہ ہے	ہنجاے کیا عجب ترے پہولون کا ہار سیاہ

سکندر تخلص خلیفہ محمد علی مرثیہ گو باشندۂ پنجاب شاگرد محمد شاکر ناجی شراب بہت پیتے تھے وطن سے دہلی گئے وہان سے حیدر آباد مین جاکر انتقال کیا وہان کے باشندون نے اونکی ہڈیون کو کربلا مین بھیجدیا

قیس صحرا مین رہا کوہ مین فرہاد رہا	مین بگولے کی طرح دشت مین برباد رہا
نہ دیکہا ہو جو کسی نے حباب مین دریا	وہ دیکہہ لے مری چشم پر آب مین دریا
گرا ہے مانگ مین دل میرا آہ ڈہونڈہون کدہر	کہ آدہی رات ادہر ہے اور آدہی رات ادہر
سحر گزرا چمن مین کونسا خورشید رو یارب	کہ شبنم گل کے منہ پر ابتلک پانی چھڑکتی ہے

سکندر تخلص سکندر خان باشندۂ شاہجہان پور مومن خان سے کسب سخن کرتے تھے ایک دن ایک شعر کی اصلاح پر بہت مباحثہ کرکے ترک مشورہ کیا ٭

کسکا نام اوسکے لبون پر تھا کہ اس نفرت کیا	حرف ناصح سے دماغ اپنا پریشان نہ ہوا

سلام تخلص نجم الدین علی خان اکبر آبادی خلف شرف الدین علیخان پیام

حدیث زلف چشم یار سے پوچھہ	درازی رات کی بیمار سے پوچھہ

سلطان تخلص شہزادۂ ایزد بخش بہادر عرف مرزا ببلی خلف شاہ عالم بادشاہ

دور رکھہ و وران سر سے گردش دوران مجھے	مت رکھہ اسے دیر خراب آباد سرگردان مجھے

سلطان تخلص نواب نصر اللہ خان مرحوم والی رامپور

اوس لب سے کیا لعل کا جب رنگ برابر	دیکہا تو نہین اوسکے یہ پاسنگ برابر

سلطان تخلص سلطان شاہ خلف شاہزادۂ جمعیت شاہ ماہر دہلوی

بن جلائے دل و جگر جل جاے	کیا بری آگ ہے محبت کی
آتے آتے وہ پہر گئے گہر کو	یہ بھی خوبی ہے اپنے قسمت کی

سلطان تخلص صاحبزادۂ اعظم الدین نواسۂ ٹیپو سلطان مرحوم مقیم ٹالی گنج متعلق کلکتہ صاحب دیوان فارسی اور راقم کے دوستون مین ہین

داغون سے غم کے رشک چمن ہے فضائے دل	سے ہے جا سے سیر یہ چمن دلکشائے دل

سلطان تخلص خواجۂ طالب علی خان عرف خواجۂ سلطان جان مرحوم خلف خواجۂ حسین علیخان مرحوم رئیس عظیم آباد مقیم گیا اولا دین خواجۂ عبید اللہ احرار رضی اللہ عنہ کی تھی سلسلہ انکے نانیہال کا حضرت خواجۂ میر درد قدس سرہٗ سے ملتا ہے موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے بہت دنون تک کلکتہ مین آکر رہے تھے لکھنؤ کی بھی سیر کی تھی تین دیوان انکے نظر سے گزرے اشعار فارسی و ارد و خوب کہتے تھے سنہ ۱۲۷۰ بارہ سو ستر ہجری مین کلکتہ سے گیاجی مین جاکر انتقال کیا راقم کے دوستون مین تھے راقم نے یہ تاریخ اونکے وفات کی لکھی ہے

قطعہ تاریخ

خواجہ سلطان جان کہ رحلت کرد وائے	دوستان را کرد با اندوہ جفت
سال مرگ او چو جستم از سروش	خواجہ سلطان جان بمرد افسوس گفت ۱۲۷۰ھ

اشعار سلطان

اک نئی طرح کا ہر حلقہ نے پھندا مارا	تو نے اے زلف مسلسل مجھے اولجھا مارا
وار کیا معلوم ہو تیغ نگاہ یار کا	ساحل بحر فنا ہے گھاٹ اس تلوار کا
موجۂ آب زمرد سے مری زنجیر ہو	ہون مین دیوانہ کسی کے سبزۂ رخسار کا
اے بتو ہر مومن و کافر کی لگتی ہے نظر	ہے خدا حافظ تمھاری مصحف رخسار کا
بوے عطر حسن تھی سلطان یار کو روما مین	اوسنے جو پوچھا پسینا سبزۂ رخسار کا
دل کی جا سینے مین میرے اوسکا پیکان گر گیا	سینہ بان جاتا رہا اور گھر مین مہمان رہ گیا
کمر لچکی تو وہ گل ہنس کے بولا	بھرا ہے پھولون سے دامن ہمارا
دیکھی جو تری چاند کی ٹکڑون سے یہ دو گال	انکار نہ کا فر کو رہے شق قمر کا
مثل مشہور ہے دیوانہ راہو ئی بس است اے دل	بہین آنکھون سے دریا نامے گر کوئی افسوکا
لگائی تیغ اگر قاتل تو شادی مرگ ہو جاؤن	دہان زخم مین ہو جائے عالم روے خندان کا
مانی بینیگے خاک مین سب مونگا فیان	اوسکی کمر مین فرق اگر بال بھر رہا

اندنوں حسن پہ آپ اپنے ہیں مغرور بہت
اور سب باتیں تو موقوف ہیں چل دو بہت

اس زم کسی کا ڈر نہیں شہر بلی گھر اپنے یار
لیجاؤنگا تجھے مین اگر اور گھر تہمت

رندوں نے آج نشہ مین کیا دہج نکالی ہے
مینا بغل مین سر پہ سبو جام دوش پر

افتادگی پسند تھی طفلی ہی سے مجھے
آیا نہ ایک دم کبھی آرام دوش پر

بات سکتے نہیں ہیں موتی برستے ہیں ہم
ہے بجا کہیے زبان کو جو زبانِ الماس

مرنے کے بعد بھی نہ گئیں بیقراریان
عالم ہے برق کا مرے سنگ مزار مین

لڑتا ہے وہ اپنی عکس سے آئینہ مین آنکھیں
مری نظروں مین یہ سلطان ہرن گویا کہ لڑتی ہین

جیب کا آہون ہو جاتا ہے سوراخ جگر مین
کا ہیکو کوئی آئیگا اب آپ کی گھر مین

چاہیے عاشق و معشوق مین گرما گرمی
وصل کی رات نہین خوب یہ شرما شرمی

دام بلاے عشق مین ہم بے سبب پڑے
کمبخت دل یہ ہاے خدا کا غضب پڑے

تاب کسکی جو کرے بات اوس بت مغرور سے
حور بھی دیکھے تو لے اوسکی بلائین دور سے

معشوق کو جو وصل کی شب مین حجاب ہے
دامن مین صاعقہ کے گل آفتاب ہے

پڑھی جو بادہ کشون نے نماز استسقا
تو جھوم کر طرف قبلہ سے گھٹا آئی

تمکو یہ دیسی فقط بات بنا آتی ہے
یا کبھی چاند سی صورت بھی دکھا آتی ہے

دفن جس کوچے مین ہم عاشق ناشاد ہوے
جتنے بیرحم تھے وہان غیرت فرہاد ہوے

مطلبیس تخلص سید محب علی متوطن کانپور شاگرد مونس مرثیہ گو

بے اذن بوسے لے کے گنہگار ہو گیا
اب تو قصور وار مین سرکار ہو گیا

سلیم تخلص مرزا سلیم بہادر خلف اکبر شاہ ثانی بادشاہ دہلی مرید میر محمدی مرحوم

ٹھوکر سے سبحہ کی فرصت ہوئی مجھے
کثرت مین سیر عالم وحدت ہوئی مجھے

ہے کوئی اپنا خانۂ دل بھی عجیب مکان
جسمین نصیب یار سے بیعت ہوئی مجھے

سلیم تخلص سید عباس ولد سید عالم علی لکھنوی شاگرد آتش صاحب دیوان گزرے

کیا کرینگے ہم جو موثر نہ ہو نالا دل مین
جان جان دل نہین جاتا کوئی ڈالا دل مین

وا اے قسمت نہ ہوا یار بغلگیر سلیم
رہگیا عید کو ارمان مزے دل کا دل مین

یار آیا ہے نظر خواب مین بعد مدت
کھولیو چونک کے غافل نہ خبردار آنکھین

سلیم تخلص میر سلامت علی بنارسی

کہتے ہو لعل سے بہتر لب معشوق ہوا
سخت نادان ہو پتھر لب معشوق ہوا

سلیمان تخلص مرزا محمد سلیمان شکوہ بہادر خلف حضرت شاہ عالم بادشاہ شاگرد شاہ حاتم و انشا مدت تک لکھنؤ مین جلوہ افروز رہے شعر عاشقانہ اچھا کہتے تھے ۱۲۵۳ ہجری مین اکبرآباد مین قضا کی اور وہین مدفون ہوے راقم نے اونکے مزار کی زیارت کی ہے انکے انتقال کی تاریخ رحمت خدا سے نکلتی ہے دیوان انکا نظر سے گزرا

کرے یہ کاش فلک میرے بند بند جدا
یہ مجھ سے ہو نہ مرا شوخ خودپسند جدا

جنازہ تیرے دیوانے کا اس توقیر سے اوٹھا
کہ شور نالہ ہر اک خانۂ زنجیر سے اوٹھا

ناز سے کر گئے وہ ایسا ہی اشارہ چپکا
کہ نئے سر سے یہ پھر داغ ہمارا چمکا

لبون پہ آکے جو نالہ نہ ہٹ گیا ہوتا
تو آسمان و زمین سب اولٹ گیا ہوتا

رہ گئے ہوش و حواس و خرد و طاقت سب
یون ترے کوچہ سے مین بے سر و سامان نکلا

جان دی راہ محبت مین الٰہی صد شکر
بات جو ہم نے کہی تھی سو نبا ہے صد شکر

بات کہنے مین جواب نامہ لایا سچ بتا
کیا نکالی تونے اب ای قاصد چالاک پر

زخم کھا کر جو گرا مین تو وہ یہ کہنے لگا
اچھا اچھا تو تڑپ کر مری تلوار کو توڑ

ہزار طرح سے وہ چھپے کرے لیکن
نہ پہونچے نالہ کو میرے ترانۂ بلبل

غیر کا نام جو تم پیار سے لیتے ہو تو بس
ایک برچھی ہے کہ پہلو مین چبھو دیتے ہو

شیخ کی تسبیح اور عمامہ کس گنتی مین ہے
وہ کمند زور ہے یہ گنبد تلبیس ہے

دل اگر فولاد ہو تو بھی کھنچا جاتا ہے آہ
اوس صنم کا جذب الفت سنگ مقناطیس ہے

کیا اجابت کی ہوا ور کو خداوندا آہ
مارے مارے جو دعاے سحری پھرتی ہے

جبہہ سائی کا نشان جائے جبین سے کیونکر
کوئی تقدیر کے لکھے کو مٹا سکتا ہے

سلیمان تخلص سلیمان خان دہلوی مقیم عظیم آباد شاگرد اشرف علیخان فغان

نظر آئی حنا بندی مجھے کس گل کے ہاتھون کی
کہ اشک سرخ سے کاسہ ہوا معمور آنکھون کا

سلیمان تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

تجھ سے ظالم سے ملا دیکھیو طراری دل	کچھ بھی ڈر کا نہ کیا بل بے جگرداری دل

سودا تخلص مرزا محمد رفیع ولد مرزا محمد شفیع شاگرد شاہ حاتم وطن انکا کابل مولد دہلی ایام شباب مین لکھنؤ مین جاکر نواب آصف الدولہ بہادر کے مقربون مین منسلک ہوکر ملک الشعرا کا خطاب پایا تھا ۱۱۹۵ھ گیارہ سو پچانوے ہجری مین انتقال کیا سوا سے مثنوی کے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے لیکن ہجو و قصیدہ گوئی مین اپنے عہد مین بے مثل تھے کلیات انکا نظر سے گزرا

مقدور نہین اوسکی تجلی کے بیان کا	جون شمع سراپا ہو اگر صرف زبان کا
محبتون کا نہ کرو غیر کے مجھسے اخفا	کونسی شب تھی کہ مین وہان پس دیوار نہ تھا
بدنام تو عبث مجھے کرتا ہے ناصحا	مدت ہوئی بتون سے سروکار اوٹھہ گیا
رنج مجھے قبول ہے اے منکر و نکیر	لیکن نہین و مانع سوال و جواب کا
گلہ لکھون مین اگر تیری بیوفائی کا	لہو مین غرق سفینہ ہو آشنائی کا
طلب نہ چرخ سے کر نان رحمت اے سودا	پھرے ہے آپ یہ کاسہ لیے گدائی کا
لطف اے اشک کہ جون شمع گھلا جاتا ہون	رحم اے آہ شرر بار کہ جل جاؤن کا
چھیڑ مت باد بہاری کہ مین جون نکہت گل	پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکل جاؤنگا
دل مت ٹپک نظر سے کہ پایا نہ جائیگا	جون اشک پھر زمین سے اوٹھایا نہ جائیگا
بھٹکی پھرے ہے کب سے خدایا مری دعا	دروازہ کیا قبول کا معمور ہو گیا
آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا	کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا
سینے سے مین دعا کو لایا جو شب لبون تک	کہنے لگی اجابت کیدہر خیال آیا
کونین تک سلے تھی جسدل کی مجھکو قیمت	قسمت کہ اک نگہ پر جا اوسکو ڈال آیا
بر رنگ آئینہ ہم اور سینہ صاف ہوسے	جو اپنے دل پہ کبھی شکل سے غبار آیا
ہلاک کا پسر بھی مسیحا سے کم نہین	فیروزہ ہووے مردہ تو دیتا ہے وہ جلا
نگاہ مست نے ساقی کے عالم کو جھکا ڈالا	کہین بیہوش ہے شیشہ کہین ساغر ہے متوالا

کہین

سو بھی تیر بر نہ تقدیر کو ہلانے کی
کمال کفر ہے ای شیخ ایسا کچھ کہ اوس بت نے
سب بے رنگ تماشای جہان صورت خورشید
نور اخذ ہنر کرنے مین دل کا مین گنوایا
اشتہا میش جہان کی جو تو دیکھا چاہے
ہندو ہین بت پرست مسلمان خدا پرست
ڈرتے ڈرتے جو کہا مین کہ ترا عاشق ہون
سو امین اپنے بار سے چاہا کہ کچھ کہون
گالی نہین ہے بوسہ مرے دل پہ گوارا
یا تبسم یا نگہ یا وعدہ یا گالا ہے پیام
گذری جب غم سے ہین زندگی وہ روز وہ
شور سنکر ہمتوا کو لگا اوبلنا ہے یہ دل
ہون وہ آوارہ کہ طفلی ہی مین جس نا شکستہ
کام آیا نہ کچھ اپنا تن زار آخر کار
کسلئے ہین زیر زمین دیدۂ نمناک ہنوز
ایک دن گھیر مین دامن کا ترے دیکھا تھا
اشک آتش وخون آتش ہر لخت دل آتش
ای لالہ گو فلک نے دیے تجھکو چار داغ
غیرون کی بات پر نہ کہون کان مت رکھو
ناصح نہ او نسے بک جو ہین آگاہ راہ عشق
لے مرے دل کو دے کے اپنا دل
قاتل کے دل سے آہ نہ نکلی ہوس تمام
نہ زر نہ زور نہ طالع نہ تیرے دل مین رحم

جب تجھے قتل پہ عاشق کی مچلتے دیکھا
پرستش سے مرے پیدا کیا جلوہ خدائی کا
جو صبح کو دیکھا وہ نظر شام نہ آیا
جون آئنہ جوہر نے سبھے مجھے عیب لگایا
بزم مستان پہ نگہ غور سے کر آخر شب
پوجتا ہون مین اوسی کو جو ہے آشنا پرست
قہقہہ مار لگا کہنے وہ طناز درست
ایسی کی اک نگہ کہ رہی من کے من کے بیچ
جھوٹا کوئی کہاتا ہے تو بیٹھی ہی سکر لاتیج
کچھ بھی اے خانہ خراب اس دل کے بہلانے کی سیر
رکھے اوس غم کو خدا ماہ محرم سے دور
رخصت اک نالہ اے صیاد جانی سے بہار
کر دیا مادر ایام نے گھر سے باہر
سمجھے اکسیر تجھے خاک یہ غبار آخر کار
جا بجا صورت سوختہ پانی کی تہ خاک ہنوز
گر دبھرتے ہین گریبان سے مری چاک ہنوز
آتش پہ برستی ہے پڑی متصل آتش
جیاتی مری سراہ کہ اک دل ہزار داغ
لیکن کبھو تو میری بھی فریاد کی طرف
وہ کر چکے ہین دین و دل وجان نثار عشق
سنگ کے مول یہ بکتے نہیے لعل
ذرہ بھی ہم تڑپنے نپائے کہ بس تمام
جو چاہے تجھسے یہ دل کا سبب ہو معلوم

بلبل چمن مین کسکی ہین یہ بد شرابیان
جگر اوسکا ہے جو تجھ کو صنم کہہ یاد کرتے ہین
کسی کے مرگ پر اے دل نہ کیجے چشم تر ہرگز
بوسہ ہنسکر نہ دیا اون نے سوائے دشنام
گرم جوشی نہ کرو مجسے کہ مانند چنار
صفحۂ ہستی پہ اک حرف غلط ہون سودا
ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے مین
پیارے ذرا مانے تو اک بات کہون مین
یہ تو نہین کہتا ہون کہ سچ مچ کرو الطاف
پاس ناموس مجھے عشق کا ہے اے بلبل
جی تنک تو دیکھے لون کہ جو ہو کار گر کہین
نے بلبل چمن [illegible] نودمیدہ ہون
مگر تجھ سے رنجیدہ خاطر ہے سودا
ہاتھ کسکا ہے تری زلف کا شانہ سچ کہہ
کسکی ملت مین گنون آپ کو بتلا اے شیخ
مطلب کی میری عرض یہ اکبار بھی سودا
اسرار خرابات سے واقف جو ہو زاہد
دل لیکے تجھسے برق کے شعلہ کو دیجیے
سُن کے یہ کہتا ہے میرے نالہ جانکاہ کو
بہار باغ ہو مینا ہو جام صہبا ہو
زخم کی طرح زمانے مین تو کاٹ اپنی عمر
غیرت آئینہ درست ہو دین وایمان
سنتے ہی چلے ہو دل کو تو خاطر مین یہ رہے

ٹوٹی پڑی ہین غنچون کی ساری گلابیان
میان ہم تو مسلمان ہین خدا کہتے بھی ڈرتے ہین
بہت سا رو دیتے اونپر جو اس جینے پہ مرتے ہین
سو بھی یہ جب نہ ملا کوئی تو مجبور رہین
اپنے ہی آگ مین مین آپ جلا جاتا ہون
جب مجھے دیکھنے بیٹھو تو اوٹھا جاتا ہون
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے مین
کس لطف کی امید پہ یہ جور سہون مین
جھوٹی بھی تسلی ہو تو جیتا ہی رہون مین
ورنہ یہان کونسا انداز فغان ہے کہ نہین
اے آہ کیا کرون نہین بکتا اثر کہین
مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
اودھے تیرے کوچے مین کم دیکھتے ہین
رات آتی ہین نظر خواب پریشان مجکو
تو مجھے گبر کہے گبر مسلمان مجھے
اُن نے نہ چھیڑا کبھو اوس لب سے شیرین کو
کعبے سے نہ کم تجھے در پیر مغان کو
پر ہے یہ ڈر کہ اوسکی بھی ایسی ہے خو نہ ہو
کیون مجھے ایسا بنایا کیا کہون اللہ کو
ہوا اے ابر ہو ساقی ہو اور دنیا ہو
خندہ یا گریہ جو کچھ ہووے سو تک درد کے ساتھ
بروز کس کسکو مین یاد کر کے گیا کیا کچھ
اک وقت مین بلا تھا یہ ناز و نعم کے ساتھ

سو دل اوسکے تو ہو بات نہ کر نیسے ملول
ہمارے کفر کے پہلو سے دین کی راہ یاد آوے
غنچہ سے مسکراکے اوسے زار کر چلے
اب تو مین چھوڑنے کا نہین اوسکو ناصحا
مستی سے اوس نگاہ کی لی محتسب خبر
یار وہ شرم سے جو نہ بولا تو کیا ہوا
کیا چیز ہے وہ دل جسے کہتے ہین الٰہی
دشنام تو دینے کی قسم کھائی ہے لیکن
مے پرستی ہے مری باعث آمرزش خلق
اے دل یہ کس سے بگڑی کہ آتی ہے فوج اشک
انصاف کسکو سونپیے اپنا بجز خدا
جو طبیب اپنا تھا دل اوسکا کسی پر زار ہے
دہن غنچہ کا جب دیکھوں ہوں گوش گل پہ گلشن مین
منت تو لاکھ کیجے پر جو غرور ہے دہان
تھی سرد مہری اوسکی آب حیات دل کو
سودا کو جرم عشق سے کرتے ہین آج قتل
دل لیکے ہمارا جو کوئی طالب جان ہے
خواہ کعبے مین تجھے خواہ مین بتخانے مین
مری آنکھوں مین بستا ہے مجھے تو کیون رولاتا ہے
ترا غرور مرا عجز تا کجا ظالم
سمجھ کے رکھیو قدم دشت خار مین مجنون
گردش سے آسمان کے نزدیک ہی سبھی کچھ
گزرا ہے کسکی خاک سے ظالم تو بیخبر

وہ دہن تنگ ہے اتنا کہ نہین بات کی راہ
صنم رکھتے ہین جسکو دیکھکر اللہ یاد آوے
نرگس کو آنکھ مار کے بیمار کر چلے
ہونے جو کچھ تھی قبلۂ حاجات ہو گئی
دنیا تمام بزم خرابات ہو گئی
نظرون مین سو طرح کی حکایات ہو گئی
یک قطرۂ خون سینے مین آفات طلب ہے
جب دیکھیے ہے وہ مجھکو تو اک جنبش لب ہے
توبہ صد قوم نے کی ہے مری میخواری سے
لخت جگر کی نعش کو آگے دھرے ہوئے
منصف جو بولتے ہین سو تجھ سے ڈرے ہوئے
مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے
تو اپنا درد دل کہنا کسی سے یاد آتا ہے
منت غریب اوسکے عہدی سی کب بر آئے
جھوٹی تپا کدنے تو کچھ آگ ہی لگائی
پہچانتا ہے تو یہ گنہگار کون ہے
ہم بھی یہ سمجھتے ہین کہ جی ہے تو جہان ہے
اتنا سمجھوں ہون مرے یار کہین دیکھا ہے
سمجھکر دیکھ تو اپنا کوئی بھی گھر ڈھاتا ہے
ہر اک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہے
کہ اس نواح مین سودا برہنہ پا بھی ہے
ہم سے تجھے ملانا اک دور ہے تو یہ ہے
دامن کے ساتھ ساتھ تری گرد ہی سو ہے

کچہ تازہ تعلق نہین اس دل کو الم سے
یہ رنگ مین تصویر کی تیرے ستم [illegible]
اثر ہے آہ مین ہر چند نے تاثیر نالے مین
کہا مین کچہ لازم ہے کیا قتل مین [illegible]
رہا کرنا ہمین صیاد اب پامال کرنا ہے
جب روز کسی اور پہ بیداد کروگے
نہین ہے رشتۂ تسبیح صورت [illegible]
نے ضرر کفر کو نے دین کو نقصان مجہ سے
آہ و زاری سے مرے شب نہین سوتا کوئی
گل پھینکے ہے اورون کی طرف بلکہ ثمر بھی
کیا ضد ہے خدا جانے مجہ ساتھہ وگرنہ
تنہا مرے ماتم مین نہین شام سیہ پوش
سودا تری فریاد سے آنکھون مین کٹی رات
جان سے کندن دل کا سخت ہے فرہاد
نامہ کا جواب آنا تو معلوم ہے اے کاش
تجہ تیغ تلے کہہ تو ستم سے کہ سر دہر دے
مجرم ہون مین تو کہہ دو مکافات کے لیے
مغان مین کیا کہون زاہد پیر کی کیفیت
ہو گئے صاحب جوہر ترا منہ دیکھہ [illegible]
بھر نظر تجھکو نہ دیکھا کبھو ڈرتے ڈرتے
کھنچے کیا ہو میان تیغ کہ بیان [illegible]
بھلا ترے ستم کا کرئی تجھسے کیا کرے
قاتل ہماری لاش کو تشہیر ہے ضرور

تھا طفلی مین گہوارا مرا دامن غم سے
جسکو نہ کوئی دیکھہ سکا دیدۂ نم سے
پر اتنا ہے کہ ان دو تون سے میرا جی بہلتا ہے
لگا کہنے ہنسکر کہ خواہی نخواہی
پھر کتنا بھی جب بھولا ہو سودا زکیا تجہے
یہ یاد رہے ہم کو بہت یاد کروگے
قسم ہے شیخ تجہے اپنے دین و مذہب کی
باعث دشمنی اے گبر و مسلمان مجہسے
تجہسے نالان ہون مین اک خلق ہے نالان مجہسے
اے خانہ برانداز چمن کچہ تو ادھر بھی
کافی ہے تسلی کو مرے ایک نظر بھی
رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی
آتی ہے سحر ہونے کو ظالم کہین مر بھی
دگرنہ کوہکنی زور آزمائی ہے
قاصد کے بد و نیک کی مجہ تک خبر آوے
بیمار ہے یہ مین سے ہو ہرکارے وہ ہر مرد
منہ مین خدا نے دی ہے زبان بات کے لیے
کہ جسکو دختر رز دیکھہ کر اود ہل جاوے
ہے نمد پوش سدا آئینۂ فولادی
حسرتین جی کی رہین جی ہی مین مرتے مرتے
صرف سینے کا ہوا ٹانکے ہے بھرتے بھرتے
اپنا ہے تو فریفتہ ہووے خدا کرے
آئندہ تا نہ کوئی کسی سے وفا کرے

نکہ معاش و عشق بتان یادگان — اس زندگی مین اب کوئی کیا کیا کیا کرے
گر ہو شراب و خلوت و محبوب خوبرو — زاہد تجھے قسم ہے کہ تو ہو تو کیا کرے

سوز تخلص مولوی عبدالکریم خلف مولوی امام بخش صہبائی مقیم دہلی صاحب دیوان گزرے شعر انکے بامزہ ہوتے ہین

ہوتی ہے ہوگا اثر اس نالۂ شبگیر کا — راہ پر آنا کوئی آسان ہے چرخ پیر کا
فکر مین تھے انتہائے عشق کی مدت سے ہم — بارے یہ عقدہ ہمین آکر تہ خنجر کھلا
صبا رقیب سے رکھتی تھی راہ کچھ ورنہ — ستم یہ کیون مرے مشت غبار پر ہوتا
کچھ ترا شہرہ ہوا کچھ میری رسوائی ہوئی — رفتہ رفتہ یون ہی ظاہر راز پنہان ہوگیا
ابھی دل مین ابھی آنکھون مین ابھی دامن پر — اشک مین بھی تری شوخی کا اثر آہی گیا
سوز کو بیگانہ سمجھے پر بزم مین رہنے تو دے — رفتہ رفتہ یہ بھی ظالم آشنا ہوجائے گا
پاس آنے مین نہ کشتون کے لگے دیر کہین — لے لیا موت نے گھری تری بیمار کا پاس
جتنا جتنا روکا اونکو اتنی اتنی پھیرے اور — طفل تو ہین یہ اشک ابھی پر کتنی شرارت کرتے ہین
مجھکو پھر کھٹکے یہ گزرا ترے آنے کا خیال — اور شب وعدہ مین ہوتی رہے کھٹکے لاکھون
جان سینے مین نظر آنکھون مین دم ہونٹون پر — اک نہ آنے سے تری کام مین اٹکے لاکھون
آج یہان رسوا ہوا کل وہان خرابی مین پڑا — یون ہی گھٹ گھٹ کر مری توقیر آدھی رہ گئی
اوسکو ہے شوق ستم مجھکو ستم کی خواہش — مین ستمگار کو درکار ستمگار مجھے
سوز ہے کچھ تو تمنا کہ پڑے پھرتے ہو — کیون یہ کہتے ہو نہین اوس سے سروکار مجھے

سوز تخلص محمد میر ولد میر ضیاء الدین اولاد مین حضرت قطب عالم گجراتی کے تھے وطن اونکا بخارا مولد دہلی نواب آصف الدولہ بہادر کے عہد مین لکھنؤ مین گئے تھے خط شفیعہ اور نستعلیق خوب لکھتے تھے تیر اندازی مین کمال تھا + شعر اس انداز سے پڑھتے تھے کہ مضمون شعر کی صورت بناکے دکھا دیتے تھے + پہلے میر تخلص کرتے تھے جب میر تقی لکھنؤ مین گئے اونھون نے سوز تخلص کیا + اشعار عاشقانہ انکے نہایت پرسوز ہوتے ہین اسی برس کی عمر مین لکھنؤ مین وفات پائی + دیوان انکا نظر سے گزرا

اہل ایمان سوز کو کہتے ہین کافر ہو گیا
تن چاک سینہ سوزان دل داغ چشم گریان
کیون طفل اشک تجھکو آنکھون مین مین نے پالا
ایک تو تھا دل غمدیدہ اسیر سر زلف
جنکے نامے یہو پہنچتے ہین تجھ تک
بہت چاہا کہ تو بھی مجھکو چاہے
رقیبون کے ڈر سے مبادا نہ کہدین
کیسے ہی کا اب قصد یہ گمراہ کرے گا
ہم اوس سے شب جو بگڑ گئی تو خفا ہو مجھکو رولا دیا
کی فرشتون کی راہ ابر نے بند
نہ بھولا ہو دل تو اس نیرنگی مینای دوران کے
چوری چوری تیرے منہ شاید لگا
برق طپیدہ یا شرر برجہیدہ ہون
منت کش خزان ہون نہ حسرت کش بہار
بس جی کہاؤ نہ قسم جانتے ہین
بند مین اپنے گرہ دے کہ تجھے یاد رہے
ہان اہل بزم آؤ مین ہی برا ایک سن لو
قاتل پکارتا ہے ہان کون کشتنی ہے
کیا خفا کر دیا جوانی کو
خدا ہی کی قسم ناصح نہ مانو لگا کہا اب تو
کہیو اے باد صبا بچھڑے ہوئے یارون کو
کھول نہ دیجیو لاڈلے اس دل ناصبور کو
دامن تلک تو تیرے کہان دسترس مجھے

آہ یارب راز دل اونپر بھی ظاہر ہو گیا
تو دیکھتا نہین ہے تجھکو دکھائین کیا کیا
اسپر ہی اسیرے منہ پہ تو گرم ہو کے آیا
پاؤن زنجیر مین اور ہاتھ گریبان مین پھنسا
کاش مین اونکا نامہ بر ہوتا
ولے تو نے نہ چاہا پر نہ چاہا
کبھو کھولکر دل مین رونے نہ پایا
جو تم سے بتو ہو گا سوا اللہ کرے گا
دلے لیکن بہی کیا ہون کہ روتی مین بنایا منہ کہ ہنسایا
جو گنہ کیجیے تو اب ہے آج
یہ شیشہ ہے اسی قابل ہی جو طاق نسیان پر
ہونٹھ جو ہین آج پیمانے کے خشک
جس رنگ مین ہون مین غرض از خود رمیدہ ہون
جون سرو باغ دہر مین دامن کشیدہ ہون
جیسے تم ہو تمھین ہم جانتے ہین
مین یہ ڈرتا ہون نہ ہو جاؤن فراموش کہین
تنہا نہین ہون بھائی با نالہ و فغان ہون
کیون سوز چپ ہی بیٹھا کچھ بول اٹھ نہ ہان ہون
کو سون کس منہ سے ناتوانی کو
نہ چھوٹے گا ترے کہنے سی میرا دل لگا ابتو
راہ ملتی ہے نہین دشت کی آوارون کو
ہوا پ لگی ہے چلبلے حبابکیو مست تنور کو
تیری گلی کی خاک ہی ہو تو ہو بس مجھے

جو سرگوشی مین بوسہ لے لیا احسان کیا اسکا
تکلف برطرف یہ حقیقتالی کی ہے زراقی

منہ دیکھو آئینہ کا تری تاب لا سکے
خورشید پہلے آنکھہ تو مجھہ سے ملا سکے

تصویر تیری کھینچے مصوّر تو کیا مجال
دست قضا تو پھر کوئی تجھسا بنا سکے

اشک خون آنکھون مین آکر جم گئے
دور کے بھی دیکھتے سے ہم گئے

مثل نے ہر استخوان مین درد کی آواز ہے
کچھ نہین معلوم یارب سوز ہے یا ساز ہے

گفتار مین اب ضعف سے آواز نہین ہے
سمجھے نہ مری بات جو ہمراز نہین ہے

مکر جانے کا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہے
سبھون سے پوچھتا ہے کس نے اسکو مار ڈالا ہے

مانند جرس پھٹ گئی چھاتی تو فغان سے
فریاد کو پہونچا نہ کوئی راہ روان سے

فرض کیا مین کہ وہ ہے سنگدل
آہ مین اپنے بھی اثر چاہیئے

سوزان تخلص شہزادہ امام بخش دہلوی معروف بہ مولوی کلو شاگرد عبدالرحمن خان احسان

پھر دام سے زلفون کے تا حشر نہ چھوٹیگا
اے دل تو کہین اوسکے پھندے مین نہ آجانا

مین خون دل پیون اور ہنگام بادہ نوشی
بوسہ یہ جام لیوے اوسکے لب دہان کا

سوزان تخلص مرزا احمد علی خان شوکت جنگ فرزند مرزا علی جان لکھنوی

اوس بیوفا کو غم ہے مرنے سے کیا کسی کے
دل مت لگا کسی سے کہنے یہ جا کسی کے

فرقت مین اوسکے سوزان ناحق تو جان دیگا
ہرگز نہین نہ ہونگے یہ آشنا کسیکے

سوزان تخلص مولوی غلام مرتضی مرحوم رامپوری مدرس مدرسۂ عالیہ کلکتہ عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد مین تھے یہین وفات پائی

سینے پہ ہمنے کھائے داغ ایک دو تین چار پانچ
تمنے جلائے کیا چراغ ایک دو تین چار پانچ

مشکے کے خم کے خم پی گئے غیر سا قتیاپ
بھر کے ہمین بھی دی ایاغ ایک دو تین چار پانچ

سوزان تخلص شیخ شمس الدین دہلوی مقیم فرخ آباد

ہر دم مجھے دھمکاتے ہو تلوار پکڑ کے
میان جاؤ کہین گھر سے تو آئے نہین لڑ کے

سوزش تخلص حافظ عبدالرحمن شاگرد شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلی مین طالبعلمی کرتے تھے

اس قدر ضعف ہے بیٹھون ہون تو اوٹھنا ہے محال
ناتوانی سے اوٹھا بھی تو گرا جاتا ہون

ہوا منظور میرا رشک جو اوس شوخ پر فن کو	تصور مین بہی ساتہ اپنے لیے آیا وہ دشمن کو

سہراب تخلص سہراب بیگ دہلوی شاگرد نصیر خوشنویسی و فن رمل مین کامل تھے فارسی بہی کہتے تہے

ہم آئے بہ تنگ زیست سے پہر	اے خانہ خراب تو نہ آیا
نہ ہوئی کوئی شب وصل میسّر ورنہ	دیکھتے شوق محبت سے مین کیا کیا کرتا
کس دن نہین خیال وہان و کمر مجہے	وہ کونسا ہے روز کہ سیرِ عدم نہین
یہ عجب ہے کہ نہ تو بہر تماشا نکلے	ایک عالم ترے شہید اکا تماشائی ہے

سہیل تخلص مرزا احسن جان لکہنوی مقیم موچی کہولا متعلق کلکتہ شاگرد علیجان شفوح یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بہیجے تھے

غش پہ غش آتے ہین اوس زلف کی بیمار ونکو	نکہتِ بہیجے گیسو کا سونگہانے کے لیے
کہہ کے یہ خواب عدم سے ہمین جو نکاتے ہین	آنکہین کہو لو ہم کہ آئے ہین منانے کے لیے

سہیل تخلص مرزا محمد عباس

ماہ رویون کو دل اپنا نہ کبہی دیجیئے سہیل	وصل اک دن نہ ہوا داغ الم کہائے بہت

سہیل تخلص ارتضے علی خان ولد مولوی احمد علی خان فرخ آبادی

کسو واسطے آزردہ طبیعت ہے سہیل آج	کیا حال ہے کچہ تو کہو رنج و محن اپنا

سیاح تخلص میا نداد خان اورنگ آبادی ولد عبد اللہ خان شاگرد غالب اطراف عرب و عجم و ہندوستان کی سیر کی تھی ۱۸۶۰ء اٹھارہ سو ساٹھ عیسوی مین کلکتہ مین آئے تھے اندنون سورت مین رہتے ہین شعر اچھا کہتے ہین راقم کے احباب مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

آیا نہ یار وعدے پہ سیاح صبح تک	کیا کیا شب فراق مین تڑپی بدن مین روح
عبث جاتا ہے کعبے کو خدا تو نزدیک ہو دل سے	تو کیا نادان ہے زاہد فائدہ تحصیل حاصل سے
نہ رکھینگے قدم دہشت کی ماری غیر وہان ہرگز	نہ گرمو ائین اوٹھا کر لاش میری کوی قاتل سے
دل وحشی کا بھی کیا کارخانہ لاؤبالی ہے	زر داغ جنون کا خرچ ہے سرکار عالی ہے
کہون گر جان تو سمجھے کہ ہمکو بیوفا سمجہا	سمجہ اوس بدگمان کی ساری دنیا سے نرالی ہے
پہر اگر تا ہون گرد اوسکے نہین تاب ہم آغوشی	مین ہون تصویر اوسکا وہ شمع فانوس خیالی ہے

ہوئے ضرور تیری ثنا خوان یہ کیا کرین	قاتل وہان زخم کی گویا زبان نہ تھی
پڑ گیا ہے اوسکو چسکا چاٹ کر کسکا لہو	اوگلی ہی پڑتی ہے جو تلوار اوس خونخوار کی
آتش قدم ایسا ہون جو بیٹھون تو زیادہ	ہو دھوپ سے بھی سایۂ دیوار مین گرمی
مشتعل ہے بزم مین شعلہ جو اوسکے حسن کا	شمع پہ پروانون سی جو پائی پر پرواز ہے
بارے اتنا تو اثر نالۂ بلبل نے کیا	نظر آتا ہے ہر اک گل ہمہ تن گوش مجھے
بچھاتا خار غم ہے وہان جہان بستر لگاتا ہون	کھٹکتے میرے دو دن کی فلک کو زندگانی ہے
عدم کا کیون کیا ثابت وجود اہل سخن بھولے	نہ دیتی تھی عدم کے ساتھ تشبیہ دہن بھولے

سیادت تخلص میر مجاہد الدین دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون

مثل نسیم صبح پھرا مین تو ہر کہین	پر وہ گل شگفتہ نہ آیا نظر کہین

سیارہ تخلص مرزا فخر الدین بن مرزا معز الدین ثابت بن شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد الرحمن خان احسان ستار اچھا بجاتے تھے

خدا کے واسطے جا کر کہو اوس آفت جان سے	کہ وقت نزع ہے رخصت ہو تو بیمار سے آن سے

سعید تخلص سید غلام رسول ولد سید احمد رامپوری

مژگان پہ دم گریہ ہے لخت جگر آیا	یا ہے شجر عشق صنم مین ثمر آیا

سعید تخلص میر غلام رسول اکبر آبادی بعض صاحب تذکرہ نے انکو مراد آبادی لکھا ہے

خوبرویون کے تو ملنے سے نہ باز آئینگے	یہ تو بد خو نہین جانے کی مگر جان کے ساتھ

سعید تخلص میر علی نقی برادر خورد میر ابو القاسم محب دہلوی برادرزادہ میر نظام الدین ممنون

قربان سادگی کے لگا کہنے غیر سے	کیا جانے آج کیا تھا کہ سعید خفا گیا
کھلگئے بال شاید کوئی خوبرو سے ہے	صبا کے لپٹ مین جو عنبر کی بو ہے

سعید تخلص میر بہادر علی ولد سید مراد علی باشندۂ فرخ آباد

کرے کیا اثر خاک ہمکو دوا کچھ	تری چشم فتان کے بیمار ہین ہم

سعید تخلص حکیم میر قطب علی عرف قطب عالم باشندۂ سکندر آباد

جادو کرے ہے شہر مین سید کا ریختہ | دیکھو سکندرہ سبھی بنگالہ ہوگیا

سید تخلص میر غالب علی خان دہلوی مخاطب بہ سید الشعرا دفتر شاہی کی نثارپرداز تھے ۱۲۱۸ بارہ سو اٹھارہ ہجری مین انتقال کیا پہلے غریب اور آشنا تخلص کرتے تھے

نہ غازہ نہ گلگونہ ہے نہ رنگ حنا تو | اے خون شدہ دل تو تو کسی کام نہ آیا
سید سے یہ عداوت اللہ ری کفر ای بت | پڑھنے جنازہ اوسکا سب آئے تو نہ آیا
سماوے گا پھولا قبا مین نہ سید | ہم آغوش جب وہ گل اندام ہوگا
نہ ہین گردون نہ شکل آسیا ہم | وے گردش مین رہتے ہین سدا ہم
مین اور ترک عشق یہ امکان ہے نہین | ناصح کے پندسنے کو یہان کان ہی نہین
جو آنکھ اور سے وہ لڑا جانتے ہین | تو ہم بھی کہین دل لگا جانتے ہین
یارو مرے بالین سے نہ اٹھو نہ جدا ہو | حالت مری اچھی نہین کیا جانیے کیا ہو
بناے کفر و دین اک تار سے ہے | کہ سبحہ منعقد زنار سے ہے

سید تخلص امام الدین

ہماری حسن کے کوچے مین بینوائی ہے | یہ آنکھین دیکھتے ہو کاسۂ گدائی ہے

سید تخلص میر یادگار علی باشندۂ بارہ معاصر شاہ عالم بادشاہ

شور شین باقی ہین دل ہین نس یہ آتی ہے بہار | دیکھیے کیا کیا شگوفے اب کی لاتی ہے بہار

سید تخلص سید حسین عظیم آبادی خلف شاہ فریدالدین احمد شاگرد میر محمد واجد پریشان تخلص انسے کلکتے مین ملاقات ہوئی تھی

گرچہ ظاہر مین نظر سبکو نہ آئے گا ہے | پر تصور مین میان تیری کمر دیکھ چکے

سید تخلص میر امداد علی ولد سید حسین باشندۂ بارہہ مقیم لکھنؤ شاگرد نواب منصور خان مہر

حسن کی ہے اب سرا پا مین سمائی پیٹ پر | خط نے رخ گھیرا نظر اپنی اب آئی پیٹ پر

سید تخلص نظام الدولہ سید علی خان بہادر خلف معتمد الدولہ باشندۂ لکھنؤ مقیم کانپور شاگرد درشک ۱۸۵۶ء اٹھارہ سو چھپن عیسوی مین کلکتے مین آئے تھے

صاحب دیوان ہین

بازار کسقدر مرے یوسف کا گرم ہے
لائے ہین نقد عمر خریدار ہاتھ مین

شانہ نہ کھینچ زلف مین مشاطہ بار بار
اک روز کاٹ کھائے گا یہ مار ہاتھ مین

سید تخلص آغا سید مولوی میر محمد لکھنوی صاحب دیوان ہین

فرق ہے ظاہر و باطن مین حق و باطل کا
لب پہ ہے ذکر خدا عشق بتونکا دل مین

ہر گھڑی گرد کدورت سے تہ و بالا ہے
اے صنم شیشۂ ساعت کا ہی نقشا دل مین

سیر تخلص مرزا عباس علی خلف مرزا بندہ حسن باشندۂ لکھنؤ شاگرد مہدی حسنخان آباد۔ تحمل حسین خان کے عزیزون مین ہین

گجری نہ پہنو ہاتھون مین پھولون کی اے صنم
لچکین نہ بار گل سے تمھاری کلائیان

سیف تخلص مرزا محمد حسن مرحوم ولد مرزا علی خان اعظم فارسی گو بن مرزا احمد فاخر مکین باشندۂ دہلی مقیم لکھنؤ صاحب دیوان ہین

وہ دن رہے نہ وہ سن اور نہ وہ شباب رہا
دل خراب یہ اتنک مگر خراب رہا

جدا جو شب کو تو اے رشک ماہ تاب رہا
ہر ایک داغ جگر مثل آفتاب رہا

مثل ہے جل گئی رسّی مگر نہ نکلا بل
جو مجکو شیب مین شوق شراب ناب رہا

اِسقدر سوزش ہوئی دلکو تپ فرقت مین آہ
اشک گرم اپنا زمین پر گرکے چھالا ہوگیا

خاک جل جل کے ہوا آہ تن زار اپنا
سیف سے شعلہ فشان داغ دل زار کی گنج

کافر عشق ہین اسلام سے کچہ کام نہین
ہے زیادہ ہمین تسبیح سے زنار پسند

پھول کانٹے مرے آنکھون مین نظر آتے ہین
دشت وحشت کے سوا خاک ہو گلزار پسند

خم کے خم صرف ہون تو بھی نہ چھلکون اے ساقی
مین وہ کمظرف نہین ایلون جو مملو ہوکر

قسم لون غیر کے اِس سلسلہ سے اوس بت کے
خدا کرے کہین لٹکائے آسمان زنجیر ہوکر

مقصد ہے جب کیا ساقی نے مری جانب کو
بند شیشہ کا گلا ہوگیا اچھو ہوکر

کان تک اوسکی رسائی کی ہوئی ہے صورت
آہ پہونچی ہے مرے حلقۂ گیسو ہوکر

قہر تیر نگہ اوس قاتل سفاک کی ہے
رہگیا مرغ دل زار ترازو ہوکر

قتل کے ساتھ ہے منظور ادب عاشق بھی
آج محفل مین وہ بیٹھا ہے دو زانو ہو کر

کہتا ہے شب کے پردے مین گھر جانیکو مہر
یارب نہ شام ہووے نہو یہ تمام روز

اب زندگی فراق مین مثل حباب ہے
رہتا ہے اپنی عمر کا لبریز جام روز

انکار بوسہ کرتے ہو اقرار وصل مین
دکھا نیا ہے ہمنے یہ اقرار کا طریق

جھڑکی ہے لاکھ بار تو گالی ہزار بار
بدلا ہے صاف یار کے گفتار کا طریق

سہیلے ہین لطف بعد بہت ہین جفا ابیان
یہ ابتدائے عشق ہے وہ انتہائے عشق

اسے پاؤن وقت طاقت و امداد ہی یہی
بھاگین ہم اسطرح کہ نہ پھر ہمکو پائے عشق

جنہین بھائی ہے بوئے خاکساری گو وہ منعم ہین
کسی دن عطر بھی ملتے ہین تو مٹی کا ملتے ہین

شاید کہ گنج حسن بتان ہاتھ آئے گا
کھجلاتی ہین جو آج ہماری ہتھیلیان

مجھے ہے خوف تم رکھنا نگہبانی یہ ای مردم
ہے طفل اشک تنہا ملکون کا ٹو لگا جنگل ہے

یہ گل چہلے کے کہاں ہین کسکی یاد گیسو مین
کہ سر سے تا قدم اپنا تن لاغر مسلسل ہے

بری ہے صاف آرایش سے حسن و مہر انور کا
نہ مہندی ہے نہ افشان ہے نہ مسّی ہے نہ کاجل ہے

سیف تخلص خواجہ سیف اللہ فرخ آبادی ولد خواجہ احمد اللہ شاگرد صفیر

ہوا اور آب کا کچھ کم نہین باد بہاری سے
پریزادوں یہ پھبتی کہتے ہین تخت سلیمان کی

سیف تخلص سیف اللہ مرحوم ولد حاجی لعل محمد باشندۂ کلکتہ

مصحف رخسار بیضاوی یہ کشف خال سے
وقف ہے اک سورۂ والشمس کے تفسیر کا

سیف کی دل مین کھبی ہے جب سے وہ ترچھی نگاہ
سانس ہر دم کام کرتی ہے دم شمشیر کا

سیفی تخلص میر وارث علی خوشنویس ولد میر بشارت علی باشندۂ نواب گنج توابع فرخ آباد مقیم کانپور شاگرد ناسخ

دل جو روشن ہے اثر ہے چہرۂ پر نور کا
رات جو تاریک ہی ہوتی ہے یہ تاثیر زلف

سیل تخلص سید محمد ولد سید علی جان باشندۂ فیض آباد مقیم موچی کھولا متعلق کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

کار گر کچھ بھی نہ زنگار کا پھاہا ہوگا
زخم تیغ نگہ یار نہ اچھا ہوگا

درد فرقت سے شب وروز ہین گریبان تکتے ہین | اس سے بڑھکر غم واندوہ بھلا کیا ہو گا
ابھی آئے ہو ابھی مجھسے ہے رخصت کا سوال | ہان یہ کہیے کہ کسی اور سے وعدہ ہو گا

حرف شین معجمہ

شاباش تخلص کلب سجاد خان عرف مبارک میرزا وزیٹر ضلع اٹاوا ولد کلب حسین خان بہادر نادر تخلص

عاشق شہید خنجر ناز و ادا ہوا | سر دیکے آج حق محبت ادا ہوا

شاد تخلص منشی تفضل حسین خلف سید قمر الدین احمد باشندۂ میرٹھ مقیم فرخ آباد

یون خو شقدون مین قامت جانان بلند ہے | جیسے نشان قلب مین ہووے سپاہ کی

شاد تخلص میر یار خان منشی پلٹن انگریزی باشندۂ میرٹھ

زلف صنم سے مشکبو ساری جہان مین قاصدا | آہوئے چین جہان ملی جانیو یار کی گلی

شاد تخلص شیو پرشاد شاگرد میر حسین تسکین باشندۂ دہلی

جاکے قاصد بھی وہان غیرون مین شامل ہوگیا | اور اک کانٹا نکل آیا مری تقدیر کا

شاد تخلص رجب بیگ خان شاگرد جرأت

الفت نہین جانے کی صنم تیری قسم ہے | جب تک تن فرسودۂ عاشق مین یہ دم ہے
وحشت مین گریبان ہے اور پنجۂ غم ہے | ہر خار بیابان ہے سوا بے زیر قدم ہے

شاد تخلص محمد ایاز خان رامپوری شاگرد حافظ ضیغم

اوسکو تو کہتے خلق نے میرا گلا سنا | میرے بھی منہ سے گاہ برا یا بھلا سنا

شاد تخلص الہ یار بیگ شاگرد مصحفی کیانی نسب تھی

اگر چاک سینے کا ہم وا کرین | تو ہنگامۂ حشر برپا کرین

شاد تخلص سکندر آباد کے ایک برہمن کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

اوس رنگ حنئی کا پڑا جب زمین پہ عکس | حنا کے پھول اوگتے ہین وان سی بہار مین

شاد تخلص بڑھانہ کی ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

خون ٹپکنے لگا آنکھون سے جو نالے شب بھی
کامل ہوئے فن اپنے مین یہ دیدۂ تر بھی

شاد تخلص شیخ محمد جان خلف وارث علی لکھنوی فارسی مین شاگرد مرزا علی اکبر شیرازی کے اور اردو مین شاگرد میر کلو عرش کے

کہین ہو دفن نکلتا ہے کوے جانان مین
زمین مین بھی نہین لیتا قرار دل میرا

جو روکے کہتا ہون ملنے سے غیر کے حاصل
تو ہنس کے صاف یہ کہتا ہے یار دل میرا

جیتے ہی جی نہ پوچھا یو چھینگے کیا مری پر
مردے کی روح کو بھی گھر سے نکالتے ہین

شاد تخلص فضل علی مرحوم شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

نہین سنتا کبھی وہ درد دل کا
عجب بیدرد کے پالے پڑا دل

عجب کم بخت وہ ساعت تھی اے شاد
لگا تھا جس گھڑی اوس سے مرا دل

شاداب تخلص خوشوقت راے باشندۂ چاندپور شاگرد قایم و میان مصحفی

جب تلک ہو کام مژگان سے تو ابروِ دست مت ملا
تیر کے ہوتے کوئی کھینچے بھی ہے تلوار کو

شادان تخلص میر رجب علی دہلوی شاگرد بھوری خان آشفتہ درویش تھے

دل نہ دیجیئے آہ نادان طفل ابتر کو کبھی
یاد ہے نکتہ مجھے حضرت اوستاد سے

شادان تخلص لالہ لبادلال کایتھ

یون داغ دل ہین اِس مری سینے کی آس پاس
جیسے جڑے ہون جیسے نگینے کے آس پاس

شادان تخلص مرزا حسین علی خان دہلوی خلف مرزا زین العابدین خان عارف مرحوم شاگرد مرزا نوشہ غالب اِن سے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی

غیرون پہ ہین وہ لطف کہ بڑھتی ہین ہمیشہ
ہم پر یہ ستم ہے کہ سوا ہو نہین سکتا

ذوق نظارہ سے نہین باقی ادب کا نام
سر مجھ سے زیر تیغ جھکایا نہ جائے گا

شادان نے دل لگا کے بتون سے بُرا کیا
اوس سے یہ راز عشق چھپایا نہ جائیگا

شادان تخلص میان رحمن بخش خلف منشی فیض بخش تاجر شاگرد راقم وطن اِنکا فریدپور مولد و منشا و مسکن کلکتہ بہت اچھی طبیعت پائی ہے

شاد کیسے ہوتے ہین ہنستے لوٹے جاتے ہین
دست طفلان ہین دلِ شادان کھلونا ہو گیا

کھاؤنگا تلوار کا پھل جب تمھارے ہاتھ سے	تب مرا نخل تمنا بار ور ہو جاے گا
جو کہتا ہون نہ مل اغیار سے فرماتے ہین ہنسکر	بھلا کہیئے تو میرے آپ کیا مختار بیٹھے ہین
ذکر وفا پہ دیتے ہین کیون آپ گالیان	گرجی نہ چاہے آپ کا اچھا نہ کیجیئے

شاداں تخلص راجہ چندو لال نائب والی حیدر آباد دکھن ولد نراین داس کھتری باشندۂ راے بریلی شاگرد شیخ حفیظ الدین و شاہ نصیر دہلوی حالات انکے نہایت مشہور ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

معشوق کے آنے کی شتابی خبر آوے	اللہ کرے دل کی یہ امید بر آوے

شاد تخلص محمد عباس خلف مرزا غلام علی بیگ ولد مرزا اعظم بیگ صوبہ دار توپخانہ فرحت بخش باشندۂ لکھنؤ مقیم مٹیا برج متعلق شہر کلکتہ شاگرد امداد علی بحر راقم نے انکو مٹیا برج کے مشاعرے مین دیکھا ہے یہ شعر اس تذکرے لیے بھیجے تھے

روشن ہوا یہ تارشعاعی سے سربسر	بکھری ہوئی ہے زلف پریشان آفتاب
سچ ہے کہ آگ ہوتا ہے غصہ شباب کا	مشہور ہے جہان مین کڑی دوپہر کی دھوپ
فریاد کہ اوس زلف سیہ فام نے مارا	کی مشک نے تاثیر مرے زخم جگر پر
پایا نہ کبھی آگ پہ سیماب کو قایم	پھاہا کبھی ٹھہرا نہ مرے زخم جگر پر
تیر نگہ یار کسی سے نہین رکتا	آئینۂ فولاد ہو یا ہو سپر سنگ
ہوائے تند کے جھونکے نہ دو بروقت آئی ہو	بھڑک اوٹھین نہ میرے شعلۂ داغ جگر دیکھو

شاد تخلص میر احمد حسین مقیم شکوہ آباد بزرگ انکے سلطان شمس الدین التمش کے عہد مین حجاز سے ہند مین آئے تھے

لب ہلاؤ کبھی بس ایسی ہے رعنائی کیا	کام آئیگی قیامت مین مسیحائی کیا

شاعر تخلص میر بسم اللہ لکھنوی خلف میر نوروز علی ملازم راجہ نواب علی خان شاگرد کرامت علیخان فرخ صاحب دیوان ہین

نہین سوگالیان اک بوسہ لیکر ای پری پیکر	پھر اب آزردہ کیون ہے تو جبا دیستان دل
جسے نہین ہے مروت وہ آدمی ہی نہین	بشر کو چاہیے شاعر حجاب آنکھون مین

لائے تھے کیا ہاتھہ مین لیجائین گے کیا ہاتھہ مین ‖ ہاتھہ خالی آئے تھے سب ہاتھہ خالی جائین گے

شاعر تخلص میر نام میر پرست عرف میر کلو دہلوی حضرت خواجہ میر درد سے نسبت تلمذ وقرابت رکھتے تھے صاحب دیوان گزرے بعضے صاحب تذکرہ نے انکا تخلص کلو لکھا ہے

اپنے مطلب کی کہے جائینگے ہم ‖ گرچہ سودا رہنین ست کیجیے گا

قطعہ

تو نہ تھا افسوس ظالم کیا کہین ‖ حال شاعر ہجر مین کیسا رہا
بیقراری جانکنی بے طاقتی ‖ غم الم وحشت جنون سودا رہا

شاعر تخلص شیخ خدا بخش باشندۂ سہارن پور

یہ کیا انصاف ہے اسے چرخ نا انصاف سے شیخ ‖ زلیخا خوش ہو عشرت گہہ مین اور یوسف ہو زندان مین
اوٹھایا لطف دنیا مین سبھون نے عشق ہو یا بستے ‖ رہا شاعر ہے لیکن حسرت و افسوس و حرمان مین

شاغل تخلص اشرف حسین لکھنوی خلف وشاگرد کاشف علی کاشف مقیم کانپور

محرم گلابی ساقی میکش کی دیکھہ کر ‖ کیا دوڑنے لگا مرا وقت خمار ہاتھہ

شاغل تخلص شیخ امیر الدین معروف بمولوی امیر اللہ باشندۂ کڑا شاگرد مصحفی الہ آباد مین وکالت کرتے تھے

بیقراری سے مری آہ وہ آگاہ نہین ‖ جسکا مین چاہنے والا ہون وسی چاہ نہین

شافی تخلص امین الدین دہلوی معاصر سودا مقیم عظیم آباد

مت زخم دل مرے کو کوئی التیام دو ‖ ظالم کو بلکہ زخم دگر کا پیام دو

شاکر تخلص شاہ شاکر علی دہلوی درویش صاحب دل تھے

اوسکی آنکھون نے نہ اک خلق کو بیمار کیا ‖ زلف نے بھی دل عالم کو گرفتار کیا
ہم تمھارے ہین تمھین ہم سے ہے شرمانا کیا ‖ دور سے شکل دکھا کر ہمین ترسانا کیا

شاکر تخلص محمد شاکر شاگرد محمد علی حشمت

قطعہ

گلچین تجھے کیا تری بلا سے ‖ گل توڑ کے تو تو گود بھر لے

کیا پوچھے ہے حال بلبلون کا	جو اون پہ گزر تی ہے گزرے

شاکر تخلص منشی عبد السبحان ولد قاضی اکبر علی مرحوم باشندۂ کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ

تڑپتے ہین ترے کوچے مین قاتل نیم جان کیا کیا	تماشے مرغ بسمل کے دکھاتے ہین جوان کیا کیا
وابستہ ہو گیا تری زلف دوتا کے ساتھ	دل لے ملا یا لا کے مجھے کس بلا کے ساتھ
کاہید گی جسم کا ممنون کیون نہ ہون	پہونچا مین کوے یار مین باد صبا کے ساتھ
جو تیرے حسن کا مشہور عالم مین فسانا ہے	مرے بھی عشق سے آگاہ ایجان اک زمانا ہے
نہین معلوم کس منزل پہ یہ جا کر اوترتے ہین	بہا نیسے قافلہ ہر روز یار ون کا روانا ہے
سوے کاکل لگی رہتی ہے اپنی آنکھ کیون شاکر	خم گیسو مین کیا مرغ نظر کا آشیانا ہے
ڈر موت کا جینے کی تمنا نہین رکھتے	ہم دل مین کسیطرح کا کھٹکا نہین رکھتے

شاکی تخلص مرزا انجا ولد شاہ بہادر خلف ابو ظفر سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

لائے اے آہ جگر تو اوسے پا نالۂ دل	کون دونون مین کرے جلد اثر دیکھین تو
ایک یہ زخم ایک پر ہے داغ	دل تو وہ کچھ ہے اور جگر یہ کچھ

شان تخلص اکبر حسین خان بن حسن علیخان بن تجمل حسین خان لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

دل مین کبھی ہے ذکر خدا گاہ یاد بت	خالی رہا سکان یہ اک دم مکین سے کب
ملا لا کیے دیا کیے وہ دم تمام شب	امید وار وصل رہے ہم تمام شب

شاہ تخلص شاہ سعد اللہ دہلوی درویش صاحب کمال تھے

وابستہ ہے تجھسے اپنی یہان زیست	جب تو ہی نہین تو پھر کہان زیست

شاہ تخلص درویش خدا آگاہ محمد شاہ مقیم دہلی

کیا بھروسا خوبرویان سمن اندام کا	ان پہ مرنا ہاتھ سے کھونا ہے ننگ و نام کا

شاہ علیخان دہلوی معاصر سودا ملازم نواب سراج الدولہ و نواب عالیجاہ محمد قاسم خان لکھنؤ مین انتقال کیا

کیا مری آہ کیا صنم کی نگاہ	ایک ترکش کے تیر ہین باللہ

شاہی تخلص شاہ قلی خان باشندۂ حیدرآباد دکھن ملازم تانا شاہ

ملنا تمھارا غیر سے کوئی جھوٹ کوئی سچ کہے ۔ کس کس کا منہ موندوں صنم کوئی کچھ کہے کوئی کچھ کہے

شاہی تخلص مرزا نورالدین کہین برادر مرزا حیدر شکوہ حیدر تخلص مقیم لکھنؤ شاگرد آتش ونواب عاشور علیخان صاحب دلیعہ این گزرے

ملو گلے سے تو جاتا رہے گلہ دل کا ۔ تمھارے وصل پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
مژدہ باد اے مے پرستو میکدہ کا در کھلا ۔ خم سر شیشہ کھلا شیشہ سر ساغر کھلا

شاہی تخلص مرزا مجاہد الدین دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

مین اور کس سے راز نہان آپ کا کہون ۔ کیا مین بھی غیر ہون کہ چھپایا نہ جاے گا
شب کو گیا وہ ماہ لقا بزم غیر مین ۔ یہ داغ دل سے اپنے مٹایا نہ جایگا

شایان تخلص پنڈت بیم نراین خلف پنڈت رام نراین منصف مہوبا باشندۂ بریلی

قایل نہین مین دیدۂ پرنم کے سامنے ۔ طوفان نوح اگلے زمانے کی بات ہے

شائق محمد ہاشم خیاط دہلوی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق

دل مرا تم نے چرایا نہین سچ کہتے ہو ۔ اک ذرا میری طرف رشک پری دیکھو تو
سراپا اوس پریرو مین لطافت ہی صفائی ہے ۔ تصدق ہم ہین اوسکے جسنے یہ صورت بنائی ہے

شائق تخلص میر حاجی شاگرد میر ہدایت علی کیفی مہوسی مین کامل عیار تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

اوس سنگدل کے دل مین ذرا بھی نہ راہ کی ۔ تاثیر ہم نے دیکھ لی بس اپنے آہ کی

شائق تخلص منشی محمد بخش ساکن حال عظیم آباد

میرا جور فلک سے یہ حال ہوا میرا جینا بھی مجھ پہ وبال ہوا
نہ تو ہوش و حواس بجا ہی رہا نہ توا نا شفیق و یگانہ رہا

اب اونکا کاسۂ سر پایمال عالم ہے ۔ کہ جنکا تھا نہ کوئی ہمسر آسمان کے تلے

شائق تخلص سید محمد حسین عرف میان جان بن سید سرفراز علی باشندۂ بریلی مقیم فرخ آباد

ترک الفت اغیار بدل تم سے ہوا یکان ۔ باور نہین آتا مجھے باور نہین آتا

شائق تخلص عبد اللہ باشندہ سہارن پور

لگائے اور سے پروانہ لو پروا نہیں اسکو | جلادے گی محبت جو کہ ہے شمع شبستان میں

شائق تخلص شیخ محمد پیر بخش اکبر آبادی شاگرد ہاشمی و جرات

تماشا دیکھکر جراح کے مرہم لگانے کا | ہمارے زخم ٹانکے توڑ کر کھل کھل کے ہنستے ہین
بزیر در فلک جب تلک زمانہ رہے | ہمارے سجدے کو یارب وہ آستانہ رہے

شائق تخلص شیخ محمد نذیر الدین حسن فرزند شاہ غلام محی الدین رومی سرہندی باشندہ تہر

چین اس دل کو نہ اک آن ترے بن آیا | دن گیا رات گئی رات گئی دن آیا

شائق تخلص خواجہ فیض الدین عرف خواجہ حیدر جان باشندہ ڈھاکہ ولد خواجہ جلیل اللہ مرحوم شاگرد مرزا نوشہ غالب شعر فارسی وارد دا نکے پر درد ہوتے ہین ایک چھوٹا سا دیوان انکا نظر سے گزرا بارہ تیرہ برس عمر کہ فوت کی کلکتہ مین ہی آئی تھے

اوسی نے کیا مجھکو رسوائے عالم | کہ جس نے تجھے عالم آرا بنایا

گئے کل سوئے مرقد ہمنشان کہ وہ سو گئے تھے راحت و چین سے وہان
غم دل سے پکارا یہ آہ و فغان دلے آئی وہان سے صدا ہی نہین
کوئی رفتۂ ملک عدم نہ پھرا کہ جو پوچھون وہان کا مین حال ذرا
ہے مقام عجب کہ وہ کیسی ہے جا جو گیا سو وہان سے پھرا ہی نہین

شیشہ گر کیا ہے بنا تجھ سے جو تو ہم شیشہ | اشک کا اس سے بناتا ہون مین ہنر شیشہ

شائق تخلص منشی سرفراز علیخان ناظر محکمۂ ڈپوٹی کلکٹری و ڈپوٹی مجسٹریٹی بانکا ضلع بھاگلپور بھاگلپور مین رہنے کے ہنگام مین اقم سے اصلاح لیتے تھے

موت بھی سر پٹکتی ہے اوسکے بالین پر کھڑی | حال ابتر ہے تمھارے عاشق بیمار کا

شائق تخلص لالہ فتح چند ولد لالہ بستی رام لکھنوی شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

دل اپنے قبضے سے باہر ہے او دل ربا مین کا | نہ زور دل پہ ہمارا نہ اختیار مین رہ

شاب تخلص سید ولداد حیدر خلف سید ولی حیدر شاگرد مصفدر باشندہ ساونڈی مقیم فرخ آباد

چاہت وہ روگ ہے کسی بت پر جو آئی دل
تم بھی کہو پکڑ کے کلیجہ کہ ہائے دل

شتاب تخلص مرزا غلام عباس خلف مرزا آغا جان مضطر نبیرہ شاہ عالم بادشاہ
شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

دست بردار ہوئے تم کسے لکھون کاغذ
آرزو کسکی کرون اور کسے بھیجون کاغذ

شجاع تخلص مرزا کریم الشجاع بن مرزا دارا بخت بن ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی
شاگرد قطب الدین مشیر

کب سے شجاع مضطر نالے بھرے ہی آکر
کوچے مین اوسکے گھر گھر مذکور ہے تو یہ ہے

شجاعت تخلص شیخ بہادر علی ولد شیخ فتح علی عرف شیخ مداری باشندۂ لکھنو شاگرد
امام بخش ناسخ صاحب دیوان ہین

بام پر بیٹھ کے سر آنکھین جو دکھاتے ہو تم
پتلیون کا سر بازار تماشا ٹھہرا

ہرن کی آنکھ نہ ایسی نہ حور کی آنکھ
ہر ایک آنکھ تمھاری ہزار آنکھون مین

شرافت تخلص مرزا اشرف علی لکھنوی نبیرہ میر مشرف شاگرد میر نظام الدین ممنون

چمک کے برق سے کی دل پہ شعلہ باری رات
نظر مین بھر گئی دامن کی وہ کناری رات

شرر تخلص سید علی حسن دہلوی ولد سید قدرت علی طپان نبیرہ میر سوز سنہ بارہ سو
اسی ہجری مین کلکتہ مین آئے تھے راقم کے ملاقاتی ہین یہ شعر اس تذکرہ
کے لیئے دیے تھے

نکل ہر گز نہ چشم تر سے لخت دل زمین پر گر
ادہر شدت سے ہے مینہ کی خوف ہی رستے مین کیچڑ کا

جو اہل سوز ہین نیرنگی عالم سے کیا اونکو
بہار نخل شمع بزم کو کیا ڈر ہے پتجھڑ کا

شرر تخلص مرزا جعفر دہلوی برادر خورد حکیم مرزا محمد عشق تخلص حیدر آباد
مین جا کر انتقال کیا

اے عشق جگر سوز شرر کی تجھے سوگند
اک شعلۂ جانسوز کہ مشتاق فنا ہون

شرر تخلص حافظ سید حافظ نواسۂ حافظ اشرف مرحوم حافظ تخلص باشندۂ دہلی

یہ جھونڈی ہے شرر کو کہ جانتا ہی نہین
زمین ہوتی ہے کیسی اور آسمان کیسا

تم جانتے تو تھے کہ مروت نہین ذرا | مرنا تمھین بتون پہ شرر کیا ضرور تھا
اللہ اللہ ری سجدے کی تمنا مجھکو | او سکے ہر نقش کف پا پہ جھکا جاتا ہون
تری تقدیر مین ہونی تھی اسیری ورنہ | ساتھ لیکر تجھے ہم اے دل مضطر آتے

شرر تخلص مرزا غیاث الدین دہلوی خلف مرزا قمر الدین شید اتخلص نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد شیخ محمد ابراہیم ذوق

شرر خدا سے ڈر و کہل تھے سجدۂ بت مین | اور آج تم کو یہ دعوے ہے پارسائی کا
روز کے ظلم وستم او ٹھہ نہ سکے اے ظالم | تنگ آخر ترے ہاتھون سے شرر آ ہی گیا
ہر جفا کو ترے وفا کہیئے | یہ نہ کہیئے تو اور کیا کہیئے

شرر تخلص مولوی علی بخش خان بہادر صدر الصدور بن مولوی خدا بخش باشندۂ بدایون

برائے نام ہی ہے اونکو وصل سے نفرت | وصال کا بھی مرے وہ ملال کرتے ہین
بتون یہ جان ہے آنکھون مین دم رکا ہی شرر | یہ کسکے آنے کا ہم احتمال کرتے ہین

شرر تخلص سید فضل حق ولد سید عظیم الدین باشندۂ میرٹھ شاگرد عبد الصمد فوق

مانا کہ حال غیر پہ تو مہربان نہین | پر مجھسے بھی تو پہلی سی وہ گرمیان نہین

شرر تخلص مرزا صادق علی مرحوم برادر مرزا جعفر علی فصیح ترک دنیا کیا تھا

گئے دونون جہان کام سے ہم نہ ادھر رہے نہ ادھر رہے | نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر رہے

شرر تخلص مرزا ابراہیم بیگ شاگرد نوازش حسین خان نوازش بیشتر فارسی کہتے تھے

جھوٹی ہے محبت یہان تم کسکو جتاتے ہو | تقریر مین لکنت ہے کیون باتین بناتے ہو
سامعین کا نہ فقط سُننے سے دم رکتا ہے | سرگذشت اپنی جو لکھین تو قلم رکتا ہے

شرر تخلص عبد الغفور خان تھانہ دار ضلع بولندشہر خلف نور محمد خان ابن شاہ محمد خان کابلی باشندۂ رامپور بریلی

ہاتھا پائی جب سے کرتا ہے وہ کافر مجھسے | ٹوٹتے ہین رشک کی مارے ہماری ہاتہ پاؤن
کس ستم بدن پر سری ان روزون لڑی آنکھہ | سونے نہین دیتی ہے مجھے ایک گھڑی آنکھہ

شرر تخلص مرزا آغا حسن ولد آغا محمد فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

پاپوش اوسکی مہندی لگائی ہے اے شرف
یون ہی ہین سرخ اوس گل نازکبدن کی پاؤن

مین تم کو دیکھتا ہون محبت کی آنکھہ سے
تم مجھکو گھورتے ہو عداوت کی آنکھہ سے

شرف تخلص سرفراز الدولہ مرزا ابوطالب خان خلف نواب سنیر الدولہ ولد میرزا ابو الحسن خان نواسۂ محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ صاحب دیوان ہین

جب نبض غم کا نہ اے خورشید رو چارہ ہوا
نبض میری چھوڑ کر بھاگا مسیحا ہاتھہ سے

یار خود رنگین ادائی سے ہوا بیہوش رات
لے لیا دزد حنانے صاف چھلا ہاتھہ سے

شرف تخلص میر امام علی خلف میر قادر علی باشندۂ فرخ آباد

منہ سے بوسہ تو نہ مانگینگے جبین یا مرجائین
جان جاویے تو نہین غم ہے مگر آن رہے

وصل مین ہوکے ہم آغوش وہ بولے یہ شرف
ابتو فرمائیے کچھ اور بھی ارمان رہے

شرف تخلص شرف الدین حسین تھانہ دار ضلع کانپور ولد شہاب الدین باشندۂ علیگڈھ شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

ایسی کسی حسین نے بھی پائی نہین جبین
دن کو ہے مہر رات کو ماہ مبین جبین

گیسو ہی رات تارے ہین تل مانگ کہکشان
ابرو اگر ہلال ہین ماہ مبین جبین

دعوے کوئی شاید نکرے خون کا اپنے
اسواسطے ابرو کی طرف دا ہین پلکین

شرف تخلص مرزا شرف الدین بیگ لکھنوی

مژگان اوسکی برچھی ہین یا خنجر ہین یا بھالے ہین
سینہ سپر یہان ہم بھی ہین سب آئے دیکھے بھالے ہین

شرف تخلص سید سادات حسین خان عرف آغا حجو خلف سید محمد میر عرف میر لعاب باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش سنہ ۱۲۸۰ بارہ سو اسی ہجری مین کلکتہ مین آئے تھے راقم سے انسے بزم مشاعرہ مین ملاقات ہوئی تھی

ہوا نہ ضبط تو بیتاب ہوکے کہہ بیٹھا
خبر بھی ہے تمھین کرتا ہے پیار دل میرا

شب فراق مین تڑپا کے مار ڈالیگا
قرار واقعی ہے بیقرار دل میرا

داغ دل تربت مجنون پہ چڑھا آؤن گا
فصل گل مین جو ذرا بھی میرا سودا ٹھہرا

یار کرتا ہے مرے سوز تنفس کا علاج
ہون وہ بیمار کہ دمساز مسیحا ٹھہرا

بیتاب ہون سنو لگا نہ مین نشتر انیس ان
گستاخ ہون ڈر و نگا تری اس نہین سے کب
گھستے گھستے پاؤن کی زنجیر آدھی رہ گئی
آدھی چھٹنے کی ہوئی تدبیر آدھی رہ گئی
آدھے دھڑ کا دم نکلتا تھا کہ آیا خط یار
پڑھتے پڑھتے مر گئے تحریر آدھی رہ گئی

شرف تخلص شیخ شرف الدین حسین دہلوی شاگرد سودا بیشتر مرثیہ اور منقبت کہتے تھے

اب دن پھرے ہمارے یہ ہم پر عیان ہوا
وہ مہ جبین جو رات کو پھر میہمان ہوا
لوٹے چمن مین گل کے خزان یون بہار حیف
اور عندلیب جیتی رہے تو ہزار حیف
مانند مرغ قبلہ نما گرچہ مضطرب
پھرتا ہون اپنے گھر مین پہ غربت گزیدہ ہون

شرف تخلص میر محمدی خلف سید جعفر خان صوبہ دار مرشد آباد برادرزادہ
نواب خان دوران خان

رباعی

قزاق نہین کہ لوٹ لاتے ہین ہم
نوکر بھی نہین کہ روزپاتے ہین ہم
کیا پوچھتے ہو یاد و حقیقت اپنی
اللہ دیتا ہے بیٹھے کھاتے ہین ہم
اک صفائے قلب بس ہے بہر تسخیر جہان
خاتم دست سلیمان ہے نگین آئینہ
خاکساری مین ترد د سخت بے تاثیر ہے
پاؤن مین ریگ رواں کے موج کی زنجیر ہے
تو تیا ہے چشم مردم خاکساری کیون نہ ہو
فی الحقیقت خاکساری نسخۂ اکسیر ہے

شرف تخلص میر غلام عباس خلف سید غلام رضا لکھنوی شاگرد میر وزیر صبا
صاحب دیوان ہین

فکر عقبیٰ کی نہ کچھ خواہش دنیا دل مین
ہے فقط یار کے ملنے کی تمنا دل مین
مین وہ بیمار ہون احسان نہ لون مرتے دم
خوب سمجھے ہوئے ہین مجھکو مسیحا دل مین
یاس و حرمان و غم و رنج فراق جانان
آیا پیغام اجل کا انہین دو چار کے ہاتھ
ذبح کر ڈال تو چھوٹون مین غم فرقت سے
فیصلہ ہے مرا قاتل تری تلوار کے ہاتھ
کیون لوٹ پڑا گیسوے شبگون پہ تمھاری
لو اور سنو آئی ہے شامت مرے دل کی

شرم تخلص نور بیگ باشندہ دہلی شاگرد حافظ اشرف حافظ و شاہ نصیر دہلوی

ظاہرا انکے شرم تخلص کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی

تری محفل مین جانے کی مجھے رخصت اگر ہوتی
برنگِ شمع قوت پاؤن کی بھی صرف سر ہوتی

شریر تخلص احمد خان دہلوی فیروزپور مین رہتے ہین

خاک اپنی زندگی ہوا سے عزیز جب کہ وہان
صورتِ امید مر مر کر بنے اور ملوٹ جائے

شریر تخلص منشی کریم الدین سوداگر پنجابی کٹرہ دہلی

ہم کو خالق نے کیا بے سر و سامان پیدا
نہ تو دامن ہے میسر نہ گریبان پیدا

شریف تخلص مولوی شریف الحسن بن مولوی نظام الدین باشندۂ فرخ آباد

مرے سواد مین پنہان ہین معنیٔ روشن
نگاہ غور طلب ہون خطِ غبار ہون مین

شریف تخلص مرزا شریف بیگ مرثیہ خوان دہلوی

شریف رونے پہ آجائین گریہ دیدہ تر
تو ابر و نہ رہے کچھ گھٹا برسنے کی

شریف تخلص مرزا محمد شریف خلف مرزا فیض شاگرد ولی اللہ محب

ضعف سے جب تری دیوار تلے بیٹھ گئے
تو نے سو طرح سے ٹالا نہ ٹلے بیٹھ گئے

ششدر تخلص مرزا حاجی قادر بخش بن مرزا بلند بخت نبیرہ شاہ عالم بادشاہ
شاگرد و مرید عبدہ شاہ

پھر فصلِ بہار آئی شاید کہ گلستان مین
آباد جو دو دن سے زندان نظر آتے ہین

ششدر تخلص مرزا روشن الدولہ خلف مرزا آغا جان مضطر بن مرزا سلیمان شکوہ
شاگرد مرزا رحیم الدین حیا داستان طرازی و افسانہ گوئی مین کمال رکھتے تھے

کام تو کچھ بھی نہین ہے حشر مین اپنا مگر
آن نکلینگے ترے خاطر اگر آنا ہوا

ناتوانی کا برا ہو کہ اوٹھانے نہ دیا
ایسا کیا بوجھ بہت طوق گلوگیر مین تھا

ستم کا یہ مزہ ہے دل کو الفت مین کہ ای ظالم
لیے پھرتے ہین ہم سر پر سدا اگر دوش ہے دشمن کو

شعاع تخلص محمد اکبر شاہ بادشاہ دہلی خلف الصدق جنت آرامگاہ حضرت شاہ عالم بادشاہ آفتاب تخلص ۱۲۵۳ھ بارہ سو ترپن ہجری مین ۸۰ برس کی عمر مین انتقال فرمایا
راقم نے دہلی مین انکے مزار کی زیارت کی ہے

تجھہ زلف سکے سودے سے یہ دل کیونکہ بر آوے | ناحشر نہ چھوٹے یہ بلا جسکے سر آوے

شعلہ تخلص امرناتھہ وطن انکا کشمیر مولد لکھنؤ

جان دی شعلہ نے حسن سبز سے پرہیز کر | حق مین اس بیمار کے پرہیز کرنا سم ہوا
غبار راہ ہین پراے ہواے عالم بالا | فلک پر ایک دن پہونچینگے ہم اس خاکساری سے

شعور تخلص میان شعور احمد سرہندی پیرزادے تھے

عشق نے کیا کیا دیے آزار اوٹھتے بیٹھتے | دم ہوا لینا ہمین دشوار اوٹھتے بیٹھتے

شعور تخلص شیخ عبد الرؤف ولد شیخ حسن رضا باشندۂ بلگرام مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

گلے سے اپنے لگائے وہ جان جان جو تجھے | بدن سے رشک کرے کیون نہ وصل یار مین روح
آسمان سے کون لے احسان تاج خسروی | اوٹھہ سکیگا کس سے یہ بارگران بالای سر

شعوری تخلص ایک شخص باشندۂ جوالاپور کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

پھرتا رہے ہے چار پہر مضطر آفتاب | روشن ہے یہ کہ محو ہوا تجھہ پر آفتاب

شفا تخلص حکیم یار علی دہلوی قوم بنی اسرائیل معاصر محمد علی حشمت یا ولی دکھنی

جون ڈانک دیکے سیتی دونا کھلے ہے جوہر | چمکا ہے رنگ پان سے شہرہ ترے لبا نکا

شفا تخلص مرزا کریم بیگ خلف مرزا انور علی بیگ لکھنوی شاگرد برق صاحب دیوان ہین

خیال حور گیا دھیان اوس پری کا ہے | نکل کے [illegible] سے رہنے لگی ہے نار مین روح
وہان بھبھولا آگ کا تھا خال یار مین اختر ہوا | وہان یہ بیٹھا تھا یہان نکلا ہے تارا ہاتھہ مین

شفا تخلص خواجہ محمد کاظم کشمیری

تیرے خنجر کے وہ احسان ہین کہ ہر زخم جگر | خود ادائے شکر کو قاتل دہن ہو جائیگا

شفق تخلص مرزا علی جان خلف مرزا جان لکھنوی شاگرد بحر • غلام نے انکا دیوان بنسارسی کے نذر کیا کہ پڑیون مین صرف ہوا • راقم کے دوستون مین ہین • اِنہون سوجی کھولے مین رہتے ہین شعر اچھا کہتے ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیئے دیے تھے

سوا تیرے نہین پاتے کسی کو دشت ہم جلی | نظر آتا نہین کوئی یہان سے تا عدم اپنا

جو قصد فصد ہے تو خون کرین پہلے ہم اپنا
اگر تیرا لہو دیکھا نکل جائے گا دم اپنا

سر شوریدہ اپنا وقف تیغ جور خوبان ہے
نکالین حوصلہ جی بھر کے اب اہل ستم اپنا

طمع دو دو آنسوؤن کی بھی نہ رکھو اہل دنیا سے
شفق جی بھر کے رو لو جیتے جی کر جاؤ غم اپنا

چھڑایا اسنے مجھکو کیسے کیسے نوجوانون سے
مرے ہاتھون سے اک دن خون ہوگا بیگردنکا

وہ دوست مل گئے غیرون سے جن سے یہ دعوی تھا
کسی کا اب نہ زمانے مین اعتبار رہا

ملو تو صورت آئینہ صاف ہو کے ملو
مزا نہین ہے دلون مین اگر غبار رہا

کرے مین کوئی کسی کا شریک حال نہین
چلے ہے چھوڑ کے تنہا مجھے مزار مین روح

جو بات کی اونھون نے خبر ہوگئی ہمین
حاصل ہوئی ہے عشق سے ہمکو صفائے دل

کیون ٹھنڈی سانسین بھرتے ہو غیرونکے واسطے
محفل مین شمع سان نہ جلاؤ پیارے دل

رخ کا یہ قول ہے رشک کرہ نار ہون مین
زلف بڑھ بڑھ کے یہ کہتی ہے دھوان دھار ہون مین

اودھر خدا بندگی کا طالب ادھر ہے نفس لعین ابلیس
یہ روح آکر میان قالب عجب مصیبت کی درمیان ہے

شفق تخلص دولت رام گلزار وشنو باشندۂ دہلی

پس از مردن بھی گردش ہے نصیبا نہ مقدر مین
بگولے کیطرح رہتی ہے میری خاک چکر مین

شفق تخلص محمد علی خان بن مولوی احمد علی خان باشندۂ فرخ آباد

بوسہ ہوا نصیب جو خال حبیب کا
لکھا ہے مدتون مین ستارا نصیب کا

باتھا رگڑ رہا ہون ترے آستان سے
لکھا مٹا رہا ہون مین اپنے نصیب کا

شفق تخلص انور الدولہ محمد سعید الدین خان بہادر عرف منجھلے صاحب خلف نواب احمد بخش خان بیتاب، شاگرد امجد علی قلق + باشندۂ موضع کدورا ضلع کالپی + صاحب دیوان ہین، انکی ایک چھوٹی سی مثنوی نظر سے گذری

ہوا ہے کس سے الٰہی مقابلہ دل کا
کہ رشک ساغر جم ہے ہر آبلہ دل کا

ٹھوکرین کھاتا ہے میرا کاسۂ سر خاک مین
بعد سر کٹنے کے بھی اک دردسر پیدا ہوا

دہن سے اوس گل تر کے جو آب ہوا
ہر ایک غنچۂ گل شیشۂ گلاب ہوا

مقام عشق مین غفلت سے ہے عین ہشیاری
کہ رہنمانے زلیخا سے زار خواب ہوا

ہاتھ دکھلا کر مجھے دیوانہ و مفتون کیا
ہین لکیرین یا کہ ہین نقشِ محبت ہاتھ مین

بگولے لیتے ہین تعلیم مجھ سے ہر ذرہ گردی کی
کہ آندھی ہون مین صحرائے جنون کے خاک اوڑانے مین

سرنگین مژگان کی یہ فوج صف آرا دیکھیے
اس سیہ کرتی کی پلٹن کا تماشا دیکھیے

حوصلے دل مین تڑپنے کے ہین کیا کیا دیکھیے
ذبح کر کے رقصِ بسمل کا تماشا دیکھیے

جیتون سے ہے سحر اوس پری کی
آنکھین استاد سامری کی

ایسا تھا شوق وادیِ وحشت کہ دوڑ کر
بوسے ہمارے آبلون نے خار کے لیے

یہ ضعف ہے کہ سانس کا لینا محال ہے
بار گران ہے روح تنِ زار کے لیئے

گھر سے وحشت مین نکلتے ہی وطن بھول گئے
یہ فضا دشت کی دیکھی کہ چمن بھول گئے

شفقت تخلص میر بشارت علی باشندۂ دہلی مقیم حیدرآباد دکھن

دل مین بستا ہے حسینان پری رو کا خیال
بند کی ہم نے ہے افسون سے پری شیشے مین

شفقت تخلص شکر اللہ بنارسی شاگرد مرزا طپان

اوس گلِ تر سے سوم مین مرے آیا نہ گیا
پھول بھی مارے نزاکت کے اوٹھایا گیا

شب جو تھی سیرے نور پیشِ روئے دلبر چاندنی
لوٹتی تھی خاک پر حسرت سے شب بھر چاندنی

شب کو بیٹھے تھے بچھا کر تم جو اپنے بام پر
رشک کرتی تھی تمھاری چاندنی پر چاندنی

شفقت تخلص عبد الرحیم ۱۸۵۷ء اٹھارہ سو ستاون عیسوی مین کلکتہ کے میڈیکل کالج مین ڈاکٹری سیکھتے تھے

رسمِ الفت دہر مین مطلق نہین شفقت رہی
بیوفاؤن سے بس اب دل کا لگانا چھوڑ دے

شفقت تخلص سید محمد حسین باشندۂ موضع کلاوٹھی مقیم دہلی شاگرد مولوی صہبائی فارسی بھی کہتے تھے

وہ چشم مست ہے ساقی کہ جسکی گردن پر
بغیر جرم ہے خون لاکھ شیشۂ مُل کا

جاتی ہے اپنی جان سحر کی امید مین
آفت ہے کوئی طول شبِ انتظار کا

چلتی ہے جب تو میرے ہی جانب ہی التفات
کیا دشمنی صبا کو ہے میرے غبار سے

کس کس سے مین بچاؤن دلِ ناتوان کو آہ
اوس فتنہ گر سے یا فلکِ بدشعار سے

شفیع تخلص محمد شفیع مقیم لکھنؤ معاصر سودا و میر

شام کو جب یاد تیری بات آتی ہے ہمین | نیند کافر ہون جو ساری رات آتی ہے ہمین

شفیق تخلص مظہر علیخان شاگرد شاہ اللہ خان فراق

آتا نہین چمن مین مرا گلعذار حیف | جاتی چلی بہار ہے یونہین ہزار حیف

شفیق تخلص خواجہ نور الدین خان عرف سانولے صاحب برادر سعید الدین خان

شفق شاگرد امجد علی قلق

کندن سا دمکنے لگا وہ پھول سا چہرہ | کی مے نے اوترتے ہی یہ تاثیر گلے مین
یا وہ کیا ہر نوست ہے اسے مہر طلعت ہاتھہ مین | ہے ید بیضا نہین مہندی کی رنگت ہاتھہ مین

شفیق تخلص شیخ ناصر علی خلف شیخ مدد علی باشندۂ فرخ آباد

انکار بات بات مین ہر دم شب وصال | اوٹھتے نہین شفق سے یہ نخرے جناب کے

شفیق تخلص تلسی رام شاگرد کیول رام ہوشیار

مرے سینے کی سوزش کا بیان کیا | فلک آہون کا میرے اک دہوان ہے

شکر تخلص رادھا کشن کایتھہ مرادآبادی

جب دیکھو تو اسے چشم سیل اشک طغیانی مین ہے | گھر سنبھال اپنا کہ دیوار قرہ پانی مین ہے

شکوہ تخلص مرزا محمد رضا لکھنوی شاگرد مرزا اتسیل

تجھکو دلدار مین سمجھتا ہون | کیا غلط یار مین سمجھتا ہون
نہ اوسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہی دل کو | عجب طرحکا الٰہی عذاب ہے دل کو
تھوڑے ہی نیک و بد کی گروہ تمیز رکھے | کافر ہو بھی جو اوس سے دل کو عزیز رکھے

شکوہ تخلص آغا محمد حسین خلف احمد حسین احمد بن مرزا امیر امیر فارسی گو + صاحب تذکرہ حدائق الشعرا + باشندۂ لکھنؤ + مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ شاگرد اصغر علی خان نسیم

یہ شعر اسی تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

ہان وہ بات اور ہے گر آپ بتا ہی سکین | ناز قرآن تو نہین ہے کہ دکھا ہی سکین
اسمین کچھ راز نہین ہے تو چھپاتے کیون ہین | رخ خط غیر نہین ہے کہ دکھا ہی نہ سکین
دیکھنا جب وہ عنایت کی نظر کر لین گے | ہم بھی سرمے کی طرح آنکھ مین گھر کر لین گے

شکوہ تخلص میر شکوہ علی ساکن رادہ

نہ دم مین دم ہے نہ اب نم رہا ہے آنکھون مین
کبھی جو روئے تھے خون جم رہا ہے آنکھون مین

شکیبا تخلص غلام حسین دہلوی شاگرد میر تقی شعرائے پایہ تخت معین الدین اکبر شاہ بادشاہ دہلی مین سے تھے

نیم بسمل اوس نے گر چھوڑا شکیبا غم نہین
پر یہ غم ہے اعتبار دست قاتل اوٹھ گیا

ہمین قتل تم نے کیا کیا نہین کہتے ہم کہ برا کیا
یہ بھلا کیا یہ کہو گے کیا جو کوئی کہے کہ یہ کیا کیا

تری چین جبین ہے موج طوفان
اسی سے ہم کنارے ہو رہے ہین

چکا ہون مین طبیب یہ امکان ہی نہین
تو نبض دیکھتا ہے یہان جان ہی نہین

یاد اوس ساق بلورین کی دلائی مجھکو
شمع نے آگ نئے سر سے لگائی مجھکو

اوس چشم سرمہ سا کی نظر کیون نہ گرم ہو
اوترتا ابھی ہے سان پہ تلوار گرم ہے

نہ پوچھو ماجرا ہجران کی شب کا سخت آفت ہے
مہ تابان بھی میرے سر پہ خورشید قیامت ہے

شگفتہ تخلص مرزا شگفتہ بخت عرف مرزا حاجی خلف مرزا جوان بخت جہاندار شاہ مرحوم ابن شاہ عالم بادشاہ مقیم بنارس

ساقی ہے مے ہے باغ ہے ابر بہار ہے
تیرا ہی رشک گل فقط اب انتظار ہے

مشکل ہے سیر سے اوسکے ہو صحبت برآر آہ
مین جلد باز ہون وہ تغافل شعار ہے

شگفتہ تخلص بدھ سنگھ آہنگر دہلوی شاگرد بھورے خان آشفتہ

ہر دانہ وار جلکر گو خاک ہو گئے ہم
پر شمع رو نہ چوکا اپنی شرارتون سے

شگفتہ تخلص سیف الدولہ سیف علی خان خلف نواب شجاع الدولہ بہادر شاگرد کاظم علی جوان صاحب دیوان گزرے

خرام ناز ترا بس مری نظر مین رہا
تمام عمر ہی بیٹھا مین رہگذر مین رہا

آنکھین چرا کے شب وہ بہانے سے اوٹھ گیا
حرف مروت آہ زمانے سے اوٹھ گیا

بوسہ لیتے ہوئے ہم دیکھو ادب کرتے ہین
گالیان دیتے ہین یہ آپ غضب کرتے ہین

غم نہ کھا اے دل اگر شب زلف کی تاریکی ہے
پاس ہے رخ اوسکا یعنی صبح بھی نزدیک ہے

شمس تخلص میر شمس الدین عرف مرزا حمین

نکلے رونکلی مری آواز کہتا ہے وہ شوخ — یہ وہی کم بخت شاید یہان پس دیوار ہے

شمس تخلص شمس الدین منشی کتب خانہ مہاراجۂ بردوان

گلستان مین گزر ہے آج کس ساقی گلرو کا — کہ ہاتھون مین صراحی ہے لیے ہر نخل تنبو کا

شمس تخلص شریف احمد خان عظیم آبادی شاگرد مرزا غلام حسین قمر

اگر نہائے وہ مہ بے حجاب دریا مین — تو تھرتھرانے لگے آفتاب دریا مین

شمس تخلص شیخ علی محمد مرحوم باشندۂ بریلی

اللہ رے صفائی بدن نازک جانان — سینے کی نظر آتی ہے زنجیر پس پشت

شمس تخلص میر آغا علی لکھنوی شاگرد قاضی محمد صادق خان اختر کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کے ملاقاتی ہین

یہ تو فرمایئے کب آیئے گا — تو خوشی آپ کی رخصت ہی سہی
نہ کرو بات ادھر دیکھ تو لو — نہین الفت تو مروت ہی سہی
کٹی شب یار کی آرایشون مین — سحر تک زلف بگڑا کی بنا کی
متاع حسن ہاتھون ہاتھ لوٹی — بندھی مٹھی کھلی قسمت حنا کی

شمس تخلص مرزا اکبر علی شاگرد حیدر علی آتش

تیرہ بختی سے نہ دیکھی کبھی گھر کی صورت — خانہ بردوش ہمیشہ ہون بسیر کی صورت

شمس تخلص میر آغا شاگرد ثاقب باشندۂ لکھنو

ہنس کے وہ بولے جو بکھری بیٹ پر چوٹی کے بال — دیکھ گر دیکھی نہ ہو زنجیر پشت آئینہ

شمسی تخلص لالہ سورج پرشاد ولد لالہ چنی لال باشندۂ فرخ آباد شاگرد مجذوب

واللہ منکران قیامت کو اے صنم — قائل اگر کیا تو تمھاری ہی چال نے

شمشاد تخلص میر احمد علی لکھنوی نواسہ اقبال الدولہ شاگرد مرزا علی حسین اوج

خوف کیا ہم کو اگر ساتھ ہے اوس گلکے رقیب — کہین بلبل کی جھپکتی ہے بھلا خار سے آنکھ

شمیم تخلص عباس مرزا عرف امراو مرزا خلف مرزا امداد علی لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

بغیر یار کے کیا سیر باغ کو جائین — ہماری آنکھون کو ہے خار ہر چمن کی بہار

ہر وقت ہجر یار مین ہے یہ صدای دل — بھولے سے بھی کسی سے نہ کوئی لگائے دل

شمیم تخلص سید غالب علی ولد سید حیدر بخش بنارسی شاگرد مرزا الطاف حسن

رہبر اہل جنون ہوتے ہین اسباب جنون — پیچھے پیچھے ہم ہین آگے نالۂ زنجیر پا

شناور تخلص صاحب مرزا خلف شاہ میر خان ابن آغا نصیر نیشاپوری باشندہ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش صاحب دیوان گزرے

یاد ہین مجھکو بھی عیارے کے دستور بہت — آپ گر دور تو بندہ بھی ہے پھر دور بہت

کسیکو تیغ ملتی ہے کسیکو خنجر بران — ہمارے قتل کا سامان ہے وہان ہتھیار بٹتے ہین

لحاظ اپنا وہی رہتا ہے ہم بستر بھی ہوئے ہین — اگر وہ پھیل کر سوتے ہین تو ہم خود سمٹتے ہین

پھر شب عیش و طرب ہو وہی چرچا پھر ہو — وہی ساقی وہی ساغر وہی مینا پھر ہو

اے آئینہ رو ایک مجھی کو نہین حیرت — بت بن گیا جسکو تری صورت نظر آئی

دنیا تھا مرا خط اوسے غیرون سے چھپا کر — آئی بھی تجھے عقل نہ اے نامہ بر آئی

شنکر تخلص دیا شنکر دہلوی حیدر آباد مین فوت کی

ان طبیبون سے کچھ ہوا نہ علاج — عشق کا درد لا دوا دیکھا

دیکھ گریان مجھے وہ ہنستا ہے — خندۂ گل ہے ابر کا رونا

اثر سے خالی اگر ہے فغان بلبل کا — ہوا ہے چاک گریبان کس لیے گل کا

شور تخلص مرزا محمود بیگ شاگرد سعادت یار خان رنگین وطن انکا ایران مولد دہلی سپاہی پیشہ تھے لڑائی مین مارے گئے

وہ قتل کو ہمارے ارشاد کر رہے ہین — یہان کلمۂ شہادت ہم یاد کر رہے ہین

غضب ہے آنکھین ستم ابرو عجب منہ کی صفائی ہے — خدا نے اپنے ہاتھون سے تری صورت بنائی ہے

شور تخلص مغل جان ولد مسماۃ نصیبن باشندہ کلکتہ شاگرد حافظ منیر و فرزند علی مسلم جوانی مین فوت کی

لڑکے کشتی دیو مضمون کو پچھاڑا چاہیئے — جھنڈا میدان سخن مین آج گاڑا چاہیئے

شور تخلص بابو مدن موہن لعل بن چیدامی لال مقیم فتح گڈھ

ہم کو آبادی سے مطلب ہے نہ ویرانی سے
رات دن غم مین پھرا کرتے ہین دیوانی سے

شورش تخلص غلام احمد دہلوی خلف محمد اکبر قبالہ نویس شاگرد مومن خان

شور کھے گا مجھکو میرا دیدۂ تر ایک دن
شمع ساں گھل جائیگا یہ جسم لاغر ایک دن
تا خواب مین بھی جلوہ فروزا وسکے نہو تو
ہم کوچۂ اغیار مین فریاد کرین گے

شورش تخلص منشی زین العابدین خان ولد میر محمد عطا حسین خان مصنف نوطرز مرصع
مقیم لکھنو صاحب دیوان ہین

شکایت درد ہجران کی جو کی اوسنے تو فرمایا
بس اب موقوف کیجے گفتگو مین مدعا سمجھا

شورش تخلص میر غلام حسین عظیم آبادی خواہرزادۂ ملا وحید شاگرد میر باقر حزین
۱۱۹۵ھ گیارہ سو پچانوے ہجری مین وفات پائی انسے ایک دیوان اور ایک
تذکرہ شعراے اردو یادگار ہین

رقیب گرچہ بہت برخلاف ہے شورش
ہوا کرے ہین سبھے یار اپنے کام سے کام
ابر روتا ہے تو بھی روا اے چشم
اسمین جو ہونی ہو سو ہوا اے چشم

شورش تخلص حافظ ناصر حسین شاگرد نثار نند خان فراق

تجھ مین انداز وادا اور لڑائی قہر ہے
ساری باتین خوب پر شب کی لڑائی قہر ہے

شوق تخلص شیخ الہی بخش اکبر آبادی ملازم مرزا سلطان بخت خلف مرزا جوان بخت
جہاندار شاہ مرحوم فارسی اور ریختہ مین صاحب دیوان گزرے ۱۲۴۱ھ بارہ سو
اکتالیس ہجری مین انتقال کیا

دیکھے جو رنگ اس قرۂ اشکبار کا
دل کھلتون سے آب ہوا ابر بہار کا
اس خاکسار کو کوئی کیونکر اوٹھا سکے
جون نقش پا جہان کہ یہ بیٹھا وہین رہا

شوق تخلص جوہر بیگ لکھنوی شاگرد مصحفی فن نغز و معما مین اچھا دخل رکھتے تھے
آخر ایام مین مشہد مقدس کو چلے گئے تھے

تجھ بن قلق سے ہے بستر غم پر تمام رات
تڑپا کیا مرا دل مضطر تمام رات

شوق تخلص مولوی قدرت اللہ باشندۂ موضع موی ضلع سنبھل مراد آباد مقیم رامپور
بڑے عالم تھے اپنے دیوان و تذکرہ شعرا یادگار ہین

دلسوز کرتا ہے تو کو یار مرا پیار سمجھے	مارے ڈالے ہے یہ یہ الفت غمہای مجھے
اے خدا ہون بھی کبھی تیری خدائی ہوگی	کہ مجھے اوسکی جدائی سے جدائی ہو گی

شوق تخلص روشن لال علم موسیقی اور ستار نوازی مین کمال حاصل کیا تھا

گردش چشم دکھا نا نہ گل اندام کہین	ورنہ تو ٹینگے صراحی کہین اور جام کہین

شوق تخلص بھوگی لال

کہین وہ شوخ بھی آجاے لڑکون مین تماشے کو	مبارک جب مجھے اے شوق ہو دیوانہ پن اپنا

شوق تخلص حسن علی خان دہلوی شاگرد خان آرزو و نواب عماد الملک غازی الدین خان
کے متعلقون مین تھے صاحب دیوان گزرے

دکھا دیدار اے پیارے کہ مین فرقت سے گذرا	مجھے فردا ے محشر آج ہے مین کل ہی در گزرا
عبور بحر دنیا مین سبکباری سے کرتا ہون	حباب آسا شمار دم سے بے کشتی گزرتا ہون
مدت سے یہ بحث درمیان ہے	پر علم نہین کمر کہان ہے

رباعی

اس دور مین بد قماش اکثر دیکھے	تھے وہ جو غلام تاج برسر دیکھے
اے گنجفہ باز چرخ تیرے ہاتھون	اوراق جہان تمام ابتر دیکھے

شوق تخلص ایک شخص باشندۂ دہلی شاگرد سودا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

دامن کو تیرے خون تر سے ہن بھر رہی ہوئی	چھوٹے نہ اپنا عشق تو قاتل مری ہوئے

شوق تخلص حافظ غلام رسول دہلوی شاگرد نصیر امامت مسجد و تعلیم اطفال کرتے تھے

لکھا ہوا تھا یہ اوس مہ جبین کے پردے پر	نہین ہے کوئی اب الیسا زمین سے تا گردون
رونگٹے پاؤن مین چبھتے ہین نزاکت کے سبب	فرش مخمل پہ وہ گلرو جو قدم رکھتا ہے

شوق تخلص محمد بخش دہلوی شاگرد برکت اللہ خان

ساقی یہ کونسی تھی تیری تند جسنے آ کر	غربال کر دیا ہے ہمارا ایاغ دل

سورہ والشمس کی تفسیر ہے مکھڑا اترا
شوق سے لینگے اوٹھا اس بات پر قرآن ہم

اسے شوق اوچھالے ہی دم شیشے کو نشے مین
منظور کسی کی تو اوسے دلشکنی ہے

شوق تخلص محمد جہانگیر خان باشندۂ فتح گڈھ

آدا ز ہے اذان کی نہ گھڑیال کی صدا
ہے ہے شب فراق یہ کیسی بلا کی ہے

شوق تخلص عنایت اللہ متوطن فریدآباد شاگرد مولوی امام بخش صہبائی بسبیل روزگار پنجاب مین رہتے تھے

کرون مین شکوۂ اغیار کسطرح جب شوق
ملا ہو یار ہے قسمت سے بیوفا مجھکو

ایک عالم کو ہے آرام کی خواہش پر دل
نہین معلوم غم و درد کا خواہان کیون ہے

شوق تخلص حکیم تصدق حسین خان عرف نواب مرزا ولد حکیم آغا علی خان لکھنوی شاگرد خواجہ آتش انکی کئی مثنویان نظر سے گزرین

دیکھ لیتے ہین جو ہم اوس گل کے پیاری ہاتھ پانو
بیخودی سے بھول جاتے ہین ہماری ہاتھ پانو

شوخیان کرنے مین چل نکلے ہو تم حد سے سوا
باندھینگے مہندی لگا کر ہم تمہاری ہاتھ پانو

دکھا نہ کرو میری طرف آنکھ دبا کر
ناقص ہوا چہرہ جو ہوئی چھوٹی بڑی آنکھ

ایک ایک سے دلچسپ ہے جو عضو بدن ہے
رہ رہگئی پھر ون وہین جس جا یہ پڑی آنکھ

کہنے مین نہین ہین وہ ہمارے کئی دن سے
پھرتے ہین اونھین غیر او بھاری کئی دن سے

اک شب مرے گھر آن کے مہمان رہے تھے
آتے نہین اس شرم کے مارے کئی دن سے

مہندی بھی ہے مسی بھی ہے لاکھا بھی ہے لب پہ
کچھ رنگ ہین بیرنگ تمہارے کئی دن سے

ڈر سے ترے کاکل کے نہین چلتے ہین رستے
دم بند ہے اس سانپ کی ماری کئی دن سے

آخر مری آہون نے اثر اپنا دکھایا
گھبرائے ہوئے پھرتے ہو پیاری کئی دن سے

پھر شوق سے کیا اوس بت عیار سے بگڑی
ہوتے نہین باہم جو اشارے کئی دن سے

شوق تخلص حکیم سید علی ضامن خلف و شاگرد رشک انکی ہر غزل کا مقطع تاریخی ہوتا ہے صاحب دیوان ہین

مارا کبھی ہمین تو ڈرایا کبھی ہمین
کس سے بیان کیجیے جور و جفائے زلف

مین نے کیا ہے اپنی پریشانیون کا ذکر	ایسا نہو کہ تنہ یہ کوئی بات لائے زلف

شوق تخلص رائے دولت رائے ولد شیو سنگھ لکھنوی شاگرد منشی مینڈو لال زار

نہین معلوم ترے طالب دیدار کو آہ	خواب کیا چیز ہے لگ جاتی ہین کیونکر آنکھین

شوکت تخلص منیف علی ولد میر رستم علی بجنوری شاگرد غلام علی عشرت مشہور ہے کہ بنارس مین بہ سبب طمع و حرص کے دین اسلام کو چھوڑ کر نصرانی ہو گیا تھا اور منیف مسیح اپنا نام رکھا میرٹھ مین فنیسون کے لڑکون کو پڑھایا کرتا تھا

مجھ مین اور ابر مین ہے معرکہ آرائی آج	سرخ رو رکھیو تو اے دیدہ خونبار مجھے

شوکت تخلص میر حسین علی دہلوی ناظر عدالت دہلی

داد لین کس سے ترے حسن کی ای غیرت ماہ	عذر ہے دیدہ یعقوب کو بینائی کا
دور چشم یار مین سب ہو گئے باہم رقیب	ایک ادنی یہ فریب نرگس مستانہ تھا
ہے تصور دل مین میرے اوس بت مغرور کا	جسکا تلوا دیکھ کے بھی تنہ نہ دیکھیون حور کا
وعدہ امروز کو فردا یہ پھیکا ہمنفس	یار کا آنا قیامت کا کچہ آنا ہو گیا
جی لگ گیا قفس ہی مین اب تو نہین ہے دہیان	موسم بہار کا کدھر آیا کدھر گیا
ساقی ترے طفیل سے ہمکو مہ صیام	معلوم ہی نہین کدھر آیا کدھر گیا
شوکت نے جان دی تری در پر ہزار شکر	وہ مر گئے مرتے آہ بڑا کام کر گیا
جب کہ ابرو کا اشارہ ہی کرے عالم کو قتل	اوس ستمگر کی بلا لیتی ہے خنجر ہاتھ مین
ہمین کا وعدہ نہین تو قتل کا وعدہ کبھی	دل کی بہلانے کو میرے کوئی صورت چاہیے

شوکت تخلص مرزا التصدق علی خلف قلندر بخش جرأت باشندہ لکھنؤ

ہر سو صدا اے الحذر آتی ہے کوہ سے	نکلی ہے فوج نالہ دل کس شکوہ سے

شوکت تخلص میر قاسم علی بنارسی کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم نے انکو بزم مشاعرہ مین دیکھا ہے

کس نے دکھلایا ہے یہ چاند سا تلوا مجھکو	ایڑیان گھستے ہی گزرا یہ مہینا مجھکو

شوکت تخلص میر امداد علی متوطن میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

لاکھ صورت سے کیجیے تدبیر	ہو گا لکھا ہے جو مقدر کا

شوکت تخلص مولوی باسط علی لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی

شوکت ظلم رسیدہ نے نکالی آخر	تیری ہر بات مین لاکھون ہین ستمگر پہلو

شہامت تخلص شاہ شہامت علی درویش تھے

یاد حق گر ہو نہ دلمین تو ہو غالب نفس شوم	بوم ہو جاتا ہے وارث خانہ ویران کا

شہرت تخلص امیر بخش دہلوی خلف عیسی خان شاگرد شاہ نصیر الدین خان فراق دکھن مین جا کر بذریعہ شاعری دیوان چندو لال کے ملازمون مین داخل ہوئے تھے نوجوانی مین انتقال کیا

ہزار افسوس اب یون خاک مین ملتا ہی ای شہرت	یہ طفل اشک وہ ہے اپنی جو آنکھون مین پلتا تھا
ہو کے ہر اک یہ مبتلا سہتا ہے جو اور جفا	اسمین ہے اوسکو کیا مزا یہ تو مین جانتا ہو دل
دم دلاسے جانتے ہین سب ترے ای جان ہم	دل جو دے بیٹھین تجھے ایسے نہین نادان ہم
وہ کو کہتا ہے قسم تیرے ہم اور دیکھین تو	چل تو اے آہ رسا تیرا اثر دیکھین تو
کہتے ہین مہر کو نسبت ہے ترے عارض سے	شک تو برقع کو اوٹھا رشک قمر دیکھین تو
حیرت پڑی ٹپکتی ہے شمع مزار سے	آئینہ کو جلا دو ہمارے غبار سے

شہرت تخلص افتخار الدین علی خان برادر نواب واثق علی خان

غیر دشمن سے خوش رہا اور یار دوست سے بیزار رہے خوش	یار ناخوش رہین اور خوش رہین اغیار رہے خوش
حنا بستہ نظر آتین جو تیری او انگلیان پانچون	جو اس سینے گنوا بیٹھون نہ کیونکر مین یہان پانچون
دل کو جگر کو داغدار کسنے کیا ہے یار تیرے	سینے کو رشک لالہ زار کسنے کیا ہے یار تیرے

شہرت تخلص مولوی سعید النبی مرحوم سرہندی پیرزادے تھے کلکتہ مین آکر وفات پائی

نہین دل ہے بلکہ وہ ہر حجرہ مو عشق کا جسمین کچھ اشتیاق	بخدا وہ چشم ہے بے بصر جسے شوق دید بتان نہین

شہرت تخلص احمد علی خان شاگرد جرأت

بلا ہے آفت جان ہر پری وش ہے کہ انسان ہے	دلا وہ کیا ہے تو جسکے لیئے دن رات نالان ہے

شہرت تخلص جرأت کے ایک شاگرد کا ہے اور حال معلوم نہوا

دل ڈھونڈھتے ہو پاس مرے دل تو کہان ہے	اک شعلۂ آتش ہے کہ پہلو مین نہان ہے

شهرت تخلص حیدر بیگ حیدرآبادی

محل خرابات مین وارد جو ہوئے زاہد خشک
دیا رندون نے اونھین آتش ترمین غوطہ

شهرت تخلص محمد شاہ ولد خواجہ عبد الوہاب متوطن کشمیر باشندۂ عظیم آباد شاگرد مہدی بخش تسلیم محرر عدالت منصف وصدر امین ضلع بھاگلپور راقم کے ملاقاتی ہین

کرتے ہین تعریف ابروی بت بے پیر کی
دیکھنا تیزی ہماری برش شمشیر کی
آگئی اوس جنگجو کی یاد جو ہنگام غسل
موج دریا مین روانی ہوگئی شمشیر کی

شهرت تخلص مرزا حاجی خلف مرزا قیام الدین نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد الرحمن خان احسان و نظام الدین ممنون و مفتی صدر الدین خان آزردہ

ہم بڑی چیز سمجھتے تھے یہ مینا سے لئے مین
نکلا اک جام کی قیمت بھی نہ ایمان اپنا
غبار اوٹھا نہ ترے دل سے دریغا ظالم
ہماری جان کو اک وہ بھی آسمان ہوتا
تیر سے نالے وہ اب ہوتے نہین سینے کے پار
ہے کہین یا مرگیا ناکام شہرت کیا ہوا
کچھ نشان مجھ بے نشان کا بعد مردن بن گیا
حسرتین ہو ہو کے اک جا جمع مدفن بن گیا
کفر و دین مین تھا نہ کچھ عقدہ بجز بند نقاب
اوسکے کھلتے ہی یہ کار مشکل آسان ہوگیا
ہائے جی بھر کے وہ دیدار میسر نہ ہوا
حشر کا دن شب غم کے بھی برابر نہ ہوا
یون بیٹھے ہو جیسے کسی سے کسیکو کچھ
مطلب نہین مراد نہین مدعا نہین
بتون یہ اسلئے نہ پایا تھا اپنے حرف امید
کہ اتنی دیر مین وہ ہوگئے خفا ہم سے

شهرت تخلص محمود عظیم آبادی

تصور جب سے ہے برق رخ محبوب پرفن کا
چراغ طور پروانہ ہے اپنے داغ روشن کا
حباب آسا مجھے خانہ بدوشی اپنی خوش آئی
خیال اس بحر فانی مین ہوا مجھکو نہ مسکن کا
ہمارے اشک خونی سے فروغ روی جانان ہے
چراغ ماہ لیتا ہے شفق سے کام روغن کا
دیکھتے ہین اوسکی بسمل آنکھ سے روی اجل
صید گہ مین صاف ہے شمشیر قاتل آئینہ
خودنما کب اسکین روشن دلونکے سامنے
ہوسکا کب مہرتابان کے مقابل آئینہ
ہون جو دیوانہ خود آرائی کا تیرے امنہم
جاسے مصحف ہے گلے مین ہماے حمائل آئینہ

عکس پڑ جائے جو تیغ ابروِ دلدار کا	خاک پر تڑپے برنگِ مرغ بسمل آئینہ

شہرہ تخلص مرزا نصیر الدین حیدر خلف مرزا آغا جان مغفور نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمٰن خان احسان

نہ ایک وعدے پہ وہ یار بے وفا ٹھہرا	سحر تو ہو چکی اب وقت شام کا ٹھہرا

شہید تخلص مولوی حاجی فخر الدین حسن خان مرحوم باشندۂ شاہجہان پور مقیم دہلی منشی دار الانشا شاہی تھے گیارہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

وہ طپش ہے میرے نامے میں کہ بس ٹوٹ گیا	جب تلک بالِ کبوتر سے نہ ادسکو دا کیا
زبس وحشت فتیلہ ہے مرے ہر داغ سوزاں کا	رہا کنج لحد میں بھی مرے عالم چراغان کا
رخ دلدار ہے بوسے کے تصور سے کبود	میں سمن زار میں پھولا گل سوسن سمجھا

شہید تخلص مولوی غلام حسین غازی پوری مدت تک نواب فضل حسین خان کی رفاقت میں تھے ۱۱۹۶ گیارہ سو چھیانوے ہجری میں عدالت بنارس میں معمور تھے

ٹپکے جو مرا اشک شرربار زمین پر	سبزہ نہ اوگے خاک سے زنہار زمین پر
اے آبلہ پا مجھے یہ چشم ہے تجھ سے	پیاسا نہ رہے دیکھیو کوئی خار زمین پر

شہید تخلص مولوی یوسف علی شاگرد نجم باشندۂ بہار انسے ۱۲۳۸ بارہ سو اڑتیس ہجری میں کلکتہ میں ملاقات ہوئی تھی اپنی شاعری کا بڑا غرور رکھتے ہیں "

ہے تماشا گلفشان اپنا چراغ خانہ ہے	دید کے قابل یہ جنگ بلبل و پروانہ ہے

شہید تخلص مولوی حفیظ الدین مرحوم سابق ڈکری نویس عدالت صدر دیوانی کلکتہ خلف منشی نجم الدین مرحوم منصف بردوان شاگرد لالہ کھیم نراین رند باشندۂ ضلع فریدپور متعلق ڈھاکہ راقم کے پھوپھی زاد بھائی تھے اشعار فارسی انکے نہایت نمکین و شیرین ہوتے ہین چوبیس پچیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

تھی مرنے کی خواہش تو شب وصل میں افسوس	نکلا نہ شب ہجر بھی ارمان ہمارا

شہید تخلص ایک شخص ساحر سیر وسود اکا ہے اور حال معلوم نہوا

گئے برباد اپنے نالہ و فریاد قسمت	بہار آخر ہوئی تب ہم ہوئے آزاد قسمت

شہید آخر مقدر تھا ہمین حسرت مین جی دینا ‖ ہمارے سر پہ آکر پھر گیا جلاد یا قسمت

میمن شعرا

شہید تخلص مولوی محمد بخش ولد شیخ خدا بخش خوشنویس باشندۂ سندیلہ مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کی اولاد مین تھے صاحب دیوان گزرے

کہان ہے محفل رندان مین دور ساغر مے ‖ کہ پھر رہی ہے یہ بزم شرابخوار مین روح

بیدل وہ ہوان کہ یاد نہین کچھ سوای دل ‖ ہر دم پکارتا ہون یہی کہہ کے ہاے دل

نہ آئیگی مجھے فرقت مین فرش گل پہ نیند ‖ کہ یہ چبھتی ہے رگ گل مثل خار پہلو مین

بوسے کے دہیان مین جو مجھے یاد آئے ہونٹھ ‖ بے اختیار منہ سے یہ نکلا کہ ہاے ہونٹھ

کس درجہ والکشا دہن تنگ کا فرکی آنکھ ہے ‖ ہے سحر سامری کہ فسونگر کی آنکھ ہے

دست رنگین جب کہ دکھلائی دیا ہنگام رقص ‖ شمع محفل بنگئے اوس خوش ادا کی ہاتھ سے

شہیدی تخلص منشی کرامت علی خان مرحوم ولد عبد الرسول خان عرف منی باشندہ لکھنؤ شاگرد مصحفی ونصیر دہلوی بیشتر پنجاب وگجرات ورامپور بریلی وبھوپال اکال ودہلی مین رہتے تھے علم عروض وحساب مین امثال واقران سے زیادہ دخل رکھتے تھے بڑے بے تکلف اور عاشق مزاج تھے آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے سنہ ۱۲۵۵ بارہ سو پچپن ہجری مین سفر حجاز کیا اور بعد اداے حج بیت اللہ روانہ مدینہ منورہ ہوکر اثناء راہ مین بیمار ہوگئے لیکن چہارم ماہ صفر المظفر سنہ ۱۲۵۶ بارہ سو چھپن ہجری مین جسوقت مدینہ منورہ مین پہونچے اوسی وقت روضۂ مبارک کو دیکھکر جوش اشتیاق سے انکی جان نکل گئی

قسمت نگر کہ کشتۂ شمشیر عشق یافت ‖ مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند

اشعار انکے بہت خوب ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا

یہ قدرت لقب ہے میرے کلک گوہر فشان کا ‖ بیاض صنع اک سادہ ورق ہے اپنے دیوان کا

خدا ہی جانے جو مرتبہ ہے شہیدی کس محبت سے ‖ زبان پر میری جسدم نام آتا ہے محمد کا

نام میت کا سنے سے جسے غش آتا ہو ‖ وہ جنازے پہ شہیدی کے مقرر آیا

وعدۂ شام پہ کی ہم نے عبث جاگ کے صبح ‖ وہ اوسی وقت نہ آتے اگر آنا ہوتا

قدر سب جانتے والوکی ترے دیکھ چکے
عام ہین اوسکے تو الطاف شہیدی سب پہ
ہزار مرتبہ دیکھا ستم جدائی کا
فضاے باغ سے ہے گوشۂ قفس خوشتر
مجھے عذاب جہنم کہ بت پرست ہون مین
شہیدی حشر کے دن بھی ہمارا ہو چکا اوٹھنا
خلوت مین کوئی لحظہ ٹھہرتا وہ شمع رو
شاد ہو ہو کے جلاتا نہ مجھے یون ہردم
نئی باتین نئی گھاتین نئی چاہت نیا پیار
تیغ رکھنا دوش پر باعث ہوا سونارسکا
شرم آتی ہے وگرنہ ان بتونکے ضد سے مین
جسکو سینے سے نکالا تو نے پیکان جانکر
ہو چلا خنجر بیداد کا بسمل ٹھنڈا
ماتونہی رہجاے گا خلق خدا کا سب حساب
اسقدر لطف نہ فرماؤ شب وصل ہین تم
دوست نے خاطر دشمن سے کیا مجھکو بلا کر
رت جگے ہوتے رہے ہین کہ ٹر ہے غم کی عمر
شب وصل ایک نہین کہنے مین اوس پری نے
بیمار محبت کو اب اللہ شفا دے
وصل کے تدبیر کا خواہان رقیبون سے ہوا
دن رہائی کے قریب آئے شہیدی شاید
دعائین مانگتا ہی وہ کسی عاشق کا خط آئے
پاکباز ایسا ہون گر مر جاؤن میری قبر پر

خوار رہتا ہے بڑا نا تو پشیمان نیا
تجھسے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا
ہنوز حوصلہ باقی ہے آشنائی کا
گر اسنے دل مین نہ ہو دغدغہ رہائی کا
وہ بت بہشت مین دعوا جسے خدائی کا
یہی عالم رہا بعد فنا گر ناتوانی کا
بیصبر ہو نکلی آپ شہیدی خجل ہوا
گر وہ بے رحم مرے حال سے غافل ہوتا
کیا قیامت ہے نئے شخص پہ آنا دل کا
ایک پر سے اوس پری کو قصد ہے پیدا کا
جیتے جی اللہ سے یک حور جنت مانگتا
دل ہے اے قاتل یہ تیرے عاشق دلگیر کا
ے ہوا اب تو کلیجہ ترا قاتل ٹھنڈا
گر مرے اعمال بد کا حشر کو دفتر کھلا
روز ہجران مجھے اندوہ فراوان ہوگا
موت یہ ہے کہ وہ کم حوصلہ نازان ہوگا
ایک شب دردِ دلِ زار نے سونے نہ دیا
حوصلہ دیکھ لیا میری شکیبائی کا
سنتے ہین کہ ہاتھ اوس سے مسیحا نے اوٹھایا
تیری فرقت مین مرا ہوش اسقدر جاتا رہا
خود بخود آج مرا طوقِ گلو ٹوٹ پڑا
نیا شوق افزون پیدا ہوا اسکو کبوتر کا
لائے پروانہ چراغ اور گل چڑھائی عندلیب

لطف سو دیکھے پلا کر اوسے یک جام شراب
گو مین تائب ہون پر انکار کا موقع ہی کوئی
یار نے سب سے تیغ کر ڈالا شہیدی کو شہید
ہوئے عشاق نوازی کے وہ دہنی مصروف
کافور میرے داغ کا بالخاصیت ہو مشک
بھرا رہی دلگی مین کیونکر جتاؤن یار کو
دیکھا کبھی نہ خار سے دامن کشتی کا لطف
ہر وضع کے انسان سے ملاقات ہے اونکو
گھر ہمارے آج وہ خورشید پیکر آئے گا
اے روز قیامت ادب اسکا ہی تجھے فرض
شہیدی مین تو کیا ہون لیکے بوسہ سنگ اسنوکا
گو ایک بھی نہ رشک ندامت ہوا قبول
نزع کے وقت شہیدی سے جو خواہش پوچھی
سونہ و تم دو ہی دو بوسے ولے اک دہن سے دو
کیون نو بس بس ابھی سے دیکھو بھی دس کے دو
آپ نے جو چار بوسون کی قسم کھائی ہے کل
ایام مصیبت کے تو کاٹے نہین کٹتے
دہ وقت تو آنے دے بتا دینگے شہیدی
بڑا ہو دست تہی کا کلال کے در پر
ہاے وہ اونکا زمستان مین یہ کہنا شب وصل
پاس دہن کے پڑی رہتی ہے ہر دن خاک پر
میرے زخمون پر نمک سے مشک بہتر مشک سے
ہر جگہ مین سو تغافل سے ہے نہان

وصل کی رات مین کیا آئے میرے کام شراب
خود بھری بزم مین دے جب وہ گل اندام شراب
کسکی باندھی جب وہ تیلی ہی کمر رخصت کو وقت
ہاے مقبول ہوئی میری دعا میرے بعد
مرہم ہو میرے زخم کے تاثیر سے نمک
سینے پر جب ہاتھ رکھتا ہے ٹھہر جاتا ہے دل
صحرا کے سیر کو گئے عریانیون مین ہم
سب خلق مدارات کے قابل ہے مگر ہم
دیکھتے ہین شام مین کچھ صبح کے آثار ہم
ہے تجھسے بڑی میری شب تار کی دن
کیا خوشنود اوس بت نے خدا کو ایک یوسف مین
رونے مین کچھ مین حضرت آدم سے کم نہین
کیا ہی حسرت سے کہا کچھ مجھے مرغوب نہین
ہے مثل مشہور ہین مطلب کے سو مطلب کے دو
تو مہی اب نون مین بارہ دس تو وہ بس بس کے دو
آج لو لگا مین مقرر وکے دو یا ہنس کے دو
دن عیش کے گھڑیون مین گذر جاتے ہین کیسے
بن آئے کسی شخص پہ مر جاتے ہین کیسے
گھڑے تھے آج شہیدی لیے سبو خالی
نہ اوترے نہ میرے ہولی حمائل ٹھنڈی
عاشق اوس پردہ نشین کے ہے بقر چاندنی
سودہ الماس بہتر سب سے بہتر چاندنی
سادگی نازان ہے اوس عیار سے

صورت دلکش جہان آئی نظر مین مرگیا — اور وہ نکا انجام میرے عشق کا آغاز ہے
قیامت تک نہ بھولونگا یہ احسان تنگی جا کا — مرے زانو پہ زانو بے تکلف رات دن رکھے
گالیان ہین مقبرے پر دیکھکر پڑہو نکا رقص — کسقدر بدظن ہے اپنے عاشق مغفور سے
ناکامی جاوید کی ہم پا سنتے منت — افسوس شہیدی تری تربت نہین ملتی

شہیر تخلص منشی غلام علی باشندۂ اٹالی ضلع بست وچہار پرگنہ شاگرد قاضی سراج الدین علیخان بشتیر فارسی کہتے ہین راقم کے ملاقاتی ہین

مرگیا ہون بتون کی فرقت مین — ہو مزار اپنا سنگ مرمر کا
داغ دل اپنا بشکل مہر تابان ہے شہیر — کیا ہوا گر بہان چراغ زندگی گل ہو گیا

شیدا تخلص میر فتح علی شمس آبادی تبنائے میر سوز شاگرد سودا

وہ صورتین الٰہی کس ملک بستیان ہین — اب دیکھنے کو جنکے آنکھین ترستیان ہین

شیدا تخلص حکیم اسلام بیگ نواسۂ حکیم نصر اللہ خان وصال باشندۂ دہلی

میری امید وحسرت وارمان کیطرح — پایان نہین ترے ستم بے شمار کا
سر ہبت فتنۂ محشر نے فلک پر کھینچا — پر ترے قامت دلکش کے برابر نہ ہوا
پھر اب کی دھوم دھام ہے ابر بہار کی — رہ جائے آبرو مژۂ اشکبار کی

شیدا تخلص میر جھبو جان باشندۂ دہلی شاگرد مومن خان گیارہ برس ہوئے کہ رحلت کی

مگر عدو سے ہے وعدہ کہ خود بخود شیدا — کچھ اضطراب مین ہین ہین دل کے اضطراب سے ہم
تا شکیہم نہین ہین ادھر کو نگاہ سے — پر وہ نگاہ جس سے عنایت عیان نہین
دریا ہین کہین فرگان بھی تر نہ ہو — مرجائے کوئی اور کسی کو خبر نہ ہو
کہتے ہین اوسکے کوچے مین مار اگیا کوئی — مجھکو یہ خوف ہے کہ مرا نامہ بر نہ ہو

شیدا تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

کرتے ہو کیون شبک ہم دور سے مجھے اوٹھاکر — کیا میرے بیٹھنے کا خاطر پہ بار گزرا

شیدا تخلص حامد علی خان خلف مولوی احمد علی خان شاگرد فرزند حیدر

روسنے سے میرے کیون نہ ہنسے وہ گل مراد	تاثیر آہ سرد مین ٹھنڈی ہوا کی ہے
اب مجھ پہ مہربان ہین شیدا بتان دہر	بندے کے حال پر یہ عنایت خدا کی ہے

شیدا تخلص میر ہنگا شاگرد میر محمدی بیدار وطن انکا کشمیر مولد و مسکن دہلی

لیکے دل اے دلربا کیون قسم کھاتے ہو تم	ہم نظر بازون کے ہاتھون سے کہان جاتے ہو تم
جا کان مین باتون کے بہانے لیا بوسہ	دیوانہ ہون شیدا یہ بڑا کام کیا ہے

شیدا تخلص نواب معین الدین خان نبیرہ نواب غازی الدین خان متخلص بہ نظام مقیم کالپی

اپنا نازک ہے مزاج اے بت قاتل تیرا	کہ تڑپتا نہین دل کھول کے بسمل تیرا
شمع تک ٹھنڈی اوٹھی بزم سے اوسکی پر ہم	اوٹھے تو جلکے اوٹھے بیٹھے تو جلکے بیٹھے

شیدا تخلص منشی تفضل حسین خان باشندہ کاکوری برادر خورد فدا حسین خان انکو کلکتہ مین دیکھا ہے

بدن پر بدھیان پڑجائینگی پھولون کی چادر سے	اوٹھائے جلد کوئی پھول میرے گل کے بستر سے
ہوئی فصاد کی حاجت نہ مجھکو دشت وحشت مین	کیا خار مغیلان نے زیادہ کام نشتر سے

شیدا تخلص نواب محمد حسن خان ولد رمضان علی خان لکھنوی شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

جاتے ہوا اک گھڑی کو جو گلگشت باغ کو	کرتی ہے درد آپ کی دو دو پہر کمر
ہنگام نزع وصل بت سیمبر ہوا	نسخہ یہ کیمیا کا لگا ہمکو مرکے ہاتھ

شیدا تخلص مرزا قمر الدین عرف مرزا کلو نبیرہ حضرت شاہ عالم بادشاہ دہلی شاگرد ذوق

عدم سے آئی نہ یاران رفتگان کی خبر	خبر نہین وہ کہان جاکے قافلہ ٹھہرا
کہتے نہ تھے ہم اے دل مت نام لے وفا کا	تو نے وفا کا ثمرہ خانہ خراب دیکھا
مار اگیا مقرر شیدا کہ اوس گلی مین	لاشہ پڑا ہوا ہے آج ایک نوجوان کا
ایک مدت سے سب ہے تہی پہلو	نہین معلوم کیا ہوا دل کو

شہیدا تخلص مرزا اعالی جاہ بہادر عرف منجھلے صاحب موسوی خلف رئیس الدولہ محمد علی خان عرف آغا حیدر حیدر نیشاپوری فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد مرزا محمد رضا علی تھا وہ انکو لکھنؤ مین دیکھا ہے صاحب دیوان ہین

سینے کو کرے شق نہ تڑپنا مرے دل کا
ہو جائے کہین فاش نہ پردا مرے دل کا

آتے ہین ہمارے قتل پہ وہ باندھکر کمر
تو ہم بھی جان دینے پہ باندھین ادھر کمر

عاشقونکی نہ کھو سکین اور الجھن
پھر بیکس در دیکے دوا ہو بال بال

لبوں سے چپکیا نہ رہ جب یار اگلا ہو
نئی ہے بات ہو نئی نیا انداز گفتگو ہین

ہو گرم مجھ پہ جا جو ہو بیا تو مکان مین
سہ دوزخ بہشت تمہاری زبان مین

اوس نوجوان کے عشق مین سر شیخ کی تالیا
طاقت نہین ہے اسے فلک پیر ہاتھ مین

کیون کعبہ و کنشت مین ہوتا ہی تو خراب
جسکی تجھے تلاش ہے تا قلب مین نہ ہو

شیفتہ تخلص حافظ عبد الصمد دہلوی شاگرد بھورے خان آشفتہ سپاہی وضع تھے

بے سبب کا گل مشکین مین یہ شانا کیا تھا
منہ چھپانا تھا اگر تو یہ بہانا کیا تھا

شیفتہ تخلص اعظم بیگ خان لکھنوی برادرزادہ حیدر بیگ خان شاگرد جرأت

جو شب کو وہ نہ رہا پاس اپنے تا دم صبح
تو سو طرح کا ہمین سوچ بار بار رہا

چھپایا بادہ الفت نے اسقدر مجھکو
کہ جسکا صبح قیامت تلک خمار رہا

وقت خلوت نہین کہہ سکتے جو کچھ یاس ہے ہم
بیٹھے منہ تکتے ہین حسرت زدہ لاچار ہے ہم

کھلی نہ کیونکہ رہی آنکھہ اوسکی بعد از مرگ
کہ جسکی موت دلا وقت انتظار آئے

ہزارون وسوسے خاطر مین کیون گذرتے ہین
جو اوس گلی مین نظر کوئی بیقرار آوے

شیفتہ تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

عید کے دن بھی نہ دیکھا اوس ہلال ابرو کو ہم
چاند دیکھا ہم نے لیکن منہ نہ دیکھا چاند سا

شیفتہ تخلص سید محمد حسن خان بہادر ڈپٹی کلکٹر ضلع مین پوری بن سید تیغ علی متوطن سندیلہ

ہے کسے حسرت قفس مین گلشن ایجاد کی
منتین کی ہین اسیری کے لیے صیاد کی

پھر چلا جاؤنگا گر رہنے نہ دیگا باغبان
راہ مین بھولا نہین ہون خانۂ صیاد کی

میرے دل مین کسکے ابرو کا تصور ہی بندھا
جھولتی ہے عرش پر تلوار کس جلاد کی

شیفتہ تخلص مخدوم مکرم جناب نواب حاجی محمد مصطفے خان بہادر دہلوی خلف عظیم الدولہ سرفراز الملک نواب مرتضی خان بہادر مظفر جنگ شاگرد رشید مومن خان اوصاف حمیدہ اونکے بیان ہو نہین سکتے ہر دو زبان فارسی و اردو مین اشعار اونکے نہایت شیرین ونمکین ہوتے ہین • دہلی مین رہنے کے ہنگام مین راقم کو اونکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا • تذکرہ گلشن بیخار و رہ آورد حسرتی و دیوان اردو اونکا نظر سے گذرا فارسی مین حسرتی تخلص کرتے ہین اور صاحب دیوان ہین ۱۲۸۶ ہجری مین انتقال کیا

ہاے اوس برق جفا کو سوزیہ آنا دل کا
سمجھے جو گرمی ہنگامہ جلانا دل کا

شکل مانند پری اور یہ افسون وفا
آدمی کا نہین مقدور بچانا دل کا

شیفتہ ضبط کرو ایسی بھی کیا بیتابی
جو کوئی ہو تمھین احوال سنانا دل کا

اوس شوخ کج ادا سے نہ آئی موافقت
کیونکر گلہ نہو مجھے طبع سلیم کا

شیشہ اوتار شکوے کو بالاے طاق رکھ
کیا اعتبار زندگی بے ثبات کا

اے مرگ آکہ میری بھی رہجاے آبرو
رکھا ہے اوسنے سوگ عدو کے وفات کا

گھبرا کے اور غیر کے پہلو سے لگ گئے
دیکھا اثر یہ نالۂ بے اختیار کا

خوبیٔ بخت کہ پیمان عدو
اونکو ہنگام قسم یاد آیا

کس لیے لطف کی باتین ہین پھر
کیا کوئی تازہ ستم یاد آیا

اوس سے مین شکوہ کی جا شکر ستم کر آیا
کیا کرون تھا مرے دل مین سو زبان پر آیا

آپ مرتے تو ہین پر جیتے ہی بن آئیگی
شیفتہ ضد ہے جو اسنے وہ ستمگر آیا

مین نے کیا جانیے کس ذوق سے دی جان تہ قتل
کہ بہت اوسنے ستمگر کو پشیمان دیکھا

کون کہتا ہے کہ ظلمت مین کم آتا ہے نظر
جو نہ دیکھا تھا سو ہم نے شب ہجران دیکھا

جفا و جور کا اوس سے گلا کیا
جو پوچھے مہربانی کیا وفا کیا

یار کو محروم تماشا کیا
مرگ مفاجات نے یہ کیا کیا

غیر ہی کو جا ہین گے اب شیفتہ
کب طالع خفتہ نے دیا خواب مین آنے
پاس سے آنکھ بھی جھپکی تو توقع سے کھلی
شب ہجران نے کہا قصۂ گیسوے دراز
بسکہ آغاز محبت مین ہوا کام اپنا
ذکر عشاق سے آتی ہے جو غیرت اوسکو
تاب بوسے کی کسے شیفتہ وہ دین بھی اگر
جی داغ غم رشک سے جل جاے تو اچھا
پروانہ بنا میرے جلانے کو وفادار
سب باتین اونھین کی ہین یہ سچ بولیو قاصد
کیا حال تمھارا ہے ہمین بھی تو بتاؤ
تم لوگ بھی غضب ہو کہ دل پر یہ اختیار
شرماتے اسقدر رہے کیون آپ رات کو
کل شیفتہ سحر کو عجب حال خوش ہین تھے
تھا غیر کا جو رنج جدائی تمام شب
یہ ڈر رہا کہ سوتے نہ پائین کہین مجھے
تھوڑا سا میرے حال پہ فرما کر التفات
خیر جو گزری سو گزری پر یہی اچھا ہوا
ہین تو دونون سخت لیکن کونسا ہی سخت تر
التماس وصل پر بگڑی تھی بیڈھب رات کو
مجھکو سنا کے کہتے ہین ہمدم سے یاد ہے
کہتے ہین بیوفا مجھے مین نے جو یہ کہا
مایوس لطف سے نہ کرا اے دشمنی شعار

کچھ تو ہے جو یار نے ایسا کیا
وعدہ بھی کیا وہ کہ وفا ہو نہین سکتا
صبح تک وعدۂ دیدار نے سونے نہ دیا
شیفتہ تو بھی دل زار نے سونے نہ دیا
پوچھتے ہین ملک الموت سے انجام اپنا
آپ عاشق ہے مگر وہ بت خود کام اپنا
کر چکی کام یہان لذت دشنام اپنا
ارمان عدو کا بھی نکل جاے تو اچھا
محفل مین کوئی شمع بدل جاے تو اچھا
کچھ اپنی طرف سے تو تصرف نہین کرتا
بیوجہ کوئی شیفتہ اُف اُف نہین کرتا
شب موم کر لیا سحر آہن بنا دیا
مدت مین گو ملے تھے مگر مین نیا نہ تھا
آنکھون مین نشہ اور لبون پر ترانہ تھا
نیند اونکو میرے ساتھ نہ آئی تمام شب
وعدے کی رات نیند نہ آئی تمام شب
کرتے رہے وہ اپنی بڑائی تمام شب
خط دیا تھا نامہ بر نے اونکو تنہا دیکھ کر
اپنے دل کو دیکھیے میرا کلیجا دیکھکر
کچھ نہ بن آئی مگر جوش تمنا دیکھکر
اک آدمی کو چاہتے تھے ہم بھی اب سے دو
مرتے رہین گے آپ پہ جیتے ہین جب تلک
امید سے اوٹھاتے ہین ہم جور اب تلک

خواہش کا م دل اتنی نہ کرا ے شوق کہ وہ
کہ ہم سے خفا وہ ہین گے اونسے خفا ہم
نے طبع پریشان تھی نہ خاطر متفرق
کیا کرتے ہین کیا سنتے ہین کیا دیکھتے ہین ہاے
ہے آرزوے شربت مرگ اب تو شیفتہ
آنکھون آہ یون اشارۂ دشمن نہ دیکھتے
شکوہ کردن جفا کا تو کہتے ہین کیا کردن
طوفان نوح لانے سے اے چشم فائدہ
یہ کیا کہا کہ بکتے ہو کیون آپ ہی آپ تم
گر محو شی ہے مگر فرق شرارت مین نہین
عذر اک ہاتھ لگا ہے اونھین یہان آنے مین
کیونکر اوٹھتا ہے خدا رنج قفس
ممکن نہین بن ملے نبا ہون
لیلی کہے سے بگڑ گئے تھے
کہتا ہون جو غیر سے نہ ملیئے
ہمدم نہ سہی محبت اوسکو
کرم ہے مصاحت ظالم کہ شادی مرگ ہو جاؤن
فلق سے نالۂ موزون نکل آئے تو کہتے ہین
ہاے وہ شوق ملاقات عدو مین جا کے
ہم بھی دکھاتے غیر سے اخلاص کا مزا
بوسے کئے قبول تو گنتی بھی چھوڑ دو
افسردہ خاطری وہ بلا ہے کہ شیفتہ
ہم سے جو ہو غبار تو دشمن سے صاف ہو

ڈھونڈھتے ہین چلے جانیکو بہانا شب وصل
شدت سے اسیطرح بنھی جاتی ہے باہم
وہ دن بھی عجب تھے کہ ہم اور آپ تھے باہم
اوس شوخ کے جب کھولتے ہین بند قبا ہم
لگتی ہے زہر ہم کو شفا اور شفا کو ہم
ہوتے نہ اسقدر جو نگہبانون مین ہم
تم سے وفا کردن کہ عدو سے وفا کردن
دو اشک بھی بہت ہین اگر کچھ اثر کرین
اے ہمنشین مگر وہ مرے روبرو نہین
چھیڑ کس بات مین طعنہ کس اشارت مین نہین
کیون کہا مین نے کہ چلیے مرے غمخانے مین
مر گئے ہم تو کف صیاد مین ؟
بیگانۂ آشنا نما ہون
دیوانہ مین جانکر بنا ہون
کہتا ہے کہ کیا مین بیوفا ہون
اس بات پہ کیا اوسے نہ چاہون
ستم سے فائدہ جب کام نکلے مہربانی مین
تمھین کیا غم گزرتی ہے تمھاری شعر خوانی مین
جسکی آنکھون کی تصور مین مجھے خواب نہین
آفت تو یہ بڑی ہے کہ تم بدگمان نہین
ایسا نہ ہو پڑے کہین جھگڑا حساب مین
طاعت مین کچھ مزا ہے نہ لذت گناہ مین
تقصیر ہو کسی سے کسی کی معاف ہو

غیر سے حرف تمنا سے جفا کہتے ہو
کہتے ہین لاف وفا موت سے پہلے کیسی
شیفتہ شکوۂ دشمن سے بس آگے نہ بڑھو
ہاے وہ شیفتہ کی بیتابی
زنجیر آدھی رات کو کھڑکائی اور کون
دشمن کے افترا سے رہائی محال ہے
پھر دل وہی مین گرم ہے دلدار شیفتہ
کیا مانگتے ہو جان بہت لوگ دے چکے
اونکا لگاؤ اور بھی کرتا ہے بیقرار
اجل نے کی ہے کسقدر مہربانی
سحر اونکو ارادہ ہے سفر کا
اور الفت بڑھ گئی اب اوس ستم ایجاد سے
دن سے یہان آنے کی تدبیر ہے
ہزار باتین بناؤ ملے ہو غیر سے تم
یہ ہے نصیحت پیران کار افتادہ
جس لب کے غیر بوسے لین اوس لب سے شیفتہ
نہ لکھو نامہ نہ بھیجو پیغام
کیجے اغیار سے ملنا موقوف
رشک سے رنگ مین تغیر جو پایا تو کہا
صدقے اس غش حرکاتی کے سحر چھڑنے کو
یہ اچھا ہے تو اچھا غیر کو بھی
نہ پوچھو شیفتہ کا حال صاحب
کی تمنا سے کرم مین نے تو فرماتے ہین

کس سے کہتے ہو تمہین غیر ہے کیا کہتے ہو
ہم نہین جانتے تم کسکو وفا کہتے ہو
دیکھو وہ دوست ہے تم کسکو برا کہتے ہو
تھام لیا وہ تیری محمل کو
اے جذب اشتیاق وہ جہان مشکل نہو
گھر یار کا جو گھر کے مرے متصل نہ ہو
ڈرتا ہون مین کہ پھر کہین خواہان دل نہو
وہ بات جسے کہیے کہ حد بشر نہ ہو
وہان کچھ نہ ہو تو جوشش یہان اسقدر نہو
کہ جب پہلو مین وہ نامہربان ہے
قیامت آنے مین شب درمیان ہے
اک نئی لذت جو پائی دل نے پھر بیداد کی
کیا اثر نالۂ شبگیر ہے
نشان ہم کو ملا گم ہوئی نشانی سے
کہ بلا ہے جوانی ڈر و جوانی سے
کم بخت گالیان بھی نہین تیرے واسطے
عشق کی آپ سے نسبت ہی سہی
مجھکو الفت نہین غیرت ہی سہی
تجھسے ڈرتا ہون کہ تو دم مین بدل جاتا ہے
شب کو سوتے مین مجھے عطر وہ ملجاتا ہے
ستاؤ اور پوچھو کیون غمین ہے
یہ حالت ہے کہ اپنے مین نہین ہے
شیفتہ تیرے لیے جور و ستم بھی بس ہے

ہر چند کہ ہے آپ سے ملنے کی تمنا
ضد تو دیکھو تشنہ کام شوق مجھکو جان کر
کسکی زلف خم بخم پھر لے گئی تاب و قرار
سحر نہین یہ کہ برتتا ہے وہ ظاہر داری
دیکھیے آہ ہماری بھی اثر کرتی ہے
ایک دن شام ہماری بھی سحر کر دیگا
بدگمان آپ غلط محرم اسرار سے ہین
ملنے کا میرے اور ترے چرچا کرینگے
سب لے عذر وہ کر لیتے ہین وعدہ یہ سمجھکر
مر رہا ہون درد فرقت مین نہین دیتا کوئی
وعدہ وعدہ کا آپ کی تکرار سے کھلا
وہ شیفتہ کہ دھوم ہے حضرت کے زہد کی
گردن غیر پہ چلتے نہین دیکھا ہرگز
ایک حالت پر نہین رہتا کوئی
پھر بلا سے کوئی بیٹھے شیفتہ
میری خوشی کا انکو نہایت خیال ہے
تری خوبیان غیر کیا جانتا ہے
ہوا انس کیون دل کو اول نظر مین
خجل ہون آپ مین بیوقت انکے آنے سے
جفا کو ترک کرو تم وفا کو مین چھوڑون
بڑے مزا او نہین شیفتہ خدا انکی

پر آپ سے ملنے کی تمنا نہین رکھتے
قتل کرتا ہے ستمگر خنجر بے آب سے
شیفتہ پھر کچھ نظر آتے ہو تم بیتاب سے
کیون نگاہ غلط انداز ادھر کرتا ہے
سخن درد شنا ہے کہ اثر کرتا ہے
وہی جو شام کو ہر روز سحر کرتا ہے
دل مین راز نہانی کی خبر کرتا ہے
گر دوست ہین اغیار تو رسوا نہ کرینگے
یہ اہل مروت ہین تقاضا نکرینگے
سچ اگر تو حقیقو تو ستم بھی کم نہین اکسیر سے
مین نے یون ہی ہمنشین کہا تھا کہ کیا آئے کیا چلے
ہین کیا کہون کہ رات مجھے کسکے گھر ملے
پیار رکھتے ہین مگر دشنہ و خنجر سے
اب وفا ہو بیوفائی ہو جسکی
اوسکے سبب آپکو [illegible] یار سے
کچھ اندنون مین غیر سے شاید ملال ہے
تو جیسا ہے بس جی مرا جانتا ہے
کہ وہ مجھکو زود آشنا جانتا ہے
تم اور کرتے ہو ہنس ہنس کے شرمسار مجھے
کچھ اشتہار تمھین ہو کچھ اشتفار مجھے
کہ اونکے بزم مین ہو وفا اختیار مجھے

حرف صاد مہملہ

صابر تخلص میرزا قادر بخش خلف مرزا اکرم بخت بہادر ابن مرزا خرم بہادر پسر

مرزا مظفر الدین جہاندار شاہ پادشاہ دہلی شاگرد عبد الرحمن خان احسان و مولوی امام بخش صہبائی صاحب دیوان ہین تذکرہ گلستان سخن انکے نام سے مشہور ہے لیکن حقیقت مین تذکرہ مذکورہ مولوی امام بخش صہبائی مرحوم کا لکھا ہوا ہے

عصیان کے دولت اب تم خجلت سے ہی بعد مرگ
اوٹھا مرے غبار کو دشوار ہوگیا

محفل مین مین تو اوس لب میگون کے سامنے
نام شراب لیکے گنہگار ہو گیا

اونکی گلی مین آن کے کیا کیا اوٹھای رنج
خاک شفا ملی تو مین بیمار ہوگیا

مثل زر تیری کدورت سے مری رنگت ہی زرد
حکم رکھتا ہے ترے دل کا غبار اکسیر کا

ظالمونکے واسطے کجطینتی ہی حسن ہے
خوبی ترکیب مین داخل ہے خم شمشیر کا

ہماری خاک مین اتنی کہان رسائی ہے
نہ جانین دلمین ترے کسطرح غبار آیا

مرتا ہون قبر مین ہی اسی خوف سے کہ ہاے
پوشیدہ زیر خاک کہین آسمان نہ ہو

مجھسے ہی چاہتا ہے وہ ہر ستم کی داد
سمجھا ہے اپنے ظلم کا اک قدردان مجھے

مرگ شب وصال کی خوبی ہے ورنہ یار
رکھتا نہ گھر مین تا سحر امیہمان سب مجھے

ہون مین ہی اپنے شیشۂ دل کی صفا سے تنگ
مشکل ہوا ہے راز کا رکھنا نہان مجھے

تیغ کھینچے ہوئے ابرو ہے مرے سر ہوئے
ہے فقط چشم سخنگو کا اشارہ باقی

صابر تخلص صابر شاہ دہلوی محمد شاہ کے عہد مین تھے

جو ہم بستر نہ ہو ہم سے تو اوسکی کیا شکایت ہے
نظر بھر کے ہمین اک دیکھنا اوسکا کفایت ہے

صابر تخلص احمد مرزا خلف و شاگرد مرزا انس باشندۂ لکھنؤ صاحب دیوان ہین

نزع کا وقت ہے پہلو مین وہ آبیٹھے ہین
بے خبر ہم ہین وہ کرتے ہین خبرداری دل

صاحب تخلص نواب ظفریاب خان خلف مسٹر شمرو فرانسیس باشندۂ دہلی شاگرد خیراتی خان دلسوز علم موسیقی اور مصوری مین اچھا دخل رکھتے تھے شروع جوانی مین رحلت کی

نظر آیا مجھے شب بام پہ پیارا اپنا
بارے اب کچھ ہے بلندی پہ ستارا اپنا

ہے زلف حلقہ زن رخ دلبر کے آس پاس
یا اژدہا ہے فوج سکندر کے آس پاس

صاحب تخلص صاحب علی خان باشندۂ الہ آباد

خار اور خس چھوڑتا ہے اب نہیں دامن مرا | اور جنون کو ہے مرے چاک گریبان کی ہوس

صاحب تخلص شیر زمان خان دہلوی نبیرۂ حافظ عبد الرحمن خان احسان شاگرد
عبد الرحمن خان احسان و محمد ابراہیم ذوق

شرمندہ ہے ناکامی فرہاد سے اتنا | ہرگز کبھی تیشہ کا سر راہ پہ نہیں ہوتا
کس کس کو میں بتاؤں کہ بار غم فراق | دل پہ نہیں جگر پہ نہیں جان پہ نہیں
ذرا آنکھوں میں رکھنا اسکو صاحب | کہیں یہ طفل اشک ابتر نہووے

صاحب تخلص مولوی صاحب عالم خلف پیارے صاحب سجادہ نشین مارہرہ ضلع علیگڑھ

ضعف سے حال یہ پہونچا ہے اسیروں کا مگر | قوت نالہ نہیں طاقت فریاد نہیں

صاحب تخلص ایک شاعر قدیم صاحب دیوان کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہوا

زور کیفیت مے ہے کہ سبھی جھکتے ہیں | جام ہر شیشہ جھکا شیشہ پہ میخوار جھکا

صاحب تخلص مسٹر جوہانس نصرانی شاگرد میر وزیر علی صبا

دیکھنا توڑ کے وحشت میں نکل جاؤں گا | مجھکو پہناتے ہو زنجیر یہ زنجیر عبث

صاحبقران تخلص سید امام علی ولد غلام حسین رضوی بلگرامی معاصر جرأت و انشا
ہزل اور فحش سے اشعار انکے مملو ہیں دیوان انکا نظر سے گزرا

اوسکی چھٹنی کو پکڑ میں نہ ٹلا بیٹھ گیا | کھینچی اسطرح وہ چمرخ کہ گلا بیٹھ گیا
نخل مومی کیطرح تھا میں کھڑا گلشن میں | گرمی عشق سے پھولا نہ پھلا بیٹھ گیا
مجھکو شہوت ہوئی تیمم سے | تھی مقرر کسی چھنال کی جنابت
جتون غضب ہے ہنسی کی ہے بے مثال آنکھ | چھوٹے سے سن میں اسکی بڑی ہو چھنال آنکھ

صادق تخلص مرزا صادق بیگ رامپوری

عشق دلبر میں کہوں کیا دوستو کیا کیا گیا | دل گیا ایمان گیا راحت گئی ہنسنا گیا

صادق تخلص مرزا محمد امیر تیمور کی اولادوں میں سے

تیرے ہی سر کی قسم میں اپنے سر کو کاٹ دوں | گر کوئی دیوے ترے سر کی قسم پیرے سین

صادق تخلص سید محمد صادق خلف میر سید محمد باشندۂ لکھنؤ مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ شاگرد مظفر علی ہنر یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

خدا شیے مقدر کے نہ تھا آہ کوئی ساتھ — ہمراہ کسی دوست کو مشکل مین نہ دیکھا
بھلا دل کو جو گیسو مین سرگردان ہو کیونکر — یہ وہ راہین ہین جنمین خضر بھی اکثر بھٹکتے ہین
ادہر بزم مین جام چلتی رہے — ادھر اشک آنکھون سے ڈھلتے رہے

صادق تخلص پنڈت دیبی پرشاد متوطن بریلی

کیون نہ برسات مین ہو سبز ڈوپٹے کی بہار — رنگ بہتر نہین دنیا مین کوئی دہانی سے

صادق تخلص دوارکا پرشاد خلف لالہ کنور بہادر وکیل عدالت فرخ آباد

چشم کو کب کھلی ہے کیون یا رب — آسمان کسکی راہ تکتا ہے

صادق تخلص محمد عزیز الدین برادر محمد سعید الدین سعید تخلص خلف مولوی اساس الدین متوطن بدایون باشندۂ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب پہلے عزیز تخلص کرتی تھی

رہی تا بعد مردن بھی علامت جذب کی باقی — بنا نا سنگ مقناطیس سے صادق کی مدفن کو
ہم وہ ذبح تجھے بھر کے نظر دیکھ تو لین — کاشکے تیز ترا خنجر خونخوار نہ ہو
لیگئی دل اک نگہ مین اوسکی چشم نیمخواب — مست ہم سمجھے تھے اوسکو پر بہت ہشیار ہے

صادق تخلص نہور بیگ متوطن شمس آباد باشندہ دہلی

آوارگان عشق کو مانند گرد باد — یکجا قرار ہو تو کوئی جستجو کرے

صادق تخلص شیخ محمد صادق قریشی باشندۂ دہلی شاگرد نظام الدین ممنون

نے جنگ ہے کا طور نہ کچھ صلح کا ہے ڈھنگ — سامان نہ سود کا ہمین حاصل نہ ساز کا

صادق تخلص میر جعفر علی خان دہلوی مصنف بہارستان جعفری

یون بین غیر شراب اور مثال نرگس — ہم رہین دیکھتے ہی ہاتھ مین پیمانہ لیے
شرم سے نام وہ نہین لیتا — پھر ہمارا خطاب ہے کوئی

صادق تخلص صادق علی خان فیلبان مرزا سلیمان شکوہ بہادر عزیز فوجدار خان فیلبان شاہ عالم بادشاہ باشندۂ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد انشاء اللہ خان

صادق اب اور سروکار نہین اوس سے مگر — ایک بوسے کی رکھی ہے دل غمناک ہوس
جسنے دیکھا ہے تری جلوہ گری کا نقشہ — اوسکو بھاتا ہے کب اے یار پری کا نقشہ
تھی ایک تو کرتی سے لاہی کی غضب تسیر — ہے آفت جان کافر انگیا کی یہ سکڑائی
کچھ اوس سے اشارے مین کہتا ہون تو کہتا ہے — دانتون مین دبا انگلی امردوا سے یہ رسوائی

صادق تخلص صادق علی خان عظیم آبادی

وہ ہے عرق سے یار کے چاہ ذقن مین آب — دیکھے تو خضر کے بھی بھر آئے دہن مین آب
کیا دخل ہم وفا سے پھرین اور جفا سے یار — سو مرتبہ زمانے مین گر انقلاب ہو

صادق تخلص صادق حسین خان ولد نثار علی خان خواہرزادۂ راجہ تاج الدین حسینخان کمبوہ باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک

آتش رنگ حنا ہے یا عذاب نار ہے — خاک کبابان دری کرتی ہے شیون زیر پا

صادق تخلص حکیم سید محمد صادق عرف صادق مرزا ولد حکیم سید محمد حسن خان نبیرۂ روشن علی خان برادر معتمد الدولہ باشندۂ لکھنؤ مقیم کانپور شاگرد ہادی علی بیخود

نگہ بد سے جو اوس گل کی طرف تو دیکھے — پھوٹ جائین تری اے نرگس شہلا آنکھین
کثرت آب ہم اشک سے مانند حباب — دیکھ لو رکھتی ہین آغوش مین دریا آنکھین

صادق تخلص صادق علی خان عرف میان سیتا بیگ لکھنوی شاگرد جرأت

رباعی

کس سے کہون آہ جا کے حالت دل کی — گھٹتی باقی ہے روز طاقت دل کی
وہ جان جہان نہ آیا اور جان چلی — افسوس رہی دل ہی مین حسرت دل کی

صالح تخلص مرزا مصلح الدین نواسہ ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد مرزا پیارے رفعت

نانا یون ہی ہے آپ نے مجھسے جو کچھ کہا — لیکن زبان خلق کی تدبیر کیا کرون
ہمکو تو دل لگی مین اوٹھین ہین حلاوتین — سو دل خدا جو دیوے تو سودا لگا سکے

صانع تخلص نظام الدین احمد بلگرامی فارسی شعر نہایت شیرین و نمکین کہتے تھے شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین کلکتہ اور مرشد آباد مین آئے تھے دیوان فارسی انکا نظر سے گزرا

صنم کی اوس محبت پر دیا تھا جان و دل صانع ۔ نہ تھا معلوم یون ہوجائیگا نامہربان اپنا

صبا تخلص صبا شاہ مغلبچہ آخر ایام مین فقیر ہوکر امام شاہی فقیرون کے سرگروہ ہوئے تھے اور خورجہ نکارپور مین اپنے مرشد کے مزار پر چار ابرو کی صفائی کرکے یاد اللہ مین مشغول تھے

چھوڑ بیٹھا جو تعلق عالم ایجاد کا ۔ سرو چلا ہوگیا ہے کیا کبھی آزاد کا

صبا تخلص احمد حسین خان خلف محمد کاظم خان باشندۂ حسین آباد ضلع مونگیر شاگرد مولوی اولاد علی کا رشک

سکندر کو مبارک آئینہ خاتم سلیمان کو ۔ خدا اس دل کو رکھے اور دل پر داغ ہجران کو
لب غنچہ دہن جسدم تکلم مین گل افشان ہو ۔ ہنسی بھولے چمن مین باغبان گلہای خندان کو
کان جیدواے جو اوس نے تو غش آیا مجھکو ۔ بارے ین ہی نے کیا بس تہ و بالا مجھکو

صبا تخلص لالہ کانجی مل متوطن فیروزآباد مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی جوانی مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

مجھے آتا ہے تجھ پر رحم اوس قاتل کے کوچے مین ۔ لیے جاتا ہے نامہ آج تو اے نامہ بر کس کا
صبا ہم نے تو ہرگز کچھ نہ دیکھا جذب الفت مین ۔ غلط یہ بات کہتی ہین کہ دل کو راہ ہے دل سے

صبا تخلص میر ضیا کے ایک شاگرد کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

تربت صبا کی دیکھی کل رات دو پہر جو ۔ ق ۔ آئے نظر مجھے وہان شمع و چراغ کتنے
جا کر جو آج دن کو دیکھا کیا تفحص ۔ اک دل جلے ہے اوسمین حسرت کے داغ کتنے

صبا تخلص سرراراجہ ستنگر ناتھ بہادر پیشکار نظارت شاہی دہلی ولد راجہ رام ناتھ بہادر شاگرد سعادت یارخان رنگین

دل جب اوسکی نگہ مست کا مخمور ہوا ۔ سرخوش کیفیت بادۂ انگور ہوا
ہو نہین صدقے ترے بہانے سے ۔ زور ڈھب یاد ہین نہ آنے کے

صبا تخلص میر وزیر علی ولد میر بندہ علی لکھنوی خواہرزادہ میر اشرف علی نامی شاگرد آتش سنہ ۱۲۷۱ بارہ سو اکہتر ہجری مین گھوڑے سے گر کے انتقال کیا شعر عاشقانہ اچھے طرز پر اچھا کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

نہ کیون کیفیت اشراق ہم ستون کو حاصل ہو
بلند و پست عالم ایک ہے چشم حقیقت مین
بنگیا خال جبین کوکب بخت خورشید
دکھلائینگے تجھے ہم داغ جگر کا عالم
اللہ رے اونکا غصہ اتنا نہین سمجھتے
آسمان نے مجھے محروم شہادت رکھا
جمشید اپنے وقت کا ہون مین فقیر مست
کولعو مین گردش نگہ یار سے پسا
روتے روتے چشم نابینا ہوئی
کیا بنایا ہے بتون نے مجھ کو
اب تو صاحب کی ہوئی خاطر جمع
عروس گل پہ ستی کا گمان ہوتا ہے
ہو گیا مین قتل اونکا نام لیکر پیار سے
لیگیا چھین کے دل وہ بت پرفن کیسا
اوس پادشاہ حسن کا سایہ جو پڑ گیا
جور گلچین عشق گل خوف خزان ایذای خار
دل ہے غذاے رنج جگر ہے غذاے رنج
آدم سے باغ خلد چھٹا مجھسے کوے یار
کسی کے وعدے کا رہ رہ کے دھیان آتا ہے
کھائینگے زہر اونکے خط سبز فام پر
مر رہے پڑے ہین ہجر کے مارے پلنگ پر
کروٹ بدل کے آپ جو سوئے ہین وصل مین
مسافر ہون سراسیمہ ہون مضطر ہون پریشان ہون

ہر اک خم اپنے میخانے مین سینہ ہے فلاطون کا
حصیر فقر ہمپایہ بنا تخت فریدون کا
کس ترقی پہ ترا حسن خدا داد آیا
منہ اسطرف کبھی تو اسے آفتاب ہوگا
کیونکر کوئی جیے گا جب یون عتاب ہوگا
تیغ قاتل کے لیے تخت سپہ ڈھال ہوا
جام جہان نما ہے پیالہ سفال کا
تل تیل ہو کے بہگیا چشم غزال کا
یہ کنوان ٹوٹا تو اندھا ہو گیا
نام رکھا ہے مسلمان میرا
سن چکے حال پریشان میرا
فراق یار مین سنبل دہوان ہے مرگھٹ کا
مجھکو سیفی یار کا اسم جلالی ہو گیا
رہ گئے دیکھ کے منہ شیخ و برہمن کیسا
ہر سرو لنگ باغ مین تیمور ہو گیا
لاکھ آفت مین پھنسی ہے ایک جان کم نصیب
پیدا کیا ہے مجھکو خدا نے براے رنج
وہ ابتداے رنج تھی یہ انتہاے رنج
اٹک اٹک کے نکلتی ہے انتظار مین روح
سرسبز ہونگے خضر علیہ السلام پر
تابوت کا گمان ہے ہمارے پلنگ پر
ہم لگ گئے ہین گور کنارے پلنگ پر
یہ سب کچھ ہو و لے محو خیال روی جانان ہون

مجھے بھی اور اوسے بھی امتحان کا اک بہانا ہے
اوسے تیغ آزمائی ہے مجھے دل آزمانا ہے

بادشاہون کے لب گور سے آتی ہے صدا
مور کو بھی نہ ستائے جو سلیمان ہو جائے

تجربہ دونون کی جانبازیون کا کردم قتل
امتحان غیر کا میرا سر میدان ہو جائے

صبا تخلص خواجہ عبد الرحیم خلف الرشید خواجہ سلیم اللہ داماد و برادر زادہ خواجہ علیم اللہ مرحوم رئیس اعظم ڈھاکہ ہر دو زبان مین شعر خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے دیے تھے سنہ ۱۲۸۸ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین انتقال کیا

جائیے آپ اوس گلی مین صبا
ہم یہین سے سلام کرتے ہین

طوفان نوح پھر ہو جہان مین جو باندہ دون
دامان ابر سے مین گریبان کے تار کو

وزدیدہ اون نگاہون کے مضمون کا فیض ہے
سب کو گمان جو سرقہ کا میرے سخن مین ہے

جو کہ دیکھا خواب ہے اور جو سنا افسانہ ہے
اس سے یہ ثابت ہوا دنیا توہم خانہ ہے

وہان ہے عذر لغزش مستانہ آنے مین
اور یہان لبریز اپنی عمر کا پیمانہ ہے

دیکھ کر کثرت دلون کی تار زلف مین
آئنہ حیرت مین ہے اور کشمکش مین شانہ ہے

یہ تو ہو معشوق وہ عاشق زہے نیرنگ عشق
ایک ہی آتش سے جلتی شمع اور پروانہ ہے

صبا تخلص کریم بخش باشندہ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

عاشق کی بعد مرگ بھی مٹی خراب ہے
خاک مزار کا بھی تو ملتا نشان نہین

صبر تخلص سید محمد علی مرثیہ گو فیض آبادی

ہم ہجر صنم مین رات دن کی بیقراری سے
نہ تھی فرصت مجھے وقت سحر تک آہ و زاری سے

صبر تخلص مرزا غلام حسین خان خلف حکیم ابو علی خان شاگرد عزت اللہ خان عشق وطن اصلی کشمیر مولد و مسکن دہلی

گہے مقصد حرم کا ہے سر میخانہ رکھتے ہین
غرض ہم بھی عجب ہی مشرب رندانہ رکھتے ہین

صبر تخلص میر علی حسین شاگرد کیف

لگائے دل کو نہ دنیا مین جو کہ ہو ہشیار
کہ پایدار نہین آہ اس چمن کی بہار

صبر تخلص شیخ محمد رضا شاگرد عبد الرؤف شعور

کام آتی ہے بیٹھتے اوٹھتے
ضعف مین آہ چوب دستی ہے

خیر ہے کس سے خفا ہو آج کیسا ہے مزاج
زلف کیون بکھری ہے کیون تیور بگڑی ہین یہ بولیے

خط اگر پھاڑا تو پھاڑا قتل کیون اوسکو کیا
جرم کیا قاصد کا تھا بھیجے تھے بوسے لیے

صبر تخلص اجودھیا پرشاد قوم کایتھ مقیم شاہجہان آباد شاگرد منشی بسنت سنگھ نشاط وشاہ نصیر دہلوی حکیم مومن خان

ہمین گمان کہ وہ آ گئے ہمارے قابو مین
اونھین یقین کہ مرے ہاتھ اک شکار آیا

دل لگانے کو بتاتا ہے تو مشکل ناصح
ترے نزدیک چھڑانا مگر آسان ہوگا

زیست کم حسرت بہت کس کس کا شکوہ کیجیے
طالع خوابیدہ کا یا دیدۂ بیدار کا

بدنامیان ہین باعث نام آوری یہان
ہم جانتے تھے عشق مین کچھ عز و شان نہین

صبر تخلص اجودھیا پرشاد قوم کایتھ خلف خیراتی لال باشندۂ سکندرہ شاگرد حافظ تمیم سررشتۂ کمسریٹ سے متعلق تھے شعر بہت جلد کہتے ہین انسے سنہ ۱۸۵۳ء اٹھارہ سو ترپن عیسوی مین کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

مابرتا ہے مار سر کھاتا ہے سنبل پیچ و تاب
مشک چین نے مین مانی ہے یہ وہ گیسوے دوست

گرد کدورت کہین دل سے تری دور ہو
پیس کے مین سرمہ بنون جو تجھے منظور ہو

گر بہار نگہت پیراہن یوسف نہ آئے
کب نہال آرزوے پیر کنعان سبز ہو

دل مرا فانوس شمع عارض جانانہ ہے
طائر فکر و تصور صورت پروانہ ہے

کسا ہے اوسکی چھاتی پر یہ سینہ بند زرتارے
گویا چاندی کی ڈبیا پر کھنچی تحریر سونے کی

صبر تخلص میر اسد خلف میر مہدی باشندۂ لکھنو شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

میرے سر پر ہین شگفتہ مثل گل داغ جنون
کیا عجب گر ہو ہجوم بلبلان بالاے سر

صبیح تخلص میر وارث علی لکھنوی

سیر منظور جو ہے میرے تڑپنے کی اونھین
پوچھتے ہین دل بیتاب تمھارا ٹھہرا

فرقت یار مین کب اشک تھمے اپنے صبیح
کس نے دیکھا ہے کہ بہتا ہوا دریا ٹھہرا

صحبت تخلص مرزا بخشش علیخان خلف نوروز علی خان بن امیر الدولہ حیدر بیگ خان

باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

ہوگیا ہم کو جنون ٹکڑے گریبان کو کیا	رکھ لیا اوسنے دم رقص جو دامان سر پر
اون کشیلی انکھڑیون کا جو تصور ہے مدام	دیدہ ہاے زخم کے مانند ہے خونبار آنکھ
جنسے آنکھین لڑی تھین جھپک دیکھین سے حیا کر کر	ہم سے او بیدید اب ہرگز نہ اونچی ہو آنکھ

صحت تخلص محمد حسن خان ولد حکیم غلام عباس نبیرہ محمد یار خان وکیل باشندۂ لکھنؤ شاگرد آتش

محفل مین رہ گئے کف افسوس ملکے ہم	پردے مین یار نے جو چھپائے دکھا کے ہاتھ

صدر تخلص میر صدر الدین مرحوم ولد میر بدر الدین نبیرۂ خواجہ باسط باشندۂ لکھنؤ شاگرد آتش صاحب دیوان گزرے

آندھیان آتے ہین آہ ہونسے ہمارے اکثر	اوٹھا طوفان اگر روئے یہ آئین آنکھین

صدر تخلص محمد صدر الدین علوی شناوری و شکار سے بہت شوق رکھتے تھے

کرتا نہین ہے تو جو ادھر شانہ تو زلف سے	کیا جانئے آکے کان مین کیا کہدیا ترے

صدق تخلص شیخ محمد اشارت علی بن شیخ نوازش علی نبیرۂ نواب ابو محمد خان کمبوہ باشندۂ میرٹھ شاگرد مظفر خان گرم تاریخ گوئی مین اچھا دخل رکھتے تھے

اے صدق ضعف سے مری آواز بند ہے	اوس بدگمان کو وہم کہ مغرور ہو گیا
ہیا تک شمع رویون کو مری قربت سے نفرت ہے	کہ گل ہو وے چراغ و شمع گر آوے مری گھر مین

صدق تخلص ایک شاعر حیدر آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

بر وقت اشک اب نکلے ہے شاید	ہوا آنکھون مین اب لخت جگر بند
کمان نکلے سے ہے تار زلف سے دل	کرے پرواز کیونکر مرغ پر بند

صفیر تخلص محمد نظیر باشندۂ بلگرام شاگرد شرف

یار کے آگے شب وصل مین مر جاؤن نہین	نہ دکھلائے مجھے اللہ سحر کی صورت

صفیر تخلص محمد میر خان شاگرد امداد حسین صفیر

اپنے ہاتھون سے رقیب اپنا بنا یا ہے	آئنہ اوس بت خود بین کے مقابل کر کر
وعدۂ وصل تو ہر روز ہوا کرتا ہے	آج دے ڈالیے اک بوسہ کڑا دل کر کے

صغیر تخلص میان نجم الدین خلف شاہ نصیر دہلوی

گریہ اے پردہ نشین چھپکے کیا کرتے ہین — غم دوری مین بھی ہم پاس وفا کرتے ہین
آہ صحبت ہوئی کیا شبنم و گل کے باہم — جتنا روتا ہون وہ اوتنا ہی ہنسا کرتے ہین
صغیر دیکھ تو دریا یہ بھی نصیب ہے شرط — پیاس سے لب ساحل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

صغیر تخلص شیخ حیدر علی ولد شیخ وہومن لکھنوی شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

سیاہی تیلیون کی یہ بھی اک پردہ ہے ظاہر کا — پھرا کرتی ہے تیری سرمئی اشوخ آنکھ مین
مسیحائی ملی ہونٹون کو یا سحر یا تون نے — کرشمہ ہے بھوون مین اور ہے اعجاز آنکھون مین

صفا تخلص میرن شاہ دہلوی خلف رتن شاہ مرحوم شاگرد ذوق

مین نے بوسہ طلب کیا تو کہا — یہ خرابی ہے منہ لگانے سے مین
حبیب ربہے خدا کے لیے ای حضرت ناصح — اسوقت خدا جانے مرا دھیان کہان ہے

صفا تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

مکتب جھوٹ ہے مری کسنے بھری شیشے مین — رہ گئی ہے مرے آنسو کی تری شیشے مین

صفا تخلص لالہ منو لال لکھنوی قوم کایتھ ولد رائے پورن چند اخبار نویس شاگرد میر تقی صاحب دیوان گزرے بعض صاحب تذکرہ نے انکو مصحفی کا شاگرد لکھا ہے

خوبصورت جو بہت حور کو سمجھا ہے صفا — تونے دیکھا نہین وس شوخ پریرو کا منہ کیا
ہے رخ کو کب یہ سلیقہ تھا ستمگاری مین — کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری مین

اس شعر کو بعض صاحب تذکرہ نے حسرت کے نام مین لکھا ہے

مرے منہ مین تو اوسکے نام سے پانی بھر آیا — مزا ایسا ہے کیا اوس بوسۂ جان بخش مین
مرے رونے سے دل اوسکا تو کچھ مائل بہ رقت ہے — مرے حق مین مرا رونا تو یہ باران رحمت ہے

صفا تخلص حافظ محمد حسین باشندہ میرٹھ شاگرد غلام مولی قلق

تو نکلے کیونکہ جی تک اوٹھا گر اثر نہ تھا — واعظ یہ میرا نالہ ہے شور اذان نہین

صفا تخلص مرزا سعید الدین دہلوی عرف مرزا نتھے برادر و شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

گھر مین بیٹھے ہین اور اتنا نہین کہتے منہ سے — کون ٹکراے ہے دیوار سے سر دیکھو تو

صفت تخلص مغل جان نظام الملک آصف جاہ کے قرابت متوسلون مین سے تھے بعضے صاحب تذکرہ نے انکا صنعت تخلص لکھا ہی

سینے مین آہ دل مین طپش اشک چشم مین ۰ شہرہ ہے عاشقی کا مرے جا بجا ہوا

صفدر تخلص میر صفدر علی باشندہ سونی پت

خنجر سوختہ شمع سے جب گل نکلے ۰ چاہیئے بیضۂ فولاد سے بلبل نکلے

صفدر تخلص میر فرزند حیدر خلف میر امیر حیدر فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

دنیا کے دن بھرین جو وہ یوسف سوار ہو ۰ ہو جاے صاف ابلق ایام چار دانت
وہان رنگ پان سے در دندان ہین لالہ ۰ یہان خون لب سے سرخ ہین صفدر کی یار دانت
ہوتے ٹھوکر سے ہزارون گل و بلبل پامال ۰ تیرا گلگون چمنستان مین جو لیتا ناخن
منہ دیکھے کی ایجان محبت نہین اچھی ۰ رہنے دو تم اپنی یہ عنایت نہین اچھی
دیوانے بنے ہیں ہم اوس رشک پری سے ۰ سچ کہتے ہین ناجنس کی صحبت نہین اچھی

صفدر تخلص صفدر بیگ خلف حیدر بیگ باشندۂ کرنال مقیم دہلی

بوسہ مانگا تو وہ کہنے لگے صفدر افسوس ۰ اب تلک تو مری عادت سی خبردار نہین
آرام تھا گلی مین ترے نقش پا کی طرح ۰ ظالم اوٹھا کے کیون مری مٹی خراب کی
اسطرح سمجھا مجھے ناصح کہ دل سمجھے مرا ۰ پند کرنا اور ہے اور سر پھرانا اور ہے

صفدری تخلص میر صادق علی دہلوی کمین برادر و شاگرد میر نظام الدین ممنون جوانی مین ایک کافر بے پیر کے ہاتھ سے مارے گئے

نہین معلوم گرا پاے نگارین کس کا ۰ چھپاہٹ سے ہے حنا کی سی گل قالین پر
نہین معلوم دل مین صفدری کی درد کیسا ہے ۰ کہ ہر دم ہاتھ سینے پہ دھرے تابانہ رکھتے ہین
صفدری قد کو کہین اوسکے کہا تھا گل سرو ۰ سیدھی اوس شوخ نے کیا کیا نہ سنائی مجھکو
چیچک کا ستمگر ترے ابرو پہ یہ سبز داغ ۰ یا قبضۂ شمشیر مین چٹی یہ جڑی ہے

صفی تخلص محمد صفی اللہ باشندۂ دہلی

اللہ ہر اک دل کے ہے احوال سی آگاہ ۰ گر نالہ فلک رس نہین اپنا تو نہ ہووے

صفیر تخلص نور خان شاگرد میر حسین تسکین و غلام مولی قلق باشندۂ میرٹھ

ترے چالوں سے فتنۂ عالم / روز رہتا ہے روز محشر کا
اپنا خنجر ذرا بچا رہیے گا / دھیان سودائی کو نہین سر کا
سرگشتہ روز و شب ترے ہے کسطرح مدام / اپنا ہی دوڑتا ہے یہ آسمان نہین
کچھ صبح ہجر صبح قیامت سے کم نہین / کم صور کے فغان سے صداے اذان نہین

صفیر تخلص میانخان باشندۂ دہلی شاگرد مومن

لب شیرین کے جو بوسے سے ہوئے لب بند / مجھسے ہرگز بھی ترا راز نہ پنہان ہوتا
نہ تم سے ترک جفا اور نہ ہم سے ترک وفا / نہ اختیار تمہارا نہ اختیار اپنا
کہتے ہو جان جاے تری او ستمگر جان / سہے سہے خدا نخواستہ یہ تمنے کیا کیا
ہوا ہو سہو تو مجھے خوب یاد کر لیجے / کہ رہ نہ جاے کوئی جور امتحان کے لیے

صفیر تخلص شیخ امداد حسین خلف شیخ واحد بخش فرخ آبادی شاگرد امداد علی بحر

دشمن کو بھی نصیب نہ ہون یہ برالجان / رسوا ہوئے ذلیل ہوئے دل لگا کے ہم
ہاتھون سے اوسکے رنگ اوڑایا غضب کیا / قائل ہین سحر سازی دزد حنا کے ہم

صفیر تخلص سید فرزند احمد خلف سید احمد احمد تخلص [illegible] ضلع مونگیر باشندہ بلگرام مقیم ضلع شاہ آباد آرہ مین محمد مہدی خبر بلگرامی و امان علی سحر سے اور فارسی مین مرزا نوشہ غالب سے اور مرثیہ مین مرزا دبیر سے اصلاح لیتے تھے صاحب دیوان اردو و قصۂ بوستان خیال و مثنوی اعجاز کلیم مین شعر اچھا کہتے ہین راقم کے احباب مین ہین راقم نے اس تذکرہ کے لیے اونسے کچھ اشعار طلب کیے تھے اوسکے جواب مین اونھون نے نامۂ منظوم و اشعار مندرجہ ذیل بھیجے تھے

بس اے سرشک جوش ترا ہی یہ ناگوار / اک ایک قطرے سے ترے پیدا ہوئے بحار
اک شور ہے جہان مین تیرے چڑھاؤ کا / نکلا لبا لب طشت سے ہے ترا باڑ ایک بار
عالم کو تو نے عالم آب ایسا کر دیا / موقوف رکگیا ہے زمانے کا کاروبار
ہر چند تیرا جوش ہے صد موسم ہجر کے / مجھپر ہی رحم کر کہ ہوئی آنکھ اشکبار

چھپرہ کے واسطے جو ہوا دل مرا نڈھال — آنکھون کو میرے حال پہ جوش آیا ایکبار
اتنا بھی جانتا نہ تھا اے رشک مہربان — جس سے زیادہ طول ہو فرقت کا کاروبار
تو جانتا ہے مجھکو ہے چھپرہ کا اشتیاق — عبد الغفور خان سے کیا ہے وہان قرار
کچھ بے طرح ہے شوق مجھے اونکی دید کا — ہوتا نہ جوش آب تو ٹھیرا نہ ہوتا یار
مانند موج آب ہے اب دل کو پیچ و تاب — تو ہے مری مدد کو پہونچ اے وفا شعار
اک موج بھیج چھپرہ کی جانب بصد شتاب — جا کر وہ زیر قصر معلی کرے قرار
جس وقت سیر آب کو آئے وہ نامجو — میری زبان سے بوسے لب موج ایکبار
اے بحر فیض ابر کرم منبع وفا — اے کان علم و حلم و سخن فہم روزگار
دانندۂ رموز سخن واقف عروض — کشاف سر شعر دقیق و نکو شعار
بعد از نیاز و عرض سلام اپنا اشتیاق — کیونکر کرون بیان کہ نہین اس کا انحصار
ہر دم تڑپ رہا ہے دل اشتیاق مند — لیکن وفور آب نے روکا سجال زار
ہفتہ ہوا کہ آرہ سے اک نامہ نظم مین — بھیجا ہے ڈاک پر جو بڑہا دل کا اضطرار
پٹنہ مین اتفاق سے پہنچا ہون آج کل — دو چار روز اور مگر ہے یہان قرار
مسکن مرا ہے آرہ یہ امید ہے مجھے — جب تک ہون آنکھین دید کے قابل اعتبار
محروم مین نہ نامہ و پیغام سے رہون — بھیجا کرین حضور بھی خط مجھکو بار بار
محظوظ دل کیا کرین اپنے کلام سے — مضمون نغز دل کو مرے لطف دے ہزار
اس نامہ کا جواب جو آئے تو آرہ مین — حاصل کو بھی ملے تو نہین کچھ برا یہ کار
پہونچیگا میرے پاس بہرحال ہر جگہہ — در اصل میرا قصبہ آرہ مین ہے قرار
اپنا کلام تحفہ مین کیا بھیجون آپ کو — کیا باغ کو بسائیگا اک موتیا کا ہار
لیکن نہین پسند کہ خالی بھی جائے خط — جاتی ہے اک غزل بھی کہ وہان پائے اعتبار
نامہ دعا یہ کرتا ہون ختم اور یہ دعا — جب تک نہ پہنچون ورد زبان ہو یہ بار بار

یارب مقیم چھپرہ ہون عبد الغفور خان
صحبت مین اونکی ہو یہ صفیر وفا شعار

اشعار

تاثیر محبت کا اوسوقت مزا ہوتا
جو دیکھ لیگا سگ یار پھاڑ کھائیگا

مزرع فکر نہ پامال ہو کیونکر اے شوخ
بے سبب میری بغل مین یہ مچلنا کیا تھا

پاس اوسکی نزاکت نے کیا خوب ہمارا
قتیل تیغ الفت کی پریشانی نہین جاتی

بس کر دو کثرت افشان سے چھپاؤ نہ اسے
سب دیکھتے ہین اور کہین جاتے نہین ہم

تجھسے بھی شب ہجر مین کچھ کام نہ نکلا
یہ ذائقہ پاؤگے نہ اغیار کے منہ مین

کیا کیا لب شیرین پہ ٹپکتی ہے مری رال
کھلتا نہین کہ کھلتے ہین کیا اوس پہ نصیب

جرم نظارہ پہ دربانون نے ہمین رسوا کرین
ہم بغل غیر سے تو وہ گل شاداب نہین

دے دو اک بوسہ خوشی سے اپنی
اے پریخوان وہ پری شیشے مین اوترا ہی کہا

مین کرے جتا ہون ہمین روتا ہون مین دیتا ہون جو کو
بیان مین کسطرح بھلا حال سناؤن اونکو

تکلم تیرے ہونٹون کا جو سمجھین طوطیان شکر
بس اکھڑ چکے ہین دلبرون کو

مژگان سے گرے ٹلے ہین لخت دل گرم
منہ مین اوسکے وصل مین دیکہ زبان

وہ آپ منا لیتے مین جب کہ خفا ہوتا
ہا ہچیا تو مرے استخوان بہت اچھا

تری رفتار کا مضمون ہے چلتا پھرتا
خواب مین غیر کے پہلو مین تو سونا کیا تھا

پھٹتا نہین اوس شوخ سے مکتوب ہمارا
بگولا جنگلون مین ہے تن سے سر لیے پھرتا

اک یہی خال تو اے جان ہے جان عارض
ہین مردم دیدہ کیطرح خانہ نشین ہم

اے موت مگر مرنے کے قابل بھی نہین ہم
دکھیو تو زبان دے کے نکلوا کے منہ مین

جی چاہتا ہے دے دون زبان یار کے منہ پر
جو عاشق دہن ہوا کچھ بولتا نہین

فقیر ہے وہ آپ دیکھین روزن در سے ہمین
آج آنکھون مین ہماری اثر خواب نہین

اچھا تم میری خوشی جائیگے مر د
جانا ہے بند محرم کی کشش تسخیر کو

کیا کام مرے حال پریشان سے کسیکو
دل دیتا ہے وہ محفل مین ادھر دیکھین تو

اشارہ تیری آنکھون کا اگر جانے ہرن جانے
اب دل پہ نگاہ ہے ہماری

آتش نہ نگاہ سے ہماری
ان بتون کو ہے وہم کیا دیکھیے

گھر کیا دل مین جو اونکے تیر نے / وہ لگے میرا کلیجا چیر نے

کیسے کیسے غیر سے اسوقت کیا مذکور تھا / دیکھکر مجھکو زبان اپنی لگی کیون داب نے

باتون سے تیرے کیا ہے بیمار / کیا ہو نظر مری دوا کرین گے

وہ وہان سے چلے ہین ہم یہان سے / مضمون کیا صلح کا لڑا ہے

دیسے گزرتے ہی نظر اوس رشک ماہ کی / بوتل تراشتی ہے سر وہی نگاہ کی

ساقی دعائین مانگ تو زلفون کو کھولکر / رندون کو احتیاج ہے ابر سیاہ کی

کل جو اوٹھے تیے بٹھانے کے لیے / آج بیٹھے ہین اوٹھانے کے لیے

صمیم تخلص تلسی داس دہلوی طبع ہندی وستار نوازی مین کمال رکھتے تھے

بھولی بھولی تری صورت سے بڑی تم تو مگر / تو تو عیارون کا عیار ستمگر نکلا

صنعت تخلص کریم الدین زرگر مراد آبادی بتشتیر اپنی اوقات عزیز کو عبادت مین صرف کرتا تھا اور وضع آزادانہ رکھتا تھا

یہ مانا کہ ہین آپ دلبر ولیکن / ہمارا ہی دل لے کے دلدار ٹھہرے

صولت تخلص نواب محمد تقی خان لکھنوی خلف نواب حسین علی خان اثر شاگرد ناسخ شعر خوب کہتے ہین انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

گھل گیا ہجر مین فرط غم سے ایسا جسم زار / پوست ڈھیلا ہو کے آخر جامۂ تن ہو گیا

جو دیکھی فال مین نے کھر دیدار کی / تو قرآن مین بھی نکلا لن ترانی

صولت تخلص قاسم علی خان بن کاظم علی خان حسین ابن نبیرہ قائم خان بلاری باشندہ بنارس

شربت مین آنکھین بعد فنا بھی کھلی رہین / تھا زیست مین مزہ جو مجھے انتظار کا

ملتے ہو رقیبون سے مری گھر نہین آتی / اللہ تمہین اتنی بھی فرصت نہین ملتی

صید تخلص اخوی راقم مولوی عبد الباری مرحوم شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت مدرسۂ عالیہ کلکتہ مین زبان انگریزی کے مدرس تھے عربی فارسی اور اردو زبان مین شعر اچھا کہتے تھے مگر کلام انکا ضائع ہو گیا ۱۲۷۴ بارہ سو چوہتر ہجری مین عین شباب مین وطن یعنی فرید پور مین جاکر انتقال کیا راقم نے اونکا ارتحال کی یہ تاریخ کہی ہے ٭

چون مرد برادر من عبد الباری بنوشت خرد سال وصال او باے	در دیدهٔ من تیره جهان شد ناگاه صد حیف شکست بازوے همچو آه سنه ۱۲۱۲ھ
	وله
ہے غم سخت موئے مولوی عبد الباری ایسی حالت مین ہوئی مجھکو جو تاریخ کی فکر سوجھا مصرع یہ بنا ہے خنجر شمر لعین	تنگ ایسا ہوئین چرخ کے بس ہاتھوں سے دل یہ بولا کہ ضیا کی ہے مری بھائی نے صحن گلشن ہے خزان مین کربلا مدینہ

حرف ضاد معجمہ

ضابط تخلص مہر علی متوطن دہلی

نام کی تو شرم کر ضابط خدا کے واسطے	یہ ترا گریہ تجھے آخر بہا لیجائے گا

ضاحک تخلص درویش صاف باطن شیخ مراد بخش خیاط باشندهٔ دہلی

جا کے جگر کے سینے مین ٹوٹا ہزار بار	ضاحک یہ رشتہ بھی کہین بیان یار ہے

ضاحک تخلص میر غلام حسین ولد میر عزیز اللہ دہلوی مرزا رفیع سودا کی ہجو خوب کہی ہے اور صحبت رکھتے تھے میر حسن اونکے بیٹے نے اپنے تذکرہ مین لکھا ہے کہ ایسے ظریف تھے کہ کوئی غزل انکی ہزل سے خالی نہین

کیا دیجیے اصلاح خدائی کو ولیکن جب سے اوس طفل پہ یوسف نے چھپایا مُنھ	کافی تھا ترا حسن اگر ماہ نہ ہوتا بس مر گئے نہ جلا ر دکے سمائین انکھین

ضامن تخلص شیخ ضامن علی لکھنوی خلف شیخ ابو تراب شاگرد اسیر

مرنے کو پھینک دیکھی لحد سے اوچھال کر شاید وہ نکلین گھر سے بس اتنی امید پر	سر سے گنہ کا بوجھ اوٹھے گا زمین سے کب کوچے مین اونکے بیٹھ رہے ہم تمام شب

ضامن تخلص حکیم محمد ضامن باشندهٔ اکبرآباد مقیم حیدرآباد شاگرد شاہ نصیر دہلوی

خاطر مین درد فون چاہو لیے چاہو اوسکو لو تم کو کیا کیا وفا کے دعوے مین	جب ان آپ کی ہی غزل بھی مری جان مین آپ کا جیسے کہیے مجھے یقین آیا

ضائع تخلص میر خیر الدین باشندۂ ناگور مقیم دہلی

ضائع کا اے عزیز و کچھ ڈھنگ ہی نرالا	تا صبح روتے رہتا تا شام خوار پھرتا

ضبط تخلص کنھیا لال سر رشتہ دار کلکٹری فرخ آباد خلف موہن لال مراد آبادی

وہ تو ٹھے پر چڑھے ہے چشم بد دور	ادتارا چاند کو سب کی نظر سے

ضبط تخلص نوازش علی خان خلف مقصود علی خان دو ہٹے باز باشندۂ دہلی مقیم لکھنو شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

تر شدہ لعل لب سے ہو یاقوت و برگ گل	صاف آئینہ خجل ہو جو دیکھے صفائی رخ

ضبط تخلص سید حسن شاہ برادر سید شاہ حسین حقیقت شاگرد جرأت مرآت حیدری اور کئی رسالے منظوم جفر اور رمل مین انسے یادگار ہین

نقد دل وحشت مین کھو کر اک جنون پیدا کیا	ہم نے بازار محبت مین یہ کیا سودا کیا
ایسا نہ ہو کہ پاؤن تلک آ رہے کہین	آئی لٹک کے زلف گرہگیر دوش پر
طفلی مین بھی خیال یہ آتا تھا مجھکو ضبط	رہنے نہ دیگا یہ فلک پیر دوش پر

ضبط تخلص سید آغا جان ولد سید علی خان برادر نواب معتمد الدولہ باشندۂ لکھنو شاگرد ہادی علی بیخود

تو سراپا چمن حسن ہے اے رشک بہار	رخ ہے گل سرو ہے قد نرگس شہلا آنکھین

ضحا تخلص مولوی غلام رسول خلف شیخ محمد نیاز ساکن قصبۂ ملانوان پرگنہ سندیلہ شاگرد نواب عاشور علی خان

تر نظر ہو مین ہین تپلی وہ انکھڑیان	مانند رند مست نہ کیون لڑکھڑا اے دل
ڈر ہے ضحا نہ گل کہین شمع حیات ہو	ان روز دن بڑھ چلی ہے نہایت ہوائے دل
کوچے سے یار کے انھین الفت کمال ہے	کیونکر لحد مین ٹھہر سکینگے مجھ خستہ تن کے پاؤن
غیرت سے دور وہ غائب ہو نہایان ہو جاے	داغ دل اپنا یقین ہے مہ تابان ہو جاے

ضغام تخلص مرزا امداد بیگ دہلوی

دست مشکل سبب خاطر ناشاد نہ پوچھ	ہم سے مغموم مزاجون کو نہ کر یاد نہ پوچھ

خاک ضرغام کا کوسون نہین لگتا ہے پتا	تیری شوخی نے کیا کیا اوسے برباد نہ پوچھ

ضرورت تخلص محمد جمیل باشندۂ پانی پت دہلی مین معلمی کرتے تھے

تاثیر آہ و نالہ معلوم ہے جو کچھ ہے	کیا لوگے اے ضرورت گر پھر پکار کر و گے

ضعف تخلص عابد حسین باشندۂ دہلی

ایسا نہ ہو کہ دست نگارین سے گم ہو دل	اے شوخ خوفناک ہین دزد حنا سے ہم
افتادہ رہگزار ہین ہین اسلیے کہ گاہ	کچھ رہروون کا رازنہین نقش پا سے ہم

ضعف تخلص شیخ غلام عباس آئینہ ساز ولد شیخ غلام محی الدین لکھنوی شاگرد میر محمد مہر

کیون نہ کھٹکین دل عاشق مین ستمگر پلکین	ہین رگ جان کے لیے صورت نشتر پلکین

ضعیف تخلص شجاعت علی باشندۂ دہلی اپنے آخر وقت مین آزادانہ زیست کرتے تھے

ہم بھی گو یا کہ نقش پا ہین ضعیف	جس جگہہ بیٹھے پھر و ہین کے ہوئے

ضمان تخلص میر محمد کامل باشندہ دہلی

مجھلا دیا ہے ضعف نے گو جسم زار کو	پر پھرتی ہے لیے مری وحشت غبار کو
نہ پھونچی اوسکی دامن تک مری خاک	مجھے شکوہ رہا باد صبا سے

ضمیر تخلص سید ہدایت علی خان دہلوی صوبہ دار عظیم آباد قرابت دار علی وردیخان مہابت جنگ حسین آباد مین فوت کی

نہین صہبا کی یہ ہے جلوہ گری شیشے مین	کی ہے ساقی کے فسون پڑھ کی پری شیشے مین

ضمیر تخلص گنگا داس رمال شاگرد شاہ نصیر باشندۂ دہلی

روکش ابر بہاری کیا یہ چشم زار ہے	خندہ زن گل پر بھی زخم سینۂ افگار ہے
مین بتاتا ہون ضمیر اب کچھ تجھے بھی ہے خیال	چشم خواب آلود اوسکی فتنہ بیدار ہے

ضمیر تخلص شیخ مداری اکبرآبادی شاگرد نظیر اکبرآبادی

وہ ابھی ہے نو گل آرزو وہ ہنوز تازہ بہار ہی	نہ کچھ آئینہ سے اوسے خبر نہ حیا سی کچھ سر دوکار ہی

ضمیر تخلص میر مظفر حسین مرثیہ گو خلف میر قادر علی باشندۂ لکھنو شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

نگاہ پہلو مین گاہ یار کے پاس	دیکھیو تو کہان کہان ہے دل
دیکھنا عاشقون کی ارزانی	ایک بوسے پہ بھی گران ہے دل

ضمیر تخلص راے بلونت سنگھ باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

ہوگا ہمارا ضبط کسی کو کہان نصیب	جلتے ہین مثل شمع زبان پر فغان نہین

ضمیری تخلص مرزا اسطہر تاجدار باشندۂ بنارس درویش وارستہ مزاج تھے روم و شام تک کی سیاحت کی تھی دلی مین انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے

یون عادتون کو تیری کیا کیا نہ جانتے تھے	لیکن تجھے ستمگر ایسا نہ جانتے تھے

ضو تخلص منشی کمال الدین باشندۂ الہ آباد مقیم دہلی

دیکھنا ہے تو دیکھلو ضو کو	آگے کیا جانیے کہ کیا ہو جاے
عشاق تفتہ جان پہ کبھی اک نگاہ ہے	اے برق منتظر ہے یہ مشت گیاہ بھی
مشکل نہین ہے ربط کسی کا کسی کے ساتھ	پر اوسکے ساتھ شرط ہے کچھ اک نباہ بھی

ضیا تخلص میر ضیاء الدین دہلوی عظیم آباد مین سکونت اختیار کی تھی ۱۱۹۴ گیارہ سو چورانوے ہجری مین فوت کی اور بعض صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ وہ ۱۱۹۶ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین عظیم آباد مین بقید حیات تھے

صاف تھا جبتک تو ہمکو بھی جواب صاف تھا	اب جو خط آنے لگا شاید کہ خط آنے لگا
کل کی رسوائی تجھے کچھ نہ تھی اے ننگ خلق	اوسکے کوچے مین ضیا تو آج پھر جانے لگا
پلا دے آب خنجر ہم کو قاتل تشنہ جاتے ہین	جو کوئی مرتا ہے اوسکے حلق مین پانی چوآتے ہین
نے دل جلا ہون کہ نہ مین سینہ تفتہ ہون	مین داغ یاس وحسرت یاران رفتہ ہون
کسی دشمن کی بھی یارب نہ گزری شب جدائی کی	کہ جیسا اوس سے میرے وصل کا یہ دن گزرتا ہے

ضیا تخلص مرزا ضیاء بخت دہلوی فرزند مرزا فرخندہ بخت خاندان تیموریہ سے ہین

نہ شب کو خواب نہ دن کو قرار رہتا ہے	مجھے کسی کا مگر انتظار رہتا ہے
چھڑا کے کون گیا ہاتھ سے ضیا دامن	بندھا جو اشک کا تا جیب تار رہتا ہے

ضیا تخلص ضیاء الدین مدام نشۂ شراب مین سرمست رہتے تھے

جون حنا ر اسجا نہ بھولے ہین نہ بھول لائے ہین ہم | جب مراد اپنی کو پہنچے ہین تو جل جاتے ہین ہم

ضیا تخلص مرزا سخاوت علی خلف مرزا حاتم علی مہر مقیم اکبر آباد

مزا قند مکرر کا ہے لب مین * | نہ ہو بوسون مین پھر مکرار کیونکر

ضیا تخلص غلام جیلانی باشندۂ دہلی شاگرد امراو مرزا انور

وہان ناز وہ کہ در تلک آیا نہ جائے گا | یہان ضعف یہ کہ جان سے جایا نجائیگا
مرجائینگے پر انکو بلایا نہ جائے گا | احسان دوستون کا اوٹھایا نہ جائیگا

ضیا تخلص سید محمد میر خلف میر محمد تقی لکھنوی شاگرد مذنب مرثیہ گو

پڑا ہے عربدہ جو سے معاملہ دل کا | بھرا ہے جا کے کہان بل بے حوصلہ دل کا

ضیا تخلص شیخ ولی اللہ اکبر آبادی

رہیگی یون ہی اگر دل کو بیقراری رات | خدا ہی جانے کہ کیونکر کٹے ہماری رات
نہین امید کہ تا صبح اپنی جان بچے | یون ہی رہا جو رگ پے مین درد ساری رات

ضیا تخلص حسن جان شاگرد وخلف سید علی جان درخشان باشندۂ لکھنؤ مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

خبر کیا ہے بتان شمع رو کو | خدا ایر حال ہے روشن ہمارا
دل مرا داغ مرا سینہ مرا اشک مرا | گل ہوا غنچہ ہوا باغ ہوا تال ہوا
صنم بے دہن ہنسے ہم کو | یہ بھی گویا خدا کی قدرت ہے

ضیا تخلص منشی وارث علی باشندۂ ڈھاکہ معلمی کرتے ہین تھوڑی سی غزلین اور ایک مثنوی کے بعض بعض داستان راقم کو دکھلائے تھے طبیعت انکی علم شعر سے نہایت مناسبت رکھتی ہے صاحب دیوان ہین

بات میری بھی نہین سنتا ہے صحبت کا اثر | دل مرا عشق بتان مین سخت بدخو ہوگیا
سنکر اوس قاتل کا کرتا ہے اشارہ بھی ادا | ہر وہان زخم اک چشم سخنگو ہوگیا
لکھتے ہین آج وصف دو ابروی یار ہم | حاسد کے سر پہ کھینچتے ہین ذوالفقار ہم

ضیائی تخلص میر ضیاء الدین دہلوی علم فارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے

ضبطِ آہ و نالہ مدت سے کیا کرتے تھے لیک
پاس اپنے کیا دھرا تھا اے فلک جز نقدِ دل
اب وہ رازِ دلِ ہمارا آشکارا ہو گیا
وہ بھی اے ظالم نیازِ نازِ خوبان ہو گیا

ضیغم تخلص جناب حافظ اکرام احمد خلف حافظ قطب الدین مرحوم باشندۂ رامپور دارا دو نکما گرد شاہ رؤف احمد رافت سرہندی پیرزادے ہین پہلے حشمت تخلص کرتے تھے + عروض و قوافی و صنائع و بدائع شعری مین فی زمانتا بی مثل ہین + جمیع اصناف سخن پر قادر ہین + شعر پرمضمون اور عاشقانہ فرماتے ہین + ہزل اور ریختی اور مرثیہ مین مہمان تخلص کرتے ہین + بہت سے ملکون کی سیر کی ہے + بہت سی زبانون سے واقف ہین + طب یونانی اور ہندی وڈاکٹری اور بیشتر فنون وہنر مین کامل ہین + چودہ پندرہ برس تک کلکتہ مین تھے سات آٹھ برس سے ڈھاکہ مین تشریف فرما تھے کمیا گر مشہور رہین ۱۲۸۶ بارہ سو چھیاسی مین انتقال کیا

ہون شاہ کشورِ سخنِ دلپذیر کا
کرسی عرش پایہ ہے اپنی سریر کا

دیتا ہے قلب کاخ کو ترجیح کاخ پر
سمجھا جو مدعا ہے نقوشِ حصیر کا

یہ ذکر سلسلے مین ہمارے مدام ہے
اوس زلف سے خیال بندھا ہے اسیر کا

کھینچا ہے دل کو زلف سی مچھلی نے کان کی
ماہی کو سحر یاد ہے کیا مارگیر کا

ہو حسن بتان مین منعکس جلوہ خدائی کا
نمایان کفر سے ہے استفادہ رہنمائی کا

قفس مین بند ہو کر طوطی جان شاد ہی ایسی
کسی کو قید ہونے کا ہے غم اسکو رہائی کا

مرغ جان کیون قفس تن سے نہ پرواز کرے
ہر پر تیر ستمگار ہے شہپر اپنا

کسی عنوان نہین جاتا جو خیال خط غیر
ہوش اوڑا دیتا ہے ہر ایک کبوتر اپنا

رؤف کا وصل اوسی سے مجھے دینا ہی ضرور
شب مہتاب ہے اور آیا ہے دلبر اپنا

اپنے سینے مین وہی عشق نہان ہے کہ جو تھا
کعبۂ دل مین وہی ذکر بتان ہے کہ جو تھا

تیر انداز وہی آفت جان ہے کہ جو تھا
کشتۂ ناز و ادا پیر و جوان ہے کہ جو تھا

آپ تشریف جو یہان لائیے اے بندہ نواز
دیدہ و دل وہی صاحب کا مکان ہے کہ جو تھا

آہ و نالہ سے وہی اور وہی رونا ضیغم
بر اثر نالہ و افغان مین کہان ہے کہ جو تھا

ہو گیا افشا سے راز عشق آہ سرد سے / آنا جانا بند کب ہے مجھسے ہوا جاسوس کا
جو گیا ہدہد کبوتر بلبل اوس گل کا بنا / دلِ نہ کیون ہو آشیانہ طائرِ افسوس کا
اونکے جوڑے مین رہا کرتا ہی جوڑا سانپ کا / اور یہان ہر پیچ مین ہی کے توڑا سانپ کا
زلف جانانکا دم تحریر لازم ہے خیال / تا سمندِ طبع کے خاطر ہو گھوڑا سانپ کا
نظم کو جادو بنایا یادِ نرگس نے تمام / فکر سنبل نے ذرا مضمون نہ چھوڑا سانپ کا
زلفین آپس مین سدا ہو جاتے ہین زیر و زبر / سانپ کے ہے واسطے موضوع گھوڑا سانپ کا
شانۂ مشاطہ نے سلجھا کے کب گوندھی ہی جعد / توڑ کر شیدے نے ہر اک جوڑ جوڑا سانپ کا
مدتون دل مین رہا جو مار کاکل کا خیال / رفتہ رفتہ ہو گیا آخر وہ پھوڑا سانپ کا
تیری آنکھون مین نہین ہے سرمۂ دنبالہ دار / سر نکالے ہے پٹاری سے یہ جوڑا سانپ کا
دھکدھکی کے ڈر مین اولجھے دونون زلفونکے سر / ایک من پر لڑ رہا ہے آج جوڑا سانپ کا
مانگ پر اونکی بندھی تعویذ سونے کے نہین / فیلِ گردون کی سواری مین ہے گھوڑا سانپ کا
عشق گیسو مین سبق گر ہے تو یا حی کا ہے / آج کل منتر کیا ہے یاد تھوڑا سانپ کا
دھیان رہتا ہے جو ابروئے بتِ بے پیر کا / اورسطے کہتے ہین جسکو میان ہے شمشیر کا
جذبۂ الفت نے کھینچا دل بت بے پیر کا / آج قائل ہون مین مقناطیس کی تاثیر کا
رخ مین ہی گرمی غضب۔ ہی قہر اوسکی ہر ادا / دیکھیے گر نقشہ تو ہو وے رنگ فق تصویر کا
جھوٹ مین کہتا نہین ہر بات مین اعجاز ہے / دل نہ کیونکر چھین لے وہ عاشق دلگیر کا
حسن ہے جلوہ نما زلفِ چلیپا ہے بلا / ابروون مین اوسکے عالم صاف ہی شمشیر کا
خط ابھی نکلا نہین رخ کا عجب انداز ہے / دم ہے آنکھون پر نکلتا لعبت کشمیر کا
ہجر مین تیرے صنم ہر دم ہون پیتا اپنا خون / کٹ گیا ہر ایک بازو طائرِ تدبیر کا
تا بلب آیا ہی دم جینا ہی اب مجھہ پر زبون / غم سے قاتل ہون رہا گر لطف ہو شمشیر کا
رہتا ہے درد و الم احوال دل کس سے کہون / خلق در بان ہی نہین رکھتا بت بے پیر کا
جب سے تو آتا نہین غم مونس و دمساز ہے / حال ہے ابتر بہت اپنے دلِ دلگیر کا

آٹھ شعر مرقومۂ بالا صنعت توشیح مین ہین کہ دو دو مصرع ثانی کو سلسلے کے ساتھ

ملانے سے ایک ایک مطلع نکلتا ہی یعنی

دیکھے گر نقشہ تو ہو وے رنگ فق تصویر کا
ابروون مین اوسکے عالم صاف ہی شمشیر کا
کٹ گیا ہر ایک بازو طائر تدبیر کا
خلق در بان بھی نہین رکھتا بت بے پیر کا

دل نہ کیونکر چھین لے وہ عاشق دلگیر کا
دم ہے آنکھون پر نکلتا لعبت کشمیر کا
غم سے قاتل ہون رہا گر لطف ہو شمشیر کا
حال ہے ابتر بہت اپنے دل دلگیر کا

دوسری صنعت یہ ہے کہ اول مصرعون سے دو شعر مرقومۂ ذیل ذو بحرین یعنی بحر رمل مثمن مقصور و محذوف اور بحر منسرح مثمن مطوی موقوف یا مکفوف مین نکلتے ہین

رخ مین ہے گرمی غضب جھوٹ مین کہتا نہین
ہجر مین تیرے صنم تا بلب آیا ہے دم

حسن ہے جلوہ نما خط ابھی نکلا نہین
رہتا ہے درد و الم جب سے تو آتا نہین

اور دو شعر مرقومۂ ذیل بحر رجز مثمن سالم مین بھی نکلتے ہین یعنی

ہی قہر اوسکی ہر ادا ہر بات مین اعجاز ہے
ہر دم ہون پیتا اپنا خون جیتا ہی اب مجھ پر زبون

زلف چلیپا ہے بلا رخ کا عجب انداز ہے
احوال دل کس سے کہون غم مونس و دمساز ہے

اور پانچ شعر مرقومۂ ذیل بھی بحر رمل مثمن مقصور و محذوف مین نکلتے ہین یعنی

رخ مین ہے گرمی غضب ہر بات مین اعجاز ہے
ہجر مین تیرے صنم جیتا ہے اب مجھ پر زبون
جھوٹ مین کہتا نہین ہے قہر اوسکی ہر ادا
ہجر مین تیرے صنم ہر دم ہون پیتا اپنا خون
جب سے تو آتا نہین غم مونس و دمساز ہے

حسن ہے جلوہ نما رخ کا عجب انداز ہے
رہتا ہے درد و الم غم مونس و دمساز ہے
خط ابھی نکلا نہین زلف چلیپا ہے بلا
تا بلب آیا ہے دم جیتا ہے اب مجھ پر زبون
رہتا ہے درد و الم احوال دل کس سے کہون

اشعار مرقومۂ بالا کو قلب کرنے سے اور بھی کئی شعر نکلتے ہین اصحاب طبع پر چھپا نرہیگا

جلوہ ہر صحبت کا ہوجاتا ہے اسے ضیغم اثر
رونق بزم طرب ہے آج شمع روی دوست
سرد آہین بھرنے بھرنے مین یہان ٹھنڈا ہوا
چشم بھی ناصح کی اب پتلی سکندر کی بنی

آج کل رتبہ برابر جس سے ہے غیر کا
آتی ہے گلہای نخل آرزو سے بوی دوست
گرمی دشمن سے وہان خالی نہین پہلوی دوست
مین نے کیون اوس دشمن جان کو دکھایا روی دوست

بولتا ہے کون ان روزون بہار رخ کے دوست
خندہ زن اوس دست مین شانہ ید بیضا یہ ہے
شب کو اونکے بام پر ہمنے لگائی جو کمند
آتی جاتی دمبدم مثل نفس ہے مرگ و زیست
دنبالہ دار سرمہ نہین چشم یار مین
زنجیر کی سنکر ترے محبوس کی جھنکار
ہین چوڑیان اوس ساعد نازک مین قیامت
کھوئی تمھاری ساق نے توقیر پاے شمع
ہر شب کی عمر گھٹتی ہے دنیا مین دمبدم
تعریف ساق یار مرے دسسے ہو چھپے
آنکھون مین کیا تنگ کی چربی ہی چھا گئی
گالیان غیرونکو اے غیرت شیرین نہ سنا
چھاتی گدرائی ہوئی چھوتے ہی آفت آئی
مہر و مہ خدمت عالی مین سدا رہتے ہین
حور کے غم سے ہے غلمان کے صدمے ضیغم
یار کی باتون مین کچھ آجاتی ہے بوے وفا
آئی سحر نشان شب اصلا کہین نہین
عریانی آئی جب سے یہ جھگڑا ہے مٹا گیا
جان تیرے غم مین ہی دی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
غیرون سے ڈرتا ہے کیا کوچے مین اوسکے تو جا
روٹھے گا ہمسے تو گر تیشے سے پھوڑینگے سر
شکوہ ہے لب پر ترے روز و شب اے سیر دل
وہ کہتا ہے تو خوش میری جان دم میرا لب پر ہے یہان

کسکے ناخن ہین کلید قفل عقدہ موے دوست
غیرت ثعبان موسی کیون نہو گیسوے دوست
گر پڑے چڑھ چڑھکے مثل شانہ گیسوے دوست
کھیل مین مصروف ہین جب سے لب ابروے دوست
نکلے ہے عین مستی مین ضیغم ہرن کی شاخ
مجنون نے کہا ہے عجب افسوس کی جھنکار
کیون جان نہ لے عاشق مایوس کی جھنکار
اس غم سے موج اشک ہے زنجیر پاے شمع
یہ ہے زبان حال سے تقریر پاے شمع
پروانے کچھ سمجھتے ہین توقیر پاے شمع
لیتا ہے بوسے شمع کی گلگیر پاے شمع
تلخ ہو جاے نہ شیرا کہین دشنام سے کام
ہو گیا سخت خراب اس طمع خام سے کام
صبح سے ایک کیا کرتا ہے اک شام سو کام
بعد مردن بھی رہا ہمکو نہ آرام سے کام
کیا عجب ہے گر بلیٹ کر کان پہونچے ناک مین
پر آپ کی گئی نہین اب تک نہین نہین
کل جیب تھی کلی نہ تھی آج آستین نہین
شوخی یہ ہم نے بھی کی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
کہتا ہے مجھسے یہ جی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
ٹھانی ہے دل مین بھی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
ہونٹھون کو اپنے تو سی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
کہدے یہ اوس سے کوئی اب تو جو کچھ ہو سو ہو

ساقی ہے مینا ہے اور گل کی بھی آئی ہے فصل ـ بادہ بھی تھوڑا سا پی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
غیر دنسے ملتا ہے تو کوئی بت ای میری جان ـ لائینگے ضد سے قیر ہی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
جیسے یہ جامہ ہے شق ویسے ہی دل ہے میرا ـ چیرینگے سینے کو بھی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
ملنے مین خوبونکے ضیغم کوئی بچتا ہے جی ـ سر پریہ جو کھون ہے لی اب تو جو کچھ ہو سو ہو

غزل مرقومہ بالا بہت سے بحور واوزان مختلفہ مین موزون ہے اور پڑھی جاتی ہے اور یہ بہت بڑی اور مشکل صنعت ہے کہ آج تک کسی شاعر عرب وعجم کا کوئی شعر جو چھہ٦ سات بحر سے زاید بحرون مین موزون ہو نظر آیا نہین اسلیے غزل مذکور کے ایک ایک مصرع کو چند بحور جداگانہ مین تقطیع کرکے لکھا جاتا ہے

بحر مدید مثمن سالم ارکان فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن
تقطیع جان تری غم فاعلاتن مین ہے دی فاعلن اب تو جو کچھ فاعلاتن ہو سو ہو فاعلن

بحر مدید مثمن مخبون + ارکان فاعلاتن فعلن فاعلاتن فعلن
تقطیع شوخی یہ ہم فاعلاتن نے بھی کی فعلن ابتو جو کچھ فاعلاتن ہو سو ہو فعلن

بحر بسیط مثمن سالم ارکان مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن
تقطیع غیرون سے ڈر مستفعلن تا ہے کیا فاعلن کوچے مین اوس مستفعلن کی تو جا فاعلن

بحر بسیط مثمن مخبون ارکان مستفعلن فعلن مستفعلن فعلن
تقطیع کہتا ہے مجھ مستفعلن سے یہ جی فعلن ابتو جو کچھ مستفعلن ہو سو ہو فعلن

بحر بسیط مثمن مطوی ارکان مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن
تقطیع روٹھے گا ہم مفتعلن سے تو گر فاعلن تیشے سے پھو مفتعلن ڑینگے سر فاعلن

بحر کامل مسدس مضمر مقطوع مرفل یا مذال ارکان مستفعلن فعلاتن متفاعلاتن تقطیع
شکوہ ہے لب مستفعلن یہ ترے رو فعلاتن زو شب اے مرے دل متفاعلاتن
بحر مضارع مثمن اخرب ارکان مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن تقطیع ہونٹھوں کو مفعول
اپنے تو سی فاعلاتن اب تو جو مفعول کچھ ہو سو ہو فاعلاتن
بحر رجز مثمن مقطوع مخبون ارکان مستفعلن فعولن مستفعلن فعولن تقطیع وہاں ہے
تو خوش مستفعلن مری جان فعولن دم میرے لب مستفعلن پہ ہے یہاں فعولن
بحر رمل مثمن مخبون مقطوع ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن تقطیع کہدے یہ اوس
فاعلاتن سے کوئی اب فعلاتن تو جو کچھ ہو فعلاتن سو ہو فعلن
بحر منسرح مثمن مطوی موقوف یا مکشوف ارکان مفتعلن فاعلن یا فاعلات مفتعلن
فاعلن یا فاعلات تقطیع ساقی ہے مے مفتعلن نا ہے اور فاعلات گل کی بھی
مفتعلن لی ہے فصل فاعلات
بحر متقارب اثرم ابتر شانزدہ رکنی ارکان فعلن فعلن فعلن فعلن فع فعلن فعلن فعلن
فع تقطیع بادہ فعلن بھی تھو فعلن ڑا سا فعلن پی فع اب تو فعلن جو کچھ فعلن ہو سو
فعلن ہو فع
بحر مشاکل مثمن مجبوب ارکان فاعلاتن مفاعیلن فاعلاتن فعل تقطیع غیروں سے
مل فاعلاتن تا ہے تو کو مفاعیلن ئی بت ایہہ مری فاعلاتن ری جان فعل
بحر مقتضب مطوی مکشوف ارکان فاعلن مفتعلن فاعلن مفتعلن تقطیع لائینگے فاعلن
ضد سے ترے مفتعلن اب تو جو فاعلن کچھ ہو سو ہو مفتعلن
بحر وافر مثمن اعضب معصوب ارکان مفتعلن مفعولن مفتعلن مفعولن تقطیع جیسے یہ جا
مفتعلن مہ ہے شق مفعولن ویسے ہے دل مفتعلن ہے میرا مفعولن
بحر مجتث مثمن مقطوع ارکان مفعولن فاعلاتن مفعولن فاعلاتن تقطیع چیرینگے مفعولن سینے
کو بھی فاعلاتن اب تو جو مفعولن کچھ ہو سو ہو فاعلاتن
بحر منسرح مثمن مطوی مخبون مکشوف ارکان مفتعلن فعولن مفتعلن فعولن

تقطیع ملنے مین غو مفتعلن بونکے ضی فعولن غم کوئی بج مفتعلن تاہے جی فعولن

بحر مقتضب مثمن مکشوف ارکان مفعولن مستفعلن مفعولن مستفعلن تقطیع سر پہ یہ مفعولن جو کہون ہے لی مستفعلن اب تو جو مفعولن کچہ ہو سو ہو مستفعلن

بحر خفیف مثمن مخبون مقصور ارکان فاعلاتن فعولن فاعلاتن فعولن تقطیع جان ترے غم فاعلاتن مین ہے دی فعولن ابتو جو کچہ فاعلاتن ہو سو ہو فعولن

بحر عمیق مثمن سالم یا مسبغ ارکان فاعلن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن یا فاعلیان تقطیع جان ترے فاعلن غم مین ہے دی فاعلاتن ابتو جو۔ فاعلن کچہ ہو سو ہو فاعلاتن

اس غزل کے شعر سوا ے بحور مذکورۂ بالاکے اور اور بحر مین بھی موزون ہوتے ہین عروض دانون پر چھپا نرہے گا

ہمنے کب سوچا کہ ہاتہ اوس زلف کی لٹ چہوڑ دی	ہان جو دیکھی اک ہے کالی ناگنی جھٹ چھوڑ دی
تو جو مژگان کو جہپک لیتا ہے عیاری سے	چیرتا دل کو ہے اے جان کوی آری سے
اسقدر بوسے لینے ہم نے ہجوم شوق مین	تختے مٹتے یار کی تصویر آدھی رہ گئی
پیوند خاک ہوکے بھی جنبش بدن مین ہے	کیا رشتۂ حیات ہماری کفن مین ہے
بنکے جوانی گھٹا جھوم پڑی اور بھی	بھیگ کے اونکی مسین ہونگی کڑی اور بھی
ساقی شفق کو دیکہ کے کہتا ہے ناز سے	صہباے سرخ شیشۂ چرخ کہن مین ہے
پھاہا ہٹے تو گرمی داغ جگر دکھاؤن	اے مہربان ابھی تو یہ سورج گہن مین ہے

صیغم تخلص نواب حیدر حسین خان عرف اچھے صاحب خلف نواب بداد حسین خان

اوس جرم آن کی کبھی الفت کو نہ مین چہوڑونگا	مجھ یہ کرتا ہے ستم ای فلک پیر عبث

صیغم تخلص مولوی محمد غضنفر مرحوم شاگرد محمد رضا برق

جب سے پیش نظر وہ صورت ہے	آئینہ کو کمال حیرت ہے
کسکے رخ پر پڑی ہے اوسکی نگاہ	جو سفید آئینہ کی رنگت ہے

حرف طاء مہملہ

طالب تخلص طالب حسین بن محمد عسکری نالان شاگرد انشا وطن انکا کشمیر مولد دہلی

وحشت مین آہ شرر بار جو طالب نے بھری	ایک شعلہ گیا خاشاک بیابان سے لپٹ
مجھ سے جب آنکھ وہ ملاتا ہے	دل ہی سینے مین لوٹ جاتا ہے
خردہ اے قیس میری وادی مین	ناقہ لیلے کا آج آتا ہے

طالب تخلص میر طالب علی خلف سید الشعرا میر غالب علیخان سید تخلص

مضطر ہو کے مین شب اوٹھ اوٹھ کے ماہرو نہ آیا	گھر سے تری گلی مین تا بام تو نہ آیا

طالب تخلص عاشور بیگ خلف دولت بیگ خان شاگرد میر تقی وثنار اللہ خان فراق وطن انکا توران مولد ہندوستان

رقص بسمل سے تمتماسئے دل	تو بھی آ دیکھ تماشائے دل

طالب تخلص امام الدین دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد نصیر دہلوی مرید شاہ مولانا عبدالغنی قدس سرہ انکا رسالہ تقویت الشعرا نظر سے گزرا

نہ کہا تھا تجھے اے دل نہ لگانا دل کو	اپنی چھاتی پہ نہ رکھ لینا کبھی اس سل کو

طالب تخلص طالب علی خان نقشہ نویس عدالت فرخ آباد ولد دلاور علی خان باشندہ آنولہ ضلع بانس بریلی صاحب دیوان ہین

بوسہ لیا جو رخ کا وہ طالب خفا ہوئے	مصحف کو چوم کر مین گنہگار ہو گیا
میرے اوسکے نہوا وصل مین بھی رفع حجاب	دل مین تھا شوق ملاقات حیا آنکھون مین
جلاسے وصل سے یا ہجر سے کرے مجھے قتل	حیات و موت مری اوسکے اختیار مین ہے

طالب تخلص محمد عباس ولد داروغہ عدالت نظام احمد خان لکھنوی شاگرد مظفر علی اسیر

رونے نے مری مجھکو کیا عشق مین بدنام	اوٹھتی ہے مرے آنسوون کے جوش سے انگشت

طالب تخلص حافظ شبراتی نابینا رامپوری شاگرد مولوی قدرت اللہ شوق علوم عربی وفارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے علم معماءمین لاثانی تھے صاحب دیوان گزرے، صاحب تذکرہ گلشن بیخار و گلستان سخن نے جو انکا نام حافظ طالب لکھا ہے غلطی کی ہے

گریہ مین چشم تر سے دن رات چاہتا ہون	بو یا ہے تخم الفت برسات چاہتا ہون
حیرت ہے تسلیئے کوشش کیجے دل دلگیر کو	مین بھی دو جاسے اور کیا کھا گیا مین تیر کو
کبھی آنسو سے کبھی لخت جگر سے برسے	سیری آنکھون سے تو کچھ لعل و گہر سے برسے
رات بھر نالے کیے ہم نے تو دن بھر روے	جسقدر شام سے گرجے تھے سحر سے برسے
اشک امڈا ہے مرا ابر سے کہہ دو جا کر	آبرو و حیا ہے تو ہٹ کر مرے گھر سے برسے

طالب تخلص شبیر محمد خان دہلوی شاگرد عبدالرحمن خان احسان

مجھ سے تمھارے بزم مین جایا نہ جائیگا	جب تک رقیب وہان سے اوٹھایا نہ جائیگا
بہر عیادت آئین تو اوسوقت آئینگے	جسوقت مجھسے لب بھی ہلایا نہ جائے گا

طالب تخلص الایچی رام باشندۂ جلال آباد ضلع امرتسر ولد سوبی رام برہمن سارست کچھ دنون سنہ ۱۸۶۱ اٹھارہ سو اکسٹھ عیسوی مین باقر گنج عرف بریسال مین وارد ہو کر راقم سے اصلاح لی تھی طبع سلیم رکھتے ہین

مجھ پر وہ ظلم یار نہ اغیار نے کیا	جو کچھ کہ بخت و چرخ ستمگار نے کیا
آیا نہ رحم تیرا دل صیاد دام مین	نالہ ہزار مرغ گرفتار نے کیا
ذرا ادھر کو بھی تشریف لاوٴگے کہ نہین	مرا بھی خانۂ ویران بساوٴگے کہ نہین
سنجی سے سوم بھلا ہے کہ دی جواب شتاب	اجی تم اتنا تو فرماوٴگے کہ نہین
بیگناہون کو قتل کرتا ہے	روز محشر کا تجھکو ڈر ہی نہین
ہم تو مرتے ہین ایک مدت سے	واہ جی تم کو کچھ خبر ہی نہین

طالب تخلص مرزا سعید الدین خان دہلوی برادر خورد نواب شہاب الدین احمد خان ثاقب شاگرد مرزا غالب راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے دیے تھے

طالب کی خبر لو کہ وہ بیمار ناتوان	دنیا مین کوئی دم کے لیے مہمان ہے اب
قفس صیاد نے گلشن مین رکھا ہی زہے قسمت	اگرچہ ہم ہین زندان مین پہ رہتے ہین گلستان مین
رسا وسے نکلتے ہین اب آنسو کیا سبب انکا	مگر اشکے ہین لخت دل ہماری چشم گریان مین

وہ جب کرتے ہین طالب وعدہ رہتا ہی بیان تک	ہمیشہ آس ہین اور یاس ہین اور شوق و حرمان ہین
درسے اوسکے اوٹھو اوٹھائے ہوئے	ناتوانی ذرا سنبھال ہین

طالب تخلص بشارت کشن لال کشمیری باشندۂ دہلی اکونٹنٹ محکمۂ نہر جمن دہلی شاگرد مولوی محمد حسین آزاد و نواب مرزا ظہیر انسے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی۔

محفل سے گر عدو کو اوٹھا یا نہ جاسے گا	تو ہم سے گھر مین دوست کے جایا نجا لگیا
مین جاؤن اس جہان سے دیا جان تن سے جاسے	پر ہاسے کوسے یار سے جایا نہ جاسے گا

طالب تخلص قاضی محمد یعقوب خلف قاضی فیض اللہ مقیم دہلی شاگرد قطب الدین مشیر

گھبرا کے مرے گھر وہ گل اندام نہ آیا	یہ جذبۂ الفت بھی کسی کام نہ آیا
دل لیتے ہی وہ بات رہی اوسکی نہ طالب	ہے اور مزاج اوس بت عیار کا اب تو

طالع تخلص شمس الدین لکھنوی معاصر سودا

ناز و کرشمہ غمزہ ادا عشوہ و خرام	یہ سب ہے ان بتون مین پہ اک دلبری نہین
زبس معمور ہے سینہ مرا الفت کے داغون سے	شگاف سینہ کو اپنے در گلزار کہتے ہین

طاہر تخلص مرزا بندہ حسین باشندۂ فتحپور ہنسوا شاگرد نواب عاشور علیخان

سالہا سال رہے بادیہ پیما طاہر	ایک مدت سے نہین دیکھی ہے گھر کی صورت
نہ دیکھا اوسکو تو رویا مثال ابر بہار	کھلین جو عالم رویا مین ایک بار آنکھین

طاہر تخلص طاہر علی خلف سید اطہر علی فرخ آبادی شاگرد امداد حسین بصیر

دل آپ کے مانند مکدر نہین اپنا	اس آئینہ مین دیکھیے زنگار کہان ہے

طاہر تخلص محمد طاہر قندہاری مقیم دہلی ہندیون کی صحبت مین زبان اردو کو اچھی طرح سے سیکھا تھا

ناز کرتی ہوئی ہم پر جو صبا آتی ہے	کوچۂ زلف سے اوس شوخ کی کیا آئی ہے

طائر تخلص شیخ اکبر آبادی شاگرد نظیر

اسطرح پاتے ہین پیار سے ترے اقرار مین ہم	جیسے رہتا ہے عیان کا کل بلدار مین خم

طبیب تخلص حکیم محمد حسن خان ولد فتح خان فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

بیدلی کا درد جانے وہ صنم
اسے خدا اوسکا کسی پر آئے دل

روز تیر دن کا نشانہ کیون سب نے
اسقدر رکھا تی لب پان سے لای دل

فتنہ حشر بھی جھک جھک کے قدم لیتا ہے
تم تو وہ ہاتھہ قیامت سے بھی بڑھکر نکلے

طپان تخلص مرزا احمد بیگ خان مرحوم ولد نواب عطاء الله خان باشندۂ دہلی مقیم کلکتہ مختار عدر دیوانی کلکتہ شاگرد مرزا جان طپش اولاد مین تمغش خان والی دشت قبچاق کے تھے دیوان انکا نظر سے گزرا ۱۸۳۴ء اٹھارہ سو چونتیس عیسوی مین فوت کی مرزا احمد بیگ اپنا تخلص حرف طاء مہملہ سے لکھتے تھے

رات کو چرخ سے ٹوٹا نہ ستارا ہوگا
آہ سوزان کا مرے کوئی شرارا ہوگا

کیون نہ جھولوگے ہنڈولے مین تم اغیار کے ساتھ
میری قسمت کا جو گردش مین ستارا ہوگا

پابند نہین اپنے وہ رتبۂ عالی کا
پڑ جاے جسے چسکا اوس پیار کی گالی کا

طرفین کی الفت سے تکمیل محبت ہو
امکان نہین بجنا اک ہاتھہ سے تالی کا

پڑ گئے داغون سے کیا کیا نہ جگر مین سوراخ
پھول جڑ جڑ کے سکئے ہم نے سپر مین سوراخ

وہ بولے دیکھ کے اس دل کے داغ تازہ و خشک
کہ اس فضا پہ نہین کوئی باغ تازہ و خشک

کیجو دل شوریدہ کو ہرگز نہ میرے ساتھ دفن
کھو ئیگا زیر خاک بھی ورنہ مرے آرام کو

کون آئینہ رو آج گیا ہے مرے گھر سے
پیدا ہے جو حیرت مرے ہر حلقۂ در سے

دریا سے نکلتے نہین جو مردم آب لے
پنہان ہین مری آہ شرر بار کے ڈر سے

تغییر وعدۂ جانان مین سو سو بار ہوتا ہے
کبھی اقرار ہوتا ہے کبھی انکار ہوتا ہے

طپان تخلص سید قدرت علی دہلوی خلف میر سوز

داغ الفت سے جو مانوس نظر آتا ہے
مرغ دل سینے مین طاوس نظر آتا ہے

جان کھوئی ہو کے عاشق ابروی خمدار کی
کشتی عمر آکے ڈوبی گھاٹ پر تلوار کے

طپش تخلص مرزا محمد اسمعیل عرف مرزا جان ولد مرزا یوسف بیگ سید جلال الدین بخاری کی اولادون مین تھے مولد و مسکن انکا دہلی و بان سے آکر لکھنؤ مین مرزا جہاندار شاہ بہادر کی رفاقت مین رہے بعد ازان بنگالہ مین آکر مدت تک شہر ڈھاکہ مین نواب

شمس الدولہ بہادر کی رفاقت مین رہے سنسکرت مین اچھا دخل رکھتے تھے کسب
سخن حضرت خواجہ میر درد سے کیا تھا شعر اچھا کہتے تھے خصوصاً مقطعات انکے بہت
خوب ہوتے ہین کلیات انکا نظر سے گزرا مرزا جان طپش کے ہاتھ کی لکھی ہوئی غزلون
مین تخلص اونکا طاء مہملہ سے لکھا تھا اسلیئے مین نے بھی تاے فوقانی سے نہین لکھا

کیون وصل کی دل سے جاے امید — آخر دنیا ہے جاے امید
ایسی کیا کی ہے دلا ہم نے بتونکی چوری — دیکھکر ہم کو جو یہ آنکھہ چرا لیتے ہین
جب کہین غنچۂ تیر مردہ نظر آتا ہے — دل سمجھکر اوسے چھاتی سے لگا لیتے ہین
نہین ممکن رہائی قید سے اوس زلف مشکین کے — قلندر ہو کے مین بھی اوسکی پیچھے سر منڈاتا ہون
ق
کہا جو دل سے چل تجھکو تماشا اک دکھلاؤن — تہ کاکل عرق آلودہ وہ گردن جھلکاتی ہے
لگا کہنے طپش مین گھر سے باہر کسطرح نکلون — اندھیری رات ہے برسات ہے بجلی چمکتی ہے
ق
طپش اب بیچتا ہے دل کو اپنے — بہا اس جنس کی کئی بوسے بر ہے
ہوے ہین خوبرو کتنے خریدار — تمنا سائی مین جن جن کو نظر ہے
کوئی دو بوسے دیتے ہین کوئی چار — ولے اوسکا ارادہ بیشتر ہے
سو یہ ہے عرض خدمت مین تمھاری — کہ لینا آپ کو منظور گر ہے
تو اب اس سے بھی کچھ طرہ ہے زیادہ — یہ چرخ نیلگون نیلام گھر ہے
کسکی طرف سے آج طپش تجھکو پاس ہے — سچ کہہ ہمارے سر کی قسم کیون اوداس ہے
ناز سے وہ منہ پھرا کر اسطرف سونے لگے — چپکے چپکے لیکے کروٹ ہم ادھر رونے لگے
نے پیروی قیس نہ فرہاد کرینگے — ہم طرز جنون اور ہی ایجاد کرینگے
ہم خوش ہوے سوراخ نئے طرز سے جگر مین — اب نے کی طرح شوق سے فریاد کرینگے
کبھی تو پانو کے ٹھوکر سے تیرے آشنا ہوتے — اگر خوابیدہ کوچے مین ترے جون نقش پا ہوتے
سرخ اپنے لہو سے ترے دستار کرینگے — آخر کو ہم اک دن ترے سر چڑھکے مرینگے
دیکھینگے جنازے کو رو کے گا کوئی کیونکر — اب باندھکے ہم بھی تو یہان سر سے کفن نکلے

طرب تخلص ولایت حسین خان قوم کمبوہ باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین طہور

آبرو والے ہون نہ تر زامن — دیکھو روشن ہے حال گوہر کا

طرب تخلص منشی گوپال سہاے بن پنڈت برج لال باشندۂ مین پوری مقیم فتحگڈھ

سوتے نصیب کو نہ جگایا حضور نے — آئے نہ ایک رات مری خوابگاہ مین

طرب تخلص موتی لال کھتری شاگرد شاہ نصیر دہلوی

نہین گوندہی ہے چوٹی دست مشاطہ نے جانان کی — یہ مشکین باندہلی ہین اوسنے ذرد دین ایمان کی

طرب تخلص دہونمی لال برادرزادۂ راجہ کنول نین قوم کایتھ باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر صاحب دیوان گزرے

مین ہی کیا تنہا ترے کوچے سے سر دیکر اوٹھا — جو بشکل نقش پا بیٹھا ہو وہ مشکل اوٹھا

ابر و مینا ے و می و ساقی و مطرب ہے طرب — کیا مزا تھا جو مرے پاس وہ دلبر ہوتا

تیرے مجنون کے گلے مین نالۂ آہن گداز — آن کر اٹکا تو یانی طوق گردن ہوگیا

طرب تخلص مولوی رحیم بخش نواسۂ شیخ نور محمد قادری تھانیسری مقیم دہلی شاگرد عبد الکریم سوز

آتش مزاجیون کا نتیجہ ہے مفلسی — خالی رہے ہے بیچہ ہمیشہ چنار کا

قتل تو کرتا ہے مجھکو پر مین ہون برگشتہ بخت — خوف یہ ہے مُنہ نہ پھر جاے تری تلوار کا

بہت ہی ملتی ہے اوسکی طرب سے کچھ صورت — سوا پڑا ہے ترے در پہ اک جوان کیسا

ہوا ہے شوق سے اوڑ کر چمن مین بو نکہتگے — نہین تو نہی ہم اگر بال و پر نہین رکھتے

طرز تخلص گردہاری لال باشندۂ امروہہ شاگرد قایم صاحب سراپا سخن نے جو انکا تخلص طرار لکھا ہے غلطی کی ہے

نہ سلجھا شانے کے ہاتھون بہی زلف سی تیری — نپٹ کو پیچ پڑا ہے معاملہ دل کا

آہ اوس شوخ نے احوال نہ پوچھا ہرگز — اوٹھکیا روٹھ کے چپکا بیٹھہ رہا مل دیکھا

طرز تخلص احمد حسین باشندۂ دہلی شاگرد مرزا خدا بخش قیصر

دل کو ترے ستانا چاہا نہ ہم نے ورنہ — نے گریہ بے اثر تھا نے نالہ نارسا تھا

اتنا تو صبر دے ہمین یا رب کہ ہجر وصل — جلدی کرین نہ اوس بت دیر آشنا سے ہم

اب کی ملجاے وہ تو کام نہین　|　اگلی پچھلی حکایتون سے ہمین

طرز تخلص میر علی حسین لکھنوی شاگرد مرزا وزیر علی صبا راقم کے ملاقاتیون مین ہین

ہم سے خشک زبانی نہ کرے غیب
یار تم نے ضرور ماری آنکھ
ہو چکی فرقت جدائی ہو چکی　|　آؤ ملجاؤ لڑائی ہو چکی

طرہ تخلص طرہ باز خان بنارسی

مصور کھینچے گر اوس شوخ کی تصویر کا غذ پر　|　مری صورت بھی ہو زیر قدم تحریر کاغذ پر

طفل تخلص مرزا عبد القصد بہادر عرف مرزا اطفل خلف مرزا ابر مرحوم ذوخویش شاہ عالم بادشاہ زہد ورع مین اوقات گزارتے تھے صاحب دیوان گزرے

رات دن مونس جان وحشت تنہائی ہے　|　دل ہے میرا کہ کوئی وحشی صحرائی ہے

طوطی تخلص راجہ نہال سنگھ راجہ کپورتھلا شاگرد غلام محی الدین غلامی

مین صدقے اس نزاکت کی کمر لچکا نہ کھا جائے　|　چھری باندھی تو باندھی تم نے کیون تلوار گران باندھا

طوبیٰ تخلص سید علی حسین ولد امان علی لکھنوی مقیم حیدرآباد

چہرۂ یار پہ بکھری ہوئی کیا خوب ہے زلف　|　دستۂ سنبل گلشن سے منسوب ہے زلف

طور تخلص محمد رضا خلف مرزا اعظم بیگ قوم افشار باشندہ لکھنو شاگرد برق صاحب دیوان گزرے

جب تلک بیٹھا رہا وہ پاس مین بیخود رہا
مین جی جاؤن اجل سے آپ جائین اگر پہلے
عوض بوسے کی ہم نے گالیان دین یا کہ صاحب مرکے جنت مین کبھی نہ جائین گے
آسیا کہتی ہے ہر صبح بآواز بلند
ہر انگوٹھی پہ عقیق شجری کی ہے بہار
چراغ طور مرے گھر مین طور جلتا ہے

طور گویا یار کی دیکھی تھی صورت خواب مین
یہ پیغام زبانی خط سے کہنا نامہ بر پہلے
ذرا انصاف تو کیجے نکالا گئے شہر سے پہلے
رہنے والے ہین کوے دلبر کے
رزق سے بھرتا ہے رزاق دہن پتھر کے
تمنے ہاتھون یہ دکھائے ہین چمن پتھر کے
خیال عارض روشن سے ہے روشنی ال کی

طوفان تخلص میر نوازش علی خلف میر نظر علی باشندۂ قصبہ اسیون توابع لکھنؤ شاگرد رشک

ابر برسات مین ایسا نہ برستا ہوگا ۔ ایسی روتی ہین بہا دیتی ہین دریا آنکھین

طوفان تخلص میر حسین ولد میر عبد اللہ عرف میر عبو لکھنوی شاگرد برق صاحب دیوان ہین

دیکھکر چاند کو حیران سا رہجاتا ہے ۔ شیفتہ ہے یہ ترے چاند سے رخسار کا دل

طوماس تخلص ایک فرنگی زادہ مشہور بجانصاحب باشندۂ دہلی شاگرد نصیر دہلوی کا

سودا ہے زلف یوسف ثانی کا اسقدر ۔ روتے ہین ہم کھڑے سر بازار زار زار

طیش تخلص رحمن علی خلف منشی سبحان علی باشندۂ ڈہاکہ شاگرد احمد جان عیش آٹھ نو برس سے کلکتے مین آکر حافظ اکرام احمد ضیغم کے شاگرد ہوئے تھے راقم کے ملاقاتیون مین ہین

آنکھین غماز ہو گئین ہین طیش ۔ راز افشا ہوا ہے محرم سے

حرف ظاء معجمہ

ظالم تخلص ظالم سنگہ برہمن باشندۂ دہلی فارسی بھی کہتے تھے معلمی کرتے تھے دن رات پیٹ کے لئے لیکن

ہجر کی شب بہا طرح آ ئی ہے

ظاہر تخلص رام پرشاد کھتری شاگرد مرزا رحیم الدین ایجاد باشندۂ دہلی

مین خاک ہون ہوئی شاید مجھے کو راہ دہان ۔ یہ لوگ کہتے ہین دل مین ترے غبار آیا
بچے دل دمِ ثبت بیداد گر سے کیا ظاہر ۔ کہ سادگی یہ وہ عیار ہے زمانے کا
صیاد تیرے ڈر سے ہون خاموش ورنہ یہان ۔ مین اور مین دو ہوے گھڑی بھر فغان مجھے

ظاہر تخلص حکیم میر محمدی دہلوی مقیم اکبر آباد

یہ تو سب جور و جفا ہو گئے خو گر ہم کو ۔ چاہیئے اب ستم نو کوئی ایجاد کرو

ظاہر تخلص خواجہ محمد جان دہلوی شاگرد مرزا مظہر محمد شاہ پادشاہ کے عہد مین قضا کی

اے آہ اس قدر تو کرے اثر نہ ہوئی ۔ ممکن نہ تھا کہ اوسکے دل کو خبر ہوئی

ظریف تخلص لالہ بینی پرشاد ولد روشن لال برادر خورد منی لال حریف باشندۂ

لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان ہین

تیرے عشق مین اے بت ماہ لقا گئی مفت مین ہمارے عشق کا | رہا سوز و درد و الم یہ حال ہوئی شاد کبھی نہ طبیعت دل

طریف تخلص میر امان اللہ لاہوری آخر ایام مین لکھنؤ مین سکونت کی تھی

وعدۂ وصل تلک کیون نہ جیے صد افسوس | مر گئے ہم ایسے پشیمان ہین کہ جی جاتا ہے

ظفر تخلص شیخ فتح علی باشندۂ الہ آباد مختاری کرتے تھے

اوسنے کھینچا تھا مرا زائچۂ حال سیاہ | اے خدا کیون نہ ہوا قرعۂ رمال سیاہ

ظفر تخلص میر ظفر خان

شب نظر آیا لب بام پہ پیارا اپنا | بارے اب کچھ ہے بلندی پہ ستارا اپنا

ظفر تخلص میان ظفر علی ولد مولوی کرامت علی تاجر لکھنوی شاگرد مظفر علی اسیر

بدنام کیا جوشش مے ناب نے ساقی | او ٹھنے لگی رندان قدح نوش پہ انگشت
ہم اک صنم کے روز ازل سے مرید ہین | اپنا تو سلسلہ نہین کوئی سوا اے زلف
کشتہ ہون ابرؤن کا جو باور نہ ہو تمہین | کہہ دون ہین رکھکے تیغ کے قبضے پہ ہاتھ

ظفر تخلص نواب نصیر الدولہ تجمل حسین خان بہادر ولد نواب ناصر جنگ ساکن فرخ آباد

اچھا نہین ہے دامن تختہ کا پھیلنا | چھوڑو نہ پائیچے دم رفتار ہاتھ سے

ظفر تخلص ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد شاہ نصیر دہلوی و محمد ابراہیم ذوق بعد غدر نوّے برس کی عمر مین ۱۲۷۹ھ بارہ سو اناسی ہجری مین رنگون مین انتقال کیا اکثر خطوط کو اچھی طرح سے لکھتے تھے شعر نہایت شیرین و نمکین کہتے تھے چار دیوان اسکے نظر سے گذرے

سر تا کف دست ستم جون ہی ترا قاتل بڑھا | خون جسم ناتوان تل تل گھٹا تل تل بڑھا
تن گل خوردۂ عاشق کو جو کھٹا ہے گا | تھان اچھا کوئی پھلکاری کا منگوائیگا
بوسہ جو طلب کیا شب اوس سے | بولا وہ رشک ماہ کیا خوب
کھائے بخیہ مین نہ کیون عقل رفوگر چکر | چاک دل دیکھ رفو بھی ہے رفو در چکر
ہم ہوئے شب کو یہ نالان بس دیوار کہ بس | کھا کر غرفہ سے لگے کہنے وہ ناچار کہ بس

ہا تھا پائی مین جو کل ٹوٹ گیا ہار اونکا
ہمیشہ باندھے ہین شاعر شراب کو آتش
جگر برشتہ و جان خستہ و لفگار دریغ
ہمیشہ وعدہ خلافی شعار یار افسوس
غمِ محبت و دردِ فراق و رشک رقیب
صد آرزوے وصال و حیات نیم نفس
ہزار خنجر الماس و یک دلِ صد چاک
یون تو ہرت سے ہی الطاف و عنایات مین فرق
جو کچھ وہ پوچھے تو رک جائیو نہ ای قاصد
کبھی تو آؤ ہماری گھر مین سنو ہماری بھی چار باتین
لینے بوسہ خال لب جو پاس ہم اونکی جاتے ہین
کیا بوسہ طلب جسدم تو وہ جھنجلا کے یہ بولے
ہم بتون کے دل کو جذب دل ہی کھینچے جائینگے
نہین ستار دستے یہ چرخ پیر کے جھوٹے
نہ بھیجا کوئی اپنے پاس بھیجا جبکہ وقت اپنا
پیرانہ سال ہین یون اس طول کو کاٹتے
تم لاکھ کرو حضرت دل نالہ و فریاد
کیا کان بھر دیئے ہین خدا جانے غیر نے
ظالم ترے جیب رہنے کا عقدہ نہین کھلتا
لیکا مجھے بوسے کا اوٹھین عادتِ دشنام
دوستو جی کیونکر اپنا اوسکے جی مین ڈالدون
ہمیشہ رہتے ہین اونکی مصاحبت مین وہی
کیسے کے دل سکے پرزے کرتی ہو منھ پردہ مین

اسقدر میرے گلے کے وہ ہوئی ہار کہ بس
بڑے ہی جھوٹے ہین کہتے ہین آب کو آتش
ہزار حسرت و صد حیف و صد ہزار دریغ
ہمیشہ جانب در چشم انتظار دریغ
ہجوم آفت و اک جان بیقرار دریغ
نفس شماری و اندوہ بے شمار دریغ
ظفر دریغ دریغ آہ صد ہزار دریغ
لیکن ایسا نہ ہوا تھا ی ملاقات مین فرق
تجھے خدا کی قسم کہیو تو تڑاق پڑاق
عجب ہے شکوہ رقیب کا یہان ہزار منہ مین ہزار باتین
بوسے تو وہ دیتے نہین پر گالی [illegible] ہین
نہ بیہودہ بکو تم بیاقسے بس جاؤ ہوا کھاؤ
پر بڑے پتھر ہین یہ مشکل سے کھینچے جائینگے
بھری ہو کوڑیون سو اس فقیر کی جھولی
اجل کو آفرین ہے وقت پر پہنچی تو یہ پہنچی
کہ ہون درخت مین جیسے ببول کے کانٹے
جا ہو کہ ہو کچھ اوسکو اثر ہو نہین سکتا
غصہ مین جو بھرے ہے وہ کافر ہے ابھرا
کیا جانے کہ ہے دل مین ترے کیا نہین کھلتا
کیا سخت ہے مشکل کہ نہ یہان ضبط نہ وہان ضبط
جو عداوت دشمنون کی دوستی مین ڈالدون
ظفر ملاتے ہین جو ہان سے ہان نہین سے نہین
نہین یہ چھپا لیا چلمن کی تم اندر کتنے ہو

ہاتھ اوٹھانے کی نہین زلف دوتا سے کچھ ہو
ہو چکے ہم تو سیہ بخت بلا سے کچھ ہو

خط اوسے جلدی مین لکھتا ہون قلم برداشتہ
جائیو اے نامہ بر تو بھی قدم برداشتہ

ہمکو کیا کام ہے ہم کون شکایت والے
کچھ کہین یا نہ کہین آپ کی صحبت والے

قیمت جنس دل اپنی مین کہون کیا تم سے
پوچھو کیا دیتے ہین بازار محبت والے

تھے تو ہم صوفیونکے یار یہ اب ہین مشہور
اے شرابی تری صحبت مین شرابی والے

اشک کے قطرے لیے جاتے ہین بھر بھر کے سبو
جوش گریہ نے مرے آنکھونکو سنگھٹ کردیا

وہ کھاگئے سو بار مرے آگے قسم جھوٹ
اور پھر ہے یہ دعوی کہ نہین ہوتے ہم جھوٹ

ہون جو ٹیڑے ترچھے دکھلا اونکو اپنا بانکپن
ہم ہین سیدھے سادھے ہمسے بات کر سیدھی طرح

محفل سے اوٹھا غیر کو اور اسکے عوض تو
رکھدے مری چھاتی پہ کوئی سنگ گران اور

سب اونکے ناپسند مضامین دوستی
اور اوس مین دشمنونکی شکایت علی الخصوص

نہ کیونکہ ہمکو ہو خوبان پر جفا کا خوف
یہ کافر ایسے ہین انکو نہین خدا کا خوف

دل وجان بوسہ بغیر ای بت بیباک نہ دون
دون ملا خاک مین لیکن تجھے مین خاک نہ دون

بل بے نفرت کہ ہین دیکھ کے خوبان فرنگ
جلد جلد اور بھی تجھے کو سوا بانکتے ہین

ناصح مجھے کیون عشق سے مانع ہے اوسی کیا
ہون رنج ومصیبت مین گرفتار تو مین ہون

نہ آیا خواب رہا رات بھر یہی کھٹکا
کہ در پہ یار کے زنجیر ہل گئی تھی کیون

زبان شمع کو کاٹا جو تو نے خوب کیا
یہ شبکو بزم مین گلگیر بل گئی تھی کیون

گالیان دے چکے اب نالہ وزاری تو سنو
اپنی سب کہہ چکے تھوڑی سی ہماری لو سنو

لے دونگا اپنی جان تلک بیچکر تمھین
اے نالو ہاتھ آئے غنیمت اثر تو لو

ہوگیا اور زیادہ وہ کشیدہ ہم سے
دوستو کیا کشش دل کا اثر پوچھتے ہو

ساغر مین حباب مے گلرنگ ہے ساقی
یا دختر رز کے ہے یہ محرم کا نمونہ

نہ چھو کو آج گر ہے کچھ ارادہ ہاتھا پائی کا
کہ اوسنے دست دعا مین ہے الٹی مہندی لگائی ہے

تل داغ مین چیچک کے جو اوسنے بنایا ہے
معلوم کیا ہمنے کہ ڈال مین کالا ہے

کعبہ کی سمت تمنے کیا منہ پئے نماز
برگشتہ نیت اپنی سوے دیر ہو گئی

خدا بچائے طرز دوستی سے اس دل کی
واہ تم صبح کو بھلے آئے
پاس اونکے رقیب آ پہنچا
دل ہوا ناوک مژگان کا نشانا سچ سچ
تیرا مریض مر ہے گیا تین دن کے بعد
جی جی آپس مین کیون ہو نامہ بر دونو لطف
اب تو خط مین نے لکھا تمکو ہوئی مجھسے خطا
سکھائی کسنے چوری چشم تر اشکو نکے لڑکو نکے
مرے مژگان سی آنسو اسطرح برسون برستی ہین
قتل عالم کو کرو تم اور قضا کا نام لو
تیری چشم مست کو جو دیکھے ہو جا ہی خراب
نہ یہان تک آپ آتے ہو نہ تم ہمکو بلاتے ہو
بتون پر زاہد وگر ہم فدا ہونگے تو ہونے دو
مین کرون توبہ کرے سے جھوٹ نہ بول
نہ دیا بوسہ نہ منہ تم نے لگایا منہ سے
ہاتھون سے ترے نرگس بیمار کے نالان
خدا کے واسطے زاہد اوٹھا پردہ نہ کعبہ کا
نمو باندھتے ہین گھر مین جھوٹ موٹ ترے
سوئین تجھ بن نہین ستے کیا زیر سر ہم رکھکی ہاتھ
ناز وغمزہ جو ہے اوسکا قد اداکا جور ہے
معشوق ترا سب جہ مقبول کھینچا ہے
کبھی آ گئے وہ جو یہان چلتے پھرتے
اوسیکو دوست سمجھتے ہین وہ جو کچھ نہ کہے

جو ہو یہ دوست تو حاجت نہین عدو کی مجھے
دن چڑھے کہہ کے دن ڈھلے آئے
ہائے دشمن قریب آ پہونچا
آگیا تم کو تو ہان تیر لگانا سچ سچ
اچھا اثر دوا نے کیا تین دن کے بعد
لوگ کچھ کچھ ہین لگاتے آن کر دونو طرف
پھر نہین لکھنے کا کہیئے تو مجھکا لکھہ دو دن
ہوئے یہ چور ایسے آنکھ کا کاجل چراتے ہین
کہ جون برسات کی موسم مین منہ چھا جون برستے ہین
اے بتو تہمت نہ لو دیکھو خدا کا نام لو
خواہ صوفی خواہ ہو میخوار اسمین کوئی ہو
کہینگے بے مروت ہم بھلا مانو برا مانو
تمھین پھر کیا گنہگار خدا ہونگے تو ہونے دو
توبہ کر زاہد اعاذ اللہ
آپ کہتے رہے یون ہی ہین کیا کیا منہ
مین آ گئے مسیحا کے مسیحا مرے آگے
کہین ایسا نہ ہو یہان بھی وہی کافر صنم نکلے
الٰہی جان یہ چھوٹون کے قہر ٹوٹ پڑے
تار بخیہ آستین مین آستین کا سانپ ہے
دل چرا لینے کو یہ اک اک بلا کا چور ہے
مگر اک زلف ہی کے کھینچنے مین اک طول کھینچا ہے
تو دے کر ہوئے گالیان چلتے پھرتے
کرے جواب سے جواب وسوال دشمن ہے

بوسہ لیا جو منہ سے بجز انہ چٹاق سے
تھے چپ حیا سے بول اوٹھے وہ تپاک سے

اوس مصحف رخ کا تو ہم دھیان نہ چھوڑینگے
ایمان ہے وہ اپنا ایمان نہ چھوڑینگے

مین جو کہتا ہون بیوفا ہے رقیب
وہ مجھے کہتے ہین کہ تو کیا ہے

دین کے ستون ہین پنجتن و چار یار پاک
قربان ہین ہم تو دل سے ظفر چار پانچ کے

ظہور تخلص مولوی ظہور علی خلف مولوی فتح علی باشندہ ہریانہ مقیم دہلی شاگرد عبد الرحمن خان احسان و شاہ نصیر و مومن خان اولاد مین محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کے تھے

قصد ستم سے پہلے ہی بیمار دم نکل گیا
نکلی نہ ہاے اوس ستم ایجاد کی ہوس

گردش ہے مجھے چشم کے مانند ہمیشہ
آوارہ ہین گھر مین ہون مسافر ہون وطن مین

سامنے اوسکے نکلنے کی نہین بات ظہور
گھر مین تم بیٹھ کے باتین ہی بنا جانتے ہو

ظہور تخلص احمد جان باشندہ مرشد آباد دہلی مین تحصیل علم مین مصروف تھے

ہم خاک ہوکے اوسکی گلی مین رہے تو کیا
باد صبا کو ضد ہے ہمارے غبار سے

ظہور تخلص لالہ شیو سنگھ دہلوی شاگرد انعام اللہ خان یقین

بہا اس بے بہا کا کیا بھلا ہو
اگر قاتل یہ جسکا خون بہا ہو

چشم گریان حسن سے معمور ہے
چاندنی برسات کی مشہور ہے

ظہور تخلص حافظ ظہور اللہ بیگ وطن انکا توران مولد و مسکن دہلی

باتون پہ تیری بھولے ہوئے تھے پر اب یہ لوگ
حالت کو میری دیکھ کے ہشیار ہو گئے

ایسا نہ ہو قاصد کہ مرا کام نہ ہووے
گم نامۂ حال دل گم نام نہ ہووے

ظہور تخلص حافظ امداد حسین نبیرہ غلام محی الدین متخلص بہ عشق و مبتلا شاگرد مرزا رحیم بیگ رحیم باشندہ میرٹھ

جبہ سا غیر ہون ترے در پر
لکھا ہے یہ لکھا مرے مقدر کا

کر آرزو نہ تنگ دہانون سے بات کی
سب جانتے ہین غنچہ کے منہ مین زبان نہین

ظہور تخلص منشی شیخ ظہور محمد ولد منشی اسمعیل عرف منشی نہال بن حافظ محمد صالح

شاگرد مصحفی تاریخ تولد انکے نام سے نکلتی ہے اُنسے دیوان اور مثنوی ظہور عشق یادگار ہے

مزا ایسا ملا بوسے کا مجھکو	رہا مین مرتے دم تک چاٹتا لب

ظہیر تخلص سید ظہیر الدین حسین عرف نواب مرزا ای دہلوی خلف میر جلال الدین خوشنویس استاد محمد بہادر شاہ شاگرد شیخ ابراہیم ذوق راقم نے انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا ہے

مانا کہ تم سے دل نہین ملتا نہین ملے	کیا مجھ سے خاک مین بھی ملایا نہ جاے گا
ہیان یہ نیاز ہے کہ سراپا نیاز ہون	وہان ناز وہ کہ ناز اوٹھایا نہ جاے گا
ہے میری خستگی مری صورت سی آشکار	کچھ داغ دل نہین کہ دکھایا نہ جاے گا
جانے کو خیر جائیے اوس بزم مین ظہیر	حضرت سلامت آپ سے آیا نہ جائیگا
کوے دشمن سے گزر نا کیا لطف	اے وہ رفتار قیامت ہی سہی

ظہیر تخلص سید محمد جان خلف و شاگرد میر یحیی ناظم باشندۂ دہلی

ہیان حرف موفا وُن کا تھا بسبیل ذکر	ہم نے خدا نخواستہ تم کو کہا نہین
اک دلربا کے کہنے یہ اتنا خفا ہوئے	کچھ جنگجو کہا نہین بدخو کہا نہین
وہ بھی کیا ملک عدم ہے اے ظہیر	اوجس گلی مین جو گیا آیا نہین

ظہیر تخلص منشی ظہیر الدین بلگرامی خلف محمد مسعود صاحب دیوان واسرار کربلا ہین

عادت یہی ہے تیری کیا کر نہین نہین	رکھتے ہین یار لوگ تری اس نہین سے کب

ظہیر تخلص شیخ علی بخش خلف شیخ عباد اللہ بلگرامی

بوسہ لیا ہے ذرۂ گیسو لگا ہے	ہون جرم کا مُقر نہین حاجت گواہ کی

ظہیر تخلص حافظ علی بخش نابینا باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

کیا گلہ چرخ سفلہ پرور کا	بخت واژون ہے اہل جوہر کا

حرف عین مہملہ

عابد تخلص میر عابد علی کمیدان پلٹن ذوالفقار حیدری ولد میر مہدی باشندۂ

لکھنؤ شیخ امان علی سحر اور میر انیس مرثیہ گو دونون انکو اپنا شاگرد بتلاتے ہین ۔

معلوم تم کو بھی ہو کسی پر جو آئے دل | ناحق ستایا کرتے ہو صاحب پرائے دل
مٹی ہوا ہوا پامال ہو گیا | کیا پوچھتے ہو خاک کہون ماجرائے دل

عابد تخلص مرزا زین العابدین ولد مرزا غلام علی بیگ اکبرآبادی

اے صبح شب وصل یہ اندھیر کیا کیا | تو آئی اور اوس مہ سے جدا کر دیا ہمکو

عاجز تخلص سید کاظم علی شاگرد شوق

جان لیکر غم و اندوہ والم نے چھوڑا | مر گئے عاجز نظر آئی ہے مفر کی صورت

عاجز تخلص سید اکرام علی تحصیلدار فیروزآباد بن سبحان علی باشندۂ فتحپور ہنسوا

لخت دل سینے سے آنکھون تک پہونچکر رہگیا | نخل مژگان کے تلے ٹھہرا مسافر دور کا

عاجز تخلص پیرجی شرف الحق کوتوال دہلی

ترے ہجر کا اب علاج اے مسیحا | اگر دیکھتے ہین تو سم دیکھتے ہین
مدت سے چھوڑ بیٹھا اس جسم ناتوان کو | دم تیرے دیکھنے کو آنکھون مین آرہا ہے

عاجز تخلص مرزا عبداللہ بیگ دہلوی خلف مرزا احمد بیگ شاگرد قادربخش صابر

اللہ اللہ رے نزاکت تری رخ کی ظالم | کسنے دیکھا کہ نشان اوس پہ نظر کا نہ ہوا
روتا ہون تو ہنستے ہین وہ کم ظرف سمجھکر | کرتے ہین خجل مجھکو مرے دیدۂ تر اور
لخت دل صدپارہ ہے ہر نوک مژہ پر | ہے آج تو کچھ رنگ ہے اس دیدۂ تر اور

عاجز تخلص لالہ موہن رام دہلوی

عاجز کچھ احتیاج نہین ہے شراب کی | پر ہے ہمارا خون جگر سے ایاغ دل

عاجز تخلص عارف علی خان اکبرآبادی صاحب دیوان گزرے

ترے برگشتہ مژگان کا خیال اتنا ہی یون کیپر | کہ دکھنی فوج جون بھالے لیے میدان مین آئے

عاجز تخلص الف خان افغان باشندۂ خورجہ

کیا ہوا اگر چشم تر سے خون ٹپک کر رہگیا | بادۂ گلگون کا ساغر تھا چھلک کر رہگیا

عاجز تخلص میر غلام حیدر دہلوی شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرت مقیم عظیم آباد

سوزش داغ کی سیرسے جو جگر گرم ہوئی	مہر سر کھولے ہوئے مارے جلن کے نکلا

عاجز زور آور سنگھ کھتری باشندہ دہلی نبیرۂ نند رام مخلص شاگرد نصیر الدین غریب

عاشقون کو ترے اک جا نہین آرام کہین	دن کہین رات کہین صبح کہین شام کہین
غضب مہتاب کس کم بخت کو ہجران کی بھاتی ہے	کہ اس سے گرمی روز قیامت یاد آتی ہے

عادل تخلص میر عنایت حسین ولد میر نور وزر علی لکھنوی مقیم کلکتہ برادر جمشید محل زوجۂ واجد علی بادشاہ شاگرد مرزا محب علی طوبی یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

زہے شوق شہادت قلب مشتاقانہ کہتا ہے	کمان کو تیر کو سوفار کو چلے کو پیکان کو
الٰہی شکر آتنی تو ہوئی تاثیر آہون مین	کلیجہ تھام لیتے ہین وہ شکر شور و افغان کو
ہمارا آفتاب داغ سوزش پر جو آجائے	بنا دے رشک تابستان ابھی فصل زمستان کو

عارف تخلص محمد عارف رفوگر کشمیری دہلوی شاگرد نجم الدین ابرو صاحب دیوان گزرا

اس ابر مین بے ساقی ومی جی پہ بنی ہے	ہر بوند کا کھانا مجھے ہیرے کی کنی ہے
دخت رز سے کہو کہ جا کے ملے	ورنہ عارف افیم کھاتا ہے
ہمیشہ دل یہ خیال نگار گزرے ہے	اسی خیال مین لیل و نہار گزرے ہے

عارف تخلص محمد عارف لکھنوی

ادس نور کی مجھکو جستجو ہے	جسکا جلوہ یہ چار سو ہے

عارف تخلص میر عارف علی باشندہ امروہہ شاگرد مصحفی عروض و قوافی مین اچھا دخل رکھتے تھے آخر ایام مین مرادآباد مین سکونت اختیار کی تھی اور شعر گوئی ترک کر کے وعظ و نصائح سے خلق اللہ کو ہدایت کرتے تھے

رات ساری مجھے دونون کی تسلی مین کٹی	ہاتھ دل پر سے اوٹھایا تو جگر پر رکھا
وہ ہوا گرد سے جب وقت نکار آلودہ	تیر خاکی نے مژگان غبار آلودہ

عارف تخلص نواب زین العابدین خان دہلوی خلف نواب غلام حسین خان متخلص بہ مسرور شاگرد شاہ نصیر و اسد اللہ خان غالب ۱۲۶۸ھ بارہ سو اڑسٹھ ہجری مین انتقال کیا شعر انکے اچھے ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا

کیون نہ غیرت سے مرون مین کہ مجھے پردہ نشین
نہ خداوند کو گر پاک منزہ سمجھون
ہماری خاک سے اوسکو کدورت کب کی ہی
کہان سے آگئی اسمین تری رفتار کی تیزی
رسوا ہوا تو اہل وفا مین ہوا عزیز
شوخی وہ بھری ہے کہ ذرا جا نہین پائی
بیٹھکر کس فکر مین تم نے مروڑا دیر تک
سخت شرمائی مین آتا نہ سمجھتا تھا انھین
دیوانگی مین غیر کو دون خاک گالیان
مفلسون کو تو ہے مرنا بھی جدائی مین محال
ابھی انداز یہ ٹھہری جو قیامت آئی
اسے پری تیری زبان کی نہین فہمید ہمین
امتحاناً وہ مرض کا مرے کرتے ہین علاج
دے چکا ہے ترے بیمار کو عیسیٰ تو جواب
غصے مین اونکو کچھ نہ رہا تن بدن کا ہوش
مجھکو اور آپ کو عالم مین نہ رسوا کیجے
اے غم عشق وہ دل جسکو بغل مین پالا
ہم تو دیوانے ہین مجنون کہے جائینگے
نہ تو روزن کوئی سینے مین نہ پہلو مین شگاف
آج کچھ شکل ہے کل اور ہے صورت اپنی
جمع جب تک نہ کیے حرف مقطع ہم نے
بیکسی مین مجھے ہوتی ہے غنیمت وہ بھی
کس تعجب سے اوسے غور سے ہم سنتے ہین

عالم الغیب سے ممکن نہین پنہان کرنا
کب گوارا ہو مجھے تجھ پہ نگہبان کرنا
سکھایا ہے اوسے چلنا اوٹھا کر جسنے دامانکا
کہ چلتا قتل کرتا ہے ہمین شمشیر بران کا
اچھا ہوا وہ حق مین مرے جو برا ہوا
دشوار ہے آنا تری آنکھون مین حیا کا
جا بجا جو آپ کے بند قبا مین بل پڑا
چھیڑنا تھا تو کوئی شکوہ عبث کرنا
اب مانتا ہے کون بڑا میری بات کا
کھائینگے کیا نہ اگر زہر میسر ہو گا
ہے خدا کو بھی کہین کیا تری رفتار پسند
اس سبب اوٹھتی ذرا لذت دشنام نہین
یہ بھی ہے فضل خدا جو مجھے آرام نہین
لب جان بخش ترے دیکھیے کیا کہتے ہین
کیا لطف ہمنے شب کو اوٹھائے عتاب مین
آپ ہو رہیے مرے یا مجھے اپنا کیجے
پیوین اوسکا یہ لہو کیون کر گوارا کیجے
ہین حسین آپ طرفداری لیلی کیجے
دل سے ارمان مرے نکلے تو کیونکر نکلے
عاجز آجاے نہ کیونکر ترا دربان ہم سے
خط مین لکھا نہ گیا حال پریشان ہم سے
کوئی جب وقت مرے سر پہ بلا آتی ہے
کہین آپس مین اگر ذکر وفا آتا ہے

عارف تخلص سید محمد علی ولد سید محمد مجتہد لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد میر نواب مونس یہ شعر اس تذکرہ کے واسطے بھیجے تھے

شوخی دیدۂ محبوب پہ مین مرتا ہون — سبزۂ گور چراگاہ غزالان ہوگا
عرق ٹپکا جو وقت قتل اونکے روی روشن سے — ہوا دینے لگا ہر زخم تن قاتل کو دامن سے
کبھی اک دم نہ اسنے روشنی تربت پہ اپنے دی — ہوا کو کس قدر رہے لاگ میری شمع مدفن سے

عارف تخلص میر جمال الدین خلف میر بدر الدین نواسہ خواجہ باسط شاگرد خواجہ حیدر علی آتش صاحب دیوان گزرے

بہار آئی گلستان مین ہوا پیدا جنون سر مین — چلو صحرا کو دیوانو دم اکتاتا ہے اب گھر مین
مری وحشت کا باعث ان حسینون کی ہے آرایش — وہان زلفین سنورتی ہین جنون بڑھتا ہی یہان سر مین

عاشق تخلص مولوی جلال الدین شعراے قدیم سے ہین

یہ کس کے نوک مژگان سے پڑا ناسور سینے مین — کہ بندھنے بھی نہ پایا زخم کا انگور سینے مین

عاشق تخلص سید محمود حیدر آبادی

مردمک کھائے ہے نت خون جگر مین غوطہ — آہ مارے نہ کبھی بحر اثر مین غوطہ
اوسکے دانتون کی صفا سے نہ مقابل ہو گہر — مارے الماس اگر آب گہر مین غوطہ

عاشق تخلص مرزا محمد رضا خان عرف مرزا اچھو خلف نوازش علی خان باشندہ لکھنؤ شاگرد مہدی علی خان کوثر

وصل کی شب ہی مہیا ہین سبھی سامان عیش — آج ساقی بادۂ گلگون بھی ہونا چاہیے
نرگسی آنکھین ہین معشوقون کی اور جادو نگاہ — جنبش لب مین مگر افسون بھی ہونا چاہیے
ناز معشوقانہ سے ہنستا ہے گر ای شوخ تو — غمزدون کے حال پر محزون بھی ہونا چاہیے

عاشق تخلص عاشق بہار ساکن سیالکوٹ

کچھ یاد ہے تمہین کہ وہ سب بھول ہی گئے — جو جو ہوئے تھے میرے تمہارے کلام شب
محفل مین آپ ہنستے رہے دشمنون کے ساتھ — گریان برنگ شمع رہے ہم تمام شب

عاشق تخلص بخشی بھولاناتھ پنڈت فرزند راجہ گوپی ناتھ دیوان سرکار مجد الدولہ

قیس نادان سراسر نظر آیا مجھکو ❖ | جا ئیے دشت مین کیون کوچۂ دلدار کو چھوڑ
غیرون کی بغل مین تو مری جان رہا گرم | اِس رشک سے آنکھون سے مری خون بہا گرم

عاشق تخلص ام سکھ کھتری شاگرد غلام حسن تجلی و نصیر دہلوی باشندۂ دہلی

حیرت زدہ مین دیکھون ہون یون اوسکو برابر | تصویر جیسے دیکھے ہے تصویر کی طرف

عاشق تخلص مہدی علی خان دہلوی نبیرۂ نواب علی مردان خان مرحوم اونسے تین دیوان ریختہ مین اور دو دیوان فارسی مین اور چند مثنویان یادگار ہین اشعار اونکے قریب دو لکھ کے ہونگے

ابر آتا ہے آفتاب چھپا | ساقیا مت شراب ناب چھپا
گو آہ مین اپنی نہین تاثیر سرِ دست | پر ہے یہ بساط اپنی مین اک تیر سرِ دست
دن تو جون تون سے کٹا رات پھر آئی سر پر | آفتِ تازہ خدائی تری لائی سر پر

عاشق تخلص شیخ نبی بخش ولد محمد صالح اکبر آبادی شاگرد نظیر

دام مین لاکر ہمین صیاد پچھتایا بہت | استخوان آیا نظر جب بال اور پر سب گر گئے
اب یا دکیئے سے چبھتے ہین سو خار ندامت سینے مین | اوس گل کو جو وقت رخصت چھاتی سے لگانا بھول گئے

عاشق تخلص منشی عجائب رائے

جسکی غیرون سے لڑ رہی ہے نگاہ | ہمین اوسکی کٹار نے مارا

عاشق تخلص علی اعظم خان خلف خواجۂ محمدی خان مرید شاہ گھسیٹا عشق آخر ایام مین ترک دنیا کرکے فقیر ہوگئے تھے

روز و شب یار سے بلا ستکیجے | چین اسیر نہ ہو تو کیا ستکیجے

عاشق تخلص میر یحییٰ عرف عاشق علی خان دکھنی

آنکھ کیون تو نے بھلا ہمسے ملائی پیارے | بجھ گئی تھی سو پھر اب آگ لگائی پیارے

عاشق تخلص میر برہان الدین شاگرد حسن

ہو سکے نہ پاس ہم کبھو اوس گلعذار کے | دام و قفس مین جاتے رہے دن بہار کے

عاشق تخلص مشیر الدولہ محمد علی خان ولد رحمت اللہ خان باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ

شاگرد میر حیدری مرثیہ گو صاحب دیوان ہین

سہرے کے تعویذ ون یہ تیرے مین کہون پہتی نہ تھا	خوشۂ پروین ہے یہ اے مہربان بالائے سر

عاشق تخلص سید ہدایت علی خان دہلوی احمد شاہ درانی کے سبب جب دہلی مین انقلاب ہوا یہ مرشد آباد مین مقیم ہوئے تھے صاحب دیوان ریختہ و فارسی گزرے

بے دیکھے ترے ایسی ہین متصل آنکھین	بے نور ہوئین نور نظر تجھسے ہل آنکھین

عاشق تخلص سداسکھ

شام سے تا صبح عاشق بس بقول میر آہ	تجھکو بالین پر نہ دیکھا کھولی سو سو بار چشم

عاشق تخلص سید عاشق علی ولد بخش علی باشندۂ اٹاوہ

کون سلجھائیگا وہ زلف دوتا میرے بعد	کسکو الجھائیگی یہ کالی بلا میرے بعد

عاشق تخلص محمد عاشق حسین خان بن محمد مشتاق حسین خان باشندۂ آگرہ شاگرد غالب

شور سنکر وہ دریچے سے نظر کرتے ہین	آج نالے مرے ممنون اثر کرتے ہین

عاشق تخلص پنڈت دیارام سابق صدر الصدور بنارس خلف پنڈت رتن چند متوطن دہلی

عاشق اگرچہ یار نہین تجھسے بولتا	بول اوس سے جسطرح سے بنے چھیڑ چھاڑ کر

عاشق تخلص پنڈت شام نراین بن پنڈت رام نراین متوطن دہلی

جو بات بات پہ روٹھے علاج کیا اوسکا	کہان تلک اوسے ہر روز ہم منائینگے

عاشق تخلص منشی بانکے سنگھ مقیم فرخ آباد شاگرد مولوی غیاث الدین رامپوری

لگی ہے جب سے کہ تاک اپنی دختر رز پر	مدام سجدہ کا ہم خیال کرتے ہین

عاشق تخلص عاشق علی

آپ بے ہین تو کچھ باتین کیا کیا وہ بناتے ہین	پر غور سے جب دیکھو اوسی ہی کی باتین ہین

عاشق تخلص مرزا نظام الدین بن مرزا ولی الدین نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا عالی بخت عالی ستار اچھا بجاتے تھے

روز فراق وجور پریشان نالہائے شب	کن کن مصیبتون مین خدایا نہین ہون مین

اوس گل کے گر باغ مین آنے کی خبر ہے | ہر غنچہ لیے ہاتھ مین اک مشت جوزر ہے

عاشق تخلص شیخ محمد جان شاگرد احمد علی کامل وطن انکا فیض آباد مسکن دیوی پرگنہ کوڑا ضلع فتح پور ہنسوا

ہر عضو بدن یار کا ہے کان ملاحت | ہیرے کی کلائی ہے تو بلور کی گردن

عاشق تخلص مرزا رحمت بخش عرف منجھلے مرزا نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

سیگھلے نہ دل بتون کا نہ دل غیر کا جلے | نالون کی اب اثر وہ خدا جانے کیا ہوے

عاشق تخلص اقبال حسین خلف منشی نور الدین باشندۂ دہلی شاگرد مرزا غالب

مرکے پردہ رہگیا عاشق کا یہ اچھا ہوا | دربدر کوچہ بکوچہ مدتون سے خوار تھا
توبہ تو کر چکا ہون مگر کچھ کچھ اندنون | دیتی ہے دم بہار کی آب وہوا مجھے
گر ہماری بندگی ہے ناقبول | تو بتون کی بھی خدائی ہو چکی

عاشق تخلص راجہ کلیان سنگھ ولد راجہ شتاب رائے ناظم عظیم آباد صاحب دیوان گذرے

مچا یا ہے جگر نے حشر کا سا شور پہلو مین | مگر دیکھا ہے یہ حال دل رنجور پہلو مین

عاشق تخلص نواب والاجاہ عرف چھوٹے صاحب خلف دلیر الدولہ مرزا محمد علی خان عرف آغا حیدر نیشاپوری فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد سرفراز علی قادر

گل مراد کھلا ہے خزان کے جانے سے | چمن چمن ہے شگفتہ مری بہار مین روح
جلد آئیو جواب کا یہان انتظار ہے | آکر یہین یہ کھولیو اے نامہ بر کمر
بلا یا وہ ذقن مین زہر خط مین سحر باتون مین | صفا رخسار مین اعجاز لب مین ناز آنکھون مین
یار در خانہ و ما گرد جہان مے گردیم | عرش و کرسی مین نہ پایا اوسے پایا دل مین
گرم رو ایسا ہون مین دیوانۂ آتش قدم | بنگیا ہر دانۂ زنجیر اخگر پاون مین

عاشقی تخلص آغا حسین قلی خان خلف آغا علی خان مقیم لکھنؤ وطن انکا خراسان مولد عظیم آباد سکندرآباد مین تحصیلدار رہے

جب سے کہ مین پوچھون ہون فرا عشق کا لیا | رو رو کے یہ کہتا ہے کہ کچھ کہہ نہین سکتا

عاشور علی خان بہادر لکھنوی بن نواب محمد علی خان بن شجاع الدولہ بہادر انکا کوئی شعر سواے ایک غزل کے جو سراپا سخن مین مندرج ہے سنا نہین گیا اور لکھنو کے بہت سے معتمد شاعرون سے سنا کہ یہ خود شعر کہتے نہ تھے صرف اپنے شاگردون کے غزلین بنا دیتے تھے

کعبۂ صدق و صفا مشرقِ انوارِ دل | عالمِ علم خفی مخزنِ اسرارِ دل
خضرِ طریق وفا عیسی معجز نما | برقِ تجلی طور طالب دیدار دل
خاکی و قدسی سرشت نو گل باغ بہشت | آئینۂ حق نما شمع شبِ تار دل
نالۂ قلب سقیم گوہر اشک یتیم | کشتۂ گلگون قبا بزم عزا دار دل

عاصم تخلص صمصام الدولہ خان دوران خان خواجہ عاصم خلف خواجہ قاسم ساکن اکبرآباد امراے فرخ سیر بادشاہ مین تھے سنہ گیارہ سو اکاون ہجری مین انتقال کیا

نزدیک ہے خزان کا ہووے گزر چمن مین | تو شور کر لے بلبل آوے جو تیرے من مین

عاصمی تخلص خواجہ برہان الدین دہلوی خواجہ عبید اللہ احرار کی اولاد مین سے تھے

چمن کی تخت پر جسدم شہ گل کا تجمل تھا | ق | ہزارون بلبلون کا شور تھا فریاد قلقل تھا
خزان کے دن گئے تو کچھ نہ تھا جز خار گلشن مین | بتاتا باغبان رو رو یہان غنچہ یہان گل تھا
صاف دل ہوا بہت ذشوار ہے | | آئینہ بھی عکس سے خالی نہین

عاصی تخلص منشی امداد حسین خلف سبحان علی خان شاگرد ناسخ

اے عاصی کوچہ گرد تو ہے | دیوانون مین انتخاب نکلا
مین کس کس شعلہ رو کو سینہ صد چاک دکھلاؤن | رہا تھا ایک دل سو جل گیا کیا خاک دکھلاؤن

عاصی تخلص ایک شخص رامپوری کا ہے جنکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

کمہلائے ہے گرمی سے نگہ کی وہ گل اندام | اللہ یہ کیا لطف کی نازک بدنی ہے

عاصی تخلص شیخ بنگالی باشندہ ڈھاکہ

بھلا مین تو برا ہون پر تجھے کچھ پاس ہے ظالم | قسم کا قول کا اقرار کا وعدہ کا پیمان کا

عاصی تخلص نور محمد باشندۂ برہان پور دکھن

بیٹھے ہین ہم کہ اب کہین تم نے بھی دل دیا — بیٹھے کہین ہو بات کہین اور نظر کہین

عاصی تخلص منشی صدر الدین اکبر آبادی

ہین ترک عشق کرون دے کے جان کو کیونکر — نہ بس مین دل ہے مرا اور نہ اختیار مین دم
جہان مین یہ ملی کیا ہمین عاصی — کہ خاک بن کے رہی اپنی کوے یار مین نم

عاصی تخلص لالہ سالگرام ناظر عدالت فوجداری لکھنؤ

ہنسا کیئے وہ رقیبون سے اور مین شب بھر — بسان شمع رہا اشکبار صحبت مین

عاصی تخلص منشی جمعیت راے نائب سررشتہ دار عدالت فوجداری فرخ آباد خلف
لالہ کیسری داس باشندۂ اوگر پور

پابند رنج رشک نہ کیونکر ہو دل مرا — کھلوا دیئے نہ غیر سے تم نے نقاب کے

عاصی تخلص گھنشام راے کایتھ مقیم [illegible] شاگرد نصیر صاحب دیوان گزر گیا

آپ ہی ٹک اپنے ابر دے پر نظر کیجیے — تیغ دو دم کو دیکھیے اور ہم کو دیکھیے
فوارہ کا سا حوصلہ اپنا نہ کیجیے — [illegible] پانی مین گز بھر اچھل کے

عاقل تخلص لالہ لچھمن لال عملہ عدالت کلکٹری [illegible] آباد

بے نشانی اس چمن مین ہے نشان عندلیب — سیر [illegible] جب آستان عندلیب
ہے گلستان جہان مین عاقل شیرین سخن — ہم صفیر ہمنوا ہم داستان عندلیب

عاقل تخلص عاقل شاہ دہلوی آزادانہ وضع رکھتے تھے

قید بھی یہان کچھ نہین اور چھوٹ بھی سکتی نہین — واہ وا اس دام کو اور آفرین صیاد کو

عالم تخلص صاحبزادہ محمد شاہ عالم خلف شاہزادہ غلام محمد ابن ٹیپو سلطان باشندہ
ٹالی گنج متعلق کلکتہ شاگرد مولوی نجم الدین حسین نادر

یار کے گویا دہان تنگ مین دندان ہین یہ — غنچۂ گل مین مسلسل دانۂ شبنم نہین
کیا عجب گلریز آتش بار شاخ گل کی طرح — ہاتھ مین تیرے جو اے رشک بہاران سنگ ہو

عالی تخلص خواجہ عبد اللہ عرف بھوجی خلف عبد الشکور شاگرد خواجہ آتش وطن انکا

کشمیر مولد و مسکن لکھنؤ

واہ رے یاس ادب کو سون پھرا ہون دور دور — تا نہ آئے سایۂ دیوار دلبر زیر پا
زرق اپنا آسیا سا مجھ گردش مین ہے — ہے لکھا شاید مرا خط مقدر زیر پا

عالی تخلص مرزا عالی بخت بہادر نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا معز الدین ثابت وعبد الرحمن خان احسان

حاضر ہوا جو یار تو قسمت کا پھیر دیکھ — معدوم وہ کمر ہوئی غائب دہن ہوا
آب دم شمشیر کا کسکے ہے بیان ذکر — پانی جو بھر آیا ہے لب زخم جگر مین

عالی تخلص شاہ ابو المعالی مغفور خلف حضرت شاہ اجمل اجمل صاحب دائرہ الہ آباد ہر دو زبان فارسی و ریختہ مین شعر کہتے تھے

نور تجلی یہ نہین موسی طور پہ ایسا جلوہ کہان ہے — آگے ہمارے نور نظر نے سینہ [illegible] کھولا ہین
خانہ خراب ہوا اس عشق بہت کا دن کو چین نہ خواب ہے — آنکھ لگی اک پل نہ ہماری جب سے تمنے لگائین [illegible]

عالی جاہ خلف آصف شہید نظام الملک کا تخلص ہے نام انکا معلوم نہ ہوا

رات دن اشک سے آنکھون مین تری رہتی ہے — شاخ نرگس اسی پانی سے ہری رہتی ہے

عبادت تخلص مرزا عابد علی بیگ ولد مرزا بخش اللہ بیگ لکھنوی شاگرد امانت

کرتے ہین خون مرا وہ حنائی دکھا کے ہاتھ — ہین قہر کے ستم کے غضب کے بلا کے ہاتھ
مشک ختن کہا تری زلفون کو کر معاف — پڑتا ہون پانون باندھ نہ مجھ پہ چلا کے ہاتھ

عباس تخلص میر عباس تھانہ دار لکھنؤ ولد میر امام الدین لکھنوی شاگرد وزیر صاحب دیوان گزرے

او تارے قبر مین مجھکو اگر وہ رشک چمن — خوشی سے پھولی سمائی نہ پھر مزار مین روح
محتاج ہین غنی بھی فقیرون کی طرح سے — پھیلے ہین تیرے سامنے شاہ و گدا کے ہاتھ
تصویر نے جو میری کیا چاک پیرہن — بہزاد شرمسار ہوا کیا بنا کے ہاتھ

عبید تخلص عبد اللہ دکھنی مصنف مثنوی در المجالس معاصر میر و مرزا

کہون مین کس سے یہ دکھ یار کی جدائی کا — دوا پذیر نہین درد آشنائی کا

کیا وصف فرو کرتے ہین [illegible] مین | لگے باتے ہین کاٹے دم تقریر کے گلے مین
گلگیر نے کاٹ کر سر شمع | پروانے سے شب جلی [illegible] کی
دنیا مین نکلنا ان سے [illegible] | ہر طرح سے غریب کی مٹی [illegible]

عرشی تخلص منشی عبد الغنی ولد منشی رسول بخش مرحوم باشندہ کاکوری اشعار انکے نہایت مرغوب و مطبوع ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے واسطے دیے تھے

عذر قتل بیگنہ فرمائین کیا | تیغ [illegible] آتی ہے اونھین شرمائین کیا
زخم خندان کا تو [illegible] ہا | چارہ گر [illegible] تم کو ہم سمجھائین کیا
ایک عکس روے رنگین سو بہار | پھول تیرے ہاتھ مین کھلائین کیا
قید عاشق مشغلہ دشمن [illegible] | بیچا [illegible] آئین لب
نہایت یون تو لاکھون ہین جفا کی | وہ آگیا ہے ستمگر تیری کیا [illegible] کی
مجھے یاد آگئی صبح شب وصل | بہت کچھ دھوم سنتے روز حشر کی
مرے ناخن کو زخم دل سے ہے ربط | عدو کھولین گرہ بند قبا کی
نگاہ ناز دشمن واے قسمت | غضب الٹی چھری ہم پر چلا کی
تبسم ہے تمھارے بلبلون [illegible] | ہنسی ہونے لگی آخر چمن کی
فراست طبعی ہے سودائیون کی | سمجھے کیسی وحشت رہی عاقلون سے

عرفان تخلص مولوی سید عرفان علی خلف سید قربان علی متوطن بریلی مقیم شمس آباد

نہ کیون سرسبز ہو دل مین ہمارے تخم الفت کا | نہال شوق سینچا ہمنے آب چشم گریان سے

عرفان تخلص میر عباس دہلوی بڑے تواریخ دان تھے

تیر برسائے جو وہ ابرو کمان بالای سر | ہو سپر داغ جنون شاید یہان بالای سر
یہ نمال نہین ابرو خدار کے نیچے | زنگی کو قضا لائی ہے تلوار کے نیچے
لب جانان کی جنبش صاف اعجاز مسیحا ہے | دہان تنگ اوسکا غنچۂ تصویر گویا ہے
صفائے تن سے یہ عالم ہے شبخوابی ڈوپٹہ کا | کہ جسکے رنگ سے یہ چادر مہتاب میلی ہے

عروج تخلص احمد حسن خان خلف منشی محمد حسن خان شاگرد رشک وطن انکا [illegible] سکن کانپور

لپٹا جو شب وصل مین سینے سے تمھارے — کیا پھوٹ کے رویا [illegible] داغ
کیون تو لتے ہو تم خلش داغ محبت — اپنا بھی [illegible] ہین کانٹا مرے دل کا
نام خدا شعر بھی کرنے لگے موزون — اب اور بھی پہلو [illegible] کا مرے دل کا
رازِ اشارہ دن ہین ہی بجھاتی ہین کیا کیا آنکھین — لب تقریر مین [illegible] شوخ کی گویا آنکھین

عزت تخلص نواب نیاز علی خان باشندہ دکھن شاگرد حافظ [illegible] کا [illegible] مین رہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین

حسن دو روزہ پہ نازان ہو عبث اے گلرو — ایک دن ہوگی خزان [illegible] بہار آئی ہے

عزلت تخلص سید عبد الولی خلف شاہ سعد اللہ سورتی بڑے فاضل تھے دہلی ولکھنؤ کی سیر کی تھی عالمگیر بادشاہ انسے بہت اعتقاد رکھتا تھا اور علی وردی خان مہابت جنگ کے مرنے کے بعد یہ حیدرآباد کو گئے تھے صاحب دیوان ہے

بجز رفاقت تنہائی آسرا نہ رہا — سوائے بیکسی کوئی بھی اب مرا نہ رہا
بہار آئی چمن مین غل ہے بلبل کے صفیر و کا — جدا ہے ہر گلی مین شور [illegible]
پھر آئی فصل گل اے یار دیکھیے کیا ہو — جنون کا دل مین چھپا [illegible] کیا ہو
نشانہ اوس لٹ مین پھرتے یہ سجا کہتا تھا — بات کہتے ہی شب [illegible]
تجھ پر فدا ہین سارے حسن و جمال والے — کیا خط و خال والے کیا [illegible]
تنہا جو مین چلا طرف وادی جنون — زنجیر پاؤن پڑ کے مرے ساتھ ہو گئی

عزیز تخلص بھکاری لال دہلوی شاگرد خواجہ میر درد [illegible] کیا [illegible] ہجری مین الہ آباد مین تھے

ایسا ہے لعل لب کا ترے یار رنگ سرخ — یاقوت جسکے آگے لگے ایک سنگ سرخ
کرے نہ یار اگر دل کو صاف کینے سے — عزیز موت بھلی پھر تو ایسے جینے سے
ملین کیونکر بھلا اوس شوخ طفل لاابالی سے — کہ سوتے سوتے جو چونکے ہے تصویر نہالی

جو دم کہ اٹھتا ہے وہ ہے تیر ہوائی | جو سانس کہ پلٹے ہے سو برچھی کی انی ہے

عزیز تخلص عزیز اللہ دکھنی شعرائے قدیم سے ہین

ایسے بیدرد سے کیون دل کو لگایا ہمنے | عشق مین جسکے کبھو چین نہ پایا ہمنے

عزیز تخلص شیو ناتھ مہاجن دہلوی

لیا دل اک نگہ مین دلربائی اسکو کہتے ہین | کیا بیگانہ سب سے آشنائی اسکو کہتے ہین

عزیز تخلص نواب عبد العزیز خان خلف نواب محمد سعادت یار خان نبیرۂ حافظ الملک حافظ رحمت خان بہادر والی روہیلکھنڈ عدالت دیوانی فرخ آباد مین وکالت کرتے ہین شعر خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

نظارۂ جمال سے سرشار ہو گیا | مجھکو شراب شربت دیدار ہو گیا
فرقت مین جان بھی نہ بدن سے نکل سکی | یہ سہل کام ضعف سے دشوار ہو گیا
نام رکھینگے وہ ہم لینگے اگر نام بھلا | بات شکوہ کی کہینگے تو شکایت ہوگی
آمد یار سے خوش ہے دل ناتجربہ کار | نہین واقف کہ قیامت دم رخصت ہوگی
کرین سوال نکیرین کس سے بعد فنا | بدن مزار مین ہے روح کوے یار مین ہے
عجب مزے سے گذرتی ہے میکشون کی عزیز | پیالہ ہاتھ مین میناے سے کنار مین ہے

عزیز تخلص لالہ دیبی پرشاد بن لالہ لکھن لال باشندۂ شاہجہان پور مقیم فتحگڈھ

آتا ہے یہ بھی شام جدائی مین اپنے کام | ہر داغ دل چراغ ہے شبہاے تار کا

عزیز تخلص راجہ یوسف علی خان رسالہ دار مخاطب بہ اعتماد الدولہ ولد غلام رضا خان ہمشیرہ زادہ سعید الدولہ علی محمد خان شاہ اودہ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے تھے وطن انکا دہلی مولد و مسکن لکھنؤ صاحب سراپا سخن نے انکو مولوی محمد بخش شہید کا شاگرد لکھا ہے لیکن انھون نے راقم سے آتش کا شاگرد رہنا بیان کیا تھا واللہ اعلم بالصدق والصواب

بعد رسوائیون کے یار نے پوچھا تو کیا | ساری دنیا سے برا ہو کے مین اچھا ٹھہرا

کیکلی دمضمون کا بھر دم بھرے مگر پہلے
جوانی سخت دلونکے مزے سے خالی تھے
مژگان تران پہ بن جلتے ہین لخت دل آکر
باغ مین فصل بہار آئی خوشی ہے تو یہ ہے
دن مین سو مرتبہ بے وجہ رولا دیتے ہین
سیر گردون تجھے دکھلائے وہ ملکی مستی
مرتے ہین تنگ دہانی پہ کسی گلرو کے
کاندھا دینا ہے پڑا لاشۂ عاشق کو ضرور
حشر ہو جائے پلٹ جائے بلا سے دنیا

کرے بہار اسا پیدا دل و جگر رگ سنگ
بہار مین بھی نہ ہو زیر نیشتر رگ سنگ
بلبلون کو بنا دیتی ہے پھولون کی چھڑی آہ
عاشق گل ہون تمنا جو مری ہے تو یہ ہے
اور تو کچھ نہین بس اونکو ہنسی ہے تو یہ ہے
آرزو اے فلک پیر مری ہے تو یہ ہے
کیا بتائین سبب کم سخنی ہے تو یہ ہے
پہلی آفت مرے نادان پہ پڑی ہو تو یہ ہے
تم کسی طرح سے آجاؤ اجی ہو تو یہ ہے

عزیز تخلص منشی عبد العزیز ابن الحاج بلیتہ قیس شہر کلکتہ ولد منشی کرامت اللہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ وطن انکا جسر مولد و مسکن و جائے تربیت کلکتہ طبیعت انکی شعرگوئی سے مناسبت تمام رکھتی ہے شعر اچھا کہتے ہین عرصہ قلیل سے شعرگوئی شروع کی ہے صاحب دیوان ہین

پیا ہے جسنے پانی یار کے چاہ زنخدان کا
نہین ہے خط عذار آتشین شمع رویون کی
گمان شمع میرے خون کے خوار سے یہ ہوتا ہے
دل مقید ہو گیا زنجیر زلف یار کا
دونون رخسارون کا تیرے نور جبین اے ماہ وش
اوس شوخ پر جفا پہ کسی کا جو آئے دل
چاہ غم مین دل ڈبو بیٹھے ہین ہم
یارب کٹینگی ہجر کی راتین یہ کس طرح
ذرۂ افشان نہین ہین زلف عنبر فام مین
وہ شوخ فتنہ خواو ٹھے چہرے سے نقاب اگر

خضر ہوئے وہ کب محتاج تیرے آب حیوان کا
سمندر اب ہے پروانہ چراغ مہر تابان کا
سبنے پروانہ ہر جوہر تری شمشیر بران کا
طوق گردن مین پڑا ہے ابروئے خمدار کا
ماہ کامل ایک ہے مہر منور دوسرا
صدمے ہزار لاکھ جفائین اوٹھائے دل
زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے ہین ہم
پہلو مین جلوہ گر جو وہ رشک قمر نہین
تارے چمکتے ہین مقرر یہ سواد شام مین
ستم ہو پھر تو محشر بپا ہوا ور قیامت ہو

رہون مین سایۂ دامان پاک لطف احمد مین	سوا نیزے پہ جس دن یا خدا مہر قیامت ہو
زلف سیہ نہ روے مصفا پہ چھوڑیے	شام خزان نہ کیجیے صبح بہار کو
کرتے ہین یون مریض محبت کا وہ علاج	دیتے ہین زہر گھول کے مجھکو دوا کے ساتھ
مثل پروانہ نہ کیونکر رشک سے ہم جل بجھین	حیف وہ مہرو چراغ خانۂ بیگانہ ہے
خواب مین ہمکنار دلبر تھا	مجھکو ہے سخت بجگا دیا کس نے
تعجب سب کو ہے اس کار مین سازِ زمانا ہے	یہ نو ابر مین ہے یا کہ ان زلفون مین شانا ہے
وہ گنج حسن آیا ہے عزیز اب اپنے قبضے مین	مرے پیش نظر گویا ل قارون کا خزانا ہے
آج سر خنجر براں سے جدا ہوتا ہے	مجھ پہ قاتل کا جو حق تھا وہ ادا ہوتا ہے

عزیز تخلص مولوی محمد عبد العزیز خلف مولوی امام بخش صہبائی مرحوم مقیم دہلی

نفرین ہے رحم و مروت جو تجھ مین شیر ہو	ذرا خدا ہی کا کچھ تیرے دل مین ڈر ہوتا
[illegible] ستہ گیا اوس سے کہا تھا نکا	عزیز کعبہ اگر کوچہ بتان ہوتا
یک [illegible] تمنا کو مٹا دون ظالم	اک خدا ٹھہر گیا مین کوئی بندا نہ ہوا
کج [illegible] سے خلق کے دیکھا کہ کیا ہوا	منصور کو حریف نہ ہونا تھا راز کا
ہم نیازمون کا بار گنہ سے جھکے ہے سر	اور خلق کو گمان ہے ہم پر نماز کا
وہ نہین لطف وہ وفا ہی نہین	تو تو گویا کہ آشنا ہی نہین
[illegible] اس شوخی رفتار سے نکلی ہار ہی	خاک ہو کر جو تھی اک دل مین تمنا باقی

عزیز تخلص مرزا عزیز الدین شاگرد عبد الرحمن خان احسان شاہ عالم بادشاہ کی اولاد مین تھے

تو جو تیغ کو اودھر قاتل اوٹھا کر رہ گیا	مین ادھر حسرت سے سر اپنا جھکا کر رہ گیا
مین یہ حیران ہون عزیز واہ یہ کیا ہو گیا	بیٹھے بیٹھے عشق کا آزار کیسا ہو گیا

عزیز تخلص مولوی عزیز الدین باشندۂ فریدآباد دہلی مین نشو نما پائی تھی

یا سمجتے تھے کبھی گھر کو ترے گھر اپنا	پا گزار نہین ہوتا ترے در پر اپنا
عالم مین اسے عزیز نسیم و صبا کے ہاتھ	کیا کیا اوڑی نہ خاک ہمارے غبار کی

عزیز تخلص نواب یوسف علی خان

اب خاکِ گل رخون سے کردں ارتباط دعشق	وہ دل نہین دماغ نہین وہ جگر نہین
نے تورفو کی جا ہے نہ مرہم کا ہے مقام	کوئی علاج زخم دل اے بخیہ گر نہین

عزیز تخلص مہاراج سنگھ قوم کایتھ باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر دہلوی انھون نے دیوان نصیر دہلوی کو جمع کیا ہے

جام مے گلرنگ سے واقف نہین ساقی	غنچہ کی طرح بیٹھے ہین خون جگر اپنا
پہلے ہی کشتہ تھے ہم اوس نرگس مخمور کے	بس یہ کافر اور یہ سرمہ کا دنبالہ بنا
لیکے نقد دل کبھی جو ایک بوسے بھی نہ دے	اے عزیز اوس مفت بر سے کس طرح سودا بنے

عزیز تخلص مرزا یوسف علی خان باشندۂ بنارس شاگرد مرزا نوشہ غالب دہلی کے اسکول مین معلم ہین انسے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی انیس و دبیر کے مرثیون مین بہت سی غلطیان نکالی ہین اور اونکے بہت سے مرثیون کا جواب لکھا ہے

بدطالعی سے نیک نہو گا مآل کار	بگڑے مین کوئی کام بنایا نہ جائے گا
ناصح کی ناتوانی مین ہم سنکے کیا کرین	سر اونکے آستان سے اوٹھایا نہ جائیگا
ہم یہ کہ اپنی مرگ کو تم بن طلب کرین	تم وہ کہ ہمکو تم سے بلایا نہ جائے گا

عزیز تخلص شیخ محمد علی والد شیخ عاشور علی حضرت سلیم چشتی کی اولادون مین تھے

گردش نے جام چشم کے بدمست کردیا	ساقی ہمارے پاس سے مینا اوٹھائیو

عس تخلص بدرالدین دہلوی انکا سارا کلام اسی انداز کا ہے

کیون بے اوتھے چلا تھا کیا یہ جھگڑا رات کو	کسلیے آیا تھا تیرے گھر وہ مکر ڈات کو

عسکر تخلص عسکر علی خان بنگالی

روتے روتے نہ رہا نام کو نم چشمون مین	آبرو کیونکہ رہے گی مری ہم چشمون مین

عسکری محمد حسن کمین برادر و شاگرد نادر حسین ہاشمی مقیم کالپی

چھوٹا نہ عسکری کبھی دل اوسکے دام سے	زلف اوسکی اک نمونہ ہے قید فرنگ کا
بیٹھے ہین چپ کچھ آپ کا اعین ضرر نہین	نالہ نہین فغان نہین کچھ شور و شر نہین

عسکری نے لی جنون مین جانہ دلبر کی راہ	ایسے مطلب کی نہ سوجھے گی کسی ہشیار کو
آمد گل ہے طرب ساز صبا پھرتی ہے	بلبلو مژدہ کہ گلشن کی ہوا پھرتی ہے

عشاق تخلص ایک ہندو شاعر قدیم کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

سبز خط سے اور ہوا حسن یار کا	آخر خزانے کچھ نہ اوکھاڑا بہار کا

عشرت تخلص میر غلام علی باشندۂ بریلی شاگرد مرزا علی لطف انھون نے پدماوت کی مثنوی کو جو عبرت سے رہگئی تھی ۱۲۱۱ بارہ سو گیارہ ہجری مین باتمام پہونچایا صاحب دیوان گزرے

بسان جام خالی پھوڑ ڈالون چشم پر خون کو	نہ دیکھون گر صراحی دار اوس مخمور کی گردن
غیرون سے ہنسنا وہ جو مری سامنی عشرت	کچھ بس نہ چلا دیکھ کے آنسو نکل آئے
شب وصال مین دل پر قلق ابھی سے ہے	سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے
ہنوز دفن ہوا بھی نہین ترا بسمل	کہ زلزلہ مین زمین کا طبق ابھی سے ہے

عشرت تخلص مرزا اکبر علی لکھنوی صاحب دیوان ہین

لخت دل کو ملکے تلوون سے کہا قاتل نے یون	لعل کا پیدا ہوا ہے اپنے معدن زیر پا

عشرت تخلص مرزا کلن دہلوی خلف مرزا حیدر شکوہ داماد و شاگرد مرزا پیارے رفعت

خاک ہونا بھی ہوا حق مین ہمارے کیمیا	ورنہ دامن تک پہونچنا انکے فلک دشوار تھا
کردیا آسان بس تیری نگاہ قہر نے	ورنہ مرنا سخت جانی سے بہت دشوار تھا
تن سے بھی اوتر کرنہ گرا پاؤن پر اوسکے	کیا کیجیئے قسمت ہی بری ہے مرے سر کی

عشق تخلص حضرت شاہ رکن الدین دہلوی عرف شاہ گھسیٹا نبیرۂ شاہ فرہاد معاصر سودا عظیم آباد مین سکونت اختیار کی تھی صاحب کمال تھے صاحب دیوان گزرے

تیر کے نام پر تڑپتا ہے	اسطرح کا کہین جگر دیکھا
دیدۂ دل جو کر کے وا دیکھا	حرم و دیر مین خدا دیکھا
اوسکے دامن تلک نہ پہونچے ہم	خاک مین آپ کو ملا دیکھا
دشت تجھکو قسم ہے مجنون کی	عشق سا بھی برہنہ پا دیکھا

خانمان کر چکا ہون مین برباد
مہربانی کرو تو عیب نہین
تو بھی وہ میرے گھر نہین آیا
کام تو اب پیام سے گزرا
ہمنے تو خاک بھی دیکھا نہ اثر رونے مین
کیا کیا جفائین ظالم ہم نے تری سہی ہین
عمر کیون کھوتے ہواے دیدۂ تر رونے مین
لیکن شکایتون سے لب آشنا نہین ہے

عشق تخلص شاہ غلام علی خلف شاد لخان متوطن مئو مقیم فرخ آباد

عشق تم نے تو بہت عشق مین غوطہ کہاے
کہین ڈوبے کہین اوچھلے کہین جا کر نکلے

عشق تخلص میر محمد علی حیدر آبادی

بسانِ مردمکِ چشم جو ہین اہل نظر
جو صاف طبع ہین وہ ہرزہ گرد کب ہوتے ہین
قدم کو رکھتے ہین کب اپنے گھر سے وہ باہر
کہین جگہ سے بھی جنبش کرے ہے آب گہر

عشق تخلص حکیم عزت اللہ خان دہلوی خلف حکیم میر قدرت اللہ خان قاسم شاگرد حکیم ثناء اللہ خان فراق صاحب دیوان گزرے

نہ پوچھو ضعف سے تار نگہ مین اے مردم
ہر ایک اشک کا رشتہ ہے ہم کو سوزن کا
ترا اے صانع تقدیر ہم نے کیا بگاڑا تھا
کہ اوس نازک بدن کا دل بنایا سنگ خارا
لیا جو ایک مین بوسہ تو کیا اے یار ہوا
خفا نہ ہو ترے صدقے گیا نثار ہوا
رنجیر پا دست لبہر داغ بدل ہاے
اے شوخ یہ ہے تیرے گنہگار کی صورت
کیونکر آوے نہ مجھے اب کمر یار پسند
فکر باریک ہے اور معنی دشوار پسند
چشم پرخون مین ہے لخت دل بیتاب ہنوز
ایک جا جمع ہین یہان آتش و سیماب ہنوز
دل بیتاب تو نے حیرا ئے ہین زلف یار
لیونگے بال بال کا تجھسے حساب ہم
سبزہ خط کی دل سے الفت ہم اوٹھا سکتے نہین
جو خدا نے لکھدیا اوسکو مٹا سکتے نہین
تم غیر کے گھر بیٹھ کے دل شاد کروگے
ہم کون ہین صاحب کہ ہمین یاد کروگے

عشق تخلص شیخ غلام محی الدین ساکن میرٹھ مبتلا بھی تخلص کرتے تھے صاحب دیوان گزرے

پھر اگئین ہمین اپنی تو آئینہ دار چشم
قسمت مین کسکی ہے ترا دیدار دیکھنا
وان بر سر فساد ہین رندان بادہ نوش
اے محتسب نہ جائیو میخانہ کی طرف

تجھے اے کافر بدکیش ظالم کچہ نہ رحم آیا	ستمگر نا مسلمان سنگدل سب کچہ کہا ہمنے
دل کا تختہ ہے مرا جون گل کاغذ کا چمن	یہان بہار ایک ہی چھینٹے مین خزان ہوتی ہے

عشق تخلص سید حسین مرزا مرثیہ گو عرف آغا سید خلف و شاگرد محمد مرزا اُنس باشندۂ لکھنؤ صاحب دیوان ہین

آرزو ہے کہ ترے تیغ کا چلنا دیکھین	داغ سودا ہوئے ہین چشم تمنا سر پر
تڑپ رہا ہے دل بیقرار پہلو مین	کہ برق کوندتی ہے بار بار پہلو مین

عشق تخلص آغا رضا ولد مرزا مہر علی لکھنوی شاگرد آتش

آنکھون سے یون لگا ہون اوس گلبدن کے پاؤن	جسطرح گبر پوجتے ہین برہمن کے پاؤن

عشقی تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے اور کچہ حال معلوم نہ ہوا

کوئی یہ ہے گلچہرہ کوئی سرو روان ہے	دیکھا تو یہان ایک نہ ایک آفت جان ہے

عشقی تخلص شیخ الہی بخش ولد شیخ محمد بخش باشندۂ کانپور شاگرد رشک

بال بھورے نہین اے جان تمہاری سر پر	آتش حسن جبین سے کے ہین شرارے سر پر
وحشی چشم سیہ جائینگے صحرا کو اگر	ہرن آنکھون پہ جگہ دینگے چکارے سر پر
عشقی کی غرض مانیئے اسمین برائی کیا	اچھا نہین داغ یہ اچھا نہین داغ
جس نے دیکھا صورت سنبل پریشان ہو گیا	اوڑگئی جمعیت دل واہ رے تاثیر زلف

عصمت تخلص امجد علی خان ریختی گو خلف حسین علی خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد محمد علی خان بیسجا

للہ الحمد ہوا مرنے کے عزیزو دلہا	دوش احباب پہ جاتا ہے جنازہ میرا

عطا تخلص محمد عطا حسین معاصر شہیدی ایک مثنوی انسے یادگار ہے

لب سے نکلے نہ کیون سخن شیرین	منہ مین اوسکے زبان رہا کی ہے
ہنس رہے ہین کھڑے جو تربت پر	اونمین یہ ہمنے جان فدا کی ہے

عطش تخلص شیخ احمد جان ولد شیخ محمد بخش باشندۂ ڈھاکہ شاگرد میر امیر علی آشنا و غلام حیدر مجیب راقم کے ملاقاتی ہین

فریب اوج کی گردش یہان پستی دکھاتی ہے	رہا زیر فلک جو کوئی بالاے زمین آیا

پھونک دی ہے ٹھنڈی آہون نے سراپا تن مین آگ | لگ گئی دود چراغ کشتہ سے دامن مین آگ
بڑھاتا ہے فلک ادنی کو اعلی کو گھٹاتا ہے | ترقی ہے مہ نو کو تنزل ماہ کامل کو
کہان آسودگی دل کو ہوئی دیدار قاتل سے | دہان زخم مرنے پر بھی وا ہین چشم بسمل سے
جھک گیا ہون ضعف سے آوارہ پر تاثیر ہے | ای عطش بے پر ہے جو اپنی کمان کا تیر ہے
کہتے ہے موج بحر عطش زور شور سے | پنہان ہر اک حباب کے دریا بغل مین ہے
عریان ہے تیغ دیکھیے کسکی کھلین نصیب | وہ کہنیون تک آستین اپنی چڑھا چلے

عظمت تخلص میر عظمت اللہ باشندہ بریلی خلف میر عزت اللہ جذب شاگرد مومن خان ز
اپنے والد ماجد کے ساتھ مدت سے ملکون کی سیاحت کرکے دہلی مین سکونت اختیار کی تھی

نام عظمت سے ہے نہ شوکت نہ شکوہ | کیا ہی اس نام سے گھبراتا ہون

عظیم تخلص مرزا عظیم بیگ متوطن توران باشندہ دہلی شاگرد حاتم و سودا سنہ ۱۲۲۱
بارہ سو اکیس ہجری مین رحلت کی صاحب دیوان گزرے

کل چشم خونفشان سے گلزار پیرہن تھا | دامن کا تھا جو تختہ اک تختۂ چمن تھا
شب جو بزم خوبرویان مین ہوا اوس مہ کا ذکر | جون چراغ خانۂ مفلس ہر اک خاموش تھا
تقریر سرگذشت نہ پوچھو کہ خامہ وار | آتا ہے گریہ ہر سر حرف بیان پر
فوارسان بلند ہے جنکا کہ حوصلہ | دریا دلون کو مارے ہین تنگی مین دھار پر
بھڑکا ہے دیا آہ نے داماں شفق کو | اے چرخ سنبھلنا کہ لگی متصل آتش
روشن دلون کو کورسوادون سے ہو نہ ربط | کیا آئینہ کو دیدۂ تصویر سے غرض
حاجت شرح و بیان رکھتے نہین روشن ضمیر | واقف ہر نیک و بد ہے گو ہے خاموش آئینہ
مین کیونکہ تجھسے کہون حال دل کہ مثل تفنگ | صدا نکلنے کے آگے دہن مین آگ لگی
سرخ یہ تکمہ ہے یارب یا ستارۂ آتشین | یا کسی عاشق کا خون اوسکے گریبان گیر ہے
کس نگاہ مست کا زخمی ہون یارب مین کہ اب | جاے خون ہر زخم سے جاری شراب ناب ہے
جلتی ہے شرح سوز سے میرے زبان کلک | ہر دم بلی ہے لی جو سیاہی دوات سے

عظیم تخلص مرزا علی

تجھسا کوئی دنیا مین جفا کار نہین ہے
بیرحم و جفا پیشہ و خونخوار نہین ہے

عظیم تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

کچھ نگہ مین نہین آتا ہے بجز جلوۂ یار
جب کہ ہم دل مین عظیم اپنے نظر کرتے ہین

عقیل تخلص مرزا وزیر حیدر عرف آغا مرزا ابن مرزا احمد علی بیگ باشندۂ فرخ آباد

غصہ ایسا اوسے سنکر مرے فریاد آیا
کہ چھری لیکے وہین ذبح کو جلاد آیا

علوی تخلص مولوی عبد اللہ خان مرحوم دہلوی مصنف انشاے صفیر بلبل و صحت نامہ علوی وغیرہ کتب کثیرہ نظم و نثر شمس آباد مین ۱۲۶۳ بارہ سو ترسٹھ ہجری مین انتقال کیا زبان فارسی مین کمال رکھتے تھے احیاناً کبھی اردو شعر کہتے تھے

مضمون کا فکر کیا کرین اوسکے سخن مین ہم
گم ہین خیال تنگی کنج دہن مین ہم

کیا دم تھا کل جو دے گئی یا رب نسیم صبح
غنچہ کی طرح بھول گئے پیرہن مین ہم

دل غم سے تنگ سینہ سراپا الم سے خون
لائے ہین بخت غنچہ مگر اس چمن مین ہم

علی تخلص مرزا علی قلی دہلوی شاگرد سرب سنگہ دیوانہ صاحب دیوان گزرے

جدائی مین تری ہم کیا کہین کسطرح جلتے ہین
بجائے مو بدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہین

علی تخلص علی محمد خان وطن انکا افغانستان مولد و مسکن مراد آباد

دھیان مین لاتے ہین جب اوبھری کسیکی گات ہم
مارتے ہین تب وہین چھاتی پہ دونون ہات ہم

علی تخلص مرزا محمد علی خان ولد مرزا احمد بیگ معروف مرزا جان طپان دہلوی انکا مولد و جاے تربیت کلکتہ اپنے والد ماجد سے کسب سخن کیا تھا لیکن لکھنؤ مین جاکر خواجہ وزیر وزیر سے بھی دو چار غزلون مین اصلاح لی تھی راقم کو دوستون مین مین ۱۲۷۶ بارہ سو چھہتر ہجری مین مدینۂ منورہ کو ہجرت کر گئے شعر اچھا کہتے ہین صاحب دیوان ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

ناکامی ہی باعث ہے مری ناموری کا
پیدا وہ ہنر مین نے کیا بے ہنری کا

شدت نہ ہو وحشت کی اگر دیکھ لین تجھ کو
پردہ ترا باعث ہے صنم پردہ دری کا

شیوۂ مہر کبھی عادت ایام نہین
اس سے امید وفا جز طمع خام نہین

حرکت گر نہین اللہ کو عاشق کی پسند | جاری دیوانون پہ کیون شرع کے احکام نہین
سمجھے غنیمت علی آدمی موجود کو | دل سے کرے درگذر رفت کوا ور بود کو
تو مجھ سے صاف ہے تو مرا دل ہے آئینہ | لے دیکھ آئینہ کے مقابل ہے آئینہ
کیونکر نہ اکتساب سے ہو قلب ماہیت | دیکھو جلا سے ہوتی یہی سبل ہے آئینہ
خاک پاے بتان سیمین تن | کم نہین ہے الوپ انجن سے
طلاطم مین ہمیشہ کشتی عمر رواں دیکھی | حباب ہے قلزم طوفان کنار گور ساحل ہے
زمانہ وہ گیا گذرا نہ وہ تم ہو نہ وہ ہم ہین | نہ وہ سن ہے نہ وہ دن ہے نہ اب وہ طاقت دل ہے
اے علی کیون نہ ہو امید قوی بخشش کی | کہ نبی اپنا کریم اور خدا عادل ہے

علی تخلص حکیم حیدر علی ولد حکیم میر قربان علی باشندۂ ڈھاکہ شاگرد راقم بڑے ذہین تھے انسے ایک چھوٹا سا رسالہ مونثات سماعی کے بیان مین یادگار ہے

دم توڑتے ہین اپنا شب ہجر مین ہمدم | رہ رہ کے جو دھیان آتا ہے اوس عہد شکن کا
کر لیتے ہین تکلیف بھی غربت کی گوارا | یاد آتا ہے جو ظلم ہمین اہل وطن کا
کیونکر نہ علی طفل کو ہو پیاس مین تسکین | شیرین ہے عسل سے بھی لعاب اوسکے دہن کا

علی تخلص میر ولایت علی مرثیہ گو بن میر قربان باشندۂ فرخ آباد

زلف پیچان اون کی بل کھاتی رہی | عاشقون پر اک بلا لاتی رہی

علی تخلص مولوی امانت علی بشتیر فارسی کہتے تھے مدتون سیاحت کی تھی

یون تو سب کچھ لکھا پڑھا تھا وسے | ہم ترے عشق مین بھلا بیٹھے

علی تخلص میر قطب علی بن میر امیر علی باشندۂ دہلی شاگرد عبد الکریم سوز

آخر آخر ترے رونے سے او ٹھینگے طوفان | اسکا انجام نہین دیدۂ پر نم اچھا
کل تو علی کا حال بہت ہی تباہ تھا | کیا گذری آج اوسپہ خدا جانے کیا ہوا
دل تنگ کیے دیتی ہے اول تو اسیری | اور اوس پہ قفس تنگ ہے صیاد غضب ہے

علی تخلص حکیم محمد علی تاجر ولد حکیم غلام حیدر لکھنوی شاگرد جرأت راہ مدینہ منورہ مین راہی ملک عدم ہوئے

آمد آمد جو سنی تیرے نظر بازونے	شوق مین دید کے باہر نکل آئین انکھین

علی تخلص حافظ نواب علی بہادر رئیس باندا ولد نواب ذوالفقار الدولہ شاگرد اسمٰعیل منیر صاحب دیوان و مثنوی مہر و ماہ مین

خیال زلف مین ہے پیچ بیحساب مین روح	بلا مین ہے دل آشفتہ پیچ و تاب مین روح
ہمین سمجھتے ہین اس رنگ سرخ کے ہکو	عتاب چہرے سے ظاہر ہی یار ہی دل مین
بغیر ابر کے برسے نہ جائیگی گرمی	رولاؤ شوق سے مجھکو بخار ہے دل مین

علی احمد تخلص مولوی محمد علی احمد خان خلف مولوی غوث علی خان مرحوم نامی زمیندار و تاجر فیل ضلع سلہٹ راقم کے دوستون مین ہین احیاناً فکر شعر کرتے ہین اور کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین

پہرون ہوتا نہین زانو سے جدا سر اپنا	دہیان آتا ہے جو ایجان ترے زانو کا
چین آتا نہین جو مجھکو علی احمد آج	یاد مژگان ہے کہ کانٹا ہے تری پہلو کا
ہووے جبتک کہ نہ برباد غبار عاشق	دامن پاک صنم تک ہے رسائی مشکل

علیل تخلص شیخ نصیر الدین دہلوی

ایکی اچھے نہین ہونے کے علیل	سخت بیمار ہو ہم جانتے ہین

علیم تخلص میر فضل حسین ولد میر جعفر علی باشندۂ لکھنؤ مقیم مٹیا برج شاگرد مظفر علی ہنر یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

اے مسیحا مجھے اب کون بھلا پوچھے گا	موت کو جس سے ہو پرہیز وہ بیمار ہون مین
بار عصیان سے اوٹھے گا نہ مرا سر اصلا	مجھے تقریر بھلا پیش خدا کیا ہوگی
بیٹھے ٹھلائے ایا زلف کا سودا سر پر	اب کوئی اور بلا اسکے سوا کیا ہوگی
جان دینے کو ہون تیار تری الفت مین	اس سے ایجان جہان بڑھکے وفا کیا ہوگی

علیم تخلص شیخ علیم الدین بن امام الدین باشندۂ راجگیر ضلع فرخ آباد

عمر عصیان مین کاٹی اپنی علیم	عاقبت کی ہمین خبر نہ ہوئی

عمد تخلص لالہ ستیارام کشمیری برادر راجہ دیارام پنڈت مقیم دہلی شاگرد

انعام اللہ خان یقین

مرے تابوت پر حاجت نہین پھولونکی چادر کی | کہ میری نعش پر وہ سرو گل اندام پہنچے گا
خراب مجھکو نہ کر جان آشنا کہکر | برا کرے ہو کسو سے کوئی بھلا کہکر

عمدہ تخلص عنبر خان دکھنی شاگرد ولی منصب داران شاہی مین سے تھے

قطعہ

بس کرو زلف کو لپیٹ رکھو | کیا اسیرون کو مار ڈالوگے
ایک رسوا بہت ہے شہرت کو | جمع کر کیا اجاڑ ڈالوگے

عمر تخلص منشی پلٹن انگریزی محمد عمر خان باشندہ جالندھر مقیم میرٹھ بشتر فارسی کہتے ہین

جو ر سنگین دلان سے ہون مین شہید | میرا مرقد ہو سنگ مرمر کا

عنایت تخلص عنایت علی خان برادر خورد عباس علی خان بیتاب تخلص اپنے فارسی شعر امام بخش صہبائی کو اور اردو اشعار میر حسین تسکین کو دکھلاتے تھے

مین اوسکے دوش سے محفل مین لگ لپٹ بیٹھا | تو یہ بھی دیکھ کے اغیار بے حیا نہ اوٹھے

عندلیب تخلص لالہ گوبند سنگھ دہلوی مصنف قصہ نغمہ عندلیب شاگرد امیر حسن خان بسمل ان دنون کلکتہ مین رہتے ہین نسخہ نغمہ عندلیب نظر سے گزرا

عرش سے فرش تلک فرش سے افلاک تلک | جسطرف جاوے نظر جلوہ ہے اوسکا پیدا

عیار تخلص سید تراب علی باشندہ پرگنہ مہ الہ آباد مین تحصیلی کرتے تھے

سر کون ہے کہ تیغ ستم سے قلم نہین | وہ دل ہے کونسا کہ تراجسمین غم نہین

عیاش تخلص میر یعقوب علی لکھنوی بشتر مرثیہ کہتے تھے

غنچہ بیداد کو سنگ فسان پر تیز کر | وقت قتل اتنا ترحم مجھ پہ ای خونریز کر
پیر میخانہ یہی کہتا ہے ہر اک رند کو | صحبت زاہد سے جتنا ہو سکے پرہیز کر

عیاش تخلص خیالی رام کایتھ دہلوی شاگرد نصیر

جام ہے ہاتھ مین اور شیشہ مے زیر بغل | نہین عیاش کو اب بزم خرابات سے چھوٹ

عیاش تخلص غلام جیلانی خان فرزند غازی الدین خان بہادر شاگرد جرات

انڈا ہے ابر زور زمین سبزہ زار ہے	ساقی جو تو ہی آئے تو کیا ہی بہار ہے
گنتا ہون دم فراق مین تیری مری لیئے	ہر رات تیرے ہجر کی روز شمار ہے

عیاش تخلص سید محمد جعفر شاگرد خلیل

جل گئے خاک ہوئے اپنا یہ نقشا ٹھہرا	شعلہ طور جو اون کا رخ زیبا ٹھہرا
زہر کھاؤ گے شب ہجر کہ کاٹو گے گلا	ہمسے کہد و جو ہو عیاش ارادہ ٹھہرا
کسدن ہوا نہ آگ پیام وصال پر	چنگاریان چھٹرین نہ رخ آتشین سے کب

عیاش تخلص شیخ بدار بخش زمیندار موضع مناج پور ضلع الہ آباد

دن کو آتا ہے نظر وہ مہ خوبی عیاش	کہون کیونکر اثر نالہ شبگیر نہین

عیاش تخلص نواب شہریار مرزا خلف نواب سلطان مرزا عرف مرزا سدنیشاپوری مقیم لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا

لے چلے ہم ہوس عشرت دنیا دل مین	رہ گئی یار کے ملنے کی تمنا دل مین
کعبہ دل کو نہ ڈہاؤ نہ یہ آفت توڑو	اے بتو کچہ تو کرو خوف خدا کا دل مین

عیاش تخلص مرزا کلب علی خان بہادر ڈپوٹی کلکٹر ضلع پرتاب گڑھ بن مرزا کلب حسین خان بہادر نادر تخلص اُنسے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

مردہ بنا گئی مجھے ناحق جلا کے آپ	کیا کر گئے یہ قبر کو ٹھوکر لگا کے آپ
دل لیگئے مرا رخ روشن دکھا کے آپ	سب ہے ظلم جوری کرتے ہین مشعل جلا کے اب

عیان تخلص غالب علی خان فارسی بیشتر کہتے تھے

چمن مین جب کبھو مین نالہ و فریاد کرتا تھا	مری کس کسطرح سے دلبری صیاد کرتا تھا

عیان تخلص مرزا ہاشم علی ولد مرزا کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

خوش ادائون کے ہمیشہ ناز اوٹھایا چاہیے	جب وہ روٹھین پاؤن پڑ پڑکے منایا چاہیے

عیش تخلص مرزا محمد عسکری خلف مرزا علی نقی شہر امین جہانگیر نگر عرف ڈہاکہ باشندہ دہلی مقیم مرشدآباد شاگرد قدرت اللہ قدرت جس صاحب تذکرہ نے انکا تخلص عسکری لکھا ہے غلطی کی ہے

جو خوش طالع کہ شادی مرگ میرے وصل مین ہوگے	نہین وہ روز محشر کو بھی تا مقدور اوٹھیگا

عیش تخلص خدا بخش

جب سے دیکھا ہے تمھارے چہرۂ پر نور کو
کر کے شب تا سحر سمجھا ہون چراغ طور کو

عیش تخلص مرزا حسین رضا لکھنوی شاگرد میر سوز

وہ اگر آئے پشت بام کہین
مین بھی کر لون اوسے سلام کہین

کیا ہے یہ قطرہ قطرہ دے اے ساقی
ایک باری تو بھر کے جام کہین

عیش تخلص میر علی حسین لکھنوی خلف میر محمد علی سید تخلص شاگرد و داماد خواجہ وزیر

فرہاد و قیس لیلی و شیرین کو بھول جائین
دے دون اگر مین یار کی تصویر ہاتھ مین

تیغ نگاہ ناز سے کیجے مجھے شہید
کیون آپ لے کے آئے ہین شمشیر ہاتھ مین

عیش تخلص حکیم آغا جان باشندۂ دہلی

مانا کہ ستم کرتے ہین معشوق مگر آپ
جو مجھ پہ روا رکھتے ہین ایسا نہین ہوتا

کہتا ہے کوئی شعلۂ جوالہ کوئی برق
اس دل پہ گمان لوگونکا کیا کیا نہین ہوتا

اک زلف کا بل ہو تو کہون سیکڑون بل ہین
پیشانی سے ابرو تلک ابرو سے کمر تک

افشاے راز عشق کے باعث تمھین تو ہو
سو بیجا بیان ہین تمھارے حجاب مین

عیش تخلص راے عزت سنگھ منشی دفترخانہ خالصہ شریفیہ باشندۂ دہلی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی و شاہ نصیر دہلوی

رہے جب تک کہ نیچے تھا زمین پر شور محشر کا
بنی گی کیا فلک پر اب نگاہ یار اونچی ہے

نہ ہو پست و بلند دہر سے غافل تو اے منعم
کہین نیچے کہین یہ راہ ناہموار اونچی ہے

عیش تخلص نواب محمد مرزا خلف شوکت الدولہ علی مرزا بہادر نیشاپوری باشندۂ لکھنؤ شاگرد میر دوست علی خلیل

ساتھ سونے کی ہے مدت سے تمنا دل مین
کہہ دیا ہمنے مری جان جو کچھ تھا دل مین

مشک نافہ مین بھلا تل کو ترے کیا کہتا
بات پہلے ہی سمجھ لیتے ہین دانا دل مین

عیش تخلص شیخ ابو محمد فاروقی ولد شیخ نور اللہ قرابتدار قاضی امین اللہ جاجموی شاگرد رشک صاحب دیوان گزرے

ہرگز نہین ہے پاس سخن او سکو آج کل	کیا فائدہ ہے دیوین جو ہم ہاتھ ہاتھ مین
ڈوبے ہین بیانچے ہین صانع نے تمھارے ہاتھ پاؤن	ہین غورش اسلوب او زنازک واہ واہ ہاتھ دہان

عیش تخلص حافظ الٰہی بخش خلف شیخ اللہ دہلوی مقیم میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

خود بخود دل ہے چاک چاک اپنا	عشق ہے او سکو کسکے خنجر کا
شب فرقت شب مصیبت ہے	روز ہجران ہے روز محشر کا

عیش تخلص مرزا اسیتا خلف مرزا امداد حسین باشندہ گڑھی میر نعیم خان متعلق لکھنؤ مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے شعر اچھا کہتے ہین

شمع سان رکھتے ہین ہم عشق مین ای یار قدم	سر بھی کٹجاے تو ہٹتے نہین زنہار قدم
وہم عارض سے گلون کو ہین بچا کر چلتے	باغ مین رکھتے ہین ہم یون کہ کہ ہربار قدم
یون ترا زار ہے ہر گام پہ آہین بھرتا	رکھتے ہین جیسے عصا ٹیک کے بیمار قدم
کشاکش یاد گیسو مین عیان تھی ہر رگ تن سے	بتاؤن کیا شب ہجران کٹی ہے کیسی الجھن سے
نظر آتے ہین صحرا ہے جنون کے رنگ گلشن سے	عجب وحشت نمایان ہے گلون کے چاک دامن سے
اثر سوز جنون کا کوئی مانی سے ذرا پوچھے	چراغ آسا مری تصویر جل اٹھتی ہے روغن سے
دکھا دو تم جو جنس کعبہ رخ دیر مین جا کر	صدا تکبیر کی پیدا ہو ناقوس برہمن سے
عیان ظلم خزان ہے بولتا ہے خون بلبل کا	صدائین ہاے گل کی آرہی ہین صحن گلشن سے

عیش تخلص جوالا پرشاد عملہ پولیس فرخ آباد بن لالہ کالکا پرشاد

کچہ دور نہین غیر سے چھپکر جو وہ آئین	بیباک ہین چالاک ہین کیا کر نہین آتا
کسکی قسمت کا خدا جانے ستارا چمکا	ادہر وہ آپ کہان رات کو مہمان رہے
سلسلہ گیسوے جانان کا جنون مین نہ چھٹا	ہتکڑی ہاتھ مین ہے پاؤن مین زنجیر ہی ہے

عیشی تخلص طالب علی خان ولد علی بخش خان لکھنوی شاگرد مرزا قتیل بعضے تذکرہ والون نے انکو مصحفی کا شاگرد بھی لکھا ہے انسے دیوان فارسی و ریختہ و مجموعہ نثر و مہر و چراغان یادگار ہین شعر انکے اچھے ہوتے ہین

کون پابند جنون فصل بہاران مین نہ تھا
اس برس ننگ جوانی تھا جو زندان مین نہ تھا

دل گرفتہ ہون کرو نکاہو کے مین آزاد کیا
مجھ کو یکسان ہے چمن کیا خانۂ صیاد کیا

زخم کاری جسم پر کشتون کے جان تازہ ہے
آب حیوان مین سمجھا ہے خنجر جلاد کیا

کیا کہون آتش کی تنگی اوسکے گھوڑے کی تگ
برق جا ہی نعل رکھتا ہے وہ توسن زیر پا

ڈبوئین اونگلیان کس بیگنہ کے خون مین تونے
کہ جسکا رنگ ہے رشک گل شاداب ناخن پر

سخن اوسکے عجائب لطف لکنت مین کھاتے ہین
نزاکت سی زبان پر حرف کیا کیا لڑکھڑاتے ہین

تن تنہا مبادا منزل ہستی مین رہ جاؤ
اوٹھو عیشی عدم کو قافلے یارون کے جاتے ہین

مین نے عیشی سے جو پوچھا دل پر خون کا حال
اک صراحی مے گلگون کی بھری دکھلائی

حرف غین معجمہ

غازی تخلص ایک شخص دکھنی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

تمہین مژدہ ہے دیوانو مقرر سیر بہارائی
کہ بوئے گل سحر دوش ہوا پر ہو سوار آئی

غافل تخلص میر سید محمد خوشنویس صاحب مفتاح اللغات و ترجمہ لیلاوتی مدرسۂ دہلی مین اردو اور ناگری کے مدرس تھے

کھانے کو غم جہان مین باقی نہین رہا
پینے کو ایک قطرۂ خون جگر نہین

غافل تخلص میر محمد علی دکھنی شاگرد قدرت اللہ قدرت

چشم کو تجھ بن عجب کچھ رات بیخوابی رہی
اک قلق جی کو رہا اور دل کو بیتابی رہی

جب تلک جیتے رہے جاری رہے انکھوں سی اشک
بعد مرنیکے بھی مدت تک یہ سیلابی رہی

غافل تخلص مولوی عبد الرحیم ولد نور محمد باشندۂ بیر دوال ضلع امرت سر

مضطر تو کوئی شے نہین بسمل کے برابر
پر اوس مین تڑپ کب ہے مرے دل کے برابر

غافل تخلص مرزا مغل لکھنوی

یہان مرگ سے جینا ہے بہانہ دہی درمان
عاشق ترا منت کش کب ہو دے مسیحا کا

بلبل چمن مین کہتی ہے سر اپنا مار کے
پل مارنے مین جاتے رہے دن بہار کے

غافل تخلص راے سنگھ باشندۂ دہلی حساب مین اچھی مہارت رکھتے تھے

وصف کرتا ہے اون لبون کا جب	غافل اوسوقت لعل اوگلتا ہے

غافل تخلص نجباور سنگھ مرادآبادی

بیمار عشق کی نہ دوا ہو طبیب سے	مرجائے یا جیئے کوئی اپنے نصیب سے

غافل تخلص منور خان مرحوم باشندۂ لکھنو ولد صلابت خان رفیق فقیر محمد خان گویا شاگرد غلام ہمدانی مصحفی صاحب دیوان گزری

کام آیا نہ برے وقت کوئی اے غافل	نہین معلوم یہ اپنے ہین کہ بیگانے ہین
نواسنج چمن دیتے نہ تکلیف فغان مجھکو	برنگ شعلہ گروہ جانتے آتش زبان مجھکو
یاد گیسو مین اولجھتا ہے سر شام سے دل	رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے
دیدنی کارگاہ صنعت ہے	بت ہے جو یہان خدا کی قدرت ہے

غالب تخلص مخدوم اعظم نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ معروف بہ میرزا نوشہ خلف عبد اللہ بیگ خان اولاد مین افراسیاب کے ہین مولد انکا اکبرآباد مسکن دہلی طبیعت انکی بہت دشوار پسند ہے اشعار فارسی انکے اشعار ظہوری ترشیزی و میرزا عبد القادر بیدل کے ہم پہلو ہوتے ہین اشعار اردو مین بھی وہی انداز ہے اوائل مین اردو غزلون مین اسد تخلص کرتے تھے بڑا عرصہ گزرا کہ کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کو دلی مین رہنے کے ہنگام مین انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا کلیات انکا نظر سے گزرا ۱۲۸۵ بارہ سو پچاسی ہجری مین انتقال کیا

کہتے ہو نہ دینگے ہم دل اگر پڑا پایا	دل کہان کہ گم کیجے ہم نے مدعا پایا
شور پند ناصح نے زخم پر نمک چھڑکا	آپ سے کوئی پوچھے تمنے کیا مزا پایا
بوے گل نالۂ دل دود چراغ محفل	جو تری بزم سے نکلا سو پریشان نکلا
مین نے چاہا تھا کہ اندوہ وفا سے چھوٹون	وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہ ہوا
مرگیا صدمۂ یک جنبش لب سے غالب	ناتوانی سے حریف دم عیسی نہ ہوا
گو نہ سمجھون اوسکی باتین گو نپاؤن اوسکا بھید	پہ یہ کیا کم ہے کہ مجھ سے وہ پریپیکر کھلا

منہ نہ کھلنے پر ہے وہ عالم کہ دیکھا ہی نہیں
زلف سے بڑھکر نقاب اوس شوخ کے منہ پر کھلا

در پہ رہنے کو کہا اور کہہ کے کیسا پھر گیا
جتنے عرصہ مین مرا لپٹا ہوا بستر کھلا

کی مرے قتل کے بعد اوسنے جفا سے توبہ
ہاے اوس زود پشیمان کا پشیمان ہونا

حیف اوس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالب
جسکی قسمت مین ہو عاشق کا گریبان ہونا

تیرے وعدے پہ جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نجاتے اگر اعتبار ہوتا

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

تجاہل پیشگی سے مدعا کیا
کہان تک اے سراپا ناز کیا کیا

تھی خبر گرم کہ غالب کے اوڑینگے پرزے
دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشا نہ ہوا

لے تو لون سوتے مین اوسکے پانو کا بوسہ مگر
ایسی باتون سے وہ کافر بدگمان ہوجائیگا

واے گر میرا ترا انصاف محشر مین نہ ہو
اب تلک تو یہ توقع ہے کہ وہان ہوجائیگا

جمع کرتے ہو کیون رقیبون کو
اک تماشا ہوا گلا نہ ہوا

ہے خبر گرم اونکے آنے کی
آج ہی گھر مین بوریا نہ ہوا

مین اور بزم مے سے یون تشنہ کام آون
گر مین نے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا

ہوا جب غم سے یون بیحس تو غم کیا سر کے کٹنے کا
نہ ہوتا گر جدا تن سے تو زانو پر دھرا ہوتا

ہوئی مدت کہ غالب مرگیا پر یاد آتا ہے
وہ ہر اک بات پر کہنا کہ یون ہوتا تو کیا ہوتا

دل دیا جانکے کیون اوسکو وفادار اسد
غلطی کی کہ جو کافر کو مسلمان سمجھا

ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا
آپ آتے تھے مگر کوئی عنان گیر بھی تھا

پکڑے جاتے ہین فرشتون کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دم تحریر بھی تھا

رشک کہتا ہے کہ اوسکا غیر سے اخلاص حیف
عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کسکا آشنا

ذکر اوس پریوش کا اور پھر بیان اپنا
بنگیا رقیب آخر تھا جو رازدان اپنا

مے وہ کیون بہت پیتے بزم غیر مین یارب
آج ہی ہوا منظور اونکو امتحان اپنا

تا کرے نہ غمازی کرلیا ہے دشمن کو
دوست کی شکایت مین ہمنے ہمزبان اپنا

ہم کہان کے دانا تھے کس ہنر مین یکتا تھے
بے سبب ہوا غالب دشمن آسمان اپنا

جور سے باز آئے پر باز آئین کیا
لاگ ہو تو اوسکو ہم سمجھین لگاؤ
پوچھتے ہین وہ کہ غالب کون ہے
تو ہم مریض عشق کے بیمار دار ہین
غم سے مرتا ہون کہ اتنا نہین دنیا مین کوئی
وہ آرہا مرے ہمسایہ مین تو سایہ سے
یارب وہ سمجھے ہین نہ سمجھین گے مری بات
مرتا ہون اس آواز پہ ہر چند سر اوڑ جاے
اسد بسمل ہے کس انداز کا قاتل سے کہتا ہے
جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملین گے
دل سے نکلا پہ نہ نکلا دل سے
مر گیا پھوڑ کے سر غالب وحشی ہے ہے
ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
یون وام بخت خفتہ سے اک خواب خوش ولے
کی وفا ہم سے تو غیر اوسکو جفا کہتے ہین
اگلے وقتون کے ہین یہ لوگ انھین کچھ نہ کہو
مہربان ہو کے بلا لو مجھے چاہو جس وقت
ضعف مین طعنۂ اغیار کا شکوہ کیا ہے
زہر ملتا ہی نہین مجھ کو ستمگر ورنہ
دھول دھپا اوس سراپا ناز کا شیوہ نہین
ہم کو ستم عزیز ستمگر کو ہم عزیز
مت مردمک دیدہ مین سمجھو یہ نگاہین
راز معشوق نہ رسوا ہو جاسے

کہتے ہین ہم تجھکو منہ دکھلائین کیا
جب نہ ہو کچھ بھی تو دھوکا کھائین کیا
کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائین کیا
اچھا اگر نہ ہو تو مسیحا کا کیا علاج
کہ کرے تعزیت مہر و وفا میرے بعد
فدا ہوئے در و دیوار پہ در و دیوار
دے اور دل اونکو جو نہ دے مجھکو زبان اور
جلاد کو لیکن وہ کہے جائین کہ ہان اور
کہ مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر
کیا خوب قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور
ہے ترے تیر کا پیکان عزیز
بیٹھا اوسکا وہ آکر تری دیوار کے پاس
خاک ہو جائینگے ہم تم کو خبر ہونے تک
غالب یہ خوف ہے کہ کہان سے ادا کرون
ہوتی آئی ہے کہ اچھون کو برا کہتے ہین
جو مے و نغمہ کو اندوہ ربا کہتے ہین
مین گیا وقت نہین ہون کہ پھر آ بھی نہ سکون
بات کچھ سر تو نہین ہے کہ اوٹھا بھی نہ سکون
کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نہ سکون
ہم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیش دستی ایکدن
نامہربان نہین ہے اگر مہربان نہین
ہین جمع سویدا سے دل چشم مین آہین
ورنہ مر جانے مین کچھ بھید نہین

کہتے ہین جیتے ہین امید پہ لوگ
ہمکو جینے کی بھی امید نہین

مجھ تک کب اونکی بزم مین آتا تھا دور جام
ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب مین

لاکھون لگاو ایک چرانا نگاہ کا
لاکھون بناو ایک بگڑنا عتاب مین

غالب چھٹی شراب پر اب بھی کبھی کبھی
پیتا ہون روز ابر و شب ماہتاب مین

جانا پڑا رقیب کے در پر ہزار بار
اے کاش جانتا نہ تری رہگذر کو مین

ہے کیا جو کسکے باندہیے میری بلا ڈرے
کیا جانتا نہین ہون تمھاری کمر کو مین

ذکر میرا بہ بدی بھی اوسے منظور نہین
غیر کی بات بگڑ جاے تو کچھ دور نہین

مین جو کہتا ہون کہ ہم لینگے قیامت مین تمہین
کس رعونت سے وہ کہتے ہین کہ ہم حور نہین

عشق و مزدوری عشرت گہ خسرو کیا خوب
ہم کو تسلیم نکو نامی فرہاد نہین

کیون گردش مدام سے گھبرا نہ جاے دل
انسان ہون پیالہ و ساغر نہین ہون مین

یارب زمانہ مجھکو مٹاتا ہے کس لیے
لوح جہان پہ حرف مکرر نہین ہون مین

نیند اوسکی ہے دماغ اوسکا ہے راتین اوسکی ہین
تیری زلفین جسکے بازو پر پریشان ہوگئین

رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلین مجھ پر پڑین اتنی کہ آسان ہوگئین

ملنا ترا اگر نہین آسان تو سہل ہے
دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہین

شوریدگی کے ہاتھ سے ہے سر وبال دوش
صحرا مین اے خدا کوئی دیوار بھی نہین

اس سادگی پہ کون نہ مر جاے اے خدا
لڑتے ہین اور ہاتھ مین تلوار بھی نہین

دل ہے تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آے کیون
روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستاے کیون

حسن اور اوسپہ حسن ظن رہگئی بوالہوس کی شرم
اپنے پہ اعتماد ہے غیر کو آزماے کیون

ہان وہ نہین خدا پرست جاؤ وہ بیوفا سہی
جسکو ہو دین و دل عزیز اوسکی گلی مین جاے کیون

مین نے کہا کہ بزم ناز چاہیے غیر سے تہی
سنکے ستم ظریف نے مجھکو اوٹھا دیا کہ یون

شب کو کسیکے خواب مین آیا نہ ہو کہین
دکھتے ہین آج اوس بت نازک بدن کے پانون

وہان اوسکو ہول دل ہے تو یہان مین ہون شرمسار
یعنی یہ میری آہ کی تاثیر سے نہ ہو

جانکر کیجے تغافل کہ کچھ امید بھی ہو
یہ نگاہ غلط انداز تو سم ہے ہم کو

جب میکدہ چھٹا تو پھر اب کیا جگہ کی قید
کہا تم نے کہ کیون ہو غیر کے ملنے مین رسوائی
غلط ہے جذب دل کا شکوہ دیکھو جرم کسکا ہے
مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو
مرے دلمین ہے غالب شوق وصل و شکوۂ ہجران
غالب ترا احوال سنا دینگے ہم اونکو
کیا خوب تم نے غیر کو بوسہ نہین دیا
لیتا نہین میرے دل آوارہ کی خبر
قطع کیجے نہ تعلق ہم سے
ہم بھی تسلیم کی خو ڈالینگے
صحبت مین غیر کے نہ پڑی ہو کہین یہ خو
منہ کی ہے اور بات مگر خوبری نہین
غیر کو یارب وہ کیونکر منع گستاخی کرے
نقش کو اوسکے مصور پر بھی کیا کیا ناز ہے
گرچہ ہے کس کس برائی سے ولی با اینہمہ
ہار از ملنے نے اسد اللہ خان تمھین
ہو چکین غالب بلائین سب تمام
کعبہ کس منہ سے جاؤگے غالب
ہمکو اونسے وفا کی ہے امید
مین نے مانا کہ کچھ نہین غالب
اپنا نہین وہ شیوہ کہ آرام سے بیٹھین
کی ہمنفسون نے اثر گریہ مین تقریر
اوس انجمن ناز کی کیا بات ہے غالب

مسجد ہو مدرسہ ہو کوئی خانقاہ ہو
بجا کہتے ہو سچ کہتے پھر کہیو کہ ہان کیون ہو
کھینچو گر تم اپنے کو کشاکش درمیان کیون ہو
یک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیئے
خدا وہ دن کرے جو اوس سے مین بھی کہون وہ بھی
وہ سنکے بلا لین یہ اجارا نہین کرتے
بس چپ رہو ہمارے بھی منہ مین زبان ہے
ابتک وہ جانتا ہے کہ میرے ہی پاس ہے
کچھ نہین ہے تو عداوت ہی سہی
بے نیازی تری عادت ہی سہی
دینے لگا ہے بوسہ بغیر التجا کیے
بھولے سے اوسنے سیکڑون وعدہ وفا کیے
گر حیا بھی اوسکو آتی ہے تو شرما جائی ہے
کھینچتا ہے جسقدر اوتنا ہی کھینچتا جائے ہے
ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اوس محفل مین ہے
وہ ولولے کہان وہ جوانی کدھر گئی
ایک مرگ ناگہانی اور ہے
شرم تم کو مگر نہین آتی
جو نہین جانتے وفا کیا ہے
مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے
اوس در پہ نہین بار تو کعبہ ہی کو ہو آئے
اچھے رہے آپ اوس سے مگر مجھکو ڈبوائے
ہم بھی گئے وہان اور تری تقدیر کو رو آئے

یون ہی دکہ کسی کو دینا نہین خوب ورنہ کہتا
بوسہ دیتے نہین اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ
ہمکو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گہر کی رونق
ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
ہوا ہے شہ کا مصاحب پہرے ہے اتراتا
قہر ہو یا بلا ہو جو کچہہ ہو
عشق نے غالب نکما کر دیا
کب وہ سنتا ہے کہانی میری
قدر سنگ سر رہ رکہتا ہون
دہن اوسکا جو نہ معلوم ہوا
کر دیا ضعف نے عاجز غالب
اچہا ہے سر انگشت حنائی کا تصور
اوس لب سے مل ہی جائیگا بوسہ کبہی تو ہان
چاہیے اچہون کو جتنا چاہیے
منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید
چاہتے ہین خوبرویون کو اسد
غیر پہرتا ہے لیے یون ترے خط کو کہ اگر
ایسی نزاکت کا برا ہو وہ بہلے ہین تو کیا
بوجہ وہ سر سے گرا ہے کہ اوٹہائے نہ اوٹہے
پلادے اوک سے ساقی جو ہمسے نفرت ہے
اسد خوشی سے مرے ہاتہہ پاون پہول گئے
در پردہ اونہین غیر سے ہے ربط نہانی

کہ مرے عدو کو یارب ملے میری زندگانی
جی مین کہتے ہین کہ مفت آئے تو مال اچہا ہے
دل کے خوش رکہنے کو غالب یہ خیال اچہا ہے
نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی
تمہین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے
وگرنہ شہر مین غالب کی آبرو کیا ہے
کاشکے تم مرے لیئے ہوتے
ورنہ ہم بہی آدمی تہے کام کے
اور پہر وہ بہی زبانی میری
سخت ارزان ہے گرانی میری
کہل گئی ہیچمدانی میری
تنگ پیری سے ہے جوانی میری
دل مین نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی
شوق فضول وجرأت رندانہ چاہیے
یہ اگر چاہین تو پہر کیا چاہیے
ناامیدی اوسکی دیکہا چاہیے
آپ کی صورت تو دیکہا چاہیے
کوئی پوچہے کہ یہ کیا ہے تو چہپائے نہ بنے
ہاتہہ آوین تو اونہین ہاتہہ لگائے نہ بنے
کام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے
پیالہ گر نہین دیتا نہ دے شراب تو دے
کہا جو اوسنے ذرا میرے پاون داب تو دے
ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ پردہ نہین کرتے

قیا ہے دل اگر اوسکو بشر ہے کیا کہیے
یہ ضد کہ آج نہ آوے اور آئے بن نہ رہے
سمجھ کے کرتے ہین بازار مین وہ پرسش حال
خدایا جذبۂ دل کی مگر تاثیر اولٹی ہے
قیامت ہے کہ ہووے مدعی کا ہمسفر غالب
کیا تعجب ہے کہ اوسکو دیکھکر آجاے رحم
گو ہاتھ کو جنبش نہین آنکھون مین تو دم ہے
نہ کہیو طعن سے پھر تم کہ ہم ستمگر ہین
رونے سے اور عشق مین بیباک ہوگئے
اس رنگ سے اوٹھائی کل اوسنے اسد کی نعش
بک رہا ہون جنون مین کیا کیا کچھ
تمہاری طرز روش جانتے ہین ہم کیا ہی
کہان میخانہ کا دروازہ غالب اور کہان واعظ
ناکردہ گناہون کی بھی حسرت کی ملے داد
بیگانگی خلق سے بیدل نہ ہو غالب
اک خون چکان کفن مین کروڑون بناو ہین
واعظ نہ تم پیو نہ کسیکو پلا سکو
کیا فرض ہے کہ سبکو ملے ایکسا جواب
ہوگا کوئی ایسا بھی کہ غالب کو نہ جانے
وہ رند ہیں ہم ہین کہ ہین روشناس خلق اے خضر
گدا سمجھ کے وہ چپ تھا مری جو شامت آئے
ہے ہے خدا نخواستہ وہ اور دشمنی
تم اپنے شکوہ کی باتین نہ کھود کھود کے پوچھو

ہوا رقیب تو ہو نامہ بر ہے کیا کہیے
قضا سے شکوہ ہمین کسقدر ہے کیا کہیے
کہ یہ کہے کہ سر رہگذر ہے کیا کہیے
کہ جتنا کھینچتا ہون اور کھنچتا جای ہے مجھسے
وہ کافر جو خدا کو بھی نہ سونپا جاے ہے مجھسے
وہان تلک کوئی کسی حیلے سے پہنچا دے مجھے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے
مجھے تو خو ہے کہ جو کچھ کہو بجا کہیے
دھوئے گئے ہم اتنے کہ بس پاک ہوگئے
دشمن بھی جسکو دیکھ کے غمناک ہوگئے
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی
رقیب پر ہے اگر لطف تو ستم کیا ہے
پر اتنا جانتے ہین کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے
یارب اگر ان کردہ گناہون کی سزا ہے
کوئی نہین تیرا تو مری جان خدا ہے
پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدون پہ حور کی
کیا بات ہے تمہارے شراب طہور کی
آؤ نہ ہم بھی سیر کرین کوہ طور کی
شاعر تو وہ اچھا ہے پہ بدنام بہت ہے
نہ تم کہ چور بنے عمر جاودان کیلیے
اوٹھا اور اوٹھکے قدم مین نے پاسبان کے لیے
اے شوق منفعل یہ تجھے کیا خیال ہے
حذر کرو مرے دل سے کہ اسمین آگ دبی ہے

رحم کر ظالم کہ کیا بود چراغ کشتہ ہے ‎ ‎ نبض بیمار وفا دود چراغ کشتہ ہے
دی مجکو شکایت کی اجازت کہ ستمگر ‎ ‎ کچھ تجبہ کو مزا بھی مرے آزار مین آوے
زندگی مین تو وہ محفل سے اوٹھا دیتے مجھے ‎ ‎ دیکھون اب مر گئے پر کون اوٹھاتا ہے مجھے

غالب تخلص نواب اسد اللہ خان دہلوی مہابت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین سکونت کی تھی

عجب کیا ہے اگر اخگر گرے اب میری آنکھون سے ‎ ‎ کہ رونا ہے دل پر سوز آتش بار پہلو مین

غالب تخلص انور علی ملازم نواب فیض محمد خان والی جھجر

کام تو سو طرح نکل آئے ‎ ‎ کوئی جانے جو مدعائے دل

غالب تخلص مکرم الدولہ بہادر بیگ خان خلف نیاز بیگ خان متوطن توران باشندہ دہلی شاگرد ہدایت اللہ خان ہدایت شعر فارسی بھی کہتے تھے سنہ ۱۲۱۸ بارہ سو اٹھارہ ہجری مین انتقال کیا

رہتے ہین آینہ سے ہمیشہ دوچار آپ ‎ ‎ تنہا ہی لوٹتے ہین یہ ساری بہار آپ
اے آہ ذرا خدا سے ڈر کر ‎ ‎ دل مین تو بتون کے ٹک اثر کر
بجلی کے چمکنے سے ہے احسان ‎ ‎ شب چھاتی سے لگ گئے وہ ڈر کر
خیمہ کے بند وا کر ساغر کو تو پیا کر ‎ ‎ عالم شباب کا ہے اور بے حجابیان ہین
قصۂ درد و غم اپنا جو سنایا ہم نے ‎ ‎ یہان تلک روئے کہ اونکو بھی دلایا ہمنے

غالب تخلص غالب علی خان نبیرۂ دوندی خان باشندۂ دہلی تربیت زور آور تھی

جان بلب ہین تری اس چشم کے بیمار بہت ‎ ‎ تیر مژگان سے ہوئے ہین جگر افگار بہت

غالب تخلص مرزا امان علی خان عظیم آبادی مؤلف اردو قصۂ امیر حمزہ شاگرد قتیل مدت تک ڈیوٹی کلکٹر تھے بہت دنون سے کلکتہ مین سکونت اختیار کی ہے شعر فارسی بھی کہتے ہین پہلے قوم ہنود سے تھے پھر مشرف باسلام ہوے انسے چندر نگر عرف فرانسڈ انگا مین ملاقات ہوئی تھی انکا قصۂ امیر حمزہ نظر سے گزرا

آئینہ مین آپ نے دیکھا جو روے آتشین ‎ ‎ پڑ گئین چنگاریان گویا سراسر آب مین

نخل شعلے
بن گئے لعل و گہر اشک دل افگار و نکے ۔۔۔ دیدۂ زار خزانے ہوئے فوارون کے
خنجر مژگان کی دکھلا آج برانی مجھے ۔۔۔ آئینہ تجھکو مبارک چشم حیرانی مجھے
سلطنت سے ہے کہین غالب بشیر ہو اگر ۔۔۔ آستان سرور عالم کی دربانی مجھے

غبار تخلص سید علی نقی بن سید نیاز علی ڈپٹی کلکٹر مراد آباد شاگرد محمد عسکری نیگر

وہ گر رہے تھے شکایت یہ کل رقیبون سے ۔۔۔ کیا زمانے مین رسوا غبار نے ہم کو

غبار تخلص منشی کنہیالال ابن منشی مشتاق راے باشندۂ ضلع بلندشہر

دیکھیے کیا آفت تازہ ہمارے سر پہ آئے ۔۔۔ رات بھر عشق و جنون مین مشورہ باہم ہوا

غربت تخلص حکیم غلام نبی رامپوری شاگرد حضرت رافت صاحب دیوان گزرے

پس از پیام اجل یار کا پیام آیا ۔۔۔ سلامتی کئی اپنی تو جب سلام آیا
عکس رخ اوسکا سمجھ کر آئینہ پر آئینہ ۔۔۔ توڑتا ہے آئینہ گر آئینہ پر آئینہ
شہر مین تیرے اگر ہنر تا تو اسے قم ائینہ رو ۔۔۔ بھیجتا تجھکو سکندر آئینہ پر آئینہ

غربت تخلص ایک شخص مراد آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

گھر چھوٹا شہر چھٹا ایک یہ چھوٹا غم عشق ۔۔۔ ہم تو غربت کے اسی بات سے دیوانے ہوئے

غریب تخلص شیخ نصیر الدین احمد وطن انکا کشمیر مولد دہلی فارسی بیشتر کہتے تھے

حال دل شورید کہون کس سے غریب آہ ۔۔۔ وہ درد نہین جسکے طبیب سے دوا ہو

غریب تخلص میر محمد تقی دہلوی ملازم نواب میر محمد قاسم خان

الہی مت کسیکو پیش درد انتظار آوے ۔۔۔ ہمارا دیکھیے کیا حال ہو جبتک کہ یار آوے

غریب تخلص محمد زمان

تیرے بغل مین دل یہ جو یہ داغ ہی غریب ۔۔۔ حسرت چمن کی کا ہے کو یہ باغ ہی غریب

غریب تخلص غریب اللہ باشندۂ شاہ آباد شاگرد مومن خان انگریزی پلٹن کے منشی تھے

انکو دل دیکے کوئی کیا خوش ہو ۔۔۔ دلربا دلبری نہین کرتے
خضر و عیسے و جام آب حیات ۔۔۔ لب سے کچھ ہمسری نہین کرتے

غضنفر تخلص سید ابن حیدر خلف مولوی ولی حیدر باشندہ فرخ آباد

وصل کی رات لبون تک جو مری جام آئے
تیرے دل کو بھی سرور ای بت خودکام آئے

غضنفر تخلص غضنفر علی خان لکھنوی ولد غلام حسین خان کڑوڑا شاگرد جرأت شعر انکے اچھے ہوتے ہین

کہتا تھا اس مریض کو کل وہ سُنا سُنا
کردے معاف کوئی کسی کا کہا سُنا

تھی زبان بیمار کی تیرے جو وقت نزع بند
تو دم مرون کچھ آنکھون مین اشارا کرگیا

تادم زیست نہ اوس شوخ کا در چھوڑونگا
آخر اک روز مین اپنا اوسے کر چھوڑونگا

جھانکا کسی نے در سے جو گردن نکال کر
ششدر سا رہگیا مین کلیجا سنبھال کر

تصور مین ہو اوس سے دو بدو ہم
کیا کرتے ہین پہرون گفتگو ہم

کھینچی دیکھی جو کل تصویر مجنون
تو گویا بیٹھے ہین بس ہو بہو ہم

دن کو فرصت نہین تو آئے پیاری شب کو
ہم تو آ سکتے نہین غیر کے ماری شب کو

لایا یوسف کا مصوّر جو دکھانے نقشہ
لگے اوس نقشہ سے اپنا وہ ملانے نقشہ

وائے اے بلبل نالان کہ چمن چھوٹا ہے
ہاے اے مرغ گلستان کہ وطن چھوٹا ہے

جان تجھکو بھی جدائی مری آسان نہین
جی کو سختی ہے کہ جسوقت وطن چھوٹا ہے

غفلت تخلص و نام اخوند غفلت رام پوری شاگرد حافظ شیرازی طالب و خواہرزادہ کرم خان شعر اچھا کہتے تھے صاحب دیوان گزرے انکے بیشتر اشعار مین مرنے کا مضمون ہوتا ہی

کرتا تھا ہی تیشہ فرہاد کئی دن سے
لو سود ہو جاگے ہو فرہاد کئی دن سے

ق

سکندر آسے زمین ناپئے جو تا لب گور
صدا یہ کان مین آئی دہان تربت سے

بس اب نہ کیجیے کام در سن سے پیمایش
یہان کی ہو گی مساحت جریب قامت سے

غفور تخلص محمد غفور کشمیری کبھی دہلی اور کبھی لکھنؤ مین رہتے تھے

آجاے غفور کچھ نہ آفت
تم خیر سے جلد گھر سدہارو

غلام تخلص راجہ گوپال ناتھ خلف مرزا راجہ رام ناتھ دہلوی متخلص بہ ذرہ

شاہ عالم بادشاہ کے مقربون مین تھے

جو ہمبستر کبھو ہم ہون غلام اوس خوبصورت کے خط دے کہ نہ دے گوش برآواز ہین قاصد	نہ لین واللہ تا روز قیامت دوسر کروٹ مژدہ تو ہمین یار کے آنے کا سنا دے

غلامی تخلص شاہ غلام محمد معاصر حاتم باشندۂ دہلی

کل جسکی نظر تیر سی گزری مرے دل سے	پھر آج وہی دیدہ سے قاتل نظر آیا

غلامی تخلص غلام محی الدین دہلوی استاد راجہ کنور تہلہ راجہ نہال سنگہ طوطی تخلص

گورا غلامی مکھڑا نہ دیکھا جو مین نے آج	سُن لیجیے گا گور مین آ بے اجل گیا

غلطان تخلص کریم بخش باشندۂ موضع کرانہ شاگرد محمد ابراہیم ذوق

جب نکلتے ہین طفل اشک تو پھر آج تک مجھکو رہی آنے کی کل پرسون امید	سر پہ رو رو کے گھر اوٹھاتے ہین اک قیامت ہے ترا وعدۂ فردا کیا ہے

غم تخلص الف خان خلف محمد بخش خان رسالہ دار باشندۂ عرب سرائے مقیم علیگڈھ کول بعض تذکرہ والے نے انکے والد کا نام اصالت خان رسالدار لکھا ہے

زلف سے لاکھ پریشانی ہو پیدا کیا ہے غم ترے استنے تغافل سے موا جاتا ہے	سر سلامت ہے تو اندیشۂ سودا کیا ہے تو اگر آئے تو اسمین ترا جاتا کیا ہے

غم تخلص سید محمد اسمعیل مرشد آبادی

مین ہون اور نالۂ شبگیر ہے اللہ اللہ	سنگدل کافر بے پیر ہے اللہ اللہ

غم تخلص علی خان ترک سوار ولد عبداللہ خان باشندۂ کانپور شاگرد مولوی وحید الدین خان فرد

جوش مے گلرنگ سے مخمور ہین آنکھین	اے نرگس شہلا تری مخمور ہین آنکھین

غم تخلص مہتاب سنگہ کایتھ شاگرد شاہ نصیر باشندۂ دہلی پنجاب مین نوکر تھے

اک قطرہ مے مین ہم سے ساقی ہے در گذر صیاد بیخبر ہی رہا اور قفس مین ہاے	ورنہ ہر اک کو تو نے سبو کے سبو دیے ٹکرا کے سر کو بلبل ناشاد مر گئی

غمخوار تخلص مرزا محمد علی بیگ لکھنوی

رسوا ہوا ہون جیسے مین اوس کجکلاہ کا
لیتا نہین ہے نام کوئی اوسکی چاہ کا

وصل کی شب گزر گئی پل مین
رنگ فق ہو گیا سحر کو دیکھہ

غمگین تخلص میر سید علی خلف سید محمد دہلوی برادر شاہ نظام الدین احمد قادری ناظم صوبہ دہلی شاگرد سعادت یار خان رنگین

مضطرب تھا دل اپنا جون پارا
آخر اوس شوخ نے جلا مارا

تونے صیاد نیا ظلم یہ ایجاد کیا
بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا

مہربان کوئی مرا جز غم دلدار نہین
حسن کا شعلہ کے سوا کوئی خریدار نہین

یہ داغ عشق نہ ہو دور اپنے سینے سے
کہین مٹا ہے کہ خدا حرف بھی نگینے سے

گو سیہ بخت ہون پر سرمۂ بینائی ہون
جو کہ دیکھے ہے سو آنکھون سے لگاتا ہے مجھے

غمگین تخلص مولوی عبد القادر خان بہادر متوطن رام پور صدر الصدور مراد آباد فاضل بے بدل تھے گاہ گاہ فکر شعر کرتے تھے بعض تذکرہ والون نے انکا قادر تخلص لکھا ہے

جو مے رہنے تو شیشہ جھکا کے ساقی نے
کہا یہ رندون سے تجھے سلام شیشے کا

بندے کو طلب ہووے تو سرکار مین آوے
خلوت مین نہ ہو حکم تو دربار مین آوے

غمگین تخلص میر عبد اللہ دہلوی خلف میر حسین تسکین رام پور مین انتقال کیا

وہ خبر ہی جانگزا تھی جسکو سنکر مر گیا
ورنہ اک تیشے سے ہوتا کام کیا فرہاد کا

آتے ذرا نہ اور تو مر ہی چلے تھے ہم
تمنے تو کہہ دیا کہ ہمین کچھ خبر نہین

کمی کرین جگر و دل تو کیا کرون یارب
کچھ اور دے مجھے مژگان خونفشان کے لیے

غنا تخلص غلام محمد خان ابن بہادر خان متوطن اورنگ آباد ضلع بلند شہر

مسی مالیدہ لب غنا اوس کا
برگ سوسن نہین تو پھر کیا ہے

غنی تخلص شیخ عبد الغنی سہارنپوری

تیر نی ہے نظر حسن یہ دم چشم بریدن
بیان ہمنے یہ گاہ بھی بجا رنج اٹھایا

غنی تخلص عبد الغنی ولد شیخ عبد الصمد کانپوری شاگرد مولوی ہادی علی اشک

جنت مین نہین ایسے کسی حور کے تلوے	اللہ نے بنائے ہین ترے نور کے تلوے
مین ایڑیان اوسوقت رگڑتا ہون زمین پر	یاد آتے ہین جب خواب مین اک حور کے تلوے

غنی تخلص مرزا عباس ولد مرزا احسن لکھنوی شاگرد مرزا محمد حسن شیدا

لیگیا رنج بڑا عاشق شیدا دل مین	رہ گئی یار کے ملنے کی تمنا دل مین
کوچۂ یار مین تاراج ہوئی دولت دل	لٹ گیا مین عمل بادشہ عادل مین
کشتئ مے سے مرا پار لگا دے بیڑا	آئے یارب یہ دل ساقی دریا دل مین

غنی تخلص غنی احمد جاجموئی باشندۂ کانپور ولد ابو محمد عیش خویش مولوی عباس علی عاشق شاگرد میر علی اوسط رشک و شوکت

شوکت کے فیض سے ہوئی فکر غنی رسا	موزون کیئے ہین شعر بہت حسب حال اب
چھوٹے ہی گالیون پہ تری کسقدر زبان	چھوٹے سے منہ مین ہے یہ بڑی فتنہ گر زبان
پریون کو بھی ملی نہین یہ نازنین جبین	ابرو ترے ہلال ہین ماہ مبین جبین

غنی تخلص ایک شخص باشندۂ شکوہ آباد کا ہے اور کچہ حال معلوم نہ ہوا

اگر کچہ زندگانی مین مزا ہے	تو ایام جوانی مین مزا ہے

غواص تخلص ایک شخص دکھنی کا ہے اور کچہ حال معلوم نہ ہوا

ترا منہ دیکھ بلبل پھول سے بیزار ہو جائے	اگر گل تجھ تلک پہونچے گلے کا ہار ہو جائے

حرف فا

فاخر تخلص مرزا جھجگا قوم مغل باشندۂ دہلی

دشت الفت مین خضر کا کیا کام	کوئی دیوانہ رہنما ہوتا
اب شکایت سے فائدہ فاخر	دیکھکر تم نے دل دیا ہوتا
تھا دلمین بوسہ سوتے مین لیجے پہ کیا کہین	سوئے نصیب یہ کہ وہ بیدار ہوگیا
آجاؤ تم دگرنہ تھمیگا نہ مجھسے دل	جاتی رہی ہے بات مرے اختیار سے
نہ کھلا غنچۂ دل باغ جہان مین فاخر	رہگیا ایک صبا سے بھی یہ عقدا باقی

فارغ تخلص میر احمد خان دہلوی شاگرد و خلف اعظم الدولہ میر محمد خان سرور

خط لیکے نہ اوس سے جو مرے نامہ بر آئے | یہان شرم سے آگے نہیں اور اپنے گھر آئے
کیا چین سے جا قبر مین آرام کرینگا | دم بھر بھی اگر موت سے وہ پیشتر آئے
اپنے دیوانے کا تو شوق گرفتاری تو دیکھ | پاؤن مرکر بھی نہ نکلے حلقۂ زنجیر سے

فارغ تخلص شاہ فارغ باشندۂ بریلی مقیم موزجہ صاحب کمال تھے

ممکن نہیں کہ حرف قضا ہو جبین سے دور | جب نقش ہو چکا نہیں ہوتا نگین سے دور

فارغ تخلص تکند لال دہلوی شاگرد شاہ حاتم دین اسلام کو قبول کیا تھا بریلی مین رہتے تھے صاحب دیوان گزرے

جلا ہے سینے مین دل شمع وار ساری رات | بہا ہے آنکھون سے اشکون کا تار ساری رات
دور سے دیکھ مجھے بین یہ جبین ہوتا ہی | تا کہ کچھ کہہ سکون پل بے رکھائی تیری

فارغ تخلص میر علی حسین ولد میر نور وزر علی باشندۂ لکھنؤ مقیم موچی کھولا شاگرد محب علی طوبے برادر عینی جمشید بیگم ممتوعۂ واجد علی بادشاہ یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

بلبل نہ بھول آشنا گلہاے بوستان ہے | دو دن کے بعد ہونگے نالے تری بلاسے
آزاد کر قفس سے بلبل کو فصل گل ہے | کیون ظلم کر رہا ہے صیاد بے زبان پہ
کیسا ہے سہے مجھکو عشق اے بت خوبرو کیسے | مچل جاتا تھا اچھی دیکھکر تصویر مٹی کی

فارغ تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

قطرۂ اشک جو نکلا سو وہ گوہر نکلا | بعد مدت کے مری چشم کا جوہر نکلا

فاطر تخلص پیر بخش لکھنوی مخاطب بہ حمید الدولہ کوکۂ محمد علی شاہ پادشاہ لکھنؤ شاگرد محمد حسن مرثیہ گو مذنب تخلص

ہم سمجھے تھے محبت مین بہل جائیگا دل | یہ نہ معلوم تھا رنگ اور ہی کچھ لائیگا دل

فائز تخلص کریم بخش محرر عدالت دیوانی میرٹھ ولد شیخ فتح علی ساکن اترولی توابع علیگڈھ شاگرد ہدایت علی اسیر

دیکھے جب نہزاد نے وہ دست و پا لاشبہہ — تھرتھرائے اوسکے چاروں باروی ڈرکے ہاتھ پاؤن

فائز تخلص منشی بختاور سنگھ خلف دھرم داس متوطن دہلی سررشتہ دار فوجداری فرخ آباد

کیون نہ اے فائز ہو قسمت کا ستارا اوج پر — وصل کا اوس مہ لقا نے رات کو وعدہ کیا

ہزار استقامتِ رعنا کی پائی شکل اوسنے — مگر یہ چال کہان سرو جویبار مین ہے

فائز تخلص محمد عابد خان باشندۂ لکھنؤ مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ یہ شعر اِس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

کس غضب کی چال ہے آمد کا عالم دیکھنا — کیا قیامت ہے لیا جاتا ہے عالم دیکھنا

قاصدا نازک فراجی کا رہی اوسکی خیال — دے نہ دینا خط مرا جسوقت برہم دیکھنا

فائز تخلص ایک بزرگ ساکن کول خلف نظام الدین متوطن سنبر دار کا ہے نام انکا معلوم نہ ہوا

کیا خطر ہے تابشِ خورشید محشر سے مجھے — آہ سوزان کا دہوان اک سائبان ہو جائیگا

خیر ہے فائز کہو تو کیا ہوا کیا حال ہے — کو بکو کسواسطے پھرتے ہو دیوانے سے آج

فائز تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

کل ملیگا وہ گلے غیرون کے یہ آیا جو دہیان — بس ہلالِ عید ہم کو نیش عقرب ہو گیا

فائق تخلص مرزا عبد القادر بیگ دہلوی خلف مرزا احمد بیگ قوم مغل اصفہانی ملازم نواب بہادر جنگ والی بہادر گڈھ

مینا سے مے جو محفل زندان مین تو پیئے — ہم بن اگر پیئے تو ہمارا لہو پیئے

فخر تخلص محمد فخر الدین باشندۂ شاہجہان پور

بیخودی سے غرض کون ہے مے کا طالب — چشم ساقی تو ہے گو ساغرِ صہبا نہ ہوا

فخر تخلص محمد فخر الدین کہین برادر و شاگرد محمد احسان اللہ مخبر باشندۂ دہلی مقیم میرٹھ

کفر و دین کو تہ و بالا رخ کا کل نے کیا — بیچ سے اوسکے نہ کافر نہ مسلمان نکلا

فخر تخلص میر فخر الدین ولد اشرف علیخان تذکرہ نویس شاگرد میرزا سودا ۱۱۹۶ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین لکھنؤ مین تھے

گزرینگے دن جو یون ہی دو چار رگئے روئے ... اگر گر پڑینگے سقف و دیوار روتے روتے
بات کیجے غیر سے اور ہم سے منہ کو موڑ لیجے ... تک خدا سے ڈرتے ان وضعون کی عادت چھوڑیے

فخر تخلص میر فخر الدین لکھنوی خلف میر محمد علی سید تخلص شاگرد خواجہ وزیر

یہ ضعف ہے نہ سخن اپنا گوش تک پہونچے ... کوئی شفیق اگر رکھدے کان ہونٹھون پر
ہمارے سوز جگر کی کبھی کہانی کیا ... پڑے ہین چھالے جواسے قصہ خوان ہونٹھون پر

فدا تخلص مرزا بلند بخت دہلوی خلف شہزادہ مکرم بخت بہادر شاگرد مولوی صہبائی

حشر مین پرسش مری پہلے ہو یارب زمین ... جب تلک چپکا رہونگا جی مرا گھبرائے گا
مجھسے ملجائے جو وہ غنچہ دہن آکے فدا ... اپنے جامے مین وہ پھولون کے سما بھی نسکوےگا

فدا تخلص مرزا اسکندر بخت خلف مرزا منور بخت نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا یار رفعت

مجھ ناتوان کو سانس بھی لینا محال ہے ... پہنچی جاک میری دعا آسمان تلک
تمھین آؤ تو آؤ ورنہ ہم تو ... اوٹھا سکتے نہین بالین سے سر کو

فدا تخلص خواجہ نجم الدین لکھنوی

عقدہ کھلا نہ ہم سے فدا زلف یار کا ... کیا کیا اولجھ اولجھ کے رکا دم تمام شب

فدا تخلص سید محمد علی عرف فدا شاہ سہارنپوری آخر ایام مین طبیعت انکی ہزل کی طرف مائل ہوگئی تھی

اوس سے مین اور مجھسے وہ باہم رہا ... ایک مدت تک یہی عالم رہا

فدا تخلص میر عبد الصمد دہلوی فریدآباد مین معلمی کرتے تھے صاحب دیوان گزرے فارسی بھی کہتے تھے

جو درد دل کا لکھون یار کو مین لے کاغذ ... تو اشک میان تک اوڈے کہ بہ چلے کاغذ

فدا تخلص فدا حسین خان خلف ضیاء الدین حسین خان عرف آغا مرزا قوم مغل شاگرد ممنون و مصحفی باشندہ لکھنؤ

غیر کی تمنے کی خوشی اور ہمین خفا کیا ... خوب کیا بھلا کیا خیر بہت بجا کیا
تیری جو نگاہ مین سبک ہین ... [illegible] سکے جی ہے باہم مین ہم

کوئی کیا سر جھکا کے ہووے ذلیل	ہاتھ تیرا کبھی اوٹھا ہی نہین
نہین کھاتا وہ قسم غیر کے گھر جانے کی	سچ جو پوچھو تو یہی بات ہے مرجانے کی
وہان ہمکنار غیر سے وہ رشک ماہ ہے	نہان کنج غم مین شکوۂ بخت سیاہ ہے
خفا ہم آپ ہین اس سے کہ دم بہی نہ رہے	ترے فراق مین اے یار ہم رہے نہ رہے

فدا تخلص فدا حسین باشندۂ مرشدآباد شاگرد فصیح العالم فصیح

چشم آہوے چین خال جبین مشک خطا	رو صبح طرف زلف سیہ شام بلا
گل ایسا بدن باغ و بہار ایسی ادا	غنچہ نگہ چشم سہے لب آب بقا

فدا تخلص نام الدین فریدآبادی شاگرد مرتضی قلی خان فراق علی وردی خان کے عہد مین بنگالہ مین آکر سکونت اختیار کی تھی

آب جائین کہان تری گلی سے	جون نقش قدم نہین رہے ہم
ہر بات بات مین ہوتا ہے مجھسے آزردہ	یہی تو کچھ نہین اے دلربا تری ادا ہینا
مین ہون قربان اوسکے کہنے کے	تو نہ بولا کرا سے فدا ہم سے

فدا تخلص مرزا احمد خلف مرزا اسمعیل بیگ الہ آباد مین تحصیلداری کرتے تھے

ہے رنگ نرالا گل و گلزار مین ہیا کے	اک نوک نکلتی ہے ہر اک خار مین ہیا کے

فدا تخلص لچھمی رام دہلوی شاگرد سودا

کہا جو اوس سے کہ مین دل تو کر چکا ہون فدا	تو ہنسکے بولے ابھی تیری جان باقی ہے

فدا تخلص عاقبت محمود خان بہادر دہلوی صدر الصدور تھے بعض صاحب تذکرہ نے انکا نام محمد اسمعیل لکھا ہے

جون شمع ضبط نالہ تو مین نے کیا فدا	پر بس چلا نہ گریۂ بے اختیار سے

فدا تخلص شیخ فدا حسین خان خلف شیخ کریم اللہ باشندۂ قصبہ دیبائی ضلع بلندشہر شاگرد نواب مصطفی خان شیفتہ صاحب دیوان ہین

ہے یقین ہوگا ہجوم بلبلان بالائے سر	تو نہ رکھنا پھول او غنچہ دہان بالائے سر
کیون نہ ہو عضو تیرا ابر دیدۂ بحر حسن	ہین اگر تلوے صدف تو ہین گہر کی ایڑیان

ایڑیان ہم نے رگڑ کر زیست اپنی کی بسر | جیسے دیکھین اے فدا اوس فتنہ گر کی ایڑیان

فدا تخلص میر فدا حسین باشندہ میرٹھ شاگرد امداد حسین مخمور

قتل پہ مستعد ہے وہ قاتل | آج جوہر کھلے گا خنجر کا

فدائی تخلص مرزا عظیم بیگ تاجر دہلوی

یار گوشے مین ہے اور عیش سے مایوسی ہے | نقش پا تک بھی مرے در پہ جاسوسی ہے

فدوی تخلص مکند لال لاہوری مقیم دہلی ملازم نواب ضابطہ خان شاگرد صابر علی صابر اپنے مذہب کو ترک کرکے دین اسلام کو قبول کیا تھا باپ اسکا بقال تھا سودا نے اوسکی ہجو رکیک کہی ہے اور بعض صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ وہ قوم مغل سے تھا فدائی بیگ نام غرض اشعار اوسکے اچھے ہوتے ہین مراد آباد مین فوت کی

گر تیغ نگہ سے تو کرے وار فلک پر | چل جائے فرشتون مین بھی تلوار فلک پر

بعد مرنے کے بھٹکتا ہون بہ خاک ہنوز | ساتھ پھرتی ہے مرے گردش افلاک ہنوز

آوارہ و سرگشتہ نہ دیوار نہ در کے | سایہ کی طرح ہم نہ ادھر کے نہ ادھر کے

آنسو نہین ہین دیدۂ تر مین بھرے ہوئے | موتی ہین آبدار صدف مین بھرے ہوئے

ابرو کے تیغ سے ترے سورج ڈرے ہوئے | پھرتا ہے اپنے منہ پہ سپر کو دھرے ہوئے

چشم پر آب ہے اور تس پہ جگر جلتا ہے | کیا قیامت ہے کہ برسات مین گھر جلتا ہے

یہ سرو نہین باغ مین ہے آہ کسو کے | نرگس نہین تکتا ہے چمن راہ کسو کی

فدوی تخلص محمد حسن لاہوری مقیم دہلی شاگرد شاہ مبارک آبرو ستار خوب بجاتے تھے آزادانہ زندگی کرتے تھے صاحب دیوان گزرے

واہ اور مجھکو یاد کرین مین نہ مانونگا | اس نام کے بہشت مین کوئی اور ہوویگا

یار ہم سے جو سدا چین بہ جبین رہتا ہے | نہین معلوم بلا کونسی پیش آئی ہے

فدوی تخلص مرزا محمد علی عرف مرزا بھجو مقیم عظیم آباد شاگرد شاہ گھسیٹا عشق احمد شاہ بادشاہ کو وقائع نگار تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

تجھ سے ہوتے ہین دردمند جدا — گو کرے کوئی بند بند جدا

ہر طرح ہم اوٹھا سکے ہین دل و جان سے فدوی — وہ خواہ ہمین یاد کرے خواہ فراموش

عاشق کی کچھ نہین ہے دل و جان سوا بساط — اے دوست امتحان نہ کر اسکی کیا بساط

گیا وہ زمانہ ہوا اور عالم — نہ وہ دن نہ وہ دل نہ وہ تو نہ وہ ہم

غلط ہے دیدۂ تر سے جو ہم چشمی کرے شبنم — مرا رونا اگر دیکھے ابھی پانی بھرے شبنم

چشم بد دور عجب آنکھین ہین — قتل کرتے ہین غضب آنکھین ہین

وہ دن گئے تپاک کے ہیہات اب کہان — وہ بات اب کہان وہ ملاقات اب کہان

کچھ خوش آتا نہین بغیر ترے — زندگانی عذاب ہے تجھ بن

حیران سحر سامری ہے اوسکے روبرو — جادو وہ یاد ہے تری کافر نگاہ کی

یار ہو غیرونکے گھر مین اپنے گھر سیلاب ہو — تو نے بھی بدلی نظر اے ابر رحمت واہ واہ

اپنے فدوی کو ستانا بے سبب کچھ خوب ہے — کیا اسی کا نام ہے پیارے محبت واہ واہ

ٹک ساتھ ہو حسرت دل مغموم سے نکلے — عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

دزدیدہ نگہ نے تری بندہ کیا مجھ کو — اس آن کے اس ڈھب کے اس انداز کے صدقے

دل ہے ازل سے تختۂ مشق ستمگران — تقدیر کے لکھے کو کوئی کب مٹا سکے

فدوی تخلص لالہ سیوک رام وکیل عدالت دیوانی شہر پٹنہ

جی کو نہ چین ہووے نہ آرام پائے دل — پھر کس امید پر کوئی تم سے لگائے دل

اوڑھکر دھانی ڈوپٹہ بھی اجی آؤ کبھی — ایک دن تو کشت امید غریبان سبز ہو

فدوی تخلص میر فضل علی دہلوی مرشدآباد مین آکر انتقال کیا

ابر مین روتے یہانتک جام کو — تم نہین آنکھون مین ساقی نام کو

فراسو تخلص فراسو صاحب قوم انگریز متبنائے بیگم سمرو مقیم دہلی شاگرد خیراتی خان دلسوز

قمری کے مانند وہ پہنے محبت کا طوق — باغ مین گر قد ترا سرو کو دکھلائی

فراغ تخلص محمد فراغ دہلوی تلمذ رکتے تھے

آتی ہے مرے اشک سے بوئے عرق گل | ہے بسکہ نظر مین گل رخسار کسی کا
روتا ہے فراغ آج ترے کوچے مین پیارے | دل توڑیے اسطرح نہ زنہار کسی کا

فراغ تخلص میر مہدی حسن ولد میر طالب علی لکھنوی استاد مرزا رفیع الدین حیدر عرف منا جان

محو نظارہ ہے اے گل کیا فقط نرگس کی آنکھ | چشم بد دور آپ پر پڑتی نہین کس کسکی آنکھ

فراغ تخلص یسین بیگ باشندۂ میرٹھ شاگرد شیخ ابراہیم ذوق و نواب مرزا داغ و غلام مولی قلق

دم مین کیون اوسکے آگیا قاصد | بیان بھروسا نہین ہے دم بھر کا
ہے سراپا کا کسکے ہمکو خیال | پاؤن کا دھیان ہے نہ کچھ سر کا

فراق تخلص کیقباد جنگ دکھنی امیرون مین تھے

اوس شوخ رنگیلے کی کمان قوس قزح ہے | ہو بو قلمون تیر بر رنگ پر طاؤس

فراق تخلص اکرام الدولہ مرزا حسین علی خان لکھنوی

آج بھی ہائے غضب تجھسے نہ ملنا ٹھہرا | عید کا چاند محرم کا مہینا ٹھہرا

فراق تخلص میر مرتضی قلی خان دہلوی معاصر سودا محمد شاہ کے عہد مین توپخانہ شاہی سے تعلق رکھتے تھے علی وردی خان مہابت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین سکونت اختیار کی تھی آخر بسبب باقی رہنے خراج سرکاری کے راجہ شتاب رائے کی قید مین انتقال کیا

گو دور ہو سر اے ناصح سے ہے گردش پیمانہ | پر ہم کو تو صندل سے ہے خاک در میخانہ
اسیر قفس کی قسم تجھکو صبا سچ کہہ کہ گلشن مین | کوئی اون ہمنواؤن سے مجھے بھی یاد کرتا ہے

فراق تخلص حکیم ثناء اللہ خان مرحوم دہلوی برادرزادۂ ہدایت اللہ خان ہدایت کسب سخن و کسب باطن حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے کرتے تھے شعر عاشقانہ خوب کہتے تھے صاحب دیوان گزرے

خبر دیتا تھا کسکے وصل سے شوق ہم آغوشی | کہ میر ارمان کوکچھ خود بخود بازو بھر کتا تھا

جون ریگ روان خانہ نشین ہون مین ازل سے
نہ قصد وطن کا نہ ارادہ ہے سفر کا

دل تھا مناکہ چشم پہ کرتا تری نگاہ
ساغر کو دیکھا کہ مین شیشہ سنبھالتا

صاف دل کو کیا اور داغ جگر کو دہو یا
کام کیا کیا نہ مرے دیدۂ تر سے نکلا

یہ غم ہے ساغر و مینا مجھے کہ میرے بعد
ذرا بھی تمکو کوئی منہ نہین لگانے کا

یہان تلک ہون سبک روِ رہ عدم مین فراق
قدم جو رکھون تو نقش قدم نہین ہوتا

ترسین ہم اور رہا سے آئینہ تری لوٹی بہار
حیف بخت افسوس قسمت وای طالع یا نصیب

خوش آتی ہین پاؤن کی تری ٹھوکرین ظالم
سر کو کبھو قدمون سے اوٹھانی کی نہین ہم

آنا یہ ہچکیون کا مجھے بے سبب نہین
بھولے سے اوسنے یاد کیا ہو عجب نہین

تیرے گل تکیونکے خاطر تو اب ای رشک جان
یہ مناسب ہے کہ ہو شمس و قمر کا تکیہ

رہتا ہے عاشقون کا از بس ہجوم در پر
ہو جائیگا گہر اوسکا بازار رفتہ رفتہ

سن مرا حال یہ کہتا ہے نہ بک سونے دے
نیند تو اوڑگئی کم بخت سرک سونے دے

دامن تلک گیا تھا کہین اوسکی دست ہم
اللہ ری نازکی وہین چولی مسک گئی

تم گالیان جو دو تو مین چلکی بھی کیا نہ لون
پیارے کسیکا ہاتھ کسیکی زبان چلے

آنکھون مین پھیر رہا ہے ای سرو ناز تک
دامن اوٹھاکے چلنا تیرا انگلیون سے

فراق تخلص میر حیات اللہ باشندۂ کولا وٹھی دہلی مین تحصیل علم مین مصروف تھے

جان بھی باقی نہین کیا کیجئے اب ونیز نشاط
مرتے دم آکے کیا اور پشیمان مجھکو

فراق تخلص خواجہ بہادر حسین خلف مرزا جان اٹکی باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

جس روز سے کہ تو مرے آغوش مین نہین
رکھتا ہون اے صنم تری تصویر دوش پر

محشر کو اسطرح سے اوٹھینگے فراق ہم
تصویر یار ہاتھ مین زنجیر دوش پر

فراقی تخلص پریم کشور نبیرۂ راجہ جوگل کشور باد فروش ترک علاق کرکے سیاحت کرتے تھے

ہوئین آنکھین گلابی روتے روتے
گلابی کی نہ دیکھی شکل افسوس

فرحت تخلص خواجہ فیض اللہ عظیم آبادی شاگرد غلام علی راسخ

جب کوئی منظور نظر ہو گیا	دیدہ و دل اپنا ادھر ہو گیا

فرحت تخلص اسد علی دہلوی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق مقیم لکھنؤ

نہ تنہا کان کا بالا بلا ہے	قیامت ہے ترے قامت سے پیارے
بلا جسکو تلون سے نرگس سمجھکر	سناتم نے وہ چشم ترچھی کسو کی

فرحت تخلص لالہ نانند وکیل عدالت منصفی الہ آباد

پھولا ہے لالہ گلشن سینہ مین داغ سے	افسوس اس بہار مین وہ مہ جبین نہین

فرحت تخلص شیخ فرحت اللہ رفیق بہادر علی خان داروغہ نواب ناظم بنگالہ شاگرد سراج الدین علی خان آرزو وطن انکا ماورا النہر مولد فرخ آباد سنہ ۱۱۹۱ گیارہ سو اکانوے ہجری مین مرشد آباد مین فوت کی صاحب دیوان گزرے

تری مژگان کو کب ہوتا ہے غم عشاق کا	نہین ہے خنجر قصاب کو کچہ درد بسمل کا
جو بہر بحیب ہے گلشن مین وہ خدا جانے	دہان یار نے غنچے سے کیا سوال کیا
زندگی مین تو رہے صدمے دل غمناک پر	بعد میرے دیکھیے کیا ہو قیامت خاک پر
خط کے آتے ہی ہوئی گم خال کی خوبی تمام	آگے طوطی کے کہان سرسبز ہو سکتا ہی زاغ
سینے پہ ترے ہر دم کسطرح سے بوٹی ہے	ہو وصل ترا اب کی یہ ہار ہے ادرین ہو
رفتہ رفتہ مین ہوا عشق مین جانکا دشمن	دل ہے پہلو مین مرے ہاے کہا نکا دشمن
مرنے کے بعد مجھہ پر کیا کیا ستم نہ ہونگے	دیکھینگے غیر تجھکو اور ہاے ہم نہ ہونگے

فرحت تخلص پنڈت کدارناتھہ عرف ناتھن پرشاد ولد بستی رام دکھنی باشندہ لکھنؤ شاگرد امانت

لوٹے مزے وصال مین پستان یار کے	پہونچا دلا کہان سے کہان ہن دبا کی ہاتھ

فرحت تخلص محمود علی خان دہلوی خلف حکیم نصر اللہ خان وصال تخلص

او سنے تو اسمہ بر کو کیا قتل اور مجھے	ہر لحظہ انتظار ہے خط کے جواب کا
لے جلد تو خبر کہ کچہ اب شام ہی سے آج	ہے حال بطرح ترے خانہ خراب کا

عاشق تو سبھی ہوتے ہین دنیا مین عزیزو | پر میری طرح سے کوئی رسوا نہین ہوتا

فرحت تخلص بشن پرشاد کایتھ خلف گوبند پرشاد نبیرہ راجہ کنول نین باشندہ دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

یار و جب تک جواب خط آوے | اور دو چار خط لکھو بیٹھے

فرحت تخلص شیخ حسین علی شاگرد مرزا نیاز علی بیگ نکہت تخلص

جب سے دیکھا ہے قد بالاے یار | سرو کو خاطر مین کب لاتے ہین ہم

فرخ تخلص جو سبھے بدری داس خلف جو بے گنج لال شاگرد اندر من فقیر

گوشہ گیری نے زمانہ مین مرا نام کیا | باعث شہرت عالم ہوا عنقا ہو کر

فرخ تخلص کرامت اللہ خان ولد حفیظ اللہ خان باشندہ لکھنؤ شاگرد ناسخ

ناز و ادا و زلف و رخ و چشم ہین ستم | اتنی بلاؤن سے کوئی کیونکر بچائے دل
قتل عالم کرتے ہین بیرحم کیونکر تہر زر | ہم تو یارا بھی نہ مارین کیمیا کے واسطے

فرخ تخلص میر فرخ علی دہلوی

اس قدر مجھ سے ہو کیون اے مہوشان نا آشنا | مین بھی تو آخر کسی دن تھا تمہارا آشنا
چشم سے نور گیا تن سے توان دل سے صبر | ہجر مین تیرے جدا مجھسے ہوا کیا کیا کچھ

فرد تخلص شاہ ابو الحسن نعمتی سجادہ نشین پھلواری صاحب باطن تھے بیشتر فارسی کہتے تھے دیوان فارسی انکا نظر سے گزرا

نگاہ مست تیری کسقدر خونریز عالم ہے | عبث آنکھون کو تیری نرگس بیمار کہتے ہین
عشق نے رسوا کیا یہان تک مجھے | نام سے میرے حیا کو ننگ ہے

فرد تخلص مولوی وحید الدین خان عرف خدا بخش خان ولد محسن خان قوم یوسف زئی باشندہ دربھنگا ضلع مظفرپور مقیم کانپور شاگرد مصحفی صاحب دیوان ہین شعر اچھا کہتے ہین

بند انگیا کے نہ بندھوائے کبھی | عمر بھر بندہ تو نامحرم رہا
سطح سینہ پر ترے اسے بت نوخیز کیا | ابھرا ابھرا نظر آتا ہے کچھ اوٹھا اوٹھا
کبھی کعبہ کبھی بتخانہ ہے مسکن اپنا | دین و مذہب کہون کیا شیخ و برہمن اپنا

دل ٹکڑے ٹکڑے یار کے رخسار نے کیا
اوس گل نے جو کیا نہ کسی خار نے کیا

وہان چھاتی سے گدرائی نہ ہو کیونکر یہان کھٹکا
درخت بار ور مین باندھتا ہی باغبان کھٹکا

کیون عشق مین ہو نام نہ موسی مرے دل کا
ہر داغ بنا ہے ید بیضا مرے دل کا

اے نوک مژہ تجھسے اخجل نشتر و سوزن
لیکن نہ نکالا کبھی کانٹا مرے دل کا

ان گلرخون کا مجھکو تو باور نہین نہین
ہان ہان بھرے ہین دلمین او لب پر نہین نہین

بیتاب ہون مین تشنگی نزع سے قاتل
ٹپکا دے تو آب دم شمشیر گلے مین

آسیب پری ہوتا ہے جب سیمبرون کو
تعویذ ہین کرتے تری تصویر گلے مین

ہر عاشق و معشوق اسیر آئے نظر فرد
یہان پاؤن مین بیڑی وہان زنجیر گلے مین

فیض کیا وصف لب سرخ بتان کا مین لکھون
لعل ہو جاتے ہین جو لیتا ہون پتھر ہاتھ مین

فرصت تخلص مرزا الف بیگ لکھنؤ مین وفات پائی

اک عمر خاک کوے بتان سجدہ گاہ کی
تب رفتہ رفتہ اوس بت کافر سی راہ کی

کمان سے بھی پری یہ آہ پر تاثیر پہنچی ہے
پرندہ پر نہ مارے اوس جگہ یہ تیر پہنچی ہے

اوسکو طرز جفا خوش آتی ہے
سخت مین اپنی جان جاتی ہے

فرقت تخلص عطاء اللہ خان دہلوی

شعلہ پر آہ کا کسکے ہے اثر پتھر مین
کہ ہے اسطرح سے پوشیدہ شرر پتھر مین

ایک دل اوسکا ہے یارو کہ نہین اوسکو اثر
ورنہ آہ اپنی کا ہوتا ہے اثر پتھر مین

فرقت تخلص دیبی پرشاد ولد ٹھاکر پرشاد عرف خشادہ پرشاد پنڈت کشمیری باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

مہندی سے چھلے نقرئی سونے کے ہو گئے
اے سیمتن عجب ہین ترے کیمیا کے ہاتھ

فرقتی تخلص وزیر علی عظیم آبادی شاگرد امیر جان عبرتی راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے فارسی بھی کہتے ہین

کیا پوچھتے ہو ہمنفسو ماجرائے دل
کانٹا سا کچھ کھٹکتا ہے پہلو مین ہائے دل

سنکی ہے جب سے یار نے اٹکھیلیونکی چال
آتی ہے ہر قدم پہ صدا ہائے ہائے دل

فروغ تخلص میر روشن علیخان خلف اکبر علیخان شاگرد ممنون باشندۂ دہلی

تاریک کلبہ اپنا کیا ہو فروغ روشن	گھر مین کبھی ہمارے وہ شمع رو نہ آیا

فروغ تخلص میر اکبر علی شاگرد شمس الدین فقیر طب اور نجوم مین اچھا دخل رکھتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

ایسا نالان ہوا شب کو دل بیمار کہ بس	سنکے ہمسائے پکارے پس دیوار کہ بس
گرچہ مخمور سیہ مست ہین تیری آنکھین	لیکن ایسی ہین وہ دل لینے مین ہشیار کہ بس

فروغ تخلص خواجہ غلام مصطفی ولد خواجہ محمد تحیئے باشندۂ لکھنو شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہین

خیال ہے ترے آب روان کی محرم کا	نہین ہے تن مین ہمارے یہی حباب مین دم
اوس پری کا میرے پہلو سے جو سرکا پہلو	تیغ غم سے ہوا مجروح جگر کا پہلو
تجھہ پہ پڑتی ہے یار سب کی آنکھ	چشم بد دور ہے غضب کی آنکھ
لاغر ہوا ہون ہاے مین اوس درجہ ہجر مین	ملنے کی بھی دلا مجھے طاقت نہین رہی
کیسا ملال وصل ہوا شب کو یار سے	دل صاف ہو گیا وہ کدورت نہین رہی
الفت کا حرف صفحۂ ہستی سے مٹ گیا	بھائی کو بھائی سے بھی محبت نہین رہی

فروغ تخلص محمد عمر سلطان دہلوی خلف مرزا قادر بخش صابر تخلص

دیا ہو جھوٹ ہی گو نامہ بر نے مژدہ وصل	پر اوسکے کہنے سے دل کو تو یک قرار آیا
کیا ہو آپ نے گو سچ ہی وعدہ آنیکا	یہ سوچیئے تو کہ مجھ کو کب اعتبار آیا
لیکے آتے ہو ساتھ غیرون کو	باز آیا مین اِس عنایت سے

فروغ تخلص خواجہ نور الدین خان بہادر معروف بہ سانولے صاحب برادر خورد نواب انور الدولہ شفق تخلص باشندۂ کالپی

قید ہستی مین پھنسے یاد وطن بھول گئے	دام ہمکو یہ خوش آیا کہ چمن بھول گئے
خیال غیر سے ہے ہمراہ جان نادان	تصور مین بھی تنہائی کہان ہے

فروغ تخلص عنایت علی خان ولد قادر علی خان عظیم آبادی مقیم کانپور شاگرد

احمد علی کامل تخلص

مجھ سے شب وصال بھی انکار رہے او سے
کہتا ہے میرے پانون سے تو رکھ کنارہ ہاتھ

فروغ تخلص حافظ خدا بخش ساکن میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور تخلص

جز ذکر حسن و عشق دل حسن دوست کو
طفلی سے دلپسند کوئی داستان نہین

فریاد تخلص میر علی فیض آبادی شاگرد میر حسن دہلوی

مرے حیا ہے سے وہ بت رام کیا ہو
خدا اکا گر نہو فریاد جیا

فریاد تخلص شاہ الفت حسین موسوی باشندۂ عظیم آباد شاگرد راجہ پیارے لال الفتی مدتون سے کلکتہ مین رہتے ہین بیشتر فارسی کہتے ہین اپنی شاعری کا بہت غرور رکھتے ہین یہ شعر راقم کے سامنے پڑھے تھے انکی بعض بعض تصنیفات نظر سے گذری

اسے وائے جذب عشق مرے دل مین تھا
نالہ اوسکے پردۂ محمل مین رہ گیا

قفس کو نالۂ بلبل سے اسیر درد کرتے ہین
صبا کے پانون مین زنجیر بوئے گل سے بھرتے ہین

فریاد تخلص مرزا مغل بیگ مرحوم ولد مرزا تقی بیگ لکھنوی مرثیہ مین شاگرد افسردہ اور غزل مین شاگرد مصحفی و ناسخ کے الہ آباد مین رجسٹری کے سررشتہ دار تھے صاحب دیوان گزرے

خال اوس روئے کتابی پہ نمایان دیکھا
بچۂ زاغ سیہ حافظ قرآن دیکھا

میکشو مین رند ایسا ہون کہ میرے واسطے
خم اوٹھا کر لائے خود پیر مغان بالائے سر

فریاد تخلص لالہ صاحب رائے ولد لالہ سندر رائے کایتھ لکھنوی شاگرد میر سوز

چین پایا وہ پس مردن دل بیتاب نے
گوشۂ مرقد ہمین آغوش مادر ہو گیا

غم جب سے ہوا ہے یار دل کا
کوئی نہین غمگسار دل کا

فریاد تخلص قاضی محمد احتشام الدین ولد قاضی عظیم الدین باشندۂ مراد آباد

ہے کمسنی مین مرادون پہ یار کا جوبن
قدم قدم پہ قیامت بپا ابھی سے ہے

فسون تخلص مرزا منجھلے خلف مرزا اکریم بخش نواسہ ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی

رولاتے نہ تم گھر عدو کا نہ بہتا
اوٹھایا ہوا ہے یہ طوفان تمہارا

کیون دوست اوٹھالاے تجھے کوچہ سے اوسکی	گو جان یہ ستم تھا مگر آرام وہین تھا
اچھا ہوا کہ حشر کے ہنگامے سے بچے	ہونا جو تھا یہین وہ مر رفتار ہو گیا

فضا تخلص بوجہام باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر دہلوی

بادہ کے ہین پینے سے کیا کام ہے ساقی	مئے خون جگر آبلہ ہے جام ہمارا

فصیح تخلص پنڈت سکھن لال خلف بیچے لال فرخ آبادی شاگرد امراؤ حسین صفیر تخلص

سمجھے نہ یار عاشق زلف دوتا مجھے	دنیا مین اس بلا سے بچائے خدا مجھے

فصیح تخلص مرزا جعفر علی مرثیہ گو ولد مرزا ہادی لکھنوی شاگرد ناسخ بیت اللہ کو ہجرت کر گئے ہین

یہ تو قسمت مین کہان تھا کہ کرون کسب کمال	بے کمالی مین بھی افسوس کہ کامل ہوا
دیکھیے گا پھنس کے زلف مین جب پیچ و تاب دل	بچتا یگا بہت ہی یہ خانہ خراب دل
مجھ مین اک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہون مین	تم مین دو وصف ہین بد خو بھی ہو مغرور بھی ہو

فصیح تخلص حکیم فصیح العالم خلف و شاگرد مولوی صبیح العالم خان دہلوی مرشدآباد مین نشو و نما پائی تھی وہین انتقال کیا

تحفہ نسخہ تپ ہجران کے لیے رو و دہن	قرص گل یہ ہے تو وہ شربت عناب بنا
رکھ جنتری مین چشم کی کھینچا نگہ کا تار	اوس شوخ کا نظارہ عجب سادہ کار ہے

فضا تخلص گوبند پرشاد ولد دیبی پرشاد لکھنوی شاگرد منشی مینڈو لال زار

گر یون فضا کو آپ لگانے نہ دینگے ہاتھ	چھو لیگا ایک روز وہ دیوانہ بن کے پاون

فضا تخلص میرزا محمد جعفر عرف چھٹے مرزا ولد مرزا بندہ حسین لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

اللہ اللہ یہ دیدار کا تھا شوق مجھے	تکتے تکتے رہ بت بن گئین پتھر آنکھین

فضل تخلص فضل مولیٰ خان لکھنوی نواب مرشدآباد کی مصاحبت مین تھے جوانی مین فوت کی انہین ایک بڑا عیب تھا کہ دوسرون کے شعرون کو اپنے نام سے پڑہتے تھے دہلی کو بھی گئے تھے کلکتے مین بھی آئے تھے

دل خیال زلف سے ازبس مرا معمور ہے	صبح محشر بھی مجھے شام شب دیجور ہے

اوو ہی مستی وہ اوسکے کہ سینے پہ حرف ہی	لب وہ کہ لعل کے بھی نگینے پہ حرف ہے

فضل تخلص فضل الرحمن خلف شیخ حامد علی ابن قاضی احمد متوطن مین باشندۂ قصبہ مہم ضلع رہتک شاگرد محمد رفیع الدین و محمد حیات خان حیات

حاجت دام نہین عاشق بیدل کیلیو	گیسوئے یار ہے کافی ہے سلاسل کے لیے

فضلی تخلص و نام شاہ فضل علی دکھنی معاصر شاہ نجم الدین آبرو

زلف کے سلسلے کے طالب کو	پیچ دیکر مرید کرتے ہین

فطرت تخلص ایک شخص کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کیونکر نہ آسمان پہ ہو اوسکا دماغ دل	روشن ہو جسکے سینے کے اندر چراغ دل

فغان تخلص اشرف علیخان دہلوی کوکہ احمد شاہ بادشاہ غازی ابن مرزا علیخان مقیم عظیم آباد شاگرد علی قلی خان ندیم ۱۱۸۶ھ گیارہ سو چھیاسی ہجری مین انتقال کیا بڑے ظریف تھے بعضے صاحب تذکرہ نے جو انکو قزلباش خان امید کا شاگرد لکھا ہے غلطی کی ہے دیوان انکا نظر سے گزرا

دل بستگی قفس کی یہان تک ہوئی مجھے	گویا مرا چمن مین کبھی آشیان نہ تھا
سر کو فدائے خنجر بیداد کر چکا	پہونچا مین اپنی داد کو فریاد کر چکا
ابھی مٹا نہین دعوے ستم رسیدون کا	کفن ہوا نہین میلا ترے شہیدون کا
کیا تو شب فراق مین جیتا رہا فغان	یہان تک گمان نہ تھا ترے صبر و قرار کا
بے سبب شمع کب جلے ہے فغان	لطف سوز و گداز مین پایا
ممکن نہین کہ غیر نہ ہووے رکاب مین	تجھکو خدا نہ لائے ہمارے مزار پر
پانون چلتے ہوئے دیکھے تو بیابان کیطرف	ہاتھ اوٹھتے نظر آئے تو گریبان کیطرف
کہتا ہے یہ بہشت مین مستون کی جا نہین	زاہد کا کیا خدا ہے ہمارا خدا نہین
خط دیجیو چھپا کے ملے وہ اگر کہین	لینا نہ میرے نام کو اے نامہ بر کہین
مجھ مبتلا کی چشم کہان تک پر آب ہو	اے دل خدا کرے ترا خانہ خراب ہو
بک گیا اب تو یہ دل کافر خونخوار کے ہاتھ	بندھ گئے رشتۂ الفت سے گنہگار کے ہاتھ

قاصد جو نا امید پھرا کوے یار سے
خفقت مجھے ہوئی دل امیدوار سے

ضعیف ہے دلِ بیمار اس قرینے سے
اٹک کے آہ نکلتی ہے میرے سینے سے

ذکر کیون غیر کا کرتے ہو فغان کی آگے
انھین باتون سے یہ کم بخت خفا ہوتا ہے

دیکھکر دل کو مڑ گئے مژگان
تیر خالی پڑا نشانے سے

دل مین اوس شوخ کے ہو پاس وفا معلوم
کینے شیشے کے لیئے بات بنا رکھا ہے

فغان تخلص میر شمس الدین دہلوی

پردۂ غفلت مین میری پاس اگر آتا ہی خواب
دیکھ میری چشم تر کو روکے پھر جاتا ہے خواب

فغان تخلص ظریف خان رامپوری شاگرد حافظ ضیغم

ہے شکن مین جبین سے ابروئے خمدار مین
آگیا بل اندنون قاتل تری تلوار مین

فغان تخلص سید عباس علی خان

اگر وزبان کہے نہ سوالِ وصال پر
مہلت ملی زبان کو تیری نہین سے کب

نقش قدم کی شکل ہمین پایمال ہین
یہ ناز تیری چال کی اوٹھی زمین سے کب

فغفور تخلص منشی قادر بخش ولد منشی رحمن بخش تاجر باشندۂ کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ سلمہ

ہون مین دیوانہ کسی رشک قمر کا دہیز
طوق گردن چاہیے بن جای ہالہ ماہ کا

یار ساقی ہے باغ ہے گل ہے
خم ہے شیشہ ہے جام ہے مل ہے

فقیر تخلص علاء الدولہ یمین الملک سید محی الدین خان دہلوی خلف نواب اعظم الدولہ
دیوان انکا نظر سے گزرا

ہو آج کے دن آن کے مہمان ہمارا
اتنا کہا مان لے اے جان ہمارا

ایک بوسہ فقیر کو دیجیئے
رد نہ کیجے سوال سائل کا

گنج جو جانتے ہین کنج قناعت کو فقیر
سامنے اونکے ہین کیا مال یہ دولت والے

فقیر تخلص میر فقیر اللہ دہلوی شعراے پایتخت شاہ عالم بادشاہ مین سے تھے کبت دوہرہ
سے بھی واقف تھے احیاناً شعر اردو کہتے تھے

میرے سحاب چشم کو نیسان پہ ہے شرف
ہے کونسی گھڑی کہ یہ گوہر فشان نہین

صافی دلون کی دید کو مانع نہین حجاب | عینک سے ہے دو چند ضیا و بصر مجھے

فقیر تخلص میر شمس الدین دہلوی فارسی کو عروض و قوافی و زبان دری مین خوب دخل رکھتے تھے چنانچہ چند رسالے اسی باب مین لکھے ہین مثلاً گیارہ سو ستر ہجری مین بعد حصول زیارت حرم شریف وقت مراجعت انتقال کیا بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گزرین

خال شیر سے بیاض گردن پر | نقطۂ انتخاب ہے گویا
گم ہے آواز ترے کوچے کر با تشنہ دنکی | نالہ کرنے سے گرا وسکے گلے بیٹھ گئے
ہے غرض دید سے یہان کام تکلف سے نہین | خواہ ادھر بیٹھ گئے خواہ اودھر بیٹھ گئے

فقیر تخلص عنایت اللہ ولد نور اللہ ساکن کرتار پور ضلع جلندر

مہندی کے باندھنے کی کیا کسی یہ کون اٹھے | فرمایا میرے خون سے آلودہ کرکے ہاتھ

فقیر تخلص مولوی فتح علی خان خلف خیرات علی خان فرخ آبادی اولاد مین نواب ہادی داد خان بہادر کی

اے عشق کس مکان مین وہ جان جہان نہ تھا | چشم و دل و دماغ جگر مین کہان نہ تھا
مسجد مین میکدہ مین حرم مین کنشت مین | وہ خود نما جہان مین کہیئے کہان نہ تھا

فقیر تخلص حکیم علی محمد عظیم آبادی خلف حکیم احمد حسین حکیم تخلص مقیم کلکتہ راقم کے ملاقاتیون مین ہین

دیر و مسجد کو کرین گبر و مسلمان آباد | مین نہ کرنے کا بجز کوچۂ جانان آباد
ایسی آنکھین نہ دید ہین نہ شنید | منتخب ہین ہزار آنکھون مین

فکری تخلص مرزا مومن نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ

جون نکہت گل گردش تقدیر سے فکری | ہم خانہ بدوشش آہ رہے اپنے وطن مین
ہم گنہگارون کی قسمت مین کہان ہے ہرچند | کوچۂ یار مین جنت کی ہوا آتی ہے

فگار تخلص مرزا قطب علی بیگ دہلوی

مت پوچھو فگار اب تو مرا مسکن و ماوا | مانند بگولے کے سدا بیوطنی ہے

فگار تخلص میر حسین دہلوی نبیرۂ میر فقیر اللہ فقیر شاگرد میر نظام الدین ممنون بعض صاحب تذکرہ نے انکو مرزا غالب کا شاگرد لکھا ہے

دیکھ آئینہ کو اوسنے کیا اسلیے ٹکڑے | یعنی مجھے کسواسطے مجھسا نظر آیا
کرتا ہے غنچہ تیرے دہن کی برابری | شاید یہ اپنے بھول گیا ہے دہن کی بو

فلک تخلص میر بہادر علی عرف میر نصاحب خلف میر اکبر علی لکھنوی شاگرد برق

صورت برگ خزان خشک ہوا جاتا ہون | دیکھنا جاکے نہ مین کاش بہار عارض

فنا تخلص شیخ باقر باشندۂ کالپی حافظ ضیغم و مولوی عبد الکریم خان آشنا و مولوی محمد مظہر وصل وغیرہ بہت سے شاعرون سے اصلاح لی تہی کلکتہ مین تجارت کرتے ہین ریختی بہی کہتے ہین راقم کے ملاقاتیون مین ہین ÷

ریختی

بار گوہر سے لچکتی ہے کلائی بار بار | وہ در نایاب پہنے ہے جو سمرن آج کل
کل روپئے سونا کو منگوا کر دیئے ٹکسال سے | اشرفی خانم کہو گی جاکے کندن لال سے

فنا تخلص شیخ بیر مرحوم بیکیت خلف شیخ طاہر لکھنوی

ہو مخل شام اودھ اور بنارس کی سحر | کبھی دیکھے جو وہ گیسو وہ بہار عارض

فوق تخلص میر ولد حسن خلف میر مولود علی فرخ آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہین

بھنتا نہین ہزار کی فصل بہار مین | پہونچا ہے عرش پر ترا اے باغبان دماغ
وہ صفا اب مجھے حاصل ہے کہ یہ صورت ہے | دیکھ لیتا ہون رخ یار کا جلوا دل مین
در و دیوار سے زندان کی سر اپنا ٹپکتے ہین | خیال اے فوق آتا ہے جو صحرا کا کبھی ہمکو
بے یار میکدے مین نہ بستر لگائیے | ٹھوکر سبو کو جام کو پتھر لگائیے

فوق تخلص شیخ عبد الصمد باشندۂ میرٹھ شاگرد مظفر خان گرم تخلص

دل مضطر نہین ہے قابو مین | ڈھنگ سیکھا ہے اوس ستمگر کا
شور محشر سے بہی نہ اٹھتے ہم | کام تھا یہ تمھارے ٹھوکر کا

دہوکے مین آکے کرتا ہون ناحق تمیز
میری ہی آہ کا ہے دہوان آسمان نہین

نالے اگر یہی ہین ہمارے تو دیکھنا
یا ایک روز ہم نہین یا آسمان نہین

فوق تخلص نظیر احمد مرشدآبادی شاگرد حیرت

ضبط کا ڈہنگ کچہ ایسا دل ناشاد رہے
آنکھ مین اشک نہ لب پر کبہی فریاد رہے

فوق تخلص میر بادشاہ باشندۂ دہلی شاگرد و قرابت دار مولوی سید احمد خان صدر الصدور علیگڈہ تخلص بہ آہ ہے

مین تو رہتا ہون گریزان ہی سدا اوس سے مگر
چہوڑتا کب ہے ترا طرۂ طرار مجھے

فہم تخلص وارث علیخان

دوری ہی مین اوس مسیح کی اولٹی ہوی ہے سانس
مہلت ملی ہے ہمکو دم واپسین سے کب

اوس حور کے جو وصل سے ٹھنڈا ہوا نہ دل
خسخانہ ہو گیا ہے جہنم تمام شب

فہم تخلص پنڈت سندر لال ولد پنڈت بدری ناتھ لکھنوی مقیم کانپور شاگرد محمد اسمعیل حسین منیر تخلص

زنجیر توڑ دی پنجۂ شل نے غضب کیا
شانے سے اوس پری کے ہوی تار تار زلف

فہمی تخلص شیخ دیانت حسین مدرس زبان فارسی و اردو ماڈل اسکول موضع بڑہیا ضلع مونگیر خلف شیخ ہدایت علی باشندۂ بہار مونگیر مین رہنے کے ہنگام مین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے ہردو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتے ہین

ستم سے کم نہین الطاف یار ای فہمی
ہے برق جان حزین طور مسکرانے کا

آئینہ کو نہ مقابل رکھین
پہرون حیران رہا کیجیے گا

تا بکے نالۂ و افغان سے فہمی
کیا کہین حشر بپا کیجیے گا

نہ وہ مین ہون نہ وہ زمانہ رہا
دل لگانے کا اب مزا نہ رہا

مدعی سے بگڑ گئی ورنہ
دل مین کیون کچہ بہی مدعا نہ رہا

کی یہ اشک حیا نے پردہ دری
راز میرا ترا چھپا نہ رہا

تبون کے جور و جفا نے کیا ہمین گمراہ
چلے ہین دیر سے گھبرا کے خانقاہ کو ہم

ادہر ہو مل کے جگر خاک ادہر نہ ہوتا شیر
ملا ئین خاک مین فہمی بسرا بسی آہ کو ہم

کہتے ہین مجکو دیکھ کے اللہ رے فریب
گر تم نہین صحیح تو بیمار بہی نہین

چشمان نیم وا تری اے مست خوب ناز
گر خواب مین نہین ہین تو ہشیار بہی نہین

تمام عمر تو کسب کمال مین کا ٹی
کیا کمال جو حاصل تو دل لگانے مین

آپ کے غم مین مر گیا ہون مین
اور کسطرح سے بنا ہون مین

عشق مین عقل و فہم کو کھو کر
فہمی اب نام کو رہا ہون مین

بے فائدہ گر عرش پہ پہنچے کبھی تو حاصل
اے نالو ذرا کان تک اوس یار کی پہنچو

ہر گز نہ دم یار جفا کوش مین آؤ
اے حضرت دل خیر ہے کچھ ہوش مین آ ؤ

جو اونسے پوچھیے غیرون پہ کیون ہے لطف و کرم
تو ہنسکے کہتے ہین بس تیرے ہی جلانے کو

ہوش کی اپنے دوا کیجے کچھ خیر ہی ہے
آئے ہین حضرت ناصح مجھے سمجھانے کو

حورون ہی سے لگائینگے دل کو کسیطرح
کوچہ تمہارا اگر نہین خلد برین تو ہے

مجھکو سوال بوسہ سے مطلب جواب ہے
گر ہان نہین زبان پر اونکے نہین تو ہے

وہ بگڑی ہے ہوا اے شہر الفت
جسے دیکھو وہ غم مین مبتلا ہے

وہ شکوہ اپنا میرے منہ سے سنکر
لگے کہنے کہ ہان کہیئے بجا ہے

جنازہ دیکھکر میرا کہا حیف
رہی دل ہی مین سب حسرت جفا کی

اللہ یہ اپنی بیکسی ہے
رونے کو وہ سمجھے ہین ہنسی ہے

چہرے کی بلائین لے رہی ہے
کاکل تری میری مدعی ہے

سر پر ہے کھڑی قضا بہی وہ بہی
جان ایک عذاب مین پڑی ہے

مرتا ہے دراز کاکلون پر
فہمی کی حیات بڑھ گئی ہے

فیاض تخلص حکیم سعید الدین علیخان سر رشتہ دار کچہری راجہ راج سمتھر بن حکیم ابو سعید خان مقیم اٹاوہ

فتنۂ خوابیدہ جونک اوٹھینگے یار سے
ساتھ غیرون کو سلانا چھوڑ دے

فیاض تخلص شیخ فیض الحسن خلف شیخ نظام الدین نظام باشندۂ قصبۂ دیبائی ضلع بلند شہر

میرا رقیب یار کا ہمراہ ہو گیا		افسون کا ہو عمل نہ عمل کا ہو کچھ اثر

فیض تخلص حکیم منور حسین صاحب مثنوی نہر لبن و مثنوی عمدۃ الاعجاز و جواہر الحکمت و صحیفۃ الاسرار وکیل عدالت دیوانی ضلع مونگیر خلف سید فضل حسین شاگرد مہدی علی زکی باشندۂ امروہہ کبھی حکیم بھی تخلص کرتے ہین اشعار عربی و فارسی و اردو انکے اچھے ہوتے ہین راقم کے احباب مین ہین انکی مثنوی سلسبیل و مثنوی صاعقہ و کنایات منور ہی نظر سے گزری

تا قیامت بھی نہ نکلے دم بآسانی مرا		فرقت قاتل مین گو تڑپا کرون بسمل نمط
اسے جنون لیکن نہ ہاتھ آیا کوئی ثانی مرا		نجد تک مجنون نے ڈھونڈا کوہ تک فرہاد نے
دل مرا دلبر مرا جانان مرا جانی مرا		کیونکہ چھوڑون و اعظا او سکو کہ ہے وہ گلبدن
دیندار کبھی خواہش دنیا نہین کرتے		و دولت کی طلب زر کی تمنا نہین کرتے
کہدو کوئی جا کر یہ اچھا نہین کرتے		سنتا ہون کہ غیر ونسے او نھین رہتی ہی صحبت
ہم مرتے ہین مدت سے تم اچھا نہین کرتے		کیون کہتے ہین سب لوگ تمھین رشک مسیحا
ایسا ان شب وصل مین پردہ نہین کرتی		چہرے سے ذرا برقع رزین کو اوٹھا دو
سچے ہین وہ جھوٹا کبھی وعدہ نہین کرتے		جب کہتے ہین آجاتی ہین گھر فیض خزین کے

فیض تخلص مولوی فیض الحسن باشندۂ سہارنپور مقیم دہلی صاحب شواہد تفسیر و شواہد خمسہ و تذکرہ صحابہ و مثنوی روضۂ فیض و مثنوی چشمۂ فیض وغیرہ کتب کثیرہ عربی و فارسی

کوئی وحشت سی وحشت تھی کوئی سودا سا سودا تھا		عجب کچھ طور تھا شب فیض کا کیا جانیے کیا تھا
برا تھا یا بھلا تھا جیسا تھا وہ اپنا تھا		غنیمت ہے کہ بعد از مرگ عاشق آشنا کہتی ہین

فیض تخلص علی بخش شاگرد وحید الدین فرد

داغ دل پر تازہ سے آتے ہین ہم		پاس اوس گلرو کے جب جاتے ہین ہم

فیض تخلص پنڈت کرپا کشن کشمیری مقیم لکھنؤ

لوٹتے خون مین تہ خاک سے بسمل آکر ۔ دیکھتا میرے تڑپنے کو جو قاتل آکر

فیض تخلص میر فیض علی خلف میر تقی میر مقیم لکھنؤ

کہہ دیا سب سے جو کہ تھا معلوم ۔ دل ترا حوصلہ ہوا معلوم
شوق مین تیرے کنار و بوس کے ای تجسن ہا ۔ موج کے مانند ہو جاتے ہین سب آغوش ہم
یہ ترک چشم تری مست ہین جو ان دونون ۔ کہ سو رہے ہین تلے سر کے رکھ کمان دونون

فیض تخلص نواب جعفر حسن خان خلف نواب محمد علی خان رئیس عظیم آباد شاگرد مصحفی

آسمان پر اشک کو لیجائیگی تحریک آہ ۔ یہ ہوا اوٹھتی ہے دریا موج خون ہو جائیگا
فیض اب اوسکو ندامت ہی نکماشی سے ۔ تیرے زخمون نے عبث اوس پہ تبسکر خند کیا
رشتۂ تسبیح اپنا ہو گیا تار نفس ۔ ذکر ہو موقوف تیر اگر یہ دم بھر ٹوٹ جائے
کیسی پابندی ہمین زندان کی اور زنجیر کی ۔ وہ جنون کا زور ہے سد سکندر ٹوٹ جائے
مے پینے کی تہمت تو دے سکتا نہین لیکن ۔ آنکھون مین گلابی سا ڈورا نظر آتا ہے

فیض تخلص ظفر یاب الدولہ میر احسان علی خان بہادر باشندۂ لکھنؤ ولد سید محمد تقی خان بن میر زین العابدین خان رفیق میان الماس خواجہ سرا شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

کب اوٹھانے سے ترے خاک نشین اوٹھتی ہے ۔ درد بھی ضعف کے باعث نہ اوٹھا دل مین

حرف قاف

قابل تخلص مرزا علی بخش شاگرد محمد ابراہیم ذوق امیر تیمور کے دودمان سے ہین

سامنے میرے غیر سے تو ملے ۔ ستم اس سے زیادہ کیا ہو گا
کیا جو قتل مجھے تو نے آپ خوب کیا ۔ کہ مین عذاب سے چھوٹا تجھے ثواب ہوا
تم جو کہتے ہو جاؤ تم یہان سے ۔ ایسے جائینگے پھر نہ آئین گے
مر ہی جانا ہے عشق مین بہتر ۔ نہ جبین گے نہ رنج اوٹھائین گے
لکھا تھا وہ ہی کہ جو تھا نصیب کا لکھا ۔ بلا سے خط کا جواب اوسنے کچھ دیا تو سہی

قادر تخلص مولوی عبد القادر خلف مفتی سید کرامت علی باشندہ الہ آباد

چشم کے چشمہ سے طوفان نوح کا ہوگا روان	ہو و لیگا آخر کو یہ دریا روان بالاے سر

قادر تخلص مرزا قادر بخش عکبیت متوطن دہلی باشندۂ عظیم آباد مقیم کلکتہ شاگرد مولوی عبد الکریم خان آشنا راقم کرملاقاتی ہین

ناگ بالون مین نہین اوسکی عیان بالاے سر	نہر حیوان کی ہے ظلمت مین روان بالاے سر

قادر تخلص مرزا سرفراز علی ولد مرزا ہنگا باشندۂ لکہنؤ شاگرد طالب علی خان عیشی صاحب دیوان ہین

دل چھین لو چرا دو عشاق یون نہ دین	وہ انتظام رخ کا ہے یہ بند و بست زلف

قادر تخلص مرزا آقا قادر شکوہ خلف مرزا عباس شکوہ نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ مقیم لکہنؤ شاگرد ضمیر مرثیہ گو

ایسا مین سمجھتا تو نہ ملتا کبھی ناصح	دل مفت مین لیجائیگا یہ کسکو یقین تھا
پی گیا مقتل مین وہ خون شہید ناز کا	تو تو تھا ہی پر ترا خنجر غضب خونخوار تھا

قادر تخلص سید قادر بخش خلف سید عبد الحقانی متوطن سنبھل مقیم فرخ آباد

ہے وقت نزع وصل کی خاک آرزو کرین	ہم آپ گم ہین یار کی کیا جستجو کرین

قادر تخلص شیخ قادر بخش لکہنوی

اوس ماہرو کے وصل کی اللہ ری خوشی	ہم نے لٹا ے داغ کے درہم تمام شب

قاری تخلص قاری علی احمد باشندۂ دہلی علم قرائت سے بخوبی آگاہی حاصل کی تھی

چین ابرو نے خوب روک دیا	تھا مین کہنے کو مدعا اپنا
سچ بھی کہیئے تو جھوٹ سمجھے ہے	کہیئے کیا خاک ماجرا اپنا

قاسم تخلص آغا محمد

سیکڑون غم ایک جان زار ہے	ابر ہے شب ہے دل بیمار ہے

قاسم تخلص قاسم علی خان ولد امیر علی خان باشندۂ فرخ آباد

ہے عیان معنی و الشمس رخ انور سے	جلوہ گر عالم و اللیل ہے موی سر سے

قاسم تخلص میر قاسم علی خلف میر طالب علی باشندۂ بارہہ مذہب تشیع سے

دلگرفتہ ہوکر مولوی محمد اسمعیل کی خدمت مین توبہ کی اور راہ تسنن کو اختیار کرکے مولوی صاحب موصوف کے ساتھ پنجاب کے معرکہ مین شہید ہوئے

قاسم یہ نئی جان یہ تھی بات ہنسی کی
لب اوسکے نمکریز ہوئے زخم نہان پر

قاسم تخلص سید قاسم علی خان خلف سید حیدر علی خان لاہوری متخلص بہ حیدر باشندہ لکھنؤ موسیقی مین اچھی مہارت رکھتے ہین بہت روز تک عہدہ تحصیلداری پر مامور رہے

بسر کن خوبون سے زیست کرکے اوٹھ گیا قاسم
ہزار افسوس وہ بھی کیا بشر تھا کتنا ذی شعر تھا

ایک ہی حسن کا جلوہ ہے کہ ہر پردے مین
دل کو لیتا ہے کہین رنگ کہین بو ہوکر

ایک بوسے کے عوض دین اوسے لاکھون گالیان
بشنیر لذت ملی تقصیر سے تعذیر مین

رخ دکھادیجے کوئی بات سُنا دیجے کہ ہین
کان مشتاق سخن طالب دیدار آنکھین

سیکڑون دریا بھرے ہین چشم گریان مین مری
پھر بھی یہ کم بخت ہر دم تشنہ دیدار مین

نہین آواز بھی مُنہ سے نکلتی ناتوانی کے
اسیر ونکا تمہارے نالہ بھی محبوس زندان ہے

مری صداع کو صندل سے فائدہ معلوم
علاج اسکا کسی سنگ آستان مین ہے

جو ہان ہوئی تو جئینگے نہین تو جان گئی
ہماری زیست و مرگ آپکی زبان مین ہے

شمع و پروانہ سے سمجھے اتحاد حسن و عشق
ایک آتش تھی کہ جسمین دونون جلکر رہ گئی

قاسم تخلص قاسم علی لکھنؤی ۱۸۶۳ء سنہ اٹھارہ سو تریسٹھ عیسوی مین کلکتہ مین تھے انکی مثنوی حیرت افزا نظر سے گزری

نہین انکار دینے مین فدا ہی جان یہ تم پر
اگر اس قول پر جا ہو تو قاسم سے قسم لیلو

مدت سے انتظار رہے تشریف لائیے
آنے مین اپنے دیر نہ مطلق لگائیے

قاسم تخلص شہزادہ ابو القاسم اولاد مین امیر تیمور کی تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے

بکھری ہوئی ہین زلفین تری اس چاند سے منہ پر
قاسم کو دکھاتی ہین سمان چاند گہن کا

قاسم تخلص شیخ قاسم علی لکھنوی شاگرد آتش شروع جوانی مین انتقال کیا

گردش تقدیر سے ہون سخت حیران ای فلک
رزق بے منت کے قابل آسیا تھی پر نہ تھا

بازپرس حشر کا بھی خوف ہے اے دل ضرور	کون مانے گا کہ تقدیر خدا اُس میں نہ تھا
سنکے دستک کی صدا نکلے نہ تم اچھا کیا	خیر گزری رات کچھ اسمین دغا تم میں نہ تھا

قاسم تخلص میر قاسم علی باشندۂ بریلی

یقین ہے العطش گویان دم آخر مرونگا مین	پیاسا ہون ترے آب دم شمشیر بران کا

قاسم تخلص حکیم میر قدرت اللہ خان دہلوی شاگرد ہدایت اللہ خان ہدایت حضرت مولانا فخر الدین قدس سرہ کے مریدون مین تھے ۱۲۴۶ بارہ سو چھیالیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے انکا تذکرہ شعرا ریختہ نظر سے گزرا

ہم نہ کہتے تھے نہ دیکھ آئینہ حیران ہوئیگا	زلف کو شانہ نکر کافر پریشان ہوئے گا
قرار و صبر و تاب و طاقت نہون سوا فرقت کیا کرین پھر	پیام آیا نہ نامہ آیا نہ قاصد آیا نہ یار آیا
خط پشت لب جانان کو تو نے دیکھا ہو گا ہم	سواد چشمۂ حیوان مین کیا سبزہ لہکتا تھا
یہ کہیئے اب کہ بھول پڑے آپ کسطرف	اسطرف بارے آپ کا کیونکر گزر ہوا
دل کی نہ پوچھو کچھ کہ یہ ہمدم ازل سے ہے	آفت نصیب و قہر نصیب و بلا نصیب
کرین ہم تجھسے اب کچھ اور ڈھب کی بات کیا طاقت	ترے پاؤن تلک پہنچے ہمارا ہاتھ کیا طاقت
قسم ہے ہم کو سر زلف یار کی قاسم	کہ شب تھی کا کل جانان نے سو بو گستاخ
سراسر قول ترا اے بت خود کام غلط	دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط
کرشمہ عشوہ تغافل نگہ حیا چشمک	سبے دل کو کیا ہی یہ دو چار چشم یار سے خط
ہین روسیہ و خستہ جگر مثل نگین ہم	اے واے کہ تسپر بھی نہین خانہ نشین ہم
اے سادہ رو یہ صاف ستم ہے کہ آئینہ	لوٹے بہار اور رہین نامراد ہم
غم و درد و رنج و محنت آفت ستم جفا مت	فرقت مین تیرے دیکھے بندہ نواز سا تون
کہاں ان قاسم نہ روک آنسوؤن کو	یہ لڑکے ہین ناحق گلوگیر ہونگے
مسلما تو اوسی پر دا ہو کیا احیاے عاشق کے	وہ نصرانی بچہ عیسی نفس تو ہی یہ کافر ہے

قاصر تخلص مرزا اببر علی بیگ تاجر ولد مرزا رستم علی بیگ سمرقندی باشندۂ دہلی شاگرد شاہ اللہ فراق و مصحفی کلکتہ مین بھی آئے تھے صاحب دیوان گزرے

میرے آگے نہ کسی غیر کا تو دل رکھنا	سنگ اچھا نہیں شیشے کے مقابل رکھنا
تیرے ابرو سے مہ عید نے سیکھی ہے یہ طرز	نیم نظارہ یہ اک خلق کو مائل رکھنا
عالم کے مرقع مین اگر پھر ہو وہ پیدا	یوسف کے مقابل تری تصویر کرو مین
صبا چمن مین شہیدان یار دفن ہین کیا	ہر ایک غنچے سے آتی ہے مجھکو بو دل کی
جرم خسرو کا نہ تقصیر اسمین کچھ شیرین کی ہے	موت لکھی تھی تری فرہاد تیری ہاتھ سے

قاطع تخلص سید خوب اللہ باشندۂ یحیی پور متعلق الہ آباد

مین صدق دل سے بندہ اوس صنم کا ہون مرزا	یہ ایمان ہے یہ ایمان ہے یہ ایمان ہے

قاصر تخلص شیخ مقصود علی باشندۂ غازی پور

اک ہم ہی تیری چال سے پستے نہین صنم	پامال کبک بھی تو ہوی کوہسار مین

قاضی تخلص شیخ قادر بخش ساکن کانپور شاگرد مولوی احمد علی کامل

عشق گیسو مین ہون مجبور گرانجانی سے	روز کٹتی ہے شب ہجر پریشانی سے

قاضی تخلص قاضی عبد الفتاح باشندۂ قصبۂ سنبھل

دنیا مین تو کچھ نہ ہم نے حاصل دیکھا	دیکھا جو نہ دیکھنے کے قابل دیکھا
جب چشم کھلی تو چشمۂ خضر کو بھی	مانند سراب عین ساحل دیکھا

قائل تخلص سید علی خان ولد میر فضل علی خان عرف میر بڈھن عظیم آبادی مقیم کانپور شاگرد درشک راہ کربلا مین گوشہ نشین ہوئے صاحب دیوان گزرے

نالے سبے ہین دیکھ کے تل تیرے ہونٹھ کے	لکھی بنا تفنگ کی ایک ایک خال لب
دیکھتے ہی اوسے وہ شوخ مٹا دیتا ہے	گو دکان مشق جو کرتے ہین مری نام کے حرف
نام گل مشق یہان تک کئے ماشاء اللہ	خط گلزار ہوئے اوس بت گلفام کے حرف

قائل تخلص مولوی فصیح اللہ باشندۂ الہ آباد برادر مولوی اسیر اللہ شاغل

خاک در اکسیر کی ہے قدر برابر مجھ کو	کردیا فقر کی دولت نے تونگر مجھ کو

قایم تخلص مرزا قائم علی باشندہ اٹاوہ

روز و شب پھرتے ہین کوچہ مین ترے دلدار ہم	ہو کبھین قسمت کہ دیکھین اک نظر دیدار ہم

قائم تخلص محمد قیام الدین باشندۂ چاند پور متعلقہ سنبھل مراد آباد مقیم دہلی شاگرد میر درد و سودا شعر خوب کہتے تھے سنہ ۱۲ بارہ سو دس ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گزرا ایک تذکرہ شعرا بھی انسے یادگار ہے

جہان مین شہرہ تھین مجنون کی ذلتین قائم
کیون چھوڑتے ہو درد تہ جام میکشو
تا بفلک نالہ تو پہونچا تھا رات
غیر سے ملنا تمھارا سن گے گو ہم چپ رہے
ٹوٹا جو کعبہ کونسی یہ جاے غم ہے شیخ
لیگیا خاک مین ہمراہ دل اپنا قائم
نہ وعدہ اوسکے ساتھ نہ پیغام کیا کہون
کچہ طرفہ مرض ہے زندگی بھی
گر زیست ہے تجھ تلک تو پھر کیا
دو جان بھی ملے تو بس ہے ہمین
جب کہا عہد کیا کیا تھا رات
مے کے توبہ کو تو مدت ہوئی قائم لیکن
کہتا ہے آینہ کہ ہے تجھسا ہی ایک اور
قائم یہ جی میں ہے کہ تقید سے شیخ کے
سنگ کو آب کرین جل مین ہماری باتین
وہ بھی تو آدمی ہین کہ جنسے تمھین ہے ربط
مین جاتا ہون کعبے سے اب دیر کو
کس دل پہ داغ غم نے نہ تیرے بہار کی
بتون کی دید مین جاتا ہون دیر مین قائم
سنے نالہ مین تاثیر ہے نے آہ مین ہے درد

سو بار سے عہد مین تیرے وہ نیک نام ہوا
ذرہ ہے یہ بھی آخر اوسی آفتاب کا
مین ہی کچہ اللہ کا ڈر کر گیا
برسنا ہوگا کہ تمکو اک جہان نے کہا کہا
کچہ قصر دل نہین کہ بنا یا نہ جائے گا
شاید اس جنس کا یہان کوئی خریدار بھی تھا
پوچھے کوئی سبب جو مرے انتظار کا
اس سے جو کوئی جیا سو مرگیا
صدقے ترے مر ہی جائینگے ہم
یہان کچہ اپنی تو احتیاج نہین
ہنسکے کہنے لگے کہ یاد نہین
بے طلب اب بھی جو ملجاسے تو انکار نہین
با ورنہ ہو تو لا مین ترے روبرو کرو
اب کی جو مین نماز کرون بے وضو کرون
لیکن افسوس یہی ہے کہ کہان نستے ہو
کیا شکوہ تم سے روئیے اپنے نصیب کو
بھلا یہ بھی دیکھون خدا کیا کرے
اللہ رے دھوم اب کی برس لالہ زار کی
مجھے کچہ اور ارادہ نہین خدا نکرے
معلوم ہو کسطرح سے تجھے چاہ کسی کی

گو نظا ہر تو گلے لگتا نہین میرے تو کیا	ہے تصور سے ترے ہر دم ہم آغوشی مجھے
دہن کو تیرے سے پایا بات کہتے	ہماری جز رسی مین کیا سخن ہے

قبول تخلص مرزا مہدی علیخان لکھنوی مخاطب بہ مقبول الدولہ مصاحب و داروغہ توپخانہ واجد علیشاہ بادشاہ لکھنؤ خلف مولوی محمد مرزا شاگرد ناسخ شاہ اودھ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے تھے شعر صاف اور عاشقانہ اچھا کہتے تھے انہون نے شمشیر خانی کو نظم اردو مین ترجمہ کیا ہے دیوان انکا نظر سے گزرا ۱۲۷۶ بارہ سو چھہتر ہجری مین لکھنؤ مین جاکر وفات پائی راقم نے اونکے انتقال کی یہ تاریخ کہی ہے

قطعۂ تاریخ

میرزا مہدی علیخان مر گئے افسوس حیف	دوستون کو کر گئے مغموم و محزون و ملول
مصرع تاریخ نساخ حزین نے یہ کہا	واے ہے ہے مر گیا مہدی علیخان قبول ۱۲۷۶ ہجری
کرتے ہین سر سبز چوب خشک کو جانباز عشق	کسقدر منصور سے شہرہ ہوا ہے دار کا
قرب بد سے پاک طینت کو نہین ہوتی گزند	دامن گل نے کبھی صدمہ نہ دیکھا خار کا
وفاداری مین ہم ثابت قدم ہین بعد مردن بھی	بنے گا اسے پریرو تیرے کوچے مین مزار اپنا
مانگا جو ایک بوسہ تو دین لاکھ گالیان	میرا سوال دیکھئے اور یار کا جواب
پرتو رخسار تابان سے زلف کو دن تلک	شمع روشن ہے ہر اک سنگ نشان کی دوست
برگ کیونکر نہ ہو ناموش گلون کی آگے	نہین زیبا ہے تہی دست کو زر داری بحث
یہ سرخ پوش مرے قتل کی خوشی سی ہے	نہ جانیو کہ لہو سے ہے تیغ قاتل سرخ

قبول تخلص عبد الغنی بیگ کشمیری معاصر سودا بیشتر فارسی کہتے تھے

دل یون خیال زلف مین پھرتا ہے نعرہ زن	تاریک شب مین جیسے کوئی پاسبان پھرے

قدر تخلص محمد قادر دہلوی معاصر محمد شاہ بادشاہ رندانہ وضع رکھتے تھے

آج آئے ہو تو رہجاؤ صنم رات کی رات	لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات

قدر تخلص سید غلام حسنین خلف سید خلف علی بلگرامی شاگرد مرزا نوشہ غالب و اہلی بجبر نگر کوئی شعرا لکھا و بلو یون کے انداز کا نظر آیا نہین انکی مثنوی قضا و قدر نظر سے گزری

یہ ضبط عشق ہے کہ نہ نکلے گی منہ سے آہ
ایسے جلین گے ہم کہ نہوگا دھوان بلند

قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ شاگرد نثار اللہ خان فراق باشندۂ دہلی

زلفون مین اگر دل یہ گرفتار نہ ہوتا
یون روز مرا آہ شب تار نہ ہوتا

قدرت تخلص شیخ قدرت اللہ شاگرد محمد عارف رفوگر

قاصد شتاب جاکے خبر لا تو یار کی
حالت بہت بری ہے دل بیقرار کی

قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ رامپوری شاگرد قائم چاندپوری ریختہ گویون کا ایک تذکرہ انسے یادگار ہے

لاکھون جلائے مردۂ صد سالہ آن مین
فیض دم مسیح ہے اوسکی زبان مین
انصاف بھی ضرور ہے یہ ظلم تا کجا
کتنون کے جی تو جاتے رہے امتحان مین

قدرت تخلص شیخ محمد قدرت اللہ سوپرنٹنڈنٹ اسٹامپ ریاست بھوپال خلف شیخ محمد باب اللہ بنارسی دیوان انکا نظر سے گزرا کوئی غزل آپکی نواب سکندر بیگم کی مدح سے خالی نہین

مین کہا مرتا ہون تجھ پر وہ لگا کہنے کہ جھوٹ
جب تو ہم جانین دکھا دو ہم کو مر کے سامنے
جب وہین مین مرگیا اوسنے کہا سچا ہے یہ
اسکا اب مرقد بنا دو میرے گھر کے سامنے

قدرت تخلص شاہ قدرت اللہ برادر عمزاد میر شمس الدین باشندۂ دہلی مقیم مرشدآباد شاگرد مرزا مظہر جانجانان و جعفر علی حسرت عزیزون مین شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ کے تھے شعر گوئی مین اچھی قدرت رکھتے تھے ۱۲۰۵ بارہ سو پانچ ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گزرا

ہنگامۂ پرہیز و ورع اب بسر آیا
اے بادہ کشو مژدہ کہ پھر ابر تر آیا
پیمانہ کب گرے ہے دفع خمار قدرت
منہ سے لگا دے اوسکے ساقی تو منہ سبو کا
ہوا ہے اوسکے گلے مین گرہ دم اعجاز
ترے لبون نے مسیحا سے کیا سوال کیا
جہان نظر پڑے پاؤن تلے ملے کاغذ
سمجھ کے نامہ مرا ہاتھ مین نہ لے کاغذ
اڑائی زبس خاک ماتم مین دل کی
کیا ہمنے یکسر زمین آسمان کو

حسرت اے صبح چمن ہم سے چمن چھوٹا ہی
فردہ اے شام غریبی کہ وطن چھوٹے ہے

نوح گشتی سے خبردار کہ یہان سینے سے
مرہم تازۂ ناسور کہن چھوٹے ہے

سینہ اوسکا ہے دل اوسکا ہے جگر اوسکا ہے
تیر بیداد جدہر رخ کرے گھر اوسکا ہے

لب جان بخش کی اوسکے جو بڑی ہی اک دھوم
لب عیسی نے مگر ہیری زبان چوسی ہے

کسکی نیرنگی یہ برق خاطر مانوس ہے
جو شرر دل سے اوٹھے سو جلوۂ طاؤس ہے

حسن کو اپنے ہوادارون سے کاوش ہے مدام
ہر طپش یہان شمع کی برق دل فانوس ہے

ایک ہی پردے کی گر سمجھو تو یہ ہین سب الاپ
گر صدائے چنگ ہے یا نغمۂ ناقوس ہے

ق

صبر و طاقت تو کبھی کی کوچ یہانسے کر گئے
اب وداع ننگ ہے اور رخصت ناموس ہے

کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
کیا ہی ملک روم ہے کیا سرزمین روس ہے

گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی
اسطرف آواز طبل اودھر صدای کوس ہے

صبح سے تا شام چلتا ہو مے گلگون کا دور
شب ہوئی تو ماہرویون سے کنار و بوس ہے

ق

سنتے ہی عبرت یہ بولی اک تماشا مین تجھے
چل دکھاؤن کیا تو اپنی آز کا محبوس ہے

لیگئی اکبارگی گور غریبان کی طرف
جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے

مرقدین دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے

پوچھیو تو انسے کہ مال و حشمت دنیا سے آج
کچھ بھی انکے ساتھ غیر از حسرت و افسوس ہے

کل تو قدرت پاسے خم رکھتے تھے تسبیح ریا
آج رہن جام مے یہ خرقۂ سالوس ہے

قدس تخلص سید محمد رضا ولد سید علی مرزا داماد نواب ناصر الدولہ سید اسد علیخان باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

ہے محبت مسیح اگر طایر حنا
طوطی کی طرح سے کرے تقریر ہاتھ مین

قدسی تخلص سید محمد اکبر عرف محمد جان ولد شاہ علی جعفر دختر زادۂ حضرت شاہ اجمل الہ آبادی سیر لکھنؤ مین جاکر آتش کے شاگرد ہوئے تھے صاحب دیوان گزرے

یاد آتی ہین کافر جو ملاقات کی راتین
کٹتین کسی عنوان نہین برسات کی راتین

تری بلائین نہ لین پاؤن بھی نہین دابے
یہ ہم سمجھتے ہین بیکار رہے بدن مین ہاتھ

قدسی تخلص آقا علی خلف مرزا مہدی کوفر باشندہ لکھنؤ مقیم مٹیابرج یہ شعر اِس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

کیونکر سین نہ مثل حنا عاشقون کے دل	زانو بدل بدل کے وہ نازک کمر اوٹھا
لکھا ازل مین قلم نے جو حال زار مرا	جھکا کے سر کو تاسف کیا مقدر پر
بیچ مین آتو چلے اور بلا کیا ہوگی	اور برگشتہ تری زلف سا کیا ہوگی
سجدہ اس سے بنے گا کہ بنے کی مسجد	دیکھیے خاک مری بعد فنا کیا ہوگی

قدیر تخلص احمد علی شاگرد محمد زکی

شور عاشق نہ روانی مین سنا لیلی مے	کتنا مجنون نے کہا ناقہ کو ٹھہرا ٹھہرا
اے قدیر اوس بت ترسا سے یہ کہدے کوئی	اپنے دیدار کے طالب کو نہ ترسا یہ بہت

قرار تخلص شیخ جان محمد نقیب سرکار وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر شاگرد شاہ شرف الدین متخلص بہ الہام ولداں

حمد مین ہے یہ ارادہ اس دل آگاہ کا	ہو سر دیوان یہ مصرع تدبسم اللہ کا
ترا وہ ناخن پا دیکھکر ترا شیدہ	چھپا ہے ابر کی جا اب ہلال پردے مین

قرار تخلص میر حسین علی شاگرد محمد نصیر سنج

کب سے آنکھین بھین لگین ذوق جراحت مین اوبر	ہاے حسرت اوٹھتے اوٹھتے دست قاتل تھکگیا
کسطرح قرار اوس سے کرون درد دل اظہار	سنتا ہی نہین وہ بت مغرور کسی کی

قرار تخلص میر محمد حسن ولد میر معصوم علی لکھنوی شاگرد مرزا علی بہار تخلص

سُن لے اگر وہ دل سے کہین گفتگوے دل	بر آے ایک عمر کی سب آرزوے دل
ہم پر تو کس آنکھ سے بھی غصہ کی نظر سے ہے	پڑتی ہین رقیبون کی طرف پیار کی آنکھین

قرار تخلص بندہ علی خان ولد محمد علی خان لکھنوی برادر زادہ تفضل حسین خان وبرادر نسبتی فتح الدولہ برق شاگرد میر کلو عرش

بار کفن اوتار اسکبد وش کر دیا	سر پر ہمارے قبر مین وزر کفن سے پاؤن

قربان تخلص میر محمدی دہلوی خلف میر کلو حقیر شاگرد شاہ اللہ خان فراق

دکھنے کا نہین ہون تجھے بوسہ یہ نہ ٹالو ۔۔۔ مجھسے تو کیا آپ نے اقرار ہی کچھ اور
کیون نہ اک ٹھوکر سے وہان آجائے صد جان دادہ ۔۔۔ دست بستہ معجزے جہان استادہ ہو
کسکی برگشتہ نگہ کا ہون مین بیمار کہ آہ ۔۔۔ یہان مسیحا کی ہوئی جاتی ہے تدبیر اولٹی

قربان تخلص میر جیون شاگرد سودا سپاہی پیشہ تھے فوج کمپنی سے فیض آباد مین دلاورانہ لڑکر شہید ہوئے

یون بند قبا کھل گئے جو آن مین گل کے ۔۔۔ کیا پھونک دیا تونے صبا کان مین گل کے

قربان تخلص میر قربان علی عظیم آبادی

نکالون دل سے کیونکر اوس کمان ابرو کے پیکان کو ۔۔۔ کہ آزردہ نہین کرتا ہے کوئی اپنے مہمان کو

قرین تخلص حسرت کے ایک شاگرد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

پیارے ہو وفا یا دفا ہو ۔۔۔ [illegible] تم دل کے لینے مین بلا ہو

قسمت تخلص نواب شمس الدولہ خلف نواب بارگاہ قلی خان دہلوی مقیم لکھنو شاگرد جعفر علی حسرت مرزا جہاندار شاہ کی سرکار مین اقتدار و اعتبار رکھتے تھے

امیدوار بوسہ لب ہی لڑا کوئی ۔۔۔ دیتا ہے مجھکو دیر سے پیارے دعا کوئی
پھر مجھکو کیا جو غیر کے تم جا کے گھر رہے ۔۔۔ میرے تو ساتھ وعدۂ شام و سحر رہے
الہی یا تو میرے دامن دلدار ہاتھ آئے ۔۔۔ نہین تو ہاتھ کی اوسکے کوئی تلوار ہاتھ آئے

قلق تخلص خواجہ اسد اللہ مخاطب بہ آفتاب الدولہ ولد خواجہ بہادر حسین فراق باشندہ لکھنو شاگرد و شہزادہ خواجہ وزیر واجد علی شاہ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے تھے صاحب دیوان ہین شعر اپنے طرز پر اچھا کہتے ہین اونسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی اونکی مثنوی طلسم الفت انہین کی زبانی کلکتہ مین سنی تھی

ادا سے دیکھا جاتا رہے گا دل سکا ۔۔۔ بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
الہی خیر ہو کچھ آج رنگ بدمذہب سے ۔۔۔ تپک رہا ہے کئی دن سے آبلہ دل کا
وہ رند ہون کہ مجھے ہتکڑی بھی بیعت ہے ۔۔۔ ملا ہے گیسوے جانان سے سلسلہ دل کا
بہار آتے ہی کنج قفس نصیب ہوا ۔۔۔ ہزار حیف کہ نکلا نہ حوصلہ دل کا

خدا کے ہاتھ ہے اب اپنا اے قلق انصاف	بتون سے حشر مین ہوگا معاملہ دل کا
ہمنے احسان اسیری کا نہ برباد کیا	مرتے دم منہ طرف خانۂ صیاد کیا
کفر و اسلام کے جھگڑے سے چھٹے تو بہوا	قید مذہب سے جنون نے ہمین آزاد کیا
حسرت قتل ہے سینے جان سے اپنی ہمدم شکر	موت نے ہمکو نہ شرمندۂ جلاد کیا
ابھی چمن مین ہون آنکھین نہ بند کر صیاد	حذر کر آہ سے میری خدا سے ڈر صیاد
قلق نصیب ہو کیا سیر باغ سب کے کھٹکے	عدو ہے جان سے ادھر باغبان ادھر صیاد
کبھی مجھکو کبھی غیرونکو لگا لیتی ہین	خوب سیکھی ہین لگاوٹ کے اشارے آنکھین
ہو سکتا ہی نہین ہے تیر نگاہ	قدر انداز ہے غضب کی آنکھ
ہونٹھون مین دبا کر جو گلوری دی یار نے	کیا دانت پیسے غیر نے کیا کیا چبائے ہونٹھ
دونکی لے جب کبھی گانے کی فرمایش کرون	ایک اوسکو لنترانی کا ترانہ یاد ہے
چھڑا کر یار سے کیا تفرقہ ڈالا ہے گردون نے	نہ وہ چرچے نہ وہ چہلین نہ وہ جلسے نہ صحبت ہے
اپنے سوا رقیب کی کب دال گلتی ہے	باتین بنائے لاکھ وہ کیسی بگھار کے
کہانتک اٹھیان رنگین گلا کاٹو گا	اوٹھاتے ہیے نہ خنجر بار آیا اس ترحم سے
اوس پہ مرتے ہین کرے تازہ جو بیداد کوئی	ہم ستم سہتے ہین گر ہو ستم ایجاد کوئی

قلق تخلص حکیم غلام مولا عرف [illegible] باشندۂ میرٹھ شاگرد مومن

دیر سے [illegible] قلق ہاے	وہ کیا ہے جو اگر مر گئے ہم
ہے جان خراش پرسش غمخوار کسقدر	وہ مہربان مجھپہ ہو کہ جو مہربان نہین

قلق تخلص اسعد علی ولد محمد علی متوطن دہلی باشندہ لکھنؤ مقیم کدورا ضلع کالپی شاگرد فخر الملک نواب میر ... صاحب دیوان مین

ہجوم آپ کے در پہ ہے دادخواہون کا	ستم تو دیکھیے ان شرمگین نگاہون کا
کاہ کی طرح سے کاہیدہ اگرچہ ہے قلق	غم سلامت ہے تو کچھ اور بھی لاغر ہوگا
بسکہ ہم ٹکڑے دامان و گریبان کے ہوئے	کو سکتے ہین میری جان کو بخیہ گری کی اونگلیان
بیہوشی مین کیا اوسکو کہا تھا جو قلق آہ	کہتا ہے کہ بند اب تو رکھو ہوش مین منہ کو

اے ضعف اب تو اتنی بھی طاقت نہین رہی	مانگون خدا سے وصل صنم کو اوٹھا کے ہاتھ

قلق تخلص سلطان خان قوم افغان باشندۂ دہلی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

مرنے بھی اوسکے نظارے کی تمنا نہ گئی	کونسا سبزہ کہ وہ نرگس شہلا نہ ہوا

قلندر تخلص شاہ قلندر شاگرد مرزا مظہر اپنے مذہب کو ترک کرکے مشرف باسلام ہوئے تھے

جی کو سر زندگی نہین ہے	کیا جی کی کہون کہ جی نہین ہے
سمجھے ہی سمجھے گا اشک ناصح	رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہین ہے

قمر تخلص مرزا غلام حسین عظیم آبادی شاگرد قاضی محمد صادق خان اختر

دل پس گئے ہزارون کا اے غیرت چمن	پاؤن کا تیرے مہندی لگانا غضب ہوا

قمر تخلص مرزا قمر الدین عرف مرزا حاجی مخاطب بہ افتخار الدولہ نائب نواب غازی الدین حیدر بہادر والی لکھنؤ ولد منشی مرزا جعفر لکھنوی اوستاد بیلی صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ شاگرد مرزا قتیل دیوان انکا نظر سے گزرا

جوانی مین اوسے ہم دیکھتے ہین اپنی آنکھون سے	لڑکپن مین فسانہ جو سنا کرتے تھے طوفان کا
صلح کرتے ہوے آخر وہ بجنگ آہی گیا	عشق کا نام برا ہے اوسے ننگ آ ہی گیا
بیجا نہین ہے کچھ مرے قاتل کا اضطراب	دیکھا تھا اوسنے کب کسی بسمل کا اضطراب
تجھ بن جو مجھکو نیند نہ آئی تمام شب	صورت اجل نے بھی نہ دکھائی تمام شب
آئی نہ کچھ صدا قمر خستہ کی ہمین	زنجیر اوسکے در کی ہلائی تمام شب
جسنے نہ رکھا سر کو تہ بار محبت	کیا جانے وہ پھر درد گرفتار محبت
ممکن نہین تا حشر قمر ہوش مین آوے	دیکھے کوئی گر اوس بت مخمور کی تصویر
کیا جو مقصد نکلنے کا مین نے زندان سے	قمر لپٹ گئی پاؤن سے غل مچا زنجیر
اپنے قدم سے کیون نہو دریا لہو کا جوش	ہر آبلہ ہے دیدۂ خونبار پاؤن مین
ظاہر مین جو تو چاہے سو جوش مین قمر کی کنہ	خلوت مین لیکن اوس سے نکلتا نہین نہین
خال رخ یار نے ہوش مرے کھو دیے	کر دیا بیخود قمر تھوڑے سے تریاک نے

قمر تخلص حافظ قمر الدین خلف حافظ اشرف باشندۂ دہلی

خانۂ دل مین جو روشن ہو چراغ عارض | دہیان پہر خاک رہے لعل بدخشانی کا

قمر تخلص محمد قمر الدین خان اکبر آبادی قوم افغان یوسف زئی

مجھسی کو مرید کر لیا دم مین قمر | یہ خانہ خراب عشق مرشد نکلا
کسکے عشق سے پابند صد رنج و تعب ہین ہم | ہزارون آفتین ہین ایک ہم ہین کچہ عجب ہین ہم

قمر تخلص سید محمد ولی خان خلف نواب محمد علی خان رئیس شمس آباد

بڑھگئی ہے دل کی ایسی بیقراری اندنون | ہر گہڑی کرتا ہون غم مین آہ وزاری اندنون

قمر تخلص میر محمد اسمعیل متوطن لکھنؤ

حال فرقت جو پڑہا خط مین تو یون کہنے لگی | چار حرفون کے لیے دفتر باطل آیا

قمر تخلص مرزا قمر طالع خلف مرزا ایزد بخش بہادر عرف مرزا نیلے ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

نالان ہے قمر داغ غم عشق سے وہ بھی | کب ہرزہ دراؤن یہ کھلا راز جرس کا
نہ آتی تاب تو بھی دل کی بیتابی کی ہاتھون سے | قمر پہلو مین وہ رشک قمر ہوتا تو کیا ہوتا
بعد مدت خط لکھا ہے یار نوخط نے مجھے | تو بھی اب تو اے قمر شکوے کے دفتر کھولدے

قمر تخلص مولوی نواب جان ہوگلوی شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت

چہرۂ یار نہین زلف رسا سے پیدا | آج خورشید ہوا دام بلا سے پیدا
تاب نظارہ نہین دیدۂ خورشید کو بہی | پردۂ روے منور ہے ضیا سے پیدا

قمر تخلص مرزا باقر حسین لکھنوی

آغوش اوسکے شوق مین کب تک رہی کھلا | پھیلاے کب تلک رہون ای انتظار ہاتھ

قمر تخلص شیخ جعفر علی لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی

شب فراق کو سینے تڑپ تڑپ کاٹا | نہ پھوٹا جس یہ بھی ظالم یہ آبلہ دل کا

قمر تخلص قمر الدین ولد روشن علی شاگرد خواجہ وزیر باشندۂ لکھنؤ

اے رشک تجلی اسے دیدار دکھا دے | موسی کی طرح رکھتی ہے شوق ارنی آنکھ

قمر تخلص حکیم قمرالدین خان باشندۂ لکھنؤ مقیم بنارس

لٹکاتے ہون غم ہجران سے جسکے خار پہلو مین
کہو کیونکر رہے اوسکا دل افگار پہلو مین

قمر تخلص رشید الدولہ محمد جعفر علی خان بہادر عرف چھوٹے آغا خلف مظفر الدولہ محمد زکی علی خان بہادر لکھنؤی نواسہ محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

مرض ہجر مرا خاک ہوا اچھا تم سے
خود مسیحا ہوا جی اور ہین بیمار آنکھین
حال کھلتا نہین کچھ چین یہ سبب ہونے کا
کیون چڑھاتے ہو مجھے دیکھ کے ہر بار ابرو

قناعت تخلص مرزا محمد بیگ لاہوری ولد مرزا احسن بیگ شاگرد حسرت ۱۱۹۶ھ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین لکھنؤ مین تھے

زیست اب مجھ سخت جان کی سب کو لگتی ہے بری
فائدہ یہ کچھ ہوا ہے دل لگانے سے مجھے

قناعت تخلص مرزا غلام نصیر الدین خلف مرزا ولی الدین نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد الرحمن خان احسان و مرزا قادر بخش صابر صاحب دیوان ہین

کھویا غم فراق نے دل سے جہان کا غم
غم ہے ہمارے واسطے غمخوار ہو گیا
ہنگام طوف دھیان تمہارا رہا مجھے
مین کعبہ جا کے اور گنہگار ہو گیا
اوسکے یہ کہتے کے مین صدقے کہ گھبرا گیا
سانس الٹی جاے ہے کیون نوجوان امیر لگا
جلا سے آئینہ ہوتی ہے خاک سے ظالم
صفا بھی چاہیے ہو دل مین جب غبار آیا
دل کھنچے جاتے ہین لاکھون دیکھکر رفتار کو
نقش پاے یار گویا نقش ہے تسخیر کا
ضعف اپنا یہان تلک پہونچا کہ ہم
اٹھ نہین سکتے تمہارے دھیان مین
اسے توجہ کیا ہو اب کر او ستم
ہو رہے گی کچھ خدا کے سامنے
پڑ پڑ کے پاؤن مجھکو اٹھاتے ہین جا نشست
پھر ایسے قدردان ملین گے کہان مجھے
گھگھٹے تھے تم کہان آئے کہان سے
کر رہے مسکی ہوئی چولی قبا کی

قوت تخلص مرزا احمد علی خلف قلندر بخش جرأت

وہ گیا اور مثل نقش قدم
مجھکو حیران خاک پر چھوڑا
قوت چھیڑا اون کیونکہ لگا اب تو میرا دل
اوس شوخ بے نظیر سے ہے یہ فن شریر سے

گر نہا کر وہ نچوڑے بال اپنے طشت مین | آ تے اسکے طشت تک گوہر بنے اور گوہر حباب

قوس تخلص مرزا محبوب علی متوطن دہلی ولد مرزا ہمایون بخت ابن مرزا زین العابدین شاگرد راقم مولد انکا بنور مسکن کلکتہ شعر اچھا کہتے ہین پہلے شمس تخلص کرتے تھے صاحب دیوان ہین

گر میان مجھ سے جو کہین اوس شمع رو نے بزم مین
غیر مارے رشک کے جل جل کے ٹھنڈا ہو گیا

جان کھا جاتا ہے غم آسان سمجھے تھے اسے
دل لگانا قوس کیا منہ کا نوالا ہو گیا

مرنے پہ بھی جلانا ہے منظور اوسکو قوس
بنو ایا ہے چراغ جو میرے غبار کا

نہ سنورا ایک بھی کام اپنے دل کا تجھسے ای ظالم
ترے ہاتھون سے ہر کام اپنا ای چرخ کہن بگڑا

خدا دیتا ہے بعد از رنج پھر راحت ضرور ای دل
وصال اپنا ہوا صدمہ سہا جب درد ہجران کا

نقش پاے یار کے سودے کا یہ دیکھا اثر
رات بھر ہے چاند گردش مین تو دن بھر آفتاب

جان دی ہے عشق مین اوس گل کے مین نے مصفیر
پھول لا لا کر کیون تربت پر چڑھائے عندلیب

تل نہین ہے تیغ زن یہ ابروے خمدار پر
جم گیا ہے خون کا قطرہ تیغ جوہر دار پر

تھرکا آفت لگا سرمہ نگاہ یار مین
اور دونی ہو گئی ہے آب اس تلوار مین

جو کبوتر اوسنے دیکھا نامہ بر سمجھا مرا
مار ڈالے ہاے دھوکے مین کبوتر سیکڑون

معجزہ حضرت عیسے کا دکھا دیتے ہین
بات کی بات مین مردے کو جلا دیتے ہین

جب مین کہتا ہون کہ کب وعدہ وفا کیجے گا
منہ کے شوخی سے انگوٹھا وہ دکھا دیتے ہین

کیا ادا ہے کہ مین کشتہ ہون وسکا ای قوس
لیکے خمیازہ وہ چٹکی جو بجا دیتے ہین

ان حسرتون کو لیکے سماؤن گا کسطرح
ایجاد کچھ ایسی وسعت کنج عدم نہین

سو یا پہلو مین مرے وہ ماہ پیکر رات کو
مدتون پہ ہمنشین جاگا مقدر رات کو

تمہارے حسن نے سب کو بتو گمراہ کر ڈالا
سہو دی کو بھو سی کو تمہارے کو مسلمان کو

زانوے دلدار اور تصویر پشت آئینہ
واہ واری واہ وا تقدیر پشت آئینہ

رات دن رہتا ہے ہم پہلوی دلبر آئینہ
پا گیا بخت عدو اسے دل مقرر آئینہ

زانوے خوبان پہ رہتا ہے برابر آئینہ
بخت بد رکھتا ہے کیا سید ہا مقدر آئینہ

جو حسین ہے اوسکے دل مین کرتا ہی گھر آئینہ
جانتا ہے بس عمل حب کا مقرر آئینہ

بخت خفتہ مدتون مین آج جاگا صبحدم
ہم سے مانگا یار نے بیدار ہو کر آئینہ

جب طلب بوسہ کیا اونسے تو ہنسکر کہا
منہ تو اپنا دیکھیے صاحب اوٹھا کر آئینہ

جو بات سچ ہے کہہ دون مین منہ پر ہزار کے
گل تک فریفتہ ہین مرے گلعذار کے

کمر اوس شعلہ رو کی ہے و لیکن
مثال سایۂ احمد نہان ہے

جب نزع مین نہ آے تو مرقد پہ آ چکی
وہ شمع گل مزار پہ میرے چڑھا چکے

ہوئے پامال لاکھون اس ادا کے
چلے جو ناز سے دامن اوٹھا کے

تہرہ چیتون مین ہے گر موئے میان یار کا
شوخ حبشی کی نغزالان ختن مین دہوم ہے

مے کشی کا ہے اشارہ جلد لا ساقی شراب
جانب قبلہ سے اوٹھی ہے گھٹا برسات کی

چلتا ہے رک رک کے کن انکھیلیونکی چال سے
خنجر قاتل مین بھی رفتار معشوقانہ ہے

میری صحبت مین نہ آیا کرین غیر
باتون باتون مین سناتے ہین مجھے

لاش پر آئے منہ چھپائے ہوئے
شرم اب تک بھی مہربان نہ گئی

مجھسے وحشی کو جو سمجھاتے ہین ناصح واللہ
آپ تو مجھکو نظر آتے ہین دیوانے سے

قوس تخلص سید محمد رضا خلف سید علی مرزا ساکن لکھنؤ شاگرد ناسخ

ساقی ترے جو عکس ترے چشم مست کا
جام شراب ہو قدح شیر ہاتھ مین

قیس تخلص میر عباس حسین ابن میر نثار حسین شکوہ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

اے قیس کیا بتاؤن تجھے انتہاے عشق
ہو آخر ش جنون یہ ہے ابتداے عشق

قیس تخلص حافظ عبد الحی برادر خورد حافظ عبد الصمد یوسفی باشندۂ کاکوری

ہمزبانی کیون نہ ہو باہم ہمارے اوسکے قیس
ترجمان اپنی ہی وہ ہم ترجمان عندلیب

قیس تخلص محمد عنایت اللہ متوطن بھیکم پور باشندۂ کول شاگرد منشی نبی بخش حقیر تخلص

لگیا دل کو ساتھ پیکان کے
تیر بھی اوسکا دلربا نکلا

کرتے تھے پتھر کے جو دل مین اثر
آہ وہ نالے مرے کیا ہو گئے

قیس تخلص سید مرزا علی دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر تخلص

ہم سے تو رنج ہجر اوٹھایا نہ جائے گا
اب کیا بنے گی دم جو خدا یا نہ جائے گا

قیس تخلص مرزا احمد علی بیگ عرف مدارا بیگ خلف مرزا مراد علی بیگ شاگرد جعفر علی حسرت وطن انکا مشہد مقدس مولد لکھنؤ

نادان ابھی ہو بیارے جانے بلا تمھاری
کیا خیر ہے محبت اب تم سے کیا کہون مین

رہی تن من کی سدھ ہمکو نہ جنکی یادگاری مین
بھلا دین وہ ہمین تھہرین بس ایسی یاریٔ تن

جب سے سمند ناز پہ وہ شہسوار ہے
آوارہ و خراب یہ مشت غبار ہے

پھرتا ہون ہر کسی سے مین القاب پوچھتا
خط کے ترے جواب نے رسوا کیا مجھے

آئینہ دیکھ دیکھ کے کہتا تھا کل وہ شوخ
اس عالم شباب نے رسوا کیا مجھے

قیس تخلص محمد صدیق مرحوم ہمشیرہ زادہ و شاگرد شیر محمد خان ایمان

چھپایا کرتا ہون مین حبیب دانتون کو اوسکی اے قیس
فکر کھاتی ہے مری آب گہر مین غوطہ

قیس تخلص نواب ہادی علیخان خلف صمصام الدولہ مرزا احمد خان نیشاپوری باشندہ لکھنؤ

بعد مدت جو مجھے یاد کیا اوس بت نے
آج کیا یار خدا اوسکے یہ آیا دل مین

قیس تخلص شیخ کاظم علی قدوائی ولد شیخ وحدت اللہ باشندہ قصبۂ جگور توابع لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

یہ ڈھنگ ہین برے بخدا چھوڑو میری جان
نخوت غرور کبر یہ ہر بار کا دماغ

ہوتا ہے درد سر اوسے صندل کی نام سے
کتنا ضعیف ہے ترے بیمار کا دماغ

قیس تخلص حکیم باقر علی ولد شیخ قاسم علی لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

دم محبت کا مین بھرتا رہا مرتے مرتے
جان کی طرح غم یار کو رکھا دل مین

غیر ظاہر مین نہ پوچھا تو نہ پوچھا مجھکو
اپنا بیمار تو سمجھا وہ مسیحا دل مین

مرض عشق کی تکلیف کو کیا پوچھتے ہو
ہے کبھی درد جگر مین کبھی ایذا دل مین

قیصر تخلص مرزا علی حسین اکبر آبادی

اک جام مین طلسم جہان کھل گیا تمام
حاصل تھا ہمکو مرتبۂ جم تمام شب

یارب وہ دن دکھا کہ میسر ہو روز وصل
محرم سے اونکے ہم بھی ہون محرم تمام شب

قیصر تخلص مرزا محمد خورشید قدر بہادر خلف مرزا آسمان قدر بہادر بن مرزا محمد خرم بخت بہادر ابن مرزا جہاندار شاہ بہادر شاگرد گوہر علی مشیر مرثیہ گو شعر بہت کم کہتے ہین

جو بلا عشق مین آئی اوسے رو کا سر پر
تیغ قاتل کی جو اوٹھی تو بٹھایا سر پر

قیصر تخلص مرزا خدا بخش نواسہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مومن خان دہلوی

ہوس غیر سے عشق اپنا اوسے یاد آیا
کیا نئی طرح سے ہم دل مین گزر کرتے ہین
تو لطف کرے یا نکرے خوش ہو کہ ناخوش
اس بات پہ مرتا ہون کہ عاشق ہون تر این

قیصر تخلص شاہ امین الدین خلف شاہ ابو المظفر نبیرۂ شاہ علیم اللہ باشندہ دائرۂ الہ آباد

خیال دل کو جو آیا سیاہکاری کا
سفید ہو گئے مثل کفن فرار مین ہم

حرف کاف عربی

کاشف تخلص کاشف علی ولد شیخ محمد علی لکھنوی مقیم کانپور شاگرد چھوٹے مرزا مذنب تخلص

کاشف زیادہ قصد نہ کر موشگافی کا
مضمون کیا بندھے کہ وہ ہے ہیچ از الف

کاشف تخلص سید محمد حسین خان عرف شاہ مرزا نبیرۂ سید مختار الدولہ عمدۃ الملک سید باقر علی خان میر بخشی متوطن مازندران باشندۂ لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

یونہین بسر ہوئی اوقات زاہدا اپنی
لبون پہ ذکر بتان یاد کبریا دل مین

کاظم تخلص کاظم علی شاگرد نصیر و مومن باشندہ منڈاور

شبنم رخ گل پر نہین کاظم یہ سحر کو
چھوٹا ہے کوئی یاسے غبار دل کا پھپھولا
اے طفل اشک ہم تجھے آنکھون مین رکھین
اور تو ہمارے راز کو یون برملا کرے

کاظم تخلص سید محمد کاظم خلف سید مہدی حسین بلگرامی

طوق سنگ کا نہ گردن سے اوترنے پایا
پھر پڑے پاؤن مین زنجیر ہوا سودا مجھکو

کافر تخلص سید علی نقی معاصر سودا سپاہی پیشہ تھے آخر ایام مین مرشد آباد مین

سکونت کی تھی

سیرت سے ان بتوں کے دلین کدورتین ہین	مٹی کی مورتین ہین کافر یہ صورتین ہین
کس کس طرح بتون کی صورت نے رنگ پکڑی	کافران انکھڑیون نے دیکھے ہین کیا جھگڑے

کافی تخلص محمد رضا مرثیہ خوان بن محمد حسین لکھنوی

چھوڑ کر اسکو چلے جاینگے اک دن کافی	قصر عالی امرا کرتے ہین تعمیر عبث

کافی تخلص مولوی کفایت علی مرادآبادی صاحب علم و فضل و زہد و ورع ہین بیشتر اشعار انکے حمد و نعت مین ہوتے ہین

عرش بربن ایوان محمد صلے اللہ علیہ وسلم	خلد سرا بستان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
آپ کفیل کار امت آپ شفیع روز قیامت	ہین بیحد احسان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
مظہر رحمت مصدر رافت مخزن شفقت عین عنایت	ذات محمد جان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
رحمت عالم اوسکا لقب ہے خلقت عالم کا وہ سبب ہے	ہے کیا عالی شان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
بہر شفاے درد مصیبت اور برائے رنج و ذلالت	کافی ہے درمان محمد صلے اللہ علیہ وسلم

کامل تخلص مرزا ناصر الدین معروف بہ محمد مرزا خلف مرزا ابو سعید نبیرۂ عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی شاگرد و برادرزادہ مرزا رحیم الدین حیا

نوح کر بر قید سے چھوڑا انکو کیا چھوڑا ہین	تو ہی کہہ اس حال مین جائین کہان صیاد ہم

کامل تخلص شیخ جمال الدین باشندۂ آنولہ شاگرد مصحفی

فصل سودے کی پھر آئی ہے خدا خیر کرے	دیکھیے پڑتا ہے کس کس پہ وبال کاکل
فوج غم و الم مین پھنسا شہریار دل	ہو کون بیکسی کے سوا غمگسار دل

کامل تخلص مولوی غلام کبریا مقیم ڈھاکہ شاگرد مرزا جان طپش

طفل اشکون سے ملے دلکی شہادت کی خبر	خون ناحق تھا یہ قاتل سے چھپایا نگیا

کامل تخلص شیخ احمد علی لکھنوی ولد مولوی عنایت احمد شاگرد عبد الرؤف شعور اولاد مین حضرت پیر محمد علیہ الرحمۃ کی صاحب دیوان ہین

نہین ہوتا ہے جو پردے سے نمایان عارض	اسلیے رہتی ہے مجھکو تپ ہجران عارض

نظر مہر سے تمنے جو ملائین آنکھین — چھپنے در گاہون مین چاندی کی چڑہائی آنکھین

کامل تخلص سید احمد جان نبیرہ حضرت شاہ محمد اجمل مرحوم باشندۂ الہ آباد

ظاہر مین پھر گیا وہ ستمگر تو غم نہین — دل سے جو انس تھا اوسے وہ بھی کم نہین

کامل تخلص مرزا باقر علی خان دہلوی خلف مرزا زین العابدین خان عارف شاگرد مرزا نوشہ راقم نے انکو دہلی مین دیکھا ہے

اوٹھانے پڑینگے نہ ساقی کے ناز — کہ پیر مغان آشنا ہو گیا

یاد آنا کسی کے کاکل کا — تیرہ ساز شب جدائی ہے

کامل تخلص پنڈت ٹھاکر داس کشمیری باشندۂ دہلی وکالت کرتے تھے

پلٹ کے جو دیکھا پھر اہ او سنے — لگا تیر اک بازگشتی جگر پر

کامل تخلص مرزا کامل بیگ

مژگان سے گر نہ کیجے دل ابرو کر ہی ٹکڑے — یہ بات اوس سے کہکر جب داد مین نے چاہی

کہنے لگا کہ ترکش جس وقت ہو وے خالی — تلوار پھر نہ کھینچے تو کیا کرے سپاہی ق

کامل تخلص مولوی محمد مرشد حسن ولد شاہ طالب حسین عظیم آبادی شاگرد خواجہ ذریہ اپنی شاعری کا نہایت غرور رکھتے ہین

چھنگلی انگشت حنائی سے بجا کر کہتے ہین — بولتا ہے لال لو دیکھو حنا کے رنگ کا

ایک دو پہر روز بے جرم و خطا ہوتی ہین قتل — چار دن سے شوق ہے سفاک کو خونرنگ کا

نفع اپنون سے نہین ہوتا ہے بی تائید غیر — دیکھ سکتی ہے کبھی بے آئینہ رخسار آنکھ

بے حکم جو کچھی لی تری زلف دوتا کی — مشکین مری بند ہوا ہیے ہان مین خطا کی

کاوش تخلص میر محمد کتاب خان شاگرد اولاد علی کاہش

ایک شب ہاتھ آئینگے وہ گیسوئے عنبر فشان — سورۂ واللیل پڑہتا ہون پئے تسخیر زلف

کاہش تخلص مولوی اولاد علی مرحوم جونپوری شاگرد مصحفی پیشکار عدالت صاحب گنج عرف گیا

بیانِ حالِ دلِ زار ہو نہین سکتا — یہ درد وہ ہے کہ اظہار ہو نہین سکتا

رشک مقتل ہے ترا کوچہ بت کافر نگر
گبر ترڑپے ہین جدا اکا فرجدا تڑپا جدا

عاشقون کو گر یہی نیرنگیان دکھلائے گا
آخرش وز دخدا اک روز باندھا جائیگا

یون حسرت دل کہتی ہے فرہاد ہی پر رو رو
تیشہ کو لگا سر پہ تو پچتائے گا آخر

بھرگئے زخم جگر جس شب سنی تقریر زلف
مثل مرہم ہوگئی اللہ رے تاثیر زلف

دوہری زنجیر دن مین کس پیچ جکڑی ہی دل
واہ ری تدبیر کاکل واہ ری تاثیر زلف

کاہش تخلص منشی ہدایت علی واتونگری شاگرد ذوق اسٹایر کی پلٹن مین منشی تھے

جس گلی مین کہ تڑپتے ہین ہزارون بسمل
پاؤن پھیلا کے وہان بیٹھ گئے حضرت دل

ترے پاس سے جب اوٹھ آتا ہی دل
تو آٹھ آٹھ آنسو رولاتا ہے دل

کبیر تخلص حکیم کبیر علی باشندۂ سنبھل مرادآباد دیوان انکا نظر سے گزرا

ایک ہی یار سے جی ناک مین آیا ہو کبیر
زیست معلوم اگر ایسے ہی دو چار سلے

کرامت تخلص کرامت اللہ شاہ آزادانہ زیست کرتے تھے

مقبول حق ہے جو کہ ہوا پنجتن کا دوست
ہے حب اہل بیت وسیلہ نجات کا

کرم تخلص غلام ضامن شاگرد مومن متوطن کوتانہ مدت تک حیدرآباد مین تھے آخرالامر دلی مین سکونت اختیار کی تھی فارسی بھی کہتے تھے

کیا ہی برہم ہوئی زلف اوسنی جو پوچھا ہے
اے کرم کس نے کیا حال پریشان تیرا

ترا ناخوردہ ہار تنک سے کیا کیا تڑپا
استخوانون مین مرے دیکھ کہ پیچان تیرا

اسیری نے کی پردہ پوشی جنون کی
کیا طوق گردن نے کار گریبان

وائے قسمت اور اخفا سے ہوا افشار از
روکنے سے اشک کے لخت جگر اڑنے لگے

اوسکو شہرت کی تمنا مجھے رسوائی کی
پھر کوئی آرزو دے نشو ونما رکھتا ہی

مرا نشو ونما ہے اوس خرام لاوبالی سے
غبار اپنا توان کو سرکشی سے ایمالی سے

کرم تخلص کرم حسین خان خلف منشی سخاوت حسین خاں بلگرامی سابق سررشتہ دار کلکٹری فرخ آباد

کو نسے گلرو کے آنے کی خبر ہے باغ مین
جو ہے ہر سو قطرہ زن لہر بہلدی اندلون

کرم تخلص کرم خان رامپوری صاحب دیوان گزرے

بے بوسۂ لعل لب دلدار نہیں زیست — ہم سانپ نہیں ہیں کہ جئیں چاٹ کر مٹی

کریم تخلص کریم اللہ خان افغان باشندۂ دہلی

نہ تھی قدرت تجھے گر روبرو جانے کی کریم — زیر دیوار رہے جا نالہ سنایا ہوتا

کشتہ تخلص شیخ نبی بخش باشندۂ میرٹھ شاگرد مولا بخش قلق

عشق دامن پکڑتے آئیگا — مرے پہلو سے تو اگر سرکا

کشش تخلص میر فدا علی شاگرد اولاد علی کاہش

پریشان تھی صبا آشفتہ سنبل غنچہ حیران تھا — مجھے وحشت ہے دیوانو یہ کیا رنگ گلستان تھا
نمود خط سے ترے بلبلوں کو شیون تھا — بہار ہوتی تھی رخصت اداس گلشن تھا

کشن تخلص بابو کشن حیدر گھوس نوۂ راجہ نیکشن بہادر باشندۂ کلکتہ

صدف اپنے گوہر کو بے آب سمجھے — یہ دندان تمہارے دہن میں جو دیکھے

کشور تخلص مرزا محمد جعفر شاگرد مرزا محمد تقی اختر

جان دیتا ہوں ترے ابروی خمدار پہ یار — کھینچتا ہے تو مرے قتل پہ شمشیر عبث

کفایت تخلص نواب کفایت اللہ خان مرحوم رامپور کے نواب زادوں میں تھے

دیوانہ کیا بزم میں شب آکے کسی نے — بیہوش کیا چہرے کو دکھلا کے کسی نے

کلیم تخلص میر محمد حسین دہلوی معاصر میر تقی صاحب دیوان گزرے فارسی بھی کہتے تھے اکثر رسالے شیخ محی الدین ابن العربی علیہ الرحمہ کے اردو میں ترجمہ کیے ہیں

چھپا ہے آ مرے چشم پر آب میں دریا — کسی نے دیکھا ہے اب تک حباب میں دریا
ہو چکا حشر گئے جنت و دوزخ کو خلق — رہ گیا میں ترے کوچے میں گرفتار ہنوز
درازی شب ہجران و زلف یار کلیم — کبھی سے پوچھ کہ کاٹی ہے رات آنکھوں میں
تجھے میں آنکھوں میں کیونکر رکھوں کہ ہر ساعت — بھرا ایسا گھر کہ یہ خانہ خراب ٹپکے ہے

کلیم تخلص شیخ کلیم اللہ باشندۂ سہر کوٹ متعلق ضلع مراد آباد

جلوۂ طور کو رخ سے پیدا ہو وے — تجلی اعجاز تکلم سے مسیحا ہو وے

کمال تخلص شاہ کمال الدین حسین باشندۂ کڑہ مانک پور شاگرد جرأت و قیام الدین قائم لباس درویشی پہنکر سیاحت کرتے تھے دیوان و تذکرہ شعرا انکا نظر سے گزرا

مین بندہ کیون نہون اوسکی ادا کا
عیان اوس بت مین ہے جلوہ خدا کا

شعلے سے آہ کے یہ دل زار جل بجھا
کیا بس چلے ہے آتش سوزان سے کاہ کا

جز شکست شیشۂ دل کچھ نہ کیا اور کام
مرتفع جس روز سے یہ چرخ مینائی ہوا

قدکا ترے نہ آنکھون مین کیونکر بسے خیال
اکثر ہے یہ کہ سرو لب جو نظر پڑا

مین کودکے دیوار گیا یار کے گھر اوس
بیچارہ گیا مفت مین دربان نکالا

دیکھ رستے مین ہمین دیتے ہو گالی کیا خوب
جمال صاحب لے نئی یہ تو نکالی کیا خوب

گر آنکھ لڑانے کا نہین شوق ہر اک سے
سو رامح ہین کیون آپ کی دیوار مین صاحب

بگڑے نہ کہین عاشق و معشوق کی صحبت
یون جھکے نہ نکلا کرو بازار مین صاحب

کنور تخلص راجہ اوپ کشن بہادر ولد راجہ راجکشن بہادر رئیس کلکتہ دیوان انکا نظر سے گزرا

شیدا ہے عشق مین ترے دل شیخ و شاب کا
غالب بنی ہے یاد مین تیرے حباب کا

نہ پوچھ گزری ہے جو مجھ پہ بیقراری رات
مثال شمع کٹی روتے روتے ساری رات

کنور تخلص کنور جگر ولی سنگہ باشندۂ اکبر آباد ولد راجہ بلوان سنگہ راجہ تخلص

فریاد بھی کرتے نہین ہم جور بتان سے
خاموش ہین کچھ کہہ نہین سکتے ہین بیان سے

پریون سے نہ مطلب ہے نہ کچھ حور جنان سے
شیدائی ہین دیوانے ہین افرنگی دلوجان سے

کوثر تخلص کمیدان پلٹن شاہی لکھنو مرزا احمد علی ولد مرزا قطب الدین حیدر لکھنوی متوطن دہلی شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

جب کہ اوس رشک قمر نے مانگ موتی سے بھری
ہو گیا سب کو ستارون کا گمان بالا سر

مصروف قتل عاشق جانباز ہے وہ ترک
ترکش کمر مین رکھتا ہے شمشیر دوش پر

رہا کہتے ہین اسے ضبط اسے کہتے ہین
کبھی پیکان نہ ترے تیر کا کھٹکا دل مین

دم نکلے جو ہے خنجر الفت سے لہو
ہے یہ ہمت بخدا عاشق دریا دل مین

خواب مین شب اوس پری نے شکل دکھلائی ہنوز | جاگ او مجھے بخت خوابیدہ جو نیند آئی ہنوز
تیرا تو آسرا تھا جدائی مین یار کی | اے موت تو بھی مجھسے گریزان ہو اندنون
دل پھٹ گیا کدورت طبع نگار سے | حیرت کی جا ہے آئینہ ٹوٹا غبار سے
نامہ بر کوچۂ دلبر مین گم ایسا ہو جائے | فی المثل ہو وے کبوتر تو وہ عنقا ہو جائے
کیا ہی کشش ہے کوچۂ دلبر کی خاک مین | بیدست و پا بھی ہووے تو مثل صبا چلے
بوقت صبح وہ مانند آفتاب آیا | الٰہی شکر شب ہجر کی سحر دیکھی

کوثر تخلص آغا غلام علی معروف بہ آغا جان صاحب زمیندار ڈہاکہ خلف حاجی شمس الدین ولایتی شاگرد حافظ ضیغم ہر دو زبان مین شعر کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے ۱۲۸۵ ہجری مین انتقال کیا۔

سونے کی آرسی نہین انگشت یار مین | سورج مکھی کا پھول یہ شاخ سمن مین ہے
کیا کہون موج غم عشق مین دلکا احوال | تم نے کشتی نہین دیکھی کوئی طوفان مین کبھی
کوچۂ یار جو یاد آئے گا کوثر پس مرگ | دل لگے گا نہ مرا روضۂ رضوان مین کبھی

کوچک تخلص شہزادہ وجیہ الدین دہلوی سفر مین عازم فردوس برین ہوے ہمراہیون نے اونکی نعش کو لیکر دہلی مین حضرت سلطان المشایخ کے مزار کی متصل دفن کیا

یہان تلک پانون مین پھپھولے ہین | کہ قدم بھر چلا نہین جاتا
پرورد کنار محبّت ہے تخت دل | یون خاک سر نہ اوڑہ خون چکان گرا
اوس رشک گل کو دیکھ کے آئی نہ تاب ہجر | بلبل اودھر گری تو ادھر باغبان گرا

کوکب تخلص مرزا غلام حسین شاگرد محمد صادق خان اختر بیشتر لکھنؤ مین رہتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

صبا اپنا پیام جان مضطر دلی وس سے کہہ دینا | گر اے بے رحم کرموقوف اب تو امتحان اپنا
جدائی سے تری دم آ رہا ہے اس دم آنکھون مین | ق | جو آنا ہو تو آ ہوتا ہے رخصت میہمان اپنا

کیفیت تخلص شیخ فضل احمد خلف شیخ اکبر علی کشمیری لکھنوی شاگرد میر وزیر صبا

صاحب دیوان ہین شعر انکے اچھے ہوتے ہین

اک آہ سے تو میری بے چین ہو گئے تم
کہیئے تو میرے دل کو کیا اضطراب ہو گا

یارب سبیل رکھکر پیر مغان کیا سے
اللہ پیتے جاؤ پیاسو ثواب ہو گا

بیہوش کل اوٹھا کر لائے تھے کیف کو ہم
پھر آج میکدہ مین خانہ خراب ہو گا

یہ دور کیف ہے ای میفروش کیا ڈر ہے
جو محتسب سے بھی ٹوٹے تو جام بھر لینا

کیا ہوا دل جو گرا آنکھ سے آنسو ہو کر
بشکل جام چھلک جاتا ہے مملو ہو کر

وہ دیو کیا ہوئے وہ پری زاد کیا ہوئے
جو تخت بھی اب نہین ہے سلیمان کے گو ریر

کسی نے باغ مین ایسا شگوفہ چھوڑا ہے
کہ آج تک گل و بلبل مین بول چال نہین

بزم مین یار کو پوچھے جو کوئی تبلا دون
شمع کے پاس وہ بیٹھے ہین جلانیوالے

ایسا نہ ہو کہ میری طرح ہو فریفتہ
آئینہ دیکھیئے گا ذرا دیکھ بھال کے

کیوان تخلص شیخ بدلی بلگرامی

گو وہ منکر ہو یہ قاتل کو مین پہچانتا ہون
میری نظرون مین چڑھا جسنے اوتاری گردن

ماہ سے صاف ہے خورشید سے نورانی ہے
خوش نصیبی کی نشانی تری پیشانی ہے

کیوان تخلص مرزا علی حسین شاگرد ناسخ آغا توکل کی اولاد مین تھے صاحب دیوان گزرے

لگائیگا جو سرمہ وہ بت طناز آنکھون مین
سیہ زنبور کا ہو جائیگا انداز آنکھون مین

یہ موج زن ہے یم اشک ہجر جانان مین
کہ آسمان ہے شکل حباب آنکھون مین

وہ مزے مین ہے تلخ یہ شیرین
برگ گل سے کہین ہے بہتر ہونٹھ

اک بوسے کو ترسا کیا تا زیست نپایا
حسرت کوئی بر آئی نہ جانی مری دل کی

کیوان تخلص مولوی سید فتح علی عرف وحید الدین احمد الہ آبادی الاصل ساکن لسبت وجہار پرگنہ شاگرد راقم و مولوی عصمت اللہ انتخ

کہنے لگے وہ لاشۂ کیوان کو دیکھکر
ارمان ظلم ہاے مرے دلمین رہگیا

حرف گاف فارسی

گرداب تخلص رام چرن

بوسہ دیتا نہیں گرداب شب وصل میں وہ | تماشا سر آن سے کرتا ہے کنارہ عاشق

گرفتار تخلص شنگے بیگ دہلوی خلف رحیم یار خان شاگرد حاتم

درد ہو وے تو کیجیے دوا ایسے | دل ہی بے چین ہو تو کیا کیجے

گرم تخلص ناظر مظفر علی خان ولد محمد خان رامپوری شاگرد ذوق مقیم میرٹھ
نواب عبد اللہ خان برادر نواب محمد سعید خان والی رامپور کی رفاقت مین تھے

اڑیا یہ رگڑین کف افسوس بھی ملتے ملتے | ہے جدائی اک بلا وہ سمجھتے ہین سیاہ رو ملتے ہاتھ پاؤن
جا مین اک ہب بھجا لی گئے | درد جدائی ناصیہ فرسائی کی

گرم تخلص حیدر علی بیگ دہلوی خلف مرزا امتیاز علی بیگ شاگرد مصحفی شعر اچھا کہتے تھے
دکھن کی طرف جا کر انتقال کیا

پھرتا تھا تو جسوقت کہ گلشن مین خرامان | کیا سرو بھی آگے ترے ناچار کھڑا تھا
شب رخصت ہی رہو تم مرے گھر آج کی رات | جان بلب چھوڑ کے جاتے ہو کدھر آج کی رات
حسرت سے دیکھتا ہون جب یار کیطرف | لگتا ہے تب وہ دیکھنے دو چار کی طرف
لوہو مین بھر رہے ہین ترے ہاتھ سچ بتا | تربت یہ کس شہید کی توڑ چڑھائی گل
مین یہان تک اشک پونچھا آستین سے | کہ ہے اک موج دریا ہر شکن مین ہے
تیغ نگاہ کسکی دیکھی ہے ہنسنے یا رب | کیون زندگی سے اپنی بیزار اسقدر ہین
سیل گریہ سے نہ ہم تا بکمر ڈوب سے گئے | اسقدر رو گئے کہ ہمسایوں کے گھر ڈوب گئے

گریان تخلص محمد حسین ولد سید حسین علی سوزان نبیرۂ اکبر علی برجیس باشندہ لکھنؤ

ہم آئے تو چلمن مین لگائے گل نرگس | در پردہ دکھاتا ہے وہ رشک چمن آنکھیں

گریان تخلص میر حسام الدین عرف میجو مرثیہ گو

کیا آنے کی کسی کے گریان خبر سنی ہے | جو بیقرار دل ہے پھڑکے ہے آنکھ بائین

گریان تخلص مرزا علی امجد لکھنوی ولد میر علی اکبر شاگرد قدرت وضیا

مجھے جب دیکھا تب ہاتھ سے مکھڑا چھپا لینا | نکالا طور اوسنے زور یہ صاحب سلامت کا

گستاخ تخلص مرزا علی لکھنوی

جی لگانا تھا سمجھ ہوئیگی فرصت حاصل
یہ نہ جانا تھا کہ آوینگی قیامت لازم

گستاخ تخلص مرزا لطیف باشندۂ ڈھاکہ شاگرد احمد جان مخلص

مرجان کا نخل ڈوب گیا بحر شرم مین
مہندی کے رنگ سے جو ہوا دست یار تر

عشق ہے دل کو نگاہ و دیدۂ مخمور سے
ساقیا کب نشہ ہو مجھکو مے انگور سے

گلشن تخلص راے دھراج لکھنوی ہمشیرزادہ راجہ لالجی بخشی فوج سلطانی لکھنو

بیخودی مین یہ عجب لطف ملا ہے اونکو
جو ترے مست ہین ہستی ہین وہ ہشیار وان

گمان تخلص نظر علیخان دہلوی شاگرد اشرف علی خان فغان مقیم فیض اباد

مدت سے ہو رہا تھا مرا داغ داغ دل
اوس گل کو دیکھتے ہی ہوا باغ باغ دل

واسطے جسکے سبھی مجھکو برا کہتے ہین
وہ جو سنتا ہے تو کہتا ہے بھلا کہتے ہین

گوہر تخلص احمد علی خان ولد الف خان فیض ابادی مقیم فتح پور ہنسوا ملازم نواب باندا شاگرد اسمعیل حسین منیر

ادا و ناز و کرشمہ سے ناک مین دم ہے
غضب مین جان مصیبت مین دل عذاب مین جی

گویا تخلص شیخ حیات اللہ فرخ آبادی سرکار انگریزی مین تعلق رکھتے تھے

جس کم سخن سے کیجئے تقریر بول اوٹھے
ہے ہم مین وہ کمال کہ تصویر بول اوٹھے

گویا تخلص شیخ ولایت علی ولد شیخ امام بخش ساکن لکھنو شاگرد جرأت صاحب دیوان ہین

جاتی ہے خلق جسکو آسمان بالاے سر
ہے یہ گویا میری آہون کا دھوان بالاے سر

ہو لگا کس سے جو یہ جلتی صورت پروانہ شمع
دوستو پروانہ کی رکھتی اگر پروانہ شمع

گویا تخلص حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان ولد بلند خان قوم آفریدی ساکن لوہاری شاگرد خواجہ وزیر لکھنو کے امراے نامی مین سے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا شعر صاف و عاشقانہ اچھا کہتے تھے

صندلی رنگ پہ مین مرہی گیا
درد سر کسکا بیان سرہی گیا

وہ ایسا نہین چپ رہے بات سنکر
کہو گی اور ہووےگا گویا نہ ہوگا

جی ابھی نکلا نہ تھا تن سے کہ وہ راہی ہوا
توسن جانان سمند عمر سے چالاک تھا

تھا جو افتادگی شعار اپنا
نہ زمین سے اوٹھا غبار اپنا

اوسکو غفلت پیشہ کہہ آتے ہین ہم
بھول جانا یاد دلواتے ہین ہم

ضعف سے رہتا ہے اب پاؤن پہ سر
آپ اپنی ٹھوکرین کھاتے ہین ہم

دل نہین اوس بت کی الفت چھوڑتا
ناسمجھ کو لاکھ سمجھاتے ہین ہم

ہے جنازہ اسلیے بھاری مرا
حسرتین دل کی لیے جاتے ہین ہم

بار عصیان سر پہ ہے گویا بہت
کیا اوٹھائین سر جھکے جاتے ہین ہم

شب وصال مین کیا یار سے دوچار نہین
رہا فراق مین جیتا تو شرمسار ہون مین

بس گیا ہے دل کسی محبوب گندم رنگ پر
گردش اپنے بخت کی کچھ آسیا سے کم نہین

درد پہلو مین رہا کرتا ہے جب سے تو نہین
ہجر مین بھی ایک دم خالی مرا پہلو نہین

وصل اگر منظور تھا پرویز کا گھر کھودتا
کوہکن دیوانہ ہے شیرین تو پتھر مین نہین

زاہدا جرم کیا کرتا ہون مین بہر ثواب
دل ہے کعبہ اسے کرتا ہے سیہ پوش مجھے

حال عاشق و معشوق ہے ایک
سنا ہے شمع سوز ان کی زبانی

گوہر تخلص کنز الدولہ خورشید علی خان بہادر ولد مجد الدولہ بن مظفر ولد ولہ کپتان فتح علی خان خزانچی بادشاہ لکھنؤ شاہ لکھنؤ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے ہین اُنسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی

وہ غمگسار میرا ہے مین غمگسار اوسکا
ہے آشنا مرا دل اور مین آشنا دل کا

طوطی کی طرح بند نہ ہو جائے یہ از خود
گر مرغ دل ان آئینون کے جال مین پھڑکا

نالون سے اپنے عرش تو جنبش مین آگیا
اوس بت کے کان تک نہ گئی یہ صدائے دل

دیکھا جو روئے یار کو تسکین ہوئی گہر
آنکھین نظر پڑین مجھے حاجت روائے دل

جانتے ہین ہم محبت آزمائی ہو چکی
آؤ لگجاؤ گلے بس اب لڑائی ہو چکی

حرف لام

لائق تخلص میر لائق علی لکھنوئی شاگرد ناسخ

عدم سے جانب ہستی مین خستہ جان آیا
کہان سے تیری محبت مین کہان آیا
لطیف اثر ہے قیامت کا میرے نالون مین
زمین ہل گئی چکر مین آسمان آیا

لگنت تخلص محمد بشیر خان برادر عم زاد و شاگرد مستقیم خان وسعت

کیسی بلا ہے بد ہے یہ تاثیر زلف کی
پھرتی ہے اپنی آنکھون مین تصویر زلف کی

لعلین تخلص و نام ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

ہم سامنے تمھارے ادھر سے ادھر گئے
تم نے نہ پوچھا آئے کہان اور کدھر گئے

لئیق تخلص منشی لالتا پرشاد مقیم کانپور

برہنہ پیدا جب وہ تند خو ہو جائیگا
حشر برپا اوس گھڑی پھر چار سو ہو جائیگا

حرف میم

ماہ تخلص مرزا عنایت علی بیگ مصاحب راجہ بلوان سنگہ کہین برادر مرزا حاتم علی مہر تخلص باشندہ لکھنؤ مقیم اکبر آباد شاگرد خواجہ حیدر علی آتش صاحب دیوان ہین

نہین ہے جبر اوٹھائے یہ اختیار مین روح
شب یکبار نہ دیکھی کبھی مزار مین روح
کیا ہے حسرت بوس و کنار نے آخر
رہیگی تا بقیامت غم فشار مین روح
جب مین کہتا ہون کہ اب جانکے مرے جاتی ہے
ہائے کس ناز سے کہتا ہے وہ اچھا کب تک
ہر روز نیا وعدہ ہے ہر روز نیا عذر
بن بن کے بگڑتا ہے مقدر کئی دن سے

ماہ تخلص نواب امداد اللہ خان خلف نواب کفایت اللہ خان رامپوری حسن انکا شہرۂ آفاق تھا اور بہت سے علوم عجیبہ و فنون غریبہ مین معقول دخل رکھتے تھے

مدہ مین جوبن کے جو ہے وہ بت بیباک چڑھا
گل ہی لیتا ہے مرے ہاتھ سے تو نارنگی چڑھا
بینی سہیل آنکھین ہین زہرہ و مشتری
قطب سپہر حسن ہے تل تیرے گال کا

ماہر تخلص محمد امیر عرف یوسف حسین خلف آغا علی لکھنوی شاگرد آباد

بیچ مین لا بیٹھے مجھکو یہ سر اسر گیسو
اے پری دیکھ تو چہرے سے اوٹھا کر گیسو

ماہر تخلص فخر الدین خان دہلوی مقیم لکھنؤ خلف اشرف علی خان فغان شاگرد سودا

نہ اٹھنی بہی ملی فرصت کر اوٹھکر مانگتے پانی
ہوا اوس زلف کا کیون مبتلا دل

ہوا تیر نگہ یون آہ دل مین کارگر کس کا
بلا سے کربلا مین پڑگیا دل

ماہر تخلص مرزا جمعیت شاہ دہلوی خلف الصدق مرزا ازور آور بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا قادر بخش صابر

ہم بہی ضرور کعبہ کو چلتے پر اب تو شیخ
قسمت سے بتکدہ ہی مین دیدار ہوگیا

ناصح کی بات سننے کا کسکو یہان دماغ
تیرا ہی ذکر تہا کہ مین ناچار ہوگیا

اے ہمنشین وہ حضرت ماہر نہ ہون کہین
اک یار سنا ہے کہ میخوار ہوگیا

ملے یہ بہی نہ ہوا ہم سے وہ ستمگر صاف
کہ ڈھنگ یہ بہی ہے اک خاک مین ملانے کا

ترے تو لطف سے بہی جان کانپتی ہے یار
نہین ہے برق سے کم طور مسکرانے کا

جو اشارا تہا حریفون سے سو تیرے قتل کا
ترک چشم یار تہا تو مست پر ہشیار تہا

بیخبر دل اور جگر کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے
ان پہ کس کا قہر کی دزدیدہ نگہ کا وار تہا

خدا ہی جانے اثر تہا یہ کسکی شوخی کا
کہ دلمین ہوتی تہی رہ رہ کے بیقراری رات

کعبہ بیت اللہ ہے اور اوسمین تہا بت کسو
اہل حق کرتے ہین زاہد بت پرستی دیکہکر

وصل کی رات ہر اک بات پہ منہ پہیر کے وہ
بے مزہ یون ہین کہ گویا انہین منظور نہین

رگڑا ہے اک عالم در پر ترے جبین کو
کعبہ سمجھ لیا ہے گویا اسی زمین کو

جیتے تو آسمان سا دشمن ٹلا نہ سر سے
چہاتی کی سل موئے پر پاتا ہون اب زمین کو

ایسا مٹا دیا ہے فلک نے کہ مثل باد
گر خاک پر چلون تو قدم کا نشان نہ ہو

اوسکے ہنسنے سے کہلی رمز عدم کے ماہر
کسقدر سہل ہوا عقدۂ دشوار مجھے

باقی جو عمر تہی وہ تجسس مین کی تمام
پر عمر رفتہ کا نہ ملا کچھ نشان مجھے

مانا کہ تجھکو اور سے صحبت نہین مگر
رکھتا ہے حسن شوخ ترا بدگمان مجھے

لا کشتئ شراب کہ غم کے محیط مین
تو بہ ڈبوے دیتی ہے پیر مغان مجھے

کیا لیا آن کے کعبہ مین سوا اسکے کہ ہم
ہوئے شرمندہ برہمن سے صنم سے جہوٹے

مائل تخلص میر محمدی دہلوی شاگرد قیام الدین قائم شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین

مرشدآباد مین سکونت کی تھی

کیا کہون مین تجھسے دل زار کی ہوس	مشہور ہے جہان مین بیمار کی ہوس

مائل تخلص صادق علی باشندہ لکھنؤ مقیم موچی کھولا متعلق کلکتہ شاگرد حسن یار خان افضل یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

دیکھ لینے دو اثر بھی نالۂ و فریاد کا	حوصلہ یہ بھی نکل جائے دل ناشاد کا
ہے آہ شرربار مری اون کو تماشا	خوش ہین جو نکلتے ہین شرارے مری دل سے
یاس سیر ابھی ہے اونکو یاس رسوائی بھی ہے	لشہ چھپا کر آئے ہین لاشہ اوٹھانے کیلیے

مائل تخلص مرزا آقا در بیگ باشندہ بریلی

دیاغ دوستو جو سیرے کج کلاہ کا ہے	نہ جور کا نہ پری کا نہ بادشاہ کا ہے

مائل تخلص سیر ہدایت علی عظیم آبادی سنہ بارہ سو آٹھ ہجری مین انتقال کیا دکھن کی سیر بھی کی تھی

جب تری بندگی مین آتے ہین	سب خدائی کو بھول جاتے ہین
آتا ہے دمبدم بھی رونا بہان مجھے	پھینکا فلک نے ہاے کہان ہے کہان مجھے

مائل تخلص محمد یار بیگ لکھنوی شاگرد جرأت

کیسے گا الحذر خورشید محشر اس سے ای یارو	اگر چمکا بروز حشر یہ داغ کہن اپنا
پیتا ہون جام مے کے عوض کاسہ بنگ کا	مائل ہوا ہون جب سے مین اک سبزرنگ کا
یہ وضع تری سادی ای شوخ نرالی ہے	بالا ہے نہ ہیکل ہے تبدا ہے نہ بالی ہے

مائل تخلص سید کاظم علی خیرآبادی شروع شباب مین انتقال کیا

شب ہجران کی آہ ایک طرف	لاکھ ابر سیاہ ایک طرف

مائل تخلص لالتا پرشاد ولد ایسری پرشاد لکھنوی شاگرد عبد اللہ خان مہر تخلص

رونے سے تسکین ہوتی ہے ذرا	جسم بھر مین ہے فقط غمخوار آنکھ

مبارک تخلص سید مبارک علی الہ آبادی شاگرد شاہ غلام اعظم افضل تخلص

عشق سنگین دلون کا ہے ناصح	اپنا پتھر تلے دبا ہے ہاتھ

مبارک تخلص مبارک حسین خان قوم کمبوہ باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

دل پھرا مجھ سے میرے دلبر کا ۔ تھا یہ لکھا مرے مقدر کا

مبتلا تخلص لالہ چنڈی سہاے باشندۂ پرتاب گڈہ سررشتہ دار سررشتۂ اکاریِ الہ آباد

عاشق رخ ہون سر زلف گرہگیر نہین ۔ پاے وحشت کو مرے حاجت زنجیر نہین
اوڑگیا ہے اثرِ جذب محبت یا رب ۔ یا مرے نالۂ جانکاہ مین تاثیر نہین

مبتلا تخلص مرد انعلیخان خلف نواب محمد علیخان رئیس قدیم غازی پور مقیم بنارس معاصر سودا نواب برہان الملک اور صفدر جنگ کی سرکار مین بڑا اقتدار رکھتے تھے صاحب دیوان تذکرۂ اردو وفارسی گزری

بسطرح جوشش یہ ہے دیدۂ گریان میرا ۔ نوح کو آنکھین دکھاتا ہے یہ طوفان میرا
کبھی ہے جب سے کہ اوس مہ کی تاب آنکھون مین ۔ نہین ٹھہرتا ہے کچہ آفتاب آنکھون مین
شیشۂ دل پٹک دیا تو نے ۔ سنگدل آہ کیا کیا تو نے
دل کی تو ترے داغون سے اب لاگ لگی ہے ۔ جی کیونکہ بچے چارون طرف آگ لگی ہے

مبتلا تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

وہ ترے سایۂ دیوار مین پائے راحت ۔ چاندنی رات کو اے رشک قمر بھول گئے

مبہج تخلص لالہ ملوک چند

سفر سے چلنے کا جب دل نے اضطراب کیا ۔ نکل کے آنکھون سے آنسو نے پا تراب کیا

مبین تخلص حافظ غلام دستگیر دہلوی خلف شاگرد حافظ قطب الدین مشیر انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا تھا اور انکے اشعار بھی بہت سے سنے تھے

کیا کہتے ہو کہ کیونکر کٹیگی تمام عمر ۔ کیا ہو گئے تم خفا تو منایا نہ جائے گا
سخت جانی کو مرے کمین کہین سمجھے ہو ۔ تو ڑنے آئے ہو کیون خنجر بران اپنا
نکالا صنم نے تو کعبہ گیا ۔ مبین مفت مین پارسا ہو گیا
وہ ادھر آتے ہین ادھر یا نون وہ دھرتا ہے ۔ غیر کے جذبۂ الفت کے اثر کو دیکھو
علاج زخم کیا اچھا مرے قاتل کو آتا ہے ۔ کیے زخمون کے روزن بند ہر ناوک کی [illegible]

متقی تخلص میر متقی خلف و شاگرد میر جواد علی خان ہادی شناوری اور تیراندازی مین اچھا دخل رکھتے تھے

کیون نہ اے زلف رہے حال پریشان میرا
دل ہے سودے مین ترے بے سر و سامان میرا

متین تخلص مولوی محمد حسین خلف مولوی محمد شائق ابن مولوی محمد مشتاق باشندہ فرنگی محل شہر لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر وزیر و الطاف حسین الطاف

نامۂ جانان تو لایا تیری عظمت ہے ضرور
اے کبوتر آ بنا لے میرے سر پر آشیان

دل و جان دین و ایمان دست بنگر سب لیتے ہین
غضب کی چھینیان جہان تزویر کرتے ہین

متین تخلص حافظ بہادر علی خلف سید قطب علی فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

ترک دنیا سے دنی سے سلطنت کرتے ہین ہم
بوریائے فقر ہے اک مسند شاہانہ آج

متین تخلص سید ولایت علی ولد اصغر علی متوطن بریلی شاگرد مولوی غلام نجف

ناز و ادا کرشمہ تکلم ہے بات ہے
شکر خدا کہ اب نظر التفات ہے

مثبت تخلص خواجہ فدا علی مرشد آبادی

کاکلین آپ جو آئینہ مین سلجھاتے ہین
مو بمو پیچ مین خوبان حلب آتے ہین

صدقے ہو جاؤن مین اللہ رے یہ بھولاپن
گالیان دیتے ہین اور آپ ہی شرماتے ہین

مجبور تخلص حق رسا دہلوی شاگرد شاہ نصیر

حلقۂ زلف بتان مین دل عاشق یہ نہین
ہاتھ مین اپنے لیے ہے شب دیجور چراغ

شب خوشی سے پانون پھیلا گھر مین تم سویا کیے
ہم پس دیوار بیٹھے صبح تک رویا کیے

مجذوب تخلص مرزا غلام حیدر بیگ دہلوی شاگرد و متبنا سے سودا مقیم لکھنؤ صاحب دیوان گزرے

مجذوب گلرخون سے لگانا نہ زینہار
خار غم فراق سے ہوگا فگار دل

عداوت سے تمھارے کچھ اگر ہووے تو مین جانون
بھلا تم زہر دے دیکھو اثر ہووے تو مین جانون

آوے مرے بالین پہ مسیحا بھی تو کیا ہو
بیمار یہ ایسا تو نہین جسکو شفا ہو

طوبیٰ کے نیچے بیٹھ کے روینگے زار زار
جنت مین تیرے سایۂ دیوار کے لیے

بس اب تیری تاثیر اسے آہ دیکھی | نہ آیا وہ کافرسبت راہ دیکھی

مجذوب تخلص لالہ گوری شنکر فرخ آبادی اہلکار تحصیل ہزارہ خلف خیراتی لال

ترش ہوکر دیا بوسہ ذقن کا | ہوئے دانت آج کھٹے اس ثمر سے

محمود تخلص محمد پناہ دہلوی

سجدہ کو تیری شیخ ہمارا اسلام ہے | ہم نے تو آستان بتان سجدہ گاہ کی

محرم تخلص میر فتح علی دہلوی مہوس تھے

اپنی خواہش یہ پوچھتے ہو تو یہی چاہے ہے دل | چپکے بیٹھے سامنے صورت تمہاری دیکھی

مجرم تخلص رحمت اللہ اکبرآبادی مرید محمدی بیدار اکثر اوقات دہلی مین رہتے تھے فقیرانہ زیست کرتے تھے

نہ پوچھو شور غم سے اس دل بیتاب کی حالت | کہ ہے معلوم سب کو ماہی بے آب کی حالت
کل سنے بیکل ہون کسی کل نہ کل آئے مجھکو | وہ کلائی جو نظر آئے کل آئے مجھ کو
شکوہ جو کیا مین نے تو بولے وہ خفا ہو | گر ہم ہین خفا جو تو کسی اور کو جا ہو

مجروح تخلص میر مہدی حسین خلف میر حسین فگار باشندۂ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا ہے اشعار انکے بامزہ ہوتے ہین

چلے آؤ جلدی سے دیکھے گا کون | مرادن ہے بدتر شب تار سے
کھِلا ان بن ہو چلی ہے باغبان سے | بس اب نکلا ہے سمجھو گلستان سے
نہ ہونے سے تیرے سب کام بگڑے | تجھے اسے صبر مین لاؤن کہان سے
کوئی پیش آنا ہے روز سیاہ | شب ہجر کی جو سحر ہو گئی
تڑپتی کیون مگر بجلی کے دل مین | کھٹک ہے میرے خار آشیان کی

مجروح تخلص مولوی حمید النبی مرحوم باشندۂ رامپور برادر خورد و شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت تخلص کلکتہ مین آگئے تھے دو تین برس ہوئے وطن مین جاکر انتقال کیا راقم کے دوستون مین سے تھے ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتے تھے

تلوار سے خون کا مرے وہتا نہین جاتا ۔ یہ لال نشیمن سے اوڑایا نہین جاتا
خط آنے سے بھی زلف کا سودا نہین جاتا ۔ کالا ترا کالے سے بھی کیلا نہین جاتا
ہے آتش یاقوت سے جو پیاس بجھاتی ۔ یہان بوسہ لب کا کبھی لیکا نہین جاتا
حال بجلی کی نہ گور شہدا پہ چلیئے ۔ کشتہ ناز ہر اک قبر مین مضطر ہوگا
وادی شوق مین بتلاوٴنگا مین خضر کو راہ ۔ دل مرا منزل مقصود کا رہبر ہوگا
چرخ چڑھنے سے نہین داغ غلامی مٹتا ۔ ماہ کس منہ سے ترے چہرے کی ہمسر ہوگا
گردش بخت سے ہے چرخ مجھے ۔ کیا گلا دور آسمانی کا
چشم مردم کہان کہان وہ جمال ۔ ہے بجا شور لنترانی کا
بوسہ لب یہ دیتے ہو دشنام ۔ ہمکو لیکا ہے بد زبانی کا
سودا اسے جعد یار کا ہے ۔ سر پر مرے سایہ ہما ہے
کیا فوج الم سے دغدغہ ہے ۔ جوشن مجھے نقش بوریا ہے
دل مانگنے کے ہین یاد لٹکے ۔ وہ کاکل مشکبو بلا ہے
باقی نہین آہ تک بھی ہمدم ۔ یہان عالم دل مین اب خلا ہے
وابستہ ہے کاکلون کا آزاد ۔ اس دام مین جو رہا رہا ہے
رکھا تہ تیغ ہم نے سر کو ۔ یہ سجدہ شکر بے ریا ہے
رہتا ہے یہ چرخ مین شب و روز ۔ مجروح فلک کا سر پھرا ہے
منکر روز قیامت ترے کوچہ مین تو آئین ۔ روز ہوتا ہے بپا محشر تری رفتار سے
چھپا ہو تیرے ماتھے پہ عکس مہ تابان ۔ بے پردہ شب مہ مین اگر تو نکل آئے
ہر موج بنے مار سیہ زہر الم سے ۔ دریا سے جو تم زلف سنوارے نکل آئے
پانی ہو نہ کیونکر کرہ آب مین پانی ۔ بھر آئے جو اس دیدہ بیخواب مین پانی
دل صاف جو ہین ان مین کدورت نہین ہوتی ۔ ممکن نہین مخلوط ہو سیماب مین پانی

مجروح تخلص منشی کشن چند کشمیری مقیم لکھنؤ شاگرد مرزا مظہر جانجانان

معشوق ہین زمانے کے سارے جفا پرست ۔ اے وائے عاشقون کہ ہین یہ وفا پرست

مجروح تخلص لالہ درگا پرشاد وکیل خلف چودھری نجھاور لال متوطن فرخ آباد

ملک الموت بھی کیا سمجھا ہے عاشق مجروح
جو نہین بھیجا ہے ابتک کوئی پیغام مجھے

مجنون تخلص سید انعام حسین اخبار نویس عدالت دیوانی لکھنو ولد سید احسن باشندۂ لکھنو شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

پہلو مین اس سبب سے نہین بیقرار دل
صیاد صید گہ مین کرے گا شکار دل
اندوہ و یاس و حسرت و حرمان کا ہے ہجوم
آباد اند نون ہی انھین سے دیار دل

مجنون تخلص محمد حمایت علی باشندۂ اٹاوہ مقیم مرشدآباد شاگرد قدرت

صاف انکار ہے آنے کا بہانا کیسا
رنگ لائے ہین وہ مہندی کا لگانا کیسا
وڑنا ہی مناسب تھا دلدار کی آنکھون سے
مارا نہ مجھے آخر کس پیار کی آنکھون سے

مجنون تخلص شیخ محمد حسین خلف قاضی جمال علی باشندۂ شکوہ آباد مقیم اٹاوہ

آئینہ سوغات مین اوس کا ئینہ رو نے دیا
جو کدورت تھی گئی حاصل صفائی ہو گئی

مجنون تخلص لالہ شنکر دیال ولد دوندی لال باشندۂ فرخ آباد

اپنے مجنون سے تو اے غیرت لیلی مل جا
تیری فرقت مین کہان تک وہ پریشان ہے

مجنون تخلص ایک شخص مشہور بہ در دیش برہنہ کا ہے وہ اولاد مین راے تخمینم ناتھ نبیرۂ راے بشن ناتھ دیوان محمد شاہ بادشاہ دہلی کے تھے آبا و اجداد انکے ایک دو واسطہ کر کے مشرف باسلام ہوئے تھے میر تقی میر سے اصلاح لیتے تھے صاحب دیوان گزرے

بیٹھا تھا مجھکو دیکھ بہانے سے اوٹھگیا
حسن سلوک آہ زمانے سے اوٹھگیا
جس سے جی چاہے ملو تم نہ کسی سے پوچھو
مجھ سے کیا پوچھتے ہو اپنے ہی جی سے پوچھو

مجنون تخلص ایک شخص عظیم آبادی شاگرد میر ضیا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

دن مین سو بار اوسکے روبرو جانا ہے مجھے
اسمین سودائی کہے یا کوئی دیوانا مجھے

محجوب تخلص مرزا رجب علی فرخ آبادی خلف بادل بیگ

گیسوے مشکین کی اوڑا لائے بو
آج مین ممنون صبا ہو گیا

مجیب تخلص غلام حیدر لکھنوی اپنے کو آتش کا شاگرد بتلاتا ہے جاہل محض ہے سبت دنون تک کلکتہ مین تھا

آپ آزاد کسکو کرتے ہین — بندہ پرور مین کچھ غلام نہین

گر بعد فنا ظلم ترے یاد کرینگے — ہم قبر مین بھی نالہ و فریاد کرینگے

مرغان چمن چھٹکے بھی فریاد کرینگے — جب حبس اسیری قفس یاد کرینگے

ہم باغ مین خوشش قامتی یار کر گئے — سو راستی سرو پر ایراد کرین گے

محب تخلص شیخ ولی اللہ دہلوی شاگرد سودا وظیفہ خوار سرکار مرزا سلیمان شکوہ بہادر لکھنؤ مین فوت کی

تو اور تری جاہ یہ پوچھنا کیا — صدقے ترے واہ پوچھنا کیا

شکست دل کی ہوتی نہ ہے درستی بات کتنی نیز — اثر اوس سنگدل کی ہے زبان مین مومیائی کا

ہر غنچہ سے ہے گلابی ہر گل سے ہے ساغر مے — میخانہ بن رہا ہے گلزار تیرے خاطر

خندان لب اوسکی روہی قدح اور قدح سے ہم — بوسے کی مست بوسے قدح اور قدح سے ہم

اور تو کیا کہون اکہ ان جو ہم تک آؤ — نذر جی کرتے ہین لو جان جو ہم تک آؤ

بڑہم کچھ تو ایک بوسے پہ ای یار او بہی — ہین ورنہ جنس دل کے خریدار او بہی

جسطرف تشنۂ دیدار ترا جا نکلے — اودہر آنکھون سے بہاتا ہوا دریا نکلے

محب تخلص شاہزادہ بہرام شاہ دہلوی نبیرۂ شاہزادہ حسن شاہ درانی شاگرد میان خان صغیر تخلص

دل مین ہر ایک کے مین کہٹکتا ہون رات دن — گویا مین دشمنون کے لیے خار ہو گیا

اے محب کوچے مین اوسکی اوڑ کے جاتا ہون سدا — پائے شوق اپنا بہی اب بال کبوتر ہو گیا

محب تخلص میر ابو القاسم دہلوی برادرزادہ میر نظام الدین ممنون دہلی مین وقائع نگار سلطانی تھے

ہم کہتے نہ تھے خوب نہین دل کا لگانا — لو دیکھ لیا اب تو کہ اچھا نہین ہوتا

محبت تخلص مرزا حسین علی دہلوی

سخن شیرین

کیا قہر ہے یہ تیرا مجھکو رولا کے ہنسنا — پھر تس پہ اے ستمگر یون کھلکھلا کے ہنسنا

محبت تخلص میر بہادر علی شاگرد تنا ر اللہ خان فراق باشندۂ دہلی

نہین کیا ترے کاجل نے سرمہ سا دلکو — سیاہ چشم بنا ہم نے طوطیا باندھا

اگر حنا ترے ہاتھو نسے خون بہا دل کا — تو لونگا دست نگارین سے خون بہا دلکا

یون نمایان ہے خط دیدار پر آکے گرد — جیسے سبزہ کہین روئیدہ ہوتا لاب کے گرد

صبح جب باغ مین ۔۔ رشک قمر پھرتا ہے — آفتابہ لیے خورشید سحر پھرتا ہے

منفصل رہنے نہین دیتا جو ہمسایہ مجھے — کس پری پیکر کا یارب ہوگیا سایہ مجھے

محبت تخلص نواب محبت خان شہبانہ جنگ خلف حافظ الملک نواب رحمت خان والی کٹھیر شاگرد حسرت و میر درد قدس سرہٗ اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد لکھنؤ مین سکونت اختیار کی تھی ۱۲۲۲ بارہ سو بائیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

جسکو تری آنکھون سے سروکار رہیگا — بالفرض جیا بھی تو وہ بیمار رہے گا

قید ہوتے ہی ہوا دونون جہانسے آزاد — مین تو بندہ ہون محبت کی گرفتاری کا

آپ کچھ غیر کو چھپ چھپ کے رقم کرتے ہین — یہ جو ہو جھوٹ تو ہم ہاتھ قلم کرتے ہین

گانی کا انتظار تو حد سے گزر چکا — منہ کو کہان تلک ترے دیکھا کرے کوئی

محبت تخلص عنایت اللہ رنگریز دہلوی چودہ پندرہ برس ہوئے انتقال کیا

کپڑے تو ہزار طرح رنگے لیکن — افسوس کہ جامہ دل کا رنگین نہ کیا

محبت تخلص آغا سید لکھنوی شاگرد ضیا

کھینچی خود صانع قدرت نے تمھاری تصویر — ایسی ہوتی نہین دنیا مین بشر کی صورت

مجنوب تخلص محبوب خان قوال دہلوی اپنے فن مین کمال رکھتا تھا

بیان کیونکر کرون درد نہان کو — نہین پاتا ہون قابو مین زبان کو

خنجر بھی نہ سنبھلے جو دم قتل تو کیسے — تقصیر ہماری ہے کہ تقصیر تمھاری

محترم تخلص خواجہ محترم علیخان باشندۂ عظیم آباد برادر زادۂ خواجہ محمدی خان

دہلوی شاگرد شاہ گھسیٹا عشق قدس سرہٗ نواب قاسم خان کی سرکار مین تعلق رکھتے تھے

جو دل سے گرے اہلِ نظر کے وہ کدھر کا	دنیا کا نہ دین کا نہ ادھر کا نہ اودھر کا
اے محترم اتنی اشکباری	کھل جائے ہے ابر بھی برس کر
گل اوس گل تر پہ کھا رہا ہے	ہے ایک یہ دل ہزار دل مین
پیغام پھر جنون کے آنے لگے ہین مجھ تک	شاید بہار کے دن نزدیک آن پہونچے

محتشم تخلص سید محتشم علی خلف سید ہاشم علی نواسۂ خواجہ حسن باشندۂ لکھنؤ شاگرد باقر علی حشم

اوس شوخ نے پیدا کی یہ تاثیر گلے مین	شمشیر ہی بان کی تحریر گلے مین
چار تلوارین چلین ہو گئے جو زنگ رقیب	میرے اوسکے جو دم بوسہ ہوئے چار ابرو
سر کو کٹوا کے وہ ہر بزم مین پاتی ہے فروغ	رشتۂ زندگی شمع ہے گلگیر کے ہاتھ
کسطرح دیکھیے اوسے چاہت کی آنکھ سے	دل کانپتا ہے اپنا شرارت کی آنکھ سے

محو تخلص خواجہ نبی بخش کشمیری کلکتہ مین بہ شغل تجارت رہتے تھے شعر اچھا کہتے تھے کلام راقم الحروف کو دکھلاتے تھے سنہ ۱۸۶۱ء اٹھارہ سو اکسٹھ عیسوی مین عین جوانی مین انتقال کیا راقم نے اونکی وفات کی یہ تاریخ کہی ہے

قطعہ تاریخ

نبی بخش کے مرنے کا سخت غم ہے	نہایت ہی اس قلب محزون کو صدما
جو سال مسیحی کو ہاتف سے پوچھا	تو مرگ جوان ہاتم سخت بولا

سنہ ۱۸۶۱ عیسوی

اشعار

وصلت مین اضطراب جگر سے بڑھا ہوا	وہان سے اور درد ہمارا سوا ہوا
جاننا ہی فراق مین بس ہو گیا وصال	آخر کو درد ہی مرے دل کا دوا ہوا
حیران ہون کہ آ گئے حیرت مین کسلیے	آئینہ دیکھ دیکھ کے یہ تمکو کیا ہوا
باغ فرقت مین تری ہمکو سیہ خانہ تھا	گل نظر آیا جو اوسکو گل سوسن سمجھا
پھول جائے جسم زار عندلیب	گل جو ہو شمع مزار عندلیب

اے مہر برج لطف و کرم تیری فیض سے
محرور کو پہونچتے نہین قیس و کوہکن
شب وصلت مین جیسی تھی زبان اوسکی شیرین
سخت آہن سے ہے تمہارا دل
اب تڑپتا ہے پارہ پارا دل
کب تلک آئے گا میرا مصحف رو

دیدہ مکان حسن ہے اور دل سرای عشق
پیغمبران عشق تھے وہ یہ خدا اے عشق
بھرا ہے شربت قند مکرر سے وہان تک
موم سے نرم ہے ہمارا دل
مثل سیماب ہے ہمارا دل
حافظو فال دیکھو قرآن مین

محرور تخلص ہادی حسن ولد منشی علی حسن تحصیلدار ضلع کانپور باشندہ کاکوری
شاگرد رشک

غیرت بدر ہین یہ آپ کے سارے ناخن
بند انگشت کی صورت نہ کھلا عقدہ وصل

پیر مہ تو ہین یہ ترشے ہوئے پیارے ناخن
گھس گئے کوشش بیجا سے ہمارے ناخن

محروم تخلص لالہ انگدرای فرخ آبادی

سمجھ محروم اگچہ دل مین ہوا عہد شباب آخر
کبھی یاد آئے گا پیری مین یہ عالم جوانی کا

محزون تخلص میر ناصر جان محمدی دہلوی خلف سید محمد نصیر رنج ریاضی مین کمال رکھتے تھے عظیم آباد عرف پٹنہ مین انتقال کیا اور دہلی مین مدفون ہوئے

شاید اسوقت گیا آپ کا دھیان اور طرف
نہ تو نامہ ہے نہ پیغام زبانی قاصد

بات کرتے مین جو تم ربط سخن بھول گئے
حیف محزون مجھے یاران وطن بھول گئے

محزون تخلص مولوی ظہور النبی سرہندی پیرزادے تھے جیت پور توابع کلکتہ مین رہتے تھے شعر صاف اچھا کہتے تھے آٹھ دس برس ہوئے کہ انتقال کیا راقم نے انکو مشاعرہ مین دیکھا ہے

دیکھکر آئینہ مین سمجھا کوئی بیگانہ تھا
صبر و شکیب و عجز و تحمل سے کام رکھ
ہمیشہ غش یہ غش آیا اسے تمنا مین
اب وصل کے مذکور پہ رہتے ہین وہ خاموش

کیا دل دیوانہ محو غفلت جانانہ تھا
محزون جہان مین خوب ہے غم کھانا جان کا
کہ اب چھڑکنے تو ہم پر کوئی گلاب آیا
اقرار تو کیسو رہے انکار بھی چھوڑا

شکل حباب دیکھی تو مخزون ہوا خیال ہما — آب روان پہ کشتی عمر روان ہے اب

مقابل اوسکے ہو خورشید اتنی تاب کہان — رخ نگار کہان روے آفتاب کہان

طاق کو کرتی ہے جفت اور جفت کو کرتی ہے طاق — کھیلتی ہے کیا تمہاری موٹ نکی کنکری

مخزون تخلص مرزا اننگو خلف مرزا نیلے ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد اللہ خان اوج

اوسکے منہ کون چڑھ سکے مخزون — ہان مگر منہ پہ اوسکے آیا خط

مخزون تخلص آغا علی دہلوی

اب ہے دزدیدہ نظر کیون مری جانب ظالم — پہلے ہی دل تری زلفون مین گرفتار ہوا

مخزون تخلص خدا بخش خلف شیخ باسو شاگرد صفدر باشندۂ فرخ آباد

جو کچھ کہ حال دل ہے کہین کس سے جا کے ہم — بیتاب ہین فراق مین اوس بیوفا کے ہم

مخزون تخلص مولوی سید محمد حسین مقیم الہ آباد شاگرد مولوی محمد برکت معاصر سودا

صنم اگرچہ مین تخت سیاہ رکھتا ہون — ہر طرح تری زلفون سے راہ رکھتا ہون

مخزون تخلص حکیم ابو الحسن عظیم آبادی شاگرد غلام علی راسخ تھوڑے روز ہوئے کہ فوت کی

آشیان اپنا اوٹھا لے یہان سے ورنہ عندلیب — خندۂ گل ایک دن برق چمن ہوجائے گا

ہم جو چاہین بھی کچھ اوسے تو اوسمین کیا جائز — ماسوا اسکے نہین کچھ کام طلبگارون کو

گرتے اشکون کی جگہ لخت جگر دیکھ چکے — ہم تماشا ترا اے دیدۂ تر دیکھ چکے

مخزون تخلص عالم شاہ شیخزادہ گڑھ مکتیسر

بے محابا چاک کرتا ہے گریبان کو جواب — کسکے آنے سے چمن مین گل کو سودا ہو گیا

تم نہ فریاد کسی کی نہ فغان سنتے ہو — اپنے مطلب ہی کی سنتے ہو جہان سنتے ہو

محسن تخلص محسن علی صاحب دیوان و تذکرہ سراپا سخن ولد سید شاہ حسین حقیقت شاگرد خواجہ وزیر و رشک متوطن خوست باشندۂ لکھنؤ تذکرہ الکا نظر سے گزرا

بنت العنب کے عشق مین مست الست ہم — ڈوبی ہوئی ہے کیف شراب کہن مین روح

نہ کھلا نافۂ مشکین ہے وہ یا چشم غزال — بنگیا عقدۂ لاحل ترا جوڑا سر پہ

نازسے کہتی ہین وہ اکثر دکھا کر چھاتیان
سنگدل جیسے ہین ہم ویسی ہین تیمر چھاتیان

تم نے رکھے پھول انگیا مین ہوئی طرفہ بہار
گل کھلائے عاشقون کے بھی جلا کر چھاتیان

یاد انکی رہتی ہے ہر وقت چھاتی پر سوار
یہ تمھین ہو جو مجھے بھولے دکھا کر چھاتیان

وہی ہے داغ وہی جوش جنون کا عالم ہے
شبیہ ہے گل لالہ مین ہو بہو دل کی

محسن تخلص محسن علی ولد ڈاکٹر احسان علی کانپوری شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ باشندۂ مونگیر

ہوئی جو محبت نہ کسی پردہ نشین سے
حیرچا مرا ہر گز سر بازار نہو تا*

دلکی دیتا ہے خبر آٹھہ پہر فرقت مین
کام ہرکارہ کا کرتا ہے مرا ہر آنسو

محسن تخلص میر محمد محسن اکبر آبادی مقیم دہلی برادر زادۂ میر تقی میر شاگرد خان آرزو و میر تقی میر ملازم نواب سالار جنگ صاحب دیوان گزری

حرف تیرے عقیق لب کا شوخ
زندہ کرتا ہے نام عیسے کا

بتخانہ کی شکست و درستی کعبہ ہاے
یہ سب کیا یہ شیخ نے دل مین نہ گھر گیا

ٹک آکے دیکھہ نہین کچھہ بھی حال آنکھون مین
پھرے ہے اس پہ بھی تیرا خیال آنکھون مین

محسن تخلص حافظ محسن باشندۂ دہلی

شروع عشق مین ہم سے وہ بت نگاہین حیرانے
ابھی تو دیکھیے آگے خدا کیا کیا دکھاتا ہے

محسن تخلص مولوی محمد محسن بن مولوی حسن بخش علوی باشندۂ کاکوری مقیم مین پوری

زلف پر ٹھہری نظر مائل ابرو ہوکر
ہم پھرے کعبہ سے اے قبلہ تو ہندو ہوکر

محسن تخلص خواجہ محمد محسن خلعت خواجۂ آفتاب احراری نقشبندی رئیس عظیم آباد شاگرد غلام علی راسخ

ناوک مژگان سے تیرے منہ نہ موڑونگا کبھی
صورت غربال گر چھن کر یہ تن ہو جائیگا

بس وہ اب دور سے بھی ایک نظر دیکھہ چکے
پاس اغیار بھی ہے تو ادھر دیکھہ چکے

محشر تخلص عبد اللہ خان باشندۂ رامپور ریختی پڑھنے مین کمال رکھتے ہین یعنی ریختی پڑھنے مین اسطرح پر بتلاتے ہین کہ دیکھنے سننے علاقہ رکھتا ہے بیان سے

باہر ہے دہلی سے ڈھاکہ تک بشتر شہرون مین رہے ہین اور ہر جگہ کے لوگ انکو پہچانتے ہین ان مین ایک بڑا عیب ہے کہ اورون کے شعر اپنے نام سے پڑہتے ہین راقم کے ملاقاتی ہین ریختی مین خانجان تخلص کرتے ہین

ہجر مین تسکین دیتا ہین کہ سر کو پیٹتا	ایک دل پر ہاتھ تھا میرا جگر پر دوسرا

محشر تخلص اکرام اللہ خان باشندۂ بداؤن

اچھا شور قیامت ترے دامان کے تلے	فتنہ سوتا ہے ترے سایۂ مژگان کے تلے
تھمی ہے نالے سے گر یکنفس زبان میری	بہی ہے پہوٹ کے چشم خونفشان میری

محشر تخلص مرزا علی نقی کشمیری لکھنوی شاگرد و مرید حضرت میر درد مرزا علی بہلت کو قتل کرکے دہلی مین گئے تھے جب پہر لکھنو کو گئے قصاص کو پہونچے

دریا مین لے کے نعش کو میری بہا دیا	قاتل نے میرے قتل کا یہ خون بہا دیا
دور مین اوس چشم کے گردون کو آسایش نہین	کس گھڑی کس دن نئی فتنہ کی فرمایش نہین
جان منتظر ہے آنکھون مین وقت رحیل ہے	جلدی پہنچ کہ تیرے ہی آنے کی ڈھیل ہے

محمود تخلص مرزا محمود شاہ داماد ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد محمد ابراہیم ذوق

غیر کو ساغر شراب ملا	اور ہمین دیدۂ پر آب ملا

محمود تخلص مرزا جان شاگرد میر وزیر علی صبا

مانگتا ہون یہ دعا مین شب وصل اے محمود	نہ دکھائے مجھے اللہ سحر کی صورت

محمود تخلص حافظ محمود علی خان دہلوی برادرزادۂ اعظم الدولہ میر محمد خان سرور صاحب دیوان گزرے

افسوس ہوا حشر مین کیا بیکسی کا	قاتل جو ہمین سر بگریبان نظر آیا
مجھکو خبر مرگ عدو سے بہی ہوا رنج	وہ شوخ جو انگشت بدندان نظر آیا
گھر سے جینے نہ دہ دور رشک مہ روشن نکلا	نالۂ دل بہی مری جان کا دشمن نکلا
دشمن کو مرے شور سے لانا نہین اچھا	مردے کو مسلمان کے جلانا نہین اچھا
بیداد گذشتہ کی کرین کیونکہ شکایت	اوسکو وہ مزا یاد دلانا نہین اچھا

نہ ڈرانا رجہنم سے عبث اسے واعظ | ہے بخبر ذکر عدو ہمکو جلانا مشکل
جو یاس زہر مین یہ گران جانیون مین ہم | اعدا کے گھر گئے تری مہمانیون مین ہم
اوس وعدہ فراموش نے آنے کو کہا تھا | دروازے ہی پر رہنے لگے آٹھ پہر ہم
جان کیا چیز ہے پر عشق مین تاثیر تو ہو | کوئی مرجائے اگر تو کوئی دلگیر تو ہو
خانۂ کعبہ کی تعظیم تو سبحان اللہ | لیک فرصت بھی ہوا اوس در کی جبین سائی سے
مرتکب ہم سو گنہ کے ہو چکے پر ہی خوش | کیا وہ خود بھی قدردان لذت دشنام ہے
ایسا ہی سنگ زیست نے ہجران مین کیا ہے | گرجائے تو اف سے کوئی پہاڑ اوڑا دے

محنت تخلص مرزا حسین علی بیگ دہلوی شاگرد جرأت لکھنؤ مین تربیت پائی تھی

آمد فصل گل کی نسیم سحر سُنا | مرجاؤنگا قفس مین نہ ایسی خبر سُنا
اوس بت نے جو غیرون پہ کیا لطف تو بارہا | مجھ سے نہ کہو پھر بخدا مین نہین سنتا
احوال مرا دھیان سے سنتا تھا ولیکن | کچھ بات جو سمجھا تو کہا مین نہین سنتا
رحم آئے نہ کچھ اوس بت خونخوار کے دلمین | جب تک کہ اوٹھے درد نہ دو چار کے دلمین
وہ جنس زبون ہون مین کہ لیتے ہوئے جبکے | سو سو پیچ گزرتے ہین خریدار کے دلمین

محو تخلص شیخ فیض الدین فرخ آبادی ولد عبد الایز وکیل شاگرد اسمعیل حسین منیر

جلوہ سے دم مین خیرہ ہوئی چشم آفتاب | کھلتے ہی زلف دن شب دیجور ہو گیا
گویا ہو مرغ رنگ حنا فیض نطق سے | مہندی اگر لہو دم تقریر ہاتھ مین

محو تخلص حسین علی خان اکبرآبادی سرکار انگریزی مین متعلق تھے

سنگ پھینکے ہے مری قبر پہ گل کے بدلے | گالیان دیتی ہیں مرگ بھی قل کے بدلے

محو تخلص شیخ عظیم اللہ باشندہ میرٹھ

متاع دل گرانمایہ ہے اپنے پاس یہ ہم | یہ دولت اوسکو بخشینگے جسے ہم یار دیکھینگے

محو تخلص نواب غلام حسن خان دہلوی خلف نواب غلام حسین خان مرحوم ومسرور تخلص شاگرد محمد ابراہیم ذوق و مرزا نوشہ غالب راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دے رکھے

سخت جان صحبت سے تیرے ای ستمگر ہو گیا — بت پرستی کرتے کرتے مین بھی پتھر ہو گیا

قید ہستی سے رہائی غیر ممکن تھی ہمین — آج دم دیکر اجل کو ہو گئے آزاد ہم

گھبرائے ہوئے پھرتے ہین اب بام پہ وہ بھی — اتنا تو ہوا ہے مرے نالون کی اثر سے

انداز جنون کونسا ہم مین نہین مجنون — پر تیری طرح عشق کو رسوا نہین کرتے

گل کھانے کو دیتے ہین مجھے غیر کا چھلا — ڈھب میرے جلانے کو وہ کیا کیا نہین کرتے

محوی تخلص میر باسط علی عطار الہ آبادی مقیم کلکتہ شاگرد مظلوم شاہ کئی برس ہوئے قضا کی

وصل تیرا چاہتا ہون ہر طرح — پاس تو بھی ہو تری تصویر بھی

محوی تخلص محمد بیگ باشندہ ریواڑی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی دہلی مین تحصیل علم کی تھی

اثر سے ضعف کے داماں یار تک نہ گئے ہم — ہزار جا سے ٹھہر کر مرا غبار آیا

عالم تھا خدائی کا ترے کوچے مین کل رات — زاہد بھی وہین سبحہ بکف گوشہ نشین تھا

مختار تخلص غلام نبی خان دہلوی استاد نواب وزیر غازی الدین خان بہادر

مین اپنے دل کے صدقے اور اپنی چاہ کے صدقے — ملا یا جسنے تجھسا یار اوس اللہ کے صدقے

مخدوم تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

وہی دغا جاتا رہا دل ہائے دل افسوس دل — مجھکو تڑپا تا رہا دل ہائے دل افسوس دل

مخلص تخلص میر مہدی حسن وکیل عدالت دیوانی کانپور خلف سید دلیر علی متوطن دار الحکومت جہان آباد مقیم کانپور شاگرد مرزا خانی نوازش صاحب دیوان ہین

منہ پہ چڑھ چڑھ کے یہ صیاد کی کہتی ہے وہ لعنت — سیکھ لے ہم سے کوئی طرز گرفتاری دل

مخلص تخلص نند رام دہلوی وکیل عماد الدولہ شاگرد خان آرزو بیشتر فارسی کہتے تھے

آتا ہے ہر سحر اوٹھ تیری برابری کو — کیا دن لگے ہین دیکھو خورشید خاوری کو

مخلص تخلص مخلص علی خان مرشد آبادی خواہرزادہ نواب نوازش خان شہامت جنگ معاصر شاہ قدرت اللہ قدرت

مخلص نہین زمانے مین اب خوبرو کوئی | عاشق کی جاہ جسکو ہو مد نظر کہین
کوئی اپنے اسیرون سے تغافل یہ بہی کرتا ہے | قفس مین مر گئے ہم یہ خبر صیاد کو پہونچی

مخلص تخلص میر باقر اکبرآبادی شاگرد مصطفے خان یکرنگ محمد شاہ کے عہد مین تھے

مین تو بندہ ہون ترے جور و جفا کا لیکن | سخت دھڑکا ہے مجھے اس دل شیدائی کا

مخلص تخلص بدیع الزمان خان دہلوی شاگرد شاہ واقف نواب شجاع الدولہ کی سرکار مین متعلق تھے

لیجا تو دل کو یونہین ترا اعتبار ہے | پر شرط اس زمانے مین قول و قرار ہے

مخلص تخلص مرزا کلب حسن خان مہین برادر کلب حسین خان نادر تخلص خلف کلب علی خان متوطن بنارس

جب تک کہ پاس اپنے وہ شوخ حسین نہو | کتنے ہی وعدے وہ کرے دلکو یقین نہو

مخلص تخلص منشی محمد حسین خان ولد امانت خان بن قطب خان باشندہ بھاگلپور شاگرد راقم الحروف صاحب دیوان ہین

شرح جوش شوق پایان کو نہ پہونچی نامہ پر | لکھتے لکھتے یار کو خط ایک دفتر ہوگیا
صبر کا حکم ہے مصیبت مین | ہے یہ نسخہ حکیم کامل کا
قیامت کیون نہ ہو برپا جو مخلص | پکڑ لے حشر مین دامن تمہارا
درد و غم فراق مین ہوتی ہے یہان بسر | کٹتی ہے اونکی نغمۂ و چنگ و رباب مین
قتل ہر عاشق نئے انداز سے کرتا ہے وہ | ایک خنجر اوسکا دکھلاتا ہے جوہر سیکڑون
ہے کس میکش کی ساقی آمد آمد آج محفل مین | کہ شیشہ دم بخود ہے اور ہے گردش مین پیمانہ
نالے کی اجازت جو نہین ہے تو نہین ہے | مرجائینگے پر خاطر صیاد کہینگے
آتش فرقت سے مین جل جل کے ٹھنڈا ہوگیا | سرد مہری ہے غضب اوس لعبت کشمیر کی
جو ہے اس دنیا مین وہ مغرور پیراہن مین ہے | جسکو دیکھو قیصر و فغفور پیراہن مین ہے
بادہ ساغر مین ہے یا اوتری ہی شیشے مین پری | جسم مین ہے جان یا وہ حور پیراہن مین ہے
سن کے پیغام بوسہ اسنے مخلص | دیکھیے اونکے منہ سے کیا نکلے

مخمور تخلص محمد جعفر ولد خواجۂ محمدی باشندۂ لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گذرے

پوچھیے کیا ہو عدم میں مرے کیا ہاتھ لگا	کمر یار کا مضمون نیا ہاتھ لگا
وہ لگا دھونے جو دریا کے کنارے ہاتھ پاؤن	موج ساں کیا ہم نے بتیابی سو مارے ہاتھ پاؤن
ہتکڑی ہاتھون کی ٹوٹی پاؤن کی زنجیر بھی	اسقدر جوش جنون میں ہمنے مارے ہاتھ پاؤن

مخمور تخلص شیخ غلام حسنین باشندۂ فریدآباد فرابتدار مولوی ابوالحسن شیدائی

گلزار کھلاتی ہے یہ داغ جگری کا	رکھتی ہے اثر آہ بھی باد سحری کا
کچھ اپنے پرائے کا خیال اب نہین اصلا	عالم ترے نظارہ سے ہے بیخبری کا

مخمور تخلص سید مظہر علی ابن سید قایم علی خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ متوطن مرادآباد

جو درازی ہے ترے ہجر کی شب مین یارب	روز محشر کی بھی ایسی ہی طوالت ہوگی

مخمور تخلص مولوی واحد علی مرحوم خلف مولوی عبد العلی نامی رئیس شہر ڈہاکہ اشعار اردو و فارسی اچھی کہتے تھے کلام اپنا راقم کو دکھلاتے تھے آغاز شباب مین ۱۲۸۹؁ بارہ سو اناسی ہجری مین انتقال کیا راقم نے یہ تاریخ انکی وفات کی کہی ہے

قطعۂ تاریخ

آج فیاض مولوی مخمور	گلشن عدن کے مقیم ہوئے
مصرع سال نقل یہ لکھا	داخل جنت نعیم ہوئے

اشعار ۱۲۷۹ ہجری

وہ ناتوان وزار مین اکبار ہو گیا	دامن ہمارا دامن کہسار ہو گیا
تشریف لائے گھر مین مری صاف ہو گئی	حق مین مرے خضر خط رخسار ہو گیا
جرمی بغیر اذن جو زلف سیاہ یار	واللہ بال بال گنہگار ہو گیا
ناوک نالہ جو گزرا تیر سے	جا کے میزان مین ترازو ہو گیا
خواب مین پہونچا جو وہان دست خیال	نیلا پیلا اوسکا زانو ہو گیا
جب کہ دلبر سے ہوا خالی کنار	کاہش جان درد پہلو ہو گیا
ہاتھ مین اوسکے کمان و تیر ہے	چرخ پر لرزان کمان و تیر ہے

سنگ مرقد لعل سے رنگین ہوا — کیا حنائی پاؤن کی تاثیر ہے
یار چشم مست سے زندان ہین آج — چشم ساغر حلقۂ زنجیر ہے
شغل فکر نہ جھپکی اپنی آنکھہ — آج اوس مہ کی انتظاری ہے
دن بھر آہ و زاری ہے — راتون کو بیداری ہے
عشاق کا جو خون مین ہوا غرق کہی ہے — خنجر یہ ترے دشنۂ قصاب کی پھبتی

مخمور تخلص میان قبول احمد وکیل سرکار بانسپور

زبان جل جائے گر شعلہ کہون رخسار تابان کو — قلم ہو ہاتھ گر خنجر لکھون ابروی جانان کو

متحیر تخلص منشی محمد احسان اللہ باشندہ دہلی مقیم کمپ میرٹھ شاگرد محمد ابراہیم ذوق

بنا کر آئینہ خود بین کیا آئینہ رویون کو — ہمین حیرت ہے ہنسے کیا لگا اٹھا سکندر کا
ہوا عطا بت کی ہے تو بدل جاتا ہون مین — میرے لب تک گر کبھی آتی ہے حیا کی بات
ہم نہ کہتے تھے کہ کعبہ کو متحیر جا چکا — رہ گیا رستے مین آخر اک کلیسا دیکھ کر
یہ ہوگا کہ مرے قتل سے در گزرینگے — جو رقیبون نے سکھایا ہے وہ کر گزرینگے
کیسے پہلوین ... — حضرت دل خیر تو ہے جان کی
ہان دل پہ ضرب ہو کوئی تیغ نگاہ کی — دیکھین تو مردمی ترے چشم سیاہ کی

مداح تخلص شیخ محمد صادق علی مقیم سکندرہ ضلع علیگڑھ مرزا نوشہ غالب کو اپنا اوستاد بتلاتے ہین اور سوزان بھی تخلص کرتے ہین

اسکو بلوایا تو ہے لطف تب ہی دل آئے — ساتھ تلوار بھی لائے جو وہ قاتل آئے
دیا نہو کہ ظلم ہے جن ہاتھو اٹھائے یار — کیون کیجیے ناز اوٹھانے کی طاقت نہین رہی

مدبر تخلص سید امیر الدین دہلوی شاگرد قطب الدین مشیر

چاند سا مکھڑا جو جب دیکھا مجھے غش آگیا — جون کتان ٹکڑے گریبان شکیبائی ہوا

مدحت تخلص ایک شخص لکھنوی شاگرد جعفر علی حسرت کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

لیگیا ہجر ترا گور مین یار آخر کار — روز فرقت نے دکھائی شب تار آخر کار

مدہوش تخلص نبی خان نبیرہ خواجہ محمد باسط شاگرد میر سوز

صنم جس ناز سے تونے لیا دل | غدا جانے ہے اوسکو پاترا دل

مذنب تخلص مرزا محمد حسن عرف چھوٹے مرزا امیر شیہ گو لکھنوی شاگرد سودا صاحب دیوان گرری

کم ہوئی نہین ہے کسی عنوان طپش دل | ہے دامن مژگان فروزان طپش دل

مراد تخلص مراد شاہ

ہے عشق و عقل سے ہر دم مجادلہ دل کا | کشاکشی مین پڑا ہے معاملہ دل کا

نرگسی چشم نے جب سے چھپائین آنکھین | روتے روتے مرے پھر لال ہوئین آنکھین

مراد تخلص مراد شاہ لاہوری شاگرد اجل

اپنے مشتاق سے جب تونے چھپائین آنکھین | تو اجل نے وہین آ اوسکو دکھائین آنکھین

مرحبا تخلص حافظ عبد الشکور خلف حافظ عباد اللہ واعظ باشندۂ ٹانڈہ مقیم کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ فصیح تخلص

جب مذنب دیکھو بغل مین اوسکے بیٹھے ہین رقیب | غیر کی صحبت سے وہ اکدم جدا ہوتا نہین

کوچۂ گیسوے جانان مین عبث جاتا ہو دل | خود بخود کوئی گرفتار بلا ہوتا نہین

مرخوش تخلص مرزا احمد یار بیگ شاگرد حافظ قطب الدین مشیر باشندۂ دہلی

کیا ہی دل جور و روکے کہے ہے مرہم | ملک الموت کے اب ہاتھ ہے درمان ہجر

مرزا تخلص حکیم میر فضل اللہ باشندۂ پانی پت شعر بھی اچھا کہتے تھے طب مین اچھا دخل رکھتے تھے

خالی اوس سے نہین ہے کعبہ و دیر | کون سے سنگ مین شرار نہین

سخت مشکل ہے ہجر مین جینا | زندگی اپنے اختیار نہین

مرشد تخلص آغا مرزا خلف محمد اسمعیل تاجر شاگرد میر تقی وطن اوسکا مازندران مولد لکھنؤ

بالین سے جب وہ پھر گیا غش سے کھلی جب آنکھ | مجھ نارسا کے طالع خوابیدہ دیکھنا

مرشد تخلص مرزا ہدایت اللہ دہلوی موسیقی مین کمال رکھتے تھے

دل ہاتھ سے اشک آنکھ سے جی تن سے چلا ہے | اے واے مصیبت کوئی کس کسکو سنبھالے

مرزا تخلص مرزا علی رضا دہلوی مقیم بنارس معاصر سودا عزیزون مین نواب حسین الدین خان نائب تھا نگر کے تھے

ہماری دیکھ حالت اوٹھ گئے سب جیب تیش و تگ	نہ بیٹھا کوئی خبر پیکان دل افگار کے پہلو
کوئی حسرت مرے سے جی کی نہیں بر آتی ہے	مفت باتوں میں مری عمر چلی جاتی ہے

مرزا تخلص مرزا جہانگیر بیگ اکبرآبادی شاگرد مرزا اعظم علی بیگ اعظم

جگر کی آگ جو بھڑکی تو پھر نہ سرد ہوئے	ہزار طرح سے کی ہم نے اشکباری رات
بجھائے تیر بھی آب حیات میں تم نے	نکل نکل کے پھر آئی تن نزار میں روح

مرزا تخلص نواب محمد حسن خان ولد نواب اشرف خان دہلوی مقیم بنارس معاصر سودا

سوؤں میں کس طرح ان انکھوں میں نیند آتی ہے	دور سے صورت کو تیری دیکھ اوڑ جاتی ہے نیند

مرزا تخلص مرزا حسین بخش خلف مرزا کوچک سلطان ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

گہ داغ کو سہوں ہوں گہ زخم جھیلتا ہوں	مرزا ستا رہا ہے ذوق جفا یہ مجھکو

مرزا تخلص مرزا جان مرثیہ خوان خلف میر وزیر علی مرثیہ خوان باشندۂ دہلی سوزخوانی میں اچھا دخل رکھتے تھے

ایک بوسہ پہ اسقدر رنجش	آپ کا ہم نے حوصلہ دیکھا
اونکی ہم پر بھی آنکھ پڑتی ہے	ہم نے چھپ چھپ کے بارہا دیکھا

مرزا تخلص مرزا علی برادر خورد میر حسین علی شوکت باشندۂ دہلی

نہ وہ لب اور نہ یہ بات نہ غمزہ نہ نگاہ	چاند کس منہ سے ترے منہ کے برابر ہوگا
صد شکر کہ ہے ساتھ جنازے کے وہ بھی	آغاز سے بہتر ہے یہ انجام ہمارا

مرزا تخلص خواجہ زادہ حکیم مرزا محمد خان تلمیذ رستم بیگ شاگرد نام انکا معلوم نہ ہوا

اگر زلف دراز یار میں ہے صد گرہ مرزا	دل صد چاک یہ ہم بھی لسان شانہ رکھتے ہیں

مرزائی تخلص محمد علی خان ولد نعیم اللہ خان ملازم شجاع الدولہ

جو کوئی کسی کو بار کل پائے گا	یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پائیگا
اس دور مکافات میں مت ہو غافل	بیداد کرے گا آج کل پائے گا

مروت تخلص میر باز خان

کی بہت تدبیر لیکن کیا کرون	دل کو ہمدم چین آتا ہے نہین

مروت تخلص باس کرن عرف ناتھو جی پنڈت کشمیری ولد پنڈت بستی رام دھنی باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

مشکل کشا نہ کیونکہ ہون مشکل کشا کے ہاتھ	مشہور ہین جہان مین حیدر خدا کے ہاتھ
اوس بت شکن کا ہون مین زمانے مین معتقد	توڑے ہین جسنے لات کے گھر مین خدا کے ہاتھ
بچتا نہ ان بتون سے مروت لگا کے دل	عزت مری ہے خالق ارض و سما کے ہاتھ

مروت تخلص صغیر علی خلف حکیم کبیر علی کبیر تخلص شاگرد جرات مقیم رامپور نواب فیض اللہ خان کی سرکار مین تعلق رکھتے تھے ایک مثنوی میر حسن کی مثنوی کے جواب مین کہی ہے

غیرون پہ دیکھ دیکھ کرم اوس نگار کا	چین بر جبین ہے نقش ہمارے مزار کا
گو مثل گرد باد ہون گردش نصیب مین	پر ہے دماغ عرش پہ اس خاکسار کا

مروت تخلص قاسم علی لکھنوی داماد میان جرات

ہاتھ اونکی کلائی تک جو غیر کا آ پہونچا	ہیہات کا غل اپنے افلاک پہ جا پہونچا

مرہون تخلص مرزا علی رضا شاگرد منیر نظام الدین ممنون وطن انکا مشہد مقدس مولد دہلی مدت تک حیدرآباد مین تھے

ہر آرزو سے دل کو حرمان نے خون کیا ہے	گردن پہ یاس کی ہے خون اپنی آرزو کا
پڑا ہے شور جب سے دل مین اوس کان ملاحت کا	یہان ہر زخم مہمان ہے نمکدان قیامت کا
شہید لطف قاتل ہون کہ بعد از قتل کل اوسنے	کیا مجرم لب افسوس انگشت ندامت کا
جز اک نگاہ چشم کبھی اوسکی خو نہین	قسمت تو دیکھو یہ بھی کبھو ہے کبھو نہین

مریخ تخلص جانکی پرشاد ولد جوگل کشور فرخ آبادی شاگرد نواب عاشور علیخان

جسکو دیکھا اوسے دیوانہ بنایا تو نے	او پریزاد نرالی ہین تری فسون کاریان

مرید تخلص مرید حسین خان دہلوی خلف انعام اللہ خان یقین تخلص

درد اور غم مین مبتلا ہین ہم	دردمندون کے پیشوا ہین ہم

مثل سیماب کیون نہ دل تڑپے
آئینہ رو سے اب جدا ہین ہم

تھا وعدہ سر شام کا پھر اب ہے سحر کا
ڈرتا ہون کہین صبح کی پھر شام نہووے

مضطر تخلص و نام شاہ محمد مضطر معاصر ابرو دہلی مین رحلت کی

مین نہ کہتا تھا مضطر دل نہ دے
نقد ایسا رایگان کھونا نہ تھا

مست تخلص حکیم اشرف علی صاحب رسالہ ترکیب الصلوٰۃ و رسالہ تصویر غم و رسالہ ہیضہ و طاعون و رسالہ چیچک و رسالہ دافع السموم و رسالہ کشتی کو خلف العبد احمد علی مجموعہ دار تلمیذ حافظ اکرام احمد ضیغم رئیس نامی سلہٹ اشعار انکے خوب ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین فن کشتی اور طب مین اچھا دخل رکھتے ہین رسالے انکے نظر سے گزرے

سہے قلم تیغ غضب سے سر جوان و پیر کا
فاقتلوا جوہر ہے اے قاتل تری شمشیر کا

عجز نے میرے اوڑایا آپ کے دل کا غبار
خاکساری مین اثر ہے سرمۂ تسخیر کا

چادر مہتاب پہ گر پڑ گیا انکا قدم
پھر دماغ ماہ تابان عرش پر ہوجائے گا

رات دن یون جو تڑپتا ہے مثال بسمل
کسنے مارا تجھے اے مست کہان پیارا

الہی بار عصیان سے گرانبار اسقدر ہون مین
یقین ہے ٹوٹ جائے حشر مین پلہ ترازو کا

کیا محبت وانکو کسے ہوا قلب ماہیت
دشمن ہماری جان کے ہین دوستان دوست

رکھتے ہین کھولکر وہ کرا سے ہاتھ پاؤن کے
رہتے ہین وصل مین سر بستر ہلال چار

کیا سچ مثل ہے داشتہ آید بکار بھی
آخر نہ کام آ گئے شبہا سے تار داغ

اک طوق ہے اور دوسری زنجیر گلے مین
سنپاتی ہے کیا آگے کو تقدیر گلے مین

وہان پاؤن خطا پڑتی ہے آنا ترا معلوم
ہم جا نہین سکتے ہین کہ ہے زنجیر گلے مین

پھرتا ہے مجھے کھینچے ہوئے رشتۂ الفت
ہے طوق گرانبار نہ زنجیر گلے مین

کاٹے ہین اسی سادگی پر گردنین لاکھون
ہیکل ہے نہ جگنو ہے نہ زنجیر گلے مین

تا مرگ نہ جور فلک پیر سے چھوٹے
ہم کٹ نہ تیغ جور زنجیر سے چھوٹے

شاید کہ اضطراب نے میرے اثر کیا
ہین اندنون تو آپ بھی کچھ بیقرار سے

اے مست یہ کیا تو نے کیا تیرا برا ہو | دل اوس بت بیدین کو دیا جان کو دے
بگڑا تو اگر ہم سے تو پھر دیکھیو اے یار | ٹھہرا ہے یہی جو دلمیں سو کر جاتے ہیں کیسے
دھڑکا نہ رقیبوں کا نہ دربان کا کھٹکا | اوس کوچے میں بیخوف و خطر جاتے ہیں کیسے
یا مست کو بے وصل تھی یک آن قیامت | یا برسوں جدائی میں گذر جاتے ہیں کیسے

مست تخلص میر فضل علی شاگرد میر امانی فقیری اختیار کی تھی

خود فنا ہو کے ذات میں ملنا | یہ تماشا حباب میں دیکھا

مست تخلص عالم علیخان باشندۂ کلکتہ شاگرد مولوی وحید الدین فرد آٹھ برس ہوئے کانپور میں جا کر انتقال کیا راقم کے ملاقاتیوں میں تھے

بوسہ لیا ہے یار کی انگیا کے پان کا | کھایا ہے پان آج نئے خاصدان کا

مست تخلص میر مست خان افغان

نہ وہ بانکپن ہمیں گنا جائے نہ ٹیڑھ ہو ہمیں یہ کیونکہ | خانہ جنگی تمھیں رہتی ہے سدا مست کے ساتھ

مستعد تخلص یار علی خان عظیم آبادی شاگرد مرزا ابجھو فدوی تخلص

نرخ تک وصل کی ہے یار امید | ہے مثل ایک دم ہزار امید

مسرت تخلص شیخ رحمت علی بنارسی شاگرد ذاکر صحبت روز دو دن تک کلکتہ میں تھے

آئینہ آئینۂ عارض سے ششدر ہو گیا | جسنے یہ آئینہ دیکھا وہ سکندر ہو گیا
تمہارے ہجر نے ایسی مری اوڑائی نیند | ہزاروں کروٹیں بدلیں مگر نہ آئی نیند

مسرت تخلص تنسکھ ناتھ کایتھ شاگرد نصیر دہلوی

قرار و صبر ہیں دل سے رواں اور تاب جیسے ہی | کدھر یہ قافلہ جاتا ہے یارو لو خبر دیکھو

مسرت تخلص وزیر علی دہلوی مقیم حیدرآباد ملازم راجہ چندو لال شاگرد عزت اللہ خان عشق

ہاتھ آجائے نصیبوں سے تو پھر آٹھ پہر | رکھوں ان چھاتی سے میں یار کی تصویر لگا
اگرچہ روتے روتے کھوئیں آنکھیں | نہ رکھا دیدۂ خونبار پر ہاتھ

مسرور تخلص نواب غلام حسین خان مرحوم خلف شرف الدولہ نواب فیض اللہ بیگ خان رئیس دہلی ستار نوازی میں کمال رکھتے تھے

ماہ پر میری سیہ بختی کا گر سایہ پڑے — چادر مہتاب ہو دامن شب دیجور کا

لکھکر زمین پہ نام ہمارا مٹا دیا — اونکا تو کھیل خاک مین ہمکو ملا دیا

نادان نہین جو اپنے کو رسوا کرے کوئی — دل ہی نہ بس مین ہووے تو پھر کیا کرے کوئی

مسرور تخلص سید خورشید عالم خلف مولوی بدر عالم رضوی باشندہ بہانی

چالین ہر وقت جو ایجاد کیا کرتے ہین — کبک و طاؤس سیسے جاتے ہین رفتار دلنشین

مسرور تخلص شیخ پیر بخش ولد حکیم حیات اللہ قلاش باشندہ کاکوری شاگرد مصحفی دہلی کی سیر بھی کی تھی صاحب دیوان گزرے

کیا جانے کون شخص مرے دل کو لیگیا — مسرور کس طرف مین کرون جستجوے دل

ہو نہ یہ جرم کہین اونکے وبال گردن — گردن شیشہ سے جو دین ہین مثال گردن

دیکھ لو آتا ہے کس انداز سے کافر مرا — شیشۂ مے ہے بغل مین اور ساغر ہاتھ مین

نگاہین دیکھنا سنگین محل کے رہنے والونکی — ہمارا شیشۂ دل کر چکے ہین چور آنکھون کی

گر پھر سیر لیلی محمل سوار جاے — مجنون بھی ساتھ جون شتر بے مہار جاے

مسرور تخلص مرزا اسنگی بیگ دہلوی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق

سدا اوس چشم میگون سے یہ دل استانہ رکھتے ہین — صراحی کی ہوس نہ خواہش پیمانہ رکھتے ہین

مسرور تخلص اشرف الدین احمد مولف تذکرۂ شعراے ریختہ خلف غلام محی الدین عشق باشندہ میرٹھ

ہے غیر کے گھر وہ شمع محفل — دن رات مجھے یہی جلن ہے

مسرور تخلص سید محمد علی ولد سید علی طباطبائی نواسۂ میر شیر علی افسوس باشندہ کلکتہ شعر عاشقانہ اچھا کہتے تھے کلام اپنا راقم کو دکھلاتے تھے اطراف ایران و پنجاب و ہندوستان و رنگون وغیرہ نہبت سے ملک و شہر کی سیر کی تھی عین شباب مین تیسوئین شہر ذی الحجہ ۱۲۸۰ بارہ سو اسی ہجری کو انتقال کیا

دل اور پھر گیا ہے اوس یار بدگمان کا — تاثیر آہ دیکھی دیکھا اثر فغان کا

مشکل ہماری کیسی آسان ہجر مین کی — احسان مانتے ہین ہم مرگ ناگہان کا

شکوہ اگر مجھے ہے تو بخت اور اجل سے
شاکی نہین ہون ورنہ مین یار و آسمان کا

جب کہ کھولا اوس پری پیکر نے اپنی زلف کو
اوسکی خوشبو سے مکان سارا معنبر ہوگیا

اسقدر تون شکلِ عروسیِ صنم کے ہجر مین
صورتِ عکسِ شلث جسم لاغر ہوگیا

بزم مے مین اوس ساقی نے یہ کیفیت دکھائی
دیدۂ جام مے گلگون بھی گریان ہوگیا

پھونکتی ہے گوشِ گل مین غنچہ کچھ آکے وہ
کیون نہو صیاد پر ثابت خطائے عندلیب

عاشق اپنی جان معشوقون پہ کرتے ہین نثار
کیون نہ عشقِ گل مین جان اپنی گنوائی عندلیب

لبِ رنگین کا تیرے وہ اثر پھیلا ہے عالم مین
جگر خون ہوگیا ہے لعل کا کوہ بدخشان مین

کان تک اوسکے پہونچتی مری فریاد نہین
بھول جانے کے سوا کچھ بھی اوسے یاد نہین

ظلم کرتا ہے جفا کرتا ہے رُلواتا ہے
کونسی طرز ستم ہے جو اوسے یاد نہین

کیسے اوڑنے کو طیار رہے تو عاشق سے
تو تو انسان ہے اے یار پریزاد نہین

دل کو سوجھا ہے مرے یار کی تحریر کا خیال
تحریر رخ کا ہے خط ورق آفتاب مین

مضمون میرے شعر کا کیا سمجھین کور دل
ہوتا ہے نور بھی کہین چشمِ رکاب مین

مسرور کو بچائیو دوزخ کی آگ سے
یہ عرض ہے جناب رسالتمآب مین

نہ وفا گل مین ہے نہ نالۂ بلبل مین اثر
باغ عالم کی ہوا ای گلِ رعنا بدلی

مسکین تخلص سید عبد الواحد خان خیر آبادی مصنف مثنوی چشمۂ شیرین شاگرد مومن مقیم تال بھوپال صاحب دیوان گزرے مثنوی انکی دیکھی ہے

کیون نہ اوٹھنا بیٹھنا مشکل ہو اوس رنجور کا
جسکو از خود رفتگی بھی اک سفر ہو دور کا

لے گئی چھین کے دل ساقی سرشار کی آنکھ
آگئی دیکھ جیسے نرگس بیمار کی آنکھ

سر بسر لائی ہے میری جان پر لاکھون وبال
جواب مین بھی اوسکی گر زلف پریشان دیکھیے

مسلسل تخلص شیخ وزیر علی خلف شیخ زاہر علی عرف رمضان علی ابن شیخ فاروق علی مرحوم وکیل عدالت دیوانی ضلع مونگیر باشندۂ مونگیر مونگیر مین رہنے کے ہنگام مین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے طبیعت اچھی پائی ہے شعر اچھا کہتے ہین

سی پارہ دل نہین تری زلفِ سیاہ مین
ہے رحلِ آبنوس پہ قرآن دھرا ہوا

لکھا ہے حضرتِ دلِ مرحوم کا جو حال
ہر لفظ میری بیت کا ماتم سرا ہوا

خموشی ہی کو سمجھو وعدۂ وصل
کہینگے وہ زبان سے اپنی ہان کب

آنکھون مین سرمہ لگائین اور گلوری کھائین آپ
عاشقون کے قتل کی تدبیر یون فرمائین آپ

بوسہ لے مانگے عدو کو دین زہی نیرنگ عشق
ایک بوسہ کی طلب پر مجھ سے یون جھنجھلائین آپ

خیر تو ہے مجھسے سودائی کو سمجھانے لگے
حضرتِ ناصح سمجھکر بات تو فرمائین آپ

اللہ رے کوچہ گردی جانان کا حوصلہ
جب پاؤن تھک گئے تو پھرا سر تمام رات

لیلی کو اپنے سمجھے ہے کالی بلا کوئی
دیکھے جو قیس آپ کو میری نظر سے آج

دل اوسکا ہے اگر رخِ اغیار کی طرح
ملتی ہے میرے دل سے رخِ یار کی طرح

دشوار ہے نظارہ اشارہ محال ہے
دشمن کھڑے ہین بیچ مین دیوار کی طرح

دیکھ لینا تو قفس کو مرے شاخِ گل پر
فصل گل رہ گئے صبا دو پہر ہونے تک

آمد و شد کی مسلسل جو کوئی راہ نہین
سر کو ٹکرائیے دیوار سے در ہونے تک

کہان حور اور کہان زاہد رہے عقل
عبث بیدار رہتا ہے سحر تک

ترے ہنگام رخصت کا کسے خوف
وہ دیکھے گا جیئے گا جو سحر تک

شاید ہے یہ گمان کہ نکلے نہ کوئی عیب
آئینہ دیکھتے ہین تو میری نظر سے وہ

جب مین نے کہا وصل کا وعدہ نہین کرتے
جھنجھلا کے خفا ہو کے وہ بولا نہین کرتے

کیا جانیے کیا دل مین ہے اب فکر سمایا
وہ ناز وہ غمزہ وہ اشارہ نہین کرتے

اوسنے بھی کبھی ذکر نہین آتا ہے اسکا
ہم رازِ شبِ وصل کو رسوا نہین کرتے

مسلم تخلص میر فرزند علی خلف میر حسین علی محرر عدالتِ دیوانی صدر کلکتہ باشندہ کلکتہ کے شاگرد حافظ ضیغم شعر انکے اچھے ہوتے ہین اپنی شاعری کا بڑا غرور رکھتے تھے راقم کے ملاقاتیون مین تھے عین شباب مین ۱۲۷۶ بارہ سو چھتر ہجری مین فوت کی راقم نے اونکے انتقال کی یہ تاریخ کہی ہے

قطعہ تاریخ

مر گیا مسلم حیف یہ غم ہے
ہوا اوس پر اللہ کی رحمت

مین نے یہ تاریخ کہی ہے ۔ مسلم سے ہے آباد احسن جنت

۱۲۷۶ ہجری

اشعار

عشق بتان مین عمر گئی آہ کیا کیا ۔ کیا منہ دکھا ئینگے تجھے اللہ کیا کیا

کہتی تھی ایک خلق مری نعش دیکھکر ۔ مسلم کو مارا او بت گمراہ کیا کیا

جو سنگدل ہے اوسے آبرو نہین ملتی ۔ محال ہے کہ بنے رشتہ گہر رگ سنگ

کسی نے سخت دلون سے کبھی نہ پہل پایا ۔ خلاف عقل ہے ہو شاخ بارور رگ سنگ

رکھکے سر سوئین کبھی زانو پہ اوس دل یار کی ۔ اپنی بھی تقدیر ہو تقدیر پشت آئینہ

رات جو غیر کو لپٹا کے دیا بوسۂ خال ۔ اے صنم مجھکو پہونچتی ہے خبر تل تل کی

عہد طفلی سے مرا طفل سرشک آوارہ ہے ۔ جسکو سب گرداب دریا کہتے ہین گہوارہ ہے

مسیح تخلص میان براتی ہمشیرہ زادۂ نواب وجیہ الدین خان وجیہ وطن انکا کشمیر مولد دہلی تجارت کرتے تھے

شاید کہ موے زلف کا شانہ تھا دست غیر ۔ بیٹھ سب رہا تھا دل کو مرے پیچ و تاب سا

مسیح تخلص سید ہاشم علی قاضی زادہ قصبہ جائس مقیم لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان

پیری مین آہ لٹتی ہے مرمر کے زندگی ۔ بجھ بجھ کے پھر بھڑکتی ہے شمع سحر کی لو

سیماب بن کے مرہم کافور اوڑ گیا ۔ اوٹھی جو اپنی آتش زخم جگر کی لو

مسیح تخلص حکیم محمد علی ولد حکیم ولی اللہ خان باشندۂ لکھنؤ

نہین اے شوخ مہندی سی یہ آئی تا بناخن ہے ۔ ہمارے اشک کے قطرے کا ہی خونناب ناخن ہے

مسیح تخلص مسیح اللہ خان فارسی بھی کہتے تھے

لگتے ہی ہو گیا جگر کے پار ۔ تیر مژگان نے زور کام کیا

ترک آرام و صبر و خواب و قرار ۔ عشق مین تیرے ہم نے کیا نہ کیا

مسیح تخلص مرزا مسیح اللہ خان عرف مرزا حاجی

ہمارے سامنے غیرون سے ملنا ۔ ستم ہے ظلم ہے قہر و غضب ہے

بتون کے ظلم اور جور و جفا سے ۔ مسیحا کو بھی دیکھا جان بلب ہے

مسیحا تخلص محمد علی خان اخبار نویس شاہی ولد مصطفےٰ خان باشندہ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گذرے

تیرے کاکل کا بیان کرتے سر انصاف ہے ۔ ہر بن مو مین اگر ہوتی زبان بالائے سر
آتا ہے یاد تو کف افسوس ملتے ہین ۔ ظالم وہ کو سنا ترا ناحق وہ اٹھانے ہاتھ
لے لیتے ہین بلائین یہ زلف سیاہ کی ۔ ان روز دن ہوگئے ہین ہماری بلا کے ہاتھ
راحت بھی اس جہان مین ایذا سے کم نہین ۔ موسیٰ کو مل گیا ید بیضا جلا کے ہاتھ

مسیر تخلص شاہزادہ مرزا ہمایون قدر خلف مرزا محمد خورشید قدر قیصر تخلص شاگرد محسن علی محسن وطن الکا دہلی مولد و مسکن لکھنؤ

ثابت قدم وہ ہون کہ اگر لاکھ ہون ستم ۔ شکوہ کبھی زبان پہ اپنی نہ لائے دل

مشتاق تخلص مشتاق حسین خلف قمر الدین حسین اکبر آبادی مرید ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی صاحب دیوان گذرے

رہی تھی یاد جو زلف سیہ تمہاری رات ۔ تو دل پہ سانپ سا لوٹا کیا ہے ساری رات
سچ مثل ہے اوٹ ہوتی ہے پہاڑ اس کی ۔ پیار دل مین آ گیا جب جا ہے آنکھون مین
سن لیا جبکہ حسین لب وہان اگا ہی تاک جھانک ۔ سچ تو یہ ہے سخت بد اطوار آنکھین ہین

مشتاق تخلص میر حسن دہلوی مقیم فیض آباد معاصر میر و مرزا

اپنی ہم بندگی پہ بھولے تھے ۔ پھر جو دیکھا تو وہان خدائی ہے

بعضے تذکرہ والون نے اس شعر کو عبد اللہ خان مشتاق کے نام سے لکھا ہے

مشتاق تخلص حافظ مختار احمد معروف بہ قاضی محمد مشتاق خلف قاضی احمد علی باشندہ سرادہ ضلع میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

میری صورت سے ہے کیون گردش مین ۔ نیل بگڑا ہے چرخ اخضر کا

مشتاق تخلص غلام علی مقیم دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

خط تو بھیجا ہے وہان پر اور گئے ہین ہوش بھی ۔ ہووےگی تسکین سلامت جب کبھی تو آئیگا
ہرجائی پن سے وسکے ٹھکانا نہین ہے دل ۔ پھر تو خراب ہوگا مرا نامہ بر کہین

مشتاق تخلص میر ابو القاسم مرشد آبادی

ہو ہی گئے جنون کا سر و سامان پیدا
کیجیو وسعت کرے اسے خضر بیابان پیدا

دل آئینہ مین جو کرے دیدۂ پنہان پیدا
آئینہ دیکھین تو ہو صورتِ جانان پیدا

تجرو ہم سے نہین ساقی کے عجب ہو گردن
گردش جام سے ہو گردش دوران پیدا

مشتاق تخلص لالہ بہاری لال ابن لالہ دلسکھ رائے شاگرد مجذوب مقیم فتحگڈھ

منہ تیرے سے اپنا تکتا ہے
آئینہ کو بھی ایک سکتا ہے

چھیڑ کے دیکھ نہ بال سلجھا و
زلف پیچان مین دل لٹکتا ہے

جلد آ کہ کب سے مشتاق
چشم روزن سے راہ تکتا ہے

مشتاق تخلص لالہ بہاری لال راقم اکمل الاخبار دہلی ولد لالہ من بھاون لال باشندۂ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب انسے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی

دل تیرے ساتھ بزم مین دشمن کا بیٹھنا
وہ اعتراض ہے کہ اوٹھایا نہ جاے گا

ہوگا اثر جو دل مین تو دو جان لینگے دو
مشتاق ہم سے عشق جتایا نہ جاے گا

جہان جا کے رہین انگڑائیان لو
یہان پھیلائے ہے سستی کہان کی

مشتاق تخلص کریم خان باشندۂ دہلی رفیق نواب حسن علی خان برادر نواب فیض محمد خان بہادر مرحوم والی جھجر شہر لندن کی بھی سیر کی تھی

اللہ رے سوز دل کہ مسیحا سا چارہ گر
رکھتے ہی ہاتھ نبض پہ بیمار ہو گیا

رخسار پر یہ خالِ سیہ بے سبب نہین
خط پر نہو جو مہر تو خط معتبر نہین

مشتاق تخلص محمد واصل باشندۂ بداون

ہمارے کام پہ ہر چند آسمان پھرے
تجھے قسم ہے جو تو اسطرف کو آن پھرے

مشتاق تخلص حافظ تاج الدین ساکن میرٹھ بصیر تھے

گر کوہکن و پرویز کو قصہ اپنا سنا دے دو
یہ ہی وہ افسانۂ شیرین ایک پری دیوانے کو

مشتاق تخلص عبد اللہ خان مخاطب بہ مشتاق علی خان ولد نواب سیف الدولہ متوطن ایران باشندۂ دہلی شاگرد میر تقی علم جفر اور رمل مین اچھا دخل رکھتے تھے

اکثر خطوط نہایت پاکیزہ لکھتے تھے لیکن اپنی اوقات عزیز کو موسیقی مین برباد کرتے تھے شعر اسے پایۂ تخت شاہ عالم پادشاہ مین تھے

کی اک نگاہ مین نے جو مژگان یار پر	سو برچھیان لگین دل امیدوار پر
جی بند ہو نکل ہی گیا تو کھلی رہے	اے چشم آفرین ہی ترے انتظار پر
کبھی اشک بھر آئے تو پی گئے ہم	کہ مدنظر آبرو تھی کسی کی
رنگ کیون سبز ہو چلا ترے ای مشتاق	کسنے دیکھا ہے تجھے زہر بھری آنکھون سے

مشتاق تخلص میر سالار بخش ولد میر مبارک علی باشندۂ لاڈر متعلق کانپور

صراحی نے کیا تھا اوسکی گردن سے کہین دعویٰ	سو کل یارون نے بزم می مین اوسکی چور کی گردن

مشتاق تخلص محمد قلی خان ہاشم قلی خان خلف ہاشم قلی خان موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے ۱۲۱۷ بارہ سو سترہ ہجری مین انتقال کیا

واسطے غیرون کے وہ لڑنے کو موجود ہوا	ہم نے دل وسکو دیا اوس سے یہی سود ہوا
نہ کہا یہ کبھی تو نے یہی افسوس رہا	اپنے بیمار کو اک بار بھلا دیکھین تو

مشتہر تخلص مولوی احمد حسین فرخ آبادی شاگرد قطب الدین مشیر

جدا ہو گے حشر مین تم کس سے ستم کا انصاف	ان بتون کی تو طرف ساری خدائی ہو گی

مشفق تخلص شیخ محمد خان عرف ممن ولد محمد پناہ آتشباز لکھنوی شاگرد اشرف خان خان تخلص

کھو بیٹھے کوے یار مین ہم جاکے دوستو	ناموس و ننگ و غیرت و صبر و قرار دل

مشفق تخلص مرزا احمد بیگ ولد بدھو بیگ اکبرآبادی شاگرد اعظم بیگ اعظم تخلص

اسیر کنج قفس کی نہ پوچھیے حالت	تڑپ تڑپ کے گئی موسم بہار مین روح
میرے آنے کا اوسے دہیان جو آجاتا ہے	اوٹھ کے دروازے مین زنجیر لگا جاتا ہے

مشفق تخلص راجہ جادب کشن بہادر رئیس کلکتہ شاگرد مولوی ظہور النبی مخزون تخلص دیوان الکانظر سے گزرا

خفتگان خاک ہین قربان اوس رفتار پر	ہے قیامت کا گمان سب کو قد دلدار پر
نیند تو آتی نہین جو خواب مین دیکھون اوسے	حیف آتا ہے مجھے اس دیدہ بیدار پر

مشتاک تخلص نواب محمد حسن خان لکھنوی ولد نواب محمد مرزا شاگرد مرزا باقر اور اک مرثیہ گو

یہی ہر جان جہان اب تو حوصلہ دل کا	گلے لگا لو تو جاتا رہے گلہ دل کا
اسقدر روئے کہ آخر کو تری فرقت مین	او مسیحا ہوئین بیمار ہماری آنکھیں

مشکل تخلص شیخ امین الدین اکبر آبادی شاگرد غافل اکبر آبادی

بجا ہے آپ کا فرمانا لیکن اے ناصح	نہ دل ہے کہتے مین اپنے نہ اختیار مین روح
پلا شراب وہ ساقی کہ جسکے پینے سے	سرور دل ہو رہے حشر تک خمار مین روح

مشہدی تخلص مرزا احمد علی خلف مرزا محمد خراسانی باشندہ لکھنؤ

ہمارا دلربا اک نوجوان ہے	جہان جان ہے اور جان جہان ہے
برنگ بو نہان ہون اس چمن مین	دہن غنچہ کا میرا آشیان ہے

مشہور تخلص میان محمد حسین باشندۂ کلکتہ کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین

ہوئی ہے پرتو افگن کاکل خمدار پانی مین	تعجب کیا جو ہو ہر موج شکل مار پانی مین
اگر یونہین ہے زوروں پہ موج چشم طوفانزا	حباب آسا بنے گا گنبد دوار پانی مین

مشہور تخلص پنڈت رادھا کشن شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

گزرانیا ہوا باغ جہان مین گرچہ ہر جانب	پنایا تجھسا گل و سرو قد نسرین بدن بانکا
کسی سے ہے عیادت کی تمنا تمہین مشہور	جو جان کا ہو دشمن اوسے کیا کام پھر ہے

مشہور تخلص ایک شخص باشندۂ بریلی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

خوشی سے کیون نہ اے مشہور اب تخلیں بجائین ہم	ملے گا یار ہمسے آج پھر بازو پھڑکتا ہے

مشیر تخلص حافظ قطب الدین دہلوی داروغہ سرکار مرزا دارا بخت بہادر شاگرد شاہ نصیر دہلوی

کچھ نہ ہوگا تم رقیبون کی طرف ہوگی تو کیا	اے بتو میری طرف میرا خدا ہوجائیگا
مین کیونکہ شب غم مین جیا مرنے مین کیا تھا	کس دست تمنا مین گریبان قضا تھا
وہ چلے گھر سے یہان دل نہ ٹھہرا تا یونہین	ہوگئی یار کے آنے کی خبر آپ سے آپ
اوس بُت جفا کو حشر کا ڈر کا ہے کیون مشیر	بندون سے کیا کہا جو کہینگے خدا سے ہم

الہی کونسی جنت ہے بے حور	کہان لیجاؤن گا اوس بدگمان کو
یہ غل ہے کہ وحشی نے ترے پانون نکالے	پھر دست جنون سا سلسلہ جنبان نہوا ہو

مصاحب تخلص پنڈت مصاحب رام ابن پنڈت روپچند متوطن دہلی

راز دل صاف ہو گیا ظالم	آہ سوزان و چشم پر نم سے

مصحفی تخلص غلام ہمدانی باشندۂ قصبۂ امروہہ ضلع مرادآباد ولد ولی محمد شاگرد ہائی شروع جوانی مین دہلی مین گئے تھے آخر الامر لکھنؤ مین جاکر اپنی زندگی بسر کی کچہ روز دن مرزا سلیمان شکوہ بہادر کی رفاقت مین تھے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اور بڑے پُرگو تھے آٹھ دیوان اور دو تذکرے اردو مین اور ایک دیوان بجواب نظیری نیشاپوری اور ایک تذکرہ فارسی مین انسے یادگار رہین اشعار انکے آبدار و عاشقانہ ہین کئی دیوان اور تذکرے انکے نظر سے گزری

شب گھر کی جو سٹی کی وہ آواز سے نکلا	نکلا تو ولیکن عجب انداز سے نکلا
انگڑائی لیکے اپنا مجھ پر خمار ڈالا	کافر کی اس ادا نے بس مجھکو مار ڈالا
عید کی شب کی رچی مہندی تھی ورنہ اوسکا آج	پنجۂ خورشید محشر سے بھی بیعت مانگتا
افتادگان وادی غربت کی سرگذشت	کرتا ہے خود بیان لب خاموش نقش پا
خیال یار جو شب میرا ہمکنار رہا	تمام شب مین اوسی کے گلے کا ہار رہا
وقت خلوت وہ یہ کہتا ہے کہ مین کہدونگا	تو نے ہاتھون سے مرے منہ کو اگر بند کیا
مصحفی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم	تیرے دل مین تو بہت کام رفو کا نکلا
زلفین جو منہ مین لین تو کہا مار کھا لیگا	چہ مین بھوین تو بولا کہ تلوار کھائے گا
دامن ترا سنے گا گریبان عاشقان	گر یون ہین ٹھوکرین دم رفتار کھائیگا
شانہ نے زبس اونکو اجاڑی مین لیا ہے	زلفون کو ترے ہاتھ لگانے نہین دیتا
مین حسرتین لیے از بس جہان سے جاتا ہون	جنازہ دوش پہ یارونکے ہے گران میرا
مین اسی رشک سے مرتا ہون کہ کل غیر کا	ہاتھ ہنگام قسم کیون ترے سر پر رکھا
چاک ہو جائین گے لاکھون کے گریبان ظالم	چاک پردہ سے نہ یون ہاتھ دکھا نا اپنا

مجھکو قاصد کی تغافل نے تو مارا ہی ہے — روز ظالم یہی کہتا ہے کہ کل جاؤنگا

بھیجدیتا ہے خیال اپنا عوض اپنے مدام — کسقدر یار کو غم ہے مری تنہائی کا

ورد غم کو بھی ہے نصیبہ شرط — یہ بھی قسمت سوا نہین ملتا

اے مصحفی تو ن مین ہوتی ہے یہ کرامت — دل بھر گیا نہ تیرا آخر خدا اسسے دیکھا

چین سے کیونکہ مین سوؤن کہ شب ہجر مجھے — یاد آتا ہے وہ راتون کا جگانا تیرا

ترے کو مین اس بہانے مجھے دن کو رات کرنا — کبھی اس سے بات کرنا کبھی اوس سے بات کرنا

ہمارے ہاتھ مین آئی کبھو نہ ملا قسمت — کہ پاؤن پر ترے مہندی کا اختیار رہا

اتنی ہی حیا تجھکو کہ افراط حیا سے — آنکھون نے ترے روے حیا کو نہین دیکھا

مجھسے مطلب ہے تجھے اے شب تنہائی کیا — جا کہین تو ہی مرے در پئے رسوائی گیا

ملنے مین کتنے گرم ہین یہ ہاے دیکھیو — کشتہ ہون مین تو شعلہ رخون کی تپاک کا

تلوار کو کھینچ ہنس پڑا وہ — ہے مصحفی کشتہ اس ادا کا

بیٹھے بیٹھے جو ہو گیا وہ کھڑا — اک ستارہ سا شب زمین سے اوٹھا

حصہ مین ہمارے بھی کبھی آؤ گے صاحب — یا یونہین الگ ہم سے چلے جاؤ گے صاحب

لباس پہنے ہی ہر دم وہ شوخ پر فن سرخ — کہ ہو نہ خون شہیدان سے اوسکا دامن سرخ

گلے مین جا ہیے کیا تجھکو سیمبر تعویذ — لٹکتی ہین ترے ہیکل کے تا کمر تعویذ

دل لیگئے آنکھون مین یہ تدبیر کھلا کر — آئے تھے جو کل سرمۂ تسخیر لگا کر

کچھ بھا جو گیا دل کو تو بس ہو گیا بیخود — منہ اپنا مین رکھکر ترے تصویر کے منہ پر

ہم کو ترساتے ہو تم کیون یہ ادا دکھلا کر — منہ چھپایا نہ کرو بہر خدا و کھلا کر

پھر قیامت ہے جو وہ شوخ چھپالے منہ کو — اپنا دیدار ہمین روز جزا دکھلا کر

جس آنکھ کو ہو رخنۂ دیوار کی تلاش — پھر کیون کرے وہ شاہد بازار کی تلاش

کل اوسنے عکس کا اپنے جو لیلیا بوسہ — تو جی ہی جی مین ہوئی کیا ہے آرسی محظوظ

لخت لخت دل مین ہے عکس فروغ داغ عشق — کیون نہ مین اسکو کہون آینہ خانے کا چراغ

عکس کو اپنے وہ بت دیکھ کے آئینے مین — ہنسکے کہتا ہے کہ کیا تو بھی ہے مجھپر عاشق

دیکھا تھا ایک دن تری طرز خرام کو
ماتم مین کسکے آج ہوئی ہے سیاہ پوش
مژدا ہے ہو وے گر چکے ہی چکے مدعا حاصل
سننے پائے نہ دہن سے ترے دشنام تمام
کیا جانیے آجائے وہین کیا مرے دلمین
صرف مشتاق ہین اک تیری ملاقات کے ہم
چھپ مت ہر دم نہ آئینہ دکھا
پاس خاطر ہے ضرور اسکی بھی اے دست جنون
لینا بزور بوسہ مراد کہنا تھا کل
جھوٹ کیون بولتے ہو مجھسے کہ فرصت کم ہے
رہے گنتی جو ہم تا صبح اوسکے مانگ کے موتی
وا نومید مت ہو وصل سے اوسکے کہ عاشق کو
قابو مین تم آئے ہو مرے وصل کی شب ہے
پھٹ چلا جب سے گریبان تب سے
مین مر گیا ٹلے مرے حجابی کا سل کہین
کھانے نہین دیتے ہین مجھے خون جگر بھی
پھر پھر کے پیچھے دیکھ مجھے اوسنے یون کہا
پیچ پر پیچ ہے اور بل پہ ہے بل چین پہ چین
بن دیکھے جسکے پل مین آنکھین بھر آئیان ہین
کس پہ ہے یہ تلوار ہی پھر کے تو دیکھو
ہے ہے نگہ اسطرف کو ابھی پھر کے دیکھلو
تم سعدی کو چھوڑ کے سنبل چلے گئے
سو گھمبیہ شب وصل مین تم لات چلاو

موج نسیم صبح سنبھلتی ہے اب تلک
ہے نیلگون جو اوس نگہ سرمہ سا کا رنگ
کسی نے کر لیا معلوم راز دل تو کیا حاصل
جنبش لب ہی نے اپنا تو کیا کام تمام
بن ٹھن کے مرے سامنے آیا نہ کرو تم
آرزومند نہین اور کسی بات کے ہم
اپنی صورت سے خفا بیٹھے ہین ہم
رشتہ رکھتا ہے گریبان سے تار دامن
اور اوسکا منہ پھرا کے یہ کہنا نہین نہین
آؤ تو کیا تمھین اک رات کا مقدور نہین
ہمین تو وصل کی شب بھی کٹی اختر شماری مین
مرے ہین سو طرح کے عالم امیدواری مین
اب پیش نہ جائینگی یہ انکار کی باتین
ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے ہین
پیوند ہو زمین کا الٰہی یہ دل کہین
نالے تو مرے حلق کے دربان ہوئے ہین
اتنا بھی لگ نہ چل تو مرے ساتھ راہ مین
کچھ نئی طرح کے اوس زلف کے خم نکلے ہین
کیا قہر ہے جو اوس سے برسون جدائیان ہین
کس پہ ہے یہ ابرو کی کجی پھر کے تو دیکھو
اک ناتوان کا جاتا ہے جی پھر کے دیکھلو
رخصت حیا سے اتنی نہ دی پھر کے دیکھ لو
ہم تم کو قسم ہے جو کہین بات چلاؤ

چشم بد دور تیری چشم سیاہ
جائے غلطان یا ہوئے تجھے جو رات
مرتا ہے کوئی بھر کے نظر دیکھتے جاؤ
لیا جو بوسہ ترا ابر یہ ہم نے کام کیا
خدا نے ہاتھ سے اپنے ترے سنوارے پاؤن
خاک مین ملگئے ہم ناز کا چلنا دیکھو
روٹھکر بیٹھ رہون اور وہ منانے آوے
بات کو میری الگ ہو کے نہ شرماؤ سنو
وہ پیچھے پھر گئے جو دیکھے ہی اپنی چوٹی کو
کیا خوب بُری پڑی ہے یہ طفلانِ اشک کی
دل کے دھڑکون کا یہ عالم ہے کہ بن سنت
لاف گرمی تری عارض یہ جو گلشن ہارے
جاتا نہین اس ڈر سے مین شمشیر تلے بھی
مین وہ نہین ہون کہ اوس بت سے دل مرا پھر جائے
ہر لحظہ اوسکی چوٹی دل مانگتی ہے مجھ سے
قدم آگے اوٹھا سکتے نہین ہم اوسکے کوچہ سے
ہے سیر کواکب مین تجھے دخل تو کہدے
یا شانہ تک اون گیسوون کو تھی نہ رسائی
اودامن اوٹھا کے جانے والے
غم کھاتا ہون جتنا مری نیت نہین بھرتی
رکھ کے ہم زانو یہ جسوقت کہ سر بیٹھ گئے
کھل اوٹھ گیا وہ ہاتھ چھڑا میرے ہاتھ سے
حیران ہے کسکا جو سمندر

آفتِ روزگار رہین دونون
میرے شانے مگار رہین دونون
جاتے ہو کدھر ٹک تو ادھر دیکھتے جاؤ
کہ سوتے مین ترے منہ سے لگا گئے منہ کو
خوش آوین کیونکہ نہ مجھکو یہ پیارے پیارے پاؤن
اوسکی ٹھوکر سے وہ دامن کا اوچھلنا دیکھو
کاش اتنا بھی مجھے مقدور شکیبائی ہو
کچھ کہا چاہتا ہون مین تم سے ادھر آؤ سنو
کہنے لگے ہائے یہ کیسی بلا ہے میرے ساتھ
دیکھا جب اچھی خبر کو اوسیر محل گئے
پُرزے ہو ہو کے گریبان اوڑا جاتا ہے
آتشِ گل یہ صبا طیش سے دامن مارے
احسان کسیکا مری گردن یہ نہو وے
پھیرون مین اوس سے تو مجھے مرا خدا پھیر جائے
کافر نے کس بلا کو مجھے لگا دیا ہے
کہ پاؤن پر ہمارے سر جھکائے ناتوانی ہے
مجھ پر یہ دن اے رشک قمر جاتے ہین کیسے
یاد و ڈرے ہوئے تا بکمر جاتے ہین کیسے
ٹک ہم کو بھی خاک سے اوٹھا لے
کیا غم ہے مزے کا کہ طبیعت نہین بھرتی
یہ سمجھ لیجو کہ ہمسایون کے گھر بیٹھ گئے
آیا ہوا شکار گیا میرے ہاتھ سے
مدت سے رکا ہوا کھڑا ہے

تیری زلفون کی لیتا ہے بلائین / کٹے ہاتھون سے کبھی شانہ غضب ہے

بت بنایا تھا خدا نے اوسکو پر اس نے کبھی ہاے / کبریائی پر جو وہ آیا خدائی اوسنے کی

نالے مرے سے ہر چند اثر کچھ نہین رکھتے / لیکن جو سنو تم تو ضرور کچھ نہین رکھتے

وہ جی مین یہ نازان کہ مرا رعب تو دیکھو / مین خوش کہ خیال نگہ دور کسی ہے

دل نہ دیجے اوسکو اپنا جس سے یاری کیجیے / آپ اپنی تو بھلا خاطر ہماری کیجیے

مصحفی دل پہ شکست آئی مرے بر لب جو / دو بوسے کبھی باہم جو لڑے پانی کے

ہوا وہ بدگمان سنتے ہی اوسکے بل پڑائی / کبھی انگڑائی لینے مین جو ہم اللہ بول اوٹھے

بوسہ تو ہے کیا چیز بتان چاہین تو اون مین / ہین اسکے سوا اور بھی مقدور بہت سے

تم وہان گئے کیسی ملاقات کے لیے / ہم یہان تڑپ کے مرگئے اک بات کے لیے

ہر روز کا ملنا جو ہو دشوار تو پیارے / اتنا تو کرو قصد کہ اک رات کی ٹھہرے

کمر ہوئی تری یہان تک تو شہرۂ آفاق / کہ سر کے بال ترے دیکھنے کمر کو چلے

تو دیکھے تو اک نظر بہت ہے / الفت تری اسقدر بہت ہے

اک زخم سے ہو ویگی نہ بسمل کی تسلی / اپنی کوئی کر دیجیو قاتل کی تسلی

غیر سے گرم ملو ہم پہ یہ بیداد رہے / اور تو کیا کہین ہم تم سے بھلا یاد رہے

جب زہرہ کی آئی کف ہاروت مین انگلی / تب رشک نے کی دیدۂ ہاروت مین انگلی

مہندی کے نہ چھلے رہین یون پورون مین اوسکے / ہے اوسکے ہر اک حلقہ ریا قوت مین انگلی

جانے کا نہ لے نام کہ مرجاے گا کوئی / بیدرد ابھی جی سے گزر جاے گا کوئی

حضرت یہ اوس مسافر بیکس کے رو یئے / جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے

مصدر تخلص حکیم میر ماشاء اللہ خان دہلوی

کافر ہو سوا تیرے کرے چاہ کسو کی / صورت نہ دکھاوے تجھے اللہ کسو کی

خدا کرے کہ مرا مجھسے مہربان نہ پھرے / پھرے جہان تو پھرے پر وہ جان جہان نہ پھرے

مصروف تخلص نواب بہادر خان ولد نواب ذو الفقار خان بن حافظ رحمت خان

صوبہ دار کٹھیر باشندہ بریلی صاحب دیوان ریختہ

تاحشر اب خیال نہ میرا کریگا دل | تو اوسکو مل گیا تو مجھے کیا کرے گا دل

مصیبت تخلص حاجی شیخ غلام قطب الدین ولد حاجی شیخ محمد فاخر بن شاہ خوب اللہ الہ آبادی مکہ معظمہ مین بعد اداے حج ۱۱۸۶ گیارہ سو چھیاسی ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان اردو و فارسی گزرے

شبِ فرقت مین تیرے اوڑ ملا | ہوگیا خواب خواب آنکھون مین

مضطر تخلص سردار مرزا دہلوی خلف مرزا ایوب بیگ

میرا ہی دل جلائیگی اے آہ پراثر | تجھسے کبھی عدو کو جلایا نہ جائیگا

مضطر تخلص پنڈت کنھیالال ابن بشن نراین دہلوی

خنجر جلاد ہے فولاد کا | سخت جانی وقت ہے امداد کا

مضطر تخلص مرزا خسرو شکوہ عرف مرزا آغا جان خلف مرزا سلیمان شکوہ ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبدالرحمن خان احسان

حال مین کس سے کہون اے دلِ نالان اپنا | تو ہی جب اپنا نہین کون مری جان اپنا
نامہ کیونکہ اوٹھاؤن کہ مری چشم کے ساتھ | ربط رکھتا ہے سدا گوشۂ دامان اپنا

مضطر تخلص کنور سین لکھنوی بتفصیلدار ازدیالی شاگرد مصحفی

سوزِ جگر کو دیدۂ پُرنم کو دیکھیے | ان آفتون کو دیکھیے اور ہم کو دیکھیے

مضطر تخلص محمد اسد اللہ ولد شیخ محمد فیض اللہ نبیرۂ شیخ محمد جمال قدس سرہ کول مین وکالت کرتے تھے

ملے فرصت نہ جبین سائی سے | دیر چھوٹا تو حرم یاد آیا
لے اوڑی طرزِ فغان بلبلِ نالان ہم سے | گل نے سیکھی روشِ چاکِ گریبان ہمسے

مضطر تخلص ذوالفقار علی حیدر آبادی

دیر و حرم کی سیر کی ہم نے بھی خوب ہے | یہان ہی خدا خدا تو وہان رام رام ہے
ہے کاروان اشک کے آگے نشان آہ | باروئے فوجِ غم کا عجب انتظام ہے

مضطر تخلص نواب مرزا مظفر خان ولد نواب محمد رضا خان بن مہدی علیخان صوبہ دار

کشمیر باشندۂ لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا

کیسا انڈھال ہے شب فرقت میں ہائے دل ۔ اب کچھ نہ کچھ ضرور ہے صاحب برائے دل

مضطر منشی عبد الکریم خلف شیخ عید و متوطن کانپور

نکالا تو نے کیسی ذلتون سے ہائے مضطر کو ۔ کوئی بھی گھر بلا کر خوار یون کرتا ہے مہمان کو

مضطر تخلص لالہ لڑتی پرشاد ابن منشی لال فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

ابھی آئے ہو ابھی کہتے ہو رخصت رخصت ۔ اور اے جان جہان بیٹھ لو دم بھر جانا

مضطر تخلص پنڈت رام نراین ابن پنڈت شیو پرشاد تحصیلدار علی گڑھ متوطن دہلی

پہلو مین نہین یار تو کب جان ہے تن مین ۔ کیا فائدہ ہوتی ہے جو مضطر بسر ایسی

مضطر تخلص حکیم اسد علی خان دہلوی خلف حکیم ببر علی خان شاگرد مرزا قربان علی بیگ سالک راقم نے انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا ہے

فریاد مین وہ زور نہین ضعف سے ہنو ۔ کیا آسمان بھی سر پہ اوٹھایا نہ جائے گا

یہ بھی مرا نوشتۂ تقدیر ہے کہین ۔ کہتے ہو داغ ہجر مٹایا نہ جائے گا

اندیشہ ہے کہ وہ نہ ترے جلوہ گاہ ہو ۔ دل کو رقیب کے بھی جلایا نہ جائے گا

مضطر تخلص شیخ علی بخش باشندۂ الہ آباد

قتل بے جرم عبث کرتا ہے کیون اے قاتل ۔ مضطر خستہ کی ثابت کوئی تقصیر نہین

مضطر تخلص مرزا سنگین دہلوی شاگرد مومن خان خاندان تیموریہ سے تھے

تھا خود وہ تڑپنے سے خجالت زدہ ہم تو ۔ مضطر کے کبھی خون کا دعوا نہ کرینگے

مضطرب تخلص مولوی خلیل احمد خلف مولوی نظیر احمد مغفور باشندۂ رامپور بڑے فاضل اور خوشنویس تھے اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے

شب وصل ہے ہمسے حجاب نہ کر تجھے او صنم اپنے خدا کی قسم
یہ نہوگا کہ بند قبا نہ کھلے مجھے تیرے ہی بند قبا کی قسم
تیرے کوچے سے اوٹھکے بھلا مری جان دل مضطرب مرا جائے کہان
یہی خلد ہے اور یہی باغ جنان اسی کوچے کی آب و ہوا کی قسم

مضطرب تخلص مرزا علی اکبر بیگ ولد نصیر اللہ بیگ لکھنوی شاگرد جرأت

زیر خنجر حسرت آگین دیکھکر میری نگاہ	رو دیا جلاد نے جب چار آنکھیں ہو گئیں

مضطرب تخلص محمد حاجی ولد قاضی رحمت اللہ خان قاضی القضات دہلی شاگرد نظام الدین ممنون

کٹتی کسیطرح سے نہین شب فراق	شاید کہ گردش آج تجھے آسمان نہین

مضطرب تخلص درگا پرشاد کایتھ لکھنوی شاگرد محمد عیسے تنہا

ترے وعدون پہ ہے اب دم شماری	بہت اختر شماری کر چکے ہم

مضمون تخلص شیخ شرف الدین باشندہ جاجمو متعلق اکبر آباد مقیم دہلی شاگرد حضرت مرزا مظہر و خان آرزو حضرت فرید گنج شکر قدس سرہ کی اولاد مین تھے

ہم نے کیا کیا نہ ترے عشق مین محبوب کیا	صبر ایوب کیا گریۂ یعقوب کیا
کرے ہے دار ہی حق گو کو سرتاج	ہوا منصور سے عقدہ یہ حل آج
ہمارا اشک قاصد کی طرح ہرگز نہین تھمتا	دل بیتاب کا شاید لیے مکتوب جاتا ہے

مضمون تخلص ایک شخص ساحر میر و میرزا سودا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

مے سے اوس بن کون ہے خوش واہ یہ بیہودہ تھا	کسکو ہے خواہش معاذ اللہ یہ بیہودہ نہ ہو

مظفر تخلص سید مظفر علی خان دہلوی فرزند قلندر علیخان بہادر شاگرد میر نظام الدین ممنون

تجھکو ہے پوچھتا تھا کل نزع مین مظفر	آیا بہت ہی رونا ہم کو جو تو نہ آیا

مظفر تخلص مظفر علیخان خلف غلام علی خان بن بھکاری خان دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد میر تقی صاحب دیوان گزرے

مانع نہین چلنے کا مرے سلسلۂ پا	پر رکھنے نہین دیتا قدم آبلۂ پا

مظفر تخلص مرزا مظفر خلف مرزا شاہرخ ابن ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق و مرزا قادر بخش صابر

ملا لایا تون ہی مین ہمین تم نے	جب کبھی وصل کا سوال کیا
کیا گزرتی ہے رفتگان پہ ہائے	کوئی کہتا نہین عدم کی بات

مظفر تخلص شیخ مظفر علی خلف دیوان حاتم علی بلگرامی شاگرد حیدر علی آتش

آرزو سے وحشت بیجا ئی نہیں — عاشق کا مل ہون سودائی نہیں

مظلوم تخلص غلام حسین معروف بہ مظلوم شاہ باشندہ پنجاب شاگرد مصحفی بہت دنون لکھنؤ مین رہے آخرایام مین آلہ آباد مین سکونت کی تھی

جلاتا ہون از بس مین غضب ہجر مین مظلوم — دم بند کیا ہے مرے نالون نے عسس کا
نظر افگن ہے یہ کسکے عارض پر نور پر تجلی — کرے ہے قصد کرنے کا چراغ طور پہ تجلی
سامنے آتا ہے جب موی میان کا مضمون — گر شاہد نظارہ لچک جاتی ہے

مظہر تخلص حضرت مرزا جان جانان خلف الصدق مرزا جان جانی اکبرابادی باشندہ دہلی درویش کامل تھے اشعار فارسی بغایت دلچسپ فرماتے تھے شعر ریختہ بھی احیانًا کہتے تھے ماہ محرم الحرام سنہ ۱۱۹۵ گیارہ سو پچانوے ہجری مین روافض متعصب کے ہاتھون سے شہید ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون راقم نے دہلی مین مکرر حضرت کے مزار مبارک کی زیارت کی ہے دیوان فارسی اور خریطۂ جواہر انکا نظر سے گزرا اشش حمید آمات شہید حضرت کی شہادت کی تاریخ ہے

نہین کچھ غم کہ کیون ملتا نہین یہان کس سے میرا — کہ مین روتا ہون دل کی بیکسی پر آہ دل میرا
گرچہ الطاف کے قابل یہ دل زار نہ تھا — لیکن اس جور و جفا کا بھی سزاوار نہ تھا
لوگ کہتے ہین موا مظہر بیکس افسوس — کیا ہوا وہ سکو وہ اتنا بھی تو بیمار نہ تھا
ہنسنے کی ہے تو یہ اور دھوم مچاتی ہے بہار — ہائے بس چلتا نہین اور مفت جاتی ہے بہار
توفیق دے کہ شور سے اکدم وہ چپ رہے — آخر مرا یہ دل ہے الٰہی جرس نہین
مظہر چھپا کے رکھ دل نازک کو اپنے تو — یہ شیشہ بچتا ہے کسی میرزا کے ہاتھ
اگر ملیے تو خفت ہے نہ ملیے گر قیامت ہے — غرض نازک مزاجون کو محبت سخت آفت ہے
خدا اسکے واسطے اسکو نہ تو کسو کو — یہی اک شہر مین قاتل رہا ہے

مظہر تخلص مظہر حسین ملازم سرکار راجہ نہال سنگھ

دل سے دل آج ملے لب اور چشم سے چشم — یون لپٹ سینے سے جانان کہ ہوا عید کا چاند

جلوہ فرما ہو خدا کے لیے آ بر سر بام ||| تیرے نظارہ کے خاطر ہے چڑہا عید کا چاند

معجز تخلص مرزا محمد رضا ولد مرزا اکبر علی مقیم کانپور شاگرد محمد علی خان مسیحا و خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

بد نامی محبت گیسو ہے سر کے ساتھ ||| ٹھتا ہے یہ کلنک کا ٹیکا جبین سی کب
کیون نہ شیرین کلام کہلا ئین ||| چوستے تھے کبھی تمہارے ہونٹھ
دم تقریر پھول جھڑتے ہین ||| شاخ گلبن ہین کیا تمہارے ہونٹھ

معروف تخلص نواب الٰہی بخش خان مرحوم دہلوی برادر خرد فخر الدولہ نواب احمد بخش خان بہادر رئیس فیروز پور جھرکہ خلف مرزا عارف جان مرحوم برادر شرف الدولہ قاسم جان مرحوم شاگرد نصیر دہلوی آخر ایام مین تعلقات دنیا کو ترک کیا تہا سنہ ۱۲۴۲ بارہ سو بیالیس ہجری مین انتقال کیا اشعار انکے بامزہ ہوتے ہین دیوان الکا نظر سے گزرا

کہان تک راز عشق افشا نہ کرتا ||| مثل یہ ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا
آئینہ سان کیا غرض ہم کو بد و نیک سے ||| سامنے جو آگیا ایک نظر دیکھنا
غیر روتے ہین مری حالت پہ وہ تو یار تھا ||| دیکھکر کڑھتا نہ آیا میرے گھر اچھا ہوا
کی وصیت یہ کچھ ارمان بھری آہ کہ رات ||| سارے گھر کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا
تھا شب وصل یہ احوال کہ ہر گھنٹے پہ ||| چونک پڑتا تھا کہ ابکی تو مقرر آیا
بڑا سنتے تھے ہم روز قیامت اور روز فرقت سے ||| قیامت سے بڑا نکلا جو دیکھا روز ہجران کا
جو بھیجتا مرے خط کا وہ دلفریب جواب ||| تو کاہیکو مجھے دیتا بھلا طبیب جواب
باغ ہستی مین کھلا گل یہ نیا میرے بعد ||| غیر سے وہ مرے پھولون مین ملا میرے بعد
ٹھوکر نہ مارین گر کوئی سجدہ انہین کرے ||| اللہ ان بتون کو بھی ہے کسقدر دماغ
وضو کو مانگ کے پانی خجل نہ کر معروف ||| یہ مفلسی ہے تیمم کو گھر مین خاک نہین
آپ جسوقت رقیبون کی قسم کھاتے ہین ||| ہم رقیبون کے نصیبون کی قسم کھاتے ہین
یہ اوج خاک نشینی مین عشق نے بخشا ||| مرے کرے ہے آہ مری آسمان سے باتین
نہ تو سوجھی ہے نہ انکار کیا جاتا ہے ||| رگ جان ہے کہ کمر کچھ نہین معلوم ہمین

مے کے پینے سے تو ہر چند نباہی توبہ
ہے خجل وہ ہون مغان سے کہ الٰہی توبہ

ساقیا دیکھا ہے کیا تا رگِ ابر سیاہ
ہے شرہ کرتی ہے جو کار رگِ ابر سیاہ

دیکھی جو شب نے شدت وہان بھی مری بکالی
کیا کیا ہنسی ہوئی ہے دیوار قہقہا کی

روٹھنے کو تو چلے روٹھ کے ہم وہانسے ولے
مڑ کے تکتے تھے کہ اب کوئی منا کر لیجائے

کسکی چشم شرگین نے بے اجل مارا مجھے
سر پہ میرے جو قضا آئی تو شرمائی ہوئی

بعد مرنے کے ملے میری سیہ بختی کی داد
نعش کے ہمراہ تھا وہ موی سر کھولے ہوئے

اس بڑھاپے مین بھی کم ہونگے لہری ہمسے
سبزہ رنگون سے چھینا کرتی ہے گھری ہمسے

شب جو پہونچا تھا تصور مین نزاکت دیکھنا
صبح اوٹھتے ہی وہ کہتے ہین کمر مین درد ہے

کیا چھٹی اوسکی تمامی کی وہ انگیا ہاتھ سے
ہاتھ ملتا ہون گئی سونے کی چڑیا ہاتھ سے

میرے مرنے پہ ہوئے اوسپر خلق
مین نہ مرتا تو نہ مرتا کوئی

کیسی بیرحمی خدا نے اوسکے جی مین ڈالدی
بات رونے کی مری سنکر ہنسی مین ڈالدی

خرق عادت اپنے دیوانے کی دیکھ
جسطرف کو وہ چلے پتھر سے چلے

مغفور تخلص سید محمد علی ملازم راجۂ پٹیالہ باشندۂ مکن پور شاگرد انیس مرثیہ گو

لکھتے لکھتے ادھر کے پہونچا ہاتھ پر اوس شوخ کے
شوق نامہ گیا مرا بال کبوتر ہو گیا

ہمنے دیکھی نہ آنکھ بھر شب وصل
کدھر آئی گئی کدھر شب وصل

معز تخلص میر عزیز الدین باشندۂ دہلی شاگرد قطب الدین مشیر

غم پہ غم صدمہ پہ اک صدمہ نیا ہوتا ہے
سچ یہ ہے دل کا لگانا ہی برا ہوتا ہے

مت ستا حسرت دیدار کہ آیا ہون ابھی
وہ تو ہر وقت کے جانے سی خفا ہوتا ہے

معظم تخلص معظم خان خلف وزیر عالم خان باشندۂ الہ آباد

یہ فیض ادنیٰ زلف معنبر کا ہے سارا
ڈوبا تھا کبھی عطر مین بادِ سحر ایسی

معقول تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

رقیبون پر غضب ڈرہم گئے ہین
ہوا زخمی کوئی مرہم سگئے ہین

معین تخلص معین الدین دہلوی شعرا انکے مریدار ہوتے ہین

مرگیا آج خدا بخشے معین خستہ — ایک موزون سا جوان تھا کبھی دیکھا ہوگا

لخت دل آنکھون مین کھینچ آتے ہین کس شوق سے — میری مژگان پر گمان کرکے تمہارے تیر کا

نہ چاہا حسن نے آزردہ اوس نازک کلائی کو — کیا طرز تبسم نے ادا تیغ آزمائی کو

کھینچنے سے تیرے وصل کی شب بھی نہ وا ہوئی — یہ عقدہ ہاے دل ترے بند قبا ہوئی

تمہاری بات ہے کیا بے اعتبار کیا سنیے — اور اپنی کہیے تو وہ بے اثر ہے کیا کہیے

دیکھیے کر بخیہ یہ کیجیے ناصح — بندہ پرور مرا گریبان ہے

معین تخلص معین الدین خان بداونی شاگرد سودا مقیم لکھنؤ

قمری ہے فدا باغ مین شمشاد کی دھج پر — ہم صدقے ہین اے سرو روان تیری اکڑ پر

اے ابر بہاری شب ہجران مین خبردار — دامن ترا اس آگ کے شعلہ سے نہ بھڑکے

مغل تخلص مغل علی دہلوی نبیرۂ خواجہ عسکری کشمیری

خورشید جو نکلا ہے اسوقت یہ لرزان ہے — کوٹھے پہ کھڑا شاید وہ ماہ لقا ہوگا

مغموم تخلص لالہ رام جس لکھنوی

کب ہمین زندگی گوارا ہو — جب ترا غیر سے اشارا ہو

زیست ہو تب جب اوسکا یہان ہو گزر — یا وہان اپنا ہی گزارا ہو

جھوم کر باد دل ڈراتا ہے مجھے جون فیل مست — دل کا بچنا سا قیا اسوقت تیری ہاتھ ہے

مغموم تخلص میر مشیت علی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق باشندۂ دہلی

خیال چشم میگون مین قدم مستانہ رکھتے ہین — دوانے ہین ہمارا نام جو دیوانہ رکھتے ہین

مفتون تخلص مرزا کریم بخش داماد بہادر شاہ متخلص بہ ظفر

مفتون خمار بادۂ شب ہو تو پھر پیو — اک جام جا کے ساقی پیمان شکن کے پاس

آج وہ دن ہے کہ ہم بسمل ہین وہ خنجر بکف — دیکھتے ہین ہمدمو اللہ کی قدرت کو ہم

مفتون تخلص عبد الرحیم شاگرد نظام الدین ممنون وطن اصلا عرب مولد لکھنؤ

ایسی درد سے آگاہ ہون بے رخصت بلبل — لیکر نہ کوئی پھول مرے خاک پہ آوے

مفتون تخلص سید محمد رضا بلگرامی شاگرد مصحفی انسے دیوان اردو و قصۂ گنجینۂ محبت

یادگار رہین تھوڑا عرصہ ہوا کہ قصبہ آرہ مین انتقال کیا فارسی مین رضا تخلص کرتے تھے
اور قتیل کے شاگرد تھے

گر کرے زیب گلو وہ نوجوان سبز رنگ | فیض رنگ سبز سے تسبیح مرجان سبز ہو
ماہ رو مین لے کہا تم کو تو عالم نے کہا | میرے ہی کہنے سے صاحب عش کے تارے ہو
ناصح نہ سنینگے لب نوشین کی قسم ہے | شیرین سخنی تیری ہمارے لیے سم ہے

مفتون تخلص پنڈت لچھمی نراین ابن پنڈت گوبردھن داس متوطن فرخ آباد
شاگرد مرزا غالب

سامری آخر اسیر دام الفت ہو گیا | چشم فتان مین ترے جادو کا شرما دیکھکر

مفتون تخلص لالہ رگھوبر دیال ابن لالہ پربھو دیال متوطن فرخ آباد

کب بعد مرگ آکے جنازہ اوٹھائینگے | جب زندگی مین آہ نہ پوچھی خبر کبھی

مفتون تخلص کاظم علی الہ آبادی معاصر سودا

شکایت کیا رقیبون کی کرون اوس لاابالی سے | سمجھتا ہے نہین کچہ نیک و بد وہ خرد سالی سے

مفتون تخلص بدر الدین بزاز دہلوی شاگرد فرزند علی موزون

شرخ جوڑا جو پہنکر تو گلستان مین گیا | شاخ گل کو بھی لگی رشک سے اکبار آتش

مفتون تخلص منشی قادر بخش باشندہ ہوگلی بیشتر فارسی کہتے تھے راقم کے ملاقاتیون
مین تھے آخر عمر مین انکی بصارت جاتی رہی تھی آٹھہ دس برس ہوئے انتقال کیا

جب تلک طالع مسعود کی تائید نہو | میمنت ہو نہ کبھی ظل ہما سے پیدا

قطعہ

باغ مین اوس گل کے رو یا صبح جو گلشن مین بنچ | بلبلان باغ مین اک سخت ماتم ہو گیا
غنچہ نے پھاڑا گریبان گل کا دامن چاک تھا | چشم نرگس سے بھی جاری اشک شبنم ہو گیا

مفتون تخلص سید ہادی علی خلف سید فضل علی بائیسی والی باشندہ لکھنؤ شاگرد
ناسخ صاحب دیوان مین

ہاتھہ مین سبحہ ہے اور خواہش صہبا دل مین | یا خدا لب پہ ہے یاد بت ترسا دل مین

آرزو خلد کی ہمکو نہین اے غیرت حور — تیرے کوچے مین رہین ہم یہ تمنا دل مین

مفتون تخلص مسٹر اگسٹین ڈیسلوا صاحب قوم پرتگیز باشندۂ اکبرآباد شاگرد مرزا عطا علی

نکالون کسطرح پہلو سے ٹکڑا اوسکے پیکان کا — کہ مدت مین گزر دل مین ہوا ہے آج مہمان کا

گئے دماغ مین ہے گاہ دل مین گہ لب پر — بھٹکتی پھرتی ہے گھبرا کے جسم زار مین روح

عجب تیرے کشتے کا دیوانہ پن ہے — نہ تابت لحد ہے نہ تار کفن اسے

مفلس محب علی عطر فروش رامپوری

آؤن تو لالہ بار یہ دربان ترے کہین — مفلس سمجھ کے مجھکو نہ سب لے آبرو کرین

مقبول تخلص سید مقبول عالم خلف سید بدر عالم باشندۂ بہانی شاگرد مقصود عالم مقصود

رخ سے ایک تازہ شگوفہ وکھلا جاتی ہین — غنچہ گل ہو گئے ہین گل شرم سے کمہلاتی ہین

مقبول تخلص مقبول نبی دہلوی خلف انعام اللہ خان یقین تخلص شاگرد نثار اللہ خان فراق

دسترس رکھتا ہے جو پائے حنائی تک نقیب — یا الٰہی ہاتھ اوسکا ہو وے شانہ سے جدا

خوش خرامی کا جب خیال کیا — ایک عالم کو پائمال کیا

نہ لگا تو گلے سے یاد افسوس — آہ افسوس صد ہزار افسوس

ہر بات مین رکاوٹ طرز ادا تو دیکھو — ہر آن مین بگڑنا مہر و وفا تو دیکھو

مقبول تخلص لالہ جیسکہ رائے ولد جنی لال مرادآبادی مقیم لکھنؤ شاگرد منشی منیڈو لال زار کچہری سلطانی لکھنؤ کے فرمان نویس تھے

عزیز و یوسف کنعان کی چاہ مین اب تو — کنوئے جھکائے گا مجھکو ہزار دل میرا

لوگ روتے ہین قضا سر پہ کھڑی ہنستی ہے — زعفرانی ہوا جب سے ترے بیمار کا رخ

مقتول تخلص مرزا ابراہیم بیگ خلف مرزا محمد علی بیگ شاگرد مصحفی وطن انکا صفاہان مع لد دہلی

مین یہان خون روتا ہون ہاتھون اونکے — جو پاؤن مین اوسکے حنا باندھتے ہین

نکل گھر سے جو وہ سادی پوشاک مین نکلے — سو طرح کے اوسمین بھی بیساختہ پن نکلے

مقتول تخلص سید جان باشندۂ ڈھاکہ مقیم مرشدآباد شاگرد ابو علی برق جانا یہ شخص کلکتہ مین بھی آیا تھا اس شخص کو ڈھاکہ اور مرشدآباد مین دیکھا تھا

اس جلے دل کا ہمارے وہ طلبگار نہین
جنس آتش زدہ کا کوئی خریدار نہین

مقدور تخلص میر محمد ابراہیم شاگرد و مرید حضرت شاہ شمیم اللہ قادری معروف بہ برہنہ شمشیر باشندۂ نتھر نگر شاعر نامی چینا پٹن مدراس ہین وہان کے باشندے انکو ملک الشعرا جانتے ہین یہ چھٹے رسالۂ انگریزی مین نوکر تھے پھر نوکری ترک کرکے خانہ نشین ہوئے ایک مثنوی بھوپال تال کی تعریف مین خوب کہی ہے

وقت حمام اوس پری کا دیکھ لے گر رنگ پا
بنکے آوے قرص خورشید قیامت سنگ پا

مقسوم تخلص مرزا محمد علی ولد مرزا امام بخش خوشنویس باشندۂ الہ آباد

ہون قید وئے لب پہ مرے آہ نہین ہے
دیوانہ ہون کوئی میری ہمراہ نہین ہے
ہے وصل کی خواہش مجھے مشتاق لقا ہون
مین مرتا ہون اور اوسکو مری چاہ نہین ہے

مقصود تخلص مقصود بیگ لکھنوی

بوسہ لینے مین خفا ہوتے ہو کیون مشفق من
بوسہ وہ شے ہے کہ دونون کو مزا ملتا ہے

مقصود تخلص سید مقصود عالم رضوی باشندۂ پھانی شاگرد مرزا غالب و نواب عاشور علی خان صاحب مثنوی و دیوان اردو و فارسی ہین

سرو و شمشاد سے ہے وہ قد آزاد الگ
جیسے مضمون کسی شاعر کا خداداد الگ
دوست وہ ہے کہ رہے دوست کا مشکل مین شریک
مجھسے فرقت مین نہ ہوا ی دل ناشاد الگ

مقیم تخلص منشی محمد مقیم منشی پلٹن انگریزی باشندۂ ہوگلی شاگرد مولوی وحید الدین فرد

فکر کر کسلیے تو سوچ مین بیٹھا ہے مقیم
ملک ہستی سے تجھے بھی ہے مقرر جانا

ملال تخلص محمد رضا خان لکھنوی شاگرد ناسخ

اوڑھنی بیٹھی کی اوڑھی اوسنے بالان تلے سر
سیکڑون گرنے لگین یہان بجلیان بالا کے سر

ملک تخلص بابو جگنناتھ پرشاد ملک رئیس کلکتہ شاگرد میر باسط علی محوی راقم اردو سنسکرت ہین

دل یہ اک سانپ سا لہراتا ہے اوسوقت ملک
زلف جانان کی صبا لے کے جو بو آتی ہے

ملول تخلص محمد یار باشندۂ بچھڑاؤن مقیم دہلی

کسکی مژگان کی چھیڑ ہے کہ ملول
دل مین کچھ خار سا کھٹکتا ہے

ممتاز تخلص سید میان باشندۂ دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

بھول کر ممتاز کس کو دل دیا	جان کے دشمن تجھے کیا ہو گیا

ممتاز تخلص ممتاز الدولہ مرزا محمد حسین علی خان بہادر باشندۂ لکھنؤ

شکوہ عبث ہے اونکی توجہ ادھر نہین	وہ دل نہین وہ آنکھ نہین وہ نظر نہین

ممتاز تخلص مرزا قاسم علی خلف مرزا کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

تمکو دیتا ہون قسم اے حاضران بزم یار	بھولے جو کے یاد میری بھی دلایا چاہئے

ممتاز تخلص حافظ مفضل دہلوی شاگرد سودا مقیم فیض آباد

ترے ہی واسطے آئے عدم سے ہم یہانتک	وگرنہ ہستی ناپایدار مین کیا تھا
ہمارے رونے سے دل کا بخار اوٹھتا ہے	کہ جیسے پانی کے چھڑکے غبار اوٹھتا ہے

ممتاز تخلص مولوی نور احمد دہلوی

زلف مہ رو مین یہ دل جب سے گرفتار ہوا	ہوبہو نام خدا محرم اسرار ہوا
صاف آئینہ سے ہوا روشن	منہ ہی دیکھے کی جگ مین الفت ہے

مملو تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

سرو سا قد گل سا چہرہ جب دکھایا آپ نے	قمری و بلبل کو آپس مین لڑایا آپ نے

ممنون تخلص میر نظام الدین ملقب بہ فخر الشعرا استاد محمد اکبر شاہ بادشاہ دہلی ولد میر قمر الدین منت مخاطب بہ ملک الشعرا وطن انکا سونی پت مولد وجا ے تربیت دہلی مدتون لکھنؤ مین رہے اجمیر مین عہدۂ صدر الصدوری پر مامور تھے شعر انکے بہت خوب ہوتے ہین سنہ ۱۲۶۰ بارہ سو ساٹھہ ہجری مین دہلی مین انتقال کیا شاعر شیرین زبان ہند انکی وفات کی تاریخ ہے دیوان انکا نظر سے گزرا

گمان نہ تجھ پہ کرون کیونکہ دل خزانے کا	جھکا کے آنکھ سبب کیا ہے مسکرانے کا
کسیکے ہونٹھ کے ہلتے ہی بس تمام ہوئے	مزا ملا نہ ہمین گالیان بھی کھانے کا
یہ سینہ ہے یہ جگر ہے یہ دل ہے بسم اللہ	اگر خیال ہے تلوار آزمانے کا
کیا فریفتہ کہہ کے حال دل اوسکو	اثر فسون سے نہین کچھ کم اس فسانے کا

چاندنی بار گئی اس دل زخمی کو رات
کسقدر شرح گرانباری غم لکھے تھے
کسنے ترے سینے سے ملے دیدۂ تر رات
سجدا بندہ کو وہ بہی خط آزادی سے ہجے
الٰہی ہجو وعدے ہین وفا کسطرح ہو وینگے
بندہ ہون حسن صورت عشق مجاز کا
شغل شب فراق یہی تھا کہ دہیان مین
تجھے کچھ یاد ہے بہلا وہ عالم عشق نہان کا
بیتابی دل تیرے شہیدون کی کہان جاتی
کہے ہی دیکھ مجھے صورت آشنا سے ہو
لے لیا بوسہ تو اوسنے دین نہ کیا کیا گالیان
گلشن اقبال تک مرو ورنج کب بہونچی خزان
شعلہ زن رہتا ہے سوز دل سے پہلو مین مرے
ہر پری رخسار سکا رہتا ہے منہ اوسکی طرف
خاک پر آکر مرے کہنے لگا وہ پرغرور
ہجوم غمزہ وخیل کرشمہ لشکر ناز
دلمین جو جو ہے نکالین وہ ذرا بول کہ خوب
کس بے ادب کو عرض ہوس ہر نگہ مین ہے
یون کرے چارۂ بیماری اغیار وہ کب
مین نثار اوس شوخ کے اپنی بلائین آپ لین
مدت سے آب ہو کے بہا چشم تر کی راہ
بے چین شب وعدہ رہے ہے خلش دل
یوچھینگے گر آرزو دم نزع

پرتو انداز یہ کسکا رخ پرنور رہا
کہ مرے نامہ نے بازوے کبوتر توڑا
پژمردہ جو پہولون کا سحر ہار نہ پایا
نامہ اغیار کو گرا بکی رقم ہووے گا
نہ وہان خو یاد آنے کی نہ یان شیوہ تقاضا کا
ہر آئینہ مین جلوہ ہے اوس جلوہ ساز کا
یک یک شکن گنا تری زلف دراز کا
شگاف پردہ سے کیا تھا اشارہ چشم فتان کا
کچھ کم رگ بسمل سے نہین تار کفن کا
ہزار جی سے ہون قربان اس تجاہل کا
یہان گنہ سے بھی زیادہ ہے مزا تعذیر کا
سبزہ پژمردہ کبھی دیکھا نہین شمشیر کا
جون زبان شمع ہے پیکان اوسکے تیر کا
سیکھیے آئینہ سے کوئی عمل تسخیر کا
معتقد ہون جذبۂ الفت کی مین تاثیر کا
محجب سیاہ سے ٹھہرا مقابلہ دل کا
آج اوس شوخ سے لڑ لیجیے دل کھول کے خوب
آنکھ اوسنے بزم مین نہ اوٹھائی تمام شب
یہ مرے درد کی ہوتی ہے دوا یا قسمت
آئینہ مین زلف چھوٹی اپنے منہ پر دیکھکر
ممنون کیا بیان کرون ماجراے دل
لیجاتی ہے سو مرتبہ در تک طپش دل
جلا دہی کو تبا ئینگے ہم

اوس مرگ پہ سو جان مری صدقے کہ دم نزع
گھبرا کے کہے تو کہ بس اب دیکھیے کیا ہو

آہ خلوت مین جو تنہا کبھی پاؤن تجھ کو
جسلیے تجھکو بنایا ہے دکھاؤن تجھ کو

جگر کے دو دسے رنگین نشان آہ کبھی
دل شہید کے غم مین علم سیاہ کیے

قتل کر سیماب کو اپنے کہ یہ ہے کیمیا
یعنے گر سیماب ہو کشتہ تو پھر اکسیر ہے

طالع خفتہ نہ بیدار ہوئے اپنے کبھی
گو یہ نالے تو ہمین سو تون کے جگانیوالے

مہربانی کے تصدق لگ کے سینے سی مرے
یون لگے کہنے کہ ممنون آرزو کچھ اور ہے

ممنون تخلص میر امانت علی عظیم آبادی شاگرد فرزند علی موزون دہلی مین واسطے تحصیل علم کے گئے تھے

اے وا اسے کہ تیرے لیے اس خاک نشین کو
جون باد لیے پھرتی ہے گھر گھر تپش دل

منت تخلص میر قمر الدین مخاطب بہ ملک الشعرا مرید مولانا فخر الدین قدس سرہٗ شاگرد میر نور الدین نویدہ میر شمس الدین فقیر وطن انکا مشہد مقدس مولد سونی پت دہلی مین تربیت پائی تھی لکھنؤ مین جا کر مذہب امامیہ اختیار کیا تھا وہان سے کلکتہ مین آ کر سنہ ۱۲۰۸ بارہ سو آٹھ ہجری مین فوت کی ریختہ بہت کم کہتے تھے اشعار فارسی انکے قریب ڈیڑھ لاکھ کے ہونگے

اس آنے کا کچھ ہے لطف پیارے
ہر دم جو کہو کہ جا نینگے ہم

گر اوس لب جان بخش کی کچھ بات سناؤن
عیسے بھی جو کچھ پوچھے تو صلوات سناؤن

آہ اب کثرت داغ غم خوبان سے مدام
صفحۂ سینہ پر از جلوۂ طاؤسی ہے

ہے مری طرح جگر خون ترا مدت سے
اے حنا کسکی تجھے حسرت پا بوسی ہے

منتظر تخلص نور الاسلام لکھنوی خلف شاہ فیض علی عزیز بدر علی شاہ شاگرد مصحفی شعر خوب کہتے تھے صاحب دیوان گزرے

ہر دم خیال یار جو پیش نظر رہا
ہجران مین بھی وصال ہمین بیشتر رہا

ہر وقت میان آنکھ لڑانا نہین اچھا
ہر بات مین تیور کا چڑھانا نہین اچھا

کسکی تو جستجو مین تھا خورشید
شام کا جو گیا سحر آیا

وہ دل لیکر مکر جانا کسی کا	یہ جی ہی جی مین غم کھانا کسی کا
گہ پردہ فاش نالہ نے گہ آہ نے کیا	رسوا سے خلق ہم کو تری چاہ نے کیا
کل شب وصل جو تھی کیسی مچائی تھی دہوم	بولتا آج نہین مرغ سحر آخر شب
چاہت مری دل کی آزما دیکھ	ظالم کہین تو بھی دل لگا دیکھ
تو عشق سے مجھے عشق ہے نہ تو چاہ کی مجھے چاہ ہے	وہ جو بات منہ سے نکالی تھی اوسیکا مجھکو نباہ ہے
تم ہو اور حسن ہے اور ناز خود آرائی ہے	ہم ہین اور عشق ہے اور کوچہ رسوائی ہے
ایکدم مجھکو در یار سے اوٹھنے نہ دیا	ناتوانی بھی مری زور توانائی ہے
تم نے کہا زبان سے اپنی جو چل موے	گزرا ہمین یقین ہے ہم آج کل موے
جاؤن کہان مین یہ بھی ہے کوئی غضب کا وقت	کہتے ہوا آدہی رات کو گھر سے نکل موے
رہے منتظر منتظر یار کے	یہ دیدے نہ دیدے ہین دیدار کے

منتظر تخلص خواجہ بخش اللہ معاصر سودا باشندۂ عظیم آباد

یہی ڈھب جو تیرا مرے یار ہوگا	قسم تیغ کی ایک خونخوار ہوگا

منتظر تخلص میان جان خان باشندۂ کوٹلہ ڈہولک بجانے مین کمال تھا

منتظر مرنہ گیا ہاے شب ہجر مین تو	سامنے اوسکے پڑا مجھکو پشیمان ہونا

منتظر تخلص شیخ امام الدین اکبر آبادی

جس گھڑی یار گلستان کی طرف جاتا ہے	ہاتھ ہر گل کا گریبان کی طرف جاتا ہے

منتظم تخلص امتیاز الدولہ محمد باقر علی خان بہادر لکھنوی شاگرد مہدی علی خان کو شر اندنون مٹیا برج متعلق کلکتہ مین رہتے ہین

یہی حسرت رہی اے یار سر بزاد مجھے	تو نے بھولے سے بھی اک دن نہ کیا یاد مجھے
خاک ہو کر ترے دامن تلک آیا ہو نہین	اب تو برباد نہ کر او ستم ایجاد مجھے

منتہی تخلص مرزا محمد سیتا بیگ خلف مرزا عبد القادر باشندۂ لکھنؤ شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

بسمل ہو کون کونسا عاشق ہو نیم جان	زلفین ہوئی ہین یار کی اب تو کمر کمر

منحور تخلص منشی اسد اللہ معروف بہ علی جان ولد منشی حید رعلی مرحوم حید ر تخلص باشندہ چھپرہ متصل ہوگلی انکا مولد چھپرہ جائے تربیت دار الامارت کلکتہ فکر بلند و طبع ارجمند رکھتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین صاحب دیوان ہین

ہین اپنی ہی زلف و رخ پہ مائل خیال انکو ہو گیا کسی کا
بس اند تون سر چڑہا ہے شانہ نصیب جاگا ہے آرسی کا
زبان پہ تیری ہی گفتگو ہے نظر مین ہر وقت تو ہی تو ہے
نہ حور کی دل مین آرزو ہے نہ شوق رکھتے ہین ہم پری کا
مین بد گمان چرخ کینہ پرور وہ بیوفا تند خو ستمگر
نبھے گی منحور اونسے کیونکر وصال مین بہی ہے ڈر اسی کا

غیر ممکن ہے مداوا عشق کے آزار کا
ذکر اغیار کا سن سن کے مرا دم الجہا
قتل ہو کر آج مین چھوٹا عذاب ہجر سے
لائیگا کہان سے کوئی پتھر کا کلیجہ
شرما کے مُنہ چھپاتے ہین کس کس ادا سے آہ نہی
کیا ہوا حضرت منحور کہو خیر ہے کچھ
بزم اغیار مین جاگے ہو مقرر شب کو
فسانہ اپنے رونے کا بتون مین مشتہر ہوگا
آلائش جہان سے رہین پاک سر بلند
کب راستی سے ہووے نہ بیک وضع آشنا
بتو نسے کر نہین سکتا کبھی گلہ دل کا
آٹھون حاصل ہین ہوا ے برشکال مین مجھے
جام مے پیتے ہی زاہد کیون نہ بہکے میکشو
چشم نرگس خط ہے سبزہ قد شجر گل روے دوست

مُنہ تکے حیرت سے عیسے بھی ترے بیمار کا
چین سے وصل مین بھی یار نے سونے نہ دیا
خون ناحق کا مری گردن پہ احسان ہو گیا
صدمہ نہ اوٹھے گا شب ہجران تابان کا
کرتے ہین ہم جو صبح کو ذکر اونسے رات کا
نام سنتے ہی جو روتے ہو شکیبائی کا
شمع رو آج نظر آتا ہے چہرہ اوترا
بنے گا گوہر گوش صنم ہر قطرہ آنسو کا
آلودہ ہو نہ گرد سے دامن سحاب کا
سیدہا نہ ہو سکے کبھی ساغر حباب کا
عجب طرح کا ہے نازک معاملہ دل کا
باغ مطرب شیشہ ساقی خم سبو ساغر شراب
مست کر دیتی ہے کم ظرفون کو چلو بھر شراب
لب ہے برگ گل دہن غنچہ ہے سنبل موی دوست

وہ کھلے بالون مری نعش کے ہمراہ ہوے
ہزار شوق رہائی نثار پابندی
ڈ لیا مستی مین بوسہ تو کہا
کون کہتا ہے غم عاشق نہین معشوق کو
نالۂ بلبل کو شاید بے اثر سمجھے ہین آپ
حلق منحور پہ رگ رگ کی نہ چل غمزے سے
خالی نہین ہے عشق سے دنیا مین کوئی شے
ضعف سے جوش جنون مین بھی ہین بیکار قدم
تا بکے جامہ دری دشت نوردی کب تک
زاہد و نہین زاہد اور میخوار و نہین ہون
اگر یونہین رہا جوش سرشک دیدۂ پرنم
توبہ سے توبہ کرتے ہین انسان اس جگہ
چڑھا خنجر بکف منحور جب وہ ترک سینے پر
رندون کی خوش گزرتی ہے بزم شراب مین

بعد مرنے کے کھلا نالۂ شبگیر کا پیچ
ہزار حسرت پرواز ہے فدای قفس
ہوش مین آؤ یہ کیسا اختلاط
مرگ پروانہ پہ سر دھنتی ہے بیتابانہ شمع
دیکھیے چلکر ذرا قاتل کے گریبان کی طرف
اتنی اٹھکھیلیان اے خنجر تبران کب تک
لازم ہے آدمی کو کسی سے لگائے دل
بیٹھ جاتا ہون جو چلتا ہون کبھی چار قدم
تھک گئے ہاتھ بس اب ہو گئے بیکار قدم
غافلون مین غافل اور ہشیارون مین ہون
حباب آسا بہے گا گنبد افلاک پانی مین
دیر مغان ہے شیخ یہ بیت الحرم نہین
سراسر کھنچ گئی تصویر اوسکی چشم حیران مین
مرتا ہے شیخ خدشۂ روز حساب مین

طرب کے سامان بہم ہین یکسر ہے بزم بزم فلک سے بڑھکر
دماغ اپنا ہے آسمان پر وہ ماہ پیکر جو ہے بغل مین
ہوئی ہے مہر و فا سے خلقت سرشت مین اپنی ہے محبت
بھری ہے سر مین ہوا ے الفت ہے آتش عشق آب و گل مین

ہے دل صافی کو اپنی اوسکے عارض کا خیال
یہ صفائی رخ سے حیران ہے تو وہ زانو سی ہے
ساقیا رعد کی آواز کہان آتی ہے
پیش حق ہو نہ کسی طور سے باطل کو فروغ
کرم ہے ساقی رحمت کا مستونکی بن آئی ہے

آئینہ کا ہو گیا ہے عاشق زار آئینہ
آئینہ بھی بنگیا تصویر پشت آئینہ
میکشی کے لیے کرتی ہے تقاضا بدلی
لاکھ پوجے کوئی پر بت بھی خدا ہوتا ہے
چمن مین کیا ہے متوالی گھٹا ہر سمت چھائی ہے

یاد رخ پر نور نے پھونکا مرے دل کو — کعبہ مین بھی لو آگ لگی شمع حرم سے
کیا لال لال نشہ کے ڈورے ہین ہائے ہائے — آنکھون مین صاف ڈھنگ ہین صبح بہار کے
باندھو عبث نہ قتل پہ مخمور کے کمر — کیا ہاتھ آئے گا کہو عاشق کو مار کے
خلخال یار کہتی ہے عاشق جو ہو کوئی — پامال کیجیے خاک مین اوسکو ملائیے
ابھی باندھے گا ہاتھون ہاتھ وہ شوخ — نہین یہ شوخیان اچھی حنا کی
ہوا وہ بت نہ ہرگز رام اپنا — خدا سے مین نے کیا کیا التجا کی
جنون شور افزا ہوا چاہتا ہے — پھر اک حشر برپا ہوا چاہتا ہے
منتظر باران رحمت کے ہر اک میخوار ہین — مانگ اے زاہد دعا پھر خدا برسات کی
فراق یار جانی مین یہ ضعف و ناتوانی ہے — لبون تک جان زار آئی تو وہ بھی لاکھ مشکل سے
ہمارے ساتھ جب اوس شمع رو کی گرمیان نکلین — رقیب روسیہ جل جل کے نکلے شمع محفل سے
ضبط سے کچھ نہ بن پڑا صبر ذرا نہ ہو سکا — پھر مجھے جان مضطرب اوسکی گلی مین لیچلی
مجھ سے پڑھوائے وہ خط غیر کا ای وای نصیب — یہ بھی تھا اپنے مقدر کا نوشتا کوئی
ذکر کرتا ہے اگر میری وفا کا کوئی — شرم سے سر کو جھکا لیتا ہے کیسا کوئی
بیٹھو بیٹھو اجی بس نام نہ لو جانے کا — آج سنتا ہے کہان وعدہ فردا کوئی
بزم رندان مین عجب عیش و طرب کا جوش ہے — عرش اعلی تک زمین سے شور نوشانوش ہے
فصل گل مین بادہ گلرنگ سے انکار کیا — زاہدا توبہ سے توبہ کر تجھے کچھ ہوش ہے

منشی تخلص میر محمد حسین خوشنویس خلف سید ابو الحسن عرف میر کلن خوشنویس وطن انکا ایران مولد دہلی مدت تک لکھنؤ مین مرزا سلیمان شکوہ کی سرکار مین متعلق تھے

نہ پوچھو اوس پری کے حسن کا عالم وہ آفت ہے — بلا شوخی غضب رفتار قامت اک قیامت ہے
نہ مجھے دیر سے مطلب نہ طوف حرم کیجے — تنگ آیا ہے جی ہستی سے تک سیر عدم کیجے

منشی تخلص غلام احمد شاگرد مرزا مظہر باشندہ دادری متعلقہ نارنول بیشتر واقف تخلص کرتے تھے شعر فارسی اچھا کہتے تھے

چرا لیتا ہے نقد حسن کو آئینہ آنکھون مین — خدا اسکے واسطے تک کر حیا کو پاسبان اپنا

منشی تخلص مولچند کا یتھ دہلوی شاگرد نصیر دہلوی ۱۸۳۱ء اٹھارہ سو اکتیس عیسوی مین انتقال کیا انکا شاہنامہ اردو نظم نظر سے گزرا

دو چار آینہ ہردم وہ رشک ماہ ہوا	پر اک نگاہ سے شرمندہ مین نگاہ ہوا
کبھی نہ یہان سے ہون آزاد اس ہوس مین	تمھارے پاس تو ہین گرچہ ہم قفس مین ہین
چشم ہے قہر بلا زلف قیامت قامت	اسلیے لوگ تمھین آفت جان کہتے ہین
خواہش نہین کہ ہاتھ مرے سیم و زر لگے	یہ آرزو ہے سینے سے وہ سیمبر لگے
زخم ہنستا ہے تیرے بسمل کا	کہ تری تیغ کارگر نہ ہوئی

منشی تخلص عجائب راے مقیم مرشد آباد شاگرد شاہ قدرت اللہ خان قدرت

تیرے دل سے گرہ کینہ کو وہ جب کھولے	غوطہ جب مار سکے آب گہر مین ناخن

منصف تخلص مرزا احمد بخش بہادر دہلوی خلف مرزا خجستہ بخت بہادر شاگرد حافظ عبدالرحمن خان احسان

نرکھ یاد زلف سیہ فام اے دل	یہ لادینگی سر پر بلا یاد رکھنا
ہمیشہ تو باتین بناتا ہے مجھسے	یہ باتین تو اے بیوفا یاد رکھنا

منصف تخلص منصف علیخان عظیم آبادی مقیم دہلی قوم افغان شاگرد نظام خان معجز فارسی مین مہارت تام رکھتے تھے

گر عشق ترا یہ ہے تو پھر دست جنون سے	داماں رہے گا نہ گریبان رہے گا
خیال جاے ترا کیونکہ میرے سینے سے	جدا ہوا ہے کہین نقش بھی نگینے سے
مکھڑا ترا خورشید ہے اور ابر سیہ زلف	ہین اختر تابندہ ترے کان کے موتی

منظور تخلص منشی آفرین الدین خان خلف منشی تحسین الدین خان مرحوم تحسین تخلص داروغہ ضلع راجشاہی باشندۂ موضع جوت پرتاب متعلق ضلع مالدہ شاگرد راقم الحروف طبیعت انکی فن شعر سے نہایت مناسبت رکھتی ہے

اودھر اسنے خط کے پرزے کھولکر دیکھا جو نام	ہزارون گالیان قاصد کو دین سنکر سلام اپنا
خدا جانے کیا ہے قتل کسکو آج قاتل نے	کہ گھبرایا ہوا مقتل سے آیا غرق خون ہو کر

سکۂ داغ جنون سے دل تو مالا مال ہے	ورہم شمس و قمر آگے مرے کیا مال ہے
ہر بن مو سانپ کی بانبی ہے یا ذلف مین	ہے زبان مار جو تن پر ہمارے بال ہے
آہوئے چشم بتان کو جو پھنسا لیتا ہے صاف	جوہر آئینہ اے منظور ظرفہ جال ہے
غم ہجر بتان کا اب تو صدمہ اوٹھ نہین سکتا	الٰہی باز آیا اسطرح کی زندگانی سے

منظور تخلص بابو خان دستار بند ولد شاگر خان صوبہ دار پلٹن انگریزی باشندۂ کانپور شاگرد مولوی فرد

مصنوع خلق اور خدا ساز اور ہے	کب آے بوے غنچۂ تصویر ناک مین

منظور تخلص سید وزیر علی خلف مولوی امیر علی باشندۂ پھانی ہمشیر زادہ و شاگرد مقصود عالم مقصود

کف پا کو رہین یہ الفتین صحرا نوردی سے	بنا مژگان چشم آبلہ کانٹا بیابان کا

منعم تخلص مکند لال قوم کایتھ شاگرد پنڈت نراین داس ضمیر باشندۂ دہلی

ہوا جب دم خزان وہ پری پیکر گلستان مین	ہر اک گل آنکھ سیچے کررہا تھا جو چمن مین تھا

منعم تخلص منشی موہن لال شاگرد نصیر دہلوی بیشتر فارسی کہتے تھے

کہین آیا ہے دلا آج قد یار نظر	کچھ قیامت کے سے آتے ہین جو آثار نظر

منعم تخلص مولوی شبیر علی شاگرد حضرت مرزا مظہر جان جانان چونکہ سبحانی طوایف پر عاشق تھے بیشتر اوسکے نام کو غزل مین مندرج کرتے تھے

کیون نہ ہو عالم مین اوسکی آبرو	جا لگا موتی تمھارے کان سے

منعم تخلص قاضی نور الحق قاضی بریلی اشعار فارسی نہایت مرغوب کہتے تھے

وہ نوک مژہ جب سے مرے دل مین گڑی ہے	ایسی تو کھٹکتی ہے کہ جینے کی پڑی ہے

منور تخلص منشی منور حسین ساکن ترجھنا پلی

وہ کاکل اس دل پر داغ سے ہین یون ہم بغل	کہ جیسے مور کو دیکھ آئین اضطراب مین سانپ
جو بال اوسنے نہانے کو کھولے دریا مین	ہزارون لگ گئے لہرانے موج آب مین سانپ

منور تخلص میر منور علی

اب یہ عالم ہے ناتوانی کا | عیش جاتا رہا جوانی کا

منیر تخلص میر نظام الدین خلف شاہ شبیر علی

یون تو خط اوسکو مین اے پیک صبا لکھونگا | لیکن احوال جدائی کا جدا لکھونگا

منیر تخلص میر آفتاب صیقل گر شاگرد حاتم

آبلے پڑتے ہین جس جا گرے ہے قطرہ | ہے مرے اشک کے پانی مین اثر آتش کا

منیر تخلص خواجہ آفتاب خان شاگرد رنگین

یارسا کچہ وصف خط کر نہ سکے گا رقم | کیسا ہی گو آپ کو آپ تراشے قلم
جی چاہتا ہے زلف کا تیری بیان کرین | کنگھی کا دانت توڑ کے اپنی زبان کرین

منیر تخلص وجیہ الدین دہلوی خلف شاہ نصیر دہلوی عین جوانی مین انتقال کیا

جی جلا بوسے یہ بہان ہمسے طلبگارون کا | اوڑ گیا رنگ وہان یار کے رخسارونکا
فرہاد سے کہتی تھی تیشہ کی زبان ہردم | مغموم نہ ہو نادان سنگ آمد وسخت آمد
اس باغ جہان مین کبھی پھولے نہ پھلے ہم | جون نخل چنار اپنی ہی آتش مین جلے ہم
اے عزیز و ذقن یار سے کیا چاہتے ہو | چاہ مین دیدۂ ودانستہ گرا چاہتے ہو
بنا سرمہ کا دنبالہ قریب چشم گلرو ہے | زبان باہر نکالے حسن کی گرمی سے آہو ہے

منیر تخلص سید اسمعیل حسین ولد منشی احمد حسین شکر شکوہ آبادی شاگرد رشک باشندۂ لکھنؤ صاحب دو دیوان و رسالہ سراج منیر ہین انسے الہ آباد مین ملاقات ہوئی تھی

ہم حسینونکی بہوؤن پر رکھتے ہین پائی نگاہ | روندتے ہین سبزۂ شمشیر ابرو پائین سے
ساون مین بھی وعدہ کبھی پورا نہین کرتے | باتون مین جھلاتے ہین وہ اچھا نہین کرتے
کب دل مرا تقریر سے کھٹا نہین کرتے | تم اپنی ترشروئی سے چوکا نہین کرتے
گرمی مین جلانے کے لئے دیتے ہین چھینٹے | خس خانہ مین بھی دل مرا ٹھنڈا نہین کرتے
بھاری ہے بہت اوسکی نزاکت کو نہایت | کب بوجھ سے کرتی کے وہ لچکا نہین کرتے
مین چاہتا ہون اور کسی کو خدا کی شان | چپ رہیئے بس یہ آپ کی کہنے کی بات ہے

مواج تخلص منشی عبدالرحمن نائب محافظ بزرگ دار وریگاہ ہائی کورٹ کلکتہ خلف منشی غلام حسین مرحوم باشندۂ کلکتہ شاگرد راقم شعر اچھا کہتے ہین

رہتا ہے تصور جو تری جلوہ گری کا	ہے موج ہوا پر بھی گمان بال پری کا
ہشیار رہو غفلت مین نہ یون عمر کو کاٹو	چارہ کرو مواج کچھ اس بیخبری کا
خاک ہو عیسی مریم سے مرے دل کا علاج	یہ مرض وہ ہے کہ جسکا نہین درمان پیدا
سو ٹکڑے اگر دل کے ہے تو سینہ مرا صد چاک	احوال نہ کچھ پوچھیے مجھ خستہ جگر کا
بھیجون خبر مین یار کو ٹیلیگراف مین	معلوم تا کہ ہو اوسے حال اضطراب کا
جو کہ روشن دل ہین اونکو خوف رسوائی کہان	سر کھلے رہتی ہے ہر دم بر سر بازار شمع
لب بلب ہونے سے رندونکے ہے کیون چین بجبین	دختر رز ہے یہ واعظ کی تو ہمشیر نہین
اپنے داغ دل سوزان سے جو دیتا تشبیہ	ماہ مین گرمی خورشید قیامت ہوتی
کیا ہوئی اوس سے خطا اور کونسی تقصیر	تم گران خاطر ہوئے ہو عاشق دلگیر سے

موج تخلص خدا بخش قوال اکبرآبادی اپنے فن مین اچھا دخل رکھتا تھا بیشتر دلی مین رہتا تھا لکھنؤ مین جا کر فوت کی

لاکھون کٹوا دیے سر آن ہین ہنستے ہنستے	اے مری جان کوئی تو تو تماشا نکلا

موج تخلص میر کاظم حسین ولد میر حسین علی لکھنوی شاگرد رشک

شب فراق مین جب دیکھتا ہون چاند کو مین	تڑپنے لگتا ہون یاد آتے ہین تمھارے گال
یہ کس طرح سے کہون آسمان حسن تجھے	چکور خط ہین تو ہین چاند تیرے پیارے گال
وہ نہانے کو جو آیا لب دریا اے موج	بنگیا بحر حبابون سے سراسر آنکھین

موجد تخلص شیخ قادر علی ولد شیخ چراغ علی لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان گزرے

آگیا جو یاد کوچہ اک بت خودکام کا	نکلے ہم کعبہ سے جامہ پھاڑ کر احرام کا
نوجوانی مین ہی جھک کر ملتے ہین پیر فلک کی طرح	ہمکو رہتا ہے خیال آغاز مین انجام کا
بام گردون پہ چاند جا فکر عالی تو سہی	ڈھونڈ لاؤن عرش سے مضمون تمھارے بام کا

پرتو جو روے یار کا پڑ جاے آب مین — پتلی ہو عکس خال کا چشم حباب مین

مسی وہ ملتے ہین بوسہ ہے بے محل مانگا — سیاہ کار ہوئے لب گنہگار زبان

لٹکینگے آستین کیطرح اپنے ہاتھ بھی — چھٹتے اگرچہ چھینگے وہ پیاری کلائیان

گھل گھل گیا ہون کیا فراق یار مین ناتوان — تھا گلے مین آگیا ہے اب گریبان بازوون مین

کسطرح کہیے ترا برگ گل تر لب ہے — سخت باتون سے یقین ہوتا ہی پتھر لب ہے

قطرے چھلک کے گرتے ہین جام شراب سے — ساقی ستارے ٹوٹتے ہین آفتاب سے

موجی تخلص موجی رام لکھنوی خلف دیوان چھتر پت ملازم بہار الدولہ نواب حسین علیخان شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

جاؤنگا تیشہ لیکے سوے بیستون اگر — ٹھہرینگے سامنے سر سے کب کوہکن کے پانو

موزون تخلص میر نواب لکھنوی خلف میر بندہ علی شاگرد مظفر علی اسیر صاحب دیوان ہین

کسکی سنتا ہے وہ بت اور ہی نقشا ٹھہرا — لیک پتھر کی او سی غیر کا کہنا ٹھہرا

پائے صنم ہے اور ہمارا سر نیاز — لکھا ہے جو مٹیگا وہ لوح جبین سے کب

بے مدد ملتے نہین بے چوب چل سکتے نہین — ڈھونڈھتے ہین پیری مین ہین کیا کیا سہارے ہاتھ پانو

جام ہے ہر گل صراحی غنچہ ساقی ہے بہار — نکہت گل ہے شراب روح پرور باغ مین

مجھ تیرہ روزگار سے اتنی زلف مت الجھ — دیکھین ہین ظلمتین شب فرقت کی آنکھ سے

موزون تخلص میر فرزند علی باشندہ مساسیانہ شاگرد شمس الدین فقیر ہر دو زبان مین شعر کہتے تھے دہلی و لکھنؤ کی سیر کی تھی ۱۲۲۹ بارہ سو انتیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

شمع ہر بزم نہ ہونا ہر گز — دل جلونکا بھی کہا کیجیے گا

چپ رہتے رہتے آن پڑی اپنی جان پر — تو بھی نہ لاے ہم ترا شکوہ زبان پر

اپنے جیب کو خار بست کیا — یہ نہ جانا برہنہ پا ہین ہم

نرگس کا پھول بھیجا ہے نامہ مین یار کو — معلوم تا کرے وہ مرے انتظار کو

پھول جھڑتے ہین ترے منہ سے مری آنکھون سے	حسن اور عشق مین کیا خوب گل افشانی ہے
وابستہ محبت تھے جہان کی درستی پر	دل ٹوٹ گیا میرا تم عہد شکن نکلے

موزون تخلص مہاراجہ رام نراین عظیم آبادی نائب صوبۂ عظیم آباد شاگرد شیخ علی حزین نواب قاسم خان کے عہد مین بسبب صادر ہونے کسی تقصیر کے اپنے عہدے سے معزول ہوکر گنگا مین ڈوباے گئے بیشتر فارسی کہتے تھے

ابر ہوگا تو خجالت سیتی پانی پانی	مست مقابل ہو مرے دیدۂ خونبار کے ساتھ

موزون تخلص شاہزادہ محمد قادربخش دہلوی شاگرد عبدالرحمن خان احسان و مرزا قادربخش صابر

ہے لاغری سے صورت مو مبتلاے زلف	یا رب کوئی نہووے اسیر بلاے زلف
خموش ہوگئے ہی گو یا کہ ہم نہین خاموش	یہ دل بغل مین ہے موجود گفتگو کے لیے

موزون تخلص چھتر سنگھ کایتھ دہلوے نبیرۂ مادھورام صاحب انشاے مادھورام

بیت ابرو کو تری دیکھ کے اے مطلع حسن	جو ترے کوچہ سے نکلا سو غزلخوان نکلا

مومن تخلص حکیم محمد مومن خان مرحوم ولد حکیم غلام نبی خان مغفور دہلوی ایک یا دو غزل مین نصیر دہلوی کے سے اصلاح لی تھی الصلاح لکھیندنہ آئی شکستہ ۱۲۶۸ بارہ سو اٹسٹھ ہجری مین قضا کی ماتم مومن خان انکی وفات کی تاریخ ہے علم تنجیم و طب مین خوب دخل رکھتے تھے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اشعار انکے پرمضمون و شیرین و عاشقانہ و نمکین ہوتے ہین راقم کے زعم مین اس مزے کی طبیعت کا کوئی شاعر ریختہ گو یون مین نگزرا انہین کلیات انکا نظر سے گزرا

غضب سے تیرے ڈرتا ہون رضا کی تیری خواہش ہے	نہ مین بیزار دوزخ سے نہ مین مشتاق جنت کا
اوس نقش پا کے سجدے نے کیا کیا ذلیل	مین کوچۂ رقیب مین بھی سر کے بل گیا
نہ جاؤنگا کبھی جنت مین مین نہ جاؤنگا	اگر نہ ہووے گا نقشہ تمھارے گھر کا سا
یہ ناتوان ہون کہ ہون اور نظر نہین آتا	مرا بھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا
اوسنے بدخو کا کرم بھی ستم جان ہوگا	مین تو مین غیر بھی دل دے کے پشیمان ہوگا

کیا سُناتے ہو کہ ہے ہجر مین جینا مشکل
درد ہے جان کے عوض ہر رگ و پے مین ساری
بات کرنے مین رقیبون سے ابھی لوٹ گیا
دیدۂ حیران نے تماشا کیا
مر گئے اوسکے لب جانبخش پر
خدا کی یاد دلاتے تھے نزع مین احباب
دیت مین روز جزا لے رہینگے قاتل کو
ذکر بتان سے پہلے سے نفرت نہین ہی
وصل کی شب شام سے مین سو گیا
ہاے صنم ہاے صنم لب پہ کیون
کچھ سنکے جو مین چپ ہون تو تم کہتے ہو بولو
تیرے پردہ نے کی یہ پردہ دری
نہ مانونگا نصیحت پر نہ سنتا مین تو کیا کرتا
مرے کوچے مین عدو مضطر و ناشاد رہا
عرض ایمان سے ضد اوس غارتگر دین کو بڑی
کیا تم نے قتل جہان اک نظر مین
طواف کعبہ کا خوگر ہے دیکھو صدقے ہونے دو
کیا جی لگا ہے تذکرۂ یار مین عبث
کیا مرتے دم کے لطف مین پنہان ستم نہ تھا
موت کے صدقے کہ وہ بے پردہ آئی لاش پر
واعظ بتون کو خلد مین لیجائینگے کہین
کسدن تھی اوسکے دل مین محبت جواب نہین
زخم تو بھی مرہم زخم کہن سے ہے چارہ گر

تم سے بیرحم پہ مرنے سے تو آسان ہوگا
چارہ گر ہم نہین ہونے کے جو درمان ہوگا
دل بھی شاید اوسی بدعہد کا پیمان ہوگا
دیر تلک وہ مجھے دیکھا کیا
ہم نے علاج آپ ہی اپنا کیا
ہزار شکر کہ اسدم وہ بدگمان نہ ہوا
ہمارا جان کے جانے مین بھی زیان نہ ہوا
کچھ اب تو کفر مومن دیندار کم ہوا
جاگنا ہجران کا بلا ہو گیا
خیر ہے مومن تمھین کیا ہو گیا
سمجھو تو یہ تھوڑا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
تیرے چھپتے ہی کچھ چھپا نہ رہا
کہ پھر پھر بات مین ناصح تمھارا نام لیتا تھا
شب خدا جانے کہان وہ ستم ایجاد رہا
تجھ سے اے مومن خدا سمجھے یہ تو نے کیا کیا
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا
بتو سمجھو ذرا مومن ہی مومن یون نہ ٹھہریگا
ناصح سے مجھکو آج تلک اجتناب تھا
وہ دیکھتے تھے سانس کو اور مجھ مین دم نہ تھا
جو نہ دیکھا تھا تماشا عمر بھر دکھلا دیا
ہے وعدہ کا فرون سے عذاب الیم کا
سچ ہے کہ تو عدو سے خفا بے سبب ہوا
بند تیر یار سے سینہ کا روزن ہوگیا

راز نہان زبان اغیار تک نہ پہونچا
اللہ رہی ناتوانی جب شدت قلق مین
مرگ سے تھی زندگی کی آس سو جاتی رہی
شوخ کہتا ہے بے حیا جا نا
سیر اگا ہنسی سے یونہین گھونٹتے تھے وہ
وہ ہی خالی تو یہ خالی وہ بھرے تو یہ بھرے
فرماتے ہین وصال ہے انجام کار عشق
بیوفا کہنے کی شکایت ہے +
رونے کا لگاؤ آخر جان پر بنا دیگا
دیر و کعبہ یکسان ہے عاشقون کو اے مومن
ہم جان فدا کرتے گر وعدہ وفا ہوتا
گونکے وہ خواب سے اوٹھ غیر کے گھر آخر شب
وہ دن گئے کہ لاف و گزاف جہاد تھا
تھا وصل مین بھی فکر جدائی تمام شب
مومن ہین اپنے نالون کی صدقے کہ کہتے ہین
جذب دل نے غیر کے بھی کیا کہین تاثیر کی
اوڑ گیا چرخ پر غبار اپنا
خو رنج رشک غیر کی بھی ہم کو ہو گئی
ہم یہان سورۂ اخلاص کا پڑھتے ہین عمل
کہنا پڑا درست کہ اتنا نہ ہے لحاظ
کرتے ہین مجھسے دعوی الفت وہ کیا کرین
وہ ہم فغان غیر نے سینہ جلا دیا
وصل مین احتمال شادی مرگ

کیا ایک بھی ہمارا خط یار تک نہ پہونچا
بالین سے سر اوٹھایا دیوار تک نہ پہونچا
کیون بُری حالت نہ ہووے غیر اچھا ہو گیا
دیکھو دشمن نے تمکو کیا جلنا
کیا سوچکر رقیب خوش آیا خفا گیا
کاسۂ عمر عدو حلقۂ آغوش ہوا
کیا ناصح شفیق نے مژدہ سنا دیا
تو بھی وعدہ وفا نہین ہوتا
اونکو شوق آرایش دل ہے بدگمان اپنا
ہو رہے وہین کہ ہم جی لگا جہان اپنا
مرنا ہی مقدر تھا وہ آتے تو کیا ہوتا
اپنے نالہ نے جگایا یہ اثر آخر شب
مومن ہلاک خنجر نار بتان ہے اب
وہ آئے تو بھی نیند نہ آئی تمام شب
اونکو بھی آج نیند نہ آئی تمام شب
آج کیون آتے ہوئے ہر کام پر رکتی ہین آپ
ہو گئی خاک خاکساری آج
اب اور کچھ نکالیے آزار کی طرح
اور بڑھتا ہے وہان غیر سے اوسکا اخلاص
ہرچند وصل غیر کا انکار ہے غلط
کیونکر کہین مقولۂ اغیار ہے غلط
آتش لگی تھی کوچۂ دلدار کی طرف
چارہ گر درد دینے دوا ہے عشق

مجھ پہ عاشق نہین ہے کچھ لطف ہم
غم و غصہ سے ہے خلقت مری جون طفل شکم
لگا دی آہ نے غیرون کے گھر آگ
گر ترے کوچہ کو دی کعبہ سے نسبت کیا گناہ
وصل بتان کے دن تو نہین یہ کہ ہو وبال
ٹھانی تھی دل مین اب نہ ملینگے کسی سے ہم
مجھسے نہ بولو تم اسے کیا کہتے ہین بھلا
ادھر کو ہین جام مے کے بد دماغی ہجوم شوق
گریہ ہے دل غیر نقش تسخیر
کمان کھینچی ہے وہ اور ہم خجالت سخت جانی ہے
اب کوئی کیا کرے علاج افسوس
آپ دھوا سے مال محبت رہا نہین ہے ہمکو تو
کیا کسی سے کہ دل مین جگہ کی کوئی ٹھکانا اور رہا
کیا پڑی رہتی ہے اسے پردہ نشین ہون یار
دعوی حسن جہانسوز اس قدر
مومن انکا تو نہ تھا ماننے مین آخر اختیار
کچھ نہین نظر آتا آنکھ لگتے ہی ناصح
ہے نہ دوستی تو جانب دشمن نہ دیکھنا
مومن کو سچ ہے دولت دنیا و دین نصیب
تا نہ پڑے خلل کہین آپ کے خواب ناز مین
خسرو عیش وصل یار جانکنی اور کوہکن
منظور ہو تو وصل سے بہتر ستم نہین
بے التفاتیان جو عدو سے سنی نہ تھین

ہمسر آخر کرے وفا کب تک
نہین کرنے کی وفا عمر جوان ہونے تک
ہوئی کیا کیا وہ اتنی بات پر آگ
مومن آخر تھے کبھی دشمن اسلام ہم
مومن نماز قصر کرین کیون سفر مین ہم
پر کیا کرین کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم
انصاف کیجیے پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم
آج اور زور کرتے ہین بیطاقتی سے ہم
تو تیرے لیے جلا ئینگے ہم
وہ دل توڑے ہے اپنا اور اوسکو تیرا کہہ
موت نے بھی دیا جواب ہمین
ہوتی ہین لاغر اور زیادہ جتنا ہم غم کہاتی ہین
حضرت مومن اب تمھین کچھ ہم مسجد مین کم پاتے ہین
بد دعائین تری چلون کو جو ہم دیتے ہین
پھر کھوگے تم مین ہرجائی نہین
یہ شکایت بھی خدا سے ہے بتو نسی کیا ہمین
گر نہین یقین حضرت آپ بھی لگا دیکھین
جادو بھرا ہوا ہے تمھاری نگاہ مین
شب بتکدہ مین گزرے ہے دن خانقاہ مین
ہم نہین چاہتے کمی اپنی شب دراز مین
اپنا جگر تو خون ہوا عشق کے [illegible]
انتظار رہا ہون دور کہ ہجران کا غم نہین
ہم جانتے تھے وصل مین رنج و الم نہین

عاشق کشی ہے شیوہ اگر بوالہوس سہی
[illegible] اس قاتل کو وقت قتل کیونکر چھوڑتا
گر یقین ہی وہان دعا ہوتی ہے اے مومن قبول
آبرو رکھی مرنے کی کہ روتے تو ہین وہ
وہ ہے بغل مین تو بھی تو ہیان نیند اوڑگئی
ان نالہاے شب کا اثر صبح دیکھیو
کشتۂ غیرت تری پانی چوانے سے ہی غیر
دکھاتے [illegible] مجھ مین جان نہین
ہین غیر مرے نکلنے سے خوش
اس [illegible] کے صدقے جسکی دولت
جز [illegible] سے دشمن تو اور بھی
کھینچے گئے [illegible] کے کیا طعن اقربا
لگ [illegible] کوئی دم شب فراق
چرخ و زمین مین تو [illegible] کا ملتا نہین سراغ
[illegible] فون کا ایک حال ہے یہ مدعا ہو کاش
خار بستر یہ شب ہجر بچھاؤن کیونکر
دے دیا [illegible] بوسہ طلب اول یہ
[illegible] نامہ لگاتے کیون ہو
یاد دلوا دی [illegible] نے تیری شوخی وصل کی
مجلس مین مرے ذکر کے آتے ہی اوٹھے وہ
ہون خانمان خراب ستم سے زیادہ تر
وہ جو ہم مین تم مین قرار تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
ہوئے اتفاق سے گر بہم تو وفا جتانے کو دم بدم

آخر گئے اپنی جان سے کے دشمن تو ہم شہید ہین
بیکسی سے جان تھی اپنی کفن کے فکر مین
جا بیٹھے کعبہ بھی طفل برہمن کی فکر مین
اشک شادی ہی ہے گو چشم کو نم کرتے ہین
یہ سوچ ہے گیا نہ ہوا عدا کی خواب مین
آیا خلل گر اوس ستم آرا کے خواب مین
مرتے دم پاتا ہون ذوق خون دشمن [illegible]
کھو گئے پھر بھی کہ مین سمجھا بد گمان نہین
گویا کہ مین انکا مدعا ہون
مومن رہون اور بتون کو چاہون
لیکن بڑے غضب یہی دو تین چار ہین
تیرا ہی جی بچا ہے تو باتین ہزار ہین
ناصح ہے کونے آؤ گر افسانہ خوان نہین
ہنگامۂ بہار و ہجوم سحاب مین
وہ ہی خط اوسنے بھیجدیا کیون جواب مین
دل مین تو ہے وہ گل اندام اگر بر مین نہین
سچ کہا تم نے مزا حرف مگر رہین نہین
خاک مین نام کو دشمن کو ملاتے کیون ہو
مرگئے ہم دیکھکر چین ہاے بستر رات کو
بدنامی عشاق کا اعزاز تو دیکھو
ایسا نہو کہ اب بھی ترے دل مین گھر نہو
وہ ہی یعنی وہ وعدہ نباہ کا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
گلۂ ملامت اقربا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم مین تم مین بھی چاہ تھی کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی
وہ بگڑنا وصل کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا
جسے آپ کہتے تھے آشنا جسے آپ کہتے تھے باوفا
ایسی اداسے بوسہ دو لب کا کہ شادی مرگ ہون
دن رات فکر جور مین یون رنج اوٹھانا کب تلک
مومن تم اور عشق بتان اے پیر و مرشد خیر ہے
گو آپ نے جواب بُرا ہی دیا و لے
ہم سمجھتے ہین آزمانے کو
یہ جامہ پارہ پارہ تڑپنے سے ہو گیا
شب غم کا بیان کیا کیجئے
مانگا کرینگے اب سے دعا ہجر یار کی
مین کینے سے بھی خوش ہون کہ سب یہ تو کہینگے
اللہ ری گمرہی بت و بتخانہ چھوڑ کر
چاہا کرے دل لاکھ نہ بولونگا جو ہمدم
مومن نہ سہی بوسہ یا سجدہ کرینگے
سمجھے کے اور ہے کچھ مرحلا مین ای ناصح
باندھو اب چارہ گر و چلئے کہ وہ بھی شاید
کر علاج جوش وحشت چارہ گر
گر دعا کرتا ہون مومن وصل کی
پونچھے آنسو دار قون کے کیا کرون اب ہی کی
خاک مین ملجائے یارب بیکسی کی آبرو
اب تو مرنا بھی مشکل ہے ترے بیمار کو
تاب نظارہ نہین آئینہ کیا دیکھنے دون

کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ نہین نہین کی ہر آن ادا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
مین وہی ہون مومن مبتلا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
جور و ستم کا میری جان لطف و کرم سے کام لو
مین بھی ذرا آرام لون تم بھی ذرا آرام لو
یہ ذکر اور منہ آپ کا صاحب خدا کا نام لو
مجھسے بیان نہ کیجیے عدو کے پیام کو
عذر کچھ چاہیے ستانے کو
صبح شب فراق ہے تو بد گمان نہ ہو
ہے بڑی بات اور چھوٹا منہ
آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ
اوس فتنہ گر کو لاگ ہے اس مبتلا کے ساتھ
مومن چلا ہے کعبے کو اک پارسا کے ساتھ
وہ میرے منانے کو رقیبون سے خفا ہے
وہ بت جو ہے اور و نکا تو اپنا بھی خدا ہے
کہا جو تو نے نہین جان جا کے آنے کی
وصل دشمن کے لیے سوے مزار آجائے
لادے اک جنگل مجھے بازار سے
ہاتھ باندھے ہے وہ بت زنار سے
داغ میرے خون کا دامن سے چھوٹا جاے ہے
غیر میری نعش کے ہمراہ روتا جاے ہے
ضعف کے باعث کہان دنیا سے اوٹھا جاے ہے
اور بنجاینگے تصویر جو حیران ہونگے

ایک ہم ہین کہ ہوئے ایسے پشیمان کہ بس
ایک وہ ہین کہ جنھین چاہ کے ارمان ہونگے

عمر ساری تو کٹی عشق بتان مین مومن
آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہونگے

گو کہ ہم صفحۂ ہستی پہ تھے اک حرف غلط
لیکے اوٹھے بہی تو اک نقش مٹاکے اوٹھے

کہتا ہے مرے آگے وہ مجھہ پہ عدو غش ہے
ہے ہے مری الفت سے ہی بیخبری اتنی

پامال اک نظر مین قرار و ثبات ہے
اوسکا نہ دیکھنا نگہ التفات ہے

عیش مین بہی تو نہ جاگے کبھی تم کیا جانو
کہ شب غم کوئی کس طور سحر کرتا ہے

ذکر کر بیٹھے برای ہی ہے شاید مرا
اب وہ اغیار کی صحبت سے خدر کرتا ہے

نکرلے تھے نصیحت اوسکے بیٹھے پر قیامت کی
عجب فتنہ ہے ناصح بہی کہ یہ فتنے اوٹھاتا ہے

خیال خواب راحت ہی علاج اس بدگمانی کا
وہ کافر گور مین مومن مرا شانہ ہلاتا ہے

مومن ایمان قبول دل سے مجھے
وہ بت آزردہ گر نہ ہو جائے

کرتا ہے قتل عام وہ اغیار کے لیئے
دس بیس روز مرتے ہین دو چار کیلیے

عدو کے وہم سے نکلتا ہون بزم غیر مین ہوں
نہین ہے اور کچھ یون آپ جو چاہین گمان کیجے

تسلی دم واپسین ہو چکی
ہمین ہو چکی جب نہین ہو چکی

جان بلب ہون خبر وصل سنادے قاصد
لب ہلانے مین ترے کام مرا ہوتا ہے

مرگئے پر بھی ہے بے خبر صیاد
اب توقع نہین رہائی کی

کوچۂ غیر مین ہلا دہ ہین
ہرزہ بازی نے رہنمائی کی

مومن آؤ تمہین بہی دکھلادون
سیر بتخانہ مین خدائی کی

وہ کہان ساتھ سلاتے ہین مجھے
خواب کیا کیا نظر آتے ہین مجھے

شعلہ رو کہتے ہین اغیار کو وہ
اپنے نزدیک جلاتے ہین مجھے

وہ جو کہتے ہین تجھے آگ لگے
مژدۂ وصل سناتے ہین مجھے

جذب دل زور آزمانا چھوڑ دے
پاے نازک کا ستانا چھوڑ دے

ناتوانی سے نزاکت ہے زیاد
مجھسے تو دامن چھوڑانا چھوڑ دے

شب ہجر مین کیا ہجوم بلا ہے
زبان تھک گئی مرحبا کہتے کہتے

یون بناکر حال دل کہنا نہ تہا ۔ بات بگڑی میری ہے تقریر سے
اونکو جلدی جانیکی مجہکو عذاب جانکنی ۔ دونون کا دم ناک مین ہے موت کی تاثیر سے
ہاے پہر مرنے لگا مین لطف کی تقریر سے ۔ اسکا دم بہی کم نہ تہا ہرگز دم شمشیر سے
مین بہی کچہ خوش نہین وفا کرکے ۔ تم نے اچہا کیا نباہ نہ کی
گریۂ و آہ بے اثر دونون ۔ کسنے کشتی مری تباہ نہ کی
پردہ پوشی ضرور تہی اے چرخ ۔ کیون شب بوالہوس سیاہ نہ کی
دل کہول کے مل لیجیے مومن ضمون سے ۔ اس سال مین گر سوی حرم عزم سفر ہے
بقدر جوشش تڑپنے کو تہا ولیس قتل ۔ وہ بیقرار ہوئے آگیا قرار مجہے
اگر غفلت سے باز آیا جفا کی ۔ تلافی کی بہی ظالم نے تو کیا کی
شب وصل عدو کیا کیا جلا ہون ۔ حقیقت کہل گئی روز جزا کی
مجہے اے دل تری جلدی نے مارا ۔ نہین تقصیر اوس دیر آشنا کی
کہا اوس بت سے مرتا ہون تو مومن ۔ کہا مین کیا کرون مرضی خدا کی
سنین نہ آپ تو ہم بوالہوس سے حال کہین ۔ کہ سخت چاہیے دل اپنے راز دان کے لیے
نہ ربط اوس سے نہ یاری آسمان سے ۔ جفا پہر عدو لاؤن کہان سے
وہ آئے ہین پشیمان لاش پر اب ۔ تجہے اے زندگی لاؤن کہان سے
خدا کی بے نیازی ہاے مومن ۔ ہم ایمان لائے تہے ناز بتان سے

مونس تخلص میر سعادت علی بنارسی

زمان جوشش گریہ ہچکیان لینے لگا مونس ۔ خلل انداز ہے اب نالۂ شبگیر مین آنسو

مونس تخلص میر نواب مرثیہ گو برادر خورد میر انیس مرثیہ گو خلف و شاگرد میر مستحسن خلیق تخلص باشندۂ لکہنؤ بیشتر مرثیہ کہتے ہین انسے عظیم آباد مین ملاقات ہوئی تہی

تار دامن کے ٹوٹنے کی جو سیر اوسکو بہاگئی ۔ افشان لگا لگا کے چہڑائی تمام رات
رخ کے جبین کے ہونٹہونکے بوسے دئیے ہمین ۔ اوسنے زکوٰۃ حسن لٹائی تمام رات

مونس پھر آج ہجر کا دن کاٹنا پڑا
موت ایسی ہوگئی کہ نہ آئی تمام رات

حلقے یہ حلقے پیچ یہ ہیں پیچ یا نصیب
کاہیکو اب چھٹینگے اسیران دام زلف

میں جان بلب ہوں جلد کوئی ڈھونڈ لاؤ دل
یہ کون لے گیا مرے پہلو سے ہائے دل

شکوۂ جور وجفائے آسمان کرتا نہیں
میں زمین پر نقش حیرت ہوں فغان کرتا نہیں

کیوں نالے کر رہا ہے جرس ٹھہرو ہمرہان
کوئی تھکا ہوا تو پس کاروان نہیں

مہاراج تخلص راجہ سلاس رائے نواب رحمت خان کے دیوان تھے

مکھڑے کو جو دیکھا ہے کبھی رات کو تیرے
رہتا ہے کھلا دیدۂ مہتاب فلک پر

مہجور تخلص مہجور خان خلف حکیم عسکری

اوس لب لعل سے اب لاگ لگی ہے دل کو
چشمۂ خضر سے اب آگ لگی ہے دل کو

مہجور تخلص محمد صدر الدین شاگرد نظام الدین ممنون وطن انکا کشمیر مولد دہلی

تو اگر اے شانہ پہنچے تو ذرا کیجو سراغ
دلربا کے کاکل پیچ پیچ میں دل رہگیا

مہجور تخلص پنڈت شیو پرشاد میر منشی رزیڈنسی راجپوتانہ

ٹھوکر لگی جو پائے نگارین یار کی
مثل عقیق ہوگئی لوح مزار سرخ

کب چین خاک میں ہے دل بیقرار سے
ہے برق جلوہ گرمی مشت غبار سے

مہجور تخلص حکیم شیخ محمد بخش شاگرد جرأت ولد حکیم خیر اللہ وطن انکا فتحپور ہنسوا مولد ومسکن لکھنؤ ایک دیوان اور ایک مثنوی موسی باغ کی تعریف میں اور نورتن اور چار جین علم حکمت میں انسے یادگار ہیں سنہ ۱۲۴۰ بارہ سو چالیس ہجری میں بیت اللہ کو گئے وہان سے مدینہ میں جاکر قضا کی نسخۂ نورتن نظر سے گزرا

میں سرِ غم اسلیئے بلبل صفت دن رات نالان ہوں
کہ باغ دہر میں گل کی روش کچھ دن کا مہمان ہوں

مہجور سنی تو نے بھی ہے کچھ خبر دل
یہ بیخبری کیسی ہے چل ہے سفر دل

مہجور تخلص مرزا ہدایت علی مرحوم ابن مرزا احسن الدین ابن عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

یقین میرے مرنے کا آیا نہ اون کو
کہا ہو گیا ہے کچھ آزار دیکھو

مہجور تخلص اقبال الدولہ نواب عنایت حسین خان خلف نواب نصیر الدین نصیر ابن نواب امین الدولہ علی ابراہیم خان بنارسی صاحب دیوان گزرے

پھڑکا کے دل صدا مین زفیلون کے رہ گئے — وہ بام پر کھڑے جو کبوتر اوڑاتے ہین
کل جو پہلو مین دیا تو نہ دکھائی مجھکو — آج تک کل سے کسی کل نہ کل آئی مجھکو
بسکہ سو رہنے کی تھی اوس سے لپٹ کر عادت — صبح تک ہجر کی شب نیند نہ آئی مجھکو

مہدوی تخلص نواب مہدی علی خان رئیس عظیم آباد خلف نواب جعفر حسن خان فیض شاگرد غلام علی راسخ انسے پٹنہ مین ملاقات ہوئی تھی

ہے محیط اس مرتبہ تک فیض اوسکے نور کا — ہر شرر ہے سنگ مین ہمسر چراغ طور کا
جب شگفتہ لالۂ خونین کفن ہوجاے گا — بے ستون پر تازہ خون کوہکن ہوجائیگا
نتیجہ بیتابی عاشق نہ سمجھا تھا یہ بھید — پردہ در غفلت کا چاک پیرہن ہوجائیگا

مہدی تخلص نواب مہدی علی خان مرشد آبادی کلکتہ مین بہی آئی تھے

وہ سرو حسن باغ مین جلوہ کنان ہی اب — استادہ جسکے شوق مین سرو روان ہی اب
جون گل خزان سے غنچۂ دل خشک ہوگیا — کسکو ہواے سیر گل و گلستان ہے اب

مہدی تخلص مرزا مہدی باشندۂ الہ آباد

تیرے مژگان کے مقابل ہین کوئی تیر نہین — تیغ ترا ابروے خمدار سے شمشیر نہین

مہدی تخلص نواب جلال الدولہ مہدی علی خان خلف نواب سعادت علی خان مسند آراے لکہنؤ صاحب دیوان گزرے

اب ستم ہونے لگے ایجاد تیرے ہاتھ سے — کرتے ہین خورد و کلان فریاد تیرے ہاتھ سے
کچھ بھی ترس آیا تجھے اے عشق ہی یہ کیا غضب — گھر بسے لاکھون ہوئے برباد تیری ہاتھ سے

مہر تخلص رجب علی بیگ

مین جان بلب ہوان رنج دہ اے نکتہ چین مجھے — آیا ہے یاد خال لب نازنین مجھے

مہر تخلص محمد عمر باشندۂ میرٹھ

جو ہم مزے اوٹھاتے ہین دشمن کو کب نصیب — اوپر ترا عتاب تو اے جان جان نہین

مہر تخلص میر مہر علی خلف میر شہاب الدین باشندہ دہلی

خاک ہونے پہ بھی محرومی قسمت نہ گئی	نہ تو سر پہ ہے ہوا اور نہ غبار دامن

مہر تخلص منشی مہر چند فرخ آبادی بیشتر لکھنؤ اور اکبر آباد مین رہتے تھے

اسے کمان ابرو جہان جاتا ہون ان تیر نگہ	پہونچتا ہے اکدم مین پاس میرے پر لگا
سر پہ گین چشم کو بیمار کی سے جلد خبر	بولتا ہے نہین کہتے ہین بڑی دیر ہوئی
یہ تو اپنی خواب مین بھی بر نہ آئی آرزو	ہم خیال وصل جانان بیشتر باندھا کیے

مہر تخلص عبد اللہ خان ولد مصطفے خان صاحب مطبع مصطفائی باشندہ لکھنؤ شاگرد تسلیم دہلوی کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کے احباب مین ہین شعر انکا اچھی ہوتی ہین صاحب دیوان ہین انکا ہدیہ جناب نظر سے گزرا

برائی ہمین سے برائی ہمین سے	بھلا بے مروت بھلا بے مروت
معنی یہی ہین حسن و لطافت کے اے پری	پوشاک مین بدن نظر آسے بدن مین روح
مرنے نہ دیگی یاد تری بال بال کی	جکڑی ہوئی ہے زلف شکن در شکن مین روح
محروم ہم رہین ترے محرم سے اے پری	یون مدعی لگا لا کرین مدعا ہو دل
اونکی نظرون سے گر گیا ہون مین	کیسی افتاد مین پڑا ہون مین
نہ گیا اے فلک غبار ترا	خاک مین گو کہ ملگیا ہون مین
جو سوز دل سے دوزخ ہون تو داغ دل سے جنت ہون	قیامت سر بھٹول ہو گی مالک اور رضوان مین
ترحم مین ستم مین التجا میری رہی تم سے	چھوا ہو گر کوئی دامن تو ٹونڈ والون گریبان مین
مارنا کیسا کہ دھمکاتے نہین تلوار سے	تیز فقرے قاتلون پر کب مین ڈہال آتا نہین
بھاگے تو مست بنت عنب کو لگا کے ہاتھ	ساقی نے کاٹنے کو ہمارے ہی تاک ہاتھ
سینہ و پشت صنم کے نور سے زائل ہوئے	قدر روئے آئینہ تو قیر پشت آئینہ
آپ آئے نہ اجل آتی ہے	آرزو دل مین رہی جاتی ہے
قتل کرنے کو وہ آئین کیونکر	مہندی پاؤن کی گھسی جاتی ہے
ستم جا ہو کر وہمیر نوازو یا ترحم سے	قصور اب تو ہوا ہم سے محبت ہو گئی تم سے
شراب کہنہ لا ساقی یہی کہہ کہکے جیتے ہین	نہین کم قلقل مینا ہمین عیسے کے قم قم سے

مہر تخلص نواب امین الدولہ سید آغا علی خان شاگرد ناسخ و رشک خلف معتمد الدولہ مولد انکا لکھنؤ مسکن کانپور مدفن نجف اشرف انھون نے کربلا کی بھی زیارت کی تھی دیوان انکا نظر سے گزرا

بڑے قصون سے یہ ہاتھ آیا ہے
رکھتا ہے ایک کہانی چھلا

فانوس میں اوس شمع صباحت کے سب فلک
جو کوکب سیارہ ہے پروانہ ہے اوسکا

ہجر مین ہون جفا طلب رنج طلب بلا طلب
نوحہ طلب فغان طلب داغ طلب بکا طلب

جتنے ہین تحت و فوق مین پھرتے ہین تیرے ذوق مین
رہتے ہین تیرے شوق مین درد طلب دوا طلب

اوسکو لذت عشق کی اصلا نہین
جو ترے خنجر تلے تڑپا نہین

دیکھ لطفِ عتاب یار اے دل
دل مین غصہ ہے پیار آنکھون مین

ہم وہ باہم ہین محو صحبت عشق
ایک جلوہ ہے چار آنکھون مین

تلخ باتین ہین میٹھی نظرین ہین
زہر منہ مین نبات آنکھون مین

حسن وہ شے ہے کہ بے جان مین بھی تاثیر ہے
دیکھتا رہتا ہے تجھکو انجمن مین آینہ

بت کہا تجھکو یا خدا سمجھے
سمجھے جو کچھ تجھے بجا سمجھے

ہے نام خدا سحر مجسم صنم اپنا
افسون کی جو باتین ہین تو جادو کی اشارے

رکھتے ہین خار دشت نوک زبان
شرح میری برہنہ پائی کی

مہر تخلص نواب منصور خان خلف نواب محبت خان محبت تخلص باشندۂ لکھنؤ شاگرد جرأت صاحب دیوان گزرے

نہ خمار مئے اندوہ سے چھوٹے وہ آنکھ
نشۂ عشق نہو وے جسے بیہودہ آنکھ

مشکل ہے بہت آگ بجھانی مرے دل کی
خورشید قیامت ہے فشانی مرے دل کی

افسانۂ الفت کے سوا شغل نہین اور
دشمن ہے یہ شب ہاے جوانی مرے دل کی

مہر تخلص مرزا حاتم علی لکھنوی وکیل عدالت دیوانی اکبر آباد شاگرد ناسخ خلف مرزا فیض علی بن مرزا مراد علی خان صاحب دیوان و رسالہ سنجۂ مہر ہین *

سے چلے بھی آؤ قیامت بھی ہو چکی صاحب
بڑا عذاب ہے رہتی ہے انتظار مین روح

نذر دل مانگتی ہین آپ کی سرشار آنکھین
مین مستی مین رہا کرتی ہین ہشیار آنکھین

کرتا غضب ابتک تو ہمارا دل بیتاب … زردی کے ہوئے ڈانٹی ہوئی دھمکائی ہوئی ہین

کیا بات تری ای لب جان بخش ہے کیا بات … عیسے بھی ترے وقت مین دم کھائی ہوئی ہین

مہلت تخلص مرزا علی لکھنوی شاگرد جرات مرزا علی نقی محشر کے ہاتھ سے مارے گئے

مرنے کے بعد بھی نہ گئی دل کی یہ طپش … آرام زیر خاک بھی اب خاک کیجئے

میر تخلص میر محمد تقی اکبرآبادی ولد میر عبد اللہ ہمشیرہ زادہ و شاگرد سراج الدین علیخان آرزو عنفوان شباب مین دہلی مین گئے تھے وہان سے لکھنؤ مین جاکر سکونت اختیار کی نواب آصف الدولہ بہادر کی سرکار سے انکا وظیفہ مقرر ہو اتہا ۱۲۲۵ بارہ سو پچیس ہجری مین فوت کی سوائے قصیدہ کے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اشعار انکے بغایت مرتبہ رتبہ بلند رکھتے ہین فرط اشتہار سے حاجت بیان نہین مثنوی و غزل گوئی مین اوستاد مسلم الثبوت گزرے انکی استادی سے کسی کو انکار نہین جو درد کہ انکے کلام مین ہے کسی شاعر ریختہ گو کے کلام مین نہین انکے چھہ دیوان ریختہ مع قصاید و مثنوی نظر سے گزرے ایک دیوان فارسی اور ایک تذکرہ شعرا اور ایک رسالہ میر فیض بھی انسے یادگار ہین

ہنگامہ گرم کن جو دل ناصبور تھا … پیدا ہر ایک نالہ سے شور نشور تہا

نکلا تھا آج صبح بہت گرم ہو وے … خورشید اوسکو دیکھتے ہی سرد ہو گیا

کشتی ہر ایک فقیر کی بھر دی شراب سے … اس دور مین کلال عجب مرد ہو گیا

دل سے شوق رخ نکو نہ گیا … جھانکنا تاکنا کبھو نہ گیا

سب گئے ہوش و صبر و تاب و توان … لیکن اے داغ دل سے تو نہ گیا

سجہ گردان ہے میر ہم تو رہے … دست کوتاہ تا سبو نہ گیا

ہمنے جانا تھا لکھے گا تو کوئی حرف اے میر … پر تیرا نامہ تو اک شوق کا دفتر نکلا

حساب کا ہے کا روز شمار مین مجھ سے … شمار ہی نہین ہے کچہ مرے گناہونکا

جیتے تو مراد سے نے مجھے داغ ہی رکھا … پھر گور پر چراغ جلایا تو کیا ہوا

اتنی گزرے جو مرے ہجر مین سو اوسکی سبب … صبر مرحوم عجب مونس تنہائی تھا

اے دوست کوئی مجھسا رسوا نہ ہوا ہوگا — دشمن کے بھی دشمن پر ایسا نہ ہوا ہوگا

خدا کو کام تو سونپے ہین مین نے سب لیکن — رہے ہے خوف مجھے وہانکی بے نیازی کا

ہم خستہ دل ہین تجھسے بھی نازک مزاج تر — تیوری جو چڑھائی تو نے کہ یہان جی نکل گیا

دور بہت بھاگو ہو ہمسے سیکھے طریق غزالونکا — وحشت کرنا شیوہ ہو کچھ اچھی آنکھون والونکا

سخت کافر تھا جن نے پہلے میر — مذہب عشق اختیار کیا

دل و دماغ ہے اب کسکو زندگانی کا — جو کوئی دم ہے سو افسوس ہی جوانی کا

میر بھی دیر کے لوگون ہی کی سی کہنے لگا — کچھ خدا لگتی کبھی کہتا جو مسلمان ہوتا

میر گئے ہوش کے ہین ہم عاشق — فصل گل جب تلک تھی مست رہا

بس اب نہ منہ کھلاؤ ہمارا اڑ کہی رہو — محشر کو ہم سوال کرین تو جواب کیا

ہر چند میر بستی کے لوگونسے ہے نفور — پر ہائے آدمی ہے وہ خانہ خراب کیا

میر تھا ایک مونس ہجران — سو وہ مدت سے اب نہین آتا

میر کے نبض پر رکھہ ہاتھہ لگا کہنے طبیب — آج کی رات یہ ہمارا نہین جینے کا

اب تو جاتے ہین بتکدہ سے میر — پھر ملینگے اگر خدا لایا

دلی مین آج بھیک بھی ملتی نہین اونھین — تھا کل تلک دماغ جنھین تاج و تخت کا

شاید نشہ مین اوسکی یہ سفاکیان ہوئین — زخمی جو اوسکے ہاتھہ کا نکلا سو رنجور تھا

ایسے بت بے مہر سے ملتا ہے کوئی بھی — دل میر کو ہماری تھا جو پتھر سے لگایا

تیرا رخ مخطط قرآن ہے ہمارا — بوسہ بھی لین تو کیا ہو ایمان ہے ہمارا

کھلا نشہ مین جو پگڑی کا پیچ اوسکے میر — سمند ناز کو اک اور تازیانہ ہوا

دل بیرحم گیا شیخ لیئے زیر زمین — مر گیا پر یہ کہن گبر مسلمان نہ ہوا

ہونا نہ چار چشم دل اوس ظلم پیشہ سے — ہشیار زینہار خبردار دیکھنا

دل عشق کا ہمیشہ حریف نبرد تھا — اب جس جگہ کہ داغ ہے یہان آگے درد تھا

گزرے مدام اوسکی جوانان مست مین — پیر مغان بھی طرفہ کوئی پیر مرد تھا

عاشق ہین ہم تو میر کے بھی ضبط عشق کے — دل جلگیا تھا اور نفس لب پہ سرد تھا

ہمارے آگے جو تیرا کسی نے نام لیا
لیتے ہی نام اوسکا سونے سے چونک اوٹھے
بخت سیہ نے دیر مین کل یاوری سی کی
نے جاہ وہ اوسے ہے نہ مجھکو ہے وہ دماغ
کاش اوسکے روبرو نہ کرین مجھکو حشر مین
کہتے ہین آگے تھا بتوں مین رحم
میر سے پوچھا جو مین عاشق ہو تم
کیا پوچھتے ہو آہ مرے جنگجو کی بات
آئے ہین میر مُنہ کو بنائے جفا سے آج
جی لیا بوسۂ رخسار مخطط دے کر
نظر میر نے کیسی حسرت سے کی
کس پر تھے بید ماغ کہ ابر وبہت ہے خم
دامن پہ آج میر کے داغ شراب تھی
اس طور سے تمھارے تو مرتے نہین ہین ہم
مرنے پہ جان دیتے ہین وارفتگانِ عشق
مرتے ہین سب پہ میر نہ اس بیکسی کے ساتھ
کرتا ہے کون منع کہ سج اپنی تو نہ دیکھ
ہر گام سدِ رہ تھی تنہا نہ کی محبت
مین منع میر تجھکو کرتا نہ تھا ہمیشہ
کر رحم ٹک کب تک ستم مجھ پر جفاکار اس قدر
اپنی مزاج مین بھی ہے میر خند نہایت
رنگ شکستہ اپنا بے لطف بھی نہین ہے
شکوۂ آبلہ ابھی سے میر

دل ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا
ہے خیر میر صاحب کچھ تم نے خواب دیکھا
تھی دشمنوں سے اوسکو لڑائی تمام شب
جانا مرا اودھر کو بشرط طلب ہے اب
کتنے مرے سوال ہین جنکا نہین جواب
ہے خدا جانیے یہ کب کی بات
ہو کے کچھ چپکے سے شرمائے بہت
گو یا دفا ہے عہد مین اوسکے کبھو کی بات
شاید بگڑ گئی ہے کچھ اوس بیوفا سے آج
عاقبت اونے ہمین زہر دیا پان کے بیچ
بہت روئے ہم اوسکی رخصت کے بعد
کچھ زور سا پڑا ہے کہین اس کمان پہ
تھا اعتماد ہم کو بہت اس جوان پہ
اب واسطے ہمارے لگا لو جفا کچھ اور
ہے میر راہ ورسم دیار وفا کچھ اور
ماتم مین تیرے کوئی گر و یا پکار کر
لیکن کبھی تو میر کے بھی حال پر نظر
کعبہ تلک تو پہونچا لیکن خدا خدا کر
کھوئی نہ جان تونے دل کو لگا لگا کر
اک سینہ خنجر سیکڑون اک جان و آزار اس قدر
پھر مری گور اوٹھینگے بیٹھینگے ہم جو اٹھ کر
یہان کی تھی صبح دیکھو اک آدھ رات رہ کر
ہے پیار رہے ہنوز دلی دور

اسوقت ہے دعا و اجابت کا وصل میر
ضعف ہیا تنگ کھنچا کہ صورت تگر
وہ لوگ تم نے ایک ہی شوخی مین کھو دیے
آزار دیکھے کیا کیا اون پلکون سی اٹک کر
منتظر قتل کے وعدے کا ہون اپنی یعنی
کیا کہیے کیا رکھے ہین ہم تجھسے یار خواہش
لعل خموش اپنے دیکھو ہو آرسی مین
پان لیتا تو جا فقیر دن کے
سب سے آئینہ منظر رکھتے ہین خوبان اختلاط
غلط غلط کر رہون تم سے مین ذرا غافل
کسیکے کہنے سے مت بدگمان میر سے ہو
عشق ہے عشق ہے جہان دیکھو
ہم گڑے اوسکے در ہی پر مر کر
اللہ رے عندلیب کی آواز دلخراش
جانین ہین فرش رہ تری ست ہالال چلی
رہتا نہین ہے کوئی گھڑی اب تو یار دل
میر لین شاید اوسکی زلف سے کام
ہے تہِ دل بتون کا کیا معلوم
طرز کینہ کی کوئی چھپتی ہے
جب میسر ہو بوسہ اوس لب کا
ترش رو بہت ہے وہ زر گر پسر
نہ مل میر اب کی امیرون سے تو
مستی مین ہمکو ہوش نہین نشاتین کا

اک نعرہ تو بھی پیشکش صبحگاہ کر
رہگئے ہاتھ مین قلم سے کر
پیدا کیئے تھے چرخ نے جو خاک چھانکر
جی لیگئے یہ کانٹے دلمین کھٹک کھٹک کر
جیتا مرنے کو رہا ہے یہ گنہگار ہنوز
اک جان و صد تمنا اک دل ہزار خواہش
پھر پوچھتے ہو ہنسکر مجھ بینوا کی خواہش
برگ سبز ست تحفۂ درویش
ہوتے ہین یہ لوگ بھی کتنے پریشان اختلاط
تم اور لوگ کبھی میری خبر دروغ دروغ
واہ اور اوسکو کسو پر نظر دروغ دروغ
سارے عالم مین بھر رہا ہے عشق
اور کوئی کرے وفا کیا خاک
جی ہی نکل گیا جو کہا اون نے ہای گل
اے رشک حور آدمیونکی سی چال چل
آزردہ دل ستم زدہ دل بیقرار دل
برسون سے تو لٹک رہے ہین ہم
نکلے پردے سے کیا خدا معلوم
مدعی کا ہے مدعا معلوم
چپکے ہی ہو رہو نہ بولو تم
پڑے ہین کھٹائی مین مدت سی ہم
ہوئے ہین فقیر انکی دولت سے ہم
گلشن مین اینڈتے ہین پڑے زیر تاک ہم

اے بتو اسقدر جفا ہم پر
کوئی خدا ہی نہین ہمارا میر
کرتے ہین گفتگو سحر اوٹھکر صبا سے ہم
کہتی ہے ہر کوئی اللہ میرا
مستی سے درہمی ہے مری گفتگو کے بیچ
کرتا نہین قصور ہمارے ہلاک مین
میر سچ کہتا تھا جنت ہو نصیب اوسکی تئین
میری نسے جھکتے جھکتے پہونچا ہون خاک تک میز
باغ گو سبز ہوا اب سرگلزار کہان
نہین دیر اگر میر کعبہ تو ہے
ہر آن کیا عوض ہے دعا کا بدی ولے
میر صاحب کو دیکھیے جو بنے
اوسکے کوچہ مین نہ کر شور قیامت کا ذکر
تو پری شیشے سے نازک ہے نہ کر دعوی مہر
آتے ہین مجھے خوب یہ دو نو ہنر عشق
نامہ کو چاک کرکے کرے نامہ بر کو قتل
رہائی ہی جی نجات کے غم مین
آ سگے تو لعل نو خط خوبان کے دم نہ مار
خال وخط ایسے فتنہ لگا ہین یہ آفتین
جب لے نقاب منہ پر تب دید کر کر کیا کیا
بوے گل اور رنگ گل اللہ ہو اللہ ای نسیم
شکوہ کرون ہون بخت کا اتنی غضب نہ بتان
نالہ کیا نہ کر سنا نوحہ یہ میرے عندلیب

عاقبت بندۂ خدا ہین ہم
گویا جنس ناروا ہین ہم
لڑنے لگے ہین ہجر مین تیرے ہوا سے ہم
عجب نسبت ہے بندے مین خدا مین
جو چاہو تم بھی مجھکو کہو مین نشہ مین ہون
یارب یہ آسمان بھی ملجاے خاک مین
حور کا چہرہ کہان اوسکا رخ نیکو کہان
وہ سرکشی کہان ہے اب تو بہت دبا ہون
دل کہان وقت کہان عمر کہان یار کہان
ہماری کوئی کیا خدا ہی نہین
تم کیا کرو بھلے کا زمانا رہا نہین
اب بہت گھر سے کم نکلتے ہین
شیخ یہان ایسے ہنگامے ہوا کرتے ہین
دل ہین پتھر کے انھون کے جو فا کرتے ہین
رونے کے تئین آندہی ہون کڑہنے کو بلا ہون
کیا یہ لکھا تھا میر مری سرنوشت مین
ایسی جنت گئی جہنم مین
گوا سے سیج اگلی وہ باتین نہین رہین
کچھ اک بلا وہ زلف پریشان ہی نہین
درپردہ شوخیان ہین اور بے حجابیان ہین
لیک بقدر اک نگاہ دیکھیے تو وفا نہین
تجھلو خدا انکو آہستہ تم سے تو کچھ گلا نہین
باتین بات عیب ہر مین نے تجھے کہا نہین

محمل نشین ہین کتنے خدام یار مین یہان
تیغ و تبر رکھا نہ کرو پاس میر کے
تفاوت کچہ نہین شیرین و شکر اور یوسف مین
عام ہے یار کی تجلی میر
تری انکھون کو اون دیکھنے مین تو عجب مست کر
عاشق ہے یا مریض ہے پوچھو تو میر سے
خوش نہ آئی یہ تیری چال ہمین
دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین
نہ نگہ نے پیام نے وعدہ
ایک سب آگ ایک سب پانی
ہوگا کسو دیوار کے سایہ مین پڑا میر
مت تربت میر کو مٹاؤ
اب سے کہو گے کچہ تو ہم چپکے ہو رہینگے
یون رفتہ اور بیخود کب تک رہا کرو گے
کب شرح شوق ہو سکے پر تو بہی میر جی
ہر چند ساتھ جان کے ہے عشق میر لیک
ظالم ہو میری جان یہ نا آشنا نہ ہو
کہینچا ہے آدمی نے بہت دور آپ کو
ملتفت ہوتا نہین ہے گاہ تو
خطرے بہت ہین میر رہ صعب عشق مین
زمانہ یار نہین اپنے بخت سے اتنا
چمکتے دانتون سے اوسکے ہوئی ہے روشنی میر
یہان جرم گنتے اونگلیون کے خط بہی مٹ گئے

لیلی کا ایک ناقہ سو کس قطار مین یہان
ایسا نہ ہو کہ آپ کو ضائع وہ کر رہین
سبھی معشوق اگر پوچھے کوئی مصری کی ہین ڈلیان
خاص موسی وہ کوہ طور نہین
کہ سنت ہے عیادت اور انہین بیمار کہتی ہین
پاتا ہون زر زر روز برذر اس جوان کو مین
یون نکرتا تھا پایمال ہمین
وقت ملنے کا مگر داخل ایام نہین
نام کو ہم بہی یار رکھتے ہین
دیدہ و دل عذاب ہین دونون
کیا کام محبت سے اوس آرام طلب کو
رہنے دو غریب کا نشان تو
ہر بات پر رکہان تک آپس مین گفتگو ہو
تم اب بہی میر صاحب اپنے تئین سنبھالو
خط تم نے جو لکھا اوسے کیا کیا لکھا کہو
اس درد لا علاج کی کچہ تو دوا کرو
بیرحمی اتنا عیب نہین سب بے وفا نہ ہو
اس پردہ مین خیال تو ٹک کر خدا نہو
کسقدر مغرور ہے اللہ تو
ایسا نہ ہو کہین کہ دل و دین کو کھو رہو
کہ مدعی سے اوسے ایک دن لڑائی ہو
عجب نہین ہے کہ بجلی کی جگہ ہنسائی ہو
وہان کسطرح سے دیکھین ہمارا حساب ہو

قد کھینچے ہے جسوقت تو ہے طرفہ بلا تو
نامرادانہ زیست کرتا تھا
ہنوز طفل ہے وہ ظلم پیشہ کیا جانے
گفت و شنید اکثر میرے تری رہی ہے
ہاے اوس زخمی شمشیر محبت کا جگر
صبح سے اور بھی پایا مین اوسی شام کو تنہ
یہ طشت و تیغ ہے اب یہ مین ہون اور یہ تو
میر کو کیون نہ مغتنم جانے
کس گنہ کا ہے پس مرگ یہ عذر جانسوز
ہو جاے پاس جسمین سو عاشقی ہے ورنہ
دیدنی ہے وجد کرنا میر کا بازار مین
لطف پر اوسکے ہمنشین مت جا
پیدا کہان ہین ایسے پراگندہ طبع لوگ
اودہر توبہ کرے ہی میر ادہر لگتا ہے مے پینے
جاتا نہین اگر وہ مسجد سے میکدہ تو
جو خواہش نہ ہوتی تو کاہش نہ ہوتی
دل کو تسکین نہین اشک دمادم سے بھی
رحم بھی دیتا تھا تھوڑا اس خرابی کے ساتھ
آج پھرتا ہے بےحمیت میر دا ان
گئے جی سے چھوٹے بتون کے جفا سے
نہ شکوہ شکایت نہ حرف و حکایت
دل کسقدر شکستہ ہوا تھا کہ رات میر
مین جو بولا کہا کہ یہ آواز

کہتا ہے ترا سایہ پری سے کہ ہی کیا تو
میر کی وضع یاد ہے ہم کو
لگا وے تیغ سلیقہ سے جو لگائی ہو
ظالم معاف کریو میرا کہا سنا تو
درد کو اپنے جو ناچار چھپایا کہتا ہو
کام کرتی ہے جو کچھ میری دعا مت پوچھو
ہے ساتھ میرے ظالم دعوی تجھے اگر کچھ
اگلے لوگون مین اک رہا ہی یہ
پاے ہر شمع ہے مجلس مین پر پروانہ
ہر رنج کو شفا ہے ہر درد کی دوا ہے
یہ تماشا بھی کسو دن تو مقرر دیکھیے
کبھو ہم پر بھی مہربانی تھی
افسوس تمکو میر سے صحبت نہین رہی
کہان تک اب تو اپنا اوٹھ گیا ہی اعتقاد اوس سے
پھر میر جمعہ کی شب دود وہ پھر کہان ہے
ہمین جی سے مار اتری آرزو نے
اس زمانے مین گئی ہے برکت غم سے بھی
تجھسے کیا کل گفتگو یہ داور محشر سی ہے
کل لڑائی سے لڑائی ہو چکی
یہی بات ہم چاہتے تھے خدا سے
کہو میر جی آج کیون ہو خفا سے
آئی جو بات لب پہ سو فریاد ہو گئی
اوسی خانہ خراب کی سی ہے

میر ان نیم باز آنکھون مین
ساری مستی شراب کی سی ہے

اب جو اک حسرت جوانی ہے
عمر رفتہ کی یہ نشانی ہے

وہ کالا چور ہے خال رخ یار
کہ سو آنکھون مین دل ہو تو چرا لی

اوسکے ایفاے عہد تک نہ جئے
عمر نے ہم سے بیوفائی کی

زور وزر کچھ نہ تھا تو بارے میر
کس بھروسے پہ آشنائی کی

ہمین آمد میر کل بھا گئے
طرح اوڑائی مین مجنون کی سب آگئی

شرمندہ ہو دین طالع خورشید و ماہ دونون
خوبی نے تیرے منہ کی ظالم قرآن کیا ہے

سمجھے ہے نہ پروانہ نہ تھا بے زبان شمع
وہ سوختنی ہے تو یہ گردن زدنی ہے

غیر نے ہمکو ذبح کیا ہے طاقت ہی یار ہے
اس کتے لے کر کے دلیری صید حرم کو ہا

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
اوسکی زلفون کے سب اسیر ہوئے

تا چند ترے غم مین یون زار رہا کیجے
امید عیادت پر بیمار رہا کیجے

مارا ہے کسکو ظالم اوس بے سلیقگی سے
دامن تمام تیرا لوہو مین بھر رہا ہے

قرار دل کا یہ کاہیکو ڈھنگ تھا آگے
ہمارے چہرے کے اوپر بھی رنگ تھا آگے

باہم سلوک تھا تو اوٹھاتے تھے نرم گرم
کاہیکو میر کوئی دبے جب بگڑ گئے

لیتے کروٹ ہل گئے جو کان کے موتی ترے
شرم سے سر در گریبان صبح کی تارے ہوئے

تمناے دل کے لیے جان دے
سلیقہ ہمارا تو مشہور ہے

بہت سعی کریے تو مر رہیے میر
بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہے

نکلے ہی آنکھون سے تو گرد کدورت جاتا رہا
تا کجا تیری گلی مین خاک جیا ما کیجیے

یاقوت کوئی اونکو کہے ہے کوئی گلبرگ
ٹک ہونٹھ ہلا تو بھی کہ اک بات ٹھہر جائے

اب خدا مغفرت کرے اوسکو
صبر مرحوم تھا عجب کوئی

وہ اور ہوگی وقت سحر جو ہوئی قبول
شرمندہ اثر تو ہماری دعا نہ تھی

بیمار رہے ہین اوسکی آنکھین
دیکھو کسو کی نظر نہ ہووے

او داسیان نہین مری خانقہ مین قابل سیر
صنمکدہ مین تو ٹک آکے دل لگا ہی ہے

رکھو آرزوئے مے خام کی کرو گفتگو خط جام کی — کہ سیاہ کار ورسے حشر مین حساب ہے نہ کتاب ہے

لبریز ہے جسکے حسن سے مسجد ہے اور دیر — ایسا بتون کے بیچ مین اللہ کون ہے

جی مین ہماری بھی تھا پیوین شراب — پیر مغان تونے کرامات کی

ناصح کو خبر کیا ہے لذت سے غم دل کی — ہے حق بطرف اوسکے جکھے نہ مزا جانے

عزت کی کوئی صورت دکھلائی نہین دیتی — چپ رہیے تو حشمک ہو کچھ کہیے تو گالی ہے

از خویش رفتہ اوس بن رہتا ہی میر اکثر — کرتے ہو بات کس سے وہ آپ مین کہان ہے

حال بد گفتنی نہین میرا — تم نے پوچھا تو مہربانی کی

پھر نہ شیطان سجود آدم سے — شاید اوس پردے مین خدا ہووے

روز آنے پہ نہین نسبت عشقی موقوف — عمر بھر ایک ملاقات چلی جاتی ہے

میکدے سے تو ابھی آیا ہے مسجد مین میر — ہو نہ لغزش کہین صحبت ہے یہ بیگانون کے

دم آخر ہے کیا نہ آنا تھا — اور بھی وقت تھے بہانے کے

بلبلون نے تجویز کی مرگ عاشق — مناسب مرض کے دوا کیا نکالی

اب چھیڑ یہ رکھی ہے کہ عاشق ہو تو کہین — القصہ خوش گزرتی ہی اوس بدگمان سے

اخیر الفت یہی نہین ہے کہ جلکر آخر موے پتنگے — ہوا جو سیانکی یہ ہے تو یار و غبار ہو کر اوڑا کرینگے

عدم مین ہمکو یہ غم رہیگا کہ اور دن پر ابستم ہونگے — تمہین تو لت ہے ستانے ہی کی کسو پر آخر جفا کروگے

سرہانے میر کے آہستہ بولو — ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے

میرن تخلص میر عسکری عرف میرن مقیم دہلی شاگرد ثناء اللہ خان فراق

جالی کی انگیا تری دیکھ کے رہتا ہی یا — ہاتھ سے بطرح محرم اسرار نے

مینوس تخلص منشی شیو سہائے خلف منشی دیبی پرشاد عزیز باشندۂ شاہجہان پور مقیم

ہر گل گلشن کو بھجے عارض رنگین ترا — نرگس بیمار کیا آنکھون سے اندھی ہو گئی

حرف نون

ناجی تخلص محمد شاکر دہلوی معاصر نجم الدین آبرو سنہ ۱۱۶۸ گیارہ سو اٹسٹھہ ہجری مین

انتقال کیا صاحب دیوان گزری

ماہرو جب سفید پوش ہوا	ہر طرف چاندنی کا جوش ہوا
تیرے رخسار کے پرتو سے اے شوخ	پریخانہ ہوا گھر آرسی کا
غم نہین گر دلبری سے دل کو لیجاتا ہو وہ	پاس میرے تب تو آتا ہے جو دل پاتا ہے وہ
غرض غصہ مین کبھی اہل وفا کی نہ سنی	ہٹ پہ آجاے وہ کافر تو خدا کی نہ سنی
تصور مین تری رخ کے گئی ہی نیند آنکھوں سے	مقابل جسکے ہو خورشید اوسکو خواب کیا آوے

نادان تخلص مولوی محمد بخش ساکن بریلی شاگرد کرامت علی شہیدی عروض و قوافی مین دخل معقول رکھتے تھے

پھر رہائی زندان مین ہوا بعد رہائی	زنجیر مین انداز ہے زلفون کی رسن کا

نادر تخلص گنگا سنگھ لکھنوی شاگرد میر حسن

قاصد تو اس بہانے سے اوس پاس جائیو	یہ کسکا خط ہے مجھکو ذرا پڑھ سنائیو

نادر تخلص ایک شخص دہلوی معاصر محمد شاہ بادشاہ کا ہے

زلف کو کہنا پریشان عقل سے دوری ہے	ہر گرہ مین دل ہے اوسکی گانٹھ کی پوری ہے

نادر تخلص میر محمد عارف کشمیری مقیم دہلی

سو طرح کی بات اگر کہیے تو کہلتا ہی نہین	تجھ مین اور مجھ مین نجانون پڑ گئی یہ کیا گرہ

نادر تخلص ڈاکٹر سید آغا بنارسی شاگرد آتش مقیم کلکتہ کئی سال کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا ان مین بہت بڑا عیب تہا کہ دوسرون کے شعر کو اپنے نام سے پڑھتے تھے

نگاہ جب کہ ادھر کی تو دل کے پار ہوئے	خطا کبھی نہ ترے تیر کا نشانہ ہوا
سیکشتی کا جو ہوا اوس بت نوخط کو خیال	خضر دریا سے لیے ہاتھ مین ساغر نکلا
تقدیر سے اولجھا نہ مین تدبیر سے اولجھا	اولجھا تو تری زلف گرہگیر سے اولجھا
دل یار کے گیسوے گرہگیر سے اولجھا	دیوانہ جو اولجھا بھی تو زنجیر سے اولجھا

نادر تخلص نواب احمد حسین خان عرف نادر آغا

دوہری کلائی ہوگئی گجری کی جھونک سے	کنگن کا بوجھ اوٹھیگا مرے نازنین سے کب

نادر تخلص مولوی سید نجم الدین حسین خلف سید قمر الدین مرحوم باشندۂ میمننگ ایک مدت دراز تک ہندوستان مین رہے اندنون ٹالیگنج مین رہتے ہین شعر فارسی بہت خوب کہتے ہین رمل اور طب مین اچھا دخل رکھتے ہین راقم کے دیوان اول کی تقریظ انھین کی لکھی ہوئی ہے

ضبط کر رکھتا ہون آہون کو دل غمناک مین	ورنہ اس چرخ ستمگر کو ملا دون خاک مین
می کی بو سے خون پی لون اوسکی گردن توڑ کر	محتسب سنتا ہون مین پھرتا ہے میری تاک مین
چاک ہی ہوگا گریبان ہو چلی بے چین ہم	چین ٹکواتے ہو داماں قبا کے چاک مین
تمھارے نیفہ سے نکلا ہے سانپ کا جوڑا	لٹک کے جھوم رہا ہے ازاربند نہین
عدو ہے وصل کی شب دست عشقہ دار اپنا	کہ طاقت کشش بند سینہ بند نہین
ہنسی کسی لب شیرین کی جب سے دیکھی ہے	پسند غنچۂ گلشن کا زہرخند نہین
جو نیند آگئی تمکو تو ہان سمجھ لونگا	نہین نہین یہ تمھاری مجھے پسند نہین
اوڑاتے پھرتے ہین ٹھوکر سے ہم پہاڑونکو	تلاش تیشہ نہین خواہش کلند نہین
مرے کمال کی شہرت سے ہند مین نادر	کہان نہین ہے صفاہان کہان خجند نہین
آہ رکتی ہے ضعف سے دل کی	سانس چلتی ہے سینہ چھل چھل سے
چڑھ گیا ہے جنون جو زورون پر	پرزے اوڑتے ہین اب سلاسل کے

نادر تخلص مرزا کلب حسین خان بہادر ڈپوٹی کلکٹر اٹاوہ خلف کلب علی خان بنارسی شاگرد ناسخ و آتش تذکرۂ شوکت نادری و دیوان انکا نظر سے گزرا

عشق ذقن نے ہمکو جھکائے بہت کنوئے	جیتے رہے تو نام ہی لینگے نہ چاہ کا
چوٹی کی فتح پیچ سے دلکو ہوئی شکست	آخر اسیر طرۂ طرار ہو گیا
ڈرتا نہین ہون گیسوؤنکے عشق سے ذرا	دونگا حساب حشر مین بال بال کا
وہان نزاکت سے ہے ٹوپی تک گران بالائے سر	کوہ غم رکھتے ہین یہان ہم ناتوان بالائے سر
کیا زبردست آب و دانہ ہے گہر کا دیکھنا	نکلا دریا سے تو کیسا جلد پہونچا کان مین

سرخ ڈورے سے مین گندھا موتی نظر آنے لگا | اوسنے انگشت حنائی کو جو دانت مین
دل مین ہوس زلف چلیپا نہین رکھتے | ہم سر نہین رکھتے کوئی سودا نہین رکھتے
ہم خاک نشینون سے کدورت نہین لازم | کیون آئینہ دل کو مصفا نہین رکھتے
کہتا ہے کف دست مصفا کو دکھا کر | موسیٰ کی طرح ہم ید بیضا نہین رکھتے
نہین ہے خال لب تر کے پاس جلوہ نما | یہ شیر ہے کہ جو بیٹھا ہوا کچھار مین ہے

نادم تخلص رجب حسین خان ابن نواب مظفر حسین خان لکھنوی شاگرد مقصود عالم مقصود

اک اک گھڑی زیادہ ہے ایک یکسال سے | نادم ہے روز حشر شب ہجر یار کیا

نادم تخلص ایک شخص دہلوی شاگرد میر حسین تسکین کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

آج پھر دیکھین کہ ہوتی ہے سحر کس طور سے | شام ہی سے جوش پر کچھ نالہ شبگیر تھا

نازش تخلص مولوی الٰہی بخش ولد مولوی محمد صالح خیرآبادی شاگرد مظفر علی اسیر عزیزون مین مولانا فضل حق مغفور کے ہین

افسانہ دراز ہے قصہ طویل ہے | نازش کہان تلک مین کہون ماجرا دل

نازنین تخلص مرزا علی بیگ دہلوی ریختی گو برخلاف جانصاحب کے انکی ریختی مین کچھ کچھ شاعری کا مزہ بھی ہوتا ہے

ہوئے عشاق مین مشہور یوسف ساجوان اپنا | بوا ہم عورتون مین تھا بڑا دیدہ زلیخا کا
مین اپنے سر کو دھوتی ہون بوا اور یہ تماشا ہے | موا بیٹھا ہے کیا خوش خوش کہ دن آیا تقاضا کا
کوئی بیٹھا ہو تجھے ہے کام اپنے کام سے | اسے نگوڑے آدمی سے تو تو حیوان ہوگیا
سونا کبھی شوہر کو میسر نہین ہوتا | عورت انھین باتون سے ترا گھر نہین ہوتا
کچھ ہو نہین سکتا ہے اور اسیر ہوا کرتا | نیچا تو نگوڑے کا کبھی سر نہین ہوتا
ایسا کسی تجھ نے لبھایا تھا کہ شب بھر | لیٹا تو رہا پاس یہ کو سون ہی نہین تھا
میری نماز کھوئی اس مردوئے نے آکر | اوٹھی تھی اسے ددا مین کمبخت ابھی نہا کر
اسے زناخی مردوا ہے بدگمان | تو نہ کر باتین ہمارے کان مین
رات بھر بھی وہی بات اور وہی جو ماجائی | اسے ددا ایسے ندیدے سے تڑاکا مجھے

فوارہ کی طرح سے ذرا ابھی نہ تھم سکے
وس گھر تو جھٹ چکے ہین کہا تک کرون ضبط
تھم ایک بوند پانی یہ کتنا اوچھل پڑے
کس جا بٹھائے دیکھیے آب آسمان مجھے

ناسخ تخلص شیخ امام بخش لکھنوی صاحب تذکرہ سرا پا سخن سید محسن علی محسن نے انکو ولد شیخ خدا بخش تاجر لاہوری کر کے لکھا ہے لیکن یہ تاجر مذکور کے غلام مشہور تھے چنانچہ خود شیخ ناسخ نے اس امر کے مندفع کرنیکی لیے رباعی مرقومہ ذیل کہی ہے واللہ اعلم بالصدق والصواب

رباعی ناسخ

کہتے رہے اعمام عداوت سے غلام
اس دعوی باطل سے ستمگار ون کو
میراث پدر مینے مگر پائی تمام
حاصل یہ ہوا کر گئے مجھکو بدنام

رباعی دیگر از ناسخ

مشہور ہے گرچہ افتراے اعمام
وارث ہونا دلیل فرزندی ہے
پر کرتے نہین غور خواص اور عوام
میراث نہ پا سکا کبھی کوئی غلام

غرض اشعار انکے بیشتر مثالیہ وپر مضمون ہوئے ہین اکثر اشعار شعراے متقدمین ومتاخرین فارسی گو کو بہت اچھی طرح سے ترجمہ کیا ہے مشہور رہے کہ کچھ روز دن محمد عیسے تنہا شاگرد مصحفی سے اصلاح لیکر منحرف ہو گئے تھے سواے غزل اور رباعی کے اور کسی صنف سخن مین دخل نہین رکھتے تھے ۱۲۵۴ بارہ سو چون ہجری مین فوت کی کلیات انکا نظر سے گزرا

مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجران کا
طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا

کفن کی جب سفیدی دیکھتا ہون کنج مرقد مین
تو عالم یاد آتا ہے شب مہتاب ہجران کا

مانگی باران کی جو ہم بادہ پرستون نے دعا
رعد نے سنتے ہی اک نعرہ کیا آمین کا

رشک مہتاب پہ ہے کیا اوسکو
رنگ بدلا جو تیرے چنبر کا

آتا نہین ہے دن کو بجز شب وہ اندنون
بدلا ہے شپرہ سے مزاج آفتاب کا

جلا کرتا ہون مین دن رات لیکن مر نہین جاتا
اثر سوز غم فرقت مین ہے نار جہنم کا

کافر ہون سیر ہم رہین محروم و اعطش
کر سکدہ یہ حکم نہ جاری فرات کا

آج دعوی اوسکی یکتائی کا باطل ہوگیا
سوال وصل مین ہلنا پر یہ وتیرے ابروکا
اے اجل ایک دن آخر تجھے آنا ہے ولے
ذبح کرڈالونگا کرابکی تو بولا شب وصل
دینگے تیرے بازوئے نازک کو بہ تکلیف تیغ
مرگ اک سوتی تھی ورنہ یہ کرا ہا شب کو
ہر خون جگر مین کیا ہے آب زندگانی کا
اگر ہو بہا ہا سمندر یقین ہے ہو خاک دم مین جلکر
دیکھنا اُس گل کی بد ذاتی نہ پہونچے تا جواب
رکھی چھڑی جو ناز سے اوسنے تہ ذقن
بس یہی تدبیر اب اونکے بھگا دینے کی ہے
دیر ویران ہین ترے عہد مین کعبہ ہے خراب
ہون وہ میکش کہ مستی مین کہون ر اکبھی
جو مجھکو یار نے مارا تو غیر کو کرد قتل
ہاے یہ کہنا ترا رکھکر مری چھاتی یہ ہاتھ
کبھی ملجاے خدا اسکی مجھے یاس نہین
نکلا لاکار وان خط نے بہی آکر نہ ای تلخ
تنگ ہون زیست سے ہو جاؤن کسی پر عاشق
ہے تعجب آسمان تفرقہ انداز سے
دکھاتے ہین انگیا کی چڑیا کو بت کی چھنیان
یہی کہتا ہے جلوہ میرے بت کا
ہے جو یون مکر دہ طبع پاک کو مضمون غیر
جب وہ مسجد مین ادا کرتے ہین

بحث کرنے کو جو آئینہ مقابل ہوگیا
اشارہ ہے برات عاشقان پر شاخ آہو کا
آج آتی شب فرقت مین تو احسان ہوتا
مین نے سو بار تجھے مرغ سحر چھوڑ دیا
لائیو اپنے شہید دن کی نہ مدفن زیر پا
کہ جہان کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا
نہین مرتا مین فرقت مین برا ہو سخت جانی کا
سنا جو ہوا آفتاب محشر گہر نڈہی داغ آتشین کا
مجھکو لکھا ہے ترا خط لیکے آئے عندلیب
سب کو ہوا گمان کہ ہے سیب ذقن کی شاخ
جی مین ہے ہو جاؤن عاشق چند روز غنا پر
جمع ہین کافر و دیندار ترے کوچہ مین
لاکھ قلقل سے کہے شیشہ مجھے میخانہ مین
عزیز و اسکے سوا اور انتقام نہین
ابتو اس دم نالۂ آتش فشان کرتا نہین
اے صنم پر ترے ملنے کی مجھے آس نہین
مرا دل کیا بری ساعت گرا چاہ زنخدان مین
کوئی اور اسکے سوا مرنے کی تدبیر نہین
ایکجا ہین عاشق و معشوق کیونکر داب مین
بلتی ہے بالی کی مچھلی موتیون کے آبیز
کہ اک ذات خدا ہے اور مین ہون
وصل کا مضمون شایان اپنے دیوان مین نہین
سب نماز اپنی قضا کرتے ہین

سرسبز سبزہ ہو جو ترا پائمال ہو
دمِ اخیر تو کر لون نظارہ جی بھر کر
جو ہوتا وصل قسمت مین نہ پھرتا یون خدا مجھسے
سیاہی بن گئی شنگرف کیا تاثیر ہے قاتل
کرتے تھے فاش نشہ مین بدمست سرِ غیب
کرتے ہین مشہور اوس محبوب کا مجھکو عدو
شمشاد سرو مین یہ خورش آوازیان کہان
معشوقون سے امید وفا رکھتے ہو ناسخ
ترا قمچی دکھانا اے معلم طفل بدخو کو
جب نہ تب نالۂ سوزان سے جلا خانۂ دل
تنگ آکر جب کہا مین نے کہ مر جاؤن کہین
تکلم سے فقط ہے اوس صنم کا
آتے آتے کیون نہ اوسکے پاؤن بہاگر دو مجھسے
ہون وہ غمگین کہ لب نہ ہنسی سے ہو آشنا
رکھو کسیطرح تو سروکار مہربان
فراق یار مین نفرت ہے مجھکو بادہ خواری سے
ہم بوسہ مانگتے ہین وہ کچھ بولتے نہین
جینا فراق کا نہین ہرگز حساب مین
رتبہ میری خانہ ویرانی کا ایسا ہے بلند
ہوگئی صبح شبِ وصل اوسکے جاتے ہی سیاہ
راز کا چاہیئے عاشق کو چھپانا ایسا
مارتے ہین صدا فاقہ مست کو ہوتا ہے عجب
عاشقون کیطرح تو اوسکو مٹا دے سنو بخیہ

ٹھہرے تو جبین شجر کے تلے وہ نہال ہو
الٰہی خنجر سفاک آبدار نہ ہو
کہ طالع سب کے ہین معلوم اوس طفلِ برہمن کو
لکھا مین نے جو تیرے عارضِ گلگون کے مضمون کو
اسواسطے حرام کیا ہے شراب کو
میرے دشمن بھی نہان رکھتے ہین میرے راز کو
طوبیٰ کہون مین قامتِ موزون یار کو
نادان کوئی دنیا مین نہین تم سے زیادہ
ہمارے توسنِ عمرِ روان کو تازیانا ہے
نہ ہوا یہ کہ کسی غیر کا بھی گھر جلجائے
بدگمان سمجھا کہ اسکو اشتیاق حور ہے
خدا کی طرح گویا بے دہان ہے
صبح ڈرتی ہے بہت میری شبِ دیجور سے
دیوار قہقہہ بھی جو آئی نظر مجھے
کرتے رہو جفا ہے وفا گر نہ ہو سکے
کہین زاہد نہ کردی متہم پرہیزگاری سے
محروم ہے سوال ہمارا جواب سے
مدت ہوئی کہ مر چکے ہین ہم حساب سے
آسمان کہتے ہین جسکو میرے گھر کا بام ہے
آفتاب اپنی نظر مین اک چراغِ شام ہے
دلمین ہو ذکر صنم ہاتھ مین قرآن ہووے
یعنی اوسکے ہو شکل مین آنے کی یہ تعبیر ہے
یہ خطِ رخسار ظالم نامۂ تقدیر ہے

نام خدا لیا جو نکیرین کے حضور
دو چار حرفین بہونچین اگر اور بہی ہم سے
ڈرتا اثر کا اوسکو سو وہ بہی نکل گیا
اوس پری نے دی نشانی ہمکو جو انگشتری
تاب سننے کی نہین بہر خدا خاموش ہو
مرے محمل نشین کے آگے لیلی کا جو نعشوں ہے
ہے عیان جلوہ خدا کا ان بتان ہند مین
وصل کو لکہا ہے ناسخ درد عاشق کی دوا
پانی بہر آتا ہے قاتل یان دہان زخم مین
وصل کی شب چاند نی دیوار سے جانے نہ پائے
فلک پر چاند کو مجنون نے جب دیکہا تو یہ سمجہا
دونون کام کر چکا ہون مین اے ناسخ امتحان
مرتبہ کم حرص رفعت سے ہمارا ہو گیا
سرو عاشق ہو گیا اوس غیرت شمشاد کا
عشق مین رشک ہمیشہ سے چلا آتا ہے
جو پری پیکر نظر آیا وہ ہے زر کا طمع
جی لیتی ہے وہ زلف سیہ فام ہمارا
وہ روے کتابی تو ہے قرآن ہمارا
ہو گیا قرآن کا پڑھنا غضب
کیا گذرا اوسکے دہان تنگ سے ہو بات کا
اندا اکھٹک کے نکلے سے باہر تو کیا ہوا
کسقدر آشفتہ خاطر ہون خیال زلف مین
رات بہی دن سے ہے ہمیشہ پرتو رخسار سے

مکر بہی اے صنم مجہے اخفاے راز ہے
ہستی کیطرف منہ نکرے کوئی عدم سے
نادم ہوا ہون منہ سے مین نالہ نکال کے
ایسی آئی یاد مین گویا سلیمان ہو گئی
ٹکڑے ہوتے ہین جگر ناسخ تری فریاد سے
وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے
سوجہے کیا زاہد تجہے آنکہون کے آگے ناک ہے
دل ہمارا قابل تشخیص جالینوس ہے
میان لے لیتا ہے جب منہ مین زبان تلوار کی
منتین کرتا ہون ہر خار سر دیوار کی
کہ لیلی جہانکتی ہے منہ لگائے اپنی محمل سے
سینہ مین مہر ہے نہ وفا برہمن ہین ہے
آفتاب اونچا ہوا ایسا کہ تارا ہو گیا
غل مچایا قمریون نے بہی مبارکباد کا
دیکہو قابیل نے کیا حال کیا بہائی کا
ہر درم گویا سلیمان کا نگینا ہو گیا
بجہتا ہے چراغ آج سر شام ہمارا
کہتے ہین جسے عشق ہے ایمان ہمارا
اوسکو ورد لنترانی ہو گیا
کہل گیا مسی سے رستہ بند ہے ظلمات کا
بلبل کو جسم بیضۂ فولاد ہو گیا
جاگنا بہی اندنون خواب پریشان ہو گیا
آسکی تیری گلی مین کب ہے یارا شام کا

پھر گیسو کا بہت ہے اور تہوڑا سانپ کا
مری آنکھون سے کیا نسبت کہ قطرہ ابر نیسان کا

ساقیا دے مجھے شتاب شراب
ناسخ یہی تجھہ سے پوچھتا ہے

حسن کو چاہیئے انداز و ادا ناز و نمک
باب توبہ تو کہلا ہے تو سہی جاؤن وہین

کہتے ہین ہوتی ہے بات اولٹی پرندونکی
ہوئی یہان آمد و رفت نفس بند

کان مین محبوب کی آواز بہی آتی نہین
کرتی ہے مجھے قتل مرے یار کی رفتار

کیا ہلین تکیہ سے سائین کونڈی سونٹا چہوڑکر
مردونکو جلاتی ہے ترے ناز کی آواز

لوتہی گرچہ شب وصل نے کی ہے لیکن
کب شب ہجر تہی درازی مین

کچھ تری بات کو ثبات نہین
ہاے کیا وہ بہی زمانہ تہا جو کرتے تہے بسر

اک نگہ کرتی ہے قتل ایک نگہ دیتی ہی جان
دہوم عالم مین مچی ہے تری بدنامی کی

آواز ہے مانند مزامیر گلے مین
جو روز ہے وہ طول مین گویا ہے روز حشر

مرچلا ہون امید واری مین
آنکھہ کیا دل کیا حرم کیا دیر کیا میخانہ کیا

تہا چاک جیب صبح تو مشہور اے جنون
تیری کنگہی نے صنم ہر دانت توڑا سانپ کا

در نایاب ہوسکتا ہے آنسو ہو نہین سکتا
کب سے کرتا ہون مین شراب شراب

کیسا ہے مزاج یار قاصد
لطف کیا گر ہوئی گورون کیطرح کہال سفید

کرلیا ہے تونے دروازہ جو اے خمار بند
اے پری ہے ترے اقرار سے انکار پسند

قبا کے اسقدر ظالم نہ کس بند
کیا شب فرقت مین مجہکو رشک ہے خنجر پر

تلوار کی تلوار ہے رفتار کی رفتار
پارس ہے اکسیر کی بوٹی نہین پر وہ کا زر

اعجاز کا اعجاز ہے آواز کی آواز
ہو تری عمر شب ہجر سے اے یار دراز

کوتہی مین ہے جسقدر شب وصل
ایک ہان ہے تو پانچ سات نہین

وصل کی شب جاگنے مین روز فرقت جوانین
آپ رکہتے ہین قضا اور قدر آنکھون مین

ہاے ناسخ تجہے کچھ عار نہین ننگ نہین
تحریر ہے گویا تری تقریر گلے مین

برسون سے وہ پہر نہین ڈہلتی ہے ہجر مین
ایسے ہان سے وہ کرتے کاش نہین

کونسی جا ہے وہ ہرجائی جہان ملتا نہین
مین تیرہ بخت شام گریبان دریدہ ہون

وہ نون اوسس غارتگر دیر وحرم کے یار ہین
تیر پرواز ابہی اے طائرِ جان الگدم رہ جا
آگے ترے انکہون کے چہ کارا ہے پرپری
کوئی جانان گر نہین تو کنج زندان ہی سہی
اسقدر کہایا تری فرقت مین غم
آگئے ہین کسقدر ہم بہی فریب عشق مین
ہجر کی شب کا جو ہے ایسا ہی طول
اسقدر بے یار ہون بزمِ غنا مین بیقرار
کسی نعمت سے مین واقف نہین جز بادۂ تلخ
جنون پسند مجہے چہاؤن ہی ببولون کی
امید وصل مین ہم جہولتے ہین برسون سے
تو وہ شیرین ہے کہ تجہبہ سے ہوئی شیرین فرہاد
گزر اوسس پری کا ہے اکثر چمن مین
ہوا یقین نہ روزی ہوئی مری مقبول
غم دیا رنج دیا درد دیا داغ دیا
تم ہو مری طرف سے مقرر بہرے ہوئے
ہون گاہ ادہر گاہ اودہر آٹھ پہر مین
وصل کسکا وہ تو مجہسے رات بہر
تری آرزو ہو اگر آرزو ہو
ہے الف ساقد تصور مین یہان آٹہون پہر
رنج غربت دشت وحشت کین دشمن ہجر دوست
اپنے اپنے بخت یوسف کو زلیخا مول لے
جسکو تاکا پہنچ گیا جو کی جسے مارا اوسے

یہ سبب ہے ربط جو شیخ و برہمن مین نہین
وہ باہر آنے پر ہین اب کبوتر بند کرلی ہین
ہر چند کہ ہوتی ہے ہکارے کی ٹہری آنکھ
کوئی اے جوش جنون پید اٹہکانا کیجیے
دل ہمارا زندگی سے سیر ہے
بت کو اک مدت تلک سمجہا کیئے اللہ ہے
صبح ہوتے ہوتے اپنی بہور ہے
ہے مشابہ حال میرا صوفیون کے حال سے
زاہدا انکو سمجہہ تارکِ لذات مجہے
عجب بہار ہے ان زرد زرد پہولون کی
وہان رقیبون مین تیاریان ہین جہولون کی
تو وہ لیلی ہے کہ تجہپر ہوئی مجنون لیلی
درختون کو سایا ہوا جاہتا ہے
کہ عید کو نہ کیا اوسنے ہمکنار مجہے
ہوسکین مجہسے عوض کیا ترے احسانونکے
خالی مجہے رقیب کو ساغر بہرے ہوئے
سایہ کی طرح یار کی دیوار نہ چہوٹے
مثل گیسو بے سبب برہم رہے
یہی آرزو ہے اگر آرزو ہے
دل ہمارا ہے کہ پیشانی کسی آزاد کی
کسطرح ہو شادمانی خاطر ناشاد کی
جان شیرین مفت مین جاتی رہی فرہاد کی
ہمکو تیر اندازی آتی ہے نئے انداز کی

رنگ تو کیا کٹ گئے ہین دیکھنے والونکے سر
یہ نراہٹ یہ رنگت ہی کہان سونے مین ہے آنچ

تیغ سے ہے چال اوس محبوب چھٹر بازکی
تن محبوب مین خالت ہی دست افشار سونیکی

پوچھا جو روکے یارنے ناسخ کی حال کو
دیکھا جسے ہو گیا وہ عاشق

ہنسکر کہا رقیب شقی نے گذر گئے
تیری آنکھون مین موہنی سہے

دیتا ہے کہان ساتھ برے وقت مین کوئی
ہین حسین اور بھی پر تجھہ مین ہے ہر بات نئی

پتھر کو لگی چوٹ شرارے نکل آئے
دھج نئی وضع نئی گات نئی بات نئی

کی جو خیاط ازل نے تری پوشاک درست
نج رہی قطع مین یہ شمس و قمر دو ٹکڑے

ناصر تخلص سید ناصر نواب دہلوی خلف خواجہ محمد ناصر امیر نواسہ خواجہ میر درد قدس سرہ شاگرد مرزا قربان علی بیگ سالک

ہے ولین اونکے غیر کی صورت بسی ہوئی
قسمت مین غم ازل سی ہے رونے سے فائدہ

ولین بھی اب تو اونکو بھلایا نہ جائیگا
تقدیر کے لکھے کو مٹایا نہ جاے گا

کیون اوسکے بزم ناز مین ناصر گئے تھے تم
دیکھا وہ کچھ کہ جی سے بھلایا نہ جاے گا

ناصر تخلص مرزا محمد علی بیگ خلف مرزا احمد بیگ دہلوی شاگرد مرزا آقا دوبخش صابر

ناصر لے اس مزہ سے اوٹھائی جفا کہ اب
اونکو بغیر اوسکے جفا سے ہے نہین پسند

ناصر تخلص سعادت خان خلف رسالت خان متوطن نگینہ مقیم لکھنو شاگرد مرزا محمد حسن مذنب مرثیہ گو ایک تذکرہ اور پانچ دیوان انسے یادگار ہین

مین نے کیا ہے اپنی پریشانیون کا ذکر
ایسا نہو کہ منہ یہ کوئی بات لاے زلف

کہتے ہین قامت جانان کو زبانی یہ ہم
چھوٹے قد پر ہین بڑی فتنۂ محشر پلکین

تیر جیسے ہین نہین ہین یہ کمانین ویسی
نوک کی ابرو ون سے لیتی ہین خود سر پلکین

غصہ کی شکل یار کو کیونکر دکھایئے
آئینہ دیجیئے دم دشنام ہاتھہ مین

زینت عارض سادہ ہین ترے یار ابرو
چار چاند اوسکو لگے تو جو ہوا چار ابرو

اوتر گیا مہ نو کی طرح ہمارا منہ
نہ دیکھا دیکھہ کے اوسکو اگر تمھارا منہ

اے بت ترے خیال کا احسان مند ہون
پتلی کیطرح اوسنے رفاقت کی آنکھہ سے

ناصر تخلص نواب ناصر جنگ خلف نواب مظفر جنگ نکبش ۱۲۸۳ بارہ سو اٹھائیس ہجری مین انتقال کیا

آگے تو تہی ہی بر سر سرکش کمند زلف		پیچھے پڑی ہے کسلیئے چوٹی بلا ہوئی

ناصر تخلص میر ناصر علی خلف مرزا محمد علی باشندہ قصبہ رہنسوا شاگرد اکرام علی توانا

حفظ بیمار کو رکھتے ہین سر ہانے تلوار		کیا مناسب ہین سر دیدہ بیمار ابرو

ناصر تخلص ابو محمد ولد سید اکرام علی برادر ابو تراب نسخ باشندہ لکھنؤ شاگرد عرش صاحب دیوان ہین

بوٹا سا قد وہ گلشن عالم کی ہے بہار		گلبرگ تر کے ہاتھ ہین برگ سمن کے پاؤن
دل محو پا بوسی آہوے چشم ہے		کیا سحر ہے کہ شیر نے چومے ہرن کے پاؤن

ناطق تخلص شیخ احمد شاہ ولد شیخ محمد شاہ باشندہ سکندر پور شاگرد مرزا عنایت علی ماہ اکبر آبادکی عدالت دیوانی مین وکالت کرتی تہی

زلف کا مضمون کیا تحریر اپنے ہاتھ سے		ہمنے ڈالے پانون مین زنجیر اپنے ہاتھ سے

ناطق تخلص مرزا احمد فرخ آبادی خلف مرزا محمد معلوم نہین کہ یہ اور شیخ احمد شاہ ناطق ایک ہین یا نہین اسلیے انکا شعر جدا گانہ لکھا گیا

وہ نقاب اوٹھے تو خورشید قیامت ہو عیان		ہم اگر نعرہ کرین دم بند ہووے صور کا

ناطق تخلص لالہ جگناتھ فرخ آبادی خلف لالہ لالجی

جب تلک خانۂ دل درد سے آباد نہو		عمر بھر خاطر عشاق کبھی شاد نہ ہو

ناظر تخلص میر غلام شبیر ابن میر کاظم علی مرثیہ خوان متوطن اٹاوہ

اوس کافر بدخو سے اگر راہ نہ ہوتی		گمراہ طبیعت کبھی واللہ نہ ہوتی

ناظم تخلص نواب یوسف علی خان بہادر والی رامپور بریلی خلف نواب محمد سعید خان بہادر شاگرد اسد اللہ خان غالب علم عربی و فارسی مین اچھی دستگاہ رکھتے ہین شعر صاف عاشقانہ خوب کہتے ہین بحیثیت لٹوگی کونسل ہند کی ممبر ہو کر ۱۸۶۲ اٹھارہ سو چونسٹھ عیسوی یعنی ۱۲۸۰ بارہ سو اسی ہجری مین اشرف البلاد کلکتہ مین رونق فرما ہوئے تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

دل سے ایمان کی دشمن نہ اوتارا ہوتا
چڑھ گئے تھے ہم اگر زد پہ تو مارا ہوتا

بیچے نہ سیم و زر انسے نہ دین و دل جوتی
کچھ اور خاک نہیں جانتے مگر لینا

چلے ہو دشت کو ناظم اگر ملے مجنون
ذرا ہماری طرف سے بھی پیار کر لینا

کیون آکے کہو در پہ کہ وہ گھر مین نہین ہین
کیا ہم نہین پہچانتے سرکار کی آواز

کہتے ہین کہ وہ بھی یہی کہتے ہین گردون کیا
کہتے ہو کہ دلجوئی اعدا نکرو تم

مین جانتا ہون میری فغانسے اوڑی ہے نیند
وہان جاگتے ہین غیر کے وہ انتظار مین

آدمیت نہین تجھمین یہ عدو کی ہے غرض
یون یہی کہنے ہین مانا تری تحقیر نہین

اور کیا نالۂ و فریاد سے حاصل مجھکو
پھیر دیجیے کہین گھبرا کے مرا دل مجھکو

جنت مین شہد و شیر گل و میوہ ہو تو ہو
ناظم خوشی تو یہ ہے کہ وہان مے حلال ہے

ہے وہ تقریب فراق اور یہ تمہید وصال
وصل سے لطف سوا نامۂ و پیغام مین ہے

کہیے اگر کہ طرز ستم ناپسند ہے
کہتے ہین واہ آپ کی بھی کیا پسند ہے

حشر کو کھینچون ترا دامن بھلا دیکھون کہ تو
وہان بھی جھنجھلا کر کہے یوسف علیخان چھوڑ دے

ناظم تخلص ایک شخص لکھنوی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

وصل اا ایسا ہو گیا اوسکے بدن سے میرا تن
رات کو مین یار سے اک جان دو قالب ہو گیا

ناظم تخلص میر یحیے باشندۂ دہلی والد انکے شجاع الملک کے ساتھہ ولایت سے ہند مین آئے تھے کیمیا گر مشہور تھے

دیکھہ ہمراہون کو جون نقش قدم
ہم نے اب عزم سفر چھوڑ دیا

ہزار حیف کہ راہ چمن بھی بھول گیا
قفس سے چھوٹ کے آیا جو اضطراب زدہ

کب اتنی معطر تھی صبا آج تو شاید
لگ آئی ہے گیسوے سمن بوسے کسی کی

نقش قدم کی طرح اوٹھا مت ہمین صبا
اس راہ مین پڑے ہین ہم آرام دیکھکر

ناظم تخلص درگا پرشاد ولد چھوٹی لال باشندۂ شمس آباد

جو اوسکے کاکل و رخ کے ہین شیدا
اونھین کیا کام ہے شام و سحر سے

ناظم تخلص شیخ غلام یسین خلف شیخ غلام قادر باشندۂ تالگرام ضلع فرخ آباد

نگاہ ناز نے اک دم مین کر دیا بسمل
اثر کہان یہ دم تیغ آبدار مین ہے

ناظم تخلص پنڈت کاستا پرشاد منتظم راج بھرت پور ابن پنڈت بدری ناتھ لکھنوی

دکھلاے ہر اک اشک نۓ سو طرح کے طوفان
باقی تجھے حسرت ہے کچھ ای دیدۂ تر اور

ناظم تخلص میر ناظم علی ولد قاضی گلزار علی باشندۂ سلون توابع لکھنؤ شاگرد آباد

ہاتھون سے اپنی توڑتی ہو پھول بار بار
لچکین کہین نہ جان تمہاری کلائیان

ناظم تخلص پنڈت شیو پرشاد ولد پنڈت مانک چند باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

پانی مین آگ لگ گئی اوٹھنے لگا دھوان
دھوئی جو اوسنے نہر مین مہندی لگا کی ہاتھ

نافذ تخلص مرزا علی خلف مرزا مہر علی لکھنوی شاگرد مولوی شہید

ضبط گریہ کیا کرین دل ہے نہ قابو مین رہا
بحر ہستی مین بپا اشکون کا طوفان ہو تو ہو

ناکام تخلص مکرم علی فتح آبادی کبھی دہلی اور کبھی آگرہ مین رہتے تھے

دراز کیجو مت ہاتھ دامن گل تک
سنیگا کیا کہین بلبل سے کچھ برا گلچین

نالان تخلص ہنولال کھتری باشندۂ دہلی

کہتے ہین تیری گلی مین اک جوان مارا گیا
دیکھ تو اے بیخبر جا کر کہین نالان نہ ہو

نالان تخلص میر احمد علی دہلوی مقیم مرشدآباد شاگرد سودا

کہان مجال کہ تم سے کہین کہ یہان رہیے
مزاج خوش ہو جہان آپکا وہان رہیے

نالان تخلص میر وارث علی ولد میرزا رزانی باشندۂ بہار شاگرد اشرف خان فغان صاحب دیوان گزرے

یک بیک شام کو وہ یار جو گھر سے نکلا
لوگ حیران ہوئے یہ چاند کدہر سے نکلا

چین سے بیٹھنے کہین نہ دیا
مجھکو میری ہی بد گمانی نے

نالان تخلص نور علی بیگ

ہون شہید اے دوستو اوس ابروے خمدار کا
پھول چڑھانا میرے مرقد پر تو پھل تلوار کا

نالان تخلص محمد عسکری کشمیری دہلوی شاگرد مصحفی تیس برس سے زیادہ عرصہ گزرا کہ نوّے برس کی عمر مین وفات پائی

کانون پہ جب رکھتا ہے گل ایک اسطرف ایک اوسطرف	شمس و قمر رہتی ہین تل ایک اسطرف ایک اوسطرف
سحر کے ہونے کا ازبس خیال رہتا ہے	شب وصال بھی دل کو ملال رہتا ہے
وہ بدگمان ہون کہ اوس بت کی سایہ پر بھی مجھے	رقیب ہی کا سدا احتمال رہتا ہے

نالان تخلص محمد جان ولد مرزا مہدی علی خان صوبہ دار بانس بریلی باشندۂ لکھنو شاگرد موجی رام موجی و مصحفی

عاشق مزاج کہتے ہین طفلی سے مجھکو لوگ	آتا نہ تھا کبھی مجھے آرام دوش پر

نامی تخلص سعید الدولہ علی محمد خان بہادر خلف میر بندہ علی بن سیف الدین احمد خان دہلوی باشندۂ لکھنو شاگرد ناسخ کربلا کی زیارت کرکے کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کے دوستون مین ہین

گر جانتے ہشیاری غفلت کو اطبا	رکھتے نہ رگِ عاشق مدہوش پہ انگشت
یہ عکس نہین سرو کا اے بلبل نالان	ہے جوی چمن کی لبِ خاموش پہ انگشت

نامی تخلص آغا حسن عرف میرن صاحب ولد میر بندہ حیدر متوطن خراسان باشندۂ لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان

لذت نشہ سے واقف نہین زنہار آنکھین	چشم ساقی کو ہوئین دیکھکے سرشار آنکھین

نامی تخلص لالہ چھمن لال کایتھ باشندۂ دہلی شاگرد نصیر دہلوی

دامن سے اوسنے جھاڑی جو پیکر تراب گرد	آئی یہ بو کہ ہوگئی بوسے گلاب گرد

نامی تخلص مرزا رجب علی بیگ لکھنوی برادرزادۂ امیر الدولہ حیدر بیگ خان

بسکہ مدت سے تھی راہِ انتظارِ یار پر	چھا گئی آخر سفیدی دیدۂ خونبار پر

نامی تخلص مبارز الدولہ نواب مرزا حسام الدین حیدر خان دہلوی قرابت دار والی لکھنؤ خلف مرزا احمد غیاث شاگرد میر مستحسن خلیق

دم شماری مین مجھے چھوڑکے جانا کیا تھا	جان جانیکو بھی عاشق کی نہ جانا کیا تھا
ہین اوس نہالِ حسن کے ہم دل پہ بار حیف	نخلِ امید عشق مین آیا نہ بار حیف
جنبشِ باد سے شاخِ گل تر لچکے ہے	یا دمِ بادِ بہاری سے کمر لچکی ہے

امید دل رہی اوس سنگدل سے سخت بیجا ہے
مگر ان چاہنے والون کا پتھر کا کلیجا ہے

تسخیر دل اونکا ہے نظر آئے ہین جب سے
تعویذ وہ ڈہلکے ہوئے بازو سے کسو کے

نامی تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

آتش عشق سے نامی کا جگر جلتا ہے
ق آپ ہنس ہنس کے یہ کہتے ہین کوئی آ دیکھے

واہ کیا خوب مثل ٹھیک بندہی ہے اسدم
گھر کسی کا جلے اور کوئی تماشا دیکھے

نایاب تخلص عباس علی باشندہ کلکتہ مقیم دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

وہ پردہ نشین ہمکو اشارے سے بلالے
اے شوق بیان کچھ تری تاثیر ہو ایسی

نبی تخلص میر غلام نبی بلگرامی ہمشیرزادہ میر عبد الجلیل موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے دوہرہ خوب کہتے تھے

رباعی

ازبسکہ حیا دوست ہے وہ مایۂ ناز
اس طرز سے ہے اوسکے سخن کا انداز

خامہ کی زبان سے جون نکلتے ہین حرف
پر کان تلک نہین پہونچتی آواز

نثار تخلص شیخ محبوب بخش خلف شیخ محمد افضل باشندہ بجنور اسسٹنٹ انجنیر فرخ آباد

آتی نہ طبیعت کبھی اوفتنہ گر ایسی
مین جانتا پڑ جائیگی آفت اگر ایسی

نثار تخلص منشی سداسکھ خلف منشی ستیل پرشاد باشندہ دہلی مقیم الہ آباد شاگرد سودا صاحب دواوین اردو و فارسی و بھاکھا و مثنوی گزرے

ہمارا ہے دل جب ہمارا نہین ہے
تو شکوہ ہمین کچھ تمہارا نہین ہے

نثار تخلص نثار علی بلگرامی

او ترے ملک فلک سی یوسف زمین سے نکلے
ممکن نہین کہ تجھسا کوئی کہین سے نکلے

بوسے کی بدلی گالی شیرین لبون سے پائی
یہ بھی نصیب اپنے زہر انگبین سے نکلے

نثار تخلص میر عبد الرسول اکبر آبادی معاصر میر تقی میر منصبدار شاہی تھے

ہاتھ سے ان جامہ زیبون کی نکل جائینگے ہم
یہ گریبان دامن صحرا کو دکھلائینگے ہم

ماہ رو کی جو مہربانی ہے
یہ مدد ہم پہ آسمانی ہے

تم انجمن مین رات عجب آن سے گئے
بسمل کئی پڑی ہین کئی جان سے گئے

اوسکے رخسار دیکھہ جیتا ہون
عارضی میری زندگانی ہے

نثار تخلص میر افضل علی عظیم آبادی

یہی خوف رہتا ہے بسمل کے دل مین
ترحم نہ آجائے قاتل کے دل مین

اے صبا جاکے تو اتنی تو خبر کر کہ نثار
آستانی پہ کھڑا ہے ترے سر ہاتھہ مین ہے

نثار تخلص محمد امان دہلوی خلف سعادت اللہ معمار شاگرد شاہ حاتم دیوان انکا نظر سے گزرا

اوسکے پاؤن سے لگی رہتی ہی دنرات حنا
خوب دنیا مین بسر کرتی ہے اوقات حنا

مثالِ برق شیوہ ہے ہماری آفت جانکا
کہین دمکا کہین چمکا کہین تاکا کہین جھانکا

ہزارون جیب گل کیونکر نہ پرزی اس ادا پر ہو
قیامت جھوم جاتا ہے ہر ایک ٹھوکر مین دامنکا

پوچھا جو اوسنے خوش ہو کہا مینے شکر ہے
بولا کہ ہے یہ شکر شکایت بھرا ہوا

اے شمع نقل تونے یہان اصل کر دکھائی
کیا خوب سانگ لائی اس بزم مین ستی کا

گزرا مرے مزار سے دامن سنبھالتا
کیا خاک پہر غبار مین دل سے نکالتا

شب کو وہ کوٹھی ہی کوٹھے گھر ہماری آرہا
غیر دروازے پہ بیٹھا راہ ہی تکتا رہا

ہمسے لڑنے دو او نہین کوئی بنو لو درمیان
ایسے ایسے آگے جھگڑے ہو چکی ہین بارہا

سو بات پوچھیئے تو ندے ایک کا جواب
کردے تھکا تھکا کے ہمین یو نہین آیا جواب

جہان ذکر اوسکا آتا ہے مزاجی لوٹ جاتا ہے
کرون کیا اختیار اپنا نہین بے اختیاری ہے

ہم سے ہو زر وسیم کی تدبیر سو کیا خاک
دنیا مین بڑی چیز ہے اکسیر سو کیا خاک

برنگ لب ہے طرفہ آشنائی آہ ہم تم مین
کہ ہو جاتی ہے باتون مین جدائی آہ ہم تم مین

مین جو کہا لیگئی زلف تری دل مرا
ہنسکے کہا سب غلط اوسکی بلا لیگئی

خوبی مین ترے حسن کی کچھ حرف تو کب ہے
لیکن یہ ذرا خط ہے سو اصلاح طلب ہے

اوس آئینہ طلعت کی اب مجھسے یہ صورت ہے
ظاہر مین صفائی ہے باطن مین کدورت ہے

گردش کا اوس نگاہ کی اب طور اور ہے
اے ساکنان میکدہ یہ دور اور ہے

نجابت تخلص سید کلب علی ولد سید حسن علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

آمین رقیب کہتے ہین بے ساختہ وہین	دیتے ہین بددعا جو وہ ہم کو اوٹھا کے ہاتھ
بیداد سے بتون کے ہراسان نہ ہو دلا	انصاف تیرا حشر کے دن ہے خدا کے ہاتھ
بوسہ کے مانگنے پہ نجابت وہ ہین خفا	رکھو لگا سر کو پاؤن پہ جوڑ دو لگا کر ہاتھ

نجات تخلص سید زین العابدین قصائد فارسی انکے نہایت عمدہ ہین

یہان تلک سر کو ٹپکا ہجر مین توڑے پتھر	کہ نہین دامن کہسار مین چھوڑے پتھر
آنکھین پتھرا گئین تسپر ہین ٹپکتے آنسو	دل ہے ہجران تری قدرت کہ نچوڑے پتھر

نجات تخلص شیخ حسن رضا دہلوی مرثیہ گو مقیم ضلع سارن سنہ ۱۲۰۷ بارہ سو سات ہجری مین فوت کی

کوئی عنوان نہ دیکھا کفر و ایمان مین جدائی کا	ہر اک بت مین نظر آیا ہمین جلوہ خدائی کا

نجات تخلص شنکر سروپ ابن رام سروپ سررشتہ دار کلکٹری فرخ آباد

کیا چل سکے گا جادۂ الفت مین زاہدا	یہ راہ وہ ہے جسمین ہر اک کا گذر نہین

نجد تخلص مرزا محمد عباس ولد مرزا حیدر لکھنوی شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان

دیکھا کبھی نہ چشم ترحم سے سوی دل	نکلے نہ اسکے کار کبھی آرزوے دل
دیکھا نہ کبھی آنکھ اوٹھا کر بھی ادھر کو	ہمسے نہ کبھی چار ہوئین یار کی آنکھین
جوہر ترے جانباز کی کھل جائینگے جسدم	کھل جائینگی قاتل تری تلوار کی آنکھین

نجف تخلص میر نجف علی شعراے قدیم مین ہین

کسطرح ربط نہ ہو زلف سے دیوانون کو	ربط ہوتا ہے پریشان سے پریشانون کو

نجم تخلص سید اشرف علی بنارسی

سمیٹی چادر مہتاب کہدو ماہ کامل سے	نکلتا ہے وہ خورشید قیامت اپنی منزل سے

نجم تخلص میر نجم الدین ولد میر قمر الدین دہلوی صاحب دیوان ہین

نظرون نظرون مین ہو گیا غائب	ہو گیا طرفہ ماجرا دل کا
نجم کیون اتنی بیقراری ہے	تو ذرا کہہ تو ماجرا دل کا

تری چشم خمار آلودہ کے مانند اے ساقی ۔۔۔ اگرچہ مست ہون لیکن بہت ہشیار رہتا ہون
یہان جو آیا ہون تو شاید مری موت آئی ہے ۔۔۔ تیرے کوچہ مین مگر مجھکو قضا لائی ہے

نجم تخلص محمد رضا خان داروغہ خزانہ و نائب خانسامان پادشاہ لکھنؤ ولد محمد قاسم طباطبائی برادرزادہ مختار الدولہ باشندہ لکھنؤ شاگرد نظام الدین ممنون صاحب دیوان اردو فارسی ہین

اخگر اوڑ رہا ہے جو مثل انار دل ۔۔۔ دکھلا رہا ہے ہمکو خزان و بہار دل
ہے یار سے امید عبث نجم دم نزع ۔۔۔ لیتا نہین اسوقت مین کوئی خبر دل

نجم تخلص مولوی انعام اللہ شاگرد میر وزیر صبا خلف مولوی ولی اللہ ابن مولوی حبیب اللہ باشندہ لکھنؤ محلہ فرنگی محل

غضب کی بے نیازی ہے نہین کچھ بولتے منہ سے ۔۔۔ یہ بت اللہ اکبر کسقدر مغرور ہوتے ہین

نجم تخلص میر نجم الدین علی خان داروغہ صناع جہانسی خلف حکیم ابوسعید خان

عیسے سے دوا عشق کی ہرگز نہین ہوتی ۔۔۔ یہ وہ ہے مرض جب کوئی مرجائے تو جائے

نجم تخلص میر نجم الدین احمد خلف میر عنایت علی متوطن بریلی تحصیلدار فرخ آباد

سنا کہ ہے اوٹھگیا دنیا سے وہ آج ۔۔۔ گرا یا گل جیسے کٹنے نظر سے

نجم تخلص مولوی نجم الدین احمد خلف مولوی احمد علی باشندہ کہرپا کوٹ ضلع اعظم گڈھ

شرم سے آتش دوزخ ہوئی پانی پانی ۔۔۔ منفعل جرم سے جب نجم گنہگار آیا

نجیب تخلص میر بہادر علی شاگرد فراق

اگر حنا ترے ہاتھون سے خونبہا دل کا ۔۔۔ تو لونگا دست نگارین سے خونبہا دل کا

نحیف تخلص حق وردی خان

فرشتہ پوچھنے مجھسے جو کچھ مزار مین آئے ۔۔۔ تو بولون مین کبھی جب تک نہ شکل یار مین آئے

نحیف تخلص سید برکت علی مرادآبادی

ابھی مین شہر خموشان مین ڈالدون اک شور ۔۔۔ خدا جو دے مجھے اک دم کو بھی قرار مین روح
یہان تلک تو رکھا تیرے عشق نے مجبور ۔۔۔ کہ اپنے قابو مین دل ہے نہ اختیار مین روح

نحیف تخلص نواب مہدی علی خان بہادر خلف نواب حفیظ اللہ خان مرحوم داماد نواب احمد علی خان بہادر والی رامپور لندن کی سیر بہی کی ہے انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تہی

او نکو غفلت مری جانب سے اگر کچہ بہی نہین
بے خبر کیون ہوئے ایسے کہ خبر کچہ بہی نہین

نحیف تخلص محمد عوض علی خلف میر احمد شاہ باشندۂ فرخ آباد

خفا ہو کے محفل مین آئے ہوئے ہین
غضب کے وہ تیوری چڑہائے ہوئے ہین

ندا تخلص مرزا معین الدین دہلوی خلف مرزا احمد بخش ابن شہزادۂ خجستہ بخت شاگرد مرزا کریم الدین رسا

کیا خاک ہو پہر دوستی کی اوس سے توقع
جسمین نہ مروت ہو نہ ہو پاس وفا کا

ندرت تخلص شیخ عابد علی خلف شیخ امانت علی خان باشندۂ سکندرہ ضلع آگرہ

بو گیسوے پر پیچ کی بند سنگہا دو
مدت سے پریشان ہین پریشان تمہارے

ندرت تخلص مرزا افضل مرثیہ اور سلام مین امامی تخلص کرتے تھے

غضب ہے عشق کسو سے کسو کو پیار نہ ہو
کسی کے لطف کا کوئی امیدوار نہ ہو

ندیم تخلص مرزا علی مرثیہ گو باشندہ دہلی معاصر میر تقی

جدائی مین تری ہم کیا کہین کیسے جلتے ہین
بجاے مو بدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہین

ندیم تخلص سید محمد عسکری متوطن کڑا ضلع الہ آباد شاگرد شاہ غلام اعظم افضل تخلص

زمین قبر سے مجہکو بڑی ندامت ہے
کہ مشت خاک نہین ہے فشار کے قابل

ندیم تخلص شیخ علی قلی مرثیہ گو سے دہلوی معاصر سودا نواب محمد جعفر خان کے عہد مین مرشد آباد مین وفات پائی

بیقرار عشق کو ہے زندگی نقص کمال
مر چکے سیماب تب کہتے ہین یہ اکسیر ہے

ندیم تخلص سید پیارے صاحب لکہنوی

جلد دو آنکہین نہین اوس رشک قمر کیطرح سے
کہ دگرگون نظر آتی ہے جگر کی صورت

ندیم تخلص مرزا محمد علی بیگ خلف مرزا علی نقی بیگ صوبہ دار باشندۂ فرخ آباد

شیرین سخنی غیروں سے وہاں کرتے ہو تم تو	کرتا ہے یہاں شور نمکخوار تمھارا

ندیم تخلص محمد شفیع ولد میر محمد رفیع لکھنوی شاگرد مہدی علیخان قبول

گرداب بلائیں پھنسے دیکھے جو بشر ناف	دریا شکم صاف ہے دریا کا بھنور ناف
یوسف تمھارے سامنے بازار میں جو آئے	دیکھے کبھی نہ اوسکو خریدار آنکھ سے

نزار تخلص سید قاسم علی ولد میر احمد علی شاگرد مصحفی وطن انکا مشہد بزرگوار ونکے انکی پہلے دہلی میں بعد از ان فیض آباد میں سکونت کی تھی انکا مولد و مسکن لکھنؤ ہے

دل وے تو بیٹھے اوس بت بے پیر کو نزار	پھر کیوں پکارتے ہو یہ ہر دم کہ ہای دل

نزار تخلص خواجہ محمد اکرم شاگرد میر تقی میر

کیا کہیئے غرض صبر کا مقدور نہیں ہے	اک زخم نہیں دل یہ کہ ناسور نہیں ہے

نزہت تخلص مولوی برہان الدین باشندہ قصبہ دیوا ضلع الہ آباد

گو تم دم مردن مرے بالین پر آئے	کیا ظلم کہ اسوقت بھی منہ ڈھانپ کر آئے
اک قامت رعنا کا تصور تھا مجھے صبح	ہنگامہ محشر کے تماشے نظر آئے

نزہت تخلص رفیع الدرجات خلف عبرت رامپوری

لالہ لالہ داغ جگر ہے صحرا صحرا وحشت ہے	شبنم شبنم رقت ہے اور گلشن گلشن کلفت ہے

نزہت تخلص مرزا ارجمند دہلوی نامہ نویس عماد الملک نواب غازی الدین خان بہادر نظام تخلص

چاک کر پھینک دیا ہاتھہ کا اوجھا وگیا	ایک قصہ تھا گریبان کے سلوانے کا

نزہت تخلص مرزا کرامت اللہ دہلوی برادر زن مرزا جمعیت شاہ ماہر

اوٹھالوں سر یہ اگر ہو وے غم خدائی کا	مگر نہیں ہے گوارا ستم جدائی کا

نزہت تخلص لالہ رام سروپ ابن لالہ شام لال متوطن کرادلی ضلع مین پوری

مہربان مجھہ پہ جو وہ خورشید سیما ہو گیا	آج روشن میری قسمت کا ستارا ہو گیا

نساخ تخلص راقم اوراق ہیچ میرز عبد الغفور

اشعار دیوان اول

شہید ناز ہون مین دیدۂ آئینہ رویان کا
گمان کیونکر نہ ہو زخمون پہ میرے چشم حیران کا

کیا ہے نفس امّارہ نے گمرہ دل کو اہو زار
ہوا ہے غول خضر راہبر اپنی بیابان کا

کسی مہرو کی فرقت مین ہوئین جو موجزن آہین
بنا ہے کشتیِ طوفان ہلال اپنی گریبان کا

سراپا زخم ہون تیغ زبان یار سے لیکن
نہین ملتا ہے مثلِ ذات حق مُنہ زخم پنہان کا

کیف مے سے چشمِ مستِ یار مین ڈورے ہین
مجھکو دہوکا دے رہے ہین دام آہوگیر کا

اون نکیلی چتونون سے ہوگیا سینہ فگار
کیا اثر ہے ڈھال کے پھولون مین نوکِ تیر کا

جنبشِ ابرو سے اوسکے لوٹتا ہی مرغ دل
کام وہ صیاد لیتا ہے کمان سے تیر کا

موم دل جو ہی ستاتا ہے اوسے ہر سنگدل
شمع کا سر کاٹنا اک کھیل ہے گلگیر کا

ٹوٹ جائے رشتۂ جان اوسکا آنا ہو جو بند
آمد و رفتِ نفس ہے آنا جانا یار کا

کام تیرے پانون کا کب دست مانی سے ہوا
تیرا ہر نقشِ قدم نقشہ ہے روئے حور کا

پوچھو نہ حال گرمیِ حسنِ شباب کا
ہے دوپہر کو گرم مزاج آفتاب کا

اے صنم تیرے سنہرے رنگ کی جھلک سے
پوروں پہ مہندی کا چھلا خاتم زر ہوگیا

ٹکڑے پھر جوشِ جنون مین اپنا دامان ہوگیا
ہتکڑی ہاتھون مین پھر تارِ گریبان ہوگیا

سر سجدہ گوشۂ محرابِ ابرو مین جو ہے
ہندوی خالِ صنم شاید مسلمان ہوگیا

سونے کی مول بکتی ہے زنجیر آہنی
آیا ہے اے پری جو یہ موسم بہار کا

حاصل ہے اشارون مین مزا لطفِ بیان کا
لیتا ہے وہ نوکِ مژہ سے کام زبان کا

اوسکی انگیا کی جو چڑیا کا مجھے رہتا ہے دھیان
ہے کفِ دست آشیانہ طائرِ افسوس کا

کم نہین ہے سان کی گردش سے دو چشم مست
شک تری آنکھون کے ڈورون پر ہے تیغ تیز کا

کون ماہیت کو ترے بت پرفن سمجھا
شیخ سمجھا جو حرم دیر برہمن سمجھا

حقّہ پینے مین نکلتے ہین صدائے رنگین
تیری مثال یہ شک ہے مجھے شہنائی کا

دیدۂ تر کو نہین تحریرِ سرمہ کا خیال
چشمۂ زمزم یہ گویا قافلہ ہے حاج کا

اوڑتے اوڑتے جو خبر سن لے مری نالون کی
نگاہ جاتا اگاہ گرمی دن کبھی برسات کا
آتا جو اوسنے بند کیا میری جان گئی
ہر نگاہ مست ساقی مین ہے کیفیت نئی
جو ذکر حق مین ہے این ہی چرخ گردان سے
منہ دہونے مین کرے جو وہ مسواک کیا عجب
مارا جو تیر اوسنے دل داغدار پر
کس بت چین کا کہلا جوڑا کہ خوشبو ہے جہان
کب گوارا کرتی ہین نازک نفس سختی کا کام
پابوس مع اسے جو وہ پامال ہوا ہے
ہے غلغلۂ حشر و یا شور قیامت
روز و شب کے حال کے پرچے لگا دیتے ہین روز
شک نہین پہرتے ہین روز و شب تلاش یار مین
اتنے گناہ کرتے ہین جنکا نہین شمار
پر زہر آبلے کو مرے دل کے دیکھیے
پروانہ صفت شمع کی سب ہے گرد ہمیشہ
بے اثر وہ ہین کہ بس مجھکو ملایا خاک مین
ہاتھ اوٹھانے مین جو ہوتا ہی بغلگیری کا شک
اوڑائے اوج حسن سبز خوبان کو بہار خط
اب عاشق و معشوق نے دیکھا اثر عشق
تیز ہے جسکی زبان خاموش ہی رہتا ہی وہ
ورد عاشق کا نہ ہو صدمہ کبھی معشوق کا
جو ہین عالی منزلت ہی خود بخود ان کو فروغ

لال گلشن مین ہر اک مرغ خوش آواز رہا
اک روش کتنا بہت دشوار رہا اوقات کا
ضبط نفس نے توڑا ہے رشتہ حیات کا
ایک سی تاثیر مین ہوتی نہین ہے ہر شراب
کہ آسیا سے ہے بخوف دانۂ تسبیح
عالم کہی کہ ہیولی ہے گویا دہن کی شاخ
پیدا ہوئی ہے شیر کی سر پر ہرن کی شاخ
مثل نافہ ہوگیا ہے مشک کا بازار بند
استخوان کوئی چبا سکتا ہے دندان گہر
دیتی ہے خبر یار کے پازیب کی جھنکار
یا اوس بت عیار کی پازیب کی جھنکار
یار کی ڈیوڑہی کے ہرکارے ہین شمس و قمر
جب یہ ثابت ہے کہ سیارے ہین شمس و قمر
تنگ آگئی ہین کاتب اعمال دوش پر
دیکھا نہ ہو اگر گہر آبدار سبز
صورت کی طرح صاف نہین سیرت فانوس
دفن گور نہین کوئی جو لکہہ کے کتنے بار نقش
وصل کا دیتا ہے اب نساخ کو پیغام رقص
ہو سرمہ آئینہ رویونکی آنکھون کا غبار خط
بیتابی دل ہوتی ہے بیان ضبط نہ ہان ضبط
بزم عالم مین نہ ہووے گوش زد تقریر شمع
مرگ پروانہ کی کرتا نہین شعلون چراغ
مہر مہ کا چرخ پر چلتا ہے بے روغن چراغ

وہ لڑائی آنکھہ اوسنے جو کہ ہو دی سر بکف
سب ہے منہ پہ تیرے مبتلا جوہری یہ تیری ہی فدا
تیری روئے صاف سی ہی میری رنگ زرد ہے
نہ آتے تم تو کب کی ای مسیحا ان کوچ کر جاتے
اوڑے ہوئے سوئے دیوانہ آتی ہین پتھر
نہین ہے سختی تنگی دہر سے ایمن
مبتلا ہجران مین ہوکر بڑھ گئے غمہای دل
جسپہ عشق مین ترے نسلخ کھل گیا
دل کو کچھہ بغیر خموشی بتان یاد نہین
دلبر چھٹا کسیکا کوئی چال پر ہم پسا
گالی مجھے جو دے تو جلے غیر رشک سے
اوس بت کے ہجر مین جو ٹپکتے ہین اشک صاف
امید وصل و بیم ہجر مین بس دن گزرتے ہین
بھرتے جواب صاف سے ہین کاسہ سوال
ہے وصل مین وہ زلف گرہ گیر گلے مین
دانت پنہان ہین لب شیرین مین اے شیرین مرے
دربدر اپنی نگہ پھرتی ہے ماری ماری
بوسۂ خال پہ تو دانت نہ ہین اسے فنّاخ
چشم فتان سے جو ہے دستہ نرگس حیران
سرمہ کی حاجت نہین چشم سیاہ یار کو
بل بے صفائی ہاتھونکی ای دلبر فرنگ
کیونکر زبان سے اوسکی نزاکت کا ہو بیان
ہون اسیر مجھے ساقی ازل کی باعث

چشم قاتل ہے نگاہ تیز سے خنجر بکف
اے ماہی وصبح و مسا ایک اسطرف ایک اسطرف
چاندنی چاندی کا پتر دہوپ سونے کا ورق
دل و دین عقل و ہوش خواب خور تاب و توان تا بکے
بنی ہے فصل بہاران مین مثل برگ سنگ
ہوئی ہے گوشہ گزین سنگ مین اگر رگ سنگ
حیف دل افسوس دل احسرتا دل ہای دل
کوئی نہین ہے جان کا دشمن سوا دل
اسلیئے لب پہ مری نالہ و فریاد نہین
تعویذ حب و بغض ہے نقش قدم نہین
اوس بت کی دشمنی بھی محبت سی کم نہین
سنگ چکان سی کم مری چشمان نم نہین
عجب کچھ زیست ہے اپنی نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین
اس عہد کی بخیل بھی حاتم سے کم نہین
اب طوق گلے مین ہے نہ زنجیر گلے مین
کونسا خرما ہے جسمین استخوان ہوتا نہین
بیٹھ رہنا کبھی سائل کے مقدر مین نہین
چابنی دانتون سے لوہے کے چنے کھیل نہین
مسی لب سے ترے ہو گئی مجلس حیران
کام کیا سنگ فسان سے تیغ جوہر دار کو
دل ہاتھون ہاتھ لے لیا مجھسے ملا کے ہاتھ
مہندی ملنے سے لال ہون جب نہ تھا کہ ہاتھ
جام مے شیشہ صراحی خم صہبا بدلے

وہ میری عشق صادق کے اثر سے سیر امعشوق ہے — جو مجنون تھا وہ لیلی ہے جو لیلی تھا وہ مجنون ہے

ہوئی کیفیت اشراق حاصل مے کے پینے سے — ہر اک مےکش ترے دور ہی مین ای ساقی فلاطون ہے

جدا معشوق سے عاشق کو کردے — مگر دور فلک شور اذان سے

لاکھہ آرزو کی خون سے ہے ظالم بھرا ہوا — آب بقا کہان تری چاہ ذقن مین ہے

شمع داغ تک غرور ناز معشوقانہ ہے — رخ پہ خط سبز غزل حسن کا پروانہ ہے

خاک پاتے مری مرقد کا نشان صبر شکیب — بعد مُردن جو تری چاہ چھپائی ہوتی

سرچڑھا ہے اے بت شمشیر زن عاشق کا خون — خلق سمجھی ہے غلط پیشانی پر سیندور ہے

کی بیان حال مین اوسکی فراموشی کی یاد — آتے آتے تا زبان تقریر آدہی رہ گئی

کعبہ بخدا اگر ہو ترا سنگ در اے بت — بھولی سی رہی یاد کہ سجدہ نہ کرینگے

جبین پر خون دل کو ہے جو دربدر آوارہ ہے — دخت رز کو دور ساغر جنبش گہوارہ ہے

اوسکو بھی میری جدائی سے ہو رنج — جان مشکل سے جدا ہو تن سے

اشعار دیوان دوم

ہوئے جو محو وفا کوئی بدگمان نہ ہوا — ہمارے اونکے محبت کا امتحان نہ ہوا

وہ خال فتنہ ہے جو فتنہ زمان نہ ہوا — وہ بال جان ہے جو گیسو وبال جان نہ ہوا

یہ اعتماد رہا اونکی بیوفائی پر — کہ وہ عدو سے ملے اور مین بدگمان نہ ہوا

مگر ہے حال دل زار وصل کا مضمون — کہ پیش یار کبھی شرم سے بیان نہ ہوا

مُنہ پہ آئینہ نے قلعی بھی چڑھائی لیکن — نہ ہوا یار ترے منہ کے برابر نہ ہوا

کٹ گیا سر تو مرے حلق سے نکلی یہ صدا — سر بھی اک بار گران تھا نہ ہوا اسنہ ہوا

دیکھتا ہون نظر یاس سے تو کہتے ہین — کیا کرین پاس ہمارے کوئی خنجر نہ ہوا

غبار خاکساران اوٹھکے سوئے چرخ جاتا ہے — تعجب کیا فلک پر ہو اگر کوئے زمین پیدا

پردہ ہی سے پردہ نشین جو تجھے پردہ نہ ہوا — پردۂ چشم کو رشک آیا کہ پردہ نہ ہوا

اسے لب یار اسی کا ہے مسیحائی نام — دل بیمار سکا تم سے جو مداوا نہ ہوا

تجھکو تکلیف عیادت بھی نہ دیمی رشک مسیح
نزاع کی بھلا تاب کہان سے لاتا
کثرتِ عشاق نے پردے مین بٹھلایا تجھے
ٹانکتا ہے زخم دل اوسکا اداسے دیکھنا
قتل ہونے پر بھی مین ہرگز نہ نکلا قید سے
رشک سے کیونکر نہ مرجاؤن کہ رکھا اوسنے
یاد مین زلفون کے روشن داغ کیسا ہوگیا
وصل مین جو دست رنگین سے چھپائین چھاتیان
خط جو نکلا حلقۂ گیسو ہوا بے نور صاف
بیٹھے تم پردے مین بے پردہ ہوا ہیان عشق
ہنستے ہنستے باغ مین جو گل کے منہ پر منہ کیا
جھوٹ دعوے اون مسی آلودہ ہونٹھون نے کیا
نعش پر بے پردہ آئے اور سب دیکھین آنکھ
کیون جلاتا ہے عدو کو واسطے اے شعلہ رو
جسنے اوس نوخط کو دیکھا محو الفت ہوگیا
بعد مردن بھی اثر اللہ ری سوز عشق کا
لاگ پر غیرون کی مجھسے دوستی کی یار نے
بخت کا شاکی وہ تھا مین سنکے پیغام وصال
ہوگیا دشمن جو کی اوس پر محبت کی نگاہ
دور فلک ستمگر جب حسب مدعا تھا
کسکے امید الطاف ستم آمیز حورون سے
ستم ڈھانے کو میرے پاس بیٹیا بانہ آئی بیز
یار کے ساتھ آتے ہین اغیار بھی

مر گیا جو ترا بیمار یہ اچھا نہ ہوا
یہ ہوا خوب کہ مین حضرت موسیٰ نہ ہوا
یہ لگا ہو لگا ہجوم اے جان جلمن ہوگیا
رشتۂ نظارہ گویا تار سوزن ہوگیا
زخم شمشیر ہلالی طوق گردن ہوگیا
میری جان کو موت رنج مرگ دشمن ہوگیا
آفتاب آسمان جوش سودا ہوگیا
طائر رنگ حنا انگیا کی چڑیا ہوگیا
دیکھکر رنگ زمرد مار اژدہا ہوگیا
پردۂ افشا مین پنہان روے اخفا ہوگیا
سرخ اوس گلرو کا منہ غصہ سے کیسا ہوگیا
پھول سب ہنستے ہین منہ سوسن کا کالا ہوگیا
ہاے جینے سے بھی بدتر اپنا مرنا ہوگیا
دل ہمارا کیا کوئی تعویذ حب کا ہوگیا
خط سبز یار کیا نقش محبت ہوگیا
فاتحہ کو جو گیا وہ شمع تربت ہوگیا
بغض دشمن کا مرے حق مین محبت ہوگیا
شکر بھی آیا جو ہونٹھون تک شکایت ہوگیا
دیدۂ الفت مگر چشم عداوت ہوگیا
آہون مین بھی اثر تھا نالہ بھی تب رسا تھا
وہ عاشق ہون کہ جینا مجھکو مرنے سے پسند آیا
کمند گردن خوبان ہے ہر نقش قدم میرا
جذب دل کا زور ہم دکھلا ئین گیا

اک زخم دلکو لگا واہ رے نصیب
تماشا تھا دم مُردن اگر وہ خندہ یہ آجاتے
آسمان خاک مین ملاتے ہمکو
آئے ہین دیکھنے کے بہانے وہ نزع مین
قسمت تو دیکھنا کہ ستانے کے واسطے
ہر ایک میری جان کو آفت ہے ای ندیم
نالون سے مرے صور کا دم بند ہو گئے
ہووے گا پردہ فاش دل چاک چاک کا
روتا ہون کسکے غم مین مین کیا بدگمانیان
رحم آگیا ہے حال یہ نساخ کے ضرور
شب فراق سے تھی بڑھ کے بیقراری رات
سونے دو ایسا نہ ہو چونکین تو ہو جائین رقیب
وصل مین نساخ تم کیون چھیڑتے ہو ذکر غیر
نساخ جذبہ شوق سے وعدہ مگر ہے آج
جانے کا اونکو قصد بیانسے مگر ہے آج
ہے معترف گناہون کا نساخ ای کریم
میرے مرنیکا یہ غم ہے کہ مجاور بنکے
مین نے ہر طرح سے کر دیکھا ہے گنڈا تعویذ
نقش کیا کیسا فتیلا اور کہان کا تعویذ
موت اوسکے منہ مین پانی چو آتی ہے آج
منتظر مین وصل مین اسکا کہ اوٹھ جائے حجاب
تیری آتی ہے ان آنکھون مین نہ ٹھہرا انتظار
اوس بُت پیمان شکن کی بات پر ای دل نہ بھول

دشمن بھی رات میری طرح بیقرار تھا
تو دست یار مین نساخ و دامان قضا ہوتا
تیرے دل کا غبار ہے گویا
مرنا تو اور جینے سے دشوار ہو گیا
اے ہمنشین رقیب بھی ایک آسمان ہوا
ناصح ہوا رقیب ہوا آسمان ہوا
نساخ کبھی حشر بپا ہو نہین سکتا
چلمن سے شکل اپنی نہ مجھکو دکھائین آپ
ناحق کا ہاے ہاے نہ طوفان اوٹھائین آپ
کرتے ہین اوسکے حق مین جو ہر دم دعا چراغ
سحر کا خوف رہا وصل مین جو ساری رات
خفتگان خاک کو نالو جگاتے ہو عبث
فتنۂ خوابیدہ کو دیکھو جگاتے ہو عبث
کیون ہر گھڑی نگاہ تری سوی در ہے آج
گردش پہ آسمان کے برنگ دگر ہے آج
اک دن ادا ہوئی نہین مجھسے نماز صبح
گور پر بیٹھے رہے مہر و وفا میرے بعد
نقش باطل ہین یہ سب نقش فتیلا تعویذ
عشق صادق ہے جو پوچھو تو ہے سچا تعویذ
کل آپ آئے تھے جسے بیمار دیکھکر
اور اونکو لائے مرغ سحر کا انتظار
شعلہ رُد کھہ تو سہی سیماب تھا یا انتظار
جان من وعدہ کہان کا اور کیسا انتظار

جان کو ٹھہرا رکھا ہے لب پہ شوقِ دیدِ میں
تواضع سے کیا ہے صیدان شہر ہی غزالون کو
مجھے گمراہی ناسخ سے حیرت یہ حیرت ہے
بلائے تو اشارے سے جو اے پردہ نشین مجکو
ہوا گرم سخن بے خوف اوس سے بزم اعدا مین
نہ جائیگا مرا خون رائیگان اے قاتل عالم
کرتی ہے جو تسکین دلِ ناساز کی آواز
کوئی پیغام زبانی یہ نگر لایا ہے
خود بخود آکے جو کٹواتی ہین عشاق گلے
ساتون یہ دلفریب ہین دل کسکو دیجیے
پتا نہ سوزش پروانہ کا کبھی پائے
یہ مردہ زندہ کرنا نہین ہے کہ سہل ہو
نہین ہے اب کوئی مونس اسی سے جی بہلے
ہے بوسۂ لب شیرین بہی کسقدر شیرین
طریق عشق مین ہین خضر راہ اے ناسخ
ہوئی ہین لاکھون ہی ایسے کرامتین ظاہر
اپنے دلمین کیا ہی چھپاتے ہین در کو کھولکر
آفت ہو تم بلا ہو ستم ہو غضب ہے تم
آتی ہے اونکی جان لبون سے جو پہر گئی
تم سے ہوا نہ دردِ دلِ زار کا علاج
کیسا فلک شہ پہونچے کبھی اونکے کان تک
سودائے زلف سر سے نکالین یہ جی مین ہے
کام تکرار سے ہے وصل مین کیا

کر رہا ہے دیکھیے کار مسیحا انتظار
قد خم گشتہ کار تیر کرتا ہے کمان ہوکر
چلا کعبے مرید حضرت پیر مغان ہوکر
کرینگی کام تیری اونگلیان گویا زبان ہوکر
رہا محفوظ مین بتیس دانتون مین زبان ہوکر
گواہی حشر مین دیگا ترا خنجر زبان ہوکر
قانون شفا ہے یہ ترے ساز کی آواز
پائے قاصد مین ہے جبریل کی پر کی آواز
نقش تسخیر ہے قاتل تری تلوار کی پاس
ابرو مژہ نگاہ جبین زلف خال خط
چراغ لیکے اگر ڈھونڈنی کو جائے چراغ
اے حضرت مسیح ہے مشکل دوائے عشق
نکل نجائے خدایا کہین یہ حسرت دل
کہ بند ہوگئے اے جان لب شکایت دل
ہمارے قبلۂ و کعبہ جناب حضرتِ دل
ہین ایک مرشدِ کامل جناب حضرتِ دل
غضب کو مثلِ غریب زنجیر کہڑکاتے ہین ہم
لیکن کسیکے ہوتی ہوئی کچھ عجب ہو تم
کہنے لگے مرد بہی کہین جان بلب ہو تم
پہر کونسے مرض کی تبا دوا ہو تم
ہم جانتے ہین نالو بڑے نارسا ہو تم
کب تک سنا کرین یہ بہلا کیا بلا ہو تم
مین تو بس ایک ہی نہین مین نہین

نہ مرے لاکھ بار تو نے کہا
خاک اثر تیرے مر کہین مین نہین

وہ سما جاتے ہین مانند نظر آنکھون مین
کرتے ہین دیکھتے ہی دیکھتے گھر آنکھون مین

اوسکے حسن نمکین کا یہ سمایا ہے خیال
خواب کا بھی نہین ہوتا ہے گذر آنکھون مین

مین تو نہین ہون بوالہوس مین تو نہین ہون بیوفا
مین تو نہین ہون کچھ رقیب گھر مین مجھے بلائیے کیون

کیون نہ کرین بہانہ وہ پاس ہمارے آنے مین
یہ تو نہین عدو کا گھر جسکے یہان وہ آئین کیون

تمکو وہ ہمارا کیون کیا نام ہمارا کیون لیا
ہمسے نہین ہے لاگ اگر غیر دنسے وہ لگائین کیون

برابر اوسکو شب وروز وصل یار مین ہے
مگر رقیب کے سر پر یہ آسمان نہین

تم سے ڈرتا ہون کہین توبہ نہ آئے نوبت
آپ سے آپ لگے کہنے جواب تم مجھکو

دم تڑپنے ہوا جو شانے کو
زلفین اولجھین مرے پھنسانے کو

آہ سوزان سے دل ہوا ٹھنڈا
ہین دم سرد جی جلانے کو

جل اوٹھے اور آگ دل مین مرے
اشک دوڑے تھے جو بجھانے کو

ہون وہ افتادہ نقش پا کی طرح
ننگ سمجھا ہون سر اوٹھانے کو

نہ بولو منہ سے مگر آنکھ سے سلام تو لو
تم اپنی چشم سخنگو سے کوئی کام تو لو

جل بجھا خاک ہوا مٹگیا برباد ہوا
شمع نے تو بھی نہ لی کچھ خبر پروانہ

خاک معشوق کو ہو عاشق دلسوز کا غم
شمع ہنستی تھی کھڑی رات سر پروانہ

اے سکندر کس سے مانگون داد ہاتھون سے ترے
کیا بگاڑا ہے حسینون کو بنا کر آئینہ

آئینہ کی اوٹ کر لی میری صورت دیکھکر
واے ناکامی بناے سکندر آئینہ

بزم مین اوسنے اوٹھا کر آئینہ دیکھا جو منہ
ہوگئے حیران جوان و پیر پشت آئینہ

لی نہ اوس آئینہ رو نے وصل مین کروٹ ادھر
شور دل ہے نالہ رشگیر پشت آئینہ

کیا صفائے سینہ ہے جو نظر آتی ہے صاف
آئینہ مین ہے عیان زنجیر پشت آئینہ

ہجر مین خوب وقت پر پہونچے
اے اجل مرحبا جزاک اللہ

بیباکیون سے آئی ہے صاحب حیا تجھے
ہم بھی خدا کی شان کہو بیوفا مجھے

یہ وقت وہ ہے عشق کی مٹی خراب ہے
اب بوالہوس بھی کہنے لگے بیوفا مجھے

مر جاؤن مین تو ترک کرین وہ رقیب کو
کرتے نہین ہین بات شبِ وصل کیا عقدہ کہلے
نہین سہو سمجھتے ہین زلفِ دراز بھی اوسکو
ہر سو ان سے جان دیتے ہین مرنا نہین نصیب
ہے بات ایسی ہی کچھ تو کہ بزمِ یار مین جب ہون
تدبیر اپنی جان کی اے اللہ کیا کرین
کبھی طور پر سجاؤن ارنی کہون نہ ہرگز
زلفین سنبل نے سنواری مسی سوسن نے ملی
جمع جو عشاق مین اور پڑہتے ہین ہر دم ورد
ہے تیرے عشق کی سب مرد و زن مین دہوم ہے
گل سے بلبل کو محبت سرو کو قمری سے عشق
کرتی ہے بپا ہر دم ہر لحظہ نئے فتنے
بہار آئی ہے اے نساخ جی مین ہے نکل جاؤن
کسکو منظور ہے دشمن کی دعا کا احسان
بہرا جاتا ہے شورشِ شوق سے دل
جلاتی ہے مردون کو وہ چشم کافر
پہڑکتی ہین نساخ جو اپنی آنکھین
یون محبت وہ جتاتے نہین مجھے
کہتے ہین پردہ در پردہ راز
ہوا نقشِ محبت کا اثر
کہتے ہین عاشق صادق مجھکو
کشمکش مین جو پھنسا زلفون کو سلجھاتی ہے
خاک آلودہ لباس اپنا جو دیکھا کی وفا

بس جانکا زیان ہی مری حق مین سود ہے
عقدہ دہانِ یار کا دشمن کا راز ہے
شبِ فراق بڑی بد بلا ہے کیا کہیے
حاصل یہی ہے الفتِ زلفِ دراز سے
عدو سمجھتے ہین منہ مین مری زبان نہین ہے
آتی نہین فراق مین کیا موت مر گئی
مرے دم مین دم کہان ہے کسی تابِ لنترانی
آمدِ فصلِ بہاری کی چمن مین دہوم ہے
نقشِ پائے یار کیا قبرِ دلِ مرحوم ہے
لیلی و شیرین و قیس و کوہکن مین دہوم ہے
فصلِ گل مین رسمِ یاری کی چمن مین دہوم ہے
پیری یہ فلک کی ہے یا رونکی جوانی ہے
برنگِ نالۂ زنجیر مین بند سلاسل سے
میری مشکل نہ خدایا کہین آسان ہووے
سراپا تمنا ہوا چاہتا ہے
فرنگی مسیحا ہوا چاہتا ہے
کسی سے اشارا ہوا چاہتا ہے
چشمِ دشمن سے چھپاتے ہین مجھے
بات پردے سے سناتے ہین مجھے
مثلِ تعویذ جلاتے ہین مجھے
اپنے نزدیک بٹھاتے ہین مجھے
دلِ صد چاک اولجھتا ہے ترے شانے سے
گرد ہے یا سرمۂ تسخیر پیراہن مین ہے

ہجر مین کیا کیا مجھکو جلایا — سرد ہی دل باد سحری سے

دیوانہ ہون وون جو تشبیہ — آگ وہ ہو گئے نامہ بری سے

گا ہے جلایا گا ہے مارا — خوش نگہی سے بدنظری سے

شانے نے سلجھائین وہ زلفین — اولجھا مین آشفتہ سری سے

خاک خبر لے میری وہ غافل — بیخبری ہے بیخبری سے

گھڑی بھر بھی جو بیفکری مین گزرے — خضر بہتر ہی عمر جاودان سے

مدت پہ راز پند و نصیحت کا اب کھلا — نساخ مجھکو رات وہ ناصح کے گھر ملے

تم دشمن بدبین سے جو پروا نہین کرتے — اچھا نہین کرتے ہو یہ اچھا نہین کرتے

کرتے نہین ہم گل کی روش چاک گریبان — بلبل کی طرح عشق کو رسوا نہین کرتے

کیا جانیے کیا اونکو گمان ہے کہ ہمیشہ — وہ بیخبر آجاتے ہین وعدہ نہین کرتے

شرمانے لگے کیون دل صد چاک سے میرے — چلمن سے کبھی آپ تو پردا نہین کرتے

کیا مین ہی گنہگار ہون آنکھین نہ لگا لو — اغیار تمھین بزم مین دیکھا نہین کرتے

گر کہیے کچھ بولے کیون وصل مین چپ ہین — کہتے ہین کہ ہم آپ کا کہنا نہین کرتے

بے مہر ہین بیدرد ہین بیرحم ہین نساخ — اصنام ذرا خوف خدا کا نہین کرتے

مجھسے کرتا ہے جو خوش چشم اشارا کوئی — بزم مین ہاے بگڑ جاتا ہے کیسا کوئی

رشک اونکو بھی ہو جو باغ مین دیکھین یہ حکم — مجھسے گل تک نہ ہنسے بولے نہ غنچا کوئی

پردۂ دیدہ و دل مین ہو تمھین جلوہ نما — کیا چھپائین کہ نہین آپ سے پردا کوئی

وصل مجھکو نہ ہوا اور نہ دشمن کو فراق — ہاے نکلی نہ مرے دل کی تمنا کوئی

مشکل آسان جو ہوئی دیکھ کے اونکو دم نزع — بولے وہ ہاے نہ آتی تو نہ مرتا کوئی

ایسی دیکھی ہے نگاہ غلط انداز بہت — چھین سکتا ہے مرے دل کو بھلا کیا کوئی

ہے عجب دور کہ ہر ناکس و جاہل نساخ — زعم مین اپنے کوئی میر ہے سودا کوئی

نسبت تخلص منشی رگھناتھ پرشاد متوطن شاہ آباد شاگرد مفتون و عالم مقصود

استخوان ہر ایک سوز غم سے جلکر رہگیا — شمع کے مانند دل غم سے پگھل کر رہگیا

نسبت تخلص میر احمد علی مرحوم ریختی گو ے لکھنوی صاحب دیوان ہین

انسے دو گانا وہ لگی آنکھہ نہین	مجھسے تیری یہ پھر گئی ہے آنکھہ
بل بہر اک شخص سے جو کرتی ہے	کسی بانکے سے کیا لڑی ہے آنکھہ

نسیم تخلص نسیم اللہ باشندۂ میرٹھہ شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

دم بدم آج دم سرد جو بہرتی ہو نسیم	یاد شاید چمن کوچۂ جانان آیا

نسیم تخلص مولوی حکیم نسیم اللہ خلف حکیم محمد علیم اللہ باشندۂ کول عدالت کول مین وکالت کرتے تھے

بے سبب ہر کس و ناکس سے لڑا کرتی ہیں	اپنی آنکھون کو ذرا اوبت بے فن سمجھا
نسیم اون سے کہتا ہون گر بات کوئی	تو کہتی ہین کیا کچہ سنا چاہتے ہو
گن گن کے روز کرتے ہین وہ عاشقونکو قتل	ہر روز اونکے کوچہ مین روز شمار ہے

نسیم تخلص نواب محمد حسین علی جاگیر دار ہرلور متعلق الیسور

عاشق ہون زلف کا مین گنہ کیجیے معاف	گر کچہ خطا کی بات زبان سے نکل گئی

نسیم تخلص گلزار علی

غیرون کے ساتھہ اوسکی تو ساری بتیا ک ہین	اک ہم ہی ای نسیم اوڑانے کو خاک ہین

نسیم تخلص دیاشنکر پنڈت کشمیری ولد گنگا پرشاد باشندۂ لکھنو صاحب مثنوی گلزار نسیم شاگرد آتش اپنے مذہب کو ترک کرکے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے مثنوی انکی نظر سے گذری

ذلت ہے جو پھیلاے بشر پیش بشر ہاتھہ	یارب نہ کبھی ہاتھہ کا ہو دست نگر ہاتھہ
کس سوچ مین ہو نسیم بولو	آنکھین تو ملاؤ دل کہان ہے

نسیم تخلص مرزا راجہ کدار ناتھہ دہلوی پیشکار نظارت دربار شاہی نبیرۂ راجہ رام ناتھہ بہادر شاگرد رنگین

قتل ہاتھون سے ترے یہ دل رنجور ہوا	درد سر روز کا تہا خوب ہوا دور ہوا
ہے حب سے جپا ہم سے دلآرام ہمارا	پاتا ہے نہین تب سے دل آرام ہمارا

مسی مالیدہ دندان یار کے کیسے چمکتے ہین	تعجب ہے کہ تارے ابر مین کیونکر چمکتے ہین

نسیم تخلص پنڈت برج ناتھہ اکبرآبادی

کسی کو دیکھنے منظور ہو جو خار مین روح	تو آکے دیکھے یہان میرے جسم زار مین روح
نسیم جائے اگر باغ مین وہ جان جہان	ہر ایک گل مین پڑی جان ہر ایک خار مین روح

نسیم تخلص اصغر علی خان دہلوی بن نواب آغا علی خان نسیم لکھنؤ شاگرد مومن خان اشعار انکے اچھے ہوتے ہین لکھنؤ مین انکے شاعری کا بڑا شہرہ ہے دیوان انکا نظر سے گزرا ۱۲۸۲ بارہ سو بیاسی ہجری مین انتقال کیا

ہون عاشق دیوانہ جو معشوق خدا کا	غل نالۂ زنجیر مین ہے صل علی کا
جب دیکھیے قرار نہین ایک شکل پر	میرا ساب تو حال ہوا روزگار کا
اونھین ہٹ تھی مجھے خواہش رہا جھگڑا نہین ہان کا	وہان دامن نہین یہان صاف تھا مطلع گریبان کا
حیا بڑھنے نہین دیتی ارادہ نوجوانی کا	اشارا ہو کے رہجاتا ہے ہم پر مہربانی کا
کبھی آغوش مین رہتا کبھی رخسارون پر	کاش اے آفت جان مین ترا آنسو ہوتا
منہ میرا نہ کہلواؤ کہ ہو جائینگے لب بند	دیکھو یہی اچھا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
صلح کے بعد جو سوچا تو یہ بولا کافر	ہاے منہ دیکھے گا اگر وہ مسلمان میرا
کیون ڈراتے ہین یہ واعظ کہ خبردار رہو	کیا جہنم بھی کوئی کوچۂ جانان ہوگا
کہے دیتی ہین یہ نیچی نگاہین	کہ بالائے زمین کیا کیا نہ ہوگا
دیکھو رقیب آئے دیکھو رقیب آئے	کیا منہ اب آپ کا ہے جو منہ چھپائیے گا
نہ گھورئیے مجھے بوسہ اگر لیا تو لیا	رقیب دل مین سمجھ لو اگر ملال ہوا
افشاے محبت کا جو تھا خوف تو ہر اشک	آنکھون مین نہان تھا کوئی دامن مین چھپا تھا
جب مین بیتابی سے گھبرایا تسلی اسنے کی	مونس جان حزین شب بھر ترا فقرا تھا
بیکسی اپنی وہ رونا تیرا	مجھکو ہنگام سفر یاد آیا
گلے مین بخت کے اونکا بھی کچھ نقشہ نکل آیا	ہوئی تھی صلح کس مشکل سے پھر جھگڑا نکل آیا
یہ حسن تھا کہ آنکھہ ہماری جھپک گئی	پردہ پڑا جو یار نے پردہ اوٹھا دیا

نام میرا سنتے ہی شرما گئے
معاذ اللہ گر سہے نو جوانی
واے قسمت کہ رہتے ہین وہی سحر دیکھ کر
ایک بوسہ بھی نہین اچھی طرح لینے دیا
اللہ رے بیکسی کہ یہ نوبت ہے آج کل
دشمنی کی مجھ سے میری آرزو یا شوق نے
منت بھی کی مگر نہ کسی نے مری سنی
آنکھون مین ہے حیا تبسم فزا ہین لب
ہوتی ہین جوش عشق مین جو جو شکایتین
کہتے ہین مجھکو دیکھ کے خاموش خیر ہے
کسقدر خاطر عدو ہے دشوار پسند
ہاتھ مین خنجر کمر مین تیغ تیز
بوسے گر ہمنے لیے ہین تو دیے بھی تم کو
کس کس مصیبتون سے ہوئی ہے نصیب مرگ
دیکھو او قاتل بسر کرتے ہین کس مشکل سے ہم
برق نے اک طرز بیتابی مرا سیکھا تو کیا
موت کا ہے کو قیامت تک اب آئیگی ہمین
شوق شراب و خواہش جام و سبو نہین
بوسہ ہم آج مانگتے ہین
برہم ہین وہ غیر بے حیا سے
اچھا اچھا عدو سے ملیے
ارمان نکل جائین کچھ عاشق مضطر کے
تھا یہ خطرہ کہین پسند نہ ہون

تم نے تو خود آپ کو رسوا کیا
رہو گے عمر بھر تم پارسا کیا
کسلیے تکلیف کی ہے آپ فرمائیے گیا
بولے جھنجھلا کر اجی بس دم مرا گھبرا گیا
ارمان تک بھی دل سے ہمارے نکل گیا
اضطراب ایسا بڑھا آخر کو پردا ہو گیا
مانند قول یار مین بے اعتبار تھا
شکر خدا کہ آج تو کچھ راہ پر ہین آپ
کہتا ہے ناز سے وہ بت سیم تن درشت
کیون چپ کھڑے ہو سامنے دیوار کی طرح
جز اجل کچھ نہین کرتا ترا بیمار پسند
یہ ارادہ سے ایک مشت خاک پر
چھٹ گئے آپ کے احسان سے برابر ہو کر
کیا کیا اوٹھائے ہین شب غم مین قضا کے ناز
چارہ گر سے دردنالان درد سے دل ہی ہم
سیکڑون باتین ہین ایسی خاطر ناشاد مین
سخت جانی حضرت عیسے بنائیگی ہمین
ہے سب حرام جب سے کہ پہلو مین تو نہین
کرتے ہین قسمت آزمائی
مانگین کچھ اور بھی خدا سے
جاؤ جاؤ اجی بلا سے
آنسو نہ مرے پونچھو رو لینے دو جی بھر کے
گالیان بھی مجھے سنا نہ سکے

جب اور کسی پر کوئی بیداد کروگے
یہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کروگے

کہا مین نے تنہائی ہے بات سن لو
کہا ہنسکے تم کو تو سودا ہوا ہے

سفر ہے دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہے
نسیم جاگو کمر کو باندہو اوٹھاو بستر کہ رات کم ہے

دیتے ہو بوسہ تو کہین لاؤ بھی
خیر کسی طرح سے شرماؤ بھی

یہان تک تھی حریص نالہ بلبل
نکالی بیضے سے منقار پہلے

نسیم تخلص محمد یعقوب ولد حافظ غلام احمد نکہت تخلص خواہرزادہ عبد الحکیم بسمل شاگرد عبد الکریم سوز

نہ اوٹھاؤ نسیم کو در سے
جانیو خاکسار ہے اپنا

ہوگئے خاک ہم وے ظالم
دل مین تیرے غبار ہے ابتک

کوئی نبہتی ہے اسطرح کہ سدا
اک نہ اک بات پہ لڑائی ہے

نشاط تخلص میرن شاہ درویش مقیم دہلی بیس برس ہوئے کہ انتقال کیا

لگے ہو بیٹھنے اوس بیوفا کے پاس بہت
نشاط آپ کو یہ کیا خیال آیا ہے

نشاط تخلص مولوی الہی بخش باشندہ کاندہلہ فقیہ بے بدل تہے دہلی مین مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ کی خدمت مین تحصیل علم کی تھی

تیغ ابرو کا اگر کچھ بھی اشارا ہوجاے
آپ کا نام ہو اور کام ہمارا ہوجاے

نشاط تخلص ایسری سنگہ کایتہ عرف بسنت سنگہ ولد لالہ سندر داس شاگرد رنگین و انشاء اللہ خان

کوئی تڑپہے ہے مارا چشم کا اور کوئی قامت کا
ترے کوچے مین ہے گرم آج ہنگامہ قیامت کا

پاؤن تک دسترس کہان ہے نشاط
ہاتھ سے ہاتھ لگ نہین جاتا

نتھ کے حلقے کا دیکھکر عالم
ناک مین آرہا ہے میرا دم

آشنائی تجھسے کیا کی مجھسے نادانی ہوئی
دوستی میری ہی آخر دشمن جانی ہوئی

جسے چاہے ہے دل اپنا قیامت خوبصورت ہے
پری ہے حور ہے تصویر ہے محبوب صورت ہے

اے بتو ہم نہ پہرے پاس وفا سے اپنے
جو کیا تم نے سنو تم پاؤ خدا سے اپنے

نشاط تخلص لالہ اجودھیا پرشاد فرخ آبادی خلف لالہ ایسری پرشاد

قلق و یاس و غم و رنج و الم درد و بلا	اور کیا عشق سے ہاتھ آئے دل ناشاد آیا

نشتر تخلص میر امداد حسین ولد میر حامد علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر انسے مرشد آباد مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

یاد آئی میکشی جو تری برشکال مین	بجلی کیطرح ہونے لگا بیقرار دل

نصرت تخلص لالہ گوبند رائے کایتھ شاگرد نصیر

کمر کا خیال اوسکے جب آ گیا	تو سب نے کہا یہ عدم کو چلا

نصرت تخلص غلام نبی خان خلف حکیم مشرف علی خان باشندۂ فیروزآباد ضلع آگرہ شاگرد صمد علی حسرت

یاوری پر ہے آج کل تقدیر	ورنہ مین اور کوچہ دلبر کا

نصیر تخلص نصیر الدین غوثی جلیسری

گلبدن پھولونکی چھڑیونسے کرے ہے اہتمام	حاکم فصل بہار اب ہوکے آئی ہے بسنت

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میان کلو ولد شاہ غریب اللہ سجادہ نشین شاہ صدر جہان علیہ الرحمۃ شاگرد میر محمدی مائل آخر عمر مین حسب طلب دیوان چندو لال حیدرآباد دکھن کو گئے وہین وفات پائی مضامین عالی و تازہ خوب باندھتے تھے سنگلاخ اور مشکل زمینون مین اونسے بہتر کہنے والا پیدا ہوا نہین انکا دیوان نظر سے گزرا

پشت لب پر ہے تری یہ خط ریحان ایسا	منہ تو دیکھو لکھے یاقوت رقم خوان ایسا
سبز بختی کہون کیا اپنی کہ جھٹ جان گئی	پڑھکے افسون جو کہلائے کوئی مین لایا بیڑا
یون دل صد چاک کو نسبت دیدۂ تر ہے چنا	یہ گل پژمردہ ہے اسکو چھڑک کر بیچنا
فلک پہ دیکھ مری دود آہ کا ٹکڑا	گھٹا ہے شرم سے ابر بہار کا ٹکڑا
دیکھنی جب اپنی صورت وہ پری پیکر لگا	بنگیا آئینہ جوگی منہ کو خاکستر لگا
کیا کہئے نصیر اپنی قسمت کا لکھا یہ بھی	اوس شوخ سے جو قاصد خط بھی نہ لکھا لایا

بہو جبہ یہ دل زلف گرگیر مین اولجہا
تیر خاکی ہے نگاہ سرمۂ آلود اوسکی دیکہہ
قیامت آپ کا قد اوسکے دلپذیر ہوا
کمان و تیر نمط مجہکو ربط تہا اوس سے
ٹانکون سے زخم پہلو لگتا ہے گنگہو را
باز آ کہین اب سگ ضعفی سے نفس شوم
شب دیکہہ کہکشان کو جی مین خیال آیا
جینے کے ہے جنبش لب کا ترے کشتہ
نہ سمجہو کہ آغاز خط عارضی سے
ہے ذوق ساقیا بطے کے نکار کا
گرفتار تعلق نقطۂ پرکار سا ہون
یہ کیا ہی کہکشان اسکو نہین کوئی بتانے کا
آہ کچہ ہم کو نہ تہی فرصت یکدم کی خبر
یون اشک زمین پر ہین کہ منزل مین پہونچکر
نکلی تہی دم تیشہ زنی کوہ سے آواز
سچ بتا مجہکو تو سوفار خدنگ قاتل
ہے عجب جہومر کا عالم اپنی رشک حور کا
چہوڑا نہ تجہے نے رام کیا یہ بہی نہوا وہ بہی نہوا
نہ پہر طواف کعبہ گئی نہ معتکف تمانہ ہوئے
کہینچ اوسکو نہ لایا جذبۂ دل تاثیر نہ کچہہ نالی نے کی
اوس لب کا لیا بوسہ نہ کبہو ہیہات نہ لپٹایا نہ
مجنون تو پہرا جنگل جنگل فرہاد نے چیرا کوہ دلا
دست پر نور جو تیرا یہ ارادہ کرتا

دیوانۂ شامت زدہ زنجیر مین اولجہا
مرغ دل سہمی ہے کیا ہوگا قتنا تیر کا
پہڑی ہے سر چمن بینوا فقیر ہوا
جب اوسنے آپ کو کہینچا مین گوشہ گیر ہوا
مست جہینپیر ہے سے دل کو بیٹہا ہر گنگہو را
گہر مین مری رحمت کا فرشتا نہین آتا
کیا کاسۂ فلک مین افسوس بال آیا
منت کش اعجاز مسیحا نہین ہوتا
خدا جانے کیا اسکا انجام ہوگا
پہندا بناؤن کیونکہ نہ بارش گے تار کا
مین اپنی چار دیواری ہی باہر ہو نہین سکتا
نشان ہے پشت شبدیز فلک پر تازیانی کا
اے حباب لب جو تو نے یہ عقدا کہولا
جون قافلۂ ریگ روان اوٹہ نہین سکتا
فرہاد یہ دشمن ہے تری جان کا ہوا
لہو کس کس کا پیئے گا دہن سرخ ترا
سرو مین خوشہ لگا دیکہا نہ تہا انگور کا
جیسے توبت کا فر بخدا یہ بہی نہوا وہ بہی نہوا
کیا شیخ و برہمن ہم نے کیا یہ بہی نہوا وہ بہی نہوا
مین دونون کا تماشائی ہر رہا یہ بہی نہوا وہ بہی نہوا
دل تجہسے برنگ پان و حنا یہ بہی نہوا وہ بہی نہوا
مین آہ رہا بی دست و پا یہ بہی نہوا وہ بہی نہوا
پنجۂ مہر کا کیا منہ تہا کہ پنجا کرتا

فقرۂ تر سے مرے اوسنے نہ کی ہم چشمی *
کشتۂ ناز کو کرتی ہے تری چشم احیا
رات اوس بت کا ہوا بوسۂ رخسار نصیب
قشقہ اوس بت کی جبین پر جون الف یارونین
حسن سے آگاہ اگر مغرور خوبون کو کیا
گو ہین یار و پیر ہم پر عشق سے خالی نہین
پائے بوسی پر تجا اے شمع تو گلگیر کے
کب چشم یار سے ہو دل زار کا علاج
سرگرم نالہ کونسا گذرا ہے اے نسیم
بیٹھا ہے کیا تو منہ کو کئی غنچہ وار بند
چشم خون افشان عاشق قمقمہ ہے رنگ کا
خال چشم ایک یہ تعویذ نظر ہے تیرا
اوس شعلہ خو کی بزم مین مت کہین جائیے
ٹوٹا ہے عشق یون تری اس ناتوان پر
اوٹھہ کہین بیدار ہو کس نیند سوتا ہے نصیر
چورائی چادر مہتاب شب سیکش نے جیحون پر
نہ سمجھو دانۂ تسبیح مین گولی یہ زنجیری
ہے آفتاب سے یہ خم چرخ ساقیا
کیا اسی تحفہ کے قابل یہ گنہگار تھا آہ
دم خنجر اسنے کا گمان یہ ہے کہ کرتا ہے تیز
سنجر نما ہے یار کا شبدیز اے فلک
او وہی وسمی کی نہین ہے یہ زنائے سپر
خیال زلف بتان مین نصیر بیٹھا کر

ورنہ پانی کو رگ ابر کو پتلا کرتا
یہ فرنگی تو ہے اعجاز مسیحا کرتا
جھوٹ بولون تو خدا اسکا نہ ہو دیدار نصیب
دیکھلو شق القمر انگشت پیغمبر سمیت
گاڑھی دینا تھا آئینہ کو اسکندر سمیت
رکھتے ہین خاکستر افسردہ کو اخگر سمیت
عاقبت تاج زر آلودہ یہ لیگا سر سمیت
بیمار سے ہوا نہین بیمار کا علاج
بھاگی جو آہ سرد پھرا اوسکی گلی سے آج
اتنا ہنسی مین ہم سے نہ ہو گلعذار بند
دیکھیے کیونکر رہے گا جیب اور دامان سفید
چشم بد دور لگی کسکی تجھے یار نظر
اے شمع لا نہ حرف شرارت زبان پر
گرتا ہے جسطرح سے ہما استخوان پر
ہے سفر در پیش غافل فکر زاد راہ کر
کٹورا صبح دوڑانے لگا خورشید گردون پر
کمر باندھی ہے زاہد لشکر عصیان کی شبخون پر
شکل سبوے خانہ خمار سر بھر
تم مری قتل کو لائے جو سفر سے تلوار
سیر کی تربت کی سدا لوح حجر سے تلوار
نقشون سے نعل کے ہین زمین پر ہلال چار
سہ جبین رات یہ تارون بھری آئی سر پر
گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر

یہ غلط ہے کہ ترے بول کا سر نیچا ہے
ہے سر دار یہ بھی گردن منصور دراز

ہو چکی باغ مین بہار افسوس
آہ اے بلبلو ہزار افسوس

طوفان ہے اِس دیدۂ پر آب کی گردش
پانی بھری ہے دیکھ کے گرداب کی گردش

دل صید ہو گیا تیری پریشان نظری سے
کرتا ہے خطا ہووے اگر تیر کو جنبش

دریا دلون کو ہم نے نہ دیکھا کہ جون گہر
ہون بہر آب و دانہ کبھی آشنائے حرص

نادان تلاش دانہ نکر مثل آسیا
ایسا نہو کہ تجھکو جہان مین پھرائے حرص

نہ تو مہتاب ہے نہ مہر درخشان عارض
رحل یہ خط ہے ترا جس پہ ہے قرآن عارض

جیسے قرآن یہ ہو سبز غلاف مخمل
یون خط سبز مین ہین تیرے یہ پنہان عارض

اِن دو شعر رقمزدہ بالا کو صاحب سراپا سخن نے غلطی سے مولوی کرامت علی اظہر
شاگرد شاہ نصیر کے نام سے لکھا ہے

آزاد کسطرح سے ہے تو سرو بوستان
کھینچے ہے مینوا تو مرا سر جبین پہ خط

خاک اب پروانۂ دلسوز رکھی تجھسے چشم
تیری آنکھون پر تو چربی چھا گئی اکبار شمع

آسا قیا شتاب تری انتظار مین
پڑھتا ہے میان دعائے قدح جام اب تلک

سرگشتہ گو ہون صورت پرکار پر کبھو
باہر رکھا نہ گھر سے کوئی گام اب تلک

صیاد مین وہ صید ہون ہے جسکے حال پر
صد چشم مہر سے نگران دام اب تلک

عاشق سوا ہے کسکو ہوا سے شکست رنگ
دل کی شگفتگی ہے بنائے شکست رنگ

کرے ہے کشور دیوانگی کو سر رگ سنگ
طناب خیمۂ مجنون بنی ہے ہر رگ سنگ

روشن دو چند مہ سے ہے [illegible] اپنا چراغ دل
اے شمع عکس مہر نبوت ہے داغ دل

بلبل ہزار حیف نہ ہو ہمکنار گل
اور مفت مین نسیم تو لوٹی بہار گل

کب دل ہے پھولون سے ہمارا ہمہ تن چشم
نظارۂ ساقی کو ہے بینا ہمہ تن چشم

اے تیر فگن ہم ترے ہاتھونکی ہین قربان
تو دی کیطرح ہمکو بنایا ہمہ تن چشم

ہر قمع کو ادلٹ منہ سے جو کرتا ہے تو باتین
اب ہین ہمہ تن گوش ہون یا ہمہ تن چشم

فساد خون اسی سے ہے ہو گیا بنیاد سکو گلشن میں
صبا کر تو ہوا خواہی سے درمان گل و شبنم

ابھی لڑکا ہے وہ بے خبری کا عالم
ہو اسے زلف یکسو ہو تو خال رخ دیکھتے ہین
بربادرفتگان محبت کی خاک ہے
سرکشی بیوجہ کچہ کرتی ہین زلفین آپ کی
یہ وجہ ہے کہ خط ترے منہ پر عیان نہین
دریا مین گھر ہے خضر علیہ السلام کا
بیٹھا ہون فرش خاک پہ مانند نقش پا
پایا نصیب گلشن ہستی سے یہ ثمر
سر مژگان ہر وقت نالہ آنسو کو ترستے ہین
جنگجو رکھا نہ کر تو تیر سیدہے ہاتھہ مین
کبھو نہ اوس رخ روشن پہ چھایان دیکھین
جو وقت بوسہ کے وہ آگیا دہان منہ مین
مرے حضور یہ لوٹی ہین تیری چھاتی پر
اوسکے تیرون کی ہین یون سرخ لہو سی پیکان
دل اپنا کیون نہ ہو جہان مین جون گھر فارغ
غنچون پہ اوس پڑ گئی یکدست صبح دم
حلقہ یہ تیری چشم پر افسون کا دشت مین
دو اشد نہین ہے غنچہ تصویر کی طرح
دم غنیمت ہے کوئی دم کی یہ صحبت ہے عزیز
تو ہم کو دکھاتا ہے نہ تو کو عبث چرخ
اوسنے توڑ ڈبویا مجھے اور اسنے جلایا
سب سے ملاؤ ابرو ہم سے نفاق رکھو
آہ مژگان سے نہ کاوش کر دامی طفل سرشک

دیکھنا ہوگا جوانی مین پری کا عالم
کبھو بدلی گھر آتی ہے کبھو تارے چمکتے ہین
اسے قیس دشت مین یہ بگولا اوٹھا نہین
مجھکو سوجھی ہے کہین اب ماریہ کہا دین مین
آتش جو شعلہ زن ہو تو اوٹھتا دہوان نہین
عکس خط اوسکا آئینہ کے درمیان نہین
کیونکر اوٹھون جگہہ سے کہ منزل رسیدہ ہون
بار گنہ سے صورت شاخ خمیدہ ہون
یہ سچ ہے جو گرجتے مین وہ بادل کم برستے ہین
دست جیب مین رکھہ سر شمشیر سیدہی ہاتھہ
گھٹائین چاند پہ سو بار چھائیان دیکھین
تو لوز پستہ بنی ہے میری زبان منہ مین
جو پہونچی ہاتھہ تو بدلا گلی کے یارسی لون
جیسے شاخون پہ نظر آئین چمن مین مرچین
تلاش آب ہے ہمکو نہ فکر دانہ رکھتے ہین
شبنم کی دیکھکر تری اس سینہ بند کو
دام بلا ہوا ہے غزال رمیدہ کو
کیا جانے کیا ہوا دل آفت رسیدہ کو
تجھسے پھر ملنا خدا جانے ہمارا ہو نہ ہو
ناخن جو تراشیدہ ہو کب عقدہ کشا ہو
ہو خانہ خراب آنکھہ کا اور دل کا برا ہو
اس دوستی کو اپنی بالا ہو طاق رکھو
جسکے سایہ مین رہو اوسکا برا چاہتے ہو

دیجے دل مین کیون جگہہ اس آہ بی تاثیر کو
مت ستا اے زلف اتنا عاشق دلگیر کو
آب و دانہ چاہیئے ای رہرو جون اشک سا
کیا بوسہ رخ لون مین کہ بالی کی تری گونج
پامال ہوکے کون سُنی سخت گالیان
زندگی مشکل ہے دست اشک سی پانی مجھے
کشتیِٔ دل غرق ہو جائے نہ کس صورت سو آہ
سود بازار محبت یہ نظر آیا مجھے
پروا نہین پروانہ کے جلنے کی تجھے آہ
کیونکر نہ یہ فندیہ ہو دلا اغنی گردون
دل صد چاک عاشق کو بناتا ہے گل بازی
جو گرا قطرۂ خون وہ بھی انا الحق بولا
وحشت سے مجھے ہاتھ اوٹھانی نہین تجھے
زلف مین دل جو گرفتار نظر آتا ہے
اسے غافلو دم آرہ صفت آئی جا ہی ہر
کشتہ ہون تیغ نگہ کا تیرے اے زہرہ جبین
کی اوسکی دل مین آہ نے تاثیر عاقبت
افشا سے راز دیدہ و دانستہ کردیا
شرح مطول اوسکی فقط زلف ہی نہین
ہوتا ہے ترے چہرۂ روشن کے مقابل
یہ درمیان سے اوٹھا دے حجاب کا پردہ
قبا دیکھی ہے پھلکاری کی شب کس ماہ پارے کی
یہ عالم اوسکے خط سبز نے دکھایا ہے

جسمین یکبار ہی نہ ہو رکھنا ہی کیا اوس تیر کو
سرکشی کو چھوڑ کا فرمان اپنی پیر کو
کام منزل تک چلی زاد سفر اتنا تو ہو
ہے نیش زنی مین مجھے کژدم سے زیادہ
رفتار تو یہ کچھ ہے تری گفتگو سو وہ
قتل یہ اک دن کرے گا طفل ورزانی مجھے
موج طوفان ہے تمہاری چین پیشانی مجھے
دل کا جب سودا ہوا تب ہو گیا سودا مجھے
اے شمع کوئی خاک لگن تجھسے لگا وے
مہتاب جو ہر شب قدح شیر پلا وے
جو کھیلے جان پر وہ اوس بت گلفام سی کھیلے
بعد مردن بھی نہ حق گوئی منصور سے چھپے
پڑتی ہے مرے پاؤن سلاسل کی ورنبے
بال بال آہ گنہگار نظر آتا ہے
جیتی کہ نخل عمر کو یہ کھائے جاے ہے
چاہیئے پھر کفن چادر مہتاب مجھے
اس نخل سوختہ نے دیا ہے ثمر مجھے
ہرگز یہ تجھہ سے چشم نہ تھی چشم تر مجھے
خط بھی لگے ہے حاشیۂ مختصر مجھے
ہم شہر بدر راہ کو اسے یار کرینگے
بلا سے تیرے اگر ہم رہے رہے نہ رہے
فلک جو کاڑھنے سیکھا ہے بوٹی چاند تارے کا
کہ جسکو دیکھہ کے عالم نے زہر کھایا ہے

دل کا کیا دل بہلا زلف چلیپا ٹھہرے — کچھ ترے گانٹھ گرہ مین ہو تو سودا ٹھہرے

در پردہ آنکھ یار سے لڑتی ہو رات سے — تار نظر کو رشتہ ہے چاک قنات سے

نصیر تخلص میر ناصر علی ولد عبد الغنی لکھنوی شاگرد ناسخ بیشتر فارسی کہتے تھے صاحب دیوان گزرے

حاشیہ ہے خطِ ریحان سے گلستان پہ رقم — سبزۂ خط سے نہین ہے یہ بہار عارض

جاتی شب وصال ہے چھیڑو نہ ذکر مو — ہے عرض اب بڑہاؤ نہ طول کلام زلف

چشم کسکی ہے جو محوِ عارضِ جانان نہین — کونسا دل ہے کہ شکل آئینہ حیران نہین

آئین نظر جو رقص مین اوس گلبدن کے پاؤن — حیرت سے شمع سان نہ اٹھین انجمن کے پاؤن

مردم چشم دلبران ہو سپند — چشم بد دور ہے غضب کی آنکھ

بولے بالین پہ چشم مار وشن — پھرتی دیکھی جو جان بلب کی آنکھ

نصیر تخلص نصیر الدین خلف بدر الدین نواسۂ منشی نبی بخش حقیر باشندۂ دہلی

ڈوبی ہین میری دیدۂ پرنم کے تیر سے — قلزم ہوا فرات ہوا ابر تر ہوا

انہین سے میرے درپے آزار ہی ہین — ناصح ہوا رقیب ہوا چارہ گر ہوا

نصیر تخلص ارجن سنگھ ولد بدھ سنگھ داروغہ توپخانہ راجہ سمتھر شاگرد محمد عسکری آہنگر مقیم فرخ آباد

یہ کالی گھٹا رات اندھیری یہ سیاہی — کیا ہجر مین تڑپاتے ہین برسات کی راتین

نصیر تخلص محمد نصیر اوستاد مرزا فریدون قدر بہادر ولد علی اصغر اوستاد مرزا نصیر الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ خلف محمد عباس اوستاد مرزا غازی الدین حیدر والی لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان صاحب دیوان گزرے

یارب سزا ہمارے جلانے کی پائے دل — جنت نہو نصیب جہنم مین جائے دل

یہ عشق بد بلا ہے نہ سمجھی تھی ای نصیر — اب دل گنوا کے کہتے ہو کیون ہائے ہائے دل

اللہ رے حسن دیکھکے اوس سیمبر کی بو — بجھ بجھ گئی ہے مشعل شمس و قمر کی بو

نصیر تخلص شیخ مقصود احمد خلف مولوی ولایت احمد باشندۂ کاکوری

ترے ستم سے کچھ ایسی ادا نکلتی ہے	کہ خود بخود مرے دل سے دعا نکلتی ہے
تری گلی مین ہے یہ اثر دام لالہ رخان	ہزار کشمکشون سے صبا نکلتی ہے

نظام تخلص نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر وزیر اعظم عالمگیر ثانی خلف نواب قمر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ بادشاہ دہلی اولاد مین حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ کے تھے صاحب دیوان فارسی و اردو گذرے

آیا نہ کبھی خواب مین بھی وصل میسر	کیا جانیئے کسوقت مری آنکھ لگی تھی

نظام تخلص نظام شاہ رامپوری

وہ ہی سب باتین ہوئین کیون ہم نہ کہتے تھے نظام	ملکے اوس عیار سے بدنام تو ہو جائیگا

نظامی تخلص شیخ نظام الدین برادر کلان شیخ فدا حسین فدا انسے ایک دیوان یادگار

ترے نظارے کو کھولی جو خواب سے آنکھین	تو ہو وے نرگس شہلا گلاب سے آنکھین
کچھ آج دل ہے بہت بیقرار پہلو مین	تڑپ رہا ہے جو بے اختیار پہلو مین
جو ایک زخم ہو مرہم لگائے اوس پر	ہزار زخم ہین دل پر ہزار پہلو مین

نظر تخلص مرزا علی ولد مرزا محمد امان دہلوی شاگرد مصحفی اولاد مین مالک اشتر رضی اللہ عنہ کی تھے وطن الکا عرب مولد و مسکن لکھنو

نصب آئینہ مری قبر پہ کرنا پس مرگ	جانے تا وہ بھی یہ تھا عاشق زار عارض

نظمی تخلص میر خیر الدین باشندہ علی گنج

دل لگا وہان جہان گذر ہی نہین	کیا کرون کوئی راہبر ہی نہین
رات فرقت کی کب کٹیگی خدا	شب ہجران کی کیا سحر ہی نہین

نظیر تخلص گھنسیت راے دہلوی شاگرد نصیر دہلوی

کیا زرد ہوئین عشق کی آزار سے آنکھین	ہم چشم ہین اب نرگس بیمار سے آنکھین

نظیر تخلص نظیر محمد خان خلف محمد فیض خان کوتوال فرخ آباد

باتین کرنے کا وہ موقع جو نہین پاتے ہین	وعدہ وصل شمار دن ہی مین کر جاتے ہین
ورد بھی دیگا تو انکار نہین ہے ساقی	ہم بلانوش جو پاتے ہین وہ پی جاتے ہین

نظیر تخلص ولی محمد اکبرآبادی معلمی کرتے تھے بیشتر خمسہ و مسدس کہتے تھے کلیات انکا نظر سے گزرا

آغوش تصور مین جب مین نے اوسی مسکا
لپٹا ہے نزاکت سے اک شور رہتا بس ترکا

تہا ارادہ تری فریاد کرین حاکم سے
وہ بہی کم بخت ترا چاہنے والا نکلا

تجہے کچہ بہی خدا کا ترس ہے او سنگدل ترسا
ہمارا دل بہت ترسا اری ترسا نہ اب ترسا

سبہون کو می ہمین خوناب دل پلانا تہا
فلک ہمین یہ تجہے کیا یہ زہر کہانا تہا

خرام ناز سے اوس شوخ نے دامنکو جب جہٹکا
تو میری خاک نے کیا کیا ہوا کے ساتہ سر پٹکا

عبث محنت سے ہے کچہ حاصل نہین پتہر تراشی سے
یہی مضمون تہا فرہاد کے تیشے کی کہٹ کہٹ کا

دیتے ہون جان حور و ملک جسکی آن پر
کیونکر دماغ اوسکا نہ ہو آسمان پر

جب لے چلا وہ دل مرے پہلو سے کہینچکر
دلسے مرے صدا یہی نکلی کہ ہای دل

سرچشمۂ بقا سے ہرگز نہ آب لاؤ
حضرت خضر کہین سے جاکر شراب لاؤ

زلف ہو بر سر احسان تو گرفتار کرے
چشم کی عین عنایت ہو تو بیمار کرے

پہر جہمکی کی جہمک تس پہ غضب بالا ہے
اب کوئی آن مین سب خلق تہ و بالا ہے

نظیر تخلص ایک شخص بنارسی شاگرد سودا کا ہے اور کچہ حال معلوم نہ ہوا

تا ایک نظر دیکہے تجہے اے مہ تابان
رہتا ہے سدا مہر درخشان ہمہ تن چشم

نعمت تخلص شیخ عبد الحق مرحوم باشندۂ سکندرہ قوم برہمن سے تہے حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ کی فیض صحبت سے مشرف بہ اسلام ہوئے

تڑپے ہے پڑا یہ دل غمگین بغل مین
اب آ کہین اے باعث تسکین بغل مین

نعمت تخلص نواب نعمت اللہ خان مرحوم

جاتا ہے بس مین یار کے ایسا شتاب دل
آخر کو کیا کرے گا یہ خانہ خراب دل

نعیم تخلص شیخ محمد نعیم سپاہی پیشہ تہے

عالم سے ہوا غیر مین جس یار کی خاطر
اوس یار کو منظور ہے اغیار کی خاطر

نعیم تخلص منشی فدا حسین خان باشندۂ کاکوری عیش بہی تخلص کرتے ہین بشیتر کلکتہ

مین رہتے تھے انہون نے لکھنؤ مین وکالت کرتے ہین اِنسے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

مستی مین بوسے اوس لب لعلین کے لیے — بیہوشی عین ہوش ہے مجبہ بادہ خوار کا
اوڑکر زمین سے سرمۂ چشم فلک بنا — رتبہ ہوا بلند یہ اپنے غبار کا
اے پیر وجو تری یاد مین ہوا اپنا وصال — خلد مین بات نہ بھولے سے کرین گے ہم
آنہین سکتا زبان پر آہ ہمدم نام وصل — ہجر جانان سے یہان تک طاقت دل طاق ہے

نعیم تخلص نعیم اللہ خان دہلوی شاگرد حاتم

خیال آکر کے ترے مو کمر کو روتا ہون — وہ کیون نہ روئے پڑے جسکی بال آنکھون مین

نعیم تخلص میر امجد علی لکھنوی

اپنا رہا یہ ہجر مین عالم تمام شب — ہچکی لگی رہی ہین پیہم تمام شب

نفیس تخلص دلاور خان خلف بہوری خان فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

گھستے ہین جبین سنگ در یار سے آخر — اک روز چمک جائیگی تقدیر ہماری

نقی تخلص نقی علی خان عرف پیاری صاحب نبیرۂ سبحان علی خان کمبوہ باشندہ لکھنؤ مقیم کربلا شاگرد فتح الدولہ برق وعلی اوسط رشک صاحب دیوان ہین

میرے آنکھون سے نقی گزری ہین کیا کیا آنکھین — مجھکو دکھلاتی ہے کیا نرگس شہلا آنکھین
کیون تاکتے ہو تم دلِ وحشی خصال کو — اے جان کیا کریگی ہرن کا شکار آنکھ

نقی تخلص نواب علی نقی خان خلف نواب امام علی خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد باقر اور اولاد مین شجاع الدولہ کے ہین

بچائے جان ہماری خدا اسے ہو یہ دعا — بڑا اسے ہے عشق بتان سے معاملہ دل کا
ہوا ابھی او سکے لیے نوک خار سے زیادہ — حباب سے کہین نازک سے ہے آبلہ دل کا

نقی تخلص سید علی نقی جلالوی شاگرد مرزا حاتم علی بیگ مہر

سوم کو پھول ہون تربت پہ میری نرگس کے — کہ نکلے آنکھون سے ہے میری [illegible]

نکہت تخلص مرزا انیاز علی بیگ دہلوی شاگرد نصیر دہلوی ایک دیوان اردو و ترجمۂ سکندرنامہ و فرہنگ مصطلحات زبان اردو اِنکے یادگار ہین

خط مرا اوڑا اوڑکے اوسکو مین کبوتر بنگیا	خط کا ہر پرزہ کبوتر کا ہر اک پر بنگیا
دل کو دو پارہ مری کیا کر دیا	تیغ و دم نے دو دلا کر دیا
نہ لگتا دل گر اوس زلف سیہ سے تیرہ بختون کا	تو کیون بیٹھے بٹھائے اوسکے پیچھے یہ بلا لگتی
نافہ مین جو ہے مشک تو بے بہرہ ہی کو ہے	انسان جو وطن مین ہے تو شہرت نہین ہوتی
دمبدم قاتل کا دم بھرتے رہے	جب تلک جیتے رہے مرتے رہے

نکہت تخلص حافظ غلام احمد دہلوی قرابت دار و شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

بیداری اور خواب ہین یہان جمع ایک جا	رکہتی ہے تیری آنکھون مین کیا کیا اثر شراب
اچھا ہوا کہ آنکھو نسے خون ہوکے بہ گیا	مدّت سے ایک آفت جان تھی بلا ہی دل

نگین تخلص حاجی مرزا محمد جان مرثیہ خوان شاگرد علی جان درخشان ولد مرزا محمد حسین متوطن دہلی باشندۂ لکھنؤ مقیم موچی کھولا متعلق کلکتہ کربلا کی زیارت بھی کی ہے یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

افسوس حوصلے دل پر فن کے رہ گئے	بیٹھے صنم کے پاس تو بت بنکے رہ گئے
اللہ رے خوف روز تقاضت کہ طفل اشک	امیدوار گوشۂ دامن کے رہ گئے
مدفن عشاق پر آتا ہے وہ محشر خرام	خفتگان خواب غفلت کی جگانے کے لیئے
ہزارون طرح کی کیفیتین لبریز ہین دل مین	کہین بہتر ہے یہ کاسہ ہمارا ساغر جم سے

نمود تخلص شاہزادۂ مرزا محمد آسمان قدر خلف مرزا محمد خرم بخت بن مرزا محمد جہاندار شاہ عالم بادشاہ شاگرد ناسخ انکا مولد بنارس مسکن لکھنؤ

یہ کسکی ناوک مژگان موی ہے خار پہلو مین	کہ جا ہی دل ہین پیکان تیر کے دو چار پہلو مین
ہوئے نالو نسے جب فرصت تو شغل آہ کرتا ہے	ہمارا دل نہین رہتا کبھی بیکار پہلو مین
کبھی اے ہمنشین کچھ بادہ خواری کی ہی کیفیت	کہ ساغر ہاتھ مین ہو ساقی سرشار پہلو مین

نمود تخلص سید مہدی ولد میر عباس لکھنوی شاگرد آتش

جا ہو جلاؤ جا ہوا سی خاک مین ملاؤ	اے جان میرے پاس نہین کچھ سوا ہی دل

نمود تخلص سید محمد حسین خان عرف چھوٹے صاحب برادر خورد سید محمد علی خان

رئیس شمس آباد

مقابلہ مین جھپک جاے چشم مہر منیر	اگر وہ چہرۂ انور کو بے نقاب کرے

نوا تخلص قدرت اللہ دہلوی تعلیم کرتے تھے

بنتے تا ہی کہ محشر مین ملے گی دل کی داد	پر یہ حیران ہین کہ کس مُنہ سے کرین فریاد ہم

نوا تخلص ظہور اللہ خان ولد مولوی دلیل اللہ باشندہ بداون شاگرد بقاء اللہ بقا شعر فارسی خوب کہتے تھے جرأت نے انکے اپاجی رکیکہ کہی ہے صاحب دیوان گزرے

کیجو نہ اے رقیب تو اوسکی مصاحبت یاد	کچھ دنون تو بزم یار مین ہمکو بھی اعتبار تھا
اوس ابر جدائی برہ وکر جو رکھون سر کو	کس ناز سے وہ ہنسکر کہتا ہے کہ بس سر کو
تھکا ہے نہ نرلون کا یا پیام یاس لاتا ہے	الٰہی خیر کیجو تا مہ برکچھ شکست آتا ہے
ہے گرفتاری سے میرے ساری عالم کو بچا	شور نالہ نے مرے ہر شخص شب بیدار ہے
ہر رنگ نقش پا اوس در کے جب مین زمین پکڑی	اوٹھالے کوئی نے بھر نہ میری آستین پکڑی
الٰہی ناگ لگیو گور مین اوس تیرہ باطن کے	کہ جسنے بے تکلف اوسکی زلف عنبرین پکڑی
ہو گیا ور دسر اس رشک سے مجھ ناشکیبا کو	لگانے کو جو صندل غیر نے اوسکی جبین پکڑی
رہی ہے رات تھوڑی دل ہی مضطر دیکھیے کیا ہو	ادھر اندیشۂ دشمن و ادھر اونسے نہین پکڑی
او نہین کیا لطف ہستی ہو جنھون نے نازنینوں کے	نہ چشم عشوہ زا دیکھی نہ ساق نازنین پکڑی

نواب تخلص میر نصیر الدین عرف میر نواب ولد حکیم میر علی جان ولد حکیم مہتاب خان دہلوی مقیم بنارس شاگرد ناسخ

پیکان ہر ایک غنچہ ہے بن اوسکی آنکھہ مین	نشتر ہے باغ مین مجھے نالہ ہزار کا
مجھے جنت مین کب بھایا خرام ناز حورونکا	وہان بھی دیکھنا چاہینگے اوس معشوق کی چال آنکھین

نواب تخلص نواب نصر اللہ خان رئیس رامپور

رات آخر ہوئی اور صبح کا تارا نکلا	مدعا دل کا نہ صد حیف ہمارا نکلا

نوازش تخلص نوازش علی خان لکھنوی اُمّی محض ہین ۱۲۵۸ اٹھارہ سو

شادان عیسوی مین کلکته مین تھے صاحب سراپا سخن نے انکو مرزا مهدی ثاقب کا شاگرد لکھا ہے انہون نے مجھسے اپنی کو برق کا شاگرد بتلایا تھا واللہ اعلم

زلف کا سر کو مری جب روز سے سودا ہوا
پاؤن پڑ کے لیگئی زنجیر زندان کیطرف

بھول جاتے ہین خدا کو یہ بتو نکی یاد مین
آخرت کرتی ہین غارت اہل دنیا ہاتھ سے

گھہ بلائمین لیتے ہین گھہ جاتے ہین محرم تلک
اے نوازش اب گنہ ہوتے ہین کیا کیا ہاتھ سے

نوازش تخلص نوازش حسین خان لکھنوی عرف مرزا خانی ولد حسین علی خان ابن نواب ناصر خان شاگرد میر سوز صاحب دیوان گزرے

ایک عالم کو آزما دیکھا
جسکو دیکھا تو بیوفا دیکھا

حال بد کا شریک دنیا مین
نہ برادر نہ آشنا دیکھا

کیف مین کم بہت نوازش سے
عشق خوبان مین جو نشا دیکھا

عشق مین ایک خلل سا تھہ لگا رہتا ہے
اشک چل نکلی نوازش جو کبھی دل ٹھہرا

زبس کہ رہتا ہے آنے کا اوسکی دہیان لگا
صدا ے در پہ ہے در پردہ اپنا کان لگا

یہ بل کرتا ہے تو نوک مژہ کی آبداری پر
تجھے بھی طنطنہ کتنا ہے اتنی سی کٹاری پر

وہ گئی دن جو بسر شب ہو ہم آغوشی مین
اب تو کٹتی ہے مری چار پہر آنکھون مین

یہ سانس ہے یکیان ہے نشتر ہے کہ دل ہے
کانٹا سا کھٹکتا ہے یہ کیا دیکھیو بر مین

بن ہاتھ لگے دس کی جاسی نہین ہلتا مین
لاغر اسے کہتے ہین تیار اسے کہتے ہین

حرام نیند کی اقرار وصل جانان نے
الٰہی کوئی کسیکا امیدوار نہ ہو

کسی تیغ جفاے چرخ سے امید حسنی کی
جو ہووے بھی تو ہان شاید وہان زخم خندان ہو

یہ جانتے تو نہ باتون کی تجھسے خو کرتے
ترے خیال مین پہرون ہی گفتگو کرتے

ایک مین کیا خوب کر دیکھے اوسی حسن آفرین
اپنی صناعی پہ حیران خود وہ صورتگر رہے

ایام وصل مین ہم لپٹے ہین جیسے اوس سے
یون وصلی کی بھی کاغذ جیسان ہم نہونگے

آغاز عشق ہی مین شکوہ بتون کا اے دل
ٹک صبر کر ابھی تو کیا کیا ستم نہ ہونگے

خدا ملے تو ملے آشنا نہین ملتا
کوئی کسیکا نہین دوست سب کہانی ہے

نور تخلص میر وزیر علی خلف میر بادشاہ لکھنوی شاگرد فتح الدولہ برق صاحب دیوان ہین

بھیجکر خط مین گنہگار سراپا ٹھہرا	میرا نامہ مرے اعمال کا پرچا ٹھہرا
عاشق سے کیا ضرور ہین یہ لنترانیان	موسی نہین مین آپ نہ یہ گفتگو کرین
ہانین نہ ہانین وصل پہ راضی ہون یا نہون	تقریر حیل کی یار سے اب دو بدو کرین
حسن و جمال یار سے دل شاد کیجیے	معشوق کیجیے تو پریزاد کیجیے

نور تخلص حکیم نادر حسین ولد میر اصغر علی بن حکیم عوض علی باشندۂ بریلی بسبب منسوب ہونے ساتھ دختر ہمشیرۂ نواب معتمد الدولہ کے کانپور مین سکونت کی تھی

اللہ رے سوز عشق کہ جب کٹ گیا گلا	رگ رگ سے بدلی خون کی نکلا بخار دل
بعد مردن بھی کسی سے نہین نیکی کی امید	خاک مین مجھکو ملانے کو احبا آئے
نور آخر کو ہوا آپ کے نالون مین اثر	لو وہ تھامے ہوئے ہاتھون سے کلیجا آئے

نور تخلص ایک شخص باشندۂ پانی پت کا ہے اور کچھ معلوم نہوا

آہو یہ تری آنکھین ہین یا نرگس شہلا	یا زہر ہلاہل کے بھرے جام ہین دونون

نور تخلص مولوی محمد نور الحسین منصف دربھنگا ضلع ترہت باشندۂ شہر گیا کی شاگرد مولوی اولاد علی کاہش راقم کے دوستون مین ہین شعر بہت کم کہتے ہین

جن دنون مین مشتعل داغ دل بیتاب تھا	اک چراغ روز سا خورشید عالم تاب تھا
تھا شوق شہادت مجھے وہ برسر کین تھا	خنجر مری قسمت کی برائی سے نہین تھا
سودے مین تری گیسوے مشکین کی سر بسر	ناسور مرے دل کا صنم نافۂ چین تھا
تربت پہ مرے نور ہے چادر شب مہتاب	روشن ہے کہ قاتل مرا اک ماہ جبین تھا

نور تخلص صمصام حیدر مرحوم برادر عمزاد علیجان منحور تخلص ولد منشی حسن علی شاگرد راقم الحروف باشندہ ہوگلی معتیم ٹالیگنج متعلق کلکتہ آغاز جوانی مین انتقال کیا

جو اعداد کہتے ہین اوس پری کو میری بہلو مین	تو کیا کیا رنگ حربا کی طرح ہر دم بدلتے ہین
روان ہین اشک ہیگون فرقت ساقی ہین گہ ہمدم	جگر اور دل لہو ہو کر ان آنکھون سے نکلتے ہین

نہ پہونچے ہاتھ اپنے وصل مین بھی پاے نازک تک | اسی حسرت مین مدت سے کف افسوس ملتے ہین

نور حق تخلص شاہ محمد جمیل دہلوی خلف خواجہ محمد جلیل شاگرد مولوی امام بخش صہبائی کسب باطن مولوی قطب الدین مرحوم خلف مولانا فخر الدین قدس سرہ و شاہ آل احمد عرف اچھے میان و حضرت محمد نصیر محمدی سے کیا تھا

رباعی

دنیا مین ہوا عدم سے آنا اپنا | اور آکے ہوا نہ یہان ٹھکانا اپنا
نے جانے کی راہ ہے نہ رہنے کی جگہ | دشوار ہوا ہے منہ دکھانا اپنا

نیاز تخلص میر محمد سعید اکبر آبادی معلمی کرتے تھے

کہان ہے دسترس اپنے جو پہونچے تیرے داماں تک | نہ پہونچے ناتوانی سے یہ ہاتھ اپنے گریبان تک

نیاز تخلص سید محمد علی مرثیہ گو باشندہ دہلی مقیم حیدرآباد

خواب ان خانہ خراب آنکھون مین کیونکر ہو نیاز | جنکی بے برسات بھی رہتے ہین گھر بھیگے ہوے

نیاز تخلص شاہ نیاز احمد سرہندی ولد حکیم شاہ رحمت اللہ باشندہ بریلی کسب باطن مولانا فخر الدین دہلوی و شاہ عبد العزیز بغدادی سے کیا تھا دہلی مین تربیت پائی تھی ۱۲۵۰ء بارہ سو پچاس ہجری مین ماہ جمادی الثانی مین ستتر برس کی عمر مین وفات پائی دیوان فارسی و اردو انکا نظر سے گزرا

مجھے چین خواب عدم مین تھا نہ تھا زلف یار کا کچھ خیال

یہ جگا کے شور ظہور نے مجھے کس بلا مین پھنسا دیا

وہ جو نقش پا کی طرح رہی تھی نمود اپنے وجود کی

سو کشش سے دامن ناز کے اوسے بھی زمین سے مٹا دیا

یا الٰہی زورق گردون سنبھال | بیطرح اٹھا ہے یہ طوفان اشک
صبر و قرار و شکیب تاب و توان عقل و دین | سب نے تو لی اپنی راہ رہگئی کیون جان تو
عقل گئے مدرسے سے اٹھ عشق کی میکدے مین آ | جام فنا و بیخودی اب تو پیا جو ہو سو ہو

نیاز تخلص عبد الرسول باشندہ جہانگیر نگر عرف ڈھاکہ

سادہ لوحی دیکھئے میری کہ ڈہونڈہ ہون مین اوسے	جسکے ہاتھون شیشۂ دل میرا کھنا چور ہے

نیاز تخلص لالہ راجہ رام این لالہ جگناتہ باشندۂ بھگونت نگر

ہو لکر ہی نہین کرتا وہ کبھی یاد مجھے	کردیا اوسکی فراموشی نے برباد مجھے

نیاز تخلص محمد نیاز علی خلف محمد مبارک علی باشندۂ بچھراؤن ضلع مراد آباد

سرگرم فغان شب دل ناشاد حزین تھا	شعلہ مرے آہون کا جو تھا عرش نشین تھا
برباد ہوکے یار کے دل مین جگہ ملے	آباد کرگئین مری بربادیان مجھے

نیر تخلص مرزا احسن عسکری ولد مظفر علی بیگ عرف آغا جان باشندۂ لکھنؤ شاگرد مرزا خانی نوازش

کس حسن کے ہین اوس بت سیمین تکن کے ہاتھ	ہیرے کی ہے کلائی عقیق یمن کے ہاتھ

نیر رخشان تخلص مخدوم مکرم جناب نواب ضیاء الدین احمد خان بہادر رئیس لوہارو خلف الرشید نواب احمد بخش خان بہادر مرحوم والی فیروز پور جہرکہ شاگرد رشید مرزا اسد اللہ خان غالب دہلی مین رہنے کے ہنگام مین راقم کو انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا بیشتر فارسی کہتے ہین علم تواریخ مین بہت دخل رکھتے ہین اردو زبان مین اشعار انکے شیرین و نمکین ہوتے ہین

آنکھون مین دشمنون کی کھٹکتا ہون مثل خار	احسان ہے یہ مجھ پہ مرے جسم زار کا
گرانتہا نہین ستم و جور یار کو	شوق زیادہ جو کو مری بھی گران نہین
پیری و مفلسی مین نہ لو نام مے کہ اب	لطف ارتکاب مین ہے نہ اجر اجتناب مین
مے کے گرنے کا ہے خیال ہمین	ساقیا لیجیو سنبھال ہمین
شب نہ آئے جو اپنے وعدے پر	گذرے کیا کیا نہ احتمال ہمین
کیا ہیونچے تو فرشتہ کا جسکا گذر نہ ہو	بیت الصنم ہے شیخ خدا کا یہ گھر نہ ہو
رخشان جو آتے آتے ابھی رک گئے ہین اشک	آنکھون مین آگیا کوئی لخت جگر نہ ہو
چاک کیسے مرا گریبان ہے	دل کا محضر مرا گریبان ہے
بوالہوس اور بھی مرنے کی کرینگے خواہش	لیکے گل قبر پہ رخشان کی نہ آیا کیجے

حرف واو

واجد تخلص واجد علیخان لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی

لین ہین بلائین سر سے قدم تک جو یار کی
کہنے ہر لکیر نور کی تحریر ہاتھہ مین

واحد تخلص شیخ عبد الواحد دہلوی شاگرد آغا جان عیش

بیتاب ہو کے شوق مین سب راز کہدیا
واحد ستم کیا یہ دل بیقرار نے

پوچھتے کیا ہو اسیران قفس کا احوال
بال و پر نکلے نہین تھے کہ گرفتار ہوئے

وارث مرزا وارث علی بیگ فرخ آبادی خلف علی نقی بیگ صوبہ دار

آیا نہ ادہر وہ بت خود کام ہمارا
کس کام کا جذب دل ناکام ہمارا

وارث تخلص شاہ وارث الدین دہلوی اوستاد عالمگیر ثانی خوشنویسی مین مرقم خطاب پایا تہا درویشانہ اوقات بسر کرتے تھے حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ کی اولاد مین تھے

خورشید رو کا سیر ہی جلوہ جہان تہان ہے
ہر ذرہ مین جو دیکھو اوسکی جھلک عیان ہے

وارث تخلص حاجی شاہ محمد وارث الہ آبادی خلیفہ و شاگرد شاہ قطب الدین مصیبت صاحب دیوان گزرے

پڑا ہے سنگدلون سے مقابلہ دل کا
نہ ٹوٹ جاے مین ڈرتا ہون آبلہ دل کا

ہمارے آہ اور نالے فلک پر جا کی پہونچے ہین
اگر ہوتا نہین وہ بیخبر آگاہ کیا کیجے

بتا تو اے مرے ظالم مثال نقش قدم
تری گلی مین کوئی گر کے پھر اوٹھا بھی ہے

وارفتہ تخلص نواب شیر علی خان ولد نواب مرزا امنگو نبیرۂ شجاع الدولہ شاگرد مرزا باقر ادراک

موجین لہرانے لگین مار سیہ کے مانند
آپ نے دہوئے جو دریا کے کنارے گیسو

سر عاشق پہ گرینگی یہ بلائین نازل
پاؤن تک آئے ہین بڑھکر جو تمھارے گیسو

واصف تخلص مولوی احمد حسین ولد تاج الدین لکھنوی شاگرد اشرف خان خان تخلص صاحب دیوان ہین

اختر تابان شب یلدا مین آتے ہین نظر	موتیے کے ہار یہ لپٹے نہین بالاے زلف

واصف تخلص حسن بخش خان شاگرد اعظم الدولہ صاحب تذکرہ

آتا ہے دل مین چاک گریبان کیجیے	صحرا کی آج چلنے کا سامان کیجیے

واصف تخلص قاضی محمد یعقوب باشندۂ بلیا ضلع غازی پور

گھر چھڑایا خانہ ویران کوچہ گردان کر چکا	لے چلا ہے او دل بیتاب و ناداں اب کہان

واصل تخلص درگا پرشاد خلف لالہ گنگا پرشاد متوطن کول مقیم فتحگڈھ

واصل اب اوس سے کیا ہمین چشم امید ہو	ہر وقت دیکھتے ہین وہ ترچھی نگاہ سے

واصل تخلص محمد واصل

سرگرم ناز کیون نہ ہو وہ رشک آفتاب	عالم مین اوسکے حسن کا بازار گرم ہے

واعظ تخلص شیخ الہی بخش باشندۂ بہانی شاگرد مقصود عالم مقصود

کب بیان غم سے چشم تر نہ ہوئی	کب عیان سوزش جگر نہ ہوئی

واقف تخلص واقف شاہ غازی پوری معاصر سودا مقیم دہلی کچھ روز ون فیض آباد مین بھی رہے تھے آخر عمر مین لکھنؤ مین جاکر وفات پائی

مین تو گیا تھا سونپ کے دل کو وفا کے ہاتھ	اسے آہ چڑھ گیا یہ کہان سے جفا کے ہاتھ
صبح پر وصل یار کی ٹھہرے	ہاے پھر انتظار کی ٹھہرے
عشق مین کیا فضل و ہنر چاہیے	آہ مین تھوڑا سا اثر چاہیے
خوبرو ہو کے باوفا ہووے	مین نہ مانون اگر خدا ہووے
رحم ای زلف ستمگر لطف اے بخت سیاہ	موکشان کھینچے پھرے کب تک پریشانی مجھے

واقف تخلص مرزا اقوماش بہادر خلف بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق

سو لخت جگر ساتھ ہین سو پارۂ دل ہین	اشک آنکھ سے اس شان سے اس دھوم سے نکلے
ہر کوچہ و بازار سے ہو سنگ فشانی	دیوانہ ترا نکلے تو اس دھوم سے نکلے

واله تخلص مرحمت خان فارسی مین ثاقب تخلص کرتے ہین وطن انکا کشمیر مولد دہلی مسکن لکھنؤ

گئے جو بندون مین اپنے تو ایکبار مجھے
تو خلق مین ہو خدائی کا اعتبار مجھے

ہے عیان جلوہ ترا انسان کی تصویر سے
صورتِ معنی ہو ظاہر حرف کی تحریر سے

واله تخلص میر مبارک علی خلف و شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرت مقیم مرشدآباد ملوم ظاہر سے بیبہرہ تھے

ہوئی ہے مشتعل میری دلِ بیتاب مین آتش
نہ دیکھی تھی کسینے اب تلک سیماب مین آتش

واله تخلص محمد خان ملازم مرزا جہاندار شاہ خلف شاہ عالم بادشاہ

دل یہ میری در امید جو مسدود ہوا
جلوہ گر سامنے آ شاہد مقصود ہوا

واله تخلص ایک ہندو باشندہ فیض آباد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

معدوم کو کیونکر کوئی ثابت کرے واله
مضمون کمر یار کا عنقا سے نہین کم

والی تخلص منشی محمد والی باشندہ بنڈوہ ضلع بردوان

کیا پوچھتے ہو یار و حال تباہ میرا
بے مہر ہو گیا ہے وہ رشکِ ماہ میرا

وجاہت تخلص احمد علی خان خلف احمد نور خان رامپوری قوم افغان شاگرد محمد حیات خان حیات

ہے وجاہت یہ زیست نقش بر آب
کیا یقین آئے نقش باطل کا

وجیہ تخلص میر ضامن علی ابن میر جعفر علی باشندہ الہ آباد

شکوی جفاؤن کے نہین ہرگز روا مجھے
ہر حال مین ضرور ہے تیری رضا مجھے

وجیہ تخلص نواب وجیہ الدین بہادر برادر نواب حسام الدولہ شاگرد مرزا فاخر مکین بیشتر فارسی کہتے تھے

خون دل بسکہ رہا ان کے جو جھتیون مین
پانی پانی ہوا خجلت سے مین جھتیون مین

تسکین درد دل کو نہ آج ہو نہ کل ہو
بے یار بیکلی ہے وہ ہے ملے تو کل ہو

وحدت تخلص جمعیت رائے کایتھ باشندہ میرٹھ

ہردم ہے عندلیب کو اب عزم تال کی	فصل بہار آتی ہے اوسکو ہوا لگی

وحدت تخلص مولوی محمد علی سابق ڈپٹی مجسٹریٹ میدنی پور ولد قاضی عنایت علی مرحوم باشندۂ کلکتہ شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت اندنون شعرگوئی ترک کی ہے راقم کے احباب مین ہین

سُرخ اطلس کی ازار آب روان کی انگیا	نصف تن آگ مین ہے نصف بدن دریا مین

وحشت تخلص میر ابوالحسن دہلوی نبیرۂ تیر انداز خان شاگرد مرزا سودا

مین نے شروع نزع مین کی تھی سبھے خبر	پہونچا تو اوس گھڑی کہ مرا کام ہو چکا
قاتل اگر کہے کہ سکتا ہے چھوڑ دو	خنجر تو ایک دم کے لیے مُنہ نہ موڑ لو
کر دیگا اسِ دیوانہ کی تدبیر آنکھوں سے	لگی ہے بہنے موج اشک کی زنجیر آنکھون سے

وحشت تخلص مرزا باقر علی خان خلف حسین علیخان نائب و مختار مہدی علی خان صوبہ دار بریلی باشندۂ فتح آباد مقیم لکھنؤ شاگرد میر تقی میر صاحب دیوان گزرے

دیکھکر اوسکو ہوا ہون غش نہ آؤن ہوش مین	ہو رہے محشر کا اگر شور و فغان بالاے سر

وحشت تخلص میر بہادر علی لکھنوی شاگرد جرأت ملازم نواب شجاع الدولہ بہادر

کیا جانیئے کدھر کو گیا ہو اوس دل	جو پھر کبھی نہ آن پھرا اسیرے پاس دل
مانگو بوسہ تو وہ دشنام دیوے نوشی مین	دیکھیو ہوش ہے کتنا اوسی بیہوشی مین

وحشت تخلص احمد بیگ باشندۂ میرٹھ شاگرد صمد علی حسرت

حوصلہ دیکھنا مرے سر کا	سنگ رہ بنگیا ہے دلبر کا

وحشت تخلص یوسف علی باشندۂ اولدن ضلع میرٹھ شاگرد مولی بخش قلق

تیری نگہ سے کب تہ و بالا جہان نہین	ازرسے مین کب زمین نہین کب آسمان نہین

وحشت تخلص مخدوم بخش کانپوری ولد خدا بخش شاگرد احمد علی کامل

تیرے پسند ہو تو پیارے بہار ہے	کھا کھا کے گل بنا کے ہین گلدستہ ساری ہاتھ

وحشت تخلص میر غلام علی خان مرادآبادی ولد میر فرحت اللہ خان داماد مولوی محمد رشید الدین خان دہلوی شاگرد مومن خان بنارس اور دہلی مین

نشو و نما پائی تھی بلند شہر مین سکونت کی تھی شعر انکے خوب ہوتے ہین ؛

بسکہ رنج افزا ہی طبع نازک جانان نہین — آسمان پر ہے دماغ اس آہ بے تاثیر کا
آتین حرمت صہبا کی سناتا ہون اوسے — ذکر سن سن کے رقیبون کی مے آشامی کا
سارے عالم سے صفائی ہوئی اپنی وحشت — کیا مکدر کہین وہ آئینہ رخسار ہوا
منفعل ضعف جنون سے ہوئی ایسی کہ جہوا — طوق آہن جسے سمجھے تھے گریبان نکلا
جو نہ جاتا ہو کہین کوچۂ جانان کے سوا — ایسے دیوانے کو کچھ حاجت زنجیر نہین
اے دل آسان نہین جور اوٹھانا اوسکی — نوجوان یار ہے وہ کچھ فلک پیر نہین
اوڑ چکا ہے جو یہ شدت سے قلق کی بالکل — رنگ رخ مین مری اسواسطے تغیر نہین
پہر ہی وحشت مری دن بہر کچھ دیکھا اوسنے — گردش چشم ہوئی گردش دوران مجھکو
گزرا اس اعتماد محبت سے مین خدا — مجھسے چھپائین کاش وہ الفت رقیب کی
گرم غمخانہ ہے اپنا آہ آتشبار سے — بہاگتی ہے دہوپ میری سایۂ دیوار سے
بے تکلف آئے وہ بہر تماشا وقت نزع — کام آسان ہوگیا یہان مرون دشوار سے
نالہ بیدار روز و شب سن سن کے عادت ہوگئی — اہل عالم اب نہین مرتے بانگ صور سے
کیون نہ باطل سمجھون اقرار وفا — سحر ٹپکے ہے تری گفتار سے
خط کے آنے سے گئی شرم سخن — آئینہ طوطی ہوا زنگار سے

وحشت تخلص سید حبیب احمد خلف میر مشتاق احمد باشندہ دہلی

آخر اپنا بھٹک بھٹک کے غبار — ایک دن اونکے در پہ آ ہی رہا
خانہ خراب نالہ و زاری سے باز آ — ہر دم کے ہائے ہائے مین ای دل اثر نہین

وحشت تخلص شاہزادہ کبیر الدین دہلوی شاگرد محمد ابراہیم ذوق و مرزا رحیم الدین حیا

وہ بیوفا و امید تسلی شب غم — خیال یہ دل مضطر ترا کدھر آیا
کونسے فتنون مین ہے فتنۂ محشر ظالم — سیکڑون فتنے ہین ایسے تری رفتار کے بیچ
ناحق کی ظلم و کاوش بیجا سے کیا حصول — ہوگی ستا کے کیا کسی خانہ خراب کی

وحشت تخلص استاد راقم الحروف مولوی حافظ رشید النبی مرحوم خلف ارشید

مولوی حافظ حبیب النبی مرحوم رشید تخلص اولاد مین حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مولد اخکار امیور مسکن کلکتہ ہوگلی مین عہدہ جلیلہ افتا پر مامور تھے کچھ روز ون حافظ اکرام احمد ضیغم سے اصلاح لی تھی عربی و فارسی اور اردو اشعار نہایت خوب و بغایت مرغوب کہتے تھے عین شباب مین ۱۲۷۲ بارہ سو چہتر ہجری مین انتقال کیا راقم نے یہ تاریخین اونکے وصال کی کہی ہین

تاریخ

مرگئے حیف حضرت وحشت	یا خدا ہون وہ داخل جنت
گوہر درج علم و فضل تھے وہ	نیر برج علم و فضل تھے وہ
عالم باعمل تھے اور کامل	علم مین بے بدل بڑے فاضل
قاضی شرع حافظ قرآن	تھے وہ بے شبہ صاحب عرفان
جب کہ اوستاد کا وصال ہوا	مجھکو تاریخ کا خیال ہوا
یہ ندا دی سروش نے ناگاہ	مرگئے آہ ایسے فاضل آہ

۱۲۷۴ ہجری

قطعہ تاریخ کہ بدو بحر رمل و منسرح خواندہ میشود

کیا کہون کیا غم ہوا پائی یہ جبدم خبر	شاعر شیرین زبان مرگئے افسوس آہ
فکر تہی تاریخ کی کلک نے مصرع لکہا	وحشت جادو بیان مرگئے افسوس آہ

۱۲۷۴ھ

قطعہ تاریخ

حیف کہ مولانا رشید النبی	راہ رو کشور فانی ہوئے
مصرع تاریخ خرد نے کہا	خسرو اقلیم معانی موئے

۱۲۷۴ھ

اشعار

عالم یہ جلوہ ہے جو اوس شک پری کا	عالم سے ہے رخ مہ یہ چراغ سحری کا
چشم آہو کے انداز قدم کبک دری کا	رخ مہ کا ہے قد سرو کا نقشہ ہے پری کا
عریانی مین کیا نذر کردان دست جنون کو	دامن بھی جو رکھتا ہون تو لخت جگری کا

لب خشک ہین ترے آنکھین ہین فرقت مین شب ناک
کہانی کی تو مدت سے قسم کھائی ہے ہمدم
تماشا د نظر بازی خوبان جہان سے
آنکھو نسے دکھا دیتے ہین مفہوم عدم کو
اوس کمان ملاحت کی یہ الفت کا ثمر ہے
پوشاک ہوا کرتی ہے کیون قطع دہان
بیکھیے موے میان طبع رسا سے پیدا
خال اے نور نظر ہین ترے چہرے پہ کہان
زخم دل پر نمک افشان ہی فراق احباب
چشم انسان ہے مرا گھر کہ مثال مردم
آب حیوان اسنے حق مین شربت سم ہو گیا
بارش تیر قضا ہے اس تواضع کا اثر
یاد ابرو سے تمہارے کٹ گئے ایام غم
تنگ رکھتی ہے غضب کنج عدم کی آرزو
رونق بزم شراب آج وہ جانا نہ ہوا
پرتو افگن جو کبھی ساعد جانا نہ ہوا
مشتری کون ہوا اوس مہ کا جو بے مہری ہے
اے پری تنکے جو وہ میری طرح غنیمت ہے
پانون مین سلسلۂ زلف پریشان الجھا
صاد چہرے پہ ترے خامۂ قدرت نے لکھا
ہو کے برباد غبار تن لاغر اپنا
آب یاقوت کی ماہی اسے کہیے کہ سدا
شعلۂ عشق سے روشن دل مشتاق رہا

بیان زیر نگین ملک ہی خشکی و تری کا
یہ غم ہے کہ کھاتا ہون کسی رشک پری کا
ہر مسئلہ بیان نوک زبان ہی نظری کا
لکھتے ہین جو وصف آپ کی نازک کمری کا
ہے شور جہان مین مری شوریدہ سری کا
وحشت مین اگر خوف نہین جامہ دری کا
بال ہو چشم تصور مین بلا سے پیدا
پرتو مردم نسان ہین صفا سے پیدا
شور سر مین ہے مری بانگ درا سے پیدا
رو سیاہی مین ہون ہین مین ضیا سے پیدا
خنجر سفاک زخم دل کو مرہم ہو گیا
موت ہے تشکل کمان دشمن اگر خم ہو گیا
ہجر مین ہر دم ہمین شمشیر کا دم ہو گیا
مجھکو وحشت مین دہان یار عالم ہو گیا
سر جو شیشے کا جھکا سجدۂ شکرانہ ہوا
ہر حباب لب جو شاہد پیمانہ ہوا
نقد جان لیکے یہ کہتا ہے کہ بیعانہ ہوا
کہربا بھی تری آنکھون پہ ہی دیوانہ ہوا
اسنے ہی دام مین پابند وہ جانانہ ہوا
باعث چشم حسینون مین تو ممتاز رہا
راکب دوش صبا صورت آواز رہا
آشنائے لب جانان سخن ناز رہا
سینہ تا مرگ پر از حکمت اشراق رہا

حلقۂ زلف سے ہے یہان سلسلۂ آزادی
روے جانان کے تصور مین رہا سینہ گرم
حال بیتاب کما ہی تجھے معلوم نہین
رشتۂ مہر و وفا بالی بتا کر توڑ دی
خون تہوکتا ہون الفت ابروے یار مین
گیسو مین مشک آنکھین چکاری قمرہ مین تیر
جو کچ ہین اونکو ثمرۂ حرمان نصیب ہے
بیٹھے جو ہاتھ رکھ کے گلرو تہ ذقن
پہونچی نہین ہے آہ شرربار تا فلک
مانگ مین سیندور ہے اونکے کہان بالاے سر
تہا سواد موجوانی مین دہوان بالاے سر
شمع کا سر کاٹتے ہین بزم مین گلگیر سے
کیا ہی تہی چین بر جبین تعویذ لٹکانے مین شب
نہین باقی کوئی تار گریبان بہی مگر تن پر
بجھایا ہے چراغ زندگی تعویذ گیسو نے
مسی آلودہ لعل تر پہ گیسو اونکے آپہونچے
قدم باہر نہین رکھتے نگہ آنکھونکے پردے سے
خیال اوس زلف و لب کا نقش ہر بت کی ہوا ہر
غضب دزد حنا کو تم نے ہاتھون ہاتھ باندھا
تل نہین تل ہے جو ناف بت مغرور کے پاس
بار اوس بزم مین وہ پاتے ہین جو مرتے ہین
کار دل بخیہ و مرہم سے تو اب درگزرا
آتش فندق جانان نے جلایا ہے مجھے

مین تقیید مین یہان عالم اطلاق رہا
برگ گل بہی سبب سوزش و احراق رہا
موج زن سینہ مین یہان قلزم اشواق رہا
کب تو پابستۂ زنجیرۂ میثاق رہا
لکھہ اے طبیب میری دوا مین ہرن کی شاخ
دنبالہ دار سرمہ ہے گویا ہرن کی شاخ
دیکھی ہے کسنے پہولتے پہلتے ہرن کی شاخ
پیدا ہو باغ حسن مین سیب ذقن کی شاخ
پہوٹی ہے جوشش اشک سے چرخ کہن کی شاخ
سرخی رنگ کف پا ہے عیان بالاے سر
اب سفیدی سے ہے خاکستر عیان بالاے سر
آفتین کیا کیا نہین لاتی زبان بالاے سر
اونکے بالون مین جو اولجھے چوڑیان بالاے
کہ جا پڑتا ہے اب دست جنون جھونکی دہہ
بجھائے شمع ہو وے مار مہرہ اپنی مدفن پر
یہ افعی چاٹتے ہین اوسکو گلبرگ سوسن پر
حجاب عشق گھونگٹ ہے کسیکے روی روشن پر
شبیہ لیلی و شیرین منقش ہے ہر اک سل پر
زبان ہے لال کیونکر مدح خوان ہے ایسے عادل پر
حب فلفل ہے عیان چشمہ کافور کے پاس
زندگی مین کوئی ممکن ہے گزر حور کے پاس
زخم ہین زخم پہ ناسور ہین ناسور کے پاس
مٹی مہندی کی ہو قبر تن محرور کے پاس

حسن بے پروا

اپنے باعث ہین وہ تلخی کو گوارا کرتے
پاس ناموس نہین ہے دل وحشی کو کبھی

قاصد وہان گیا تو ہوا مرغ نامہ بر
سبزہ پیدا ہے تو اب بزم مین جا دیجئیے

چہرہ جالی سے جو برقع کی دکھا دیتے ہین
پرتو حسن سے دکھلاتے ہین اعجاز مسیح

اونکا اونی یہ شگوفہ ہے کہ گلشن مین نسیم
ہے ہلال شفقی اپنے گریبان مین ہلال

سرو بالا نہین بالا یہ بتانا اچھا
باندھ لیتے ہین جو وہ وزر و خطا ہاتھون ہاتھ

دو ہی باتین ہین جو تکرار کی غیرت کی سبب

کب خیال حلقۂ جعد رسا ہوتا نہین
دل سے کم سودائے چشم فتنہ زا ہوتا نہین

یار آغوش تصور سے جدا ہوتا نہین
آستین مین ہے چراغ عقل پر باد بہار

سینہ سے آملج گا ناوک مژگان یار
سادگی یار نے مارا ہے جبسے ہمنشین

تیوری گل کی عوض آکر چڑھا جاتے ہین وہ
کونسی شب ہے کہ خال مردمک پر مہربان

لطف و اشفاق و عنایات و کرم تو اکثر
خط لگا ہونے ہوا رخسار پر وہان پایمال

ہوکے برباد اب ترقی کی ہوا رکھتے ہین ہم
یہان تسلسل شک مین ثابت ہے وہان اہل ہین ہم

ورنہ کیا اوس لب شیرین کو ہی دشنام سے کام
یہ نگین وہ ہے کہ جسکو نہین کچھ نام سے کام

بال خدنگ سے کہین خالی بدن نکین
باغ سبز اپنا بلا کر وہ دکھا دیتے ہین

ماہ کو عقد ثریا وہ بنا دیتے ہین
اپنے بالی کی وہ مچھلی کو جلا دیتے ہین

ہنستے ہنستے گل و بلبل کو لڑا دیتے ہین
اشک خونین مجھے کس درجہ بڑھا دیتے ہین

فقرے کیا آپ کرے ہمکو سنا دیتے ہین
دل چرا لینے کی یہ اوسکو سزا دیتے ہین

کیا مثناۃ مضاعف وہ پڑھا دیتے ہین

کب دل دیوانہ پابند بلا ہوتا نہین
شور محشر کونسی شب یہان بپا ہوتا نہین

ایکدم یہان عالم دل مین خلا ہوتا نہین
ورنہ ہر پیراہن غنچہ قبا ہوتا نہین

کونسا دل زخمی تیر قضا ہوتا نہین
دل شہید خنجر ناز و ادا ہوتا نہین

غنچۂ دل کنج مرقد مین بھی وا ہوتا نہین
ثابت و سیارۂ گردون فدا ہوتا نہین

اندنون وہ مائل جور و جفا ہوتا نہین
رہگذر مین سبزہ کو نشو و نما ہوتا نہین

کب غبار جسم یہان وقف صبا ہوتا نہین
فلسفی کا اجتماع ثابت مدعا ہوتا نہین

تیرے کاکل کی ہوا باغ مین ای ترک بند
فرط صفا سے جسکا ہر اک تل ہو آئینہ
درکار کب تجھے مہ کامل ہے آئینہ
اے جان تمہارے رخ کے مقابل ہو آ...
اوجھل جو ایک پل نہین ہوتا ہے ای صنم
تسخیر عکس چہرۂ رشک پری ہو کی
اے جان جان فقیر کی صورت سوال ہے
اوس رخ صاف کی جھمجھم دیکھ پانی ہی جھلک
کیون نہو آئینۂ زانو سے آئینہ کو فوق
مین آتا ہے نہین ہے تکیۂ زانوے یار
دست مشاطہ مین دے آئینہ اپنے ہاتھ سے
سنبھالے ہین سہرے نالون نے تمھارے
مارا پڑا ہون خنجر غفلت شعار سے
ہے خوش گردون مین مہر خاور کہ پاے گلگون کا بند
نہین ہے مال جمال کامل منور اوس سمتن کا ایدل
روان ہے انکھون سے لخت خون کہ پانی پانی ہو جس سے
دکھا کر دور شراب دل کیا ہو بطلان دور باطل
منہ سے گل اوس حجو کی شمع مزار عاشق
غرق سونے مین ہے یا سونے مین مستغرق ہے وہ
چشم قاتل جوہر خنجر پہ رہتی ہے مدام
رکھتے نہین وہ رشک تو ہنگام تکلم
مشتاق جھنکر ہے مجھے پردے مین ستم کے
کلمین کسطرح یا کسی دیوانہ کی صورت

عوض غنچہ کلاہ تیری کلی پیدا ہو
منہ دیکھو اوسکے رخ کے مقابل ہو آئینہ
ہر سمت عکس رخ سے مقابل ہو آئینہ
آئینہ اب دکھانے کے قابل ہو آئینہ
شاید تمہارے چہرے پہ مائل ہو آئینہ
جوہر کھلے یہ آج کہ عامل ہے آئینہ
یعنی صفا کا آپ سے سائل ہے آئینہ
آئینہ بن جاتی ہے تصویر پشت آئینہ
گلفشان تو اوسمین بیان تصویر پشت آئینہ
کیا نوشتہ ہے مری تحریر پشت آئینہ
جرم بوسہ پہ ہو تعزیر پشت آئینہ
فلک اپنی پشت خمیدہ کو تھامے
کھودہان زخم کو سونے کے تار سے
یہ زیر کاکل ہو اوس کی بجلی کہ برق رخشان سحاب مین ہے
لب طلب ہان نہ کھولین سائل زکوۃ مال شباب مین ہے
سرشک خونین ہے جتنا گلگون کہان یہ سرخی شہاب مین ہے
ہے جو کہ پیر مغان کو حاصل کہان یہ نکتہ کتاب مین ہے
خاک پروانہ سے بلبل کی صدا آتی ہے
خواب وبیداری مین غافل کا وطن سونے مین ہے
گردش دور انسی پابستہ ہرن آہن مین ہے
مصری کی ڈلی صاف چبا جاتی ہین کیسے
باتین سر محفل وہ سنا جاتے ہین کیسے
تبلا کہ دہان پا جھبا جاتے ہین کیسے

حیران ہین اگر آپ تو آئینہ مین دیکھیں
سہندے مین کسی زلف کے آجاتے ہین کیسے
وہ سبزۂ خط عالم وحشت مین دکہا کر
طوطے مرے ہاتہونکے اوڑا جاتے ہین کیسے

وحشی تخلص میر بخشی مرحوم دہلوی مقیم عظیم آباد

اندنون بیقرار ہے یہ دل
کیا ہوا کس سے یار ہے یہ دل
اپنے ملنے سے منع مت کر تو
اسمین سب اختیار ہے یہ دل

وحید تخلص مولوی محمد عبد الرؤف مترجم سررشتۂ لیجس لیٹو کونسل ہند ولد منشی احمد علی شاگرد شاہ الفت حسین فریاد باشندۂ کلکتہ بیشتر فارسی کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین

بلبل کے لبون پر ہے نہ افسانہ ہے اوسکا
بو آتی ہے گل سے یہی کہہ دیوانہ ہے اوسکا
ہر شے مین اوسی شمع تجلی کا ہے جلوہ
موسی سے نہ اک طور یہ پروانہ ہے اوسکا
خورشید یہ خورشید ہے یا ماہ یہ ہے ماہ
یا سر پہ رکہا آپ کی ہے تاج زری کا

وحید تخلص میر ہادی خلف میر مہر علی انس مرثیہ گوے لکہنوی

دل تم سے نہ پہیریگا وحید جگر افگار
یہ عاشق جانباز کا شیوہ نہین ہوتا

وحید تخلص مولوی وحید الدین خلف مولوی امیر اللہ باشندۂ کڑا ضلع الہ آباد بیشتر فارسی کہتے ہین

رہگئی کتنون کے دلمین قتل ہونے کی ہوس
دو ہی ہاتہون مین تجہے اے تیغ زن کیا ہو گیا
آج ہر شہر کے کوچے نظر آتے ہین اوداس
کسطرف لگئی وحشت تری دیوانے کو
لڑائی جانے دو بس دو بہی کر دو غصہ
ملو وحید سے بہر خدا سنو تو سہی
لاے گی کسطرح جسے کہو دوے پیرہن
اوسکی گلی مین جاکے صبا اور ہو گئی

وحید تخلص منشی سرفراز علی خان ولد سربلند خان باشندۂ سالار تیلو نے چہپارا توابع نرسنگہ پور دکہن شاگرد میر وزیر صبا مقیم قصبۂ مذکور وہان متعلق لکہنؤ انسے ۱۸۵۷ع اٹھارہ سو ستاون عیسوی مین کلکتہ مین ملاقات ہوئی تہی صاحب دیوان ہین

سودا زدۂ زلف کا کیا خوب لقب ہے
فرماتے ہین دیوانہ شوریدہ سر زلف

جباسے دل مین اگر سوزش جگر رگ سنگ	تڑپ تڑپ کے نہ ظاہر کرو تمہر رگ سنگ
انوسکے نام پرستہ فصاد خاک تھمر سے ہے	بتون کے عشق مین رگ رگ ہے بہ سپرہ رگ سنگ
[illegible] کا ذکر کا یاد آتا ہے	وحید سنگ جواہر مین دیکھکر رگ سنگ
[illegible] کو ظلم و ستم بندے پر	اسے بتو چاہیے کچھ خوف خدا کا دل مین
[illegible] وہ چال کہ مین ذبح ہو گیا	گردن پہ میرے چل گئی تلوار بن کے پاؤن
سر اونکا آپ ٹھوکرین کھاتا ہے راہ مین	رکھتی تھی کل زمین پہ جو لوگ تنکے پاؤن

وحید تخلص حکیم وحید اللہ خان باشندۂ بداؤن ولد حکیم سعید اللہ خان ملازم راجہ بہرت پور صاحب دیوان مین

مارڈالے چاہنے والون کو وہ	دیکھی ہم نے کچھ عجب تاثیر زلف
تو تیری طرف سے کوئی باتین ہی سناؤ	جنبش نہ کرے پیر ترے رنجور کی گردن
شکایت دل نالان کچھ اور کیا تجھے	ہوا ہے دشمن جان دوستدار پہلو مین

وزیر تخلص نواب وزیر علیخان متبناے نواب آصف الدولہ بہادر کلکتہ مین [illegible] بارہ سو بتیس ہجری مین انتقال کیا حال انکا نہایت مشہور ہے حاجت بیان نہین

بعد رنجش کے مزا ملنے سے کچھ حاصل نہین	گر تمہین الفت نہین اپنا بھی اب وہ دل نہین

وزیر تخلص وزیر علی رامپوری خلف حسن علیخان

دام الفت مین تری پھنسکے بہلا دیکھین تو	طایر دل کے تڑپنے کا مزا دیکھین تو
دل مین کاسے کی کہلانے کا جو بل کھتے مین	ہاتھ کا فر تری چوٹی کو لگا دیکھین تو
نہ سہی شیر طو فاخیر لڑائی ہے سہی	آج وہ آنکھ کو غیرون سے لڑا دیکھین تو
دل کی تسکین کو صورت یہ وزیر اچھی ہے	اوسکی تصویر کو چھاتی سے لگا دیکھین تو

وزیر تخلص سید وزیر علی باشندۂ الہ آباد

قیدی حلقۂ گیسوے پریشان ہو نہین	پاے وحشت کو مری حاجت زنجیر نہین

وزیر تخلص خواجہ محمد وزیر لکھنوی خلف خواجہ محمد فقیر شاگرد امام بخش ناسخ

سلسلہ انکے نسب کا خواجۂ بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمۃ سے ملتا ہے اپنے طرز پر شعر اچھا کہتے تھے بائیسوین ماہ ذی قعدہ ۱۲۷۰ بارہ سو ستر ہجری مین فوت کی دیوان انکا نظر سے گزرا

سہر مرا کاٹ سکے بچتا ئیے گا
واے محرومی نہ دیکھا خواب مین بھی یار کو
جسم کو سیا ہیان لباس جسم آدھا ہو گیا
اپنے گناہ آ نہین سکتے حساب مین
زاہد حرام سے کو نہ کہنا وگرنہ مین
ہوا ز بسکہ ہجوم نگاہ مشتا قان
ہنسکے بولا وہ گل ترا ین گل دیگر شگفت
خواب مین تجھہ سے ہمکنار رہا
حسن عارض عارضی تہا کھل گیا
خط یہ خط لائے جو مرغ نامہ بر
خطِ سیہ سے کانٹون کا اک ڈھیر ہو گیا
صدمہ شب فرقت کا اوٹھانا نہین اچھا
حبیب گیا دوستی کے پردے مین
آج مجھسے بات اگر کرتی نہین
زبان کو وصل کے شب گفتگو کی کب تھی فرصت
ہوا کیا دل مین خون آرزو آج
فرقتِ دیدار مین جو رات بھر آئی نہ تھی
جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین
چلا ہے او دلِ حسرت طلب کیا شاد ہو کر
انھی خاطر تو قتل عاشقان سے منع کرتی تھی

کسکی پھر جھوٹی قسم کھائیے گا
میری اور اسکے درمیان غفلت کا پردا ہو گیا
جامۂ تن گھٹ گیا ایسا کہ نیما ہو گیا
زاہد کو خوف چاہیئے روزِ حساب کا
جنت مین چھین لون گا پیالہ شراب کا
ہر ایک روزن دیوار یار بند ہوا
دانۂ گوہر کف رنگین مین جب گلگون ہوا
عین غفلت مین ہوشیار رہا
خط کے آتے ہی لفافا کھل گیا
بوسہ ان مرغون کا ڈربا کھل گیا
غمزہ نہ کیجیے سیب ذقن بیر ہو گیا
اے بیخبری آپ مین آنا نہین اچھا
دشمن جان نے کیا حجاب گیا
دینگے یہ بت کل خدا کو کیا جواب
ہجوم بوسہ لبنے نہ دی اک بات کی فرصت
کہ خون آلودہ ہے اے اشک فراج
وصل مین آتے ہوئے آنکھوں مین شرماتی ہے نیند
تو کیا کہتا ہے کچھہ اپنی دوا کر
زمین کوی جانان ننگ دیکھی آسمان ہو کر
اکیلے پھر رہی ہو یوسف کاروان ہو کر

کیا غیرون کو قتل اونسے موی ہم رشک کے مارے
بناوٹ نے لگاڑا باتین سنو آئین خموشی مے
وہ پیاسا ہون لگا کر تیغ پر آب اونسی جب کہینچی
لڑکے ہاتھہ اوسکا چہرا ناشمع گل کر نا مرا
گزرا افلاک سے کے پار گیا لامکان تلک
وہ پری رو حور سے بہتر کہین ہی اے وزیر
اوٹھا اوٹھا کے جو پردہ نگاہ کرتی ہین
ذرا سے جرم پہ حہبا گئے کنوین فرشتون نے
وزیر آغوش یہان فرقت مین بہی خالی نہین
انکہین ہین خونخوار تیری اے مسیح
گوہر اشک سے لبریز ہے سارا دامن
وصل کی رات ہے بگڑو نہ برابر تو رہے
نہ خط مصحف عارض کا معتقد ہو وزیر
الفت چاہ زنخدان مین یہ لاغر ہون وزیر
جا کے ٹہرے استخوان پر جب لگائی تو نے تیغ
گرا و لٹ کر دیکھیئے تصویر پشت آینہ
کہیچیئے داخل دل بیتاب یار ی کی عوض
عکس روے آتشین نے صاف کشتہ کر دیا
بیجا تلاش دولت دنیا ہی اے وزیر
چاہے اگر خدا تو ہر اک عیب ہو ہنر
ہے آرزو سے قتل اجی دم نہ دو مجھے
جو کہ طایر تری صدقے مین رہا ہوتا ہے
ایک ذرّے سے کو نہین ہوتی ہے جنبش بے حکم

اجل بہی دوستو آئی نصیب دشمنان ہو کر
نہ پوچھو ہمنے کیا ہی منہ کی کہائی بے زبان ہو کر
نکل آئی دہان زخم سے سوکہی زبان ہو کر
وصل کی وہ رات یاد آتی ہی اور دو خنگ شمع
او تیر آہ بے ادبی اب کہان تلک
نازمین انداز مین رفتار مین گفتار مین
ہمارے دل مین وہ در پردہ راہ کرتی ہین
یہ آدمی ہین کہ کیا کیا گناہ کرتے ہین
نہین ہے یار اگر تو درو ہی مدت سی پہلو مین
کیا ہی بے پرہیز یہ بیمار ہین
آج مشکل دامن دولت ہی ہمارا دامن
پہٹ گیا میرا گریبان تمہارا دامن
حروف جسمین ہون اللہ کا کلام نہین
روزن مور مری نظرون مین اندازی ہین
کیون نہ ہاے قاتل ہما کہیئے تری شمشیر کو
سید ہی ہو جائے ابہی تقدیر پشت آینہ
روز سنیئے نالہ شبگیر پشت آینہ
کہیئے اب سیماب کو اکسیر پشت آینہ
غیر از کفن نجاے گا شاہ و گدا کی ساتھ
موسی کو دید نا ید بیضا جلا سکے ہاتھ
چہوٹا ہے نیچہ تو لگا و بڑا ہاتھ کے ہاتھ
اے شہ حسن وہ اوڑتی ہے ہما ہوتا ہے
ثبت جو ہیر جامے مین ہاتھ پیرا ہو تا ہے

نگہ دزدیدہ سوے غیر یون کرتی ہین وہ آنکھین
نہان جسطرح بد پرہیز یان بیمار کرتا ہے

بھر دے عوض شراب کی ساغر کو رنگ سے
گاڑھی چھنی ہے ساقی اب اک سبز رنگ سے

آنکھین کھلی ہوئی ہین عجب خواب ناز سے
فتنہ تو سو گیا ہے در فتنہ باز ہے

کیا کیا نہ ہمکو اپنی عبادت پہ ناز تھا
بس دم نکل گیا جو سنا بے نیاز ہے

ایک عالم نے جبہہ سائی کی
اے بتو تم نے بھی خدائی کی

نہ گئی زاہدون کے پاس کبھی
دختر رز نے پارسائی کی

ہو لی گر صلح بھی تو بھی رہی جنگ
ملا جب دل تو آنکھ اوس سے لڑا کی

ٹپڑا ہے تفرقہ بتیا ہون سے
وزیر اب مین کہین ہون دل کہین ہے

یوسف جو کہا او نہین تو بولے
کیا آپ نے مول لے لیا ہے

مے دے کہ نہ دے بادۂ اطہر تو نہین ہے
کچھ پیر مغان ساقی کوثر تو نہین ہے

کچھ معجزۂ ختم آپکے لب پر تو نہین ہے
عیسے سے ہے تو ہوا اپنا پیمبر تو نہین ہے

کہتے ہو مجھے خواب مین معراج ہوئی ہے
جبریل کا تکیے مین کوئی پر تو نہین ہے

کرتے ہو ذکر میرے دل بیقرار کا
منہ سے کہین زبان نہ باہر نکل پڑے

باتین جو چکنی چکنی سنی میرے یار کی
زاہد تو کیا ہے اوسکا فرشتہ پھسل پڑے

قتل بے شمشیر او ظالم کیا
آئینہ دکھلا دیا دو دو ہو گئے

آزردہ جو تم ہو تو خفا کون نہین ہے
آئینہ بھی پر تو سے مرے چین بجبین ہے

وزیر تخلص میر پرورش علی ابن میر خیر اللہ باشندۂ اٹاوہ

بکینہ عاشقون کو قتل کیا ہے ظالم
حیف ہے خوف خدا تجھکو نہ زنہار آیا

وزیر تخلص وزیر خان خلف عبد الرحمن خان متوطن فتحگڈھ

کچھ بھی تو بتا دیجیے تقصیر ہماری
کس بات پہ یہ ہوئی ہے تقریر ہماری

وزیر تخلص وزیر علی خان عظیم آبادی شاگرد نواب جعفر حسن خان ان شخص اس شخص کو موسیقی مین اچھا دخل ہے شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

سو سو الولو تازہ ہے ایک ایک گام پر
ہم خاک مین ملی تیری طرز خرام پر

شعرا جیسا کہتے ہین انکا نام تاریخی ہے +

مرض عشق بدن مین عوض جان ہوگا
ملک الموت بہی یہان آکے پشیمان ہوگا

غم نہین گر نہ ہوئی دولت دنیا حاصل
رتبۂ شاہ وگدا خاک مین یکسان ہوگا

ہوگا کونین مین اسے وصل یقیناً وہ غنی
دل سے جو معتقد حضرت عثمان ہوگا

غیرون کے حق مین زہر ہون یا قند یا عسل
اپنے تو کام کے وہ لب شکرین نہین

پارہ پارہ ہوا دل سیماب
دیکھا جسوقت بیقرار ہمین

برمین گر وہ جانی ہو لطف زندگانی ہو
لطف زندگانی ہو برمین گر وہ جانی ہو

سر سے پا تک ہے کاکل جانان
آج کل رات دن برابر ہے

لعل و الماس و در و مرجان نثار دیدہ ہے
دیکھئے کیا عین گریہ مین بہار دیدہ ہے

وصل تخلص میر احمد علی ولد میر اصغر علی باشندۂ لکھنؤ مقیم بنارس شاگرد خواجۂ وزیر وزیر صاحب دیوان ہین

وصل کی شب سیر انگیا پر ہوا گر دسترس
مین یہ سمجھون آگئی سونے کی چڑیا ہاتھہ مین

وصل سب جاتی رہی دل کی پریشانی بہی
مثل شانہ ہو جو وہ زلف چلیپا ہاتھہ مین

وصل تخلص مرزا اسحاق ولد حاجی ابراہیم خلف آغا قدیر اصفہانی شاگرد شرف الدین ملول باشندۂ لکھنؤ بیشتر مرثیہ کہتے تہے

لیا ٹک جو آغوش مین مین تو بولا
ابی چھوڑ کب تک مسلتا رہے گا

ہاتھہ مین ہاتھہ لے غیرون کا پڑی پہرتی ہو
ہم جو دامن چہوین تو آپ جھٹکتے جاوین

وصل تخلص حکیم محمد علی خان خلف حکیم نصر اللہ خان وصال باشندۂ دہلی اپنے والد ماجد سے کسب سخن کیا ہے

بوسے تو اپنے لب کے ہمین پانچ چار دے
ساتھہ اوسکے گالیان بہی اگرچہ ہزار دے

محفل اغیار مین مجھکو بلایا آپ نے
فتنہ کیا بیٹھے بٹھاے یہ اوٹھایا آپ نے

وصل تخلص میر کرار حسین ابن میر رحم علی خوشنویس متوطن چہبرامو ضلع فرخ آباد

ٹھگی جاتے دو دل بس وصل سے بولو جانو
رہے الطاف وہی اگلی عنایات سدا رہے

وصی تخلص شاہ وصی احمد پہلواری کے پیرزادے ہین انسے پہلواری مین ملاقات ہوئی تھی

میرا خون گرچہ پا یمال ہوا | آستانہ تو اونکا لال ہوا

وفا تخلص لالہ نول رائے برادر کلان راجہ گلاب رائے دیوان نجیب الدولہ نواب نجیب خان بہادر صاحب دیوان گزرے

سکھنے لگا وہ سن کے مرا نالہ و فغان | یا رب بچا کرے گا یہ بیمار کب تلک
بکھرا اسے کوئی زلف کو اپنی جوا ے وفا | پھر آہ کسطرح سے ملے میرا سراغ دل

وفا تخلص لالہ شنکر لال الہ آبادی

زر ہے نہ میرے پاس نہ ہے جان و دل ہے | یہان ہے فقط ایکجان جو ان نام خدا کا
جبتک کہ رہے جان وفا تیری بدن مین | لازم ہے رہے ورد زبان نام خدا کا

وفا تخلص مرزا عبد العلی خوشنویس شاگرد نصیر وطن انکا کشمیر مولد دہلی معلمی کرتے تھے

وہ لب زخم جگر ہے عاشق دلگیر کا | جسمین ہو انگشت حیرت ہو وہ پیکان تیر کا

وفا تخلص مرزا دارا بخت مرحوم نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد الرحمن خان احسان

منہ سے تو کچھ کہو تم کسو اسطے خفا ہو | اس اپنے خستہ دل سے اتنی ہی کیجان سے
مین نے کہا غور و کر مرتا ہون تم نہ جاؤ | اک ناز اور ادا سے کہنے لگے وہ کب سے

وفا تخلص میر حیدر علی مرثیہ خوان باشندۂ دہلی مقیم امرتسر

دشمنون سے مل ملکر خاک مین ملاتے ہو | خاک دوستی کا ہو آپ پر گمان اپنا
سینے سے لگے بوسے بھی دے ہمکو وفا؟ | یہ طور نہین اوس بت بے پیر مین دونو

وفا تخلص محمد علیخان خلف مولوی احمد علیخان خوشنویس مقیم شاہ جہان پور

غافل نہین ہون ذکر سے دم بھر مین اے صنم | حق نے زبان دی ہے تری نام کے لیے

ولا تخلص مظہر علی خان دہلوی ولد سلیمان علی خان وداد شاگرد نظام الدین ممنون مقیم کلکتہ انکی بیتال پچیسی نظر سے گزری

فوج اشک و لشکر داغ اور علم پھر آہ کا | دھوم سے آنا ہوا ہے عشق عالیجاہ کا

یوسف کا جو نقشا در و دیوار پہ کھینچا
کیون تو نے زلیخا نہ دل زار پہ کھینچا

ولا تخلص محمد مراد خان ابن منور خان باشندۂ الہ آباد

ابتو خاموش ہے دل ورنہ قیامت ہوتی
آسمان تک جو پہونچتا کبھی نالہ اپنا

ولایت تخلص مرزا ولایت علی طبیب خاص نواب امیر الدولہ بہادر رئیس [illegible]

زندگی بھاری ہے بے تیرے صنم
پتھرون سے سر کو ٹکراتے ہین ہم
بے لباسی ہوگئی اپنا لباس
جامے سے باہر ہوئے جاتے ہین ہم

ولایت تخلص ولایت شاہ مقیم کوئل

نہ تنہا یہ دل بلکہ جان بیچتا ہون
کہ ہستی کی ساری دکان بیچتا ہون

ولایت تخلص نواب ولایت علیخان لکھنوی ولد نواب احمد علیخان نبیرہ شجاع الدولہ شاگرد مرزا باقر دل

رہا کر اب ہمین صیاد فصل گل آئی
قفس مین ابتو ہوا تنگ حوصلہ دل کا

ولی تخلص مرزا محمد ولی دہلوی مقیم مرشد آباد برادر زادہ شاہ اسرار اللہ صاحب صاحب دیوان گزرے

نیم نگہ نے تیرے قتل کیا اک جہان
یار مرے مت کہین یہ سے نگہ کر دیکھنا
بیکسی پر مری کبھی کوئی
تجھ بن اے نالہ نوحہ گر نہ ہوا
نہی آشنا تیغ سے اوسکی کمر ہنوز
ہم تب سے ہاتھ پر لیے پھرتے ہین پر منوز
کبھی جو زلف اوٹھاوے تو منہ نظر آوے
اسی امید پر گزری ہے صبح و شام ہمین
نہ تھا چمن مین جو وہ یار وا کرے
لے برگ گل کو ہاتھ مین نیکھا صبا کرے

ولی تخلص شاہ ولی اللہ اولاد مین شاہ وجیہ الدین گجراتی علیہ الرحمتہ کے سے تھے عالمگیر بادشاہ کے عہد مین دہلی مین آئے تھے بعضے تذکرہ والون نے انکا نام ولی محمد لکھا ہے اور انکو موجد ریختہ جانتے ہین لیکن مقتضائے تحقیق یہ ہے کہ انکے زمانے کی آگے بھی دکھن مین شعرائے ریختہ گو موجود تھے غرض یہ اپنے وقت کے استاد تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

پھر میری خبر لینے کو صیاد نہ آیا
شاید کہ مرا حال اوسے یاد نہ آیا

شغل بہتر ہے عشقبازی کا
کیا حقیقی و کیا مجازی کا

جنون عشق ہوا اسقدر زمین کو محیط
کہ پارسا کو ہوئی موج بوریا زنجیر

ہون گرچہ خاکسار ولے ازرہ ادب
دامن کو تیرے ہاتھ لگایا نہین ہنوز

خط کے آنے سے خبردار کیا گلرو کو
نشۂ ہوش ہے اس بادۂ ریحانی مین

اے جہان ولے وعدۂ دیدار کو اپنے
ڈرتا ہون مبادا کہ فراموش کرے تو

مفلسی سب بہار کھوتی ہے
عشق کا اعتبار کھوتی ہے

ترا مُنہ مشرقی حسن انوری جلوہ جمالی ہے
نین جامی جبین فردوسی و ابرو ہلالی ہے

اے ولی رہنے کو دنیا مین مقام عاشق
کوچۂ یار ہے یا گوشۂ تنہائی ہے

ترک کر اے رقیب فرعونی
آہ میری عصائے موسی ہے

مراد دل مجھہ سے کر کے بیوفائی
پسند خاطر خوبان ہوا ہے

اک دل نہین آرزو سے خالی
برجا ہے محال اگر خلا ہے

ولی تخلص شیخ ولی محمد رفیق و مصاحب نواب بہادر جنگ والی بہادر گڑھ خلف شیخ منگلو کرنیل پلٹن نواب نجابت علی خان بہادر والی جھجھر باشندۂ سیالکوٹ شاگرد نصیر دہلوی

کیونکہ بتلاؤن نشان تجھکو ستمگر اپنا
عالم خانہ بدوشی مین کہان گھر اپنا

رتبہ تھا کیا قمر کا کہ کرتا وہ ہمسری
جب آفتاب رخ کے برابر نہو سکا

ولی تخلص مولوی امو جان باشندۂ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب انکو دہلی کے مشاعرے مین دیکھا تھا

پردہ جبھی تلک ہے کہ پردے مین ہو وہ شوخ
چہرہ کھلا تو راز چھپایا نہ جائے گا

محشر مین روبرو مرے آکر کھڑا ہوا
جانا کہ اس سے شور مچایا نہ جائے گا

غم بیستون نہین ہے کہ آگے ہی ٹال دون
سینے کا سنگ ہے یہ ہٹایا نہ جائیگا

ولی تخلص علی محمد خان ولد قائم علی خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد نواب ظفریابخان

راغ صاحب دیوان ہین

تابع فرمان ہین جو چاہیئے وہ کیجیئے — نازیبجا آپ کی اے مہربان بالای سر

اندوہ و یاس و درد و غم و دوری صنم — کیا کیا میسر آئے ہمین آشنای دل

شکوہ نہین ہے کچھ فلک پیر سے ہمین — دشمن نہین ہے کوئی ہمارا سوائے دل

دلا یہ حال ہے اب کی خدا پرستون کا — جو دل ہے دیر کی جانب تو قبلہ رو آنکھین

چہار یار پیمبر کو ربع مسکون مین — ہمیشہ ڈھونڈھتی ہین اپنی چار سو آنکھین

محفل مین ہنسکے بولا جو مجھسے وہ شعلہ رو — کیا کیا ہوئے رقیب سیہ رو چراغ پاؤن

ثابت ہوا یہ ہمکو رہ عشق سے و لے — پائینگے حشر تک نہ ہمارے فراغ پاؤن

وہم تخلص میر محمد علی خلف میر محمد تقی خیال صاحب بوستان خیال مقیم لکھنؤ ملازم سرکار آصف الدولہ بہادر

کو فکر تیرے دل کے تئین سو لگی رہی — پر وہم ہے یہ شرط وہی لو لگی رہی

جا کے اوس سے آشنا اب کوئی — ہے ترے غم مین جان بلب کوئی

حرف ہای ہوز

ہاتف تخلص مرزا محمد دہلوی معاصر سودا آزادانہ زیست کرتے تھے

خط آئے پہ یہ حسن نہ یہ ارمان رہیگا — ایسے جو ملجایئے احسان رہے گا

مت پوچھ ہمنشین کہ جہان مین کہان ہے — دل جس جگہ کہ لگ گیا اپنا وہان رہے

ہاتفی تخلص مولوی محمد حسن علی خلف شیخ عبد الغفار باشندۂ شاہجہان پور مقیم فرخ آباد صاحب فرائض ہاتفی و رموز القرآن

دیوانۂ بہار چمن مین رہا اسیر — موج نسیم ہے اوسی زنجیر پا ہوئے

ہادی تخلص میر جواد علی خان دہلوی عماد الملک مرحوم کے رفیقون مین تھے سنہ ۱۲۱۷ بارہ سو سترہ ہجری مین فوت کی صاحب دیوان گزرے

اندیشہ کچھ نہ کر مرے فریاد و آہ کا — فریاد رس ہے کون تری دادخواہ کا

کیا ہے لگی مجھے یاد زلف سے بیمار — کہ پیچ و تاب مین ہے تار تار بستر کا

چمن مین ہادی نازک مزاج جب آیا — لیا جنون نے رگ گل سے کام نشتر کا

کچھ آج شکستہ ہے بہت رنگ رخ گل ... صیاد نے کس بلبل شیدا کو ستایا
تو نے پہچانا نہ یارا اوسکو تغیر حال سے ... ورنہ کوچے مین ترے ہادی نکر رہو گیا
خندان خندان جدہر پہرا وہ ... گریان گریان اودہر گئے ہم
یہان تو نالے نے جگر آب کیا ہے ہادی ... پر خدا جانے کہ اوس دلمین اثر ہے کہ نہین
جی مین حسرت نرہی زخم کی تیری قربان ... قتل کے بعد بہی پہر کیجیو تو وار کئی

ہادی تخلص سید محمد مہدی قرابت دار شاہ نور علی مرحوم باشندۂ الہ آباد

ملتی نہین تشبیہ ترے زلف کی جانان ... ہے عین خطا کیئے جو مشک ختنی ہے

ہادی تخلص مرزا غلام فخر الدین بہادر نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد آغا جان عیش

آیا نظر وہ ماہ لقا تین دن کے بعد ... روشن یہ قصر چشم ہوا تین دن کے بعد

ہادی تخلص مولوی محمد ہادی باشندۂ سنبھل

داغ ہین پیری مین بہی ہادی کرتن پر بیشمار ... اگرچہ کم آتا ہے پہل نخل کہن کی شاخ مین

ہاشمی تخلص محمد نادر حسین خان خلف شیخ فرخ حسین حیران تخلص نائب و اوستاد نواب محمد حسین خان رئیس کالپی

اوس سنگدل سے آج ملاتا ہون اپنا دل ... شیشہ مرا مقابلہ کرتا ہے سنگ کا
یہ راز عشق چہپے کسطرح کہ ان روز ونکہ ... ہمارے بس مین دل خانمان خراب نہین
لوٹی جو مین نے زلف و رخ یار کی بہار ... بگڑی ہے شانہ آپ کو آئینہ آپ کو
وا شد مرے دل کی کوئی ممکن ہے صبا سے ... کہلتا ہے کہین غنچۂ تصویر ہوا سے
اسقدر کنج قفس مجکو خوش آیا ہے کہ اب ... دل مرا نام رہائی سے خفا ہوتا ہے

ہاشمی تخلص میر محمد ہاشم لکہنوی شاگرد سودا

مرا سو بار اوس تک نامۂ پر آرزو پہونچا ... اودہر سے پر جواب صاف پہونچا جب کہ وہ پہونچا
دماغ آشفتہ ہوتا ہے صبا نکہت سی سنبل کے ... مشام آرزو مین تو کسی کاکل کے بو پہونچا
کچہ کفر و دین مین شاید رشتہ ہو برہمن ... تسبیح شیخ کی جو زنار درمیان ہے
غیرت یہ چاہتی ہے ہم آئینہ کو توڑین ... پر کیا کرین کہ رو سے دلدار درمیان ہے

ہاشمی تخلص سید اکبر علی الہ آباد مین مختاری کرتے تھے

جام دے ساقی مجھے صہباے تند و تیز کا | مست ہون دیکھون تماشا سبزۂ نوخیز کا

ہاشمی تخلص ایک شخص دہلوی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

نشہ نے میکشون کی کیا فلک سر پر اوٹھا یا ہے | کہ مست ابر سیہ ہو کر چمن مین جھوم آیا ہے

ہجر تخلص سید جمیل الدین خلف میر ابراہیم علی شاگرد ذوق باشندۂ ڈاسنہ مقیم دہلی

جو ہم نظم سخن مین اپنے لفظ آہ لکھتے ہین | سر لوح محبت مد بسم اللہ لکھتے ہین
ہے جو سلو و اسے سر کا کل پیچان ہم کو | خواب کیا کیا نظر آتے ہین پریشان ہمکو

ہجر تخلص مرزا اصغر حسین لکھنوی ولد حکیم مرزا علی نواسہ آغا مرزا چکلہ دار شاگرد خواجہ وزیر

بیقرار ایسا ہون رکھون پا جانان پر جو ہاتھ | ماہی بے آب ہو مچھلی کا چھلا ہاتھ مین
دست پر نور ایسے اوس عیسی کے ہین معجز نما | ہو ید بیضا اگر لے سنگ موسی ہاتھ مین
پھرا کرتی ہے اوس مہ رو کی جو تصویر آنکھون مین | زیادہ دیدۂ اختر سے ہے تنویر آنکھون مین

ہدایت تخلص ہدایت اللہ خان دہلوی کسب باطن وکسب سخن حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے کرتے تھے شعر صاف وشیرین کہتے تھے ۱۲۱۵ بارہ سو پندرہ ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گذرے

جسدم زبان پہ یار ترا نام ہو گیا | کچھ دل کو چین جان کو آرام ہو گیا
ناتوانی کا بھی احسان ہے مری گردن پر | کہ ترے پاؤن سے سر مجھکو اوٹھانے نہ دیا
جاتا رہا ہون آپ ہی مین اپنی یاد سے | کیا جانیے کہ کسنے فراموش کر دیا
دیکھ اوسکی چشم مست کو دل تو بہک گیا | بس میری جان وو ہی پیا لو نمین چھلک گیا
اک دن بھی مہربان نہ وہ بیوفا ہوا | اے آہ و نالۂ سحری تمکو کیا ہوا
غلط ہے سبزۂ خط کو جو کہیے باغ لگا | میان یہ چاند سے مکھڑے کو تیری داغ لگا
کٹتی ہی نہین یہ ہجر کی شب | یا رب کیا آج سو گئی صبح

سینے کی تیری کھلتی ہے اے میری جان بند
آئینہ ساز کر گئے اپنی دکان بند

وہ کیا کرے کہ محبت کا مقتضا ہے یہی
وگرنہ فائدہ اوسکو مرے ستانے سے

طاقت ہے کسی شرح محبت کے رقم کی
سن حال مرا پہٹ گئی چہاتی بہی قلم کی

صبا کوچے سے اوسکی مت اوٹھانا خاک کو میری
مبادا گرد اوسکی چہرۂ گلفام پر بیٹھے

شب ہجران مین تری صبح کی ہوتی ہوتی
استخوان شمع صفت بہ گئی زر و تی روتے

ہدایت تخلص ہدایت علی معاصر فرحت اللہ فرحت تخلص

ڈہلی ہے پڑتے ہین باہر ہمارے طفل سرشک
رکہون مین کب تلک انکو سنبہال آنکہون مین

ہدایت تخلص ہدایت اللہ ابن شیخ عبد اللہ باشندۂ شاہ جہان پور مقیم فتحگڈہ

دہمکاتے ہین کس بات پہ ای ماہ لقا آپ
کیا جرم ہوا مجہسے جو ہین آج خفا آپ

ہدہد تخلص عبد الرحمن مقیم دہلی شعر انکا قطعۂ زعفران کا خواص رکہتا ہے

رباعی

ہدہد کا غذ اق ہے مزا لاسب سے
انداز ہے اک نیا نکالا سب سے

سر دفتر لشکر سلیمان ہے یہہ
اوڑتا بہی ہے یہ تو دیکہو بالا سب سے

ہر چند تخلص ہر چند کشور نبیرۂ راجہ جگل کشور باد فروش

پردۂ ظلمات دل پر تہے وہین سب اوٹھ گئی
شمع رو نے جب چراغ بزم کو گل کر دیا

ہر چند تخلص ایک شخص صاحب دیوان کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا غالبًا نام بہی
ہر چند ہو دیوان انکا نظر سے گذرا

برنگ مار جو روے زمین پر سر ٹپکتا ہے
ہوا سنبل کو کیا سودا تری اس زلف پیچان کا

رخ پرنور رشک ماہ کا گر عکس پڑ جائے
برنگ مہر ہو روشن ہر اک ذرہ بیابان کا

بونے یون حور دیری دیکہہ کے حسن مہ رو
کیا زمین پر کوئی گردون سے فرشتا اوترا

مری طرح سے جو تو بیٹھہ جاتی ہے ای گرد
ترے قدم مین کیا طاقت خرام نہین

ہلال تخلص امیر علیخان ولد تراب خان باشندۂ لکہنو شاگرد رشک صاحب دیوان
و مثنوی مقفا و مردف سراپا ہین

مجھسے الگ جو دفن یہ ہوتا تو خوب تھا
پہلو مین میری قبر کے بنتا مزار دل

دیکھین تجھکو تو بنین چشمۂ خورشید آنکھین
صورت خط شعاعی ہون منور پلکین

جلتے ہین خوب وصل مین مجھپر جوا ہی ری
کیا آگئی ہے پاؤن کی رفتار ہاتھہ مین

یہ ہاتھا پائی بھی کہین دیکھی سُنی نہین
لاتون کے ساتھہ آپ کی چلتی ہین کھنیان

بڑھ بڑھ کے کیا ہی وار لگائے مین جی بین ہے
ہاتھون کے بدلے چومتون آوس تیغزن کی بان

ہما تخلص سید احمد حسین عظیم آبادی شاگرد خواجۂ وزیر شعرا اچھا کہتے ہین سنہ بارہ سو اسی ہجری مین کلکتہ مین آئے تھے راقم کے احباب مین ہین

اب مرے اون لب کی لوٹون جن پہ خط آئی ہون
اے ہما اس لعل کا کا لا نگہبان ہو گیا

لاکھون ہوئے ہین غنچہ دہن خاک کے تلے
پھولے تو کیا عجب ہے چمن خاک کے تلے

عاشق کو چھوڑتی ہے نہ معشوق کو زمین
گل خاک کے تلے ہے دمن خاک کے تلے

دامن کو جنکے گرد کبھی چھو نہین گئے
کیسے پڑے ہین سیکڑون من خاک کے تلے

ہمت تخلص اخوند ہمت رامپوری

عجب گردش مین اپنی اندنون اوقات کٹتی ہے
غنیمت ہے کوئی ساعت جو تیری سات کٹتی ہے

ہمت تخلص سید ہمت علی خلف سید رفعت علی مرحوم باشندۂ بنارس مقیم کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ

پڑی ہے جا بجا لاش شہید ان
ترا کوچہ زمین کربلا ہے

بلائین لیتی ہے زلف دوتا کی
ذرا تقدیر تو دیکھو صبا کی

اوٹھاؤن گا نہ سر قدمون سے تیرے
قسم ہے مجھکو تیرے کفش پا کی

خبر لیتی نہین ہے ہجر مین بھی
قضا نے بھی مگر ہمت قضا کی

ہمت تخلص لالہ اندر من ابن لالہ سیتارام باشندۂ بہیانی شاگرد مقصود عالم مقصود

مین مرون صدمۂ فرقت سہی یہی ہے منظور
پوچھتی غیر کو ہو میری خبر کچھ بھی نہین

ہمدم تخلص نواب عبد اللہ خان ساکن رامپور ولد نواب فتح علیخان رئیس لکھنؤ

خو گرفتار ہون کچھ رسم مجھے یاد نہین
اسیلئے لب پہ مرے نالہ و فریاد نہین

کسکو حالِ دلِ غمگین مین سناؤن اپنا	غیس صحرا مین نہین کوہ مین فرہاد نہین

ہمدم تخلص میر محفوظ علی عظیم آبادی مقیم مرشد آباد ولد میر محمد حیات حسرت تخلص شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرت

ابھی اس راستی کا ہون عاشق	ایسے جھوٹی کا اعتبار کیا
نکلتا ہے جی اوسکے نالے یہ یارو	کسی طرح ہمدم تو خاموش ہووے

ہمرنگ تخلص میر عزیزالدین اورنگ آبادی

گرا دہر کو تر اگذارہ ہوا	تو مجھے زندگی دوبارہ ہوا
یار ہنستا ہے چشم تر کو دیکھ	گریہ ٹک اپنے تو اثر کو دیکھ

ہنر تخلص وارث علیخان خواجہ سرا شاگرد میر نواب مونس باشندۂ لکھنو

کب تک رہائی دیکھیے زلفون سے پاے دل	کیا پھنس گیا ہے دام مین بیٹھے بٹھاے دل
الفت نہ کچھ وفا نہ تسلی نہ دلبری	نادان ہے وہ جو آپ سی صاحب لگاے دل

ہنر تخلص مرزا مظفر علی ولد مرزا امام علی باشندۂ لکھنو مقیم کلکتہ شاگرد میر وزیر علی صبا انسے کلکتے کے مشاعرہ مین ملاقات ہوئی تھی شعر اچھا کہتے ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیئے بھیجے تھے

کنج مرقد مین مجھے کیا خاک نیند آئی بھلا	زیر سر تکیہ نہین بستر نیا گھر دوسرا
ہوئی پیری گئی تاب و توان آہستہ آہستہ	گھٹا کھنچ کھنچ کے کیا تیر سا کمان آہستہ آہستہ
نشان تیرہ بختی ہے نمایان اپنے مدفن سے	بنا ہے سائبان قبر دود شمع روشن سے
نکلکر خط نے رونق کھوئی اوسکی روی روشن سے	تعجب ہے گھٹا حسن رخ تصویر روغن سے
آتی نہین وہ ہچکیان آتی ہین دم مرگ	مرنے نہین دیتی ہے مجھے یاد کسی کی

جو دیکھے شمع لگن کے جلوسے تو بولے پروانے گرد پھر کے
فقط ہین یہ رات بھر کے جلسے دم سحر ہم ہین اور نہ تو ہے
ترے شہید ون مین آملا ہون تو محو سنگ یہ خدا ہون
یہ خاک و خون مین جو لوٹتا ہون کبھی تیمم کبھی وضو ہے

نہ دیر مین جب صنم کو پایا حرم مین پھر تلاش آیا
بُرا محبت کا ہو خدایا کہ ٹھوکرین کھائین دربدر کی

ہزار ہا تہمتین دہرینگے نکاتین سب مری کرینگے
رقیب کان آپ کے بہرینگے نہ سُنیئے باتین اودہر ادہر کی

ہنر تخلص مرزا انجتا ور بخت دہلوی شاگرد مرزا حاجی شہرت تخلص

اے ہنر دیکھا کچہ اپنے درد نہان کا اثر
پردہ سے پردے مین اونکو شوق پیدا ہوگیا

ہنر کچہ اب کی نگاہین وہ کر گئین جادو
وگرنہ یون تو ملے آنکھہ بارہا مجھسے

ہوس تخلص نواب مرزا محمد تقی خان خلف نواب مرزا علیخان بن نواب سالار جنگ باشندہ فیض آباد مقیم لکھنو شاگرد مصحفی انکی اکثر غزلون مین لیلی مجنون کا مضمون ہوتا ہی صاحب تذکرے سراپا سخن نے جو لکھا ہی کہ انکی ہر غزل مین لیلی مجنون کا مضمون ہوتا ہے غلط ہی اشعار انکے بحر متقارب و بحر متدارک شانزدہ رکنی مین خوب ہوتی ہین مثنوی لیلی مجنون اور دیوان انکا نظر سے گزرا

نزع مین ہم سے عجب طرح سے دل شاد کیا
آئی ہچکی تو کہا اوسنے ہمین یاد کیا

دی درد عشق نے مجھے غم مین بھی اک خوشی
رونے پہ میرے دیر تلک وہ ہنسا کیا

محفل مین ساتھہ لے نہ گیا کیون نشان یار
سینے سے مین نکال کے پیکان خجل ہوا

بلبل نے کڑھایا نہ غم گل نے رلایا
مجھکو تو فقط اوسکے تغافل نے رلایا

بالین پہ دم نزع وہ خود کام نہ آیا
مرنا بھی مرا ہاے مرے کام نہ آیا

درد دل سے تو کسی کو ہوس آگاہ نکر
شرط الفت تو یہ ہے جان دے اور آہ نکر

کہتا ہے دیکھ کوچے مین مجھکو وہ سنگدل
دیوانے سے کرے کوئی کیا پتھر اختلاط

کرو کچہ مشکل ایسی جسمین راہ عشق سطے ہووے
ہوس گر لاکھہ فن کی تم ہوئے استاد کیا حاصل

رنجش کا اونہون نے بھی کیا وقت نکالا ہے
مجھسے وہ بگڑتے ہین جب خوب سنورتے ہین

کیا کیا نہ رنج ہم پہ تری بن گزر گئی
اب جلد آکہین کہ بہت دن گزر گئے

غلطی باہم ہو جوانی مین کبھی ہوتی تھی
مطلب اظہار کہانی مین کبھی ہوتی تھی

مجنون سے ہوس ہووینگے ہم جاکے مقابل
تھوڑی سی توانائی بھی ہمکو اگر آئی

ہوئے عازم ملک عدم جو ہوس تو خوشی یہ ہوئی تھی کہ غم سے چھٹے
یہ فراغ الم سے وہان بھی نہ تھا وہان غم یہ ہوا کہ وہ ہم سے چھٹے
کبھی دیر مین تجھے کسی بت یہ خدا کبھی کعبے مین کرتے تھے جا کے دعا
ترے در یہ جو بیٹھے تو خوب ہوا کہ کشاکش دیر و حرم سے چھٹے
یہی کہتی تھی لیلی پردہ نشین کہ فراق کی اب اوسے تاب نہین
ملون اوس سے کہ تا مرا قیس حزین غم ہجر کے درد و الم سے چھٹے

ہوش تخلص غلام مرتضے دہلوی

جان گر تن سے جدا ہو تو جدا ہو لیکن | جان منظور نہین تیری جدائی مجھکو
باغ ہستی کی وہین سوجھ گئی کیفیت | مے گلرنگ جو ساقی نے پلائی مجھکو
زاہد کا دل نہ خاطر میخوار توڑیے | سو بار توبہ کیجیے سو بار توڑیے

ہوش تخلص منور علی دہلوی شاگرد خدا بخش خان تنویر

ذبح ہوتے ہین جا نکر عاشق | اپنے قاتل کا دل بڑھانے کو

ہوش تخلص شیخ عزیز الدین فرخ آبادی خلف شیخ مغیث الدین محو تخلص

ہے اسے ہوش ہر عضو مین جلوہ اوسکا | وہ رگ رگ مین ایسے سمائے ہوئے ہین

ہوش تخلص سونی بہاری لال باشندۂ میرٹھ تلمیذ امداد حسین ظہور

ہے کونسا وہ دن کہ نہین لب یہ آہ سرد | اور کونسی وہ شب ہے کہ شور و فغان نہین

ہوشیار تخلص منشی کیول رام قوم کایتھ باشندۂ دہلی صاحب دیوان فارسی گزرے

ملا یا خاک مین دکھلا کے تو نے قد بالا کو | سہی کو سرو کو شمشاد کو عرعر کو طوبا کو
خراب چشم میگون ہو گیا اب ہی سلام اپنا | صراحی کو پیالے کو سبو کو خم کو مینا کو

ہویدا تخلص میر محمد اعظم مرثیہ گو برادر محمد معصوم باشندۂ دہلی معاصر سودا و میر

اوسکے ہاتھون سے ہم اب ربط حنا سنتے ہین | اسے مرے خون جگر ہای یہ کیا سنتے ہین

ہینگا تخلص میر ہینگا دہلوی کسی محبوب پر عاشق تھے اسی سبب سے رقیبون سے

ہاتھ سے مارے گئے سودا کے معاصر تھے

ایذا سے کبھی نہ منہ کو موڑا دل نے	شیشہ مری زندگی کا توڑا دل نے
کام اوس بتِ سنگدل سے ڈالا مجھکو	مارا آخر غرض نہ چھوڑا دل نے

حرف یای تحتانی

یاور تخلص میر غلام حسین دہلوی شاگرد ثناء اللہ خان فراق مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی قرابت دارون مین تھے کسب باطن مولانا فخر الدین طاب ثراہ سے کرتے تھے

ہے کون جو ہو ابروے خمدار کے آگے	رستم بھی نہ ٹھہرے تری تلوار کے آگے

یاور تخلص لالہ کاشی رام عملہ عدالت شاہجہان پور باشندہ بہانی شاگرد مقصود عالم مقصود

جب سے گئے میرے حال کے اعتبار	تجھکو اسے سبب خبر نہ ہوئی

یاور تخلص امام خان خلف چاند خان فرخ آبادی

وہ کیون اپنے وعدے یہ آئینگے شب کو	سنا ہے کہ مہندی لگائے ہوئے ہین

یار تخلص میر احمد یار دہلوی خلف شاہ اللہ یار شاگرد میر تقی میر

آفرین اے دست گستاخ محبت آفرین	یہ گریبان ایک مدت سے گلے کا ہار تھا

یاس تخلص حافظ حفیظ الدین باشندہ دہلی

جب تو نہ ملا تو یاس خستہ	پھر کونسی آرزو کرے کا
بادہ خواری نہ چھوڑ تو اے یاس	یہ بھی اک مشغلہ ہے یارون کا
مغبچون سے یہ راہ ورسم اور پھر	یاس کہتے ہو پارسا ہین ہم
یاد آتا ہے ہمین اپنا دل خون گشتہ	جب کہین بزم مین ہم جام وسبو دیکھتے ہین
کشاکش ہین بیدردی کا شکوہ ہے نہ کرتا اوس سے	بیجا بی نے کیا اور بھی بیتاب سب مجھے
چونک پڑتے ہین عدم سے خفتگان خاک بھی	ہمرہ شور قیامت کیا تری رفتار ہے
جب جنون تھا تو تھے گریبان چاک	عشق ہی اب تو سینہ چاک ہوئے

چاک کیونکر نہ ہووے سوسو بار	پہر یہ آخر مرا گریبان ہے
اسکے ہر تار مین ہے سو شورش	رشک محشر مرا گریبان ہے

یاس تخلص حسن علی خان قرابت دار نواب عقیدت خان شاگرد جعفر علی حسرت مقیم لکہنو

جی تلک دے سکے خفا وہ تو نہ ہوتا ہرگز	تو نے کیا جانئے کیون یاس کو دلگیر کیا
مجہکو یقین ہوچکا تیرا وہ دل رہا نہین	اتنا نہ ناز کر صنم بندی کا کیا خدا نہین

یاس تخلص حکیم خیر الدین دہلوی شاگرد مومن خان و محمد ابراہیم ذوق

ہون وہ ثابت رہ الفت مین کہ جون نقش قدم	جب تلک مٹ نہین لیتا نہین اصلا ہلتا
زانوے یاس کہان اور سر دلدار کہان	ہمنشین بات وہ کر جسکا ہو کچہ بہی سر پاؤن
شربت وصل نہ پینے دو نہ سم کہانے دو	کیا قیامت ہے نہ جینے دو نہ مرجانے دو
ربط غیرون سے بڑہا مجہسے وفا چاہتے ہو	دل مین سمجہو تو یہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو
عشوہ و ناز و ادا لطف سے کہتے ہین مجہے	ایک دل رکہتے ہو کس کس کو دیا چاہتے ہو
وصل جانسوز سے پروانے کو کیا ہوتا ہے	کم ہے ٹہنڈا کوئی قسمت کا جلا ہوتا ہے
دم تو لے تیغ تلے اے طپش دل تہم جا	دیکہہ قاتل کا مرے دہیان بٹا جاتا ہے
گردن غیر پہ خنجر کو ہنسی سے رکہا	وان تجہے کہیل ہے یہان کام ہوا جاتا ہے

یاس تخلص تن سکہہ راے ابن راے چہجی پرشاد قرابت دار راجہ الفت راے شاگرد مقصود عالم مقصود

یار کے آئینۂ رخ کی تجلی دیکہو	صاف شیشے کا گمان ہوتا ہے دیوار فہیم

یاس تخلص مولوی انور علی باشندۂ قصبہ آرہ ضلع شاہ آباد مفتی عدالت ضلع مذکور ولد شیخ محمد حیات مرحوم شاگرد غلام علی راسخ اٹہارہ اونیس برس ہوئے کہ انتقال کیا دیوان فارسی و اردو انکا نظر سے گزرا

کیونکر کہین مرے تئین رسوا نہ کرینگے	گردیدہ و دل یہ ہین تو کیا کیا نہ کرینگے
مرغان چمن سب ہی ثنا خوان ہین گل کے	پر یہ نہین معلوم کدہر کان ہین گل کے

یاور تخلص میر امام الدین دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون مصوری مین کمال رکھتے تھے

مدعا کہیے تو کیا کہیے کہ ہم کو ہمنفس	بات بھی کرنے کا اوسکو سامنے یارا نہین

یاور تخلص میر مہدی حسن ابن میر امداد حسین باشندۂ نوشہرہ ضلع مین پوری

کسطرح سے نبھے گی کہیئے تو	آپ ہر بات مین بگڑ تے ہین

یاور تخلص شیخ امداد علی ولد شیخ ولایت علی باشندۂ بریلی شاگرد محمد بخش شہید وطن انکا دہلی مولد و مسکن لکھنؤ انسے ایک دیوان یادگار ہے

اس آہ نارسا نے کلیجا پکا دیا	اوس گل کے کان تک نہ گیا نالۂ دل
ہوا ہے دفن دل بیقرار پہلو مین	بنا ہے کشتۂ غم کا مزار پہلو مین
کون ہوتا ہے بُری وقت مین اپنا یاور	مرد جو ہین وہ مصیبت مین خبر لیتے ہین

یحیی تخلص منشی یحیی خان سورج مل جاٹ کے قلعہ مین رہتے تھے

رقیبون کی رکھتے ہو تم چاہ دل سے	بہلایا ہمین واہ جی واہ دل سے

یسین تخلص مولوی عبد الستار ولد شاہ عبد القادر باشندۂ سلہٹ شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت عرصہ ہوا کلکتہ سے وطن کو چلے گئے راقم کے احباب مین ہین

بیقراری دل بیتاب کا لکھون جو حال	کیون نہ عالم ہو زمین شعر پر بھونچال کا
سیلاب اشک تر سے سمندر کا جوش ہو	گر ہو نہان نظر سے رخ خونفشان دوست

یعقوب تخلص میر یعقوب علی مقیم دہلی مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے یارون مین تھے

ہم تو آتے ہین ترے کوچے مین ای یار کبھو	پر یہ خطرہ ہے کہ چل جاے نہ تلوار کبھو

یقین تخلص انعام اللہ خان خلف اظہر الدین خان شاگرد مرزا مظہر جانجانان قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد و ن مین تھے وطن انکا سرہند مولد دہلی احمد شاہ بادشاہ کے عہد مین پچیس برس کی عمر مین تہمت زنا پر اپنے والد ماجد کے ہاتھ سے بیگناہ شہید ہوئے اشعار انکے نہایت پُر درد

دوبامزہ ہوتے ہین دیوان انکا نظر سی گزرا

آشنا کوئی جہان مین کبھو بے وفا نہ تھا
ملتی ہے تیرے مجھسے یہ دل آشنا نہ تھا

جو کچھ کہین ہین تجھکو یقین سے ہے منزا تری
بندہ جو تو بتون کا ہوا کیا خدا نہ تھا

سر پر سلطنت سے آستان یار بہتر تھا
ہمین ظل ہما سے سایۂ دیوار بہتر تھا

مرا دل مر گیا جسدن سے نظارہ سے باز آیا
یقین پرہیز اگر کرتا نہ یہ بیمار بہتر تھا

شکوہ حسن سے آنسو ہمارے سوکھ جاتے ہین
یقین سورج کے آگے کب اثر رہتا ہے شبنم کا

اسقدر غرق لہو مین یہ دل زار نہ تھا
جب حنا کو تری یاد مین سی سروکار نہ تھا

آنکھ سے نکلے یہ آنسو کا خدا حافظ یقین
گھر سے جو باہر گیا لڑکا سو ابتر ہو گیا

کہون مین کیونکہ نہ صبح بہار تجھکو کہ آج
جو تو چمن مین نہ تھا گل کے منہ پہ نور نہ تھا

شکوہ جفاے یار سے کرنا وفا نہین
بندون کو اعتراض خدا پر روا نہین

کعبے بھی ہم گئے نہ گیا پر بتون کا عشق
اس درد کی خدا کی بھی گھر مین دوا نہین

سو سو ہی التفات تغافل مین یار کے
بیگانگی سے اوسکی کوئی آشنا نہین

یقین مارا گیا جرم محبت پر زہی طالع
شہادت اسکو کہتے ہین سعادت اسکو کہتے ہین

کوئی دن اور کرنے دو جنون مجھکو بہاران مین
عبث سیتے ہو اوسکو کیا رہا ہے اب گریبان مین

کیا دل ہے اگر جلوہ گہ یار نہ ہووے
ہے طور سے کیا کام جو دیدار نہ ہووے

جور و جفا مین یار بہت ہو گیا دلیر
کرتے تو کیا یہ اس نے نہ آئی وفا مجھے

حق مجھے باطل آشنا نہ کرے
مین بتون سے پھرون خدا نہ کرے

جسکو منظور ہو مرنا اوسے جینا ہے عذاب
ہے دم پاک مسیحا دم شمشیر مجھے

نہ نکلا کام کچھ اس صبر سے اب نالہ کرتا ہون
مری فریاد سے ہے شاید مری فریاد کو پہنچے

پریشان خاک سے اوگتا ہے سنبل اس سے ظاہر ہے
کھلے ہین موے لیلی اب تلک ماتم مین مجنون کے

دعا مستون کی کہتی ہین یقین تاثیر رکھتی ہے
الہی سبزہ جتنا ہے جہان مین تاک ہو جاوے

اپنے بندونکو جلا کر ذبح کرتے ہین یقین
ان بتونکی ضد سے ہو جاؤن مسلمان تو سہی

یقین تخلص سید محمد حسین دہلوی

پانی ہو آب خضر جو آجاے نام لب — شرمندہ ہو مسیح سُنے گر کلام لب
خط سیہ نہیں لب شیرین پہ ہمنشین — طوطی سبز پر ہے گرفتار دام لب

یقین تخلص میرن صاحب شاگرد اسیر

وصل کی شب رخ جانان پہ نہ کی مین نے نگاہ — تھا یہی ڈر نظر آئی نہ سحر کی صورت

یکتا تخلص خواجہ معین الدین خان دہلوی شاگرد عبد الرحمن خان احسان

برسات مین کہی ہے کہ یکتا نہ پی شراب — واعظ تجھے کچہ ابر و ہوا پر نظر نہیں
وہ کون ہے جو اِس دل مضطر مین گھر کرے — کسکی مجال ہے کہ ترے گھر مین گھر کرے

یکتا تخلص نوروز علی ولد امان علیخان غالب تخلص باشندۂ عظیم آباد انمین ایک بڑا عیب ہے کہ دوسرے شاعر ونکے شعر کو اپنے نام سے پڑہتے ہین

ستارے ہین ثابت تری جوتی کو ستارے — روشن ہے مہ و مہر سے گرد ونکی پڑی آنکھ

یکدل تخلص دلاور خان برادر کہین و شاگرد مصطفے خان یکرنگ باشندۂ دہلی

نہین مطلب مجھے کچہ باغبان سے — مین دیوانہ ہون گل کی رنگ و بو کا

یکرنگ تخلص مصطفے خان دہلوی معاصر شاہ آبرو نبیرۂ خان جہان خان لودی شاگرد حضرت مظہر جانجانان منصب دار شاہی تھے بعضے تذکرہ والون نے انکو خان آرزو کا شاگرد لکھا ہے

مجھکو معلوم یہ ہوا گل سے — پھول جاتے ہین زر سے دولتمند
کیون ہوئے ہو تم کہو دشمن ہمارے اسقدر — دوست کا ہوتا ہے دشمن کوئی پیارے بتقدر
کیا جیتے جی وصال ترا ہو کسے نصیب — ہم تو ترے فراق مین اے یار مر چلے

یل تخلص عبد القادر دہلوی سارا کلام انکا اسی انداز کا ہے

کہدو رقیب سے کہ وہ باز آئے جنگ سے — ہرگز نہیں ہین یار بھی کم اوس دبنگ سے

یمین تخلص حکیم احمد علیخان دہلوی شاگرد قدرت اللہ خان قاسم

تب کہا مین نے بتا اپنے مجھے گھر کا پتا — کان کا بالا بتا کر بس دیا بالا بتا

یوسف تخلص یوسف خان ولد رحمت خان غوری باشندۂ لکھنو

شاگرد آتش

رخ قمر سے زیادہ ہین آب وتاب مین پاؤن — ندیکھے چشم فلک نے بھی ایسی خواب مین پاؤن
کاٹا پہاڑ دل مین نہ شیرین کی گھر گیا — تیشہ پڑے نصیب یہ اسے کوہکن ترے

یوسف تخلص مرزا یوسف بیگ ولد مرزا قاسم بیگ لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

تار روز حشر یہ نہین ممکن کہ صبح ہو — اس درجہ ہے دراز یہ شبہا ہی تار زلف
نہین سنے جب سے ای یوسف وہ رشک حور پہلو مین — برنگ مرغ بسمل ہے دل رنجور پہلو مین
بتان سنگدل کی سخت باتین روز سنتے مین — نہو کسطرح اپنا شیشۂ دل چور پہلو مین

یوسف تخلص سید امجد علیخان ولد میر فیض علیخان شاگرد احمد علی کامل

اے یار تیرے دست حنائی کو دیکھکر — خوبان مصر کاٹتے سب بے اختیار ہاتھ

یوسف تخلص میر یوسف علی باشندہ دہلی شاگرد عزت اللہ عشق

نہین سنے غیر کے قصے سے کچھ ہمکو خبر یوسف — زبان پر رات دن اوس حور کا افسانہ رہتا

یوسف تخلص میر یوسف علی شاہ خلف حاجی احمد علی شاہ فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

شراب پینے سے کردیا ہے یہانتک اوس بت کو بے تکلف
نقاب اوٹھا کر یہ کہہ رہا ہے حجاب ہم سے کیا کرینگے

تذکرۃ الشاعرات

اچپل تخلص سنگین جان

ہے عیش اوسکے جی کو اجی غم بہت ہی یان
شادی وہان رہا ئی ہے ماتم بہت ہی یان

امیر تخلص امیر صاحب طوائف ساکنۂ لکھنؤ ناز و انداز مین طاق عشوہ و ادا مین شہرۂ آفاق ہے راقم الحروف سے اس مجموعۂ خوبی سے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

جدھر کے دیکھنے سے جان زار جاتی ہے
ادسی طرف کو نظر بار بار جاتی ہے
یہ بغض تھا کہ نہ چھوڑا تمہارے کوچہ مین
صبا لیے مرا مشت غبار جاتی ہے
یہ محو دید رخ گل ہے بلبل شیدا
نہین خبر کہ چمن سے بہار جاتی ہے

بنو تخلص اور نام دہلی کی ایک زن خانگی کا ہے جسکے عشق مین گلاب سنگھ آشفتہ اپنا گلا کاٹ کے مر گیا اور اوسکے خون کا یہ اثر ہوا کہ بنو بھی اس سانحہ کے بعد کسی سے آشنا نہ ہوئی اور چند روز کے بعد عارضۂ دق اوسکے لاحق ہو گیا اور اوسکو بھی آشفتہ کے پاس پہونچا دیا اوسنے آشفتہ کے فراق مین بہت شعر کہے ہین

چھوڑ کر مجکو کہان ای بت گمراہ چلا
تو چلا کیا کہ یہ دل بھی ترے ہمراہ چلا
نہ تو موت آتی ہے نہ زیست کا یارا مجھکو
ہائے آشفتہ ترے مرنے نے مارا مجھکو
موت پر بس نہین چلتا ہے کرون کیا ورنہ
تو نہین ہے تو نہین زیست دوبارا مجھکو
اب کسے چین کہان عیش کدھر بستر خواب
نہین مخمل بھی کم از بستر خارا مجھکو
ہے غضب وہ تو مرے اور جیون مین بنو
موت آجاے تو ہو عمر دوبارا مجھکو
نعش آشفتہ کو بیرحمون نے پھونکا آگ سے
آتش غم ہی جو انامرگ کی کچھ کم نہ تھی

بیگم تخلص دختر میر محمد تقی ساکنۂ لکھنؤ شاگرد تقی میر

برسون ان خم گیسو مین گرفتار تو رکھا
اب کہتے ہو کیا تم نے مجھے مار تو رکھا
کچھ بے ادبی اور شب وصل نہین کی
ہان یار کے رخسار پہ رخسار تو رکھا

بیگم تخلص تارا بیگم

کیون وصل مین چھپاتا ہے تو ہمسے یار پیٹ	رکھتا ہے سو بہار کی یہ ایک بہار پیٹ

بیگم تخلص رشک محل متوطن پنجاب ممتوعہ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ متخلص بہ اختر بہت روزون تک کلکتہ مین تھین اب لکھنؤ کو چلی گئین گانے مین اچھا دخل رکھتی تھین بیشتر ریختی کہتی تھین یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

ہے منظور باجی ستانا تمھارا	گلہ کرتی شب ہے جو دوگانا تمھارا
نہ بھیجونگی سسرال مین تم کو خانم	نہین مجکو دوبھر ہے کھانا تمھارا
مری کنگھی چوٹی کی لیتی خبر ہو	یہ احسان ہے سر پر دوگانا تمھارا
ہوا بال بیکا جو مرزا ہمارا	تو پھر سنگ ہے اور نشانا تمھارا
گھر سے گانا کے دوگانا مری مہمان گئی	مین یہ انگارون پہ لوٹی کہ مری جان گئی

جان تخلص صاحب جان طوائف ساکنۂ فرخ آباد

جان جانی ہے دل ترستا ہے	جلد آجاؤ مینہ برستا ہے
جان و دل بیچتے ہین ہم اپنی	ایک بوسے کو لے سستا ہے

جانی تخلص بیگم جان عرف بہو بیگم بنت نواب قمر الدین خان زوجۂ نواب آصف الدولہ بہادر نقل ہے کہ بیگم صاحبہ بیمار تھین اور ہمدم نام ایک خواجہ سرا اونکے احوال پوچھنے کو آیا انھون نے فی البدیہہ جواب مین یہ مطلع پڑھکر سنایا

کیا پوچھتا ہے ہمدم اس جسم ناتوان کے	رگ رگ مین نیش غم ہے کھینچے کہان کہان سے
دل جس سے لگایا وہ ہوا دشمن جانی	کچھ دل کا ٹھکانا ہی نہین رہا اس سے آہ

جینا بیگم بنت مرزا بابر مغفور محل خاص مرزا جہاندار شاہ بہادر ولیعہد شاہ عالم بادشاہ

رو بیٹھنے کا عبث بہانا تھا	مدعا تمکو بیان نہ آنا تھا
یہ کسکی آتش غم نے جگر جلایا ہے	کہ تا فلک مرے شعلے نے سر اوٹھایا ہے

چندا تخلص مہ لقا طوائف ساکنۂ حیدرآباد شاگرد شیر محمد خان ایمان اسپ تازی و نیزہ بازی و تیراندازی مین مردون کی طرح دخل رکھتی تھی چار پانچ سو سپاہی و شاگرد پیشہ اسکے نوکر تھے شاعرون کی بہت عزت کرتی تھی

سمن سعدا

یک لخت پارہ پارہ کرڈالون آئینہ کو | پر کیا کرون کہ تیرا مُنہ درمیان ہیگا

حجاب تخلص منی جان ساکنہ ہا پر بنارس مین سکونت اختیار کی تھی

نکلے نہ کیونکر بھلا مُنہ سے سدا واہ واہ | نام خدا اے صنم تیری ادا واہ واہ

حور تخلص منا جان طوائف ساکنۂ لکھنؤ شاگرد محمد رضا طور

جو پہنا پاؤن مین سونیکا توڑا اے پری تونے | مسلسل پاے دیوانہ ہوا زنجیر آہن سے

بدی کی جسنے جسنے اوسکے ساتھ نیکی کی | ہماری خو یہ ہے ہم دوستی کرتی ہین دشمن سے

دلبر تخلص چھوٹی بیگم ساکنہ حیدر آباد

قسمت مین ہماری نہ ہوا ہاے صد افسوس | یک روز لپٹ کر شب مہتاب مین سونا

ہے جوکھٹ آپ کی اور سر ہمارا | قیامت تک یہین ٹکرا سینگے ہم

دلہن بیگم مشہور نواب بہو صبیہ رضیہ انتظام الدولہ خان خانان بہادر زوجۂ آصف الدولہ بہادر

بہا ہے پھوٹ کے آنکھوں سے آبلہ دل کا | تری کی راہ سے جاتا ہے قافلہ دل کا

جہان کے باغ مین ہم بھی بہار رکھتی ہین | نشان لالہ دل داغدار رکھتے ہین

زہرہ تخلص منی طوائف وطن اسکا کشمیر مولد و مسکن دار الامارت کلکتہ گلرو و گلبدن و گلندام ہے ۔ خوشخو و خوش گلو و خوشخرام ہے ۔ سخن سنجی و سخن فہمی و سخن طرازی مین آفت ہی ۔ سخن چینی و سخن سازی و سخن پردازی مین قیامت سے ہے کبھی کبھی موزونی طبع کے سبب فکر سخن کرتی ہے اور کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتی ہے

دیکھکر جو رنگ دل ہے عاشق دلگیر کا | سبزۂ رخسار سبزہ ہے مگر شمشیر کا

دل ہمارا درد کا پتلا بنا اے برہمن | ہے تصور دمبدم جو اوس بت بے پیر کا

ہے جو غنا و رقص کا چرچا بسنت مین | ہنڈ دل کی بہار ہے ہر جا بسنت مین

اب نغمۂ بہار جو ہوتا ہے گوش خورد | جوش جنون ہوا ہے زیادہ بسنت مین

کیا کسی مہوش کا زہرہ اوسکو بھی ہے انتظار | دیدۂ عاشق کی صورت ہے جو بیدار آئینہ

درد و غم فراق سے شکوہ ہوئی ہو بیکلی | دلکی کشش کشان کشان اوسکی گلی مین لے چلی

روتے ہین سر ٹپکتے ہین زندگی یک عذاب ہے
ہجر مین تیرے گلبدن وقف الم ہو جان ہے

جب نہ ملے وہ جان جان کیون نہو دل کو بیکلی
بستر خار سے فزون مجکو ہے فرش مخملی

زہرہ تخلص امراوجان عرف چھٹن طوائف ساکنہ لکھنؤ شاگرد آغا علی شمس چھوٹے سے سن مین بڑی طبیعت دار ہے یہ شعر راقم الحروف نے اوسکی زبانی سنے تھے

امتحان ہے اگر مرا منظور
نہوئی شہر و دشت مین تسکین

آپ ہے آزمائیے دل کو
اب کہان لیکے جائیے دل کو

زینت تخلص اور نام دہلی کی ایک شاہد بازاری کا تھا جو اپنے عاشق مرزا ابراہیم بیگ مقتول کے ساتھ از راہ وفاداری کے لکھنؤ کو چلی گئی بعض صاحب تذکرہ نے اسکا تخلص نازک لکھا ہے

شب مہتاب مین تا صبح زینت
ہے نالہ وزاری کا مرے شور فلک پر

خیال ماہرو ہے اور ہم ہین
پر وہ بت مغرور کوئی کان دہرے ہے

سلطان تخلص شاید دختر نواب معتمد الدولہ بہادر کا ہو لیکن حال انکا تحقیق معلوم ہوا صاحب دیوان ہین

قاتل سے کب کہا تھا کہ آنکھین لڑاے دل
آخر نہ میری جان پہ آئے بلاے دل

شرم تخلص شمس النسا بیگم بنت حکیم قمرالدین خان بنارسی ساکنہ لکھنؤ شاگرد وزیر دیوان انکا نظر سے گزرا

جیتے جی نہ آیا دوسے کچھ دہیان ہمارا
گر پڑون یار کے قدمون پہ اگر پی ہو شرب
کوئی نا آشنا نہین ایسا
وصل مین شرم وحیا شرم کو مشکل ہے بہت
دشمن ہوا وہ جان کا کی جب سے دوستی
سو طرح کی جفا تری اے نازنین سہی
فرمائیے تو آپ کے پہلو مین بیٹھ جائین

مرجانے پہ کیا نکلے کا ارمان ہمارا
ہاتھ آیا ہے بہانہ مجھے بیہوشی کا
سے ملے ہین آپ آشنا کیا خوب
کثرت شوق سے ہو جاتا ہے دشوار لحاظ
سچ ہے مثل کسیکا کوئی آشنا نہین
انسیر بہی تجکو قدر نہین تو نہین سہی
بیار سے بجائے تکیہ پہلو ہمین سہی

ستمگر تخلص چہوٹی صاحب طوائف باشندۂ لکھنؤ کلکتہ مین بہی آئی تھی راقم الحروف نے اوسکو دیکہا ہی

مردے زندے ہو گئے پازیب کی جہنکار سے	ہر قدم پر حشر برپا ہے تری رفتار سے
یہ کس رشک مہ کا نظارہ ہوا ہے	کہ خورشید آنکہون کا تارا ہوا ہے
ملے غیر سے یار آنکہون کے آگے	مری جان یہ کسکو گوارا ہوا ہے

شیرین تخلص بیگا طوائف ساکنۂ لکھنؤ شاگرد میر محمدی سپہر وامداد علی بحر راقم نے اسکو کلکتہ مین دیکہا ہی صاحب دیوان ہے

باتین وہ دلفریب ادائین وہ دلربا	ایسے پری خصال پہ کیونکر نہ آے دل
شیرین کا یہ کلام ہے ہر وقت ہر گہڑی	جسکو خدا خراب کرے وہ لگاے دل
عاشق کو دیکہتے ہین عداوت کی آنکہ سے	آگاہ وہ نہین ابہی الفت کی آنکہ سے
شیرین ترے کلام کو یکتا نہ پایگا	دیکہے گا جو غزل کو عنایت کی آنکہ سے

صاحب تخلص امۃ الفاطمہ بیگم عرف صاحبجی ساکنۂ لکھنؤ دہلی کی سیر بہی کی تہی مومن خان دہلوی نے مثنوی قول غمین اسکی تعریف مین کہی ہے

رقیبون کا جلنا کہان دیکہتا تو	سمان یہ مرے گہر مین آیا تو دیکہا
گنہ کیا صنم کے نظارے مین زاہد	یہ جلوہ خدا نے دکہایا تو دیکہا
کہوئے ہین اوسنے پیرہن یوسفی کے بند	تہ کر رکہے نسیم سے کہد و قبای گل
نظر ہے جانب اغیار دیکہیے کیا ہو	پہری ہے کچہ نگہ یار دیکہیے کیا ہو

صنم تخلص درگا شاہد بازاری اکبرآباد قوم ہنود سے ہے

چہپتا یا گر رخ پر نور اپنا	ہے جیگا طالب دیدار کیونکر

طرافت تخلص دہلی کے ایک زن پردہ نشین کا ہے اور کچہ حال معلوم نہ ہوا

اوسکے لب ہین شراب سے بہتر	حسن ہے آفتاب سے بہتر

عالم تخلص خاص محل زوجۂ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ متخلص بہ اختر اندنون ٹیابرج متعلق کلکتہ مین رہتی ہین شعر اچہا کہتی ہین ستار اچہا بجاتی ہین مثنوی اور

دیوان انکے نظر سے گزرے

گیسوے خدار او سکے رخ پہ بل کہانے لگا	سینۂ عشاق پر بس سانپ لہرانے لگا
بیقراری کیا بیان ہو اس دلِ بیتاب کی	شور و افغان سے ہمارے عرش تہرانے لگا
اوجاڑ سے دیکھیے کس کس کے آشیانے کو	یہی چمن مین ہے اب چار سو فغان بیداد
اسے باغبان چمن مین یہ کہدے پکار کے	لو بلبلو چلو کہ دن آگئے بہار کے
وحشی وہ ہون کہ قیس نے بہی بس تبرکاً	گنڈے بنا کے پہنے گریبان کی تار کے
عالم وہ طلبگار ترے ہو گئے اوسبدن	جب تازہ ستم کوئی بھی ایجاد کرینگے

عزیز تخلص عزیز طوائف ساکنۂ دہلی شاگرد سعادت یارخان رنگین

جبکہ باغ دہر دیکھین گے	ایک گل کیا ہزار دیکھین گے
تم نہ دیکھو گے گو ہمین یکبار	ہم تمھین لاکھ بار دیکھین گے

عفت تخلص نجم النسا بیگم ساکنۂ لکھنؤ شاگرد مقصود عالم مقصود تخلص

ہم جو اے جانِ جہان تجھسے بچھڑ جاتے ہین	صدمے ہوتے ہین قلق ہوتی ہین گھبراتے ہین

فرخ تخلص فرخ بخش ساکنہ کانٹھہ شاہد بازاری سرگرم دلداری تھی

ہمارے قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہے	نگاہِ پاک کی شاہد یہی تاثیر ہوتی ہے

قمر تخلص حیدری بیگم عرف ماہ طلعت بیگم بنت مرزا ہمایون بخت ہمشیرہ مرزا محبوب علی قوس تخلص زوجۂ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ بڑی ذہینہ و طبیعت دار و خوش مزاج و ظریفہ تھین موسیقی مین بھی دخل رکھتی تہین ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتی تھین ۱۲۸۱ھ بارہ سو اکاسی ہجری مین کلکتہ مین انتقال کیا یہ شعر اس تذکرے کے لیے دیے تھے

دل ناشاد کو تمنے نہ کبھی شاد کیا	بھول کر بیٹھے ہین پھر نہ کبھی یاد کیا
مرکے بھی خو نہ گئی بادہ کشی کی زاہد	حشر مین ساقی کوثر کا نہ دامان چھوٹا
روز و شب کرتی ہے بلبل یہ قفس مین فریاد	مرے گیا فصل بہاری مین گلستان چھوٹا
لیگیا قیس یہ بھی فوق تمہارا وحشی	مرکے بھی دست جنون سے نہ گریبان چھوٹا

دعوی تھا عبث یار مسیحائی کا تم کو
داغ سودا سر پہ ہے پاؤن مین زنجیر کشاکش
گر مقابل ہو تمھاری روی آتش رنگ سکے
سوزش داغ دل بیتاب سی پایا فروغ
عشق خط صنم کا تھا اللہ یہ گناہ
گر آب زندگی کبھی تو برساسے ای فلک
اے میکشو تکلف ساقی تو دیکھنا
شہید اہین چشم پرفن آہو شکار کے
ہون وہ سرگشتہ کہ بعد مرگ ای جوش جنون
تیرے جانبازون کو بس کافی ہی شمشیر نگاہ
گل سودا شگفتہ ہین بہ فیض اشکباری ہے
نہ پوچھو ہمنشین ہمسے شب فرقت کی بیتابی
گرے اتنے ستارے کفش سی تیری سر تابان

اچھا نہ ہوا ایک بھی ہمیں ار تمھارا
ہے پر یر د تیری الفت مین یہ حال آفتاب
بدر کی صورت گھٹے ہر دم کمال آفتاب
اے قمر کب تھا بھلا ایسا جلال آفتاب
بہر عذاب آئے ہین مرقد مین مار سبز
کشت امید وصل نہوز ہنار سبز
شیشے ہین سرخ جام مے خوشگوار سبز
گلشن مین کب ہے نرگس بیمار سی غرض
لوح مرقد کے لیے سنگ فلاخن چاہیے
قتل عاشق کے لیے کیا تیغ آہن چاہیے
نسیم آہ کا جھونکا یہان باد بہاری ہے
الم ہے درد و حسرت ہے فغان ہے آہ و زاری ہے
روش گلزار کی ہر ایک فرش زرنگاری ہے

ماہ تخلص منجھلی بیگم ساکنہ لکھنؤ

گر مقابل عارض جانان کے یکدم آئی گل
کاکل مین میرے دل کو گرفتار کر چلے

شرم سے بلبل کو پھر ہرگز نہ منہ دکھلائی گل
کالی بلا سے ہائے مجھے مار کر چلے

محبوب تخلص محبوب محل ممتوعہ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ متخلص بہ اختر اندنون
مٹیا برج متعلق کلکتہ مین رہتی ہین

اٹھا سکے نہ مصیبت فراق یار مین روح
جو آنا ہو تجھے مد نظر تو آ ظالم
نہ نکلی حسرت دل ہائے ایک بھی کہ موت آئی
ہے آرزو تیرے ہاتھون سی قتل ہون مین بھی

نکل گئی تن لاغر سے انتظار مین روح
نکل نہ جائے کہین تیرے انتظار مین روح
ہمیشہ تڑپے گی تیرے لیے مزار مین روح
لگی ہوئی ہے تری تیغ آبدار مین روح

مستور تخلص مستور بیگم ساکنہ لکھنؤ

خزان مین بھی نہ کسی سال کم ہوئی وحشت	رہا ہے اپنا گریبان بے رفو برسون

مشتری تخلص قمر بخان عرف منجھو طوائف ساکنہ لکھنؤ شاگرد آغا علی شمس خوش طبع و خوشنویس و خوشگو ہے راقم الحروف سے اس شوخی مجسم سے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

ناحق ہے ناز حسن سے یہ بے نیازیان	بندہ نواز آپ کسیکے خدا نہین
اوسوقت آپ میری عیادت کو آئے ہین	جب بس نہ چکے گلے سے اوترتی دوا نہین
ناکسون سے ربط بد وضعونسے صحبت واہ واہ	دیکھلی حضرت سلامت میرزائی آپ کی
شیخی کی لیا کرین فرشتے	جانے کی وہان مجال بھی ہے
غفلت مین ہم اونکو دیکھتے ہین	ہے خواب بھی کچھ خیال بھی ہے
باتین تو وہ کرتے ہین خوشی کی *	چہرے سے عیان ملال بھی ہے
ہین آپس مین وہم و گمان کیسے کیسے	یہان کیسے کیسے وہان کیسے کیسے
سہے ہمنے جور بتان کیسے کیسے	اوٹھائے ہین کوہ گران کیسے کیسے
ملے خاک مین جور گردون سے	مکین کیسے کیسے مکان کیسے کیسے
دلمین سمجھا چشم کا بیمار رہے	جسنے میری ناتوانی دیکھہ لی
تیری نظرون مین ہے یکسان نیک و بد	اے مبصر قدردانی دیکھہ لی
بےمروت کر دیا اوس ماہ کو	آسمان کی مہربانی دیکھہ لی
جیتے رہتے بھی تو مشکل تھی رہائی مجھکو	سستے چھوٹے جو تری ہاتھہ سے مرکر چھوٹے
اس سے تو وصل کے ارمان مین مرنا بہتر	یا الٰہی نہ کسی سے کوئی ملکر چھوٹے
مار ڈالا مجھے اے مشتری اس نیت نے	زلفین چھوٹین کہ مرے واسطے اژدر چھوٹے

ملکہ تخلص اپنی دختر بلاکیر صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس شہر کلکتہ ماہرو مشکین مو سمن بو کمان ابرو خوش گام خوش خرام سیمتن نازک بدن قوم انگریز سے ہین موسیقی مین اچھا دخل رکھتی ہین ستار خوب بجاتی ہین کلکتہ مین رہتی ہین کبھی کبھی شعر کہتی ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتی ہین تھوڑے روز ہوئے کہ مشرف بہ اسلام ہوگئین

ہوتی نیند بھی ہمسایہ کی تا صبح حرام	سنئے نالہ جو کسی رات سر شام کیا
آہ وزاری نہین سنتے بھلا ارانون کو	اوس صنم کو ملکہ نے ہی مگر رام کیا
ہجر مین دل کو بیقراری ہے	جوشش فریاد آہ وزاری ہے
آنکھین بھی اسکے ہوگئین ہین سفید	کسی بت کی جو انتظاری ہے

منتظر تخلص گنا بیگم بنت علی قلی خان ششش انگشتی زوجۂ نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر وزیر عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی متخلص بہ نظام شاگرد میرزا بعض صاحب تذکرہ نے انکا گنا تخلص اور انکے اوستاد کا نام قمر الدین منت لکھا ہے

ترے منہ کی تجلی دیکھکر کل رات حسرت سے	زمین پر لوٹتی تھی چاندنی اور شمع جلتی تھی
اب خواب مین گر وصل ترا ہو وے تو ہو وے	ملنا ہر مین تو ملنے کی ہمین آس نہین ہے

مہتاب تخلص اور نام بھی دہلی کی ایک شاہد بازاری کا ہے

دل اوٹھاتا ہے مرا جور وجفا کیا کیا کچھ	آہ کرتا ہے وہ عیار دغا کیا کیا کچھ

ناز تخلص جہان شاہد بازاری فرخ آباد

زہرہ بلائین لینے لگے آسمان پر	توڑا لیا جو نارج مین اوسنے اوٹھا کے ہاتھ

نزاکت تخلص رمجو طوائف ساکنۂ نارنول دہلی مین رہتی تھی شعر اچھا کہتی تھی نواب مصطفے خان شیفتہ اوسپر شیفتہ وفریفتہ تھے

بسکہ رہتا ہے یار آنکھون مین	ہے نظر بیقرار آنکھون مین
محفل گلرخان مین وہ عیار	لیگیا دل ہزار آنکھون مین
سرمۂ خاک پا عنایت ہو	آگیا ہے غبار آنکھون مین
ہون نزاکت ویسے کوئی کیا ذکر	دم رخصت تری سنبھال سکے
نا منصفی اور یہ بت بیداد گر ایسی	چاہت تری غیرونکو بھی ہوگی مگر ایسی
ہمنے بری دشمن کو چھپا نا ہی تھا قاصد	کہتا ہے کسی سے کوئی نادان خبر ایسی

نورن تخلص ونام نورن میر اسن ساکنۂ فرخ آباد کا ہے

مارا اٹھا تیری زلف نے کل جسکو گلبدن	بارغ جہان سے آج وہ بیمار اوٹھگیا

گلزار ہے صہبا ہے دلدار ہے اور میں ہوں تنہا	ایام جدائی کی تکرار ہے اور میں ہوں

قطعه تاریخ ترتیب این تذکرهٔ سخن شعرا چکیدهٔ قلم جواهر رقم حاجی حافظ عبدالله متخلص به آشفته شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم

طبع موّاج حضرت نسّاخ	هست دریای علم و کان سخن
نوک کلکش بجوش فکر رسا	رگ ابر گهرفشان سخن
می تراود ز رشحهٔ قلمش	شیرهٔ جان بکام [illegible] سخن
کرده املاء تازه تذکره	بهر ارباب نکته دان سخن
یک بیک حرف نکته سنجان را	راست سنجیده در بیان سخن
زان جگرگوشگان پاک نژاد	هر یکی فخر خاندان سخن
آمد از لعل و گوهر مضمون	نامه اش گنج شایگان سخن
از پی قوت روح اهل مذاق	داد ترتیب [illegible] سخن
دل بذکر جمیلش از سر شوق	هست ناخوانده [illegible] سخن
سال تاریخش از سر فضلی	گفت آشفته [illegible] سخن

وله

باملای نسّاخ معجز رقم	چه در روشنی [illegible]
ز آشفته ای دل بتاریخ آن	بگو [illegible]

قطعه تاریخ نگاشته حکیم منور حسین متخلص به فیض و حکیم صاحب مثنوی سلسبیل و عمدة الاعجاز و صاعقه و جواهر الحکمت و کنایات منوری و صحیفة الاسرار وکیل عدالت دیوانی ضلع مونگیر باشندهٔ امروهه شاگرد مهدی علی ذکی

صد شکر که این کتاب نسّاخ	معمور نظم دلستان شد
بنوشت حکیم مصرعهٔ سال	این بار کلام شاعران شد

۱۲ هجری ۸۱

از حاجی سعید بخت مجموعہ دار متخلص بہ سعید باشندہ سلہٹ
شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم

جناب حضرت نساخ ہیں جو جانِ سخن — جہان ہیں کہتے ہیں سب جنکو راز دانِ سخن
کیا ہے جمع اونھوں نے یہ تذکرہ کیا خوب — عجیب ڈھب سے مدوّن ہے داستانِ سخن
سعید مجھکو تھی تاریخ کی جو اوسکے فکر — کہا سروش نے آرائشِ جہانِ سخن

۱۲۹۱ ہجری

خاتمۃ الطبع

المنۃ للہ کہ این طلسم جادو نگار گلدستہ گلہای ہمیشہ بہار تذکرہ سخن شعرا شعر و سخن را ہمین یادگار تالیف منیف استاد نازک خیال شاعر عدیم المثال جناب معلی القاب مولوی عبد الغفور خان المتخلص بہادر نساخ کہ گلبن سخن بنام نامیش از ثمرہای تازہ و نو شاخ شاخ شد در مطبع نامی گرامی منشی نول کشور لکھنؤ در شہر مبارک رمضان شریف ۱۲۹۱ ہجری
مطابق ماہ اکتوبر ۱۸۷۴ عیسوی بہزار زیب
و تزئین منطبع گردید

+ + + + +